ملفوظ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

القول الجلی

اردو ترجمہ و شرح

جناب مولوی حافظ تقی انور علوی کاکوروی

خانقاہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری شریف ضلع لکھنؤ (انڈیا)

اسرار الجلی فی شرح اسرار الخفی

الشعر التقی فی ترجمۃ

القول الجلی

ملفوظ حضرت مسند الوقت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مؤلفہ

حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی (مخطوطہ سنہ ۱۲۲۹ھ)

مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ
نورآباد فتح گڑھ سیالکوٹ

Marfat.com

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ)

تعداد اشاعت	چھ سو ۶۰۰
سنہ اشاعت	۱۹۹۷ء
قیمت	
ناشر	مولوی حافظ تقی انور علوی
کاتب	محمد احمد الکاکوری
طابع	سوامی شیل پرنٹرس گھدرا لکھنؤ

ملنے کا پتہ

کتب خانہ انوریہ تکیہ شریف کاکوری ضلع لکھنؤ

Marfat.com

اِنتساب

حضرت اقدس مرشدنا نائب الرسول قائم الزماں
شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی
کی روح پر فتوح کے نام جن کے فیض کی تابندہ کرنوں نے
معارف و اسرار کی تشریح و تفہیم اور ترجمہ کی دشوار گذار
راہوں کو روشن کیا

اور

اپنے والد ماجد و استادِ مکرم حضرت مولانا حافظ شاہ
محمد مجتبیٰ حیدر صاحب قلندر مدظلہٗ کی نورِ بصیرت کے
نام جن کے حکم اور رہنمائی نے مجھے یہ بارِ عظیم اٹھانے کا حوصلہ
دیا، نہ صرف یہ بلکہ اس کے بیشتر مضامین سبقاً سبقاً ان سے
پڑھ کر معانی و مطالب میں استمداد کرتا رہا۔

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
مقدمہ	(۱)
عرض ناشر	(۵۹)
سبب تالیف	۶
بشارات	۸
اسم شریف	۹
والدۂ معظمہ	۱۰
ولادت باسعادت	۱۱
زائچہ	۱۲
واقعات طفلی	۱۳
فقہی مسائل میں آپ کا درک	۱۶
شیخ بایزید کا واقعہ	۱۸
عاشقی جیبست الخ	۱۹
شیخ عبداللہ کا مبشرہ	۲۰
اجازت بیعت	۲۲
تکمیل کتب	۲۲
واقعہ ابتدائے سلوک	۲۲
قرب فرائض کا وصول	۲۳
مقربین کے بارے میں [illegible] اظہار	۲۴

Marfat.com

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان
۲۵	سات ادوار کی تشریح
۲۶	ترقیات سلوک
۲۹	زیارت لقمان حکیم
۳۴	زیارت حضرت علی مرتضیٰ رضہ
۳۵	واقعہ شاہ نوراللہ
۳۶	سفر اول بہ ارادہ حج تا سورت بندرگاہ
۳۸	مشاہدہ
۳۸	دلچسپی
۳۹	حدیث کانوا فی الامم السابقہ الخ
۴۲	سفر احمد آباد
۴۲	ساداتِ بارہہ کی خدمت میں حاضری
۴۳	کرامت متعلق واقعہ شیرینی
۴۴	کرامت متعلق واقعہ کتاب
۴۵	کرامت ماہ شعبان
۴۶	پھلت میں رہزنی کی واردات
۴۶	محمد طیب مکی
۴۷	خواجہ محمد سلطان کا واقعہ
۴۸	عبدالرحیم کشمیری کی خودستائی
۴۹	حالت عجیبہ کا طاری ہونا
۵۰	شاہ عبدالرحیمؒ کے عرس کی محفل کا واقعہ
۵۰	الہام حضرت اقدس
	دست مبارک میں نور کا
	ارادہ سفر حرمین شریفین

Marfat.com

عنوان	صفحہ
تاریخ روانگی	۵۳
حاضری مزار شاہ بوعلی قلندر پانی پت و دیگر حضرات	۵۳
بیان احوال تجور	۵۴
سندھ میں قیام	۵۴
ٹھٹھہ میں نزول	۵۴
سورت کی بندرگاہ	۵۴
جہاز پر سوار ہونا	۵۵
جدہ پہنچنا	۵۶
عمرہ تمتع	۵۶
مکہ معظمہ میں حاضری	۵۶
فریضۂ حج	۵۶
اکابر علماء و فضلاء کی خدمت میں حاضری سوڈانی عالم کا خواب حرمین کے لوگوں کی بیعت روانگی برائے زیارت مزار سرور کائنات ﷺ خواب شیخ عبدالکریم انصاری دعوت شیخ طیب مدرس مسجد نبوی علمی تبحر	۵۶ - ۵۷
حضرت غوث الاعظم کی تصنیف غنیۃ الطالبین کے مسائل کے سلسلہ میں استفسار	۵۸
حضرت شیخ ابوطاہر کردی سے تلمذ	۶۱
سند حدیث	۶۱
درس بخاری شریف	۶۲
شیخ ابوطاہر کردی کی تعلیم و تکریم، آپ کے تبحر پر اظہار حیرت	۶۲

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۶۲	اجازت نامہ
۶۲	اشعار
۶۲	سلاسل کی اجازت
۶۲	روانگی
۶۳	آپ کی رخصتی پر استاد کی حسرت وافسوس اور ان کا گریہ
۶۲	اور ان کے صاحبزادوں کی شایعت
۶۳	تصانیف القول الجمیل والقدرۃ السنیہ وفیوض الحرمین
۶۳	ادائگی حج ثانی
۶۴	والدہ ماجدہ کی وفات کی اطلاع
۶۴	واپسی براہ سورت
۶۴	زیارت مزار شیخ محمد غوث گوالیاری
۶۴	مراجعت وطن
۶۵	قطعہ تاریخ مراجعت وطن
۶۶	تاریخ حضرت شاہ اہل اللہ
۶۷	مشاہدات
۷۰	حضرات حسنینؓ کو خواب میں دیکھنا
۷۱	روح شمس سے گفتگو
۷۱	شعایر اللہ کی دید
۷۱	حقیقت تدلی پر اطلاع
۷۲	شہدائے بدر کی قبور کا کشف
۷۲	ابوذر غفاریؓ کے مزار کی زیارت
۷۲	محفل میلاد شریف سرور کائنات
۷۲	زیارت سرور کائنات

Marfat.com

عنوان	صفحہ
آپؐ کے دونوں اصحابؓ پر سلام اور عرض داشت	۷۴
حدیث کنتُ نبیاً الخ	۷۵
مرقدِ مقدس کی جانب توجہ	۷۵
محرابِ نبوی میں ہل تمارون فی القمر لیلۃ البدر الخ کی حقیقت کا ظہور	۷۶
آنحضرتؐ کی روح کا تجلی فرمانا	
آنحضرتؐ کا افاضہ	
مواجہہ شریفہ میں صلوٰۃ وسلام	۷۶
آنحضرتؐ کا بذاتِ خود تربیت فرمانا	۷۷
مولفِ کتاب کی بیعت	۷۸
لولاک لما خلقت الافلاک کا مشاہدہ	۷۸
آپؐ کی شفاعت اور توسل	۷۸
حدیث این کان ربنا کا کشف	۷۹
اہل بیت کی قبور کی طرف توجہ	
معرفت قطب الارشادی	
خلافت باطنیہ کی خلعت	۷۹ - ۸۱
مبدا و معاد کے اسرار کا افاضہ اور رافع کی حدیث	
صراطِ مستقیم کی حقیقت	۸۲
شاہ صدر عالم کا بیان	۸۳
شاہ نور اللہ کا بیان،	۸۳
محمد یوسف کا بیان	۸۳
حافظ عبدالنبی کا بیان	۸۵
شاہ نور اللہ کا بیان	۸۵
فتح ابوابِ سماء	۸۶

Marfat.com

عنوان	صفحہ
صاحبزادے کی وفات کا کشف	۷۶
قیامت کا بیان	
دنیا کو بشکل عورت دیکھنا	[illegible]
قطب الملک کا واقعہ	۸۱
خواجہ محمد سلطان کا استفسار	۸۹
حالت الہیہ کا ظہور	۸۹
اشعار	۹۰
اقسام شرک	۹۰
خاص حقیقت پر بصیرت کا ظہور	۹۱
ملائکہ سفلیہ کی شکلیں	۹۲
شاہ نور اللہ کا واقعہ	۹۲
حقیقت الملائکہ	۹۳
حضرت عیسیٰؑ سے مسلمانوں کی بیعت	۹۴
امام ابو حنیفہؓ کو دیکھنا	۹۴
حافظ عبد النبی کا واقعہ	۹۴
دختر خواجہ محمد سلطان کی شادی	۹۵
شاہ نور اللہ کا بیان	۹۵
سحر اور اس کی حقیقت	۹۶
بارہویں ربیع الاول	۹۹
شیخ محمد عابد کا بیان	۱۰۰
نفس ناطقہ کا متشکل ہونا	۱۰۱
احمد بارجا کا واقعہ	۱۰۱
محمد قاسم عربی کا واقعہ	۱۰۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ
آنحضرتؐ کا صورت مشابہ کا افاضہ	۱۰۲
مولف کتاب کی بیعت ثانی	۱۰۳
شیخ صدر عالم کا واقعہ	۱۰۴
شیخ کمال الدین کا واقعہ	۱۰۴
مفتی شہ ہونے کا قصہ	۱۰۴
فضل اللہ خاں کا واقعہ	۱۰۴
برج شرف میں آفتاب کا داخلہ	۱۰۵
صورۃ اع کا افاضہ	۱۰۵
ایام عاشورا میں شہدائے اہلبیت کی جانب سے فاتحہ کا اشارہ	۱۰۶
ائمہ اثنا عشر میں امام جعفر صادقؓ کی رفعت وعظمت کا مشاہدہ	۱۰۶
تصدیق بالقلب	۱۰۷
میواتی شخص کا واقعہ	۱۰۷
حافظ عبدالغنی کا بیان	۱۰۹
ہدایت اللہ کا بیان	۱۰۹
فرزند کی جاہ وحشمت	۱۱۰
اہل خانہ کا واقعہ	۱۱۰
مصطفیٰ خاں کا واقعہ	۱۱۱
محمد شاہ کا واقعہ	۱۱۲
جماعت روحانیین کا واقعہ	۱۱۲
قاضی عبداللہ کا بیان	۱۱۳
شیخ عبید اللہ کا بیان	۱۱۳
طور تشریعی	۱۱۴
ائمہ اثنا عشر	۱۱۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ

حافظ عبدالغنی کا بیان	۱۱۶
سلطان حسن کا واقعہ	۱۱۷
شیخ شمس الحق کا بیان	۱۱۸
جنوں کے احوال کا ظہور	۱۱۸
دہلی میں قتل عام کی پیشین گوئی	۱۱۹
نادر شاہ	۱۲۰
نادر شاہ کا حملہ اور قتل عام	۱۲۱
حوادث عظام	۱۲۱
حافظ عبدالغنی کا بیان	۱۲۴
لفظ شیعہ اور ان کا ذبیحہ	۱۲۵
زیارت حضرت نظام الدین اولیاء	۱۲۵
صاحبزادی کی شادی	۱۲۶
... صاحب کا موکل	۱۲۶
خواجہ حبیب اللہ کشمیری کا بیان	۱۲۷
خواجہ محمد امین کا بیان	۱۲۸
شاہجہاں آباد میں چیچک کا زور	۱۲۸
... کے تعویذ سے شفا	۱۲۸
حافظ عبدالغنی کا بیان	۱۲۹
شیخ ابوالرضا محمد کا عرس	۱۳۰
نور ... یاں	۱۳۰
اشعار زری یا رسول اللہ	۱۳۱
خادم ... صاحب کا مشاہدہ اس کے وسیلہ سے استفادہ	۱۳۱
شب ... کی برکات اور ان کا مشاہدہ	۱۳۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خواجہ محمد امین کا الہام	۱۳۴
خواجہ محمد امین کا بیان	۱۳۵
آپ کی محفل میں آسیب اور اس کو دفع کرنا	۱۳۶
فتح باب	۱۳۶
بقائے سلسلہ	۱۳۷
حافظ عبدالرحمٰن کا بیان	۱۳۷
شرف قمر اور شرف زہرہ میں انگشتری کے اثرات	۱۳۸
میر افضل کا بیان	۱۳۹
ذکر جہر کا حکم	۱۴۰
خلافت امیر المومنین حضرت علی رضی پر نص جلی	۱۴۶
چلہ میں نزول برکات	۱۵۷
صنعت تعمیر اور اس کے فن کا مشاہدہ	۱۵۸
حدیث شریف ان اللہ اصطفیٰ الخ	۱۵۹
حقائق کا بیان	۱۶۰
شاہ نور اللہ کا بیان	۱۶۴
شیخ حبیب اللہ کے مزار پر حاضری اور مراقب ہونا	۱۶۵
آم کی تقسیم کا واقعہ	۱۶۸
خواجہ باقی باللہؒ کی نسبت	۱۶۹
چلہ کے واردات	۱۷۰
عمر کا تعین اور اس میں اضافے کے اسباب	۱۷۲
مولانا رومؒ کی زیارت	۱۷۴
شیخ اکبر کی زیارت	۱۷۴
اسم عزیز کی تلاوت	۱۷۴

Marfat.com

عنوان	صفحہ

انت ولیی فی الدنیا الخ	۱۷۶
من کان فی ہٰذہٖ اعمیٰ الخ	۱۷۸
رب لم حشرتنی اعمیٰ الخ	۱۸۰
وآتینا لقمان الحکمۃ الخ	۱۸۱
یاایہا النبی انا احللنا الخ	۱۸۲
سبحان الذی خلق الازواج الخ	۱۸۳
فسبحان الذی بیدہ الخ	۱۸۴
تقشعر منہ جلود الذین الخ	۱۸۴
لمقت اللہ اکبر الخ	۱۸۴
ثلۃ من الاولین الخ	۱۸۴
منہم ظالم لنفسہ الخ	۱۸۴
زوجہ ثانیہ پر ہیئت صالحہ کا ظہور	۱۸۶
چلہ کے واردات	۱۸۸
حضرت موسیٰؑ کی زیارت	۱۹۵
رمضان کا عشرہ اخیرہ	۱۹۹
آپ کا وجد بکا	۲۰۱
احمد خاں افغانی کا ہنگامہ	۲۰۱
حکومت کے درہم وبرہم ہونے کی پیشین گوئی	۲۰۳
خواجہ محمد صالح سمرقندی کا بیان	۲۰۳
خواجہ محمد امین کا بیان	۲۰۴
شاہ نور اللہ کا بیان	۲۰۴
چلہ کے مشاہدات	۲۰۶
اولیاء سلف کو علم لدنی کے مقام کا حصول	۲۱۰

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ابو علی سینا کی رائے	۲۱۲
تجرد امثال کا مسئلہ	۲۱۳
زہرہ وعشار	۲۱۵
الذین یحملون العرش الخ	۲۲۴
مخاصمہ کفار	۲۴۳
ایک عزیز کی صاحبزادی کا واقعہ	۲۴۴
مکتوب بنام مؤلف	۲۴۶
حقایق ومعارف (مخاطبات)	۲۴۷
صفدر جنگ کا فتنہ	۲۶۶
مکتوب بنام مولف	۲۶۸
حقائق کا بیان (ساطعے)	۲۱۹
ایک عزیز کا واقعہ	۲۸۸
اللہم اعط مالاً الخ	۲۸۸
خواجہ محمد امین کا بیان	۲۹۹
قد یکون الالہام الخ	۲۹۰
میر ابو سعید نبیرۂ میر علیم اللہ کا بیان	۲۹۳
احمد شاہ ابدالی کا واقعہ	۲۹۵
جنگ	۲۹۶
آپ کی پیشین گوئی	۲۹۹
واردے	۳۰۱
درانی اور نجیب الدولہ کا مقابلہ	۳۱۷
لائحے	۳۲۱
شاہ عالم کی پٹنہ سے روانگی	۳۳۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ
خواجہ محمد امین کا بیان	۳۳۳
نیاز گل خاں کا واقعہ	۳۳۳
حکیم ابوالوفا کا واقعہ	۳۳۴
مخدوم محمد معین ہمتی کو تنبیہ کرنا	۳۳۵
محمد جواد کا بیان	۳۳۶
واقعۂ وفات	
حادثۂ وفات قیام خیز کا محیر العقول واقعہ جس کی تفصیل بہ حالتِ تندرستی و صحت مندی اٹھارہ سال قبل مجمع عام میں حضرت اقدسؒ بیان فرما چکے تھے۔	۳۳۷
آپ کی علالت میں حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی آپ کے سرہانہ تشریف آوری	۳۴۱
اپنے بڑے چاروں صاحبزادگان کو بشارات اور ان کو ان کے باطنی مراتب سے مطلع و آگاہ فرمانا۔	۳۴۲
حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کا حضرتِ اقدس کی عیادت کے لیے آخر وقت تشریف لانا اور اس وقت مجلس خاص میں حلقۂ مراقبہ منعقد ہونا۔ حضرت مرزا صاحبؒ کا رخصت ہونا اور آپ کا وصال فرمانا۔	۳۴۳
جو مخصوصین موجود نہ تھے ان کو عالم غیب سے حضرت اقدسؒ کے وصال کی خبر ملنا۔	۳۴۴
بڑے صاحبزادہ حضرت شیخ محمد کو ان کی بیقراری پر بعد وفات آپ کا متمثل ہو کر تسلی دینا۔	۳۴۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرتِ اقدس کے فاتحہ سوم میں علماء و مشائخ کا جمِ غفیر۔ آپ کے فرزند اکبر کا بہ چشمِ ظاہر آپ کا دیدار و گفتگو اور آپ کا اپنے صاحبزادگان کو شاہ محمد عاشق کے زیرِ سرپرستی دنیا (ظاہری و باطنی تعلیم کے لیے)	۳۴۵-۴۶
حضرتِ اقدس کی وفات کے بعد ایک روز مولف (شاہ محمد عاشق) کا مع آپ کے صاحبزادگان نیز مخصوصین کے جمِ غفیر کو ساتھ لے کر مزارِ اقدس پر حاضر ہونا۔ وہاں حضرتِ اقدسؒ کی روح مبارک کا ایک نوعمر شخص پر متجلی ہو کر اس کو اپنا عین بنا کر قائم ہونا اور حقائق و معارف دقیقہ بیان کرنا۔ حاضرین کا دقیق سوالات کرنا اور آپ کا اسی اندازِ بیان میں جوابات دینا جس طرح حیاتِ ظاہری میں دیتے تھے۔	۳۴۸-۴۹
تاریخہائے وفات اور مرثیے	۳۵۰
مزامیر سے احتراز وارث النبی ہونے کی وجہ سے ہے کہ اس میں شغف مفرط و گم ہو جانے سے مقامِ خلت پر فائز رہنے میں میرے لیے اندیشہ ہے جو مقام حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کا تھا۔	۳۵۸
آیت فبهداهم اقتده کی تفسیر۔	۳۶۰
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کا شہوتِ خفیہ میں مبتلا ہونے کا خوف۔ حضرتِ اقدس کا اس حدیث کی شرح اور تشخیص مرض کے بعد اس کا تدارک و علاج کی تجویز۔	۳۶۰
خواجہ محمد امین کے وہ مسموعات جو انھوں نے حضرتِ اقدس کی خاص مجالس سے استفادہ کیے۔	۳۶۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ

تجلی صوری کی حقیقت ۳۶۳-۶۴-۶۵

ارشادات خاص ۳۶۶

جو لوگ حجاب وہم میں پڑے ہیں ان کا علاج قلب صنوبری کے تصور اور ذکر جہر سے کرانا چاہیے۔ ۳۶۸-۶۹

جن لوگوں کو راہِ خدا کا شوق ہے مگر ان کی استعداد میں کمزوری و خامی ہے ان کے لیے علاج۔ جن کو ذکر و تسبیح سے رغبت و شوق نہ ہو ان کو صرف توجہ و یکسوئی سے انا کی تفتیش و تیسر سے حضوری حق حاصل کرنے کا طریقہ۔ لطیفیت کی تفصیل و مراتب جس کے حصول کے لیے وجدانی کیفیت ضروری ہے۔ ۳۷۰-۷۱

سماع میں وجد بلکہ تواجد کے بھی باطنی فوائد جن سے حضرت اقدس خود فیضیاب ہوئے ہیں۔ ۳۷۶

خلوت کے فوائد۔ اس میں اصحاب کہف کی صدق ہمت پر نگاہ رکھے اور قلب کو متوجہ رکھے۔ ۳۷۷

عقلِ معاش ترک کرنے پر عقلِ معاد سے سالک کو کام پڑتا ہے اس وقت اہل و عیال و مال و جاہ کی محبت اس کو مخل نہیں ہوتی الخ ۳۷۸

فنائے نفس اور صفائے نفس لازم و ملزوم ہیں الخ ۳۸۵

فنائے نسفاہی اور فنائے حجابی کی تفصیلات الخ ۳۸۸

حضرت امیر سید کلالؒ کا تعلقاتِ دنیا میں مبتلا شخص کی مثال دینا اور ان تعلقات سے علیحدہ و یکسو ہونے کا طریقہ خطراتِ قلبی کے دفعیہ کے طریقے۔ ۳۹۴

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۳۹۸	کشف و کرامات و علوم و مکاشفات صرف آنے جانے والی چیزیں ہیں۔
۴۰۶	عالم شباب میں اذکار رسائی و قلبی میں مشغول رہنا چاہیئے۔
۴۰۶،۷،۸،۹	تبدیلی کی تفصیل
۴۰۹	حضرت حق سے تعلق قلبی کے باوجود چند وظائف ظاہری بھی اپنے اوپر لازم کر لینا ضروری ہیں (ان کی تفصیلات)
۴۱۰	سالک کو بارگاہِ الٰہی کی طرف توجہ و مشق ریاضت کرنے سے جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اور اس کا نفس اس سے متعلق ہو جاتا ہے اس کو نسبت اور سکینت کہتے ہیں۔ ان کے اقسام۔
۴۱۱	حضرت اقدس کی رباعیات (بفرمائش خواجہ محمد امین ولی اللٰہی) اور ان کی مختصر شرح۔
۴۱۴	بعض افادات متعلق حقائق و معارف
۴۱۹	حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر اس وقت تک تمام لوگوں کی ارواح حظیرۃ القدس میں جمع ہیں الخ
۴۱۹	ایک عزیز کا حضرتِ اقدس سے سوال کہ معارفِ وجدانیہ کے حصول پر عرفان کے یقین کی وجہ یعنی از روئے عقل منکشف نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرتِ اقدس کا جواب۔
۴۲۰	مولانا رومؒ کے شعر "جانِ او با جانِ استثنا است جفت" کی مفصل شرح نیز مقاماتِ انبیاء و اولیاء کی تفصیل۔
۴۲۱	حدیث شریف۔ ان روح القدس نفث فی روعی کی تشریح

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۴۲۵	جماعتوں کا آیاتِ قرآنی پر مداومت کرنا اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اور ان دعاؤں اور عزائم کی نورانیت اور ان کی تفصیلات۔
۴۲۶	خواجہ محمد امین کے مرویات، جو انھوں نے حضرت اقدس کی خاص مجالس سے استفادہ کئے۔
۴۲۸	حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا فرمانا کہ جس مرید میں علم و عقل و عشق یکجا ہو جائیں وہ خلافت کے لائق ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب میں نے اس میں بخت کو بھی شامل کر دیا ہے (یعنی صاحب دولت و ثروت بھی ہو)
۴۲۸	اقسام علم کا بیان نیز مبتدی سالک کے لیے ذکر و مشغولی۔
۴۲۹	حضرت اقدس کا صوفی بیگ سے فرمانا کہ کسی پیر ارشاد (جس کا سلسلہ صحیح و متصل ہو) سے بیعت ہو کر اس کے دامن سے وابستہ ہو جانا ہی مفید و معتمد علیہ امر ہے۔
۴۳۱	حدیث من رآنی فی المنام فقد رآنی الخ کی تشریح
۴۳۲	نسبت پیری و مریدی در حقیقت نسبت پدری و پسری ہے الخ
۴۳۳	سعادت دنیوی کے اقسام کی تفصیل
۴۳۴	انسان کے دل میں جو حقیقۃ الحقایق کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے اسی کا نام محبت ذاتیہ ہے اس کی تفصیل۔
۴۳۵	مذہب اشاعرہ کی توثیق و تحسین۔ انبیاء و اولیا کا مخلوق کی شفاعت کرنے کی حکمت۔

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اولیائے کاملین کی حالت حیرت کی تفصیل۔	۴۳۶
حضرت شیخ ابوالرضا محمد (حضرت اقدس کے بڑے چچا) کے ایک ہندی شعر کی تشریح فرمانا۔	۴۳۷
نسبت اویسیت اور اس کے اقسام کی تفصیل۔	۴۳۸
بعض معمر بن حضرات کی طویل العمری نیز حضرت ابوسعید حبشی و ابوالرضا رتن ہندی اور ان کی صحابیت پر بحث اور حضرت اقدس کی رائے و فیصلہ۔	۴۴۰
شیخ عبدالرحمٰن انبہٹی کا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار پر حاضر ہونا اور فیض حاصل کرنے کی تفصیل۔	۴۴۰
حضرت موسیٰ سدا سہاگنؒ کے مزار اقدس پر حضرت اقدس کی حاضری اور اُن کے ظاہری متبعین کے بارہ میں آپ کی رائے۔	۴۴۱
حقائق و معارف بیان نہ کرنے میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے سکوت و خاموشی کے رموز اور ان کا ان علوم کو برملا بیان نہ کرنے کا بھید۔	۴۴۳
محققین صادقین کی تقلید میں ہی سعادت ہے۔	۴۴۴
حدیث شریف الدنیا سجن المؤمن و جنۃ الکافر کی تشریح۔	۴۴۷
بعض افراد کو نعمتیں عطا ہوئیں لیکن اس کی ان کو اطلاع نہیں دی گئی۔	۴۴۸
توجہ الی اللہ کے اقسام۔	۴۴۸
سالک کی باطنی لغزشوں کے ازالہ کے طریقے۔	۴۴۸
مشائخ زمانہ کی غیرتیں۔	۴۴۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اگر کسی درویش کے دل میں اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت کے لیے حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہو اور وہ اس کو اللہ کا حکم و الہام یقین کر کے عمل کرے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرنا الخ (محقق عصر حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی مدظلہ حضرت اقدس کے اس مشاہدہ و منجانب اللہ آگاہی کو معرکہ بالاکوٹ پر منطبق فرماتے ہیں)	۴۵۰
تفصیل عالم برعاید	۴۵۰
بعض معارف عظیمہ کے بار بار کشف وحصول سے فرحت و مسرت میں اضافہ ہوتا ہے جس سے سالک کی ہمت قوی ہوتی ہے۔	۴۵۲
حضرت حق کا اپنے محبوبین کے ساتھ مختلف معاملتیں رکھنا یعنی جب اللہ کسی بندہ سے خود محبت کرتا ہے تو اس کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا، اس کے مثل دیگر احادیث صحیحہ بھی ہیں ان کی تشریح اور مثالیں (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر جیش عسرہ میں حضرت عثمانؓ کو حضورؐ کا بشارت دینا)	۴۵۵
حضرت عائشہ صدیقہ کی مرویہ حدیث شریف دخل علی سائل کی تشریح	۴۵۶
حضرات عشرہ مبشرہ کی فضیلت دیگر صحابہ پر اور اس کی وجہ۔	۴۵۷
حدیث شریف خیر القرون قرنی کی تشریح اور متاخرین پر صحابہ کرام کی فضیلت کا راز	۴۵۸

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۴۵۹	حدیث شریف خذ واجوامع الکلم عنی کی تشریح۔
۴۵۹	ورع و تقویٰ باہم مشابہ ہیں اگر حد سے بڑھ گئے تو ایک قسم کا وسواس یا جنون پیدا کر دیتے ہیں جن پر وہ اپنی غلط فہمی سے بجائے متنبہ ہونے کے مغرور ہو جاتا ہے۔
	بعض دیگر حقائق و معارف
۴۶۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ کے دن لا تثریب علیکم الیوم فرمانا اور اس وقت قوت زہرہ کی تاثیر۔ نیز دیگر سیاروں کی قوتیں اور ان کے تاثیرات کا بیان
۴۶۹	حضرت اقدسؒ کے بڑے ماموں صاحب (مولف کے والد ماجد) شیخ عبید اللہ نقی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد حضرت شیخ محمدؒ کا حق تعالیٰ کی تجلی محسوس ہونا اور آپ کی ولادت کی بشارت دینا۔
۴۷۰	حضرت قبلہ کا تحصیل علوم کے بعد اشغال طریقت میں مشغول ہو کر سخت ریاضتیں اور چلے کھینچنا اور انوار طریقت و اسرار حقیقت پر فائز ہو کر صاحب تصرف ہو جانے کی تفصیلات۔
۴۷۱	امام الطریقہ حضرت شیخ عبد الرحیمؒ کے آستانہ پر حاضری اور ان سے تجدید بیعت اور ابتغا خلافت نیز اجازت نامہ کی نقل۔
۴۷۲	حضرت اقدسؒ کا ارشاد کہ میرے ماموں صاحب قبلہ کو اللہ نے اس دیار میں افاضۂ برکات کا ذریعہ بنایا ہے کہ تمام امرا غربا و فقرا آپ کے معتقد ہیں آپ کے نفوس کی برکت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں ان کا مثل نہیں ہے۔
	حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ ان کی ہمت جس چیز (امرا) سے وابستہ ہوتی ہے اس کے

Marfat.com

عنوان	صفحہ

خلاف نہیں ہوتا۔ ۴۷۳

حضرت اقدسؒ کا فرمانا کہ "اُن کے عملی کاموں مثل ختم خواجگاں وغیرہ میں بڑی تاثیر ہے" اور اُس کی مثالیں و واقعات بیان فرمانا۔ "

حضرت قبلہ مجالس عامہ میں بھی خلوت در انجمن کے شغل کے پابند ہیں۔ عبادات و ریاضات شاقہ میں متقدمین اولیاء اللہ کی یادگار ہیں۔ ۴۷۶

حضرت قبلہ بجز ایام ممنوعہ کے کبھی بے روزہ نہیں رہتے۔ باوجود خرابی صحت و ضعف و نقاہت سفر و حضر میں قیام لیل کبھی فوت نہیں ہوتا۔ "

شاہ اہل اللہ سلمہٗ کا آپ کی جبین مبارک میں ہویت ذات الٰہی کا مشاہدہ۔ "

شاہ نوراللہ بڈھانوی کا آپ کے حق میں مشاہدہ اور واقعہ نیز بعض حقائق کا بیان۔ ۴۷۷

شیخ عبدالرحمٰن (مؤلف کے صاحبزادہ) کا مبشرہ اور حضرت قبلہ کے طفیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور آنحضرتؐ کی دونوں صاحبان پر خاص نوازشات و کرم فرمائی کے واقعات نیز حدیث شریف کہ نبوت میں سے رویائے صالحہ باقی رہیں گے۔ ۷۹-۴۷۸

حلقۂ ذکر میں ملائکہ کی آمد۔ ۴۸۰

ستائیسویں رمضان کو اعتکاف میں تہجد کے وقت شب قدر کا ادراک نیز بعض دیگر مشاہدات و مبشرات کا بیان۔ ۴۸۰

پھلت پر فوج کی چڑھائی اور حضرت قبلہ کا استخارہ کرنا اور ختم خواجگاں پڑھنے پر اس مصیبت سے خلاصی و امن ہونا۔ ۴۸۱

ایک گرگریا (چڑیا) کا اطلاع دینا کہ ۲۹ رمضان کو چاند نہیں نظر آئے گا۔

Marfat.com

عنوانات	صفحہ

ایسا آتا ہوا۔ کہیں سے بعد کو خبر آئی۔ ۴۸۱

مغلیہ افواج و سادات بارہہ کی افواج کا پھلت کے قریب اجتماع اور خوں ریز جنگ اہل پھلت کا سخت اضطراب و بے چینی ایسے وقت حضرت کو مسجد میں ایک مولوی (حرایا) کا اہل پھلت کے لیے امن و عافیت کی خبر دینا۔ ۴۸۲

کلمۂ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کی حقیقت کے نور کا ظاہر ہونا اور اس کی سیر کیفیت کے مشاہدہ کی تفصیل۔ ۴۸۲

ایک مقررہ دن پر ارواح کا ہجوم و اجتماع۔ "

امام ناصر الدین رضی اللہ عنہ کے مزار پر حضرت قبلہ کی حاضری و مراقبہ اس کے برکات و مشاہدۂ انوار کا بیان۔ ۴۸۳

حضرت قبلہ کے ایام مرض میں آپ کے حکم سے ایک گویے (قوال) کا حاضر ہو کر گانا سنانا اور آپ کا حقائق و معارف بیان فرمانا جوش و خروش طاری ہونا اور نعرہ مار کر فرمانا کہ "ہمہ اوست نہ ہمہ از دست"۔ ۴۸۳

حضرت قبلہ کے سفر حج کی تفصیلات۔ مکاشفات و حصول برکات نیز فرمانا کہ میری حقیقت بیت اللہ کی حقیقت میں پیوست ہو کر فنا ہو گئی ہے۔ ۴۸۴

مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتیں و عنایات۔ ۴۸۴

حضرت قبلہ نے اپنے ابتدائے سلوک کے جو حالات بیان فرمائے۔ اذکار و افکار و مشاہدات، نیز اشغال چشتیہ کی ضرورت۔ دعوات اور دعاء حرز یمانی و دعاء سیفی و نقش ندائی اسم یا باسط و دیگر اعمال و وظائف کی مزاولت کا ذکر۔ ۴۸۵،۸۶

ہر ہر ذرہ میں کل عالم نظر آنا اور اپنے میں تمام ذرات عالم اور موجودات کو پانا اور تمام

Marfat.com

عنوان	صفحہ

عالم کا اپنے مراتب وجود کے ہر جزو میں مشاہدہ کرنا۔ ۴۸۶

ایک بار چلہ میں حضرت قبلہ کو تجلی ذات ہونا۔ یعنی کُل عالم کا قیام اپنے سے پانا اور اپنی حقیقت کو تمام ذراتِ عالم کا قیوم و قائم رکھنے والا دیکھنا۔ ۸۷-۴۸۶

حق تعالیٰ کی ہستی کے سوا کچھ نظر نہ آنا ہی دراصل وحدت کی دید ہے اگر کبھی اشیا کا وجود ظاہر بھی ہو تو خواب کے مثل سمجھے۔ نیز دیگر تفصیلات۔ ۴۸۸

اپنی حقیقت کو قرآن کی حقیقت میں متحد پانا اُس کی سماعت میں دیگر نغمات سننے سے زائد سرور و انبساط حاصل ہونا۔ ۴۸۸

طریقت میں اول چیز ذکر ہے خواہ زبانی ہو یا قلبی۔ اس کے مختلف طریقے اور شہود و مشاہدہ و تفکر۔ ہستی و نیستی و غیرہ وغیرہ کا بالتفصیل بیان جس کے بعد ہمہ اوست کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ ۴۸۸

طریقۂ نقشبندیہ میں شغل نفی و اثبات کا طریقہ اور اُس کے فوائد۔ ۴۸۹

حضرت حق کا اپنی ہر صفت میں ظہور فرمانا و متجلی ہونا اُس کی تفصیل دل ایک قطرہ ہے اگر تو اُس کو چیر دے تو اُس سے سینکڑوں صاف شفاف سمندر جاری ہو جائینگے (انا عند المنکسرۃ قلوبھم الخ) قیود و تعینات کیف و بے کیفی و دیگر بعض حقائق کا بیان۔ ۴۹۰۔۹۱

حافظ کے شعر حضوری گر ہمی خواہی الخ کی تشریح۔ ۴۹۲

نفی و اثبات کے معانی و رموز۔ ۴۹۳

طریقت کی نسبت کا راستہ علیحدہ ہے اور عبادات و اعمال کا راستہ علیحدہ ہے دونوں کی تفصیل اور قربت راہ کا بیان۔

(موخر) حدیث قدسی فاحببت ان اعرف الخ کی تفسیر و اسرار کا بیان۔

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اسمار الٰہیہ ذات کے اعتبار ہیں۔	۴۹۳
صوفیہ کے قول العلم ہو الجہل کی تحقیق اور اس کی جہتیں و نسبتیں۔	۴۹۴
ظہورِ وحدت ہے کے دو اطوار اور ان کی تشریح۔	
مخدوم جمال الدین قدس سرہٗ کے عرس میں حاضری وہاں کثیر ہجوم کو مزار اقدس پر بوسہ دیتے دیکھ کر اس کے سرور مز کو بیان فرمایا۔	"
تمام عالم علم الٰہی میں ثابت ہے، اس کی تفصیلات و تشریحات۔	۴۹۵
ولا تکرہوا فتیاتکم علی البغاء الخ کی سماعت سے انوار مختلفہ کا ظہور و مشاہدہ نیز آیت اللہ نور السمٰوٰت الخ سے سکون و طمانیت و برودت حاصل ہونا۔	۴۹۶
آیت مذکورہ بالا اللہ نور السموات کے معانی و مطالب اور اس کی معرفت حاصل ہونا۔	"
آیت و بشر الصابرین الذین الخ کے معارف اور اس کی تفصیل۔	۴۹۷
آیات الم تر الی الذی حاج الخ او کالذی مر علی قریۃ الخ رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ کے معانی و مفاہیم۔	۴۹۸
آیت لن نصبر علی طعام واحد الخ کے معانی و رموز۔	۴۹۹
عالم کا وجود اعداد کے مثل ہے، اس کی تفصیل۔	"
خلوت میں رزم و بزم کی ایک صورت قائم کرے اور یہ غور کرے کہ تمام کارخانہ صرف اس کے خیال میں مرتب ہے الخ۔	۵۰۰
آیت اللہ نور السموت میں اس کے اسباب و اطوار کا بیان ہے جو کثرات کے تمام مراتب ہیں الخ۔	۵۰۰
وجود حق مالا مال ہے، سوا وجود کے کچھ نہیں ہے، میرا موقف کا حضرت قبلہ کو مزا بید ل۔	

Marfat.com

عنوان | صفحہ

کے اشعار سنانا جن کو اپنی خوش آوازی سے میں نے رنگین و جاذب توجہ بنا دیا تھا
حضرت قبلہ کبھی کبھی فرمائش کر کے سنا کرتے تھے۔ ٥٠٠

حضرت قبلہ کی علالت۔ چلہ کشی۔ طاعت و عبادات شاقہ کی کثرت و فراوانی ۱۲ر شوال
شب جمعہ ۱۱۶۲ھ کو وصال فرمایا۔ وقت غسل انوار کا مشاہدہ اپنے والد ماجدؒ کے مزار
کے قریب تدفین۔ ٥٠٢

حضرت اقدسؒ کا دہلی سے ہم غم زدوں کی تسلی و تعزیت کے لیے پھلت تشریف لانا
اور مزار اقدس پر مراقب ہونا اور ہر دو بزرگوں (ماموں و نانا) کی نسبتوں کا مشاہدہ
کر کے بیان فرمانا۔ ٥٠٤

شاہ اہل اللہ کا بیان کرنا کہ حضرت قبلہؒ جس طرح حیات ظاہری میں مخلوق کی حاجت
براری کے لیے متوجہ تھے بعد الوفات بھی ہیں الخ۔ ٥٠٤

حضرت اقدسؒ فرماتے تھے کہ جب میں ان کو دیکھتا ہوں تو اس رعب و ہیبت و عظمت کا ادراک
ہوتا ہے جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ وللہ العزۃ و لرسولہ وللمومنین۔ ″

آپ کے خلیفہ شاہ محمد معصوم کا حال اور ان کے بیان کردہ واردات و مشاہدات۔ ″

حضرت اقدسؒ کے چھوٹے ماموں (میرے عم مکرم) حضرت حافظ شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ
کا حال۔ ٥٠٧

آپ جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت تھے فنون تیر اندازی و شجاعت میں مہارت
تامہ حاصل تھی۔

آپ کی تعلیم ظاہری و باطنی اور حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیمؒ صاحب کی اجازت و
خلافت و مثال۔ ٥٠٨

Marfat.com

عنوان	صفحہ

آپ کا چلّے کھینچنا اور باوجود اجازت خاموشی اختیار کرنا اُس کے برکات و فوائد حقائق و معارف کے وجدان میں انبیا علیہم السلام کے وارث بلے۔ توحید وجودی جو محققین کا مذہب ہے اُس پر اعتقاد رکھتے تھے لیکن مشرباً توحید شہودی کا غلبہ تھا۔ ۵۱۰

شاہ نور اللہ بڈھانوی پر آپ کی عنایات اُن کی زبانی اُس کی تفصیل۔ "

حضرت شیخ عبدالرحیمؒ کی خدمت میں رہ کر سلوک کرنا اور اُن کی نظر کیمیا اثر کے کرشمے۔ ۵۱۱

نماز میں فنار کلّی کا مشاہدہ۔ "

چلّہ میں انوار کی بارش۔ سیر آفاقی و سیر انفسی و دیگر مشاہدات۔ ۵۱۲

آیت انا عرضنا الامانۃ الخ کی تفسیر۔ ۵۱۵

انانیت فنا ہونے کے بعد النفس بندہ پر آفاق کا حکم کرتا ہے۔ ۵۱۶

سالک پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ انبیاء اولیاء کی ارواح اُس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہیں اور ان سے خاص فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ نیز بعض دیگر حقائق و معارف کا بیان: ۵۱۶

ارواح انبیاء کا مشاہدہ اور اُن کا سر۔ مولانا روم کے اشعار ۵۱۷

حضرت خواجہ نقشبندؒ کی زیارت ۵۱۹

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور دیگر ازواج مطہرات کی زیارت ۵۱۹

حضرت شیخ ابوالفتح اور شیخ ابوالفضل کے عرس کی مجلس میں شرکت اور مشاہدہ انوار برزخیہ۔ ۵۲۰

توحید وجودی و توحید شہودی کا فرق۔ اس کی تفصیل جب تک اپنا وجود علمی باقی ہے فنا کل

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بھی اہم نہیں ہے اس کی تفصیل۔	۵۲۰
حدیث شریف عن سرہ ان ینظر الی میت علی وجہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافۃ:	۵۲۴
مقام قرب ہر دور دور تک بلکہ جہاں تک نگاہ گئی وہ جہت خاص جو حضرت علی مرتضیٰ میں تھی کسی ولی میں نہ دیکھی اور نہ اس جہت میں کسی دوسرے کو ان پر فضیلت ہے آپ ہی مبدا عرفان ہیں۔	؍؍
کلمہ من عرف اللہ کل لسانہ و دیگر عال لسانہ کی تشریح و فرق۔	۵۲۵
حدیث شریف لیغان علی قلبی الخ کی تشریح۔	۵۲۶
آیت کریمہ ومن احسن دینا ممن اسلم الخ کی تفسیر۔	؍؍
شرع کے وارد ہونے میں بسریہ ہے کہ انسان عالم خلق و عالم امر سے مرکب ہے اس کی تفصیل و تشریح۔	۵۲۷
حدیث شریف دعونی ما ترکتم الخ کی تشریح۔	۵۲۸
حدیث ان ذکرنی الخ کی تشریح۔	۵۲۸
ایمان میں زیادتی بر حیثیت کیت ثابت ہے لیزدادو ایمانا مع ایمانہم کی تفسیر و تشریح۔	۵۲۹
آپ (ناموں) کا صحیفہ حضرت اقدس (بھانجہ) کے نام بر ایں عنوان قدوۃ الواصلین و زبدۃ العارفین حضرت میاں شاہ ولی اللہ جیو الخ۔	۵۳۱-۳۲
حضرت مولانا روم کے شعر من ز قرآں مغز را برداشتم کی تشریح۔	۵۳۰
حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیمؒ اور امیر مولانا عصمت اللہ سہارنپوری (جو اس دیار کے اکابر علماء میں تھے) کے مابین ضرورت بیعت پر مباحثہ نیز وابتغوا الیہ الوسیلۃ پر حضرت کی مدلل بحث کہ مومنین سے خطاب ہے اس لیے اعمال صالحہ ہرگز وسیلہ مراد	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
نہیں ہو سکتے۔ آخر امیر مذکور قائل ہو گئے۔ نیز دوسری حدیث شریف اور اُس کے معارف۔	۵۳۲
ماہ شعبان ۱۱۵۹ھ سے علالت کا شروع ہونا اور ۲۸ رمضان ۱۱۶۰ھ کو وصال فرمانا۔ عبدی وارث جنت سن وصال ہے۔	۵۳۴
حضرت اقدسؒ کے بڑے بھائی مخدومی حضرت شیخ صلاح الدین قدس سرہ کا حال۔	۵۳۵
آپ فن طبابت میں کامل تھے۔ منجانب اللہ دست شفا حاصل تھا۔	۵۳۵
اپنے عہد میں تیر اندازی کے فن میں ماہر تھے اُس کے متعلق واقعات	"
فطری صفائی قلب حاصل ہونے کی وجہ سے بغیر ریاضت و مجاہدہ کیے ہوئے باطن کی راہ آن پر کھول دی گئی تھی توحید شہودی کا مذاق رکھتے تھے۔	"
حضرت خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت سے مستفید و فیض یاب تھے۔	۵۳۶
جب سے فقر اختیار کیا التکبر مع المتکبرین کا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ (بقول میرے جد شاہ تراب علی قلندر کاکوروی۔ فقیر کو ہے تکبر امیر سے واجب کہ عاجزی میں یہاں فقر کی حقارت ہے)۔	"
شیخ صدر العالم (چچازاد بھائی) کو شیخ بزرگ نے واقعہ میں توکل کے معانی سمجھنے کے لیے آپ کے پاس بھیجا۔	"
اپنے چچازاد بھائی شاہ فخر العالم کو اپنی موت کی خبر دینا اور بتانا کہ میری قضا ابھی پیر و مرشدؒ کی دعا پر معلق ہے۔	۵۳۷
سماع سے خاص ذوق۔ آخر وقت باوجود ناطاقتی و سقوط قویٰ از خود سے جنبش نہ کر سکنے کے، ایک گوشہ سے پُر درد اشعار سنا کر وجد طاری ہونا اور	

Marfat.com

عنوان	صفحہ

اور جست مار کر کھڑے ہو جانا اُس کے دوسرے روز انتقال اسی کے مثل راقم
الحروف مترجم کے چشم دید واقعات حاشیہ پہ ملاحظہ ہوں۔ (تقی انور) ۵۳۷

حضرت اقدسؒ کے چھوٹے بھائی شاہ اہل اللہ سلمہٗ کا حال ۵۴۰

حضرت شیخ بزرگ (والد ماجد) نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی ولادت کی
بشارت دی اور نام رکھا اور واقعی آپ اسم بامسمیٰ ہیں تمام کتب مروجہ حضرت
اقدسؒ سے پڑھ کر فراغ حاصل کیا۔ علمی خدمات وتصانیف۔ نجوم ورمل میں کمال
رکھتے ہیں۔ طب میں دست شفا حاصل ہے نیز شاعری وانشاپردازی میں نادر
البیان تھا۔ ۵۴۰

بارہ سال کی عمر میں حضرت والد ماجدؒ سے بیعت اور اشتغال طریقت اخذ کرنا۔ ۵۴۲

حضرت اقدسؒ نے پہلے سفر حج کا قصد فرمایا تو دستار خلافت آپ کے ہی سر پر باندھی
اور اجازت ارشاد وبیعت عطا کر کے حضرت بزرگؒ کا جانشین کیا الخ ۵۴۲

طریقۂ کمال جن خصائل پر موقوف ہے ان کی تفصیل وصفات

۲۹ ماہ رمضان کو عالم رویا میں بعض حضرات طریقت کی ارواح سے ملاقات ان کے
مابین ایک شرعی مسئلہ پر تبادلۂ خیالات اور آپ سے اُس پر فیصلہ کی استدعا وخواہش
اور آپ کے بیان پر سب کا اظہار مسرت وتحسین وآفریں۔ ۵۴۴

عالم رویا میں شجر الاخضر کی زیارت حضوری وسیرابی نسبت کا ظہور ۵۴۵

ایک واقعہ میں حضرت ذو الجلال کی رویت سے مشرف ہونا اور اس کی تفصیلات و
تشریحات بیچ میان مقام تنزیہ وتشبیہ ۵۴۶

مجذوب کی حقیقت کو سالک کی حقیقت کے قریب دیکھا اور اس کی تفصیل ۵۴۷

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
ایک خواب میں قماربازوں (جواریوں) وشرابیوں کو سیاہ رو اور خاک مذلت میں دیکھنا۔	۵۴۸
معین الدین چشتیؒ وحضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضری جہاں محفل سماع وسرود منعقد تھی اور تمام حضار مجلس پر وجد وذوق وشوق غالب تھا دونوں حضرات کی توجہ سے آپ کی حالت میں تغیرو بے اختیاری کہ مثل گرداب غلطاں وپیچاں مجلس میں گردش کرتے رہے واقعہ کی تفصیل و نکات خشیت کا فیضان طوفان کے مثل ہوتا ہے جو خس وخاشاک کو اڑا پھینکتا ہے۔	۵۴۹
خواب میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قطع شدہ پائے مبارک پانی میں بطور تبرک رکھے دیکھنا جن میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا اُس کا رمز نیز علمار راسخین کی نسبت مع اللہی۔	۵۵۰
انسان کی مقابل بہائم کو علم زائد عطا ہوا ہے لیکن مختصر طور پر بلا اطلاع اسباب و علیات۔ خصوصاً کوے کے اقسام میں جو اپنے ہم جنسوں میں طویل العمر ہوتا ہے۔	۵۵۱
اپنے متعلق ایک خواب۔ التائب من الذنب کن لاذنب لہ۔	۵۵۲
جسم کی آلودگی وانانیت سے علیحدہ ہو کر مجبا الاعظم تک رسائی اور اُس کی تفصیلاً وکیفیات۔	۵۵۳
اعمال جوارح کا کیا ثمرہ ہے۔ اس کا جواب۔	۵۵۵
مذہبوں اور ملتوں میں کون سا مختار و بہتر ہے۔ اس کا جواب۔	۵۵۶
دعا دی میں اس زمانہ میں کیوں جلد قبولیت وتاثیر نہیں ہے۔ اس کا تسلی بخش جواب۔	

Marfat.com

صفحہ	عنوان
۵۵۶	اب اہل سلوک کشف وکرامت کے آثارات کیوں نادر الوجود ہیں۔ اس سوال کا مشرح جواب۔
	اخوی شاہ محمد عاشق کے احوال کیا ہیں اُس کا جواب۔
۵۵۷	ایک ستارہ کی چشمک زنی جس سے یہ علم حاصل ہوا کہ وہ کہہ رہا ہے میں مبدا فیاض کا دریچہ ہوں قبض وبسط کی حرکت جو مجھ میں ہے وہ اہل سلوک کے لیے ایک دروازہ ہے اہل نجوم نے اس کی نسبت مشتری کی طرف کی ہے الخ۔
۵۵۸	مسجد شاہ جہانی میں ایک نور مستطیل کا مشاہدہ اور اُس کی تفصیلات ومحسوسات نیز اُس کے متعلق واردات اور ذات واجب الوجود کے نور بحت کی دید وغیرہ۔
۵۵۸-۵۹	حضرت شیخ سعدیؒ کے دو اشعار کی عارفانہ شرح۔
۵۶۰	ایک چڑیا کا قصہ۔ جبل تدلی۔ عالم ارواح کے انتقالات وانفصالات اسی کے مثل ہوں گے الخ
۵۶۱	عوارض جسمانی دور ہونے پر روح انسانی کو ایک عجیب سیر درپیش ہوتی ہے اس کی تفصیل مع بیان حقائق الخ۔
۵۷۰	حال حضرت شاہ نور اللہ بڈھانویؒ خلیفہ حضرت اقدسؒ۔
	حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیمؒ اور جد محترم حضرت شیخ محمد نیز شیخ بدر الحق سے تعلیم حاصل کی متوسطات والد ماجد شیخ عبید اللہؒ سے پڑھے۔
	جہاں میں روشن الدولہ کے مدرسہ میں بزمانہ طالب علمی وظیفہ یاب تھے ایک دن حضرت شیخ بزرگؒ کے مزار پر انوار پر حضرت اقدسؒ کے قریب بیٹھے تھے کہ صاحب مزار کے اشارہ پر حضرت اقدس سے بیعت ہو گئے مع دیگر تفصیلات۔

Marfat.com

عنوان	صفحہ
بغیر کسی ریاضت و مجاہدہ کیے ہوئے صرف حضرت مرشد برحق مدظلہ کی توجہ سے قلب و روح کا تصفیہ و تجلیہ علیٰ وجہ الکمال بغیر کوشش و محنت کے حاصل ہو گیا۔	
مع بیان دیگر فضائل و وجد و شوق و ذوق الخ۔	۵۷۲
حضرت اقدسؒ کا اجازت و خلافت عطا فرمانا نیز حضرت اقدسؒ کا مکتوب۔	۵۷۲،۵۷۳
آپ کے متعلق خواجہ محمد امینؒ کا خواب۔	۵۷۴
بین النوم والیقظہ آپ کو اہل بدھانہ اور بعض دیگر جگہوں کے اہل قبور کے حالات مشاہدہ ہونا الخ۔	۵۷۴
خواب میں آنحضرتؐ کی زیارت اور ایک شخص کا حضورؐ سے سوال کرنا کہ حضورؐ سے معاویہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں، حضورؐ کی ناگواری اور جواب دینا۔	۵۷۶
ایک خواب۔ بیخودی کی طلب اور اس کا حاصل ہونا۔	۵۷۶
خواب۔ سالک راہ خدا کی نماز کا طریقہ محبت و شوق کا رنگ۔ اپنی فنائیت۔	۵۷۷
ایک فاحشہ عورت کا آپ کے قریب آکر بیٹھ جانا اور کسی حاکم کو قبضہ میں کرنے کے لیے تعویذ طلب کرنے کا واقعہ الخ۔	۵۷۷
حضرت اقدسؒ کی کرامت۔ آپ کی خواہش پوری کرنا۔	۵۷۸
نماز مغرب میں حضرت اقدسؒ مدظلہ کے بعض اخلاق حمیدہ و مرتبۂ جامعیت متصور ہونا اور آپ سے ہر امر میں اور ہر مقصد حاصل ہونے میں مدد چاہنا موثر ہے خواہ حضرت توجہ مبذول فرمائیں یا نہ فرمائیں۔	۵۷۸
پیر و مرشد کی (دوری) جدائی سے بیقراری و اضطراب میں شدت۔ پھر حضرت کے جمال مبارک و تصور کے مشاہدہ میں استغراق سے لذت بے پایاں حاصل ہونا۔	۵۷۹

Marfat.com

عنوان	صفحہ

وجود و حیات اور تمام موجودات کی بقا خود فراموشی کے بعد جلوہ ذات الٰہی میں ہے الخ۔ ۵۸۰

کبھی سالک اپنی ذات کو نقطہ ذات پاتا ہے (بحر بحت) ذات باری خو اس کی اصل

ہے اس طرح پیوستہ ہے جیسے قطرہ دریا میں الخ۔ ۵۸۰

بعض دیگر حقائق و معارف و تفصیل مراتب۔ ۵۸۱

"میں مشاہدہ کرتا رہتا تھا کبھی تو وحدت کی رویت کثرت فی الوحدت میں غالب

ہوتی تھی اور کبھی صرف وحدت الخ حاشیہ تشریحی از مترجم۔ ۵۹۲

حال حافظ عبد النبی المخاطب بہ حافظ عبد الرحمٰن خلیفہ حضرت اقدسؒ۔ ۵۹۶

آپ عالم علوم شریعت و طریقت و حقیقت ہیں۔ صحاح ستہ وغیرہ حضرت اقدسؒ

سے پڑھیں۔ دن و رات میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہیں گذرتا۔ باوجود

صاحب اہل و عیال ہونے کے ان کی طرف کوئی التفات نہیں ان کا وجود شریعت ملکوتی ہے

حضرت اقدسؒ کی ذات میں آپ کی فنائیت اور محبوبیت۔ ۵۹۸-۹۹

امراض و علل سے شفا حاصل کرنے میں جو آپ سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے

(دعا و تعویذ وغیرہ) اس میں گویا حضرت اقدسؒ کے جارحہ (اعضا) کے مثل آپ

ہی ہیں الخ۔ ۵۹۹

بحالت فاقہ ایک دوست سے سوال نا کامی پر ایک امیر کے مقاطعہ دیکھ کر خطرہ آنا

اس پر اس امیر پر آخذہ ہونے والے عذاب و نکال کا مشاہدہ ہوتا اور عبرت حاصل

ہونا الخ۔ ۵۹۹

عذاب دوزخ سے نجات کے لیے ایک درود شریف کا ورد ۔ ۶۰۰

ایک واقعہ در حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضری اور

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اُن کی خدمت میں حضوری۔ آپ کا ایک شعر گنگنانا اور حضرت قطب صاحب کا رقص فرمانا۔ اپنی دستار مبارک آپ کے سر پر رکھ دینا جس سے حضرت قطب صاحب کی نسبت و برکات آپ میں سرایت کر گئیں۔	۶۰۰
دوبارہ حضرت قطب صاحب کی زیارت اور گفتگو۔	
ایک مجذوب کا ایک واقعہ میں ساز و سرود بجا کر نفی و اثبات کی تعلیم دینا اور آپ کا اس سے مستفیض ہونا اور اسی طریقہ نفی و اثبات پر عمل کرنا الخ۔	۶۰۱
حضرت مرشد حقیقی مدظلہ نے رمضان سنہ ۱۱۵۵ھ میں اعتکاف کے فوائد مختلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے میں سریان و ظہور کا مشاہدہ کرنا۔	۶۰۱
یاحی یاقیوم برحمتک استغیث کا ورد اور اس کے معانی و مفاہیم و نورانیت کا مشاہدہ نیز دیگر بعض مکاشفات کا بالتفصیل بیان۔	۶۰۲
رمضان کی ستائیسویں شب۔ بحالت دعا حالت متغیر ہونا اور تمام لطائف میں سرور و راحت پیدا ہونا۔ یہ ظاہر ہونا کہ ہیئت فلکی مستحسن و مسعود ہے اور آثار افلاک و نجوم سب کے آثار ارواح بالذات ظہور کرتے ہیں۔ تجلی اعظم کی توجہ افلاک کے ضمن میں مقتضی و مستدعی ہو کر روحانیات مستحسنہ کے تولد کا باعث ہوئی۔	۶۰۳
اسی اعتکاف کے دیگر فوائد و مشاہدات۔	۶۰۴
علاج و شفا کے لیے اسم سلام کے ساتھ التجا و رجوع اور اس کے اعداد ایک دائرہ میں کر کے اپنے پاس رکھنے کا طریقہ اس کو مثلث و مربع و مخمس شکل میں لکھنے سے اسم سلام کا مؤکل قبول نہیں کرتا۔ دیگر طرق و ہدایات وغیرہ مع دیگر معلومات عجیبہ و غریبہ الخ۔	۶۰۵

Marfat.com

عنوان	صفحہ
لطائف کی تہذیب کے سربستے واسرار لدراُن سے حقیقت کعبہ کی سمت انجذاب۔	۶۰۷-۸
ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ مناسبت کی قسمیں۔	۶۰۸
حدیث شریف ان اللہ امرنی ان احرق قریشاً الخ کی تشریح ومعانی واسرار ورموز	۶۱۰
حال حضرت خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی الکشمیری خلیفۂ خاص حضرت اقدسؒ۔	۶۱۱
بچپن سے ہی اہل دل حضرات کی صحبت میں رہے۔ پھر پیشۂ تجارت اختیار کیا لاہور آئے وہاں سے شاہ جہاں آباد (دہلی) آئے۔	"
خواجہ محمد ناصر نقشبندی کی رہبری میں حضرت اقدسؒ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور کچھ ہی عرصہ بعد مستقل قیام کر کے خدمات خاصہ کی ادائیگی پر کمربستہ ہو گئے۔ حدیث وتفسیر کی تعلیم حضرت اقدسؒ سے حاصل کی۔	"
حضرت اقدسؒ کی نوازشات وکرم فرمائیاں اور یہ ارشاد کہ تم کو اپنے اعضاء کے مثل سمجھتا ہوں الخ۔	۶۱۲
حضرت اقدسؒ کی ذات اقدسؒ کو وسیلہ بنا کر بارگاہ الٰہی میں التجا (منظوم)۔	۶۱۴
حضرت اقدسؒ کا آیت ان ولییّ اللہ الذی الخ سنا کر آپ کو بشارت دینا۔	۶۱۶
الہام۔ حضرت مرشدی ومولائی حضرت اقدسؒ اور ان کے بعض اصحاب اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کہ ہر ایک کے سینہ سے نور کی شعاعوں کے خطوط آنحضرتؐ کی روح شریف کے نور سے متصل ہو گئے ہیں اس کی تفصیل وتشریح الخ۔	"
حضرت اقدسؒ کا فرمانا کہ تم حضرت شعیب علیہ السلام کی اولاد سے ہو وہ خطیب الانبیا تھے۔ تمہارے ذریعہ میرے بعض علوم رائج ہوں گے	۶۱۸

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک گری پڑی ٹڈی کو بھی اٹھالانا منعم حقیقی کی عبودیت اور اس کی تعظیم وادب کا اقتضا تھا۔	۶۱۹ ۲۰
انسان کامل وہی ہے جس کا فیض متعدی ہو (یعنی دوسروں کو فیض پہنچے)۔	۶۲۰
آپ کا بیان کہ میرے کان میں آواز آئی کہ پھلت کے لوگ محنت نہیں کرتے۔ حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ پھلت والوں کے قلوب شرف آفتاب پر ہیں۔	۶۲۰
توجہ بوجہ خاص جو اکابر نقشبندیہ کی اصطلاح ہے اور اس کا مفہوم۔	۶۲۱
حضرت مولانا رومؒ کے شعر نفخہ آمد شما را دید و رفت الخ کی تشریح۔	۶۲۱
خواب میں ایک شخص سے افادہ و استفادہ پر مفصل گفتگو اور کاملین کی صحبت میں رہنے کے فوائد و رموز الخ۔	۶۲۲
علم عجیب کا افاضہ۔ ہر تجلی منشار خلق ہے نیز تجلیات کے اقسام۔	"
حال حضرت شیخ محمد عابدؒ خلیفہ حضرت اقدسؒ۔	۶۲۴
آپ فوج میں ملازم تھے شیخ محمدؒ اور شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہو کر برکات صحبت حاصل کیے۔	"
حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر رہ کر لباس سپاہیانہ اتارا اور حضرت اقدسؒ سے رشد و ہدایت کی اجازت پاکر مسند آرائے افاضہ ہوئے۔	"
اجازت نامہ۔	۶۲۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حضورؐ کا نادر شاہی حملہ سے قبل آئندہ پیش آنے والے واقعات کا مشاہدہ کرا دینا۔	۶۲۶
خالق و مخلوق کی مثال دریا و حباب کی ہے اس کی تفصیل۔	"

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حال میاں محمد شاہ سندھی خلیفہ حضرت اقدسؒ	۶۲۷
ابتدا آپ نے ... کے ایک خلیفہ ... سلوک کیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت اقدسؒ کی ... یہاں پہنچے اور از سر نو سلوک کر کے فیوضات گوناگوں و لطائف نفس کے کمالات پر فائز ہو کر رتبہ کمال و تکمیل پر پہنچ گئے۔	
حضرت اقدسؒ کی توجہات عالیہ خاصہ کے خاص مورد و منظور نظر ہو گئے۔	
آپ کے تمام کمالات کے علاوہ نادر صفت یہ ہے جو موجودہ دور میں ان کے علاوہ کسی میں نہیں پائی جاتی کہ شراب وصال سے سیرابی کے باوجود کمال تشنگی ہے۔	
ہر سال کم و بیش ہزار میل کی مسافت طے کر کے حضرت مرشد حقیقی کی آستاں بوسی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔	۶۲۸
سیدی شرف الدین محمد جو حضرت اقدسؒ کے خاص شاگرد ہیں۔	۶۳۰
حضرت اقدسؒ کے علوم خاصہ کی تحصیل میں پورا انہماک رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔	
آپ کی تصنیف نقادۃ التصوف اور حضرت اقدسؒ کی بعد ملاحظہ اس پر تعریف و توصیف و تقریظ۔	۶۵۰
مؤلف (شاہ محمد عاشقؒ) کی خود نوشت (جو حضرت اقدسؒ کے حسب الحکم آپ نے لکھی) ابتدا اپنے مکتوب سے حضرت اقدسؒ نے خود فرمائی۔	۶۵۱
اپنا حال لکھنے کا سبب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے فرمان پر۔	"
حضرت اقدسؒ کا صحیفہ جو بطور عنوان مضمون تحریر فرما کر عطا فرمایا۔ بحکم گر طمع خواہد زمن سلطان دین الخ۔ ولادت۔ تاریخی نام محمد غازی ... جد مادری کی آغوش تربیت میں پرورش۔ ان سے اور اپنے جد ... تعلیم حاصل کرنا۔	۶۵۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ

سیر و سفر میں اپنے جد کے ساتھ برکات سعادت حاصل کرنا نیز دیگر واقعات۔ ۶۵۷

اپنے والد ماجد قبلہ گاہی حضرت شیخ عبید اللہ اور اپنے عم معظم حضرت شیخ حبیب اللہ سے تعلیم ظاہری و باطنی حاصل کرنا والد ماجد کا نفروا الی اللہ پڑھنے سے قلب جاری ہونا۔ ۶۵۸

حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم کی خاص عنایات و شفقتیں اور حضرت اقدسؒ کے دامن سے وابستہ کر دینے کا واقعہ۔ ۶۵۹

حضرت اقدسؒ سے تعلیم ظاہری و باطنی حاصل کرنا۔ "

حضرت شیخ بزرگؒ کے مزار اقدس پر حضرت اقدسؒ سے بیعت کرنا۔ ۶۵۹-۶۰

حضرت اقدسؒ کی توجہ نے توحید محبت کی جلوہ گری الخ۔ ۶۶۰

سفر اول میں شرف حضوری۔ خدمات اس کے برکات و فیوضات کی تفصیل

عالم رویا میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے فیض حاصل ہونا۔ نیز دیگر بزرگوں کی زیارت۔ ۶۶۱

حضرت اقدسؒ کے حکم سے تین ماہ کا اعتکاف کرنا اس کے مبشرات و فوائد ۶۶۲

بچپن سے ہی حضرت اقدسؒ کی تعظیم و تکریم دل عقیدت منزل میں جاگزیں رہی۔ اس کی تفصیل۔

حضرت اقدسؒ کا خطاب علی سے مخاطب فرمانا اور دیگر خاص نوازشات۔ ۶۶۴

سفر حج ۱۱۴۳ھ میں ہمراہی سے مشرف فرمانا۔ دوران سفر اور حرمین شریفین میں خاص عنایات۔ مبشرات۔ قربت خاص۔ معارف و اسرار کا افاضہ۔ ۶۶۵

شب قدر ثلث آخر میں بطریق اویسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنجناب سے میزاب رحمت کے نیچے دوبارہ بیعت کی۔ "

Marfat.com

عنوان	صفحہ
شیخ المحدثین حضرت ابوطاہر کردی مدنیؒ سے شرفِ تلمذ حاصل ہونا۔	٦٦٥
حضرت اقدسؒ نے ایک واقعہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور نسبت افاضہ سے ممتاز ہوئے تو اس خادم نے سہ بارہ دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔	٦٦٦
حضرت اقدسؒ کے سات اربعینوں (چلّوں) میں آپ کی ہمراہی۔ خلوتِ خاص اوقاتِ خاص میں شرفِ باریابی۔ حضرت شیخ بزرگؒ کے کلمۂ قدسیہ کی تشریح چلّوں میں بے شمار عجیب و غریب حالات و مشاہدات و واقعات۔ محبوبیت و مقبولیت۔	״
ایک بار ان بشارات عظیمہ سے مشرف فرمایا کہ جب تجلی اعظم کے مشاہدہ کے عکوس تجلی اعظم میں مل جائیں اور اس کی شعاعیں ان کے گرد جمع ہو جائیں ہم اور تم ابد الآباد تک ایک دوسرے کے قریب آسودہ ہو کر رہیں ایسا وصال ہو جس کے بعد فراق نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔	٦٧٠
حضرت قبلہ گاہی والد ماجدؒ اور عم معظم اور دیگر مشائخ و علما کی موجودگی میں عطائے خرقۂ جامعہ و اجازت طرق ثلاثہ نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ اور دیگر مشائخ صوفیہ کے طریقہ و علوم عقلیہ و نقلیہ کی روایت سے سرفراز فرمایا۔	٦٧١
حضرت قبلہ گاہی (والد ماجدؒ) کی وفات کے بعد خرقۂ فقر بہ فخر یہ پہنا کر اجازتِ رشد و ارشاد و استقامتِ ظاہر و باطن سے کونین میں سربلندی عطا فرمائی۔	
کلمۂ یدہ یدی و محبتہ محبتی و رضاہ رضائی مکرر ارشاد فرمایا۔	
ہر نوازش نامہ میں سجادہ نشین اسلاف کرام کے الفاظ سے حضرت اقدسؒ سرفراز فرماتے۔	
وانی وان خاطبت الغ مخاطب انت الذی اعنی وانت المخاطب۔	
اتمام کتاب۔	

Marfat.com

مقدمہ

از کلکِ گہر ریز عالم اجل فاضل اکمل قاموس علوم و اسرار مجمع الفضائل والمکارم قدوۃ الاماثل والاکابر یادگار علمائے سلف الصالحین محقق العصر حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی دہلوی الماصدق سر لابیہ نبیرہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ بسط اللہ تعالیٰ ظلال افادتہ علیٰ رؤس العالمین۔

حضرت شاہ ولی اللہ اور کتاب القول الجلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّ اللّٰهِ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

حضرت شیخ احمد قطب الدین شاہ ولی اللہ فاروقی دہلوی قدس سرہ

ولادت: طلوع آفتاب کے وقت بدھ کے دن ۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۲۱ فروری ۱۷۰۳ء)

وفات: ظہر کے وقت ہفتہ کے دن ۳۰ محرم ۱۱۷۶ھ (۲۱ اگست ۱۷۶۲ء)

آپ کی جلالت قدر اور علمی منزلت کے سب قائل ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں نے کتاب "ابجد العلوم" کے صفحہ ۹۱۳ میں لکھا ہے۔

Marfat.com

(ترجمہ) میں نے تفصیل کے ساتھ آپ کا بیان اپنی کتاب "اتحاف النبلاء" میں لکھا ہے اور ہمارے معاصر مولوی محمد محسن بن یحییٰ البکری التیمی الترہتی مرحوم نے اپنی کتاب "الیانع الجنی" میں آپ کا ذکر نہایت بلاغت کے ساتھ نفیس پیرایہ سے کیا ہے۔ انھوں نے آپ کے ابتدائی اور انتہائی احوال شرح وبسط سے بیان کئے ہیں۔ اگر کسی کو تفصیل کے ساتھ آپ کے احوال معلوم کرنے کی خواہش ہو وہ آپ کی تالیف کی طرف مراجعت کرے الخ

آپ کے احوال اور علم وفضل کا بیان تفصیل کے ساتھ یا اختصار کے ساتھ علماء کرام نے بہ کثرت کیا ہے البتہ آپ کی تالیفات کے ساتھ بے اعتنائی کا یہ عالم ہے کہ صحیح طور پر کہا نہیں جا سکتا کہ ان کی تعداد کیا ہے، مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی نے اپنی تالیف "شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان" میں ۱۹ کتابوں کے نام لکھے ہیں، مولانا ڈاکٹر مظہر بقانے "اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ" میں ۷ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ کے شاگرد مولانا سید محمد نعمان مولف "اعلام الہدیٰ یعنی تذکرۂ حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی" اپنے مکتوب میں جو شاہ ابوسعید حسنی کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

صاحب من! ظاہر صحبت ایشان روبہ استتار کشیدہ تصنیفات آں حضرت قریب بہ نود بل زیادہ در علوم دین از تفسیر واصول وفقہ وکلام وحدیث مثل حجۃ اللہ البالغہ واسرار فقہ ومنصور وازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء وترجمہ قرآں کہ ہر واحد قریب بہ ہشتاد ونود جز کلاں بہ حجم خواہد بود ودیگر رسائل در حقائق ومعارف مثل الطاف القدس وتفہیمات

Marfat.com

فیوض الحرمین و انفاس العارفین وغیرہم کہ نشان از صحبت و برکت خدمت می دہند، می باید کہ عزیمت بر ایں آرند کہ ہمہ را نویسانیدہ رائج نمایند۔"

یہ مکتوب، حیدر آباد سندھ کے مجلہ الرحیم کی جلد ۲ شمارہ ۳ ماہ اگست ۱۹۶۵ء میں چھپا ہے۔ آپ نے لکھا ہے۔

جناب من حضرت کی ظاہری صورت آنکھوں سے اوجھل ہو چکی ہے۔ آپ کی تصنیفات نوے کے قریب بلکہ اس سے زیادہ علوم دین میں ہیں۔ تفسیر، اصول، فقہ، کلام، حدیث میں جیسے حجۃ اللہ البالغہ، اسرار فقہ، منصور، ازالۃ الخفاء اور ترجمۂ قرآن کہ ان میں سے ہر ایک اسی نوے جز میں بڑے حجم کا ہے اور دوسرے رسائل حقائق معارف میں ہیں۔ جیسے الطاف القدس، ہمعات، فیوض الحرمین، انفاس العارفین اور دوسری کتابیں جو حضرت والا کی صحبت اور برکت خدمت کا پتہ دیتی ہیں، چاہیے کہ آپ اس کا عزم کریں کہ سب کو لکھوا کر رائج کریں۔"

مولانا برکاتی نے شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی تحریرات میں تحریفات کا عنوان دیکر دردانگیز مضمون لکھا ہے ان حضرات کی تالیفات کی کمیابی اور نایابی اور ان میں تحریفات کا سلسلہ تو سقوط دہلی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا اور بارہ کتابوں کے متعلق (۱۱ میں سے) لکھا ہے۔ خاکسار کے علم میں ان کتابوں کا کوئی مخطوطہ نہیں ہے اور لکھا ہے شاہ صاحب کے مصنفات کو نایاب کرکے دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ اپنے مصنفات کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا اور اپنے نظریات کی تبلیغ شاہ صاحب کے نام سے کی گئی۔" آپ نے ۱ البلاغ المبین ۲ تحفۃ الموحدین ۳ اشارہ مستمرہ ۴ قول سدید کے نام لکھے ہیں اور دو نام قرۃ العینین فی

Marfat.com

ابطال شہادۃ الحسین، الجنۃ العالیہ فی مناقب المعاویہ لکھے ہیں کہ ان دو کو ارباب تشیع نے ایک دوسرے پہلو سے آپ کی طرف منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ مکمل رسائل وکتب تصنیف کر کے شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دینے کے علاوہ ایک ہلاکت خیز حرکت یہ کی گئی کہ شاہ صاحب کی تالیف میں جا و بے جا ترمیم و اضافہ اور تحریف بھی کر دی گئی۔ اور دس بارہ سطر کے بعد لکھا ہے: یہی معاملہ شاہ صاحب کے اخلاف کرام کی تالیف کے ساتھ کیا گیا۔

افسوس صد افسوس کہ اب تقسیم ہند کے بعد سے اس فعل شنیع میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ صاحبان اصلاح کے نام پر اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ یہود کا تھا جس کی مذمت کئی جگہ اپنے کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے کی ہے فرمایا ہے۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ کو جان کر۔

مولانا برکاتی نے "البلاغ المبین" وغیرہ کا ذکر کر کے لکھا ہے۔

مندرجہ رسائل میں اہل سنت والجماعت کے نظریات سے متضاد نظریات اور وہ متشددانہ افکار پیش کیے گئے ہیں، جن کو یہ حضرات "تمسک بالکتاب والسنۃ" کا نام دیتے ہیں اور جو کتاب "توحید" کی بازگشت ہیں۔ اس طرح شاہ صاحب سے اعتقاد کو جن کی برصغیر میں اکثریت ہے بدظن اور دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

واضح رہے کتاب التوحید محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ہے، اردو میں اس کا خلاصہ اور بیان تقویۃ الایمان کے نام سے چھپا اور نجد کے ارباب اقتدار اور بن باز وغیرہ کو خوش کرنے کے لیے تقویت الایمان کا خلاصہ اب عربی میں کتاب التوحید کے نام سے ہوا ہے۔ اس طرح کُلُّ شَیْءٍ

Marfat.com

یرجع الیٰ اَصلِہٖ کا ظہور ہوا یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔
مولانا سید محمد فاروق مترجم کتاب انفاس العارفین" نے تقدیم کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔

اس امر کی طرف سید ظہیر الدین احمد نے اشارہ کیا ہے کہ صرف جعلی کتابیں ہی نہیں بلکہ الحاقات بھی ہوئے ہیں، مثال کے طور پر شاہ صاحب کی تفہیمات کی یہ عبارت پیش کی جاسکتی ہے جو اُن کی ساری تعلیمات میں ہمارے محققین کو سب سے پہلے نظر آتی ہے حالاں کہ شاہ صاحب کے دوسرے نظریات سے وہ کوئی مناسبت نہیں رکھتی (اور تحریف کرنے والوں کی یہ عبارت لکھی ہے)

(نعوذ باللہ) کل من ذھب الیٰ بلدۃ اجمیر او الیٰ قبر سالار مسعود او ماضاھاھا لاجل حاجۃ یطلبھا فانہ اثم اثماً اکبر من القتل والزناء الیس مثلہ الا مثل من کان یعبد المصنوعات او مثل من کان یدعوا اللات والعزیٰ (تفہیمات الٰہیہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ تفہیم ۲۲ صفحہ ۴۹ ج ۲

یعنی ہر وہ شخص جو کسی حاجت کے لیے شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر کو (بہرائچ) جائے یا ان سے مشابہ کسی دوسری جگہ جائے اس نے گناہ کیا جو قتل کرنے اور زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے۔ کیا وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو بنائی ہوئی چیزوں کی عبادت کرتا ہے یا جو کہ لات وعزیٰ کو پکارتا ہے
عاجز کہتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کی عبارت میں اس باطل کا ملانے والا شریعت مطہرہ کے اصول وقواعد سے بے بہرہ ہے۔ اس کو یہ معلوم نہیں کہ کسی فعل کے ثواب کو یا گناہ کو فرض قطعی کے ثواب سے یا حرام قطعی

Marfat.com

کے گناہ سے زیادہ اور بڑا اقرار دینا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے کوئی دوسرا اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ اس شخص کو یہ نہیں معلوم کہ قتل کرنے اور زنا کرنے کے گناہ کا منکر کافر ہے اور اجمیر شریف اور بہرائچ شریف کسی حاجت کی طلب کے لیے جانے والا اگر کہتا ہے کہ اس میں گناہ نہیں ہے تو وہ کافر نہیں ہے۔

علامہ سید سمہودی رحمۃ اللہ نے کتاب "وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۰۴ میں لکھا ہے: مروان نے ایک شخص کو قبر نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ پر اپنے رخسار کو رکھے دیکھا۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ کر کہا۔ یہ کیا کر رہے ہو، اس شخص نے کہا، میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا ہوں، میں نے آپ سے سنا ہے۔ "دین پر اس وقت گریہ نہ کرو جب دین کی زمام دینداروں کے ہاتھ میں ہو بلکہ اس وقت گریہ کرو جب دین کی زمام غیر دینداروں کے ہاتھ میں آجائے"۔ اس مبارک حدیث کے سنانے والے اور قبر مطہر پر اپنا رخسار رکھنے والے صحابی جلیل القدر حضرت اَبُو ایوب انصاریؓ تھے جن کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا تھا۔ رضی اللہ عنہ [1]

---

[1] یہ روایت حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے مسند میں لکھی ہے۔
حدثنا عبد اللہ حدثنی أبی حدثنا عبد الملك بن عمرو حدثنا كثير بن زيد عن داود بن أبي صالح قال أقبل مروان يومًا فوجد رجلًا واضعًا وجهه على القبر فقال أتدري ما تصنع فاقبل عليه فاذا هو ابو ايوب فقال نعم جئت رسول الله صلى الله عليه وسلم

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مولانا سید محمد فاروق نے تقدیم کے صفحہ بارہ میں کیا خوب لکھا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

ہماری علمی تاریخ میں کسی چیز پر امت کا مسلسل کاربند ہونا بجائے خود ایک شرعی دلیل اور حجت ہے آخر کیا وجہ ہے کہ اگر چودھری غلام احمد پرویز اس تعامل کا انکار کریں تو وہ مجرم گردن زدنی ٹھہریں لیکن ہم میں سے بعض محققین توحید کے نام پوری ہزار سالہ تاریخ پر پانی پھیر دیں تو وہ اسلامی خدمت قرار پائے، شاہ ولی اللہ نے فیوض الحرمین، القول الجمیل، الدر الثمین اور انفاس العارفین میں بزرگان دین کے واقعات، کرامات، اشغال و اوراد، تصرفات، چلوں، روحانی امداد اور اس قبیل کی جو سینکڑوں حکایتیں مثالیں اور اپنے معمولات ذکر کیے ہیں، وہ اسی تاریخی تسلسل کی ایک کڑی ہیں، پھر جگہ جگہ شاہ صاحب نے "کاتب الحروف می گوید" کے الفاظ کے ساتھ انھیں اپنی طرف سے سندِ تحسین بھی دی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ڈاکٹر ظہور الدین احمد کا وہ جملہ نقل کر دوں جو انھوں نے انفاس العارفین پڑھ کر لکھا ہے۔

"جو لوگ اولیاء اللہ کی روحانی قوتوں کے منکر ہیں اُن کے لیے اس تذکرے (انفاس العارفین) کے بیانات ایسے شواہد پیش کرتے ہیں جن سے انکار شاہ ولی اللہ جیسے برگزیدہ عالم اور مومن کی گواہی سے انکار کے مترادف ہے:

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ) ولو آت الحجر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتبکوا علی الدین اذا ولیہ اھلہ ولکن ابکوا علیہ اذا ولیہ غیر اھلہ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۲۲) تقی انور

Marfat.com

یہ عاجز کہتا ہے، مولانا سید محمد فاروق نے لکھا ہے۔ توحید کے نام سے پوری ہزار سالہ تاریخ پر پانی پھیر دیں؟ کاش مولانا فاروق "چاردہ صد سالہ تاریخ" لکھتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منبر نبوی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام پر قیام فرمانے کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں کھڑے ہوئے بلکہ ایک درجہ نیچے کھڑے ہوئے انھوں نے مسنون مقام چھوڑا۔ اور "القدس" کی فتح کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب احبار یہودی عالم سے جو کہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے تھے فرمایا: هَلْ لَكَ اَنْ تَسِيْرَ مَعِيَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَزُوْرَ قَبْرَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم "کیا تمھاری خواہش ہے کہ میرے ساتھ مدینہ چلو اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرو۔ چنانچہ کعب احبار فلسطین سے سفر کرکے آپؐ کی قبر مطہر کی زیارت کے واسطے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف کا نام تک نہ لیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں آپؐ کی زیارت ہوئی اور وہ ملک شام سے دیوانہ وار آپؐ کی زیارت کے واسطے روضۂ مطہرہ پر آئے اور اب مُدعیانِ سُنّت کے نزدیک آپؐ کی زیارت کے واسطے جانے والا مشرک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ آثارِ نبویہ سے مواظبت کے ساتھ برکت حاصل کیا کرتے تھے، مدینۂ منورہ اور مکہ مکرمہ میں جن جن مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا تھا یا نماز پڑھی تھی وہ بھی ان مبارک مقامات میں قیام کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور ان کے صاحبزادے حضرت سالم کا بھی یہی معمول رہا۔ ابن حجر نے فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۹ میں حضرت سالم کے عمل کو بیان کرکے حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لے گئے کہ آپ وہاں کسی جگہ نماز پڑھیں اور وہ اسی جگہ کو

Marfat.com

اپنا مصلیٰ بنا لیں۔ چنانچہ آپ نے وہاں نماز پڑھی اور حضرت عتبان نے اس مبارک جگہ کو اپنا مُصَلّٰی بنایا، یہ واقعہ بیان کرکے ابن حجر نے لکھا ہے ھُوَ حُجَّۃٌ فِی التَّبَرُّكِ بِآثَارِ الصَّالِحِیْن۔ یعنی یہ واقعہ اللہ کے نیک بندوں کے آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے حجت ہے۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

افسوس صد افسوس اب اس شخص کو مشرک کہا جاتا ہے جو آثار صالحین سے برکت حاصل کرے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور آپ کے صاحبزادوں کی تالیفات میں تحریف کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے رائج ہے اور اب تیس چالیس سال سے "اصحاب توحید منظم طریقہ سے" اصلاح" کے نام پر اس مذموم فعل کا ارتکاب کر رہے ہیں عاجز کے پاس حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمۂ قرآن مجید طبع کردہ حکیم غلام نجف۔ مطبع سلطانی میں ۱۲۶۴ھ کا موجود ہے۔ یہ مبارک نسخہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کے استعمال میں رہا کرتا تھا۔ اتفاق سے عاجز نے تاج کمپنی لاہور کا ۱۳۲۳ھ کا چھپا ہوا نسخہ لیا اتفاقی طور پر اس میں دو تحریفات کا پتہ چلا ہے اور یہ دونوں تحریفات فوائد میں کی گئی ہیں عاجز ان کو لکھتا ہے

۱۔ سورۂ بقرکی آیت ۱۰ کے ترجمہ کے آخر میں ف لکھ کر حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

اللہ نے نبی سے دین اسلام روشن کیا اور خلق نے اس میں راہ پائی اور منافق اس وقت اندھے ہو گئے۔ تحریف کرنے والے نے۔ اللہ نے نبی سے دین اسلام روشن کیا، کو۔ اللہ کے نبی نے دین اسلام کو روشن کیا، کر دیا اس کو خبر نہیں کہ اللہ نے سورۂ مائدہ کی آیت ۱۵ میں فرمایا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ

Marfat.com

مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ۔ تم پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی۔ یہ نور اور روشنی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مبارک ذات ہے اسی مبارک نور اور روشنی میں ہم کو کتاب پڑھنی اور سمجھنی ہے۔

۲۔ سورۂ طارق کی آیت ۸ کے ترجمہ میں یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے۔ اللہ دنیا میں پھیر لاوے کا مرنے کے بعد۔ محرّف نے لفظ "دنیا میں" نکال دیا ہے اور لکھا ہے۔ اللہ پھیر لاوے گا مرنے کے بعد۔

عاجز سے ایک صاحب نے کہا کہ یہ تبدیلی آواگون کے ثابت نہ ہونے کے لیے کی گئی ہے۔ افسوس ہے اس مُصلح نے "پھیر لاوے گا" پر غور نہ کیا۔ جہاں سے لے جانا ہوتا ہے لانا بھی وہاں ہی ہوتا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو اس شخص کو چاہیے کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۵۹ اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ کو حذف کر دے کیوں کہ اس میں حضرت عُزیرؑ کا پورے ایک سو سال بعد اسی مقام پر پھر زندہ ہونے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جہاں ان کی وفات ہوئی تھی۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے نواسے مولانا ظہیر الدین سید احمد نے سو سال پہلے لکھا ہے۔

"آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے اور درحقیقت وہ تصانیف اس میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان تصانیف میں اپنے عقیدے کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑ اور موقع پایا تو عبارت کو تغیر و تبدل کر دیا الخ

مجلۂ الرحیم کے مدیر نے ماہ فروری ۱۹۶۰ء کے پرچہ میں لکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی خاص باتیں جو انھوں نے مقبول عام باتوں

Marfat.com

کے ضمن میں لکھی ہیں اگر آج بھی ان کو الگ کرکے پیش کیا جائے تو اکثر راسخ العقیدہ بزرگ ان سے بھڑک اٹھتے ہیں اور گو وہ شاہ صاحب کی عظمت اور بزرگی کی وجہ سے چپ رہتے ہیں لیکن اُن پر کڑھتے ہیں مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم ومغفور نے مولانا مسعود عالم مرحوم کو ایک خط میں لکھا تھا کہ "شاہ ولی اللہ کا مطالعہ بڑی احتیاط سے کرنا چاہیے کیوں کہ کہیں کہیں وہ کفر کی حدود تک پہنچ جاتے ہیں[1]" (رسالہ الرحیم صفحہ ۲۷، ۶۲ فروری ۱۹۶۹ء)

مولانا سید سلیمان کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے "انفاس العارفین" اور "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" کا مطالعہ کیا ہے کیوں کہ ان دونوں کتابوں میں اصحاب توحید اور علم ظاہر کے اکثر علمار کرام کی سمجھ سے بالاتر باتیں ہیں۔ شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حضرات صوفیۂ اعلام قدس اللہ اسرارہم العلیہ کی اصطلاحات اور اُن کے انداز بیان میں بہت کچھ لکھا ہے حضرت شاہ ولی اللہ کا پایہ اگر علم ظاہر میں بلند سے بلند تر تھا علم باطن میں بھی اولیاء برگزیدہ میں سے ایک فرد اکمل تھے۔ آپ جس وقت علم باطن کے اسرار

---

[1] سید صاحبؒ ایک جگہ اور لکھتے ہیں "حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تعبیرات ایسی نازک ہیں کہ کفر و اسلام کے درمیان بال صراط کا فرق رہ جاتا ہے (الرحیم جنوری ۶۴ء) سید صاحب کے یہ افکار و نظریات اس عہد کے ہیں جب وہ علوم ظاہری کے بہت بڑے عالم و فلسفی تھے اور العلم حجاب الاکبر کے حجاب میں تھے۔ مولانا تھانویؒ کے آخر عہد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت سے مولوی ہرگز نہ شد ملائے رومؒ — تا غلام شمس تبریزی نہ شد کا شاہد و یقین حاصل ہوا اور ان کی غلامی (مریدی) میں داخل ہو کر قال را بگذار مرد حال شو — پیش مرد کاملے پامال شو۔ (یعنی پائے مالی اور قید (مریدی) پر خوش و نازاں ہو کر کہتے ہیں ے تھی جب آزادی تو ہر سو دور تھی — قید میں آرام ہی آرام ہے حضرت [illegible] کے مشاہدات و حقائق و معارف سے قبل از بیعت آپ کو دلچسپی و شفقت ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس دور میں تو ابن تیمیہ کے افکا

Marfat.com

رموز بیان فرماتے ہیں کہ امرِ اِلوصَال کی سرشاری ظاہر و باہر ہوتی ہے۔ مولانا برکاتی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸۶ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کا ارشاد نقل کیا ہے "بعد مراقبہ ہرچہ بہ کشف می رسید می نگاشتند" یعنی آپ پہلے مراقبہ کرتے تھے جو کچھ آپ کے پاک سینہ پر اس وقت منقش ہوتا تھا آپ اس کو قلم بند کرتے تھے سرشارانِ جامِ الست کی یہی کیفیت ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کے بیان کردہ اسرار و معارف پر بعض ظاہر بینوں نے اعتراض کیا تو آپ نے اپنے پیر بھائی خواجہ حسام الدین احمد کو لکھا۔

ایں فقیر کہ ایں ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار ایں طائفہ علیہ نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا وکلا کہ آں حرام و منکر است وگزاف و سخن بافی است، سخن بافان کہ بہ صحو خالص متصف اند بیارا ند چرا ایں قسم سخنان نہ بافند و دلہائے مردم را از جا نہ بردند ؎

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہ ہرزہ نیست
ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

(دفتر سوم مکتوب ۱۲۱)

یعنی اس طائفہ عالیہ کے علوم و اسرار کے بیان کرنے میں فقیر نے جو یہ تمام دفاتر لکھے ہیں کیا یہ سب سکر و سرشاری کی آمیزش کے بغیر لکھے گئے ہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ایسا کرنا منکر اور حرام اور سخن سازی ہے۔ وہ سخن ساز جو اس سکر و سرشاری سے خالی ہیں کیوں اس قسم کی باتیں نہیں بنا سکے اور کیوں نہیں لوگوں کے دلوں کو اپنی جگہ سے ہلا سکے۔

حافظ کی یہ ساری فریاد آخر بیکار اور لغو نہیں ہے، قصہ بھی انوکھا ہے اور بات بھی نرالی ہے جو افراد ان علوم و اسرار سے بے بہرہ ہیں وہ اس

Marfat.com

چاشنی سے نا آشنا ہیں وہ یقیناً حضرت شاہ ولی اللہؒ کی عبارتوں میں تحریفات کریں گے اور ان پر کفر و زندقہ کا فتویٰ جڑیں گے جیسا کہ حضرت مجددؒ پر جڑ چکے ہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے مولانا مسعود عالم کو جو نصیحت کی ہے یہ اُس وقت کی نہیں ہے جب کہ وہ خود اس شاہ راہ پر آگئے تھے اور فنا فی الشیخ کی وادی میں گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

پاکر تجھے اپنے کو میں کیا بھول گیا ہوں — ہر سود و زیان دوسرا[1] بھول گیا ہوں

(از سید سلیمان ندویؒ)

جس دن سے مرے دل میں تری یاد بسی ہے — ہر ایک کو میں تیرے سوا بھول گیا ہوں
منظور تری چشم رضا جب سے ہوئی ہے — امید جزا خوف سزا بھول گیا ہوں
آتا ہے خدا[2] بھی ترے صدقہ میں مجھے یاد — گویا کہ بہ ظاہر میں خدا بھول گیا ہوں
سجدہ طرف کعبہ ہے دل تیری طرف ہے — اب قبلہ بھی اے قبلہ نما بھول گیا ہوں

(سلیمان نمبر معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء صفحہ ۳۲۲)

---

[1] دنیا و عقبیٰ [2] علامہ حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے اس غزل میں اپنے پیر و مرشد کو مخاطب کرکے اپنا حال عرض کیا ہے حضرت سید صاحب اپنے عہد کے علما میں جو اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے وہ اظہر من الشمس ہے سید صاحب کے اس وجدان اور مرشد سے عشق (پیر پرستی) پر معلوم نہیں علمائے اصحاب توحید شرک جلی کا فتویٰ صادر کریں گے یا شرک خفی کا اہل سنت علمائے کرام میں اس وقت دو ہی بڑے گروہ برسر اقتدار اور عام مسلمان کے ذہن و کردار پر اثر انداز بلکہ چھائے ہوئے ہیں (افسوس کہ باہم برسر پیکار بھی) ہیں ان میں کا ہر فرد اپنے علم کے زعم و نمائش میں اپنی پاکی داماں کی حکایات بیان کرنے پر نازاں اور اپنے کو رضوان جنت سمجھے بیٹھا ہے (عرف عام میں جنت کا داروغہ یا ٹھیکیدار)۔ ایک گروہ میں تکفیر و تفسیق (بے جا دے مسلمانوں پر کفر و فسق کے فتووں) کی بھرمار روا رکھی ہے تو دوسرے گروہ میں مشرک، بدعتی، قبر پرست وغیرہ وغیرہ" القاب کی بے باکانہ تقسیم کی لا انتہا فراوانی ہے۔ العیاذ باللہ۔

خانہ شرع خراب است کہ ارباب صلاح — در عمارت گری گنبد دستار خود اند (تقی انور)

یہی مولانا سید سلیمان تھے جو اپنی آزادی کے دوران میں سرہند شریف آستانۂ عالیۂ مجددیہ پر اپنے دوستوں کے ساتھ گئے اور حضرت کے مزار پر انوار پر فاتحہ نہیں پڑھی اور مسجد شریف کی دیوار پر بیٹھ گئے اور حضرت مجدد قدس سرہ آپ پر ظاہر ہوئے الخ اور یہی مولانا سید سلیمان حضرت شاہ ولی اللہ کو مولانا اسماعیل کا حقیقی معلم سمجھتے تھے، فَسُبْحَانَ الَّذِیْ یُغَیِّرُ وَلَا یَتَغَیَّرُ وَسُبْحَانَ مَنْ لَا یَقْبَلُ الزَّوَالَ۔

یہ عاجز ملفوظ ھذا میں شاہ ولی اللہ کا بیان لکھ رہا ہے کہ شاہ ولی اللہ کی عمر اپنے حضرت والد ماجد کی وفات کے وقت تقریباً سترہ سال کی تھی آپ نے ایک دن اپنے فرزند شاہ عبدالعزیز سے فرمایا "بر مزار شریف متوجہ بہ روحانیت ایشان می نشستیم پس راہ حقیقت بر ما کشادہ شد" میں اپنے والد ماجد کے مزار شریف پر ان کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر اکثر اوقات بیٹھا کرتا تھا، پھر حقیقت کی راہ مجھ پر کھلی۔

حضرت والد ماجد کی روحانیت سے آپ پر راہ حقیقت کھلی اور ۱۱۴۳ھ کو اپنے ماموں اور خسر کے صاحبزادے جو آپ سے چار سال چوبیس دن بڑے تھے اور آپ کے ہمدم و مونس اور آپ کے خلیفۂ با اختصاص اور آپ کی تالیفات کے نگراں جناب شیخ محمد عاشق پھلتی جن کی ولادت دس رمضان ۱۱۱۰ھ میں ہوئی اور "محمد غازی" آپ کا تاریخی نام ہے اور دیگر رفقاء کے ساتھ حج اور زیارت روضۂ مقدسہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حج سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا

فراغت یافتم از حج و عمرہ ۔۔۔ چو احرام سر کوئے تو بستم
میں حج و عمرہ سے فارغ ہو گیا ۔۔۔ جب آپ کی گلی کا احرام میں نے باندھا
چو دیدم روئے زیبائے تو جاناں ۔۔۔ ز تشویش وجودِ خویش رستم

Marfat.com

اے جاناں جب آپ کا زیبا چہرہ میں نے دیکھ لیا — اپنے وجود کی تشویش سے میں نے چھٹکارا پایا

بیا ساقی بدہ جامِ شرابے — کہ مخمورِ صبوحیِ الستم

آؤ ساقی مجھ کو اس شراب کا جام دو — کیونکہ میں تو الستُ بربکم کی صبوحی کا مخمور ہوں

اور پھر آپ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا

إِذَا قَلِقَتْنِيْ أَزْمَةٌ مُدْلَهِمَّةٌ — تُحِيطُ بِنَفْسِيْ مِنْ جَمِيعِ الْجَوَانِبِ

جب اس تاریک مصیبت نے جس نے تمام جانبوں سے میرے نفس کو گھیر رکھا تھا مجھے بے چین کیا

تَطَلَّبْتُ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ أَوْ مُسَاعِدٍ — أَلُوذُ بِهِ مِنْ خَوْفِ سُوْءِ الْعَوَاقِبِ

میں نے تلاش کیا، کیا کوئی معین مددگار ہے کہ انجاموں کی برائی کے خوف سے اسکی میں پناہ پکڑوں

فَلَسْتُ أَرَى إِلَّا الْحَبِيْبَ مُحَمَّدًا — رَسُوْلَ إِلٰهِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبِ

تو میں نے نہ دیکھا بجز حضرت محمد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مخلوق کے معبود کے رسول اور گھنی تعریفوں والے ہیں

وَمُعْتَصِمَ الْمَكْرُوْبِ فِيْ كُلِّ غَمْرَةٍ — وَمُنْتَجَعَ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبِ

اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کو بچانے والے اور ہر توبہ کرنے والے کے لیے مغفرت کی چراگاہ ہیں۔

وَقَدْ كَانَ نُوْرَ اللّٰهِ فِيْنَا لِمُهْتَدٍ — وَصَمْصَامَ تَدْمِيْرٍ عَلٰى كُلِّ نَاكِبِ

اور ہدایت کے طلبگار کے لیے وہ ہم میں اللہ کے نور اور ہر منہ موڑنے والے کے لیے اللہ کی تلوار ہیں

سات مہینے آپ کا قیام مدینہ منورہ میں رہا۔ اس عرصہ میں آپ نے علمائے کرام سے حدیث شریف کی تکمیل کی اور اپنے استاد گرامی ابو طاہر جمال الدین محمد بن برھان الدین ابراہیم المدنی الکردی الکورانی الشافعی کی فرمائش پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کی تالیف "ردِ روافض" عربی میں منتقل کی اور اس کا نام "المقدمة السنية في الانتصار للفرقة السنية" رکھا اس رسالہ میں آپ نے جو مدح و ستائش حضرت مجدد کی کی ہو شایان

Marfat.com

مطالعہ ہے۔ اور آپ نے جہاں بھی کچھ فوائد کا اضافہ کیا ہے یا کسی مسئلہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے "قال العبد الضعیف عفی اللہ عنہ" لکھ کر کیا ہے۔ ترجمہ کرنے میں آپ نے کسی قسم کا ناجائز تصرف نہیں کیا ہے۔ اس مبارک رسالہ کا نسخہ جب عاجز کو دستیاب ہوا، برخوردار سراسر نیک اطوار، ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ نے جمعہ ۱۰ ماہ مبارک میلاد ۱۴۰۳ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضرت شاہ ابوالخیر اکادمی، دہلی ۶ سے اس کو شائع کیا، جزاہُ اللہُ خیرالجزاء وَجَعَلَ الجَنَّۃَ مَثواہُ۔

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران میں روضۂ مبارکہ و مقدسہ سے اور بقیع غرقد میں قبۂ اہل بیت اطہار سے آپ نے خوب فوائد حاصل کئے۔ حضرات ائمۂ اہل بیت سے آپ کو نیا طریقہ ملا ہے۔ آپ نے اس کا ذکر فیوض الحرمین میں کیا ہے۔

چھ یا سات شعبان کو آپ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے شیخ محمد عاشق نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے خاص اونٹ پر مجھ کو جگہ دی۔

واضح رہے کہ حجاز مقدس میں اونٹ کے دونوں طرف تقریباً چار چار فٹ لمبے کھٹولے ہوا کرتے تھے۔ اور ہر کھٹولہ میں ایک شخص ہوا کرتا تھا۔ ان کھٹولوں کو شغدف کہا کرتے تھے۔

اور لکھا ہے گیارہ شعبان ۱۱۴۴ھ کی رات کو منزل رابغ میں حضرت نے فرمایا: "اگر کوئی میرے بیان کیے ہوئے معارف اور حقائق کو اس طرح لکھ دے کہ لوگ سمجھ سکیں وہ فوائد و اسرار کا مشاہدہ کرے گا"۔

Marfat.com

آپ نے لکھا ہے یہ سن کر میں نے اسی وقت کچھ لکھا اور پھر باقاعدہ پندرہ شعبان کو مکۂ مکرمہ میں اس کام کو شروع کیا اور اس کا نام "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" رکھا۔

اسی نوے سال پہلے تک اس کتاب کے چند نسخوں کا پتہ چلتا ہے مولانا رحمان علی مؤلف کتاب "تذکرۂ علمائے ہند" اور سید صدیق حسن خاں کے پاس یہ کتاب تھی لیکن اب اس کتاب کا کامل نسخہ تکیہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری کے علاوہ غالباً دوسری جگہ نہیں ہے۔ خدا بخش لائبریری میں ناقص نسخہ ہے۔ اس کتاب کی تین قسمیں یعنی تین فصلیں ہیں پہلی قسم باقی دونوں قسموں سے بڑی ہے اور یہی حصہ خدا بخش لائبریری میں نہیں ہے تکیہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری کے سجادہ نشین محترم گرامی جناب مولانا مولوی محمد مصطفےٰ حیدر قلندر ہیں اُن کے برادر خورد محترم گرامی جناب مولانا مولوی حافظ محمد مجتبیٰ حیدر قلندر ہیں، تکیہ ان صاحبان کے دم سے آباد ہے تین سال ہوتے ہیں کہ عاجز کی ان سے ملاقات ہوئی اور معلوم ہوا کہ جناب برادر خورد کے بڑے صاحبزادے مولانا مولوی حافظ تقی انور علوی حفظہ اللہ و وفقہ لما یحبہ و یرضاہ نے کتاب القول الجلی کا بامحاورہ بہت عمدہ ترجمہ اردو میں سَعْیُ التَّقِی فِی تَرْجَمَۃِ الْقَوْلِ الْجَلِی کے نام سے کیا ہے۔ عاجز نے چند جگہ سے ترجمہ کو اصل سے ملا کر دیکھا اور بہت دل خوش ہوا۔ جناب مؤلف نے جو کچھ لکھا ہے مترجم سلمہ نے اس کے مفہوم کو صحیح پیرائے میں بیان کیا ہے نیز جا بجا بہترین صوفیانہ شرح حواشی میں کی ہے اس کتاب سے حضرت شاہ ولی اللہ کے صحیح حالات منظر عام پر آجائیں گے، آپ اگر علم ظاہر میں یگانۂ دہر تھے تو علم باطن

Marfat.com

میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحبِ طریق تو تھے، آپ کا کشف بے مثال تھا اور آپ کے انکشافات کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ عاجز نے جناب مولانا محمد مجتبیٰ حیدر سے شاہ ولی اللہؒ کے چودہ ملفوظات لیے ہیں جو القول الجلی میں تحریر ہیں تاکہ حضرت اقدس سرہ کے صحیح حالات کا سب کو علم ہو اور حقیقت امر واضح ہو کہ آپ اہل سنت و جماعت کے مقتدا تھے، وہابیہ اور اصحابِ توحید کے عقائد سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تھا، اب ناظرین کرام حضرت کے ملفوظات اور انکشافات ملاحظہ فرمائیں۔ شاہ ولی اللہؒ کو گروہ اسمٰعیلیہ، وہابیہ، غیر مقلد اور اہل حدیث نے تحریفات و تردیدات کر کے اپنے رنگ میں عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔

القول الجلی فی ذکر آثار الولی کے چند مکشوف اور ملفوظ

۱۔ روزے[۱] عرس حضرت بزرگ بود قدس سرہ، حضرت ایشان بر مزار پر اسرار نشستہ بودند کہ ناگاہ حق سبحانہ بحضرت ایشان الہام فرمود کہ ایں تقریر را بہ مردم برسانید۔ وھو ھذا۔

ایں فقیر نسبت شتی دارد، بہ یک لسان ولی اللہ بن عبدالرحیم است و بہ دیگرے انسان است، و بہ دیگر حیوان و بہ دیگر نامی و بہ دیگر جسم و بہ دیگر جوہر، و بہ لسانِ آخر ہست است و بہ اعتبار آں لسان ہم حجرم ہم شجر ہم فرس ہم فیل و ہم بعیر و ہم غنم، تعلیم اسماء مر آدم را من بودم، و آنچہ نوح

---

[۱] اس واقعہ سے واضح ہے کہ آپؒ اپنے والد ماجد حضرت بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحب کا عرس کرنے کے پابند تھے بحضرت شاہ عبدالعزیزؒ حضرت اقدسؒ کا عرس کیا کرتے تھے بلکہ کتاب ہذا میں آپؒ کے سویم اور اس میں فاتحہ خوانی کا ذکر بالتفصیل ہے

Marfat.com

طوفان شد و سبب نصرت اوشد من بودم، آنچہ برابراہیم گلزار گشت من بودم توریت موسیٰ من بودم، احیاء عیسیٰ میت را من بودم، قرآن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم من بودم، والحمد للہ رب العالمین۔

پس بر حضرت ایشان ایں کلام گراں آمد کہ عادت شریف اخفائے امثال ایں امور بود اما معلوم فرمودند کہ عدم اظہار ایں معنی موجب نوعے از چیزے خواہد بود، مضطر شدہ آں را بیان فرمودند و دراں حال آثار شدت کلفت در روئے مبارک حضرت ایشان مشاہدہ می افتاد، چنانچہ در بعض اوقات درحال وحی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدتے طاری می شد بِسِرٍّ مِن اَسرَارِ اللہ تعالیٰ، ہم چنیں کمل ورثہ بعضے احیان ازاں معنی خالی نہ می باشند۔ (اصل ص۳۶) ترجمہ اردو صفحہ ۴۹

یعنی ایک مرتبہ حضرت بزرگ کے عرس شریف کے موقع پر آپ مزار شریف کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کو الہام ہوا کہ لوگوں تک یہ بات پہنچا دو کہ یہ فقیر چند نسبتیں رکھتا ہے، ایک نسبت سے ولی اللہ فرزند عبدالرحیم ہے اور ایک سے انسان ہے اور ایک سے حیوان اور ایک سے نامی اور ایک سے جسم اور ایک سے جوہر، اور ایک اعتبار سے وہ موجود ہے اور اس اعتبار سے پتھر بھی ہوں، درخت بھی ہوں، گھوڑا بھی، ہاتھی بھی، اونٹ بھی بھیڑ بھی، "آدم کو اسماء کی تعلیم" میں تھا، نوح کا طوفان جو اٹھا اور ان کی کامیابی کا سبب ہوا، وہ میں تھا، ابراہیم پر جو گلزار ہوا وہ میں تھا، موسیٰ کی تورات میں تھا، عیسیٰ کا مردے کو زندہ کرنا میں تھا، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن میں تھا، سب تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

Marfat.com

ایسے امور کے متعلق آپ کی عادت چھپانے کی تھی، لیکن آپ کو محسوس ہوا کہ ان چیزوں کا ظاہر نہ کرنا کسی خاص بات کا سبب بن جائے گا لہٰذا مجبور ہو کر آپ نے بیان فرمایا، جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کے وقت شدت طاری ہوتی تھی، اور یہ اللہ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ آپ کی اُمّت کے اصحابِ کمال بھی اس حالت سے خالی نہیں ہیں جس وقت آپ نے اس الہام کا بیان فرمایا اس وقت شدّت اور کلفت کے آثار آپ کے مبارک چہرہ پر نظر آرہے تھے۔

تشریح:۔ یہ عاجز کہتا ہے، اربابِ طریقت کے لیے اس مبارک کشف میں کوئی غرابت نہیں ہے۔ اصحاب قلوب جب مراقبہ کرتے ہیں اور صفات تکوینیہ کی تجلیات سے سرشار ہوتے ہیں ان پر وحدت وجود کے اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ نے دفتر اول کے مکتوب ۲۹۱ میں لکھا ہے۔

ایسی توحید والے اربابِ قلوب اگر اسی مقام سے عالم کو مراجعت کریں گے تو عالم کے ہر ذرہ میں اپنے محبوب کو دیکھیں گے۔"

یعنی مراقبہ میں لطائف کو عروج حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ صفات ہو یا ذات، عروج کے وقت سالک اس میں فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے، اور جب لطائف کا نزول ہو چکتا ہے تو اس پر صحو طاری ہو جاتا ہے البتہ خمار اور سرور کی کیفیت اس پر ظاہر ہوتی ہے اور اگر سالک کے لطیفہ کو عروج ہوا اور وہ اس حالت میں مراجعت کرلے تو دنیا کے ہر ذرہ میں اس کو وہی کیفیت نظر آئے گی جو مراقبہ میں پیش آئی ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ سے وابستہ تھے ۱۱۴۴ھ میں کامل سات مہینے مدینہ منورہ میں قیام کیا علم ظاہر میں وہاں کے گرامی قدر علماء سے استفادہ کیا اور علم باطن میں روضۂ مبارکہ و مقدسہ کی خاک روبی کی اور حضرات اہل بیت اطہار کے مزارات مقدسہ کی زیارت کی اور وہاں مراقبات کرنے سے درجات کمال پر فائز ہوئے۔ آپ نے الدُّرُّ الثَّمِین میں حضرات حسنینؓ کی عنایتوں کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے فَمِنْ یَوْمِئِذٍ اِنْشَرَحَ صَدْرِیْ لِلتَّصْنِیْفِ فِی الْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس دن سے میرا سینہ کھل گیا علوم شریعت کے تصنیف کرنے میں اور آپ نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے۔ جب میں نے اہل بیت اطہار کے قبور کی زیارت کی مجھ پر ایک خاص طریقہ کا اظہار ہوا جو اللہ تعالیٰ کے اولیا کا طریقہ ہے۔

اہل تمکین اور اصحاب صحو دآگاہی ایسے امور کا اظہار نہیں کرتے ہیں اور آپ کو حکم ملا کہ اس کا اظہار کریں۔ ہو سکتا ہے اس میں یہ حکمت ہو کہ خلائق کو معلوم ہو جائے کہ اصحاب قلوب پر ایسے واقعات ظاہر ہوا کرتے ہیں لہذا اپنی نادانی کی بنا پر اس کا رد و انکار نہ کیا جائے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مبارک ارشاد کو جناب سعدی شیرازی نے دو شعر میں بیان کیا ہے۔ فرمایا ہے ؎

مرا پیر دانائے روشن شہاب | دو اندرز فرمود بر روے آب
یکے آں کہ بر غیر بدبیں مباش | دوم آں کہ بر خویش خود بیں مباش

۲۷ حضرت ایشان فرمودند کہ دوازدہم ربیع الاول بہ حسب دستور قدیم قرآن خواندم و چیزے نیاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کردم و زیارت موئے شریف نمودم۔ در اثنائے تلاوت ملاء اعلیٰ حاضر شدند و روح پر فتوح

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ جانب ایں فقیر و دوستداران ایں فقیر بہ غایت التفات فرمود و دراں ساعت کہ ملاء اعلیٰ و جماعتِ مسلمین کہ با فقیر بودبہ نازو نیائش صعود می کنند و برکات و نفحات ازاں حال نزول می فرماید۔

(ص۴۰) ترجمہ ص۹۵

یعنی۔ حضرت نے فرمایا۔ قدیم طریقہ کے موافق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے مبارک بال کی زیارت کرائی۔ تلاوت کلام پاک کے دوران میں ملاء اعلیٰ کا ورود ہوا (فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیازمندی اور عاجزی کی بنا پر بلند (عروج کر رہی ہے) ہو رہی ہے (اوپر اٹھ رہی ہے) اور اس کیفیت کی برکتیں اور اس کی لپٹیں نازل ہو رہی ہیں۔

تشریح۔ اس ملفوظ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ خاص بارہ ربیع الاول کو شاہ ولی اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ اور نذر و نیاز دلوایا کرتے تھے اور یہ آپ کا پرانا طریقہ تھا اور نیک بخت حاضرین کو موئے مبارک از بس مکرم و مقدس کی زیارت کراتے تھے اور شیرینی تقسیم کرتے تھے۔ تاریخ کی تعیین کی وجہ سے (پناہ بخدا) کراہت تو درکنار، آپ کو برکات اور انوار نظر آتے تھے آپ حاضرین محفل کے درجات بلند ہوتے ہوئے دیکھتے تھے[۵]۔ فذٰہب میلی

[۵] حضرت اقدس کو جو فیوض و برکات اور محفل میلاد مبارک میں ملائکہ کے نزول کے مشاہدات ہوئے وہ بالتفصیل آپ نے اپنی تالیف فیوض الحرمین (مطبوعہ) میں تحریر فرمائے ہیں۔

Marfat.com

ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔

آپ نے رسالہ الدر الثمین کے صفحہ ۸ حدیث ۲۲ میں اپنے حضرت والد مولانا شاہ عبدالرحیم کا بیان نقل کیا ہے کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا کچھ بھنے چنے تھے ان کو میں نے تقسیم کیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ شاد اور بشاش ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ اور آپ کے والد بزرگوار پابندی کے ساتھ میلاد مبارک کے دن خوشی کا کھانا اور شیرینی تقسیم کیا کرتے تھے اور یہی حضرت شاہ عبدالعزیز اور آپ کے شاگردوں کا طریقہ رہا۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ع حضرت ایشاں فرمودند کہ در ایام عاشورا از جانب ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مکرر اشارات معلوم شد کہ چیزے برائے فاتحہ ایشان باید کرد، بنا براں روزے چیزے از حلاوہ حاضر کردہ شد و قرآن ختم نمودہ فاتحہ خواندہ شد پس سرور و ابتہاج در ارواح طیبۂ ایشاں مشاہدہ افتاد و نیز ارشاد فرمودند کہ چوں در ارواح طیبۂ اہل بیت رضی اللہ عنہم بہ امعان نظر تامل واقع شد بہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امتیازے و تمکنے و عظمتے مشاہدہ افتاد کہ مثل ذلک در دیگراں معلوم نہ شد و خیال واضح گشت کہ نسبتے کہ مخصوص از اہل بیت است گویا از تلاحق افکار دراں حضرت تام و کامل گشتہ و بعد ازاں اتباع ہماں نسبت و تلون باقی ماند و پس در اولیاء اللہ سطوتے و ابہتے کہ در غوث اعظم معلوم می گردد در دیگرے یافتہ نمی شود۔ (صفحہ ۰۰) ترجمہ صفحہ ۱۰۵

یعنی۔ حضرت نے فرمایا۔ عاشوراء کے ایام میں حضرات ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی طرف سے مکرر اشارہ ہوا کہ ان حضرات کی فاتحہ کرائی جائے

Marfat.com

چنانچہ ایک دن شیرینی منگوائی گئی اور قرآن مجید کا ختم کر کے فاتحہ دلائی گئی اور حضرات ائمۂ اطہار کی ارواح طیبہ میں خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہوئے[۱]۔ پھر حضرت نے ارشاد کیا جب حضرات ائمۂ اہل بیت اطہار کی ارواح طیبہ میں گہری نظر ڈالی گئی تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مبارک روح میں ایک خاص قسم کا امتیاز، تمکنت اور عظمت نظر آئی جو اوروں میں دیکھی نہ گئی اور کھلے طور پر یہ بات سمجھ میں آئی کہ جو مخصوص نسبت اہل بیت میں ہے وہ انکار کے مل جانے کی وجہ سے اتمام اور اکمال کی شکل اختیار کر گئی ہے اور آپ کے بعد یہ مبارک نسبت اسی کیفیت پر رہی اور پھر اس نسبت مبارکہ کی جو شوکت و عظمت حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی میں نظر آتی ہے وہ کسی دوسرے میں نظر نہیں آتی۔

تشریح:۔ اس مبارک ملفوظ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرات ائمۂ اہل بیت اطہار قدس اللہ اسرارہم کے ایما اور خوشنودی کی وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ نے ایام عاشورا میں ان حضرات کی فاتحہ دلوائی۔

شاہ ولی اللہ نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نسبت مبارکہ کے متعلق بہت خوب کہا ہے۔ حضرات مشائخ کبار نے ایک اور وجہ تحریر فرمائی ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اُمّ فروہؓ دختر حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم تھیں۔ حضرت قاسم مدینۂ منورہ کے فقہائے سبعہ میں سے ایک امام تھے۔ حضرت جعفرؓ کو ان سے علمی اور روحانی

---

[۱] آپ کے صاحبزادہ و جانشین سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدثؒ تاحیات مجالس محرم کرنے کے پابند رہے جس میں صحیح و مستند روایات بیان فرماتے تھے اور کثیر مجمع ہوتا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ہزار تک لوگ جمع ہو جاتے ہیں (فتاویٰ عزیزی مطبوعہ)

Marfat.com

فوائد حاصل ہوئے۔ علامہ بدرالدین نے حضرات القدس میں آپ کا یہ قول لکھا ہے۔ وَلَدَنِی اَبُوْ بَکْرٍ مَرَّتَیْنِ۔ ابوبکرؓ سے دو مرتبہ پیدا ہوا ہوں ایک جسمانی پیدائش ہے کہ وہ میرے نانا ہیں اور ایک روحانی پیدائش ہے کہ میں ان کے سلسلہ سے مستفید ہوا ہوں۔

۴؎ حضرت ایشان فرمودند کہ در عالم مثال در یکے از فرزندان خود جاہ و ثروتے تمام و عظمتے و نورانیتے عظیم مشاہدہ نمودم امید آن است کہ این معنی ظہور نماید و در بعضے از فرزندان علمے وسیع معلوم می شود و از بعضے دیگر بقائے نسل ادراک نمودہ می آید۔ (صد۴۲) ترجمہ صد۱۰۹

یعنی حضرت نے فرمایا میں نے عالم مثال میں اپنے فرزندوں میں سے ایک میں عزت، دولت، بڑائی اور عظیم نورانیت دیکھی۔ امید ہے اس کا ظہور ہوگا اور بعض فرزندوں کا علم وسیع معلوم ہوا اور دوسرے بعض سے نسل کا باقی رہنا معلوم ہوا۔

تشریح۔ آپ کے فرزند شاہ عبدالعزیزؒ کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت، علمیت، نورانیت کی دولت سے نوازا [illegible] نے کتابیں لکھیں اور شاہ عبدالعزیزؒ نے چار اطراف میں [illegible] کے علم کو پھیلایا [illegible] کے مسلم استاد ہوئے، شاہ عالم بادشاہ نے جاگیر عنایت کی [illegible] اور آپ کے تین بھائیوں کے اور [illegible] [illegible]

لہ تین موضع جاگیر میں تھے جو شاہ عالم بادشاہ اور دولت راؤ سندھیا کے نذر کیے ہوئے تھے حسن پور اور مراد آباد پرگنہ سکندر آباد تو چاروں بھائیوں میں مشترک تھے اور ایک ضلع علی جنہ (قریب پھلت) بلاشرکت صرف آپ (شاہ عبدالعزیزؒ) کا تھا۔ آپ کی وفات کے وقت قریب ایک لاکھ روپیہ نقد اور دیگر بیش قیمت سامان آپ کی ملکیت تھا۔ چند ہزار روپے اپنے نواسوں شاہ محمد اسحٰق شاہ محمد یعقوبؒ کو برائے سفر حج وغیرہ دیئے اور چند ہزار روپے اپنی تجہیز و تکفین اور دیگر بعد مراسم تعزیت (فاتحہ وغیرہ) کے لیے ورثا کو دیئے۔ (ملخص از مقالات طریقت مطبوعہ صفحہ ۴۰)

Marfat.com

حلقہ وعظ میں آیا کرتے تھے۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر آپ کے
دست و بازو تھے۔ جب تک یہ دونوں بھائی زندہ رہے آپ سکون سے رہے
اللہ تعالیٰ ان حضرات پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے۔

۵ وقتے ظاہر شد کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت
آنجناب متوجہ حال فقیر و جمیع اطراف فقیر است و نیز روشن شد کہ نور الٰہی در عالم
اجسام بہر دو قسم ظہور می نماید۔ ظہور تشریعی و ظہور تکوینی۔ ظہور تشریعی بر ضبط
قواعد کلیۂ شرعیہ است و ظہور تکوینی مبنی بر اقامت مصلحت کلیہ بغیر مراعات
قواعد کلیہ۔ علمے کہ متعلق بہ اول باشد علم ظاہر است، و علمے کہ متعلق بہ ثانی
است علم باطن است۔ بالجملہ بہ حسب نور تکوینی و علم باطن ہیچ احدے بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہ قوی تر نیست گویا
ملاء اعلیٰ کہ بنائے احکام عالم بر آنہا است از اعظم الفریق اند بہ حسب
نسبت او بدیشان متوجہ شدن تریاقے مجرب است۔ (ص۸۰) ترجمہ ص۱۱۴

یعنی۔ ایک مرتبہ ظاہر ہوا کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت
مبارک آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اس فقیر کے حال پر اور اس کے تمام اطراف پر
متوجہ ہے اور واضح طور پر معلوم ہوا کہ عالم اجسام میں اللہ تعالیٰ کا نور دو طرح کا
ظاہر ہوتا ہے ایک تشریعی ظہور اور دوسرا تکوینی ظہور۔ تشریعی ظہور کی اساس
شریعت کے قواعد کلیہ کے ضبط اور استحکام پر ہے اور تکوینی ظہور کی اساس قواعد
کلیہ کی مراعات کے بغیر، مصالح کلیہ کے قائم رکھنے پر ہے، وہ علم جس کا تعلق
پہلے نور (تشریعی) سے ہے وہ علم ظاہر ہے اور وہ علم جس کا تعلق دوسرے نور
تکوینی سے ہے وہ علم باطن ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نور تکوینی اور علم باطن کی

۱؎ نیست را ہست نمودن و در وجود آوردن۔ نیست کو ہست کرنا (عدم سے وجود میں لانا)

Marfat.com

رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اثنا عشری ائمہ سے زیادہ قوت والا کوئی نہیں ہے یہ حضرات گویا کہ ملاء اعلیٰ کا ایک بہت باعظمت فریق ہے جس پر اس عالم کا استحکام اور مضبوطی ہے۔ جو نسبت اِن حضرات کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس کی وجہ سے ان حضرات کی طرف متوجہ ہونا مجرب تریاق ہے یعنی اکسیر اعظم ہے۔

تشریح۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہے جیسا کہ حضرت امام احمد کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار کی محبت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں بیٹھا وہ طوفان سے بچا اور جو نہ بیٹھا وہ ہلاک ہوا۔ حضرات صحابہ کا احترام برقرار رہے اور احادیث صحیحہ کی مشعل ہاتھ میں رہے۔ وہ اللہ کے لطف وکرم سے قیامت کے لرزہ خیز واقعات اور دوزخ کے درکات سے (گہرائیوں سے) محفوظ رہے گا جیسا کہ امام رازی نے لکھا ہے اور ملا علی قاری نے مرقات میں نقل کیا ہے عاجز نے خلاصہ پیش کیا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے یہ مبارک جماعت جو نجات کی کشتی میں بیٹھی ہے اہل سنت وجماعت کی ٹولی ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

۲۔ حضرت ایشان فرمودند کہ شب عرس حضرت شیخ ابو الرضا محمد قدس سرہ درمقبرۂ شان ہنگامہ سرودے وبہ مردمان شوقے ووجدے بود۔ در مسجد خویش بعد عشا نشستہ بودم کہ یک پارۂ نور آوردند و گفتند کہ آنچہ در آں جا ذوق وشوق وکرامات توجہ روح مبارک شان بود، ہمہ مرکب شدہ دریں صورت گرفتہ کہ ارسال یافتہ و درہماں اثنا نفس ناطقہ را سریان در تمام عالم ظاہر شد و واضح ساختند کہ آں نور تابع از آں منبع است اگرچہ از انجام رسول ہم است۔ (صنا ۱۰) ترجمہ صد ۱۲۹

Marfat.com

یعنی حضرت نے فرمایا حضرت شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہ کے عرس کی رات کو ان کے مقبرہ میں لوگوں کی بھیڑ اور نغمہ سرائی کا ہنگامہ برپا تھا لوگ اپنے شوق اور وجد میں مصروف تھے میں عشاء کے بعد اپنی مسجد شریف میں بیٹھا تھا کہ نور کا ایک ٹکڑا میرے پاس لایا اور کہا گیا کہ وہاں پر ذوق وشوق اور روح مبارک کی کرامات کا جو کچھ ظہور ہوا ہے وہ سب مل کر اس صورت میں ہو گئے ہیں جو آپ کو ارسال کیا گیا ہے، اسی دوران میں نفس ناطقہ کا اثر تمام عالم میں ظاہر ہوا اور یہ بات واضح کی گئی کہ وہ نور اسی منبع کا تابع ہے اگرچہ وہاں سے بھیجا بھی گیا ہے۔

تشریح۔ اس ملفوظ سے ثابت ہے کہ آپ کے محترم چچا کا بھی عرس ہوا کرتا تھا اور محفل سماع وسرود منعقد ہوا کرتی تھی اور لوگوں پر ذوق وشوق طاری ہوتا تھا اور آپ کے محترم چچا کی روح کی کرامات (اور برکات انوار) کا ظہور ہوا کرتا تھا اور وہ محفل نورانی ہوا کرتی تھی۔ شاہ ولی اللہ کو اس احتفال پر کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ آپ کو اس سے مشاہدات اور فیوضات روحانی حاصل ہوتے تھے۔

عہ اتفاق چناں افتاد کہ قبل ازاں شب وقت خواجہ محمد امین وخواجہ ابوالخیر بہ طبخ دوا برائے آنجناب مشغول شدند و دریں باب اہتمام تمام بہ کار بردند، وقت شب جناب حضرت ایشاں ارشاد فرمودند کہ سابق

لہ حضرت اقدسؒ نے اپنے والد ماجدؒ کی چشم دید روایت حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ کے عرس کا حال جس میں قوالی کا بھی بندوبست ہوتا تھا نیز حضرت اقدسؒ نے اپنے استاد شیخ ابراہیم کردیؒ مدنی کا شدت ذوق سماع اور اس کے فوائد انفاس العارفین صفحہ ۸۴ اور ۸۵ میں لکھے ہیں۔ تقی انور

Marfat.com

ازیں مدتے دراز شد کہ یکبارگی درخانۂ ما چیزے از طعام بہ دیر میسر آمدہ بود و میاں نوراللہ متصدی سرانجام بعضے اسباب آں شدہ بودند، بنا بر آں نماز مغرب پیش از جماعت ادا کردہ آں را سرانجام دادند پس نماز شاں بہ جناب الٰہی بہ محل قبول رسیدہ بود ہم چنیں امروز عمل ایں ہر دو عزیزاں قبول گشتہ۔ (صفحہ ۱۲۲) ترجمہ صفحہ ۱۵۱

یعنی۔ اس سے پہلے ایسا اتفاق ہوا تھا کہ خواجہ محمد امین اور خواجہ ابوالخیر ڈیرے کے انتظام سے رات کے وقت (حضور کی) دوا پکانے میں مصروف ہو گئے تھے (اس کام کی وجہ سے جماعت ان سے فوت ہو گئی تھی) حضرت نے رات کو فرمایا، اس واقعہ سے ایک زمانہ پہلے ایک مرتبہ ہمارے گھر میں کھانے کا سامان دیر سے میسر آیا، میاں نوراللہ (بڈھانوی) بعض چیزوں کی فراہمی میں ساعی (کوشاں) ہوئے تھے اور اس (حضرت اقدس اور آپ کے اہلبیت کی خدمت کی) وجہ سے انھوں نے مغرب کی نماز جماعت سے پہلے پڑھ لی تھی اور پھر کام کے پورا کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ ان کی نماز بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی تھی۔ اسی طرح آج کے عمل میں ان دونوں عزیزوں کی نماز قبول ہو گئی ہے۔

تشریح۔ جماعت سنت موکدہ ہے بلا عذر چھوڑنا بازپرسی کا سبب ہے خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی اور خواجہ ابوالخیر اور اُن سے پہلے میاں نوراللہ سے جماعت فوت ہو گئی تھی حضرت شاہ ولی اللہ کو کشف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ان تینوں سے بازپرسی نہ ہوگی، ان تینوں کو ان کا اخلاص کام آیا۔

۳۔ بہ حالت اعتکاف در ماہ رمضان شب بست و نہم ما را کیفیتے دا[د]شت کہ بہ جز شوق و وجد و انجذاب چیزے دیگر را گنجائش نبود، بہ تقریبے بعضے

Marfat.com

نغمہائے طیبہ کہ در جوار آں مکان اتفاق افتادہ بود نیز بہیج آں کیفیت شدہ بودند، بالجملہ تمام شب بہ ہمیں رنگ گزشت در ثلث اخیر وقت حضرت ایشان بہ غایت خوش بود، از شوق وذوق سراپا امتلائے عظیم داشت، دستی وجوش از ہر بن موے مبارک می تراوید، واثرے عجیب در تشرف آں دوران حضور در گرفتہ بود، دراں وقت نغمہ سرا بیت حافظ شیراز کہ

تا ز میخانہ وے نام و نشاں خواہد بود سر ما خاک رہ پیر مغاں خواہد بود

آغاز ید از اں آواز پر سوز وگداز دل وجگر ہر یک می پاشید، ہر کس از فدیاں بے اختیار می خواست کہ خود را پروانہ وار بران شمع الٰہی فدا سازد الخ۔

(۱۲۳) ترجمہ ص ۱۵۲

یعنی۔ اعتکاف کی حالت میں رمضان کی انتیسویں رات کو آپ پر نادر کیفیت طاری ہوئی کہ شوق، وجد اور جذبہ کے سوا کسی شے کی گنجائش نہ تھی متصل مکان میں اتفاقی طور پر کوئی خوشی تھی اور وہاں اچھے گانے ہو رہے تھے اور ان کی آواز آرہی تھی، اس سے شوق ومحبت کی آگ اور بھڑکی اور اسی کیفیت میں ساری رات بسر ہوئی۔

تہائی رات باقی تھی، آپ خوش تھے اور ذوق وشوق میں از سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے، مستی اور جوش آپ کے ہر بُن مُو سے ٹپک رہا تھا کہ گانے والے نے حافظ شیراز کا عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا شعر پڑھا جس کا مطلب کچھ ایسا ہے۔

جب تک میخانۂ معرفت اور شراب محبت کا نام ونشان باقی ہے ہمارا سر ساقی خمخانۂ الست کی راہ کی مٹی بنے گا۔

یہ عاشقانہ ومستانہ شعر اور پھر پڑھنے والے کی پرسوز وگداز آواز نے

Marfat.com

ہم میں سے ہر ایک کا دل اور جگر پاش پاش کر دیا، اس وقت جتنے جاں نثار وہاں موجود تھے سب کی تمنا تھی کہ اس نورانی شمع (حضرت اقدس) پہ اپنے کو پروانے کی طرح فدا کر کے خاکستر ہو جائیں، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

تشریح۔ شیخ محمد عاشق رحمہ اللہ کے اس بیان سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نہ مُلّائے خشک تھے اور نہ صوفی خشک علم ظاہر میں اگر بے مثل و بے بدل تھے علم باطن میں اچھی مثال "رُوَیدَکَ اَنجشَۃَ لَا تَکسِرِ القَوَارِیرَ" کے تھے۔

حضرت انجشہ کا واقعہ

قصۂ حادی جناب انجشہ — کرد نقل آں جماعت زخیار

انجشہ حُدی خواں کا قصہ — بہترین لوگوں کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے

آں حُدی خوان جناب مصطفیٰؐ — از رحِ خواندے بہ صورت زیر و زار

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حُدی خواں — نرم اور غمگین آواز سے رجز پڑھتا تھا

اشتر بے چارہ زاں صوت جمیل — مست گشتہ تیز رفتے زیر بار

بے چارہ اونٹ اس حسین آواز سے — بوجھ میں دبا ہوا مست ہو کر تیز چلتا

در سفر بارے حُدی آغاز کرد — بود سرور رسل زاں ہم سوار

ایک مرتبہ سفر میں اس نے حدی شروع کی — سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونٹنی پر سوار تھے

خواند مستانہ بہ نوعے پاک دل — ذکر پاکش ماند شیریں یادگار

اس پاک دل نے مست ہو کر اس طرح حدی پڑھی — کہ اس کا پاک ذکر یادگار بن گیا

چوں جناب مصطفیٰؐ شورش بدید — کاں بہ رنگ برق گشتہ شعلہ بار

جب جناب مصطفیٰؐ نے اس کے شعر ان کو دیکھا — کہ وہ بجلی کی طرح شعلے برسا رہی ہیں

گفت لا تکسیر قواریر انجشہ — سینہا را تا نہ سوزاند شرار

Marfat.com

فرمایا اے انجشہ شیشیوں کو نہ توڑ — تاکہ سینوں کو چنگاریاں نہ جلادیں

خوش نصیب است آں کہ شکر و انبساط — صرفِ یادِ حق کند لیل و نہار

وہ خوش نصیب ہو جو شکر اور انبساط کو — شب و روز خدا کی یاد میں صرف کرے

در رہ الفت بہ عزم و صدقِ تام — مردواراں پا نہادہ استوار

پورے عزم اور سچائی کے ساتھ محبت کی راہ میں — مردانہ وار مضبوط قدم جمائے ہوئے ہو

چشم پرنم آہ پر سوزش بود — تن زبون و قلب باشد بے قرار

اس کی آنکھ نمناک اور دل پرسوز ہو — جسم عاجز اور دل بے قرار ہو

ہر زماں از شوق مستیہا کند — ہر نفس بر جانِ جاناں نثار

ہر لحظہ شوق سے مستیاں کرے — ہر سانس میں محبوب کے نام پر قربان ہو

ذکرِ پاکش دارو ئے دلہا است زید — آتشِ عشقش سپر باشد ز نار

اے زید اس کا پاک ذکر دلوں کی دوا ہے — اس کے عشق کی آگ جہنم کی سپر ہوگی

افسوس ایسے فردِ اکمل و بے مثال کو اہلِ آہوا نے رہابیہ کے عقائد کا علم بردار ظاہر کیا ہے۔ آپ کے صاحبزادے اور آپ کے ماموں کے صاحبزادے آپ کے رفیق و مونس، آپ کے خلیفۂ اعظم جناب شیخ محمد عاشق آپ کے مسلک پر ترجمان اہلِ سنت و جماعت تھے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ے آگاہی آمد، ایں فرزندان کہ لطفِ الٰہی ایشاں را بہ ما عطا کردہ است ہمہ سعداء اند، نوعے از ملکیت بر ایشان ظہور خواہد کرد لیکن تدبیرِ غیب تقاضہ می کند کہ دو شخص دیگر پیدا شوند کہ در مکہ و مدینہ سالہا احیائے علوم دین نمایند و ہماں جا وطن اختیار کنند۔ از طرف مادر نسبت ایشاں بہ ما متمکن باشد زیراکہ آدمی زادہ بہ وطنِ مادر میلان طبعی دارد، انتقال جماعہ کہ وطن والدہ ایشان متمکن باشد بہ سرزمینے بالطبع مستحیل است مگر بہ سبب قسر قاسر۔
(ص ۲۳۸ - ۲۳۹) ترجمہ ص ۲۱۱

Marfat.com

یعنی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے یہ اولاد جو مجھ کو عنایت کی ہے، سب نیک بخت ہیں اور ان پر ایک طرح کی فرشتگی کا ظہور ہوگا اور غیبی، تدبیر کا تقاضہ ہے کہ وہ افراد اور پیدا ہوں جو سالہا سال مکہ اور مدینہ میں، علوم دین کی ترویج کریں اور وہیں کی وطنیت اختیار کرلیں۔ ماں کی طرف سے ان کا رشتہ مجھ سے ہوگا۔ ایسی جماعت جس کا تعلق والدہ کے وطن سے ہو، وطن کو چھوڑنا مشکل کام ہے مگر یہ کہ کوئی بہت جدوجہد کرے۔

تشریح۔ آپ کے تین صاجزادوں کا قیام دہلی میں تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ۔ یہ تینوں حضرات بہ ظاہر بشر اور بدباطن فرشتہ تھے، عاجز کے پردادا حضرت شاہ احمد سعیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ۔ یہ تینوں بھائی علم کے سمندر تھے اور تفسیر کلام الٰہی میں شاہ عبدالعزیزؒ اللہ کی آیات میں سے ایک آیت تھے، تینوں بھائی صاحب نسبت وکشف صحیح تھے اور شاہ عبدالقادر کا کشف نہایت عمدہ تھا انھوں نے بارہ سال تک مجاہدہ اور اس طریقہ کے بعض خلفا سے استفادہ کیا تھا۔ الخ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے شاہ محمد اسحاق اور شاہ محمد یعقوب مع متعلقین واولاد اور اپنے دامادوں اور ان کے اہل وعیال اور مع دوسرے رفقا کے ۱۲۵۸ھ کو حرمین محترمین ہجرت کرگئے اور وہاں سالہا سال علوم دین پڑھاتے رہے اور آخر وہاں کی پاک مٹی میں پیوند ہوگئے۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

شاہ ولی اللہ کی وفات ۱۱۷۶ھ میں ہوئی ہے ان کی وفات کے بیاسی سال کے بعد یہ واقعہ ظاہر ہوا۔ سید صدیق حسن خاں نے اپنی کتاب "اتحاف النبلاء" مطبوعہ نظامی کانپور در ۱۲۸۸ھ کے صفحہ ۴۳۰۔ ۴۳۱

Marfat.com

میں القول الجلی کی عبارت نقل کر کے لکھا ہے "مصداق ایں آگاہی بہ ظاہر وجود ہر دو نواسۂ شاہ عبدالعزیز دہلوی است، مولوی محمد اسحاق و محمد یعقوب کہ ہجرت از دہلی کردہ در مکہ اقامت نمودند و سالہا بہ احیائے ہدایت حدیث بہ اہل عرب و عجم پرداختند" یعنی اس آگاہی کا مصداق بہ ظاہر شاہ عبدالعزیز دہلوی کے دو نواسے مولوی محمد اسحاق اور محمد یعقوب ہیں جو دہلی سے ہجرت کر کے مکہ میں مقیم ہوئے اور برسوں اہل عرب اور عجم کو حدیث کی روایت کی۔" یہ ہے اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰہِ کی ایک مثال نواب صدیق حسن خاں (بھوپالی) کے پاس القول الجلی کا نسخہ تھا اور وہ اس کو مستند سمجھتے تھے وہ حضرت شاہ ولی اللہ کے کشف کے قائل ہو گئے باوجودیکہ وہ اہل حدیث کے امیر اور غیر مقلدین اور وہابیوں کے اپنے عہد میں امام تھے۔

مثلاً روزے بہ شیخ عبدالعزیز کہ خلف الصدق ظاہراً و باطناً حضرت ایشان اند در ضمن بعض تقریبات فرمودند کہ حضرت قبلہ گاہ ما چوں ازیں عالم انتقال نمودند عم ما مثل ہمیں عمر شما بود و میاں اہل اللہ یعنی برادر خورد بہ سن رفیع الدین بودند پس ما بر مزار شریف اکثر اوقات متوجہ بہ روحانیت ایشان می نشستیم پس راہ حقیقت بر ما کشادہ شد پس ازیں حکایات تنبیہ بر قرب ارتحال خویش کردند۔

روزے فرزندان گرامی را بہ بشارات نواختند و بہ شیخ عبدالعزیز خطاب نمودہ فرمودند کہ فرزندم شیخ محمد نسبتے مع اللہ مانند نسبت شاہ حسین فلاں کہ مشہور بود، و از خاطر برفت۔ خواہد شد و نام تو در ملاء اعلیٰ حجۃ اللہ است و نام رفیع الدین ابو العجائب یعنی تسخیر عناصر دے را باشد کہ ہر چہ

Marfat.com

از زبان او بہ آید صورت وقوع گیرد و نام عبدالقادر عین الحق کہ حجۃ اللہ را بہ مال یا بہ نوعے دیگر اعانت نماید پس شیخ عبدالعزیز عرض نمودند کہ آیا مارا ولایت نہ خواہد بود فرمودند نہ فہمیدید کہ حجۃ اللہ جارحۂ الٰہی می باشد در انام مراد ویے تعالیٰ۔ الحمد للہ در ہر یک از ایشان آثار ایں بشارات ظاہر و باہر است (صفحہ ۲۶۲) ترجمہ سلک حصہ دوم

یعنی ایک دن بعض تقریبات کے دوران اپنے فرزند شیخ عبدالعزیز سے جو ظاہراً اور باطناً آپ کے خلف صدق ہیں فرمایا کہ ہمارے والد ماجد جب دنیا سے آخرت کو منتقل ہوئے ہماری عمر تمہاری اس عمر کی طرح تھی اور میرے چھوٹے بھائی میاں اہل اللہ کی عمر رفیع الدین کی سی عمر تھی۔ میں آپ کے مزار شریف پر آپ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا کرتا تھا پھر مجھ پر راہ حقیقت کھلی۔ ان حکایات کے بعد آپ نے آگاہ کیا کہ میری رحلت کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔

ایک دن آپ نے اپنے چار فرزندان گرامی کو بشارات عظیمہ سے نوازا آپ نے شیخ عبدالعزیز سے فرمایا، میرے فرزند شیخ محمد کو اللہ سے نسبت ذلا شاہ حسین۔ آپ نے بیان فرمایا تھا جو میرے ذہن سے اتر گئی ہے۔ کی نسبت کی طرح ہو گی۔ اور تمہارا نام ملاء اعلیٰ میں حجۃ اللہ ہے اور رفیع الدین کا نام ابو العجائب ہے۔ ان کو عناصر کی تسخیر حاصل ہو گی جو بات کہیں گے وہ ہو گی اور عبدالقادر کا نام عین الحق ہے، وہ مال سے یا دوسرے طریقہ سے حجۃ اللہ (شیخ عبدالعزیز) کی مدد کریں گے۔ یہ سن کر شیخ عبدالعزیز نے آپ سے کہا کہ کیا ولایت مجھ کو نہ ملے گی۔ آپ نے فرمایا تم سمجھے نہیں حجۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کا آلہ ہے۔ وہ اس سے مراد کی تکمیل کراتا ہے

Marfat.com

محمد عاشق نے کہا ہے۔ الحمد للہ سب میں بشارات کے آثار صاف طور پر ظاہر ہیں۔

تشریح۔ اس مبارک قطعہ میں دو واقعات کا بیان ہے۔

پہلے واقعہ میں شاہ ولی اللہ نے اپنے فرزند دوم شاہ عبدالعزیز سے فرمایا کہ حضرت والد ماجد کی وفات کے وقت میری عمر اتنی تھی جتنی اب تمہاری عمر ہے۔ میں ان کے مزار شریف کے پاس ان کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا کرتا تھا تا آں کہ راہ حقیقت مجھ پر کھلی۔

افسوس ہے اب مدعیان سنت و اصحاب توحید کے نزدیک یہ عمل شرک میں داخل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کو جو نعمت ملی اس کی ابتدا ان کے والد ماجد کی مرقد مبارک سے ہوئی اور اس کا اتمام سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ پر ہوا۔ وہ روضۂ مقدسہ جس کی زیارت سراسر سعادت کا شوق امیر المومنین حضرت عمر فاروق کعب احبار کو دلا رہے ہیں۔

دوسرے واقعہ میں شاہ ولی اللہ نے (اپنے صرف چار صاحبزادوں) شیخ محمد، شیخ عبدالعزیز، شیخ رفیع الدین، شیخ عبدالقادر کو بشارات سے نوازا ہے اور جناب شیخ محمد عاشق نے لکھا ہے کہ بشارات کے آثار صاف طور پر ثابت ہیں[1]

۱۱ چوں سلخ محرم سَنَةَ سِتٍّ وَسَبْعِينَ بَعْدَ الْأَلْفِ وَمِائَةٍ

---

[1] حضرت اقدس کی وفات کے وقت آپ کے صاحبزادگان کی عمریں ۱ شیخ محمد تقریباً ۳۰ سال ۲ شیخ عبدالعزیز ۱۶ سال چھ ماہ ۳ شیخ رفیع الدین ۱۳ سال ۴ شیخ عبدالقادر تقریباً ۹ سال ۵ شیخ عبدالغنی ۵ سال تھیں۔

Marfat.com

رسید کہ از عمر شریف سال شصت و دوم شروع شدہ بود وقت صبح روز شنبہ مرزا جان جاناں کہ از مشاہیر طریقہ نقشبندیہ احمدیہ اند با یاران خویش بہ عیادت آمدند و خلوت ساختند کہ بجز چندکس از مخصوصان کہ این بندہ ہم طفیلی شان بود، دیگرے نہ بود، این حلقۂ مراقبہ شد و قریب نیم پاس ہم ہماں صحبت ماند۔ بعد ازاں چوں مجلس مراقبہ منقضی شد و مرزا رخصت خواستند از آں وقت حال مزاج شریف متغیر گشت و پس ازاں آناً فاناً آثار انتقال ظہور نمودند تا کہ وقت ظہر ہماں روز طائر روح پاک شان بہ عالم قدس طیران نمود و بہ رفیق اعلیٰ پیوست۔

(ص ۲۶۳، ترجمہ ص حصہ دوم)

یعنی جب ۱۱۷۶ھ کے محرم کی آخری تاریخ ہوئی اور آپ کی عمر کا باسٹھواں سال شروع ہوگیا تھا۔ ہفتہ کے دن مرزا جانِ جاناں جو کہ طریقہ نقشبندیہ احمدیہ کے مشاہیر میں سے ہیں اپنی جماعت کے ساتھ عیادت کے لیے آئے، خلوت کی محفل ہوئی، چند مخصوص افراد کے علاوہ کوئی نہ تھا، یہ بندہ مخصوص افراد کا طفیلی تھا یعنی محفل میں شریک تھا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ مراقبہ کی محفل رہی پھر مرزا نے رخصت طلب کی۔ اس وقت سے شاہ ولی اللہ کے مزاج شریف میں تغیر ہوا اور لحظہ بہ لحظہ موت کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے چنانچہ اسی دن ظہر کے وقت طائر روح پاک نے عالم قدس کو پرواز کی اور رفیق اعلیٰ سے جا ملا۔ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ۔

تشریح۔ آپ کی وفات ظہر کے وقت، ہفتہ کے دن ۳۰ ماہ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۷۶۲ء کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والدِ ماجد

Marfat.com

کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب محمد عاشق نے حضرت میرزا کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ میں ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کا اسم گرامی شمس الدین حبیب اللہ جان جاناں ہے اور مظہر آپ کا تخلص ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام میرزا جان ہے آپ کا نسب محمد بن حنفیہؒ کے واسطے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ۲۸ وسائط سے پہنچتا ہے۔ چوں کہ آپ کے جد اعلیٰ نے سلاطین تیموریہ کی بیٹی سے شادی کر لی تھی میرزا کا خطاب پایا اور دربار کے امرا میں ان کا شمول ہوا۔

لفظ میرزا کی اصل امیرزادہ ہے۔ کثرت استعمال سے میرزا اور پھر مرزا ہو گیا۔

آپ کی ولادت گیارہ رمضان ۱۱۱۱ھ یا ۱۱۱۳ھ کی ہے۔ آپ کے احوال شاہ غلام علی نے مقامات مظہری اور کمالات مظہری میں اور شاہ نعیم اللہ نے بشارات مظہریہ اور معمولات مظہریہ میں تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں

مقامات مظہری مطبع احمدی ۱۲۶۹ھ کے صفحہ ۳۴ میں حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ

"مجھ کو اللہ نے ایسا صحیح کشف عنایت کیا ہے کہ روئے زمین کی حالت مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، سب کچھ ہاتھ کی ہتھیلی کی لکیروں کی طرح مجھ پر عیاں ہے اس وقت حضرت میرزا جان جاناں کا مثل کسی ملک اور کسی شہر میں نہیں ہے جس کو مقامات کے سلوک کی آرزو ہو اُن کی خدمت میں حاضر ہو۔"

یہ لکھ کر حضرت شاہ غلام علی نے لکھا ہے۔ آپ کے زمانے کے بہ موجب

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہ کے اصحاب استفادہ کے لیے آپ کے پاس آئے" اور لکھا ہے حضرت شاہ ولی اللہ خطوط میں آپ کو ان القاب سے یاد کرتے تھے۔

"متع اللہ المسلمین بافادات قدوۃ الطریقۃ الاحمدیۃ و رَوّی ریاض الطریقۃ بتوجہات نفسہ الزکیۃ آمین"

اور خدائے عزوجل آں قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنن نبویہ را دیر گاہ داشتہ عالمین را متمتع و مستفید گرداناد" اور خدائے عزوجل آں قیم طریقہ احمدیہ خصوصاً و طریقہ صوفیہ عموماً و آں متحلی بہ انواع فضائل و فواضل را دیر گاہ سلامت داشتہ انواع برکات بر کافۂ انام مفتوح گرداناد"

معمولات مظہری کے مقدمہ کے آخیر میں سامع خاں کا بیان لکھا ہے کہ میں شیخ محمد علی حزیں کے پاس راستہ میں ایک بلند جگہ بیٹھا تھا ناگاہ حضرت میرزا گھوڑے پر سوار اس راستہ سے گزرے شیخ محمد علی حزیں نے دریافت کیا یہ جوان کون ہے۔ کسی نے کہا یہ حضرت میرزا جان جاناں ہیں محمد علی حزیں نے کہا "چشم بد دور ہمہ دانی و ہمہ جانی"

حضرت میرزا حضرت شاہ ولی اللہ کی بہت قدر کرتے تھے۔ سچ ہے اصحاب کمال ہی اہل کمال کی قدر کرتے ہیں "کلمات طیبات" کے صفحہ ۸۰-۸۲ میں آپ کا مکتوب شریف ہے۔ اس میں حضرت شاہ ولی اللہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے

(ترجمہ) حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ نے نیا طریقہ بیان کیا ہے اور اسرار و معارف اور علوم کی باریکیوں کی تحقیق میں آپ کا خاص طرز ہے ان کمالات اور ان تمام علوم کے ہوتے ہوئے آپ علماء ربانیوں میں سے ہیں محقق صوفیوں میں جو علم ظاہر اور علم باطن کے جامع ہوئے ہیں اور جنھوں نے علم نو کا بیان کیا ہے آپ کا مثل چند ہی افراد ہوئے ہیں۔"

Marfat.com

فیوض الحرمین مطبوعہ ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۳۰ میں ہے۔

میں ائمہ اہل بیت کی طرف متوجہ ہوا میں نے ان کا ایک خاص طریقہ پایا اور وہی اصل ہے اولیاء کے طریقوں کا، میں اس اصل کا بیان کرتا ہوں اور ان منضمات (جو اس سے ملے ہیں) کا بیان بھی کرتا ہوں جو اولیاء اللہ کے طریقوں میں ہوئے ہیں اور وہ اصل یہ ہے کہ "یادداشت" کی طرف التفات رکھی جائے۔ الخ

عاجز کہتا ہے طریقہ نقشبندیہ کی اصل طریقہ خواجگان ہے اور اس طریقہ کے سرکردہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی متوفی ۵۷۵ھ ہیں آپ کو حضرت خضر سے فوائد حاصل ہوئے ہیں آپ کے آٹھ ارشادات ہیں جو ان کے طریقہ کی اساس ہیں ۱ ہوش دردم ۲ نظر بر قدم ۳ سفر در وطن ۴ خلوت در انجمن ۵ یادکرد ۶ بازگشت ۷ نگاہ داشت ۸ یادداشت۔

حضرات خواجگان کے نزدیک ذوق اور وجدان کی رو سے دوام آگاہی حاصل ہونے کا نام یادداشت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے اس اصل کو حضرات ائمہ اہل بیت کے طریقہ کا اصل قرار دیا ہے۔

سلام از ما رسد بر جان ایشاں الٰہی از تو رحمت بے کراں باد

۱۲ (از قسم دوم) فرمودند از درویشے اگر میل سلطنت و رغبت حکومت سر بزند و ایں رغبت بہ الہام حق ظاہر نماید کہ برائے اعلاء کلمۃ اللہ بودہ است قبول نباید کرد و سخن او اعتبار نباید داشت کہ مفتون تسویل[۱] نفس و شیطان شدہ

الخلاصہ کشف نذکہ قسم دوم کتاب القول الجلی میں ہے۔ بلفظہ پٹنہ لائبریری کے نسخہ میں صفحہ ۴۴ پر ہے جس کا عکس میرے پاس آگیا ہے۔ ۱ تسویل۔ شیطان کا لوگوں کے نفس میں گناہ کو آراستہ کرنا۔ سخن آرائی و افترا (غیاث وغیرہ)

Marfat.com

است، زیرا کہ وجود سلطنت ذرا ولیائے ایں امت بہ الہام حق و انتظام امر ملت صورت نہ یافتہ مگر در حضرت امام مہدی کہ در آخر زماں پیدا می شوند کہ قیام ایں ہر دو امر بہ الہام الٰہی خواہند شد و غیر ایشان ہر کہ مدعی ایں معنی شود حکم بہ بطلان او باید کرد کہ میل او از سر نفسانیت است کہ ہیچ اصل ندارد (۲۴۲)

یعنی۔ آپ نے فرمایا اگر کسی درویش سے سلطنت کی خواہش اور حکومت کی رغبت ظاہر ہو اور وہ اس رغبت کو امام حق کہہ کر بیان کرے کہ اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے واسطے ہے۔ قبول نہ کیا جائے کیوں کہ یہ ہرا باغ نفس و شیطان کا بنایا ہوا ہے اس امت میں اللہ کے الہام سے ملت کے انتظام کے لیے اولیاء اللہ میں سے سوا حضرت امام مہدی کے جو کہ آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے کسی اور کے لیے انتخاب اور قیام کی گنجائش نہیں ہے حضرت امام مہدی ان دونوں کاموں کو کریں گے (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ اور انتظام امر ملت) ان کے علاوہ جو بھی اس کا دعوی کرے اس کی غلط روی کا حکم کیا جائے۔ کیوں کہ اس کا یہ فعل از راہ نفسانیت ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

تشریح۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ کشف اور بیان بڑا اہم اور غور طلب ہے۔ آپ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیائے حق اور اللہ کے برگزیدہ افراد میں سے اگر کوئی دعوی کرے کہ مجھ کو الہام ہوا کہ مسلمانوں کا امیر بنوں اور اسلام کی خدمت کروں تو سمجھ لو کہ اس کو اپنے کشف اور الہام کے سمجھنے میں مغالطہ ہوا ہے۔ یہ کام آخیر دور میں حضرت امام مہدی کریں گے اس مکاشفہ میں شاہ ولی اللہ کے دو الفاظ مدار بحث و تحقیق ہیں، ایک لفظ درویش ہے اور دوسرا لفظ الہام ہے۔ درویش خدا رسیدہ

Marfat.com

کو کہتے ہیں یعنی وہ نیک بندہ جس کی لو خدا سے لگ گئی ہو اور الہام دل میں اچھے خیال کے آنے کو کہتے ہیں۔ اب مکتوبات سید احمد شہیدؒ کے مکتوب ۲۶ میں اس عبارت کو ملاحظہ کریں جو صفحہ ۱۴۰ میں ہے۔

"مصلحت وقت، چناں اقتضا کرد کہ اقامت ایں رکن رکین اسلام بدون نصب امام بہ وجہ شروع صورت نمی بندد بنا علیہ بہ تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مقدس بہ اتفاق مشاہیر سادات کرام وعلمائے اعلام ومشائخ عظام وصاحبزادگان ذوی الاحترام وخوانین ذوی الاحتشام وجماہیر خواص وعوام از اہل ایمان واسلام بہ بیعت امامت بر دست ایں جانب واقع گردید وبہ روز جمعہ خطبہ بہ نام ایں جانب خواندہ شد ہر چند ایں خاکسار ذرۂ بے مقدار بہ حصول ایں مرتبۂ منیف اولاً بہ اشارات غیبی والہامات لاریبی مبشر بود الخ"

اور اس کا ترجمہ صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے یہ ہے

"مصلحت وقت کے مدنظر یہ تھی کہ اس رکن اعظم جہاد کا قائم رہنا شریعت کی رو سے بغیر امام کے تقرر کے ممکن نہیں تھا۔ اس لیے ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۲ھ مقدس کو مشاہیر کرام، مشائخ عظام اہل احترام شہزادے اور صاحب حشمت خوانین اور تمام خاص وعام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے امامت[1] کی بیعت اس عاجز کے ہاتھ پر تکمیل پائی اور جمعہ کے روز میرا نام خطبہ میں پڑھا گیا

---

[1] اس کے بعد ہی حضرت سید احمد شہیدؒ نے خطوں میں اپنے کو امیر المومنین لکھنے لگے (زلزلہ احمدی) دیوبند کے جلیل القدر عالم مولانا عبید اللہ سندھی تو عقیدت میں غلو کے اس مقام تک پہنچ گئے کہ وہ تو حضرت سید صاحبؒ کو "امام معصوم" بھی لکھ گئے یہی سیدھی اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے قطعاً خلاف ہے۔ (ابراہیم جنیدی سنہ ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۹)

Marfat.com

اس خاکسار ذرۂ بے مقدار کو اس بلند مرتبہ کے حاصل ہونے کی بشارت، غیبی اشارے اور الہام کے ذریعہ جن میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں پہلے ہی دی گئی تھی۔

ایسے الہامات و اشارات کو جو رہون سلطان خیال ہوں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (مکتوب ۲۹۱ از دفتر اول میں) معلول قرار دیتے ہیں۔ کاش درویش جناب سید اور ان کے رفقاء کار حضرت شاہ ولی اللہ کے اس ارشاد سراسر رشاد کو پہلے ہی ملاحظہ فرما لیتے۔ شاہ ولی اللہ کی وفات کے ۶۴[1] سال بعد آپ کا یہ کشف ثابت ہوا۔ اگر سید صدیق حسن خاں اس مکاشفہ کا بھی ذکر کر دیتے تو بہتر ہوتا۔

مولانا عبید اللہ سندھی نے "حزب امام ولی اللہ کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ" کے صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے۔

جس دن سے امیر شہید افغانوں کے امیر بنے اسی وقت سے بغاوت کی چنگاری اس اجتماع میں چمکتی رہی اگر معاملہ ہمارے ہاتھ میں ہوتا تو ہم افغانوں کا امیر بناتے اور اسے امیر شہید کے بورڈ کا ایک ممبر بنا دیتے الخ

مولانا سندھی نے جو رائے لکھی ہے، درست رائے ہے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے یورپ اور روس وغیرہ کے دورے میں "ہمفرے جاسوس" کی رپورٹ پڑھ لی ہو جس کو جرمنی کی حکومت نے چھپایا تھا اور پھر اس کا ترجمہ دوسرے ممالک میں چھپا اور اب پاکستان میں "ہمفرے کے اعترافات" کے نام سے

---

[1] حضرت سید احمدؒ کی ولادت سے ۲۰ سال قبل اور آپ کے رفیق خاص عالم اجل مولانا اسمٰعیل کی ولادت سے ۲۰ سال قبل حضرت (قدس سرہٗ) اس عالم فانی سے انتقال فرما چکے تھے۔

Marfat.com

چھپا ہے کہ کس طرح انگریزوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو سلطنت عثمانیہ کو کمزور کرنے کے لیے تیار کیا اور پھر محمد بن سعود امیر نجد کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ محمد بن عبدالوہاب کے باطل عقائد کی حمایت کرے اور نجد کا بادشاہ بنے۔ چنانچہ ۱۱۴۳ھ میں محمد بن سعود نے وہابی مذہب اختیار کیا۔ مذہبی امور میں وہ ابن عبدالوہاب کا مطیع ہوا۔ اور آج تک یہی کیفیت ان دونوں گھرانوں کی ہے۔

۱۳۔ چوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در فتح مکہ مصاریع کعبہ را گرفتہ ایستادند وجماعۂ از صنادید قریش را کہ در باب ایذاء آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعی بلیغ داشتند و سینہائے ایشان بہ عداوت پر بود دید ندکہ ہمہ جمع شدہ ایستادہ اند فرمودند چہ می گوئید گفتند می گوئیم کہ اَنتَ اَخٌ کَرِیمٌ فرمودند شاید ارادہ می کنید قصۂ یوسف را۔ گفتند آرے۔ فرمودند من ہم می گویم (لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم) ایں کلمہ گفتن ہماں بود غل و حسد از دلہا رفت۔ ہماں عرض تحفۂ حادثہ پیدا شد۔ از باب لطف وصفا کہ خرق عادت باشد بلاشک۔ واصل ایں خرق عادت، قوت زہرہ بود کہ از میان نفس نفیس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوش زدہ قوائے زہرہ را کہ در نفوس ایشاں کافرہ بودند در ہیجان آورد وہر دو باہم طرفہ تعانج نمودند وطرفہ انجذابے در روحے وراحتے وبہجتے وسرورے بہ ظہور رسید وہم چنیں وہب بن عمر بہ قصد کشتن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اورا بر بعض امور معینہ مطلع ساختند، در ضمن ایں مطلع ساختن طرفہ قوت زہرہ از نفس حضرت ﷺ برآمد و بر نفس وہب نشر صفت، رسید ورعونت را بہ کلی بسوخت۔ وہم چنیں تمامہ مرزبانی قصۂ اند

Marfat.com

زوجہ ابی سفیان۔ اینہا ہمہ قوت زہرہ است، کہ از نفس صاحب دولتے برآمدہ بہ نفوس دیگراں می رسد، وقوائے کامنہ ایشان را در ہیجان می آرد و طلسمے طرفہ بہ نمود می رسد، ہم چنیں در بدر قوت مریخیہ ممزوجہ بہ وجدان از قوت شمسیہ ممزوج شدہ از نفس نفیس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برجوید وغائب را مسخر خود گردانید در عب، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ مسیر یک ماہ منتشر گردانید، وہم چنیں روز حجۃ الوداع قوت مشتری با قوت شمسیہ و قوت قمر و قوت زہرہ و قوت زحل و قوت عطارد در ہم آمیخت۔ مِنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا جُزْءٌ وَاحِدٌ۔ تا آں کہ یک چیز شد۔ در عالم تحفہ تسخیری و تالیفی و فرمانی و تشریعی منتشر گردانید۔ (صفحہ ۳۶۱-۳۶۲)

یعنی فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کے دروازے کے بٹوں کو پکڑ کر کھڑے ہوئے اور قریش کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت آپ کے سامنے کھڑی تھی جنھوں نے آپ کی ایذا رسانی میں پوری کوشش کی تھی اور جن کے سینے آپ کی عداوت سے بھرے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا تم کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا۔ ہم کہتے ہیں اَنْتَ اَخٌ كَرِيْمٌ۔ آپ کرم کرنے والے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا شاید تمھارا مقصد یوسف کا قصہ دہرانا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ۔ کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو، اس بات کے سنتے ہی سارا مکر و حسد اُن کے دلوں سے نکل گیا، فتح مکہ کا مقصد یہی خرق عادت کا تحفہ تھا جو لطف وصفا کے طریقے سے بلاشک ظاہر ہوا۔ اس خرق عادت کی اصل زہرہ کی قوت تھی جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس نفیس سے جوش مار کر

Marfat.com

نکلی اور اس نے زہرہ کی ان قوتوں کو جو نفوس اہل مکہ میں کافرانہ پوشیدہ تھیں ہیجان میں ڈال دیا۔ پھر دونوں نے باہم مل کر عجب معالجہ کیا اور کیا ہی عمدہ و اعلیٰ انجذاب و خوشی و راحت و مسرت کا ظہور ہوا۔

ایسا ہی معاملہ وہب بن عمر کے ساتھ پیش آیا جب وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے ارادہ سے آیا۔ آں حضرت نے اس کو بعض معینہ امور خفیہ راز ہے سے آگاہ کیا۔ آپ جب ان امور کا بیان فرما رہے تھے آپ کے نفس مبارک سے زہرہ کی قوت نکلی اور چنگاری کی طرح وہب کے نفس پر گری اور وہب کی رعونت اور خباثت یکسر جل گئی۔

اسی طرح کا قصہ ثمامہ مرزبانی اور ہند زوجہ ابوسفیان کا ہے یہ سب قوت زہرہ کی کارستانی ہے کہ صاحب دولت کے نفس سے نکلتی ہے اور دوسروں کے چھپے ہوئے قوا کو ہیجان میں ڈال کر انوکھا طلسم دکھاتی ہے۔

اسی طرح بدر کے دن گرنے والی قوت اپنے سے دگنی آفتابی قوت سے گھل مل کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس نفیس سے جوش مار کر نکلی اور غائب کو اپنا مطیع کر لیا اور ایک مہینہ کی مسافت تک آپ کا رعب طاری کر دیا۔

اسی طرح حجۃ الوداع کے دن مشتری کی قوت۔ آفتابی قوت، ماہتابی قوت زہرہ کی قوت، زحل کی قوت، عطارد کی قوت سے گھل مل گئی۔ کُلّ وَاحِدٍ منہا جزءٌ واحد۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک ایک جزء، یہ سب مل کر ایک شے ہو گئیں اور اس نے تمام عالم میں مسخر کرنے، مالوف کرنے حکم نافذ کرنے اور ایک شریعت کا تحفہ پھیلا دیا۔

Marfat.com

تشریح۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی حقیقی وابستگی طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے ہے یوں اجازت دیگر سلاسل میں بھی ہے۔
حضرت مجدد قدس سرہ کے زمانے تک سلسلہ نقشبندیہ کے مدارج کا بیان ولایت کبریٰ تک ہوا تھا۔ حضرت مجدد قدس سرہ نے نہایۃ النہایہ تک اس کا بیان کیا، اور آپ نے بیان کیا کہ انسان کی تخلیق میں عالم امر اور عالم خلق کے اجزا شامل ہیں۔ عالم امر کے اجزا نورانی ہیں اور وہ انسان کے سینہ میں مکین ہیں۔ یہ نورانی اجزا ہماری کوتاہیوں اور گناہوں کی وجہ سے اپنی نورانیت کھو بیٹھتے ہیں۔ اور جب خوش نصیب بندہ اللہ کی یاد میں مصروف ہوتا ہے یہ اجزا اپنی نورانیت حاصل کر لیتے ہیں اور جب وہ خوش نصیب مراقبہ کرتا ہے تو یہ نورانی اجزا پرواز کر کے اپنے اصول تک پہنچتے ہیں جو عالم امر میں ہیں۔ آپ نے پانچ نورانی اجزا کا بیان کیا ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کو نیا طریقہ حضرات ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے ملا ہے۔ اس نئے سلسلہ کا تفصیلی بیان عاجز کی نظر سے نہیں گذرا ہے۔ آپ کے اس مبارک مکشوف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان پانچ نورانی طاقتوں کے علاوہ دوسری نورانی طاقتوں کے اجزا سے بھی انسان کے سینہ کو محلّٰی اور مجلّٰی قرار دیتے ہیں۔ سورہ حم السجدہ کی آیت ۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ۔ ہم دکھاویں گے ان کو اپنی آیات، افقوں میں اور ان کے نفسوں میں۔" دلائل قدرت میں سے جو کچھ عالم کبیر میں ہے اس کا نمونہ انسان کا جسم ہے

نے فلک راست مسلم نہ ملک را حاصل
آں چہ در سِرِّ سویدائے بنی آدم ہست

Marfat.com

کچھ پہلے کتاب "القول الجلی" پر ایک مقالہ ندیم حیدر علوی کاکوروی کا دہلی کے "مجلۂ قاری" میں چھپا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے اس کو پڑھ کر عاجز سے کہا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے نجوم اور تاثیرات کواکب کا بیان کیا ہے اور یہ کچھ مناسب نہیں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کا یہ مکشوف بعض دیگر فضلا کی نظر سے بھی گزرا اور انھوں نے اس مکشوف، (نیز بعض دیگر مکشوفات) کے حذف کرنے کا مشورہ دیا۔ اس سلسلہ میں عاجز کے پاس ایک مفتی صاحب کا مکتوب آیا اور انھوں نے عاجز سے اس سلسلہ میں استفسار کیا۔ عاجز نے تحریر کیا کہ کسی کی تالیف میں کمی بیشی کا تصرف ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں کئی جگہ اس قبیح فعل کی برائی بیان کی ہے۔ افسوس ہے مولانا اسمٰعیل کے پیروان اس کام میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات و مکتوبات، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اور دن کی کتابیں، حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ ان کی اولاد، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی اور دیگر اکابرین کے احوال میں خوب ہی تحریفات کر کے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولانا اسمٰعیل کا ہمنوا سب کو قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب، القول الجلی کو ان لوگوں سے محفوظ رکھے اور یہ کتاب بلا کسی تصرف کے چھپے۔ بنا بریں اس سلسلہ میں عاجز یہ کچھ لکھتا ہے۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی دوشنبہ ۹ شوال ۶۷۱ھ نے اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن" میں فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا" کے بیان میں لکھا ہے۔ قال القشیری۔ اجمعوا علی ان المراد الملائکۃ وقال الماوردی فیہ قولان احدھما الملائکۃ قالہ الجمہور

Marfat.com

والقول الثانی ھی الکواکب السبعۃ حکاہ خالد بن معدان عن معاذ بن جبل۔ قیشری نے کہا ہے اتفاق کیا ہے علماء نے کہ المدبرات امرا سے مراد فرشتے ہیں اور ماوردی نے کہا ہے کہ المدبرات کے بیان میں دو قول ہیں۔ ایک قول میں وہ ملائکہ ہیں اور یہ جمہور کا قول ہے اور دوسرے قول میں وہ سات سیارے ہیں اس قول کو خالد بن معدان نے حضرت معاذ بن جبل رض سے بیان کیا ہے۔ علامہ قرطبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس قول کو قیشری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر عالم کا تعلق کثرت کے ساتھ نجوم کی حرکات سے وابستہ کر دیا ہے۔ اگرچہ تدبیر کرنے والا اللہ ہی ہے چونکہ یہ کام نجوم کے سپرد کر دیا گیا ہے اس لیے نجوم کو مدبرات فرما دیا ہے یعنی تدبیر کرنے والیاں۔

علامہ سید ابو الفضل شہاب الدین محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی ج ۵ صہ ۲۰۲ میں والنازعات غرقا سے فالمدبرات امرا تک کا بیان اس طرح کیا ہے کہ ان آیات کا تعلق سیارات سے ہے۔ لکھا ہے کہ حسن و قتادہ و اخفش و ابن کیسان و ابو عبیدہ نے والنازعات غرقا کا حمل نجوم پر کیا ہے۔ اور ابن عباس و حسن و قتادہ و اخفش نے والناشطات نشطا کا حمل نجوم پر کیا ہے اور حسن و قتادہ نے والسابحات سبحا کا حمل نجوم پر کیا ہے اور المدبرات امرا کا حمل نجوم پر معاذ رض سے مروی ہے۔ تدبیر کی نسبت کواکب کی طرف مجازی ہے۔

علامہ سید محمد امین معروف بہ ابن عابدین نے رسالہ سل الحسام الہندی میں جو کہ ان کے مجموعہ رسائل کے دوسرے حصہ میں ہے لکھا ہے

Marfat.com

قال الامام المرغینانی صاحب الھدایۃ فی کتابہ مختارات النوازل واما علم النجوم فھو فی نفسہ حسن غیر مذموم

یعنی ہدایہ کے مؤلف امام مرغینانی نے اپنی کتاب مختارات النوازل میں لکھا ہے کہ علم نجوم فی نفسہ اچھا علم ہے اور وہ مذموم نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک سیارات کی قوت فعالہ نورانی طاقت ہے۔ اور ان نورانی طاقتوں سے انسان کا سینہ معمور ہے اور وہ پاک نفوس کہ جن کے سینے آماجگاہ تجلیات وانوار ہیں ان طاقتوں سے بحکم الٰہی کام لیتے ہیں۔ آپ کے بیان پر کوئی ایرادوارد نہیں ہوتا، اسرار و معارف کا اظہار آخروقت تک اللہ کے نیک بندے کرتے رہیں گے ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ۔

۱۴؎ از قسم سوم۔ خدمت ایشان روز عرس مخدوم جمال الدین قدس سرہٗ در موضع پھلاودہ بہ زیارت قبر ایشان رفتند، در انجا ازدحام بسیار بود ومردمان کثیر انجوم آوردہ قبر او شان را تقبیل می کردند، خدمت ایشان آں جا قدرے توقف نمودہ از مقبرہ برآمدہ بیرون آں نشستہ فرمودند تا شخصے بہ قید حیات می باشد ہرچند یاد حق می کند دراں ترقیات می نماید اما بہ سبب علائق جسمانیہ از بشریہ ناسوتیہ خلاصی اورا بالکلیہ میسر نیست وچوں ازیں عالم انتقال نمود آں ہنگام از بشریت بالکلیہ نجات حاصل می شود وصفت لاہوت غالب می گردد و امتداد مستجد می شود (ص ۲۹۷)

یعنی۔ حضرت مخدوم جمال الدین قدس سرہ کے عرس کے دن آنجناب موضع پھلاودہ آپ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے

Marfat.com

وہاں بہت بھیڑ تھی۔ آپ کی قبر شریف کے حجرے میں کثرت سے لوگ مصروف تھے آپ نے تھوڑی دیر وہاں توقف کیا پھر مقبرہ سے باہر آکر بیٹھ گئے اور فرمایا۔ جب تک انسان زندہ رہتا ہے جس قدر بھی وہ اللہ کی یاد کرتا ہے اس کو ترقیات حاصل ہوتی ہیں اور جسمانی تعلق کی وجہ سے بشریت اور عالم اجسام کی بندھنوں سے پوری طرح چھٹکارا نہیں پا سکتا، اور جب وہ اس جہاں سے رخصت ہو جاتا ہے اس وقت اس کو بشریت کے عوارض سے پوری طرح نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اس پر لاہوتی صفت غالب آجاتی ہے لہذا لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں ۔"

تشریح۔ حضرت نے اس مبارک ملفوظ میں ناسوت اور لاہوت کے الفاظ استعمال کیے ہیں ناسوت عالم اجسام کا نام ہے جس وقت روح جسم میں داخل ہوتی ہے دور ناسوتی کا آغاز ہوتا ہے اور پھر جب خوش نصیب بندہ اپنے مولیٰ جل شانہ کی یاد کرتا ہے اور تجلیات اسماء الہیہ سے محظوظ ہوتا ہے وہ مقام ملکوت پر فائز ہوتا ہے اور جب مرتبہ صفات میں اس کو فنائیت حاصل ہوتی ہے مقام جبروت، حاصل کرتا ہے اور جب وہ خوش نصیب ذاتِ بحت الٰہی کی تجلیات کی آماجگاہ بنتا ہے، مقام لاہوت، حاصل کرتا ہے اور جب تک روح کا تعلق جسم سے رہتا ہے وہ اس مقام کو بہ تمام و کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جب اس کی روح قفس تن سے پرواز کر جاتی ہے وہ عالم قدس کے مزے لیتی ہے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔"

Marfat.com

میں ایسے خوش نصیبوں کا بیان ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ جو لوگ ڈر والے ہیں. باغوں میں ہیں اور نہروں میں، بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے۔

اس ملفوظ میں حضرت نے "لہذا مسجودی شود" فرمایا ہے اس مسجودیت کے سمجھنے کے لیے دو مبارک صحیح حدیثوں کو نظر میں رکھنا ضروری ہے لہذا عاجز ان کا ترجمہ لکھتا ہے۔

۱۔ مشکات کے باب ذکر اللہ والتقرب الیہ میں بخاری سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے اس کو میں لڑائی سے خبردار کر دیتا ہوں اور میرا بندہ کسی شے سے بھی جو مجھ کو بہت محبوب ہے میرا قرب نہیں پا سکتا جو کہ وہ میرے عائد کردہ فرض سے پاتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب مجھ کو اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اس کی وہ سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور وہ بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر مجھ سے وہ طلب کرے البتہ میں اس کو دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے البتہ میں اس کو پناہ دوں گا۔ الخ

۲۔ مشکات میں اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَمِنَ اللّٰہِ میں مسلم کی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے وہ جبریل کو بلا کر کہتا ہے۔ مجھ کو فلاں بندہ سے محبت ہے

Marfat.com

تم اس سے محبت کرو۔ چناں چہ جبریل کو اس سے محبت ہوتی ہے اور پھر وہ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ کو فلاں سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو چناں چہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں ثُمَّ یُوضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ پھر زمین میں اس کے لیے مقبولیت رکھدی جاتی ہے الخ

یعنی زمین پر رہنے والوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہوتی ہے خود بخود دل اس کی طرف مائل ہوتے ہیں سورۂ مریم کے آخر میں ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصّالحات سیجعل لھم الرحمن وُدًّا جو یقین لائے اور کی ہیں نیکیاں اُن کو دے گا رحمان محبت" یعنی اللہ ان سے محبت کرے گا، یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا یا خلق کے دل میں ان کی محبت پیدا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ نیک بندے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بنتے ہیں اور جن کا سننا، دیکھنا، پکڑنا، چلنا سب اللہ کے واسطے ہوتا ہے۔ ایسے برگزیدہ بندوں کی محبت اللہ تعالیٰ عوام کے دلوں میں ڈالتا ہے پھر عوام کے دل خود بہ خود اس کی طرف جھکتے ہیں، یہی ہے شان محبوبیت جو فنا فی اللہ ہونے کی وجہ سے اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ باکمال عالم دین اور بلند مرتبہ شیخ طریقت ہوئے ہیں حضرت میرزا جان جاناں مظہر قدس اللہ اسرارہما اُن کے متعلق فرماتے ہیں: "آپ کا مثل چند ہی افراد ہوئے ہیں" ایسے حضرات کے اقوال کو ان طریقوں سے حل کرنا ضروری ہے جو حضرات مشائخ کے طریقے ہیں۔

Marfat.com

علامہ اجل مفتی عنایت احمد کاکوری متوفی ۱۲۷۹ھ نے حضرت شاہ ولی اللہ کے متعلق کیا خوب فرمایا ہے۔ آپ کے الفاظ کو نزہۃ الخواطر نے عربی میں نقل کیا ہے اس کا مفہوم اس طرح ہے۔

شاہ ولی اللہ کی مثال شجر طوبیٰ کی طرح ہے کہ تنہٗ اُن کے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں تمام مسلمانوں کے گھروں تک پہنچی ہوئی ہیں مسلمانوں کا کوئی گھر اور ٹھکانا ایسا نہیں جہاں اس کی ٹہنی نہ پہنچی ہو۔ اکثر لوگوں کو خبر نہیں کہ اس ٹہنی کی جڑ کہاں ہے۔

یعنی ہندوستان میں جو علم دین پھیلا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذریعہ آپ کی مبارک ذات کو کیا ہے شیخ محمد محسن صدیقی ترہٹی نے "الیانع الجنی" کے آخیر میں لکھا ہے کہ میں نے دو مرتبہ علامہ عبدالحق فاروقی خیرآبادی کو کہتے سنا ہے جب کہ انھوں نے حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب "اِزالۃُ الخفا" کا مطالعہ کیا۔

ایک مجمع کو مخاطب کرکے آپ نے فرمایا (عاجز ترجمہ لکھتا ہے)

"جس شخص نے یہ کتاب تصنیف کی ہے وہ علم کا ایسا بحر زخار ہے جس کا ساحل نظر نہیں آتا اور اُن پر اعتراض کرنے والا جاہلوں میں سے ایک ایسا غبی جاہل ہے جس سے سمجھنے کی توقع نہیں کی جا سکتی، یا وہ اُن انعامات پر حسد کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ القول الجلی کے اس ترجمہ کو بوجہ احسن طبع کرائے اور پھر اصل فارسی نسخہ اہل علم او رارباب کمال کے سامنے آئے اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی باطنی بلند پروازی اور علو منزلت کا علم

Marfat.com

سب کو ہو۔

حضرت میرزا کا ارشاد "آپ کا مثل چند ہی افراد ہوئے ہیں" حقیقت امر کا اظہار کرتا ہے عاجز آپ کو متنبی کے اس شعر کا مصداق پاتا ہے۔

مَضَتِ الْقُرُوْنُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهِ ۔۔۔ وَلَقَدْ أَتَى فَعَجَزْنَ عَنْ نُظَرَائِهِ

زمانے گزرے وہ اُن جیسا نہ لا سکے، اور وہ آئے تو اُن کا مثل لانے سے قاصر رہے۔ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ وَ نَوَّرَ ضَرِیْحَهُ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ آخِراً۔

جمعہ ۲ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ
۵ دسمبر ۱۹۸۶ء

ابوالحسن زید فاروقی
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۶

Marfat.com

عرضِ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور

جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کا ولی (دوست) ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔ (ترجمہ فتح الحمید مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ وہ (اللہ) اُن کی محبت کا مرکز و محور ہو جاتا ہے اندھیروں یعنی صفاتِ نفس اور اوہام خیالی سے نکال کر نور یقین و ہدایت عطا فرما کر عالم ارواح کی فضاؤں میں لاتا ہے

نحمدہٗ ونشکرہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین

تاریخ عالم پر ایک طائرانہ لیکن بصیرت افروز نظر ڈالنے سے ہمیں یہ محسوس اور عیاں ہوتا ہے کہ جب سماجی سیاسی اخلاقی اور روحانی قدریں درہم برہم ہو جاتی ہیں۔ جب عالم میں بحران کی کیفیت طاری ہوتی ہے انتشار۔ افتراق۔ نفاق اور پریشانی کا دور دورہ ہوتا ہے دیو استبداد کے پنجے کھلی ہوئی عام خلائق کے سینے پر گڑ جاتے ہیں اور ان کی گردنیں

Marfat.com

خوں چکاں ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اسی کثافت کے ماحول میں لطافت کی پری جلوہ گر ہو کر آیا۔ عالم کے لیے جنت نگاہ اور فردوس گوش کے سامان مہیا کرتی ہے اور مظلوم ہستیاں وجد کناں ہو کر پکار اٹھتی ہیں ۔

رات کو ہر ثابت و سیارہ گرم لاف تھا
صبح جب خورشید نکلا تب تو مطلع صاف تھا

ہر دور میں، جب زندگی محشر بہ داماں ہوئی، مصائب کی کثرت دریا موجیں حلقہ کام نہنگ بن کر ہر مظلوم کو ہڑپ کرنے پر آمادہ رہیں تو پھر خاصانِ حق و مردانِ خدا پردۂ غیب سے نمایاں ہوتے رہے جنھوں نے اپنی صلابت کردار اپنی بے پناہ روحانی قوتوں سے وقت کی کلائی مروڑ کر رکھ دی اور قوموں کی تاریخ میں ہر نہج و ہر جہت میں وہ عنبر فشاں روحانی خوشبو کی مہک پھیلاتے رہے جس سے مشام جاں مہکا۔ انھیں زندگی کو زندہ دلی اور زندہ سامانی کا اسم اعظم بتاتے رہے۔ دین جس میں اضمحلال پیدا ہو چلا تھا ان نفوس قدسی کے نفس مسیحا آسا نے اس میں ایک تازہ جان ڈال دی۔ کون دور ایسا نہیں رہا جس میں ایسے روحانی بزرگ نہیں پیدا ہوئے جو مامور من اللہ نہ ہوئے ہوں۔ وہ ہیبتِ شاہی اور جبروت سلطانی سے ہرگز ہرگز مرعوب نہ ہوئے اور ان کی جمال ہم نشینی سے ہزارہا ایسے افراد پیدا ہوئے جو تربیت یافتہ ہو کر معاشرہ کی سطح کو روحانی بلندی عطا کرتے رہے ہندوستان جنت نگاہ تو بڑا خوش قسمت رہا کہ اس کی طرف حضرت سرور کائنات کی نگاہ محبوبیت ہمیشہ متوجہ رہی اور ہزارہا اولیاء اللہ رسول اللہ ﷺ کے حکم اور آپ کی بشارت کی بجا آوری میں تیرہ خاکدان ہندوستان آئے اور یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے بہ تائید ولایت خصوصی اپنی روحانیت کے جوہر دکھائے۔

Marfat.com

جہاں مسلمان فاتح ملک گیری کے لیے اس ملک میں در آئے ہیں اہل اللہ و اولیاء اللہ کے قافلے بہ ایماء و اذنِ رسول خدا ﷺ یہاں آئے وہ اپنے ساتھ عرب کا وقار اور فصاحت و بلاغت، ایران کی کج کلاہی اور بانکپن، ترکستان کا شکوہ و شان بھی ساتھ لائے ان کے قلوب عشق خدا اور عشق رسول خدا میں سرشار تھے۔ ان کے نفوس قدسیہ نے یہاں کی خاک کو دامنگیر کو عرفان و معرفت کے موتیوں سے مالا مال کر دیا اور یہاں کی روادار فضا نے ان کو اس طرح گلے لگایا ؎

تمثال میں تیرے ہے وہ شوخی کہ بصد شوق — آئینہ بہ انداز گل آغوش کشا ہو

ان اولیاء کرام کے میٹھے بولوں نے زخمی دلوں پر مرہم کے سامان فراہم کیے وہ اس ملک کے مزاج کو سمجھے اور روح اسلام جو رواداری میں ایک عالم بسیط پر چھائی ہوئی ہے اس کی تعلیمات سے دلوں میں محبت کی جوت جگا دی اور یہ کار رشد خلق اخلاق اسلامی، سلاطین کی آمد آمد سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا۔ افغان حکومتوں کا دور ختم ہوا مغلوں کی حکومت قائم ہوئی اور اس دور میں بھی باوجود دنیوی جاہ و حشمت کی ترقی کے بیشتر اولیاء کرام کی زندگی کانٹوں کے بستر پر بسر ہوتی رہی۔ ہمایوں کے دور تک تو قدرے سکون رہا کیونکہ اس غریب کو شیر شاہ سے مقابلہ کرتے ہی گذری۔ پھر اکبر کا دور آیا اور اس نے مبارک و ابوالفضل اور فیضی کے دام تزویر میں پھنس کر ایک نئے دین کو پھیلانے کی کوشش کی اور شجر اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا بیڑہ اٹھایا۔ مشیت کی غیرت چونک اٹھی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی کی ہستی کتم عدم سے پردہ وجود پر جلوہ پیرا ہوئی اور مشیت کا یہ

Marfat.com

وعدہ پورا ہوا کہ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

انھوں نے علم جہاد بلند کیا اور بادشاہ وقت کی ہر کوشش کو جو دین حق کا چہرہ مسخ کرنے پر تلی ہوئی تھی ناکام بنا دیا ے

ہمہ ساز بے نیازی ہمہ سوز بے نوائی
دل شاہ لرزہ گیرد ز گدائے بے نوائے

اورنگ زیب کے بعد انگریزوں کے تسلط ہونے تک کا زمانہ ہندوستان کے لیے ایک محشر بدوش اور طوفان بہ کف دور رہا۔ نادر شاہ کا حملہ اور اس کا بے گناہ رعایا کی خوں ریزی خاندانوں کی تباہی اور محمد شاہ رنگیلے کی رنگین مزاجی کی پاداش میں شاہی خاندان کی ذلتیں ایک ایسا المناک باب ہے جس کے خیال سے روح تھرا جاتی ہے۔ اس دور کے تاریخی واقعات کی تفصیل مولانا مناظر احسن گیلانی علیہ الرحمۃ کی تالیف "شاہ ولی اللہ" میں دیکھی جائے۔

اس پرفتن دور اور ظلم و ظلمت کی گھنگھور گھٹاؤں میں حضرت اقدس مجدد ملت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ہستی ستارہ بدرخشید و ماہ مجلس شد بن کر ابھری اور اس کا وجود سراپا جود گھنگھور گھٹاؤں میں امید کی کرن بن کر افق حیات پر تاباں و درخشاں ہوا جن کی عدیم المثال دینی اور روحانی خدمات نے احیائے دین و تحفظ دین اسلام کا بیڑہ اٹھایا۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

اللہ کے لیے یہ بات بعید نہیں کہ وہ تمام عالم کو ایک فرد واحد میں جمع کر دے

بگڑے ہوئے نصیب کی آندھی کے سامنے کیونکر چراغ تھا تہہ داماں نہ پوچھیے

Marfat.com

آخر عہد محمدی[۵۱] میں من حیث جامعیت ایسی جامع شخصیت آپ کے سوا دوسری نظر نہیں آتی جو بہ یک وقت محدث اعظم۔ مفسر کبیر۔ فقیہ بےمثال بلکہ مجتہد اعظم۔ علم معقول و منقول میں بے مثال مفکر۔ معاشیات و عمرانیات میں رمز آشنا و نکتہ شناس۔ سیاست میں فقید المثال سیاست داں۔ تاریخ میں محقق مورخ۔ تدبیر میں مدبرانہ ذہن کے مالک حکیم الامت۔ شاعری میں نغز گو اور قادر کلام شاعر۔ تصوف کے بحر بیکراں کے نہ صرف خود غواص بلکہ ہزارہا کو ساحل بہ کنار کرنے والے انسان کامل ؎

تیراک اُسے کہیے جو اور کو تیرائے
خود دار ہوا تو کیا اور پار ہوا تو کیا

علم معاش و علم معاد کے بہت بڑے عالم۔ نباض فطرت۔ بارگاہ حق سے قائم الزمان[۵۲] کا لقب اور دربار نبوت سے ذکی اُمتی[۵۳] اور لفظ امام[۵۴] سے مخاطب
علامہ شبلی نعمانی ربانی ندوۃ العلماء لکھتے ہیں کہ "علامہ[۵۵] ابن رشد ابن تیمیہ کے بعد بلکہ اُن کے زمانہ میں جو عقلی تنزل شروع ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل و دماغ پیدا ہوگا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشہ دکھلانا تھا کہ آخر زمانہ میں جب اسلام کا نفس بازپسیں تھا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے سامنے امام غزالیؒ امام رازیؒ، علامہ ابن رشد کے

---

۵۱ یہ پیرانہ سال محترم و معظم جناب مولانا ابو الحسن علی میاں صاحب مدظلہ ندوی القول الجلی ملاحظہ فرمانے تشریف لائے تو میرے یہ الفاظ سن کر تائید و تحسین فرمائی۔ حضرت اقدسؒ کی کرامت کشف متعلق شاہ محمد اسحاق و شاہ محمد یعقوب سن کر تعریفاً فرمایا کہ "شاہ صاحب کے شہود و کشوف کا کیا کہنا"

۵۲ تا ۵۴ القول الجلی و فیوض الحرمین

۵۵ مقدمۂ علم الکلام

Marfat.com

کارنامے بجوا مانند پڑ گئے۔

احقر مترجم کے نزدیک حضرت اقدسؒ کے وجود باجود پر حضرت مولانا رومؒ کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

در بشر روپوش گشتہ آفتاب   فہم کن واللہ اعلم بالصواب

حضرت اقدس کے حالات میں یہ پہلا اور آخری اور مستند ملفوظ ہے۔ آپ کی حیات میں آپ کے حکم سے لکھا گیا جس کو حضرت "لفظاً لفظاً" بہ نظر غائر ملاحظہ فرماتے رہے اور اپنے قلم خاص سے اصلاح و حذف و اضافہ فرماتے رہے قول الجلی کی تالیف پر مخلص و عاشق مولف کو فرط انبساط میں دعا دیتے ہیں "جزاہ اللہ خیر الجزاء واحسن الیہ واسلافہ واعقابہ واصلہ الی مایتمناہ من دینہ ودنیاہ (انفاس العارفین)۔

قول الجلی اور اس کے مولف کے بارے میں محترم مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی اپنی تالیف "شاہ ولی اللہ" اور ان کا خاندان" میں لکھتے ہیں۔"شاہ محمد عاشق پھلتی صدیقی کے حضرت شاہ ولی اللہؒ سے کئی رشتے اور تعلق تھے وہ شاہ صاحبؒ کے ماموں زاد بھائی، نسبتی بھائی، داماد، سمدھی، رفیق طفلی، شریک درس، شاگرد، مسترشد و خلیفہ تھے۔ شاہ محمد عاشق کی تالیفات میں قول الجلی سرفہرست ہے "حیات شاہ ولی اللہ" ہے جو نہ صرف اس لحاظ سے اہم ہے کہ وہ برعظیم کی ایک عظیم شخصیت کی سوانح ہے اور اس موضوع پر اولین ماخذ ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ یہ کتاب اُس فرد کی تالیف ہے جو حضرت شاہ صاحب کے کمالات و فضائل کا وارث اور امین تھا۔ اُن کی زندگی کا ہر دور جس کی نظر میں تھا حضرتؒ کے اصلاحی و تجدیدی کارناموں پر جس کی نظر سب سے زیادہ

Marfat.com

وسیع تھی، جو ان کی تجویزوں، آرزوؤں، حسرتوں اور اُن کی تمناؤں کا راز داں تھا۔ جو اُن کی بیشتر تالیفات کا "سبب تالیف" تھا۔ اُن کی اکثر تحریروں کا اولین مخاطب تھا۔

قول الجلی کے اقوال قول فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایک کسوٹی ہیں جس سے حضرت کے صحیح اور واقعی نظریات کا سراغ ملتا ہے۔ اسی ملفوظ کی روشنی میں حضرت کی تعلیمات اور عملی زندگی کا صحیح نقشہ اور ہو بہو تصویر سامنے آتی ہے۔ بعض محققین کی تحقیق ہے کہ حضرت اقدس کی وفات یا شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد سے ہی حضرت کی بعض تصانیف کو اہل حدیث و فرقہ وہابیہ نے اپنے قبضہ و تصرف میں لے کر تحریف و الحاق کا کام بہت زور و شور اور بڑے منظم طریقہ سے کیا بلکہ بعض کتابیں اس تنظیم نے اور انہیں نے خود لکھ کر حضرت اقدس سے منسوب کر کے شائع کر دیں (جن کی اشاعت آج بھی ہو رہی ہے) اس تنظیم گروہ کے لیے قول الجلی کا وجود یقیناً مضرت رساں ہوتا اسی لیے قول الجلی کو بہت منظم طور پر تلاش کر کے جہاں جہاں ہوگی ضائع کر دیا گیا۔ یہ ایسا ملفوظ ہے جس کو مطالعہ میں رکھنے کی خود حضرت اقدسؒ نے اپنے مسترشدین کو تلقین فرمائی ہے۔ آپ کے خلفا مسترشدین و مریدین نے یقیناً اس کی نقول حاصل کی ہوں گی اور بکثرت ہوں گی۔ مولوی رحمٰن علی اور نواب صدیق حسن خاں نے اپنی تالیفات میں حوالے دیئے ہیں۔ نواب صاحب کے کتب خانہ میں (جو غالباً اب ندوہ میں منتقل ہو چکا ہے) بھی اب اس کا پتہ نہیں۔ محترم مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء تک قول الجلی ان کے کتب خانہ میں تھی مگر

Marfat.com

اب نہیں ہے۔[1] قول الجلی پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت کے بعض دیگر

---

[1] پروفیسر خلیق احمد نظامی (علی گڑھ) کو دعویٰ ہے کہ ان کے پاس کئی (قول الجلی) دو ایک ناقص نسخے ہیں (واللہ اعلم بحقیقتہ ذلیتہ) عتاب نامہ خلیق صاحب مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء بنام سجادہ نشین صاحب خانقاہ کاکوری) مگر سخت حیرت ہے کہ انہوں نے اپنی تالیف میں اپنے نسخہ کا ذکر تک نہیں کیا اپنی تالیف شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات طبع دوم ۱۹۶۹ء میں [illegible] کے مخطوطے کے اقتباسات دیئے اور حضرت صاحب سجادہ مدظلہ پر بہتان تراشی فرمائی کہ سجادہ نشین [illegible] کے مطالعہ کی اجازت دینے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ (سیاسی مکتوبات مقدمہ [illegible]) اصل واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ایک ماتحت کو یہاں بھیجا کہ قول الجلی سے تاریخی مواد نقل کر لائے۔ صاحب سجادہ صاحب مدظلہ نے بلا عذر [illegible] بخوشی خاطر کتاب ان کے حوالہ کردی۔ موصوف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے تاریخی مواد نقل کیا اور علی گڑھ جا کر خلیق صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جس سے انھوں نے اپنی تالیف مذکور کو مزین کیا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ ان کی محنت وکاوش کی داد دیتے یا ممنون ہوتے اپنی پروفیسری کے ..... میں مدہوش چراغ پا ہو گئے اور گرج اٹھے کہ "تم اصل کتاب کیوں نہیں لائے" اس کے بعد ہی سجادہ نشین صاحب مدظلہ کو وہ خط لکھا جس میں حفظ مراتب کے شریفانہ رویہ کو پس پشت ڈال کر طنز و تعریض کے تیر و نشتر چلانے کی سعی نارو فرمائی۔ "شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات" میں جس جگہ قول الجلی کے اقتباسات دیئے ہیں یہ بھی خود اعتمادی سے تحریر فرمایا ہے کہ "کتاب (قول الجلی) کو ایڈٹ کر کے پیش کیا جائے گا"۔ حضرت اقدسؒ کے منجملہ دیگر فیوض و نیز اپنے محترم بزرگ حضرت مولانا ابوالحسن زید صاحب فاروقی مدظلہ کی دعا کی قبولیت (ان کا مقدمہ ملاحظہ ہو) سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب خلیق احمد صاحب [illegible]
[illegible]

Marfat.com

خلفا نے بھی آپ کے ملفوظات وحالات لکھے تھے غالباً ان کو بھی آپ کی تنظیم

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) چڑھی ورنہ خدا معلوم تحریفات وحذف الحاق کی کیا کیا کرشمہ سازیاں غیر مقلدین ودہابیین سے فوائد (داد وتحسین وغیرہ وغیرہ) حاصل کرنے کے لیے منصۂ شہود پر آتیں۔ تحریف کی ادنیٰ مثال "سیاسی مکتوبات" طبع دوم صفحہ ۲۰ سطر ۶ پر ملاحظہ فرمایئے "اکنوں معائنہ نمودہ می آید کہ (اب یہ دکھائی دے رہا ہے کہ دہلی کیا، اس تحریف سے تو جملہ ہی مہمل وبے معنی ہو گیا۔ پورا جملہ پڑھیئے "اکنوں معائنہ نمودہ می آید کہ بر شہر کہنہ مریخ نظر بہ تحدیق می دارد" (اب یہ دکھائی دے رہا ہے کہ قدیم شہر (دہلی) پر مریخ گہری نظر ڈالے ہے" جس سے قدیم دہلی کی تباہی کا حضرت کو یقین ہو گیا اور پھر ایسا ہی واقع بھی ہوا۔ تھوڑے عرصہ بعد اُن ہی صاحب کے ذریعہ علیق صاحب موصوف کی خدمت عالی میں یہ مودبانہ گذارش کی گئی کہ اُن کے ناقص نسخہ (اگر وہ مفروضہ نہیں جس کا اب یقین ہو رہا ہے) یہاں کے مکمل نسخہ کا موازنہ ومقابلہ کر کے اُن کے ناقص نسخہ کو وہیں علی گڑھ میں چند روز قیام کر کے مکمل کر دیا جائے اور یہاں کے نسخہ میں حقائق ومعارف کے بیان میں کتابت کی جو چند غلطیاں ہیں شاید ان کے نسخہ سے تصحیح ہو جائے۔ اس مودبانہ گذارش پر وہ اپنے ان ہی محسن صاحب موصوف پر جو اپنی سابقہ محنت شاقہ کی وجہ سے پُر امید تھے غضبناک ہو کر برس پڑے اور ارشاد فرمایا کہ "میں ہرگز اپنا نسخہ نہیں دکھاؤں گا" اس غصہ کے عالم میں اُن کو اس کا احساس بھی نہ رہا کہ ان کا ناقص نسخہ مکمل ہو جاتا جس میں اُن کا ہی مفاد تھا۔ حضرت صاحب سجادہ مدظلہٗ کو اپنے خط میں جو تنبیہ ونصیحت فرمائی تھی اور عذاب آخرت سے بہ ایں الفاظ ڈرایا تھا کہ کسی اہل علم سے کتاب کو چھپانے پر کتابیں قیامت میں فریاد کریں گی (جس کا معقول جواب ان کو اسی وقت بھیج دیا گیا تھا) غیظ وغضب میں اپنی وہ نصیحت بھول گئے۔ (اور

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کی نظر لگ گئی کہ آج ان کا نام لیوا بھی کوئی نہیں۔ ایک معتبر مگر ناقص نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں ہے (جو ماضی قریب میں انجمن ترقی اردو دہلی سے وہاں منتقل ہوا ہے) مگر افسوس صد افسوس کہ وہ بھی اس فرقہ کے پنجۂ ظلم وستم سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اس میں سے بھی حضرت کے حالات، معمولات، حقائق ومعارف، کشف وکرامات کا بیشتر حصہ ضائع کر کے اس کو ناقص کر دیا گیا۔ حضرت کی تصانیف تفہیمات، الخیر الکثیر، حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں جو تحریفات والحاقات (متعلق بہ عقائد) کیے گئے اس کی نشاندہی تقریباً ایک صدی قبل ہی حضرت کے حفید سعید مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی نے کی تھی اور لوگوں کو اس فریب مسلسل سے آگاہ ومتنبہ کر دیا تھا۔ تصریح کے لیے انفاس العارفین مطبوعہ مطبع احمدی کا "التماس ضروری" پڑھیے سید محمد فاروق القادری ایم اے نے انفاس العارفین

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) قیامت میں کتاب کی فریادی صدائیں جو کانوں میں گونج رہی تھیں غصہ نے قوت سماعت پر بھی اثر ڈال دیا وہ آوازیں آنا بھی بند ہو گئیں۔ بہرحال یہ حالت غیظ وغضب دیکھ کر ماتحت صاحب حواس باختہ ہو کر دربار دُربار سے عرفی کے شعر کا مصداق بنے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم۔ غالباً خلیق صاحب کی نظر سے حدیث شریف من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ نہیں گزری اور اگر گذری ہے تو اس کی اہمیت وعظمت ان کے دل میں کیوں ہونے لگی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

لہ رسالہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۴۷ء۔ میں نے اس مخطوطہ کی فوٹو کاپی حاصل کر لی ہے۔ اس میں اور کتب خانہ انوریہ کے مخطوطہ میں سر مو فرق نہیں ہے جو دونوں کے مستند ہونے کی بین دلیل ہے۔ تقی انور

Marfat.com

کا ترجمہ چند سال قبل شائع کیا ہے اس کے مقدمہ میں تفصیل و تشریح سے مبلغین عقائد نجدیہ کے ان الحاقات و تحریفات کی وضاحت کی ہے محترم جناب مولانا حکیم محمود احمد صاحب برکاتی کی تالیف "شاہ ولی اللہ رح اور اُن کا خاندان" اور اُن کے دیگر تالیفات و مضامین۔ جناب ایوب قادری صاحب کی تالیف "مقدمہ وصایائے اربعہ" اور ان کے دیگر مضامین تذکرہ سلیمان از مولانا غلام محمد (مطبوعہ مجلس علمی کراچی) اور بیشتر مضامین جو رسالہ "الرحیم" حیدرآباد سندھ میں شائع ہوتے رہے ہیں ان سب کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے۔ نیز دیگر علماء محققین (علامہ شبلی نعمانی و مولانا سید سلیمان ندوی رح وغیرہ) کی تحقیق بھی اس سلسلہ کی ضرور ملاحظہ کریں۔

حضرت اقدس رح کے اقوال و احوال و افعال پڑھ کر ہر صاف ذہن و غیر متعصب شخص پر واضح و روشن ہو جانا چاہیے کہ حضرت رح کی طرف، تفہیمات الٰہیہ وغیرہ میں جو دو بیانہ عقائد منسوب و الحاق کیے گئے جن کی آج بھی تشہیر کی جا رہی ہے حضرت رح پر محض افترا و بہتان ہے کیا "نائب الرسول امام ولی اللہ" کے بارہ میں یہ کہنے کی شرمناک جرأت کی جائے گی کہ ان کے ظاہر و باطن اور ان کے قول و فعل میں اتنا زبردست تضاد تھا (جس کو عرف عام میں دو فصلہ پن اور قرآن میں منافقت کہا گیا ہے) نعوذ باللہ من ذالک۔ حضرت اقدس رح اور آپ کے اکابرین کے عقائد و نظریات معلوم کرنے کے لیے علاوہ قول الجلی کے حضرت کی تالیفات انفاس العارفین۔ فیوض الحرمین الدر الثمین کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

لکھنؤ میں اسی تنظیم سے متعلق ایک مولانا نے القول الجلی کے

Marfat.com

دو ایک اقتباسات سن کر کہا کہ "حضرت شاہ صاحب سے لغزش ہوئی اور لغزش سے تو حضرت معاویہ بھی محفوظ نہ رہ سکے"۔ مجھے اُن کے ذہن و فکر پر افسوس ہوا۔ کیا ایک عالم مجتہد۔ مجدد۔ امام جو زندگی بھر لغزشیں و گناہ (گناہ بھی ایسے جو ان صاحبان کے نزدیک نہ صرف بدعت سیئہ بلکہ شرک و کفر پر مشتمل ہیں) کرتا رہا اُن پر مصر رہا اپنے نظریات کی اپنے افعال و اقوال سے تبلیغ و تشہیر کرتا رہا کیا ان صاحبان کے عقائد و نظریات کے تحت ان افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ (اُن کے نزدیک) کے بعد بھی وہ شخص مصلح امت۔ مجدد۔ مجتہد۔ امام۔ نائب الرسولؐ (جس کو خود رسولؐ نے اپنی نیابت کی خلعت عطا کی)، کے بلند مراتب پر فائض رہے گا اگر رہے گا تو پھر دوسرے صوفیا اور اُن کے منتسبین و مقلدین گمراہ۔ بدعتی۔ قبور یئے مشرک کے قبیح الفاظ سے کیوں مخاطب کیے جاتے ہیں۔ مولانا موصوف کی اس تاویل و تمثیل پر میں کیا خود حضرت اقدس قدس سرہٗ کی رُوح اقدس کتنی مضطرب و بے چین ہوئی ہو گی۔ العیاذ باللہ۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　میلش اندر طعنۂ پاکان برد

میری رائے میں علمائے محققین کا یہ فرض ہے کہ وہ حضرت اقدسؒ کے تصانیف کے صرف وہ مخطوطے تلاش کریں جو حضرت کے عہد کے لکھے ہوئے ہوں یا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے عہد (تا ۱۲۳۹ھ) کے ہوں۔ ایسے مخطوطے الحاق و تحریف سے محفوظ ہوں گے۔ ہند و پاک کے کتب خانوں میں ایسے مخطوطے تلاش سے شاید مل جائیں۔ میرے کتب خانہ میں حضرتؒ کے متعدد رسائل تصوف ایسے ہیں جو حضرت کے عہد کے

Marfat.com

مخطوطے میں ایک رسالہ پر حضرت اقدسؒ کے دست مبارک کی لکھی چند سطریں بھی ہیں۔

القول الجلی کا مکمل و قدیم نسخہ (مخطوطہ ۱۲۲۹ھ) صرف میرے مختصر مگر گمنام کتب خانہ انوریہ میں محض اس کی گمنامی کی وجہ سے محفوظ رہ گیا (الحمد للہ) کئی سال سے ہند و پاک کے بکثرت اہل علم حضرات کی فرمائش و اصرار تھا کہ القول الجلی کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ والد ماجد کے حکم پر کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ حضرت اقدسؒ کی خاص اصطلاحات ادق مضامین نیز کتابت کی بے شمار فاش غلطیوں سے ہمت نہیں ہوتی تھی۔ مطالعہ کے دوران والد کے حکم دیا پہلی بار اسی غرض سے میں دہلی گیا۔ سفر سے مجھے دلچسپی نہیں نہ اس سے قبل کبھی لکھنؤ سے آگے گیا تھا۔ حضرت اقدس کے مزار پر انوار پر بصد شوق و ادب حاضر ہوا۔ بعد فاتحہ خوانی آپ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر خاموش بیٹھ گیا اور زبان قلب سے عرض کیا یہ بھی گزارش کی کہ حضرت نے اپنی اس العارفین میں طالبین کو قول الجلی کے مطالعہ اور اس سے استفادہ کا حکم دیا ہے۔ مجھ عاجز و کم استعداد کو اس اہم کام (ترجمہ و تشریح) کے لیے فہم و استعداد و ہمت عطا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ہی مجھے اپنے لطیفۂ قلب میں عجیب سی چمک بعدہٗ ٹھنڈک معلوم ہوئی ساتھ ہی اپنی ذات میں ہمت و قوت محسوس ہوئی جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت اقدسؒ کی اجازت و رضا ہے اور آپ کی روحانیت سے ضرور اعانت حاصل ہو گی۔ میں انتہائی مسرت و خوشی میں والہانہ انداز میں بصد شکر قدم بوس ہو کر واپس آ گیا اور توکلت علی اللہ و بعدہٗ توکلت علی تائید روح ولی اللہ،

Marfat.com

کتاب کا ترجمہ شروع کر دیا اور کتاب کو والد ماجد سے سبقاً سبقاً پڑھتا بھی رہا۔ ترجمہ کا اہتمام و نیز شروحی حواشی یہ سب حضرت اقدسؒ کی روحانی امداد و فیض ہے جو ناظرین باتمکین کے ملاحظہ کے لیے پیش ہے خصوصاً صوفیا اکرام کے منتسبین و علماء عام اپنے اعتقادات درست کر کے اور نفوس کی اصلاح کر کے حضرت کے صحیح و مستقیم راستہ پر گامزن ہوں اور روح ولی اللہی سے فیض و توجہات حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کریں میرے ترجمہ میں کوئی غلطی یا اہل نظر کو میری کم استعدادی کہیں نظر آئے تو مجھ کو ایک معمولی انسان سمجھ کر صرف نظر فرمائیں اور مجھے دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر میں اپنے معظم و محترم بزرگ محقق عصر حضرت مولانا ابوالحسن زید مجددی فاروقی مدظلہٗ (دہلوی) کا شکریہ نہ ادا کروں جنھوں نے تشریف لا کر میری ہمت افزائی فرمائی ترجمہ کو مختلف جگہوں سے سنا اور مفید مشورے دیئے اور پسند فرمایا اور اشاعت کے لیے متعدد بار تاکید فرمائی بلکہ عہد و اثق لیا۔ اپنے قلم سے مقدمہ تحریر فرما کر عطا کیا جو زیب کتاب ہے (حضرت مولانا مدظلہٗ کے قلم مبارک کا لکھا ہوا مقدمہ تبرکاً نیز سنداً کتب خانہ میں محفوظ ہے) حضرت مولانا مدظلہٗ نے جن واقعات و حالات کو اپنے مقدمہ میں شامل کیا ان کے علاوہ القول الجلی میں حضرت اقدسؒ کے مجاہدات ساقہ و مکاشفات و الہامات اور بعض غیبی امور پر اطلاع نیز چند کرامات ہیں۔ راہ سلوک کے سالکین کے لیے قدم قدم پر جو رکاوٹیں واقع ہوتی ہیں وہ اور جو ہتھکنڈے نفس و شیطان اور عقل جزوی پیدا کرتے ہیں ان کے ہتھکنڈوں کو پہچان کر اور ادراک کر کے ان کو مغلوب

Marfat.com

کرنے کے مجرب طریقے بھی ہیں۔ طالبین راہ حق و بحر توحید و عرفان کے شناوروں کو معرفت کے بے بہا گوہروں کے حاصل کرنے کے مجرب طریقے ہیں لیکن اس راہ میں مرشد کی ذات میں فنائیت۔ محبت وادب واخلاص مقدم و اولین شرائط ہیں۔ توفیق الٰہی بھی اسی وقت شامل حال ہوتی ہے۔

نہ ہرکس از محبت مایہ دار است — نہ با ہرکس محبت سازگار است
بروید لالہ با داغ جگر تاب — دل لعل بدخشاں بے شرار است

عقائد و معمولات کے متعلق چند مسائل حسب ذیل ہیں۔

حضرت کا اپنی صاحبزادی بی بی صالحہ کی شادی حسب رواج زمانہ دھوم دھام سے کرنا۔ اسماء کے موکلین کی طرف رجوع ہونا اور ان کے وسیلہ سے مدد حاصل کرنا۔ انگشتری (انگوٹھی) کا واقعہ جس میں ستارۂ زہرا کی میراث و اثرات تھے۔ تصور شیخ (شیخ کی برزخ قائم کرنا) کا وجوب و افادیت۔ ذکر جہر کے فوائد کثیرہ بعض عارفین کی محبت مجازی کا رمز۔ سماع کے فوائد۔ مزامیر سننے کو بھی حضرت حرام نہیں سمجھتے تھے۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کا التزام اور ان کی روحانیت سے فیض حاصل کرنا۔ بندگان دین کی ارواح سے استمداد و حاجت روائی ہونا (حاجت دینی ہو یا دنیوی بہر حال حاجت ہے)، سجدۂ تعظیمی کی حلت و حرمت فرقہ سدا سہاگ۔ بابا رتن ہندی و ابو سعید حبشی کی صحابیت پر بحث۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کے مقام کی بلندی اپنی وفات کے بعد اپنے مزار شریف کے قریب ایک نوعمر (محمد صفی ولد شاہ نور اللہ بڈھانوی) پر آپ کی روح کا قرار و اختیار اور دقیق در دقیق

Marfat.com

حقائق و معارف بیان کرنا۔ حاضرین کے سوالات کا جواب دینا جو اس نوعمر کے علم و عقل و فہم سے بالاتر تھے۔ مولف کتاب معہ دیگر حضار اس وقت موجود تھے[1]۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ بدعت حسنہ کو نہ صرف جائز و مستحب بلکہ اس سے زائد ضروری مفید سمجھتے تھے اور اسی پر زندگی بھر عمل پیرا رہے سب سے زائد محیر العقول حضرت اقدس کا واقعۂ وفات ہے۔ وفات سے اٹھارہ سال قبل جب عمر شریف چالیس سال تھی۔ آپ نے اپنے اصحاب سے بیان کرکے آگاہ فرما دیا تھا معینہ عمر (۵۵ سال تھی) وقت معینہ آجانے پر زہرہ کی میراث و اثرات سے عمر شریف میں پانچ سال کا اضافہ ہوجانا پھر بعض پیران طریقت کی ارواح کی تجلیات سے عکس پذیر ہونے سے دو ایک سال عمر میں مزید اضافہ ہونا (عمر معینہ بجائے پچپن سال کے قریب باسٹھ سال ہوگئی) آخر زمانہ میں (۱۸ سال گذرنے کے بعد) دوبارہ اس مشاہدہ کو بالتفصیل بیان کرنا اور اسکا حرف بحرف صحیح ہونا۔ بعض واقعات ایسے حیرت انگیز ہیں کہ عقل انسانی ابھی ان کے ادراک و فہم سے عاجز ہے۔ دنیا کے وہ سائنس داں ڈاکٹر جو اپنے علم و فن کے ذریعہ مردہ کے قلب کو متحرک کرکے زندگی کو بڑھانے کی فکر میں سرگرداں ہیں یا ماہرین فلکیات و سیارگان ممکن ہے آئندہ ان نکات کو حل کرسکیں۔ اس واقعہ کے ایک ایک لفظ کو انتہائی غور و خوض سے پڑھیں۔ روشن نقطہ کو مردہ جسم سے نکال کر جسم کے کان کے قریب رکھنا جہاں سے دماغ کی شریانوں کا تعلق ہے۔ مغربی ممالک کے بعض ڈاکٹروں کی جدید تحقیق ہے کہ صرف حرکت قلب بند ہونے سے کلی موت نہیں

---

[1] یہ واقعہ مقالات طریقت (مطبوعہ) میں بھی ہے۔ اسحٰق شاہ نور اللہ بڈھانوی کے صاحبزادہ کا نام ہے۔

Marfat.com

ہوتی جب تک دماغ بے کار وازکار رفتہ نہ ہو جائے اور وہ فوراً بے کار نہیں ہوتا بلکہ وقفہ کے بعد بے کار ہوتا ہے (وقفہ کا صحیح تعین غالباً ابھی ڈاکٹر نہیں کر سکے ہیں) اگر اس وقفہ میں قلب کی حرکت جاری کر دی جائے اور خون کا دوران دماغ تک ہو جائے تو زندگی میں اضافہ ہو سکتا ہے [۱]

اس واقعہ کے ترجمہ کے وقت مجھے سماع موتی کا مسئلہ اور واقعات یاد آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ بدر میں کفار قریش کے مقتولین سے خطاب فرمایا۔ نیز میت کو بہ آہستگی و بہ آرام لے جانے کا حکم دیا وغیرہ وغیرہ

حضرت اقدس نے جو اپنے مکاشفات، واقعات۔ واردات، الہامات مشاہدات بیان کیے ہیں وہ اب زیادہ محیر العقول و ناممکن نہیں کیونکہ مادی دنیا میں علم طبیعات کی ترقی نے ایسی حیرت انگیز چیزیں ایجاد کر دی ہیں کہ آج سے پچاس سال قبل اگر کوئی ان کی پیش گوئی کرتا تو لوگ اس کو فاتر العقل سمجھتے فضا کی لہروں سے اس کو مسخر کر کے انسانی ذہن نے وہ وہ کرشمے رچائے ہیں کہ طلسم ہوش ربا کی خیالی چیزیں بھی اب حقیقت بن کر سامنے آگئی ہیں اور اہل بصیرت عالم حیرت میں یہ کہنے پر مجبور ہیں ؎

---

[۱] انسان تین سو سال تک زندہ رہ سکتا ہے ——— ماسکو ہم اپریل جانوروں پر کیے جانے والے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان تین سو سال تک زندہ رہ سکتا ہے اگر اس کے دماغ میں معمولی سا آپریشن کر دیا جائے یہ اطلاع روسی خبر رساں ایجنسی "تاس" نے دی ہے۔ جو چوہے اوسطاً دو سال تک زندہ رہتے ہیں وہ آپریشن کے بعد تین سال تک زندہ رہا ہوتا یہ ہے کہ نوزائیدہ چوہے کے دماغ کے کچھ ننھے اعصاب بڑے چوہے کے دماغ میں پیوست کر دیئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر فاطمہ عظام زادہ نے جو جانوروں سے متعلق ادارے میں کام کرتی ہیں بتایا کہ مذکورہ آپریشن نہ صرف دماغ میں نئی زندگی پیدا کرتا ہے بلکہ جانوروں کے بیشتر اعضا میں گرمی بڑھاتا ہے۔

Marfat.com

اب یہ عالم حیرت ہے فنا ہے نہ بقا ہے
حیرت کو بھی حیرت ہے کہ کیا جانیے کیا ہے

اب یہ عالم کہاں ہے کہاں آئندہ جائے گی اور ذہن انسانی کیا کیا کرشمے دکھائے گا اور طلسم زمانہ کیا یہ فی الوقت ہماری فہم سے بالاتر ہے نہ معلوم کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں اور ہوں گی جو انسان کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آسکتیں سمجھنا تو دور کنار ہے

تری دنیا کو تجھ کو کوئی سمجھے جب نہیں کھلتا
کہ ایک ایک ذرہ کی دنیا کہاں سے ہے کہاں تک ہے

حضرت اقدسؒ کا ارشاد ہے کہ اگر مجدد (وقت) کی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس پر اعتراض یا تکفیر نہ کرنا چاہیے بلکہ دوسرے آنے والے مجدد پر چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ وضاحت کرے گا، کیونکہ مجدد کی بات انبیاء علیہم السلام کی بات کی طرح خطائے فکریہ سے پاک ہوتی ہے:

القول الجلی میں مولف نے حضرت اقدسؒ کا وصیت نامہ بھی شامل کیا ہے چونکہ اس دوران وہ متعدد کتابوں میں ہند و پاک میں شائع ہو چکا ہے اس لیے کتاب کی ضخامت کم کرنے کے لیے میں نے اس کو شامل نہیں کیا سلسلۂ نقشبندیہ اور اس کے اکابرین سے مجھے جو نسبت حاصل ہے اس کا ذکر اپنی تالیف خواجہ عبید اللہ احرارؒ (مطبوعہ) میں لکھ چکا ہوں میرے صوری و معنوی جد بانی خانقاہ کاظمیہ عارف باللہ حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ قدس سرہ کو حضرت اقدسؒ کے مسلک سے خاص شغف تھا۔ حضرت اقدسؒ کے مسترشد خاص و خلیفہ حضرت شاہ ابو سعید بریلوی سے سلاسل ولی اللہی کی اجازت نیز اذکار و اشغال و اوراد نقشبندیہ

Marfat.com

کی تعلیم بھی حاصل تھی تفصیل اذکار الابرار و تذکرہ جمیل حصہ اوّل و تاریخ مشاہیر کاکوری (اردو) و تذکرۂ گلشن کرم (اردو) نیز تو یا الہیا کل بذکر الاشاد والاوراد و السلاسل (عربی) سے معلوم کی جاسکتی ہے ان اذکار نقشبندیہ کے طرق و ہدایات حضرت مولانا شاہ حمایت علی قلندر خلف شاہ محمد کاظم قلندرؒ نے اپنی ضخیم تالیف ملہم الصواب فی طرق انوار اولی الالباب (فارسی) میں لکھے ہیں۔ حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ کے پیر طریقت حضرت کلید عرفاں سیدنا شاہ باسط علی قلندرؒ الہ آبادیؒ اور حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے باہمی بھی روابط تھے دونوں حضرات حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ کے مسلک پر تھے

بندہ احقر تقی انور علوی کاظمی قادری القوی
تکیہ شریفہ کاظمیہ کاکوری ضلع لکھنؤ
۴ شعبان ۱۴۰۳ھ

Marfat.com

اظہارِ تشکر

یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے مقدمہ (عرضِ شارح) میں اپنے جدِ اعلیٰ و حضرت اقدسؒ کے سلسلہ کے روابط کا مجملاً ذکر کیا ہے میرے والد ماجد مدظلہٗ نے اپنے والد ماجد و عمین مکرمین قدس سرہم سے متعدد بار سنی ہوئی روایت بیان کی کہ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر (ولادت ۱۱۵۷ھ) ابتدائی سال میں دو بار اپنے پیرِ طریقت حضرت کلید عرفاں شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور کئی کئی ماہ حاضر رہتے تھے بیشتر کاکوری سے جانے میں رائے بریلی میں حضرت شاہ ابوسعید بریلویؒ اور ان کے چچا حضرت شاہ لعل بریلویؒ کے پاس چند روز قیام فرماتے تھے؛ دونوں سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ واپسی میں خانقاہ سلون میں قیام فرماتے تقریباً ۵۰ سال کی عمر تک جب تک جسم میں توانائی و طاقت رہی آپ کاکوری سے پاپیادہ الہ آباد حاضر ہوتے بعدہٗ سواری پر (آپ نے ۱۸ سال کی عمر میں ترکِ دنیا کر کے حضرت کلید عرفانؒ سے بیعت و مجاہدات و ریاضات کر کے اجازت و خلافت حاصل کی تھی)، اسی لئے حضرت اقدس کے تصانیف و نوادر اسی خاندان والا شان (رائے بریلی) سے حاصل ہوئے۔

دوسرا واسطہ یہ بھی ہے کہ میرے جد مادری حضرت مولانا حاجی امین الدین علوی محدث کاکوروی کو حضرت شاہ ابوسعید بریلویؒ نے بیت اللہ میں میزابِ رحمت کے نیچے اسی طرح مرید کیا تھا جس طرح حضرت اقدسؒ نے حضرت شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کو مرید کیا تھا (سفر نامۂ حج حاجی صاحبؒ)، سفر و حضر میں عرصۂ دراز تک آپ پیر کے ساتھ رہے۔ اور بعد کو رائے بریلی

Marfat.com

بھی حاضر ہوتے رہے حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندرؒ اور حضرت شاہ ابو اللیث خلف شاہ ابو سعیدؒ سے بھی خاص روابط تھے۔ ان خانہ انی دیرینہ روابط خصوصی تعلقات کا علم اعتراف اس دور میں بھی ہمارے محترم و معظم حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کو بخوبی ہے۔ اسی بنا پر جب کبھی وہ یہاں تشریف لاتے یا کہیں لکھنؤ میں ملاقات ہوتی ہے تو ہم سب پر بڑی شفقت و عنایت فرماتے ہیں۔ اور گاہے بگاہے ان خصوصی روابط کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

بڑی ناانصافی اور ناشکری ہوگی اگر میں ان دونوں صاحبان کا ذکر نہ کروں جنھوں نے اسکی طباعت و کتابت کی اہم ذمہ داری لی مکرمی و محترمی آفتاب حسین صاحب مالک اسٹوڈنٹس بک بائنڈنگ ہاؤس ناداں محل روڈ لکھنؤ جن کو آستانہ شریفہ سے نسبت ارادت و بیعت حاصل ہے اور موجودہ حضرات مد اللہ ظلالہما سے بے انتہا خلوص و محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ نیز احقر سے بہت محبت و شفقت کرتے ہیں، کی ہی کاوش، سعی پیہم اور انتھک کوششوں سے یہ کتاب منظر عام پر آسکی ورنہ عصر حاضر میں یہ کام بڑا وقت طلب ہے۔ اور میرے بس کی بات بھی نہ تھی۔ انھوں نے کتابت۔ طباعت۔ کاغذ کی فراہمی اور جلد سازی وغیرہ کے تمام اہم مسائل میں مجھے یکسر فارغ اور سبکدوش رکھا۔ اور بڑی محنت و دوڑ دھوپ کی۔

برادر مکرم عبد الرب صاحب علوی کا بھی بہت ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے کتابت کے سلسلہ میں وحدت سے نشرت کا سفر کیا اور اپنی مصروفیت کے باوجود بڑی تگ و دو کر کے کتابت کو طباعت کے لئے مرتب کیا۔ اللہ تعالیٰ دونوں صاحبان کو کامیاب و بامراد کرے۔ اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ تادیر زندہ و سلامت اور یاد حق میں شاد کام رکھے۔

تقی انور علوی

حضرت اقدس کی تحریر حقیر ہے یہ مجموعہ کتب کی کمی اور یوسیدگی کے پیش نظر جلد نہ توڑنے کی وجہ سے فوٹو کاپی میں سطر کے آخری دو ایک حرف نہ آسکے۔ تقی انور علوی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سببِ تالیف

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے نوعِ انسانی کو تمام مخلوقات میں فضیلت دے کر منتخب فرمایا اور ان میں سے نفوسِ کاملین کو اپنے اسماء و صفات کی معرفت نیز حقیقتِ ذات کی محبت کے لیے مجمل اور مفصل طور پر مخصوص فرمایا۔ وہ لوگ ان عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے عام لوگوں کی نظروں میں مثل آئینے کے ہیں یا حقیقی معنوں میں انسان ہیں اور ان کے لطیفہ قلب میں اپنی قدرت کی نشانیوں اور حکمت کے اسرار کے ساتھ علوم کثیرہ افاضہ فرمائے۔ اور ان کے ظاہر و باطن پر ایسی نشانیاں ظاہر فرمائیں جس کی بدولت انھیں معرفتِ حق حاصل ہوئی۔ ان کو حق اور غیر حق میں تمیز ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا۔ اور انہیں اپنے وجود کے وسائل اور ابرِ کرم بنا دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اور ان کے ہاتھوں پر کرامات کی نظر ہو (کرامتیں ان کے قبضۂ اختیار میں نہیں ہیں) یہ اللہ کی سنت ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہے۔ درود و سلام ہو ان پر جو رسولوں میں سب سے افضل اور کاملین میں سب سے مکمل ہیں مخلوق کو متابعتِ نفس کی گمراہیوں سے ہدایت دینے والے ترغیب و خشیت کے اعتبار ملتِ حنیفیہ جو آسان و سہل ہے وہی لائے اور تمام بزرگ ترین عزتوں ...

Marfat.com

اور آسان فرمایا۔ درود و سلام (رحمت کاملہ) ہو آپ کے آل و اصحاب پر جنہوں نے سنن عالیہ کو اپنے تمام امور میں از روئے سلک اخذ کیا۔ اور شراب معرفت کے لبریز جام نوش کیے۔ علوم و مقامات عالیہ پر فائز ہو گئے اور اس کو خوب حاصل کیا۔ (اور اس سے کلی طور پر مستفیض ہوئے)

چونکہ ارباب علم و یقین اور اصحاب معرفت و وجدان پر یہ بات ثابت و محقق ہو کہ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے ولی کے ظہور کا ارادہ فرماتا ہے تو انبیاء کے کامل ترین ورثاء کو ولی فرماتا ہے اور اس کو اپنے جوارح میں ایک جارحہ کے طور (مثل) بنا کر آثار و اقوال کا سرچشمہ بنا دیتا ہے نیز اپنے کمالات کا مظہر کر دیتا ہے تاکہ لوگ اس کی معرفت حاصل کر کے اس کی جانب مائل اور اس کی رہنمائی میں منزل مقصود کی جانب چل پڑیں یہ اس فیض خاص کا سلسلہ کار نامہ ہو اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ہر چند اس کی نسبت تمام مخلوقات کے ساتھ بالکل ویسی ہی ہو جیسی آفتاب کی تمام پھلوں کے ساتھ کہ اگرچہ پھل آفتاب کا شعور نہیں رکھتے لیکن اس کی تمازت سے ہی پکتے ہیں۔ چنانچہ جب کسی کو اس (آفتاب) کے وجود سے واقفیت ہو جاتی ہے تو آفتاب کی صفت تمازت کی تاثیر کا قائل ہو جاتا ہے۔

اس بنا پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا محتاج محمد عاشق الخاطب بالاولی ابن شیخ

لہ آثار کار

عنہ شاہ محمد عاشق پھلتی ابن شیخ عبید اللہ صدیقی ابن شیخ محمد پھلتی (ولادت رمضان ۱۱۰۰ھ، وفات ۱۱۸۷ھ یا ۱۱۸۸ھ) حضرت اقدس امام شاہ ولی اللہ الدہلوی کے حقیقی ماموں زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے۔ عمر میں حضرت اقدس سے چار سال بڑے تھے۔ آخر کتاب میں حضرت اقدس کے حکم سے اپنا حال خود لکھا ہے۔ آپ کے فضائل میں صرف یہ دو باتیں ظاہر کرنا کافی ہیں کہ حضرت اقدس کو آپ سے خاص نسبت تھی اور آپ کو اپنے پیر میں فنائے کامل حاصل تھی الخ

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بقیۃ اللہ البارحوی البھلتی (اللہ تعالیٰ اس کے ظاہری و باطنی امور کی اصلاح
فرمائے) عارض مدعا ہے کہ اس کمترین سے حضرت مرشدی و مولائی ولی کامل جامع
الکمالات انسان الالٰہی واصل حقائق وجوبی و امکانی جن کی کنیت عالم ملکوت
میں "ابو الفیاض" ہے اور سرور کائنات ﷺ کی جانب سے "اسم ذکی" سے نامزد ہیں۔ نیز
حکیم الامت اور اپنے جد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وارث۔ اور ان اللہ ینطق
علی لسان عمر کے سر ہیں فرد ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ۔ ولی اللہ علم کے اعتبار
سے قطب الدین احمد اسم کے اعتبار سے اپنے محمل ناقہ پر جو آپ کی خاص سواری تھی اور آپ
کو عطا کی گئی تھی زبان اعجاز بیان سے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے) ۱۱ شعبان المعظم
سنہ ۱۱۴۳ھ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ جاتے وقت "زابغ" کے مقام پر جو پانچویں منزل پر ہے،
جبکہ مجھے دقیق اسرار و حقائق و معارف بیان فرما رہے تھے ارشاد فرمایا کہ کیا کوئی ہے جو
ان حقائق و معارف کو جس کو لوگ سمجھ سکیں قلم بند کر لے اور اگر کوئی قلم بند کرے تو
یقیناً اس کے ضمن میں اسرار کو مندرج پائے گا اور فوائد عظیمہ مشاہدہ کرے گا۔ کیونکہ
دیگر اکثر کتابوں میں جو ان باتوں کا تذکرہ ہے وہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں اور وہ
صرف مخصوص بلکہ اخص الخواص لوگوں کا حصہ ہے چنانچہ اس خاکسار نے اس حکم کے مطابق
گذشتہ اوقات میں جیسے پیر بزرگوار کے انفاس مبارکہ ہیں جو تھا رد کی اشاعت
جستجو ضروری ہے۔ اس نفحۂ الٰہیہ کی تلاش کو ضروری سمجھا اور اس نفس رحمانی کو نفحۂ عظیم جانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) محرم اسرار تھے حضرت اقدس کے حسب حکم آپ کے صاحبزادگان کے علم
ظاہری و باطنی کے استاد و مربی تھے آپ کے ہی فیوض سے صاحبزادگان مالا مال ہوئے جو ظاہر من الشمس ہے
آپ کے مفصل حالات اب تک پردۂ خفا میں تھے سب سے پہلے برادر عزیز مسعود انور علوی سلمہ لیکچرر شعبہ عربی
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے قول الجلی سے استفادہ کرکے آپ کے حالات رسالہ برہان میں شائع کئے
ان کا وہ مضمون مقالات انور میں بھی شائع ہوا ہے۔

Marfat.com

اس سلسلہ میں اس خاکسار پر فیض ولایت نظام علی مفتوح ہوا (خلیفہ وصی نہ تھے) ایک
میں نے مختصر سا مقدمہ لکھا جو اس جلیل القدر کام کے لیے عزم مصمم کا نتیجہ اور اس کی
تمہید بن گئی اور چند روز بعد تاریخ اور یکم ربیع الاول کو مکہ معظمہ میں اس کام کی ابتدا ہوئی۔ اس
نعمت عظمیٰ کا شکریہ میں کہاں تک ادا کروں کہ وہ میرے امکان سے باہر ہے جس نے
اس توفیق کے حاصل کرنے کی سعادت بخشی چنانچہ مجھے آنجناب کی اکثر تصانیف
کے مسودوں کو صاف کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس کتاب میں ان واقعات
اور کرامات کا ذکر ہے جو آنجناب کی ولادت با سعادت کے دن ہی سے ظاہر ہونی
شروع ہوئیں۔ اور ان کو تین قسموں یعنی حصوں میں منقسم کیا۔ قسم اول حکایات
واقعات، کرامات، اور قسم دوم ملفوظات کے بیان میں۔ قسم دوم مشاہدات، تحقیقات و
معارف کے بیان میں۔ قسم سوم ان اشخاص کے احوال و اقوال کے بیان میں جن کو
آنجناب سے نسبت حاصل ہے۔ بعض کو تو اپنے [illegible] اور بعض کو [illegible]
ناظرین پر واضح ہو کہ کوئی بات اس کتاب میں ایسی میں نے نہیں لکھی جس کو میں نے
آنجناب سے بچشم خود پیش کر کے عرض نہیں کیا ہو اور وہ شرف اصلاح سے مشرف نہ ہوئی ہو۔ البتہ
اس قسم ثالث میں جو حالات اور واقعات جن جن حضرات کے تحریر کئے یا انھوں نے
کی روایت پر اعتماد کر کے لکھے وہ بعد آنجناب سے عرض کئے بغیر تحریر کئے۔ اور جو لکھا گیا
تقریر و تحریر کا اصل مقصد خصوصاً طالبین کے لیے طریقت کے رموز کھولنا اور نعمت
عظمیٰ کی حقیقت کا اظہار و بیان ہو لہذا اس کا تاریخی نام "بغیۃ الزادۃ" سے موسوم کیا گیا اور
ارشاد امام الفعل البجہانی [illegible] "ذکر آثار دولتی" کہا اور وہ جو حسب ہے کا [illegible]
اور نہ ہی [illegible] دلیل ہے۔

[illegible] آگاہی کی نعمت عطا کرنے والا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت اقدس کی ولادت سے قبل بہت سے باتیں بشارت کے طور پر آپ کے بارے میں مختلف بزرگوں کی ارواح سے ظاہر ہوئیں چنانچہ ایک روز آپ کے والد ماجد شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیمؒ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ دوران فاتحہ حضرت کی روحِ پاک نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تمہارے وہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا قطب الدین احمد نام رکھنا۔ آپ نے اس خیال سے کہ اہلیہ کا سن اس کا متقاضی نہ تھا (یعنی وہ سن ایاس کو پہنچ چکی تھیں) اس سے یہ تعبیر لی کہ شاید حضرت کی مراد میرے پوتے سے ہو یعنی شیخ صلاح الدینؒ (جو حضرت کے بڑے صاحبزادہ تھے) کے کوئی لڑکا پیدا ہو حضرت خواجہ نے آپ کے اس خطرہ پر مشرف (آگاہ) ہو کر فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ وہ لڑکا تمہارے ہی صلب سے پیدا ہوگا، جب اس کو ایک عرصہ ہوگیا باوجودیکہ آپ کمال تجرد سے متصف تھے اور خواہش نفسانی سے مکمل اعراض تھا نیز سن شریف بڑھاپے کی منزلوں سے گزر رہا تھا۔ لیکن اس بر کے معنی ؎

موسٰیؑ اندر درخت آتش دید   سبز تر می شد آں درخت از نار
شہوت و حرصِ مردِ صاحبدل   ہم چناں داں و ہمچنیں انکار

لہ موسٰی نے درخت میں آگ دیکھی۔ درخت (بجائے جلنے کے) اور سرسبز ہوگیا صاحبدل مرد کی شہوت و حرص کو اسی پر قیاس کرو۔

Marfat.com

کا ظہور ہوا۔ اور آپ کو نکاحِ ثانی کی خواہش پیدا ہوئی اور میاں شیخ محمد قدس سرہٗ (جو آپ کے خلیفہ بزرگ تھے) کی بڑی صاحبزادی سے آپ نے نکاح فرمایا اور ان کے بطن سے حضرتِ اقدس پیدا ہوئے اور ان کے بعد آپ کے برادر خورد شاہ اہل اللہ جو کمالاتِ ظاہری و باطنی سے متصف ہیں عالمِ وجود میں آئے۔ اس دوران وہ واقعہ سابقہ آپ کو یاد نہ رہا اور آپ کا نام ولی اللہ رکھا۔ بعد ازاں جب وہ بشارتِ مذکورہ آپ کو یاد آئی تو قطب الدین احمد بھی نام رکھا۔ الحمد للہ کہ ذاتِ شریف دونوں ناموں کی مصداق ہوئی۔

آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ جو علم شریعت میں تفسیر و حدیث کی عالمہ تھیں اور آداب طریقت سے آراستہ اور اقلیم حقیقت کی عارفہ نیز اسم بامسمیٰ یعنی فخر النسا تھیں اور اس سلسلہ میں بڑے بڑے بزرگ مردوں سے سبقت لے گئیں تھیں ایک رات نماز تہجد کے لیے اٹھیں دونوں قریب قریب نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فراغت کے بعد جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے دونوں کے مابین تھوڑا فاصلہ تھا کہ غیب سے دو ہاتھ اور برآمد ہوئے اور دعا کے لیے اٹھ گئے۔ والدہ ماجدہ یہ دیکھ کر متعجب ہوئیں ان کو متعجب دیکھ کر والد ماجد نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ ہمارے اس فرزند کے ہیں جو عنقریب عرصہ وجود میں قدم رکھے گا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ اس نماز نیز ہماری دعا میں شریک ہے۔ بعد ازاں حضرتِ اقدس پیدا ہوئے اور سات سال کی عمر سے ہی اپنے والدین کے ساتھ نماز تہجد میں شریک ہوتے رہے اور نماز سے فراغت کے بعد دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھاتے تھے ہر وہ بات جو آپ کے والدین کو سالہا سال قبل مشاہدہ کرادی گئی تھی پوری ہوئی آپ کے والدین یہ دیکھ کر وہ واقعات یاد کرتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے۔

حضرتِ اقدس ابھی رحمِ مادر ہی میں تھے کہ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ

Marfat.com

لوگوں کو کھانا تقسیم کر رہی تھیں اور والد ماجد وہیں قریب ہی کھانا نوش فرما رہے تھے اسی اثنا میں ایک سائلہ نے آواز دی اور اللہ کے نام پر روٹی کا ٹکڑا مانگا۔ حضرت بزرگ نے پہلے خادم کے ہاتھ اسے نصف روٹی بھیجی اس کے بعد راستہ ہی سے خادمہ کو بلا کر بقیہ روٹی بھی حوالہ کی اور فرمایا کہ میرا یہ لڑکا جو شکم مادر میں ہے کہہ رہا ہے کہ راہِ خدا میں پوری روٹی دینی چاہیے نصف پر اکتفا نہ کرنا چاہیے۔

ولادت باسعادت آپ کی قصبۂ پھلت میں اپنے نانا کے وہاں ۴ شوال ۱۱۱۴ھ روز چہارشنبہ بوقت طلوع آفتاب ہوئی بعض ستارہ شناسوں نے علم نجوم کی رو سے یہ کہا ہے کہ آپ کی پیدائش کے وقت حُوت کا درجہ دوم طالع میں تھا اور شمس بھی اسی درجہ میں تھا زہرہ آٹھویں عطارد اکیسویں۔ زحل دسویں اور حمل مشتری پندرھویں درجہ میں تھے اور وہ سال علویین کے قرآن کا سال تھا اور وہ (قرآن) درجہ اول میں تھا اور مریخ اس سے دوسرے درجہ میں تھا اور راس سرطان تھا۔ اور منجملہ کرامات کے یہ بھی ہے کہ نجومیوں کے مطابق جس سیارۂ فلکی میں آپ کی ولادت ہوئی اسی میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی کہ شمس و عطارد برج حوت میں تھے اور یقیناً یہی وجہ ہے جو آپ وارث کمالات نبوت ہوئے۔ بعض اہل سعادت نے تاریخ ولادت عظیم الدین سے نکالی ہے اور مولوی محمد اعظم کشمیری نے جو حضرت کے مرید خاص ہیں ایک قصیدۂ مدحیہ لکھا ہے اس طرح

بشکریہ الرحیم ۱۵ اکتوبر ۶۳ء

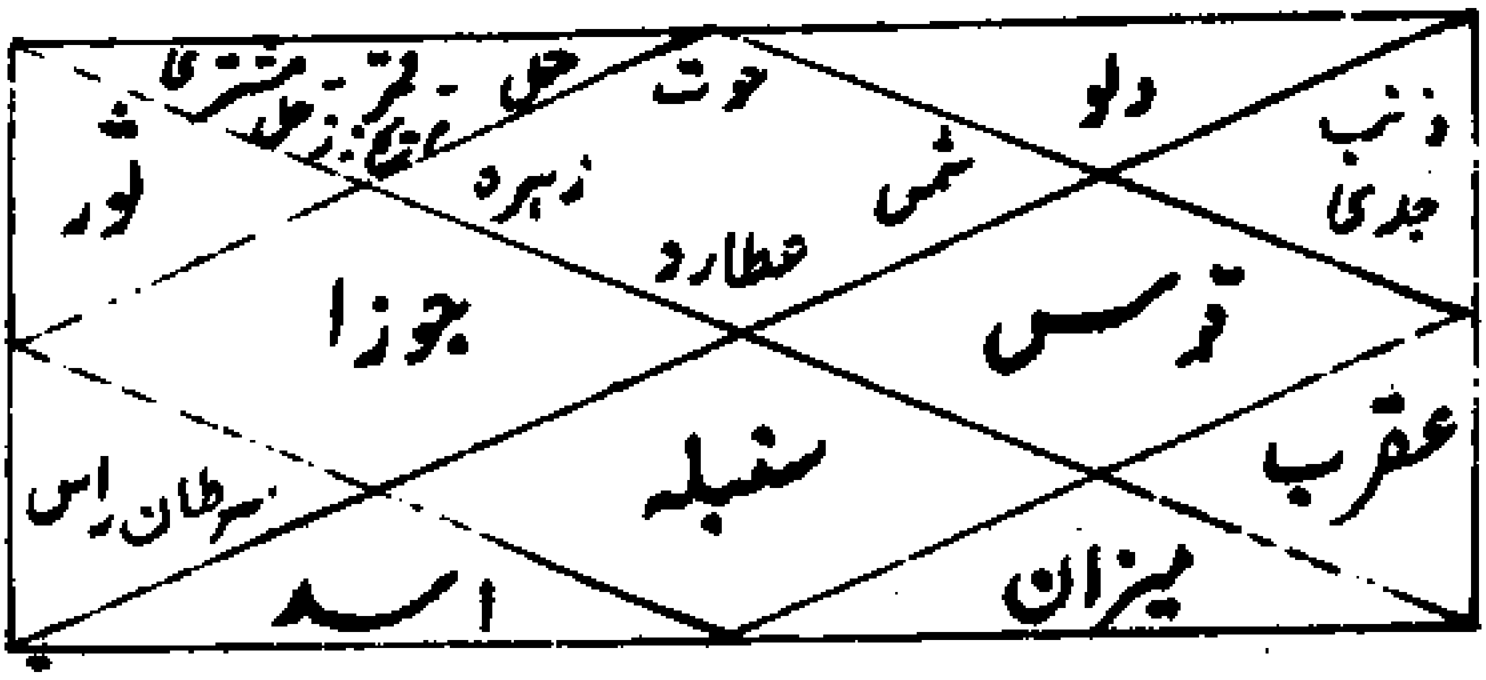

Marfat.com

کہ اگر ہر مصرعہ سے ایک ایک حرف نکالیں تو تاریخ ولادت "ابرکرم بحر حکم عالی نسب والامکان" نکلے گی اور قصیدہ کا آخری مصرعہ یہی ہے۔

سید علی جو آپ کے جدِ مادری کے یاران خاص میں سے تھے بیان کرتے تھے کہ جب حضرت اقدس پیدا ہوئے تو تیسرے روز میں اپنے گھر سے حضرت بزرگ (شاہ عبدالرحیم) کی خدمت بابرکت میں بغرض مبارکباد حاضر ہوا شرفِ حضوری حاصل ہونے پر میں نے مبارکباد دی۔ آپ نے از حد مسرور ہو کر فرمایا کہ سید علی یہ لڑکا عجیب پیدا ہوا ہے۔ ولادت کے بعد جب وہ کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لایا گیا اور میری گود میں رکھا گیا میں نے اس کو آنکھ کھول کر دیکھا پھر اپنی نسبت کی طرف متوجہ ہوا تو اپنے کو ترقی کی جانب گامزن دیکھا اور اپنی نسبت میں زیادتی محسوس ہوئی اور حقیقتاً یہ سب اسی نومولود کی برکت کے سبب تھا

ابتدا سے ہی حضرت اقدس کی فطرت میں انتہا درجہ کی صفائی و پاکیزگی تھی چنانچہ بچپن ہی سے جب کہ آپ بول بھی نہ پاتے تھے میل کچیل اور ناپاکی سے سخت متنفر تھے۔ حتیٰ کہ میلے کپڑے خواہ خود پہنے ہوں خواہ دوسرا جس سے آپ مانوس ہوتے تھے کبھی پسند نہ فرماتے تھے۔ اور ان باتوں میں تساہلی برتنے پر خوش نہ ہوتے تھے۔ انہیں ایام میں ایک بار اتفاقاً والد بزرگوار (شاہ عبدالرحیم) جو کپڑے پہنے تھے وہ کچھ کچھ میلے تھے آپ جب والد بزرگوار کی گود میں آئے گو کہ زبان سے بول نہ سکتے تھے آپ کے دامن کو پکڑ کر اتارنے کا اشارہ کیا۔ حاضرین میں سے کوئی بھی اس کو سمجھ نہ سکا۔ جب یہ واقعہ بار بار ہوا تو آپ پریشان ہو کر رونے لگے۔ آپ کے رونے پر بھی کوئی آپ کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ ہر شخص نے بہلانا شروع کیا لیکن بے سود ہوا دو تین روز اسی پریشانی میں گذر گئے ایک روز والد ماجد صاف کپڑے پہنے ہوئے آئے جیسے ہی حضرت کی نگاہ پڑی دیکھتے ہی کھل کھلا

Marfat.com

اٹھے اور جو حزن و ملال تھا وہ فوراً رفع ہو گیا اور خوشی و مسرت رُخ انور سے پھوٹنے لگی۔ حاضرین یہ دیکھ کر بات کی تہ کو پہنچ گئے اور بہت متعجب ہوئے

آپ کے دودھ چھوٹنے کے زمانہ میں آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک مسہری بچھی ہوئی ہے اور اس مسہری پر حضرت بزرگؒ نماز پڑھ رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے (تو دیکھا کہ) سرخ چونچ کا ایک فاختئی رنگ پرندہ مسہری کے سرہانے بیٹھ گیا اور اپنی چونچ سے ایک کاغذ کا پرزہ نکال کر ان کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے اسے اٹھا کر دیکھا تو لفظ اللہ سنہرے حروف سے لکھا ہوا تھا وہ پرندہ پرزہ رکھ کر اڑ گیا اس کے بعد ایک دوسرا پرندہ جس کا جسم سبز اور چونچ سرخ تھی آکر بیٹھ گیا اور پہلے والے پرندہ کی طرح ایک کاغذ کا پرزہ چونچ سے نکال کر سامنے ڈال دیا۔ حضرت اسے بھی اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے وہ بھی سنہرے حروف سے لکھا ہوا تھا پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دوسری میں یہ مضمون تھا کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو ہم اس لڑکے کو نبی کر دیتے، والدہ ماجدہ فرمانے لگیں کہ ہم کو اس وقت یہ خیال ہوا تھا کہ یہ بشارت حضرت والا کے حق میں ہے لیکن حضرت کاغذ کا پرزہ دیکھ کر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میں نہ کہتا تھا کہ تمہارا یہ لڑکا بزرگی و کمال میں ایسا اور ایسا ہو گا۔ یہ بشارت بھی اسی بات کی مؤید ہے یہ سب وہ سچے واقعات ہیں جو بذریعہ خوابات معلوم ہوئے (کہ) یہ بشارتیں حضرت اقدس کے متعلق تھیں۔ اس کے بعد یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ پہلا پرندہ حضرت بزرگ قدس سرہٗ کو بشارت دینے والا تھا اس بات کی کہ اسمِ "اللہ" ذات محض کے شہود پر دلیل ہے اور فاختئی رنگ کے پرندہ سے مراد حضرت اقدس کی شیریں بیانی اور حقایق و معارف کے بیان میں صدق لحن ہے جس سے سننے والوں کے قلوب کا متاثر ہوتا ہے اور یہ سب صفات حضرت اقدس

Marfat.com

کی ذاتِ بابرکات میں اظہر من الشمس تھیں اور جو دوسرا پرندہ تھا وہ حضرتِ اقدس کے کمال کی بشارت دینے والا تھا اس لیے کہ ذاتِ صرف سے وصول کے بعد کشفِ مراتب کا وجدان اور احکام نشأتِ کمالِ نبوت سے ہی پیدا ہوتے ہیں طوطی جو فصاحت و بیان میں تمام پرندوں میں ممتاز ہو ان حقایق کو بیان کرنے کی طرف مشعر ہو اور یہ بات ذوق و وجدان اور حقایق و معارف میں جو حضرتِ اقدس کی تصنیفات میں ظاہر ہوئے ہیں نصف النہار کے آفتاب کی طرح روشن ہے ؎

دلیلِ[1] ایں سخن گفتارِ اوبس   دلیلِ آفتاب انوارِ او بس

چونکہ آپ فاروق اعظمؓ کے خلف الصدق ہیں جو کَوْ[2] کَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ سے مخصوص تھے لہٰذا آپ اس بشارت سے متشرف کیے گئے۔

زمانۂ طفولیت میں حضرت بزرگ قدس سرہٗ کے ایک مرید نے جو اطرافِ دہلی کے تھے اور بادشاہ کے وہاں ملازم تھے حضرت اقدس کے لیے زرکار کپڑے ہدیہ بھیجا۔ گھر کے لوگوں نے اس خیال سے کہ عید قریب آگئی ہو اس روز آپ کو پہنائیں گے لباس مذکورہ آپ سے چھپایا۔ آپ نے از راہ کشف معلوم کرکے اس کپڑے کے بارہ میں تجسس فرمایا۔ گھر والوں نے اس کے چھپانے کی اور کوشش کی اور انکار کر دیا۔ آپ نے ان کے انکار کی ذرہ برابر پروانہ کی بلکہ اس کے برآمد کرنے پر مصر رہو اور فرمانے لگے کہ وہ زرکار لباس ہم کو دکھاؤ اور تقاضائے سنِ طفولیت رونے لگے۔ مجبوراً وہ کپڑا لایا گیا اور آپ نے زیب تن فرمایا۔

---

[1] اس بات کی دلیل کے لیے اس کی گفتگو ہی کافی ہے۔ (جیسے) آفتاب کی دلیل کے لیے اس کی روشنیاں (شعاعیں) ہی کافی ہیں۔

[2] اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔

Marfat.com

شیخ عبدالکریم سوری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت بزرگ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک دولت مند شخص خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کرکے جوتوں کی جگہ پر بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ مجھے بخار آگیا ہے اس کے دفعیہ کے لیے توجہ فرمائیں ہمارے حضرتِ اقدس جو اس وقت بہت چھوٹے تھے اور کھیل کود میں مشغول تھے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ ایک سرخ رنگ کا عمامہ اور ایک دلائی ہمارے لیے لاؤ بخار جاتا رہے گا۔ وہ شخص اٹھا یہ دونوں چیزیں لاکر حاضر کیں فی الفور شفا پائی۔

حضرت کے زمانۂ طفولیت میں ایک بار قصبۂ پھلت میں عید کے روز حضرت بزرگ قدس سرہٗ عیدگاہ تشریف لے گئے اور آپ کو ایک گھوڑے پر جو سادات بارہہ میں سے ایک شخص نے نذر کیا تھا سوار فرماکر روانہ فرمایا۔ خدام ہر طرف سے آپ کو مضبوط پکڑے ہوئے جا رہے تھے۔ راہ میں مبارک نام صوفی نے جو آپ کے جد کے مرید تھے اور اسرار تصوف سے واقف تھے آپ سے کچھ سوالات دریافت کیے۔ آپ نے حقایق و معارف اس طرح بیان فرمائے کہ سامعین حیرت زدہ رہ گئے۔ اور ایسے ایسے باریک نکات زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائے جو سائل کے حوصلہ سے باہر تھے یہ حقایق اتنے زائد تھے کہ وہ اسے یاد ہی نہ رکھ سکے جس وقت بھی یہ حقایق و معارف انھیں یاد آتے وہ حیرت زدہ رہ جاتے۔

اخوند محمد دلیل جو ایک عارف و فاضل آدمی تھے نیز آپ کے والد بزرگوار کے مخصوص احباب میں تھے آپ کے جد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ چار سال کے تھے جمعہ کا دن تھا حضرت کے لیے پالکی آئی سب لوگ وضو کرنے لگے۔ آپ سب سے پہلے وضو کرکے پالکی میں آکر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھے میں نے پوچھا بابا کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیا کہ وضو ساقط ہو گیا ہے وہ کرنے جا رہا ہوں

Marfat.com

اس غیر معمولی جواب پر میں نے متحیر ہو کر سوال کیا کہ وضو کن کن وجوہات سے ساقط ہو جاتا ہے۔ آپ نے وہ تمام نواقضِ وضو جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں اور امام شافعیؒ نے اپنے مذہب میں ان کو اختیار کیا ہے بغیر پڑھے ہوئے شرح وبسط سے بیان فرمائے اور اتنی تفصیل سے کہ ہم کو بھی اس وقت یاد نہ تھے۔ یہ صورت مزید حیرت و تعجب کا باعث ہوئی۔

ایک بار حضرت اقدس زمانۂ طفولیت میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مراقب بیٹھے ہوئے تھے اسی حالت میں آپ پر غیبت قویہ طاری ہوئی اور اس حالت میں جنت اور دیگر اشیائے غیب کا مشاہدہ فرمایا بعد از افاقہ اس میں کے بعض اسرار تبقاضائے وقت بیان بھی فرمائے۔

آپ کی صغر سنی کے زمانہ میں شیخ فیروز شاہ جو اپنے زمانہ کے مشہور نقشبندی صوفیوں میں تھے حضرت بزرگ قدس سرہٗ کی ملاقات کو آئے۔ ان کا مشرب دار دنیا میں رویت بصری کے جواز میں تھا (یعنی چشم ظاہر سے مشاہدۂ حق ہوسکتا ہے) اس مسئلہ میں حضرت بزرگ قدس سرہٗ سے بحث چھڑ گئی۔ آپ اپنی کم سنی کے باوجود بحث کو نظرانداز کرکے شیخ فیروز شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہماری نگاہ انتہائی کمزور وضعیف ہے اپنے پیچھے کی کوئی چیز نہیں دیکھ سکتی اور دُور والی اگرچہ وہ سامنے ہو لیکن بُعدِ مسافت کی وجہ سے نہیں دکھائی دے سکتی۔ بلکہ جو سر پر ہو اس کو بھی نہ دیکھ سکے گی اور اپنے نفس سے زائد آنکھ کے قریب کوئی چیز نہیں ہے جب اس کو ہی نہیں دیکھ سکتے تو ان کمزوریوں کے باوجود کیا امکان ہوسکتا ہے کہ لطیف والطف کا معائنہ کیا جائے۔ پھر آپ نے ان ترقیات کے بارہ میں جو ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف تھیں اس طرح بیان فرمائیں کہ شیخ مطمئن وخاموش ہوگئے آپ کی اس تقریر کے بعد وہ اکثر آپ کی تعریف فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ

Marfat.com

میں نے مادرزاد ولی اگر کسی کو دیکھا تو اس بچہ کو دیکھا"

کوتوال شہر شاہجہان آباد جو صوفیائے کرام کا معتقد اور ان سے واقف تھا نیز درویشوں کی خدمت میں آتا جاتا تھا حضرت بزرگ قدس سرہ کی خدمت میں بھی اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور تصوف کے متعلق اپنے اشکال و شبہات دریافت کیا کرتا تھا۔ ایک دن چند اہم اور مشکل مسائل حضرت بزرگ قدس سرہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور بیان کرنے لگا حضرت اقدس اس وقت کھیل میں مصروف تھے جب وہ اپنے تمام شکوک بیان کر چکا تو حضرت اقدس اپنا کھیل چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور قبل اس کے کہ حضرت بزرگ جواب دیں آپ نے اس کے جوابات شافی دینا شروع کئے جب اس نے اپنے سوالات کے جوابات سن لیے تو دوسرے مزید اہم مسائل دریافت کیے اس کے جوابات بھی بالکل سن لیے۔ اسی طرح ایک ایک سوال کرتا اور جواب شافی پاتا جب وہ تمام مسائل جو اس کے نزدیک نہایت مشکل اور اہم تھے بیان کر کے جوابات شافی سن کر مطمئن ہو گیا تو ان کی کم عمری کو دیکھ کر سخت متعجب ہوا اور متحیر ہو کر پوچھا کہ صاحبزادے تمہارا سن تو اس کا متقاضی نہیں ہے کہ یہ تمام جوابات تم نے کسی کتاب سے معلوم کئے ہوں اس لیے کہ یہ تمام باتیں اس کی مثال نہیں ہیں نہ ایسی عمر میں کسی کتاب سے معلوم کی ہوں یا کسی (استاد) سے سن کر یاد کیا ہو پھر یہ جوابات تم کو کہاں سے معلوم ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس مجلس میں آنے سے پیشتر معانی مذکورہ کا خود مجھے بھی علم نہ تھا ان کے جوابات میرے دل پر القا ہوتے رہے اور میں ... بیان کرتا رہا۔ یہ سن کر وہ بہت متعجب ہوا اور آپ کے کمال کا معترف ہوا۔

زمانہ طفولیت میں جب آپ درس لینے بیٹھے تو اس مجلس میں علماء و فضلاء

نیز علما و فضلا بھی موجود ہوتے تھے۔ آپ اثنائے درس بحث بھی کرتے جاتے تھے اور ایسے دقیق سوالات پوچھ بیٹھتے جن کے جوابات مشکل ہوتے۔ ایک روز شہر نگینہ کا ایک طالب علم بھی اس حلقہ درس میں شریک تھا جب اس نے آپ کی باتیں سنیں تو سوچا کہ اس مجلس میں اتنے علما فضلا موجود ہیں اور آپ کے معتقد ہیں اور جوبات آپ کہتے ہیں ہر طرف سے تائید و تقویت دے کر درست کرتے ہیں اس خیال سے وہ موقعہ کا متلاشی رہا کہ خالی جگہ اور تنہا پاکر آپ کا امتحان لیا جائے۔ جب آپ درس ختم کرنے کے بعد بمقتضائے خورد سالی سیر و تفریح میں مشغول ہوئے تو اس طالب علم نے ایک جگہ تنہا پاکر امتحاناً چند مشکل اور اہم سوالات آپ سے دریافت کئے۔ آپ نے اس کے تمام سوالات کے اس طرح بالتفصیل و بالتحقیق جوابات شافی دیئے کہ اس طالب علم نے شرمندہ ہوکر اپنے ظن فاسد سے توبہ کی۔

ایک دن شہر نگینہ میں حضرت بزرگ قدس سرہ کی مجلس میں یہ ذکر ہوا کہ ایک دن شیخ بایزیدؒ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک چیل ہوا میں اڑ رہی تھی جب وہ ان کے سر کے قریب پہنچی تو آپ نے ایسی نگاہ سے اسے دیکھا کہ وہ بے جان ہو کر گر پڑی۔ حضرت اقدس نے خدمت میں عرض کیا کہ آخر اس میں کیا سر ہے شیخ بایزید تو خود اولیاء اللہ میں سے تھے بے وجہ شرعی کیوں انھوں نے اس چیل کو مار ڈالا حضرت بزرگ قدس سرہ جواب دینے میں غور کرنے لگے کہ اتنے میں محمد ماہ قاضی شہر جو اس حلقہ میں موجود تھے اور بحث و مباحثہ نیز علمی قابلیت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے کہنے لگے کہ صاحبزادے! اس سوال کا جواب میں دوں گا۔ سنئے اس وقت عرش سے فیض الٰہی شیخ بایزیدؒ کی طرف جاری تھا وہ چیل اس حجاب کے درمیان میں حائل ہوگئی اسی وجہ سے آپ نے اسکی

Marfat.com

طرف بہ نظرِ غضب دیکھا اور وہ ہلاک ہوگئی۔ آپ نے فرمایا بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس کے فیض کے سامنے عرش و کرسی و صفت، افلاک، اجرام سماوی، دیگر اشیاء تو حاجب ہو نہ سکیں یہ ایک مُشت پر اس فیض کے لیے حجاب بن گیا۔ اسکو کوئی بھی تسلیم نہ کرے گا جب انھوں نے یہ جواب سنا تو مجبور و ماندہ انھیں بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے اور حاضرین آپ کی اس عمر میں دقیق نظری پر تعجب کرنے لگے۔

ایک بار آپ کے زمانۂ طفولیت میں حضرت بزرگ قدس سرہٗ کی مجلس میں مشہور رباعی ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن دل بدستِ دگرے دادن و حیراں بودن
سوئے نقش نگہے کردن درویش دیدن گاہ کافر شدن و گاہ مسلماں بودن

پڑھی جا رہی تھی اور اس کے معانی پر غور ہو رہا تھا کہ آپ نے حضرت اقدس سے فرمایا کہ مصرعۂ اول کے معنی یہ ہیں کہ اسلام وجہ عبادت حقیقی ہے اور اپنے کو بغیر کسی لطیفہ اور کسی جہت کی مخالفت کے اللہ کے لیے صرف کر دینا ہے اور مصرعۂ دوم میں اشارہ ہے حضرت حق کے ساتھ دوام توجہ کا جو آداب طریقت کا مغز ہے اور مصرعۂ سوم میں مطلب یہ ہے کہ تجلیات جلال و جمال کا مشاہدہ بھی نہ ہونے پائے (یعنی تنزیہہ محض) اور چہارم میں مراد اس کی تاثیر کا لطیفہ انسانیہ میں مؤثر ہو جانا ہے جب آپ نے یہ بیان فرمایا تو سامعین ششدر رہ گئے۔

چھ سات سال کی عمر میں آپ صرف میں کتاب زنجانی پڑھتے تھے اثنائے درس حضرت بزرگ قدس سرہٗ نے آپ کو کچھ مشکل چیزیں بتائیں اور فرمایا کہ ملا سعد الدین تفتازانی نے ان چیزوں کے جوابات دیئے ہیں اور بالکل جدید معنی بیان کئے ہیں جو دوسروں نے نہیں بیان کیے۔ آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

ان کے جوابات تو آسان ہیں اور بہت واضح طور پر سب بیان کر دیئے جب حلقہ درس میں شریک لوگوں نے ملا سعد الدین تفتازانی کے جوابات تلاش کر کے نکالے تو وہ بجنسہٖ وہی تھے جو آپ بلا تامل بیان کر چکے تھے۔ تمام حاضرین آپ کی استعداد علمی اور فہم و لیاقت نیز وسیع النظری اور حدید الذہنی پر متعجب ہوئے۔

ایک عورت تھی جس کا شوہر نہ اسے چاہتا تھا اور نہ اپنے پاس بلاتا تھا۔ آپ ان دنوں بہت چھوٹے تھے وہ عورت ہر وقت آپ کی خدمت میں عرض حال کرنے اور دعا کی خواہاں ہوتی تھی لیکن اظہار مدعا نہیں کرتی تھی آپ کا تشریف ایسا نہ تھا کہ آپ یہ سمجھتے کہ زن و شو کے تعلقات کس قسم کے ہوتے ہیں ایک دن آپ نے اس سے فرمایا کہ تم ہم کو پریشان نہ کیا کرو دعا سے کوئی فائدہ نہ ہوگا تمہارا شوہر نہ تم سے کبھی محبت کرے گا نہ اپنے پاس بلائے گا۔ اور در اصل استدعا سے آپ کا مطلب یہی تھا۔ تمام حاضرین آپ کے اس کشف پر متحیر ہوئے اور واقعی ہوا بھی ایسا ہی کہ اس کے شوہر نے ساری عمر اس سے التفات نہ کیا۔

آپ کی صغر سنی میں ایک بار آپ کے بڑے ماموں (شاہ عبید اللہؒ) نے مبشرہ میں دیکھا کہ جیسے بہت سے لوگ بادشاہ حقیقی یعنی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت بزرگ قدس سرہٗ کی خدمت میں آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہے۔ حضرت بزرگ قدس سرہ بعجلت دربار شاہی میں حاضر ہو گئے اور حضرت اقدس بھی آپ کے ہمراہ ہیں جب وہاں سے اجازت پا کر رخصت ہوئے تو حضرت رسالت مآب سے ایک خلعت حضرت بزرگ قدس سرہٗ کو عنایت ہوئی اور دوسری حضرت اقدس کو

Marfat.com

حضرت بزرگ نے اسے پہننا چاہا اور ابھی پہننے بھی نہ پائے تھے کہ آپ نے بعجلت تمام اپنے کپڑے اتار کر وہ خلعت زیب تن کر لی۔

حضرت اقدس کا سن شریف بارہ سال کا ہوگا کہ ایک تقریب میں کسی عزیز سے آپ نے فرمایا کہ ارباب ریاضات کو جو کچھ کشف و کرامات سے مکشوف ہوتا ہے وہ پاک طینت لوگوں کو بلا ریاضت و مجاہدہ کے حاصل ہو جاتا ہے اس نے کہا کہ اس کی کوئی مثال دیجئے تاکہ یہ بات مان لی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔ اسی دن حضرت ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ صورت عملی جو آپ کی ولادت باسعادت سے بیس یا پچیس سال پیشتر یا اس سے کچھ زائد اُن عزیز سے بمقتضائے جوانی سرزد ہوئی تھی اور انھوں نے اس کے چھپانے کی بہت کوشش کی تھی آپ کے سامنے ظاہر ہوئی۔ آپ نے بغور اس کا معائنہ فرمایا کہ دوپہر کا وقت ہے اور آفتاب نصف النہار پر ہے اور ہر شخص اپنے اپنے گوشہ میں آرام کر رہا ہے کہ گھر کے ایک دالان میں ایک عورت دراز قد میانہ عمر نکلی اس عزیز نے اس سے اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کو کہا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ صورت حال ان عزیز سے بیان کی انھوں نے پہلے تو اس واقعہ سے انکار کیا لیکن جب حضرت اقدس نے فرمایا کہ (ہو سکتا ہے غلط ہو) مجھے تو جو کچھ دکھلایا گیا ہے میں نے تم سے بیان کر دیا اصل علم تو اللہ ہی کو ہے تب اُن عزیز نے اعتراف کیا اور اقرار کیا کہ واقعہ مذکورہ در اصل صحیح ہے۔ اس واقعہ کے دو ہی تین روز بعد وہ عزیز اتفاق سے کسی غیر آدمی کے گھر گیا اور وہاں اتفاقاً اس سے خلوت میں کوئی لغزش ہو گئی جب وہاں سے واپسی پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے وہ پورا واقعہ اس سے بیان کر کے فرمایا کہ یہ دوسرا گواہ ہے۔ اس وقت سے وہ عزیز دل سے

Marfat.com

آپ کے معتقد ہو گئے۔ یہ پورا واقعہ انھوں نے اس فقیر سے بھی بیان کیا اور یہ کہا کہ اس واقعہ کا علم میرے سوا کسی کو نہ تھا۔ اور (آپ نے) اتنی مدت گزر جانے کے بعد بھی بلاکم وکاست بیان فرما دیا۔ اور دوسرا واقعہ جو اس امیر کے گھر میں پیش آیا تھا وہ بھی بیان کیا۔ اور تفصیل اس واقعہ کی حضرت اقدس کی زبان مبارک سے سنی تھی۔

جب حضرت اقدس پندرہ سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہو چکے اور والد محترم سے بیعت کر کے اذکار و اشغالِ صوفیہ خصوصاً طریقۂ علیہ نقشبندیہ میں مشغول ہو گئے اور توجہ و تلقین اور آداب طریقت کی تعلیم اور صوفیاء کے طریقۂ خرقہ پوشی میں اپنا رابطہ مستحکم کر لیا تو اسی سال ایک روز حضرت بزرگ قدس سرہ نے بہت سا کھانا پکوا کر بکثرت عوام و خواص کی دعوت کی اور آپ کے (حضرت اقدس) حق میں اجازت درس کا فاتحہ پڑھا۔ اور آپ کی عمر کے سترھویں سال حضرت بزرگ نے اس عالم سے رحلت فرمائی۔ اور اپنے مرض الوصال میں آپ کو اجازت بیعت وارشاد مرحمت فرمائی اور آپ کے حق میں متعدد بار زبان مبارک سے یَدُہٗ کَیَدِیْ (اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہی) ارشاد فرمایا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اپنے ابتدائے سلوک میں میں نے خواب دیکھا کہ حضرت حق نے مجھ پر ایسا بلند مقام کھولا جس سے مراد زمان و مکان سے حضور مجرد ہی تو میں کلیتاً اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے سوا ہر شے سے ہاتھ اٹھا لیا اور اپنے مدعا مقصد پر فائز ہو گیا۔ پھر اس کا یقین ہو گیا کہ کامیابی بدرجۂ غایت حاصل ہو گئی۔ پھر مجھ پر ایک دوسری چیز منکشف فرمائی اور وہ اسمائے مفیضہ کی حقیقت جامعہ تھی۔ بعد ازاں ایک امر اس سے بھی لطیف تر منکشف فرمایا جو ان فیوض کا ملکہ تھا۔ پھر مجھے یہ ملکہ حاصل ہو گیا اس کے بعد واضح فرمایا کہ گویا

Marfat.com

ایک امر سلبی تنزیہہ سے متحد ہو بلکہ سلوب کا منشا ... کی عین حقیقت ہو اور کچھ مدت بعد واضح فرمایا کہ یہ ایک استعداد ہو جس سے تمام سلبیات کا منشا ... ہو اس کے بعد ایک امر بسیط حق انبساط ظاہر فرمایا جس میں اعتبارات کا تعدد و تکثر بوجہ من الوجوہ ناممکنات میں سے ہو۔ اور ہر مرتبہ کے ظہور کے وقت میں هٰذا ربی کا نعرہ لگاتا تھا اور ترقی کی زبان سے لا احب الآفلین کا نعرہ بلند کرتا تھا۔ اس کے بعد حق سبحانہ نے تعلیم فرمایا کہ یہ لطائف کی فنا کا سلوک تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابتدائے سلوک میں ایک روز حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے نزدیک مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ الہام ہوا میری طرف دیکھو تم اپنے رب کا کس چیز سے ادراک کرتے ہو میں نے کہا نہ حس ظاہر سے اور نہ باطن سے اور نہ نفس ناطقہ سے تھا پھر کس چیز سے ادراک کرتے ہو میں نے کہا تقرر[1] سے اور اپنے وجود سے حکم ہوا کہ اپنے تقرر کی حقیقت میں غور کرو ... کیا ہو وہ امر لابدی بدن۔ حواس اور نفس ناطقہ کے علاوہ ہو جب میں نے اس میں غور کیا تو اس کو عین اللہ پایا پھر میں نے کہا کہ مُدرَک اور مُدرِک دونوں ایک ہیں۔ پھر میں اس مقام اور زیارت عالیہ کی فنا کے لیے اور اس ذات پاک با وحدت صرف اور با علم حضوری بسیط کے باقی رکھنے کے لیے معمور کر دیا گیا یعنی ...

---

[1] یعنی تعین ... اور تعین کہتے ہیں اپنی ذات کی یافت کو اور یہ کئی جگہ مستعمل ہو ... تعین اجمالی جس کو وحدت کہتے ہیں یعنی حق کا ایک وجود میں آنا اور ... تفصیلی جس کو واحدیت کہتے ہیں یعنی ذات کو اپنی ذات میں صفات کو بالتفصیل پانا ... دونوں تعین داخلی ہیں اور باقی تعینات یعنی ارواح اور امثال اور اجسام وغیرہ کے ... ظاہر کو ... تعینات خارجی ہیں۔ تقی انور

Marfat.com

تمام حاصل ہوگئی اور معارف کا سمندر موجیں مارنے لگا اور مقام محمدیؐ منکشف ہوا نیز مقامات اولیاء اللہ وعلم آخرت وعلم شرع وعلم تکوین وعلم الہٰیات وعلم عجیبہ وغیرہ وغیرہ اور پھر حکمت ربانیہ اور اس کے آداب مکشوف ہوئے اور میں ان سب سے متحقق ہوگیا دینی وراثت حاصل ہوگئی والحمد للہ رب العالمین۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میں ایک بلند مقام میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں انبوہ لوگ از قسم خدام وزائرین جمع ہیں، بظاہر وہ مسجد نبوی معلوم ہو رہی تھی اور اس میں ایک بلند قبہ ہے جس کے چاروں سمت بہت سے لوگ بیٹھے ہیں ان میں ایک شخص اپنے ہاتھ میں کچھ تصاویر لیے ہوئے لوگوں کو دکھا رہا ہے اور اس بہانہ انہیں اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے میں اس سے بہت ناخوش ہو کر وہاں سے اٹھا اور اس قبہ میں داخل ہوگیا۔ وہ شخص بھی وہاں پہنچکر صدر میں جاکر بیٹھ گیا۔ اس وقت مجھ پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی یعنی یہ معلوم ہوا کہ جیسے میں زبان حق ہوگیا حضرت حق مجھ ہی سے کلام فرما رہا ہے اور مجھ ہی سے غضب ہو رہا ہے پھر میں اس شخص کی طرف اٹھا اور کہا کہ اَنتَ مِن علماء زھرۃ الحیٰوۃ الدُّنیا (تو ہی حیات دنیاوی کی سجاوٹوں کے علماء میں سے ہے) اور یہ کلام الٰہی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ میری زبان پر ناطق ہوا ہے (میرے اس کہنے پر) اس شخص نے شرمندہ ہو کر اپنا سر جھکا لیا۔ پھر میں اس قبہ سے باہر آیا اپنے حال کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری زبان اور دہن سب عربی ہیں اور بہت سے لوگ مجھ کو اس بات کی مبارکباد دینے کے لیے جمع ہیں کہ اللہ نے میری زبان پر نطق وکلام فرمایا اور وہ اس پر متعجب ہیں اور تبرکاً مجھ سے مصافحہ بھی کر رہے ہیں اسی دوران مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ یہ وہی کلام ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نبی کریم کی زبان پر ناطق ہوا ابن عباسؓ کے بھائی کے حق میں جو ان کا غلام تھا اور ان کو

Marfat.com

ایذا دیتا تھا۔ اور اس خواب کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ حقانیت کی حیثیت سے میں ہی معاتب تھا اور جھٹلانے کی حیثیت سے میں ہی معتوب تھا لیکن ہئیت غریبہ رسولؐ کی مناسبت سے تھی کہ انھوں نے مجھ پر قرب فرائض افاضہ فرمایا۔ لیکن الہام کے معنی اس معاتبہ میں میری رسول کی نیابت تھی اور تفقہ فی الدین کی حیثیت سے میں ہی ابن عباسؓ تھا اور من حیث جسمانیت کے میں ہی ان کا بھائی تھا۔ اور حق سبحانہ نے تعلیم فرمایا کہ یہ بشارت مقام قرب فرائض کا وصول ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نفس ذوم اور سانح عظیم سے مقربین کے بارہ میں مجمل اور مفصل طور پر مطلع فرمایا اور وہ طریقہ عطا فرمایا جس میں رسولوں کی فرمانبرداری کی پیروی ہو ان کے احوال دیتا تا میں۔ اور ان کے فنون و قوانین بیان فرمائے۔ اور طریقہ مذکورہ کی تشریح سات ادوار میں ہو۔ ایک کے اختتام سے دوسرے کی ابتدا معلوم ہوتی ہے دورۂ اولیٰ ایمان حقیقی ہو اور اس سے مطلب طہارت اور خلوص نسمہ ہے شرو، و نسبہ[1] سے جو بسبب قوت عاقلہ و عاملہ کے طغیان کے اس کو لاحق ہوتا ہے اور اس کا عود روکنا ہو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت سے اور روکنا ہو مہلکات سے (اخلاقِ ذمیمہ) سے . . . . . . مثلاً دشمنی، دھوکہ دہی بدعہدی اور کذب جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ان کا علاج عبادات پر پیش قدمی ہو، نشاط اور حسن رغبت و وسعت اور محاسبہ و سکینت کے ساتھ اور یہ وہ حالت ہو کہ جب بشاشت کے ساتھ قلب میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر نکلتی نہیں اور اس کے تقریباً ستر درجے ہیں جن میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے

---

[1] نسبہ۔ اپنے کو نسبت دینا اپنے اکابرین کی طرف باوجودیکہ عمل ویسا نہ ہو

Marfat.com

دورہ ثانیہ شرح صدر ہے اور اس کا حقیقت نفس کا نفسیہ ہو اپنے جوہر میں جذب الٰہی کے تصادم اور اس کے غلبہ سے۔ اور دارالغرور سے علیحدگی اور دارالخلود کی طرف رجوع۔ اور اسکے دوران بعض کو توحید محبت اور بعض کو حضور دائم میسر ہوتا ہے اور اس دورہ کے اختتام پر بعض اذکیا کو لطائف ستہ کی فنا ظاہر ہوتی ہے۔ دورۂ ثالثہ قرب نوافل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ فرماتا ہے لایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل الخ اور اس کی ماہیت نفس ناطقہ کے جوہر کا انکسار ہے اور یہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے اس کے نفس ناطقہ کی صورت میں تجلیاً متحققاً خارجیاً[1] اور یہ مقام حضرت خضرؑ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ہے۔ دوسرے یہ کہ جذبہ کے بیچ و تاب اس کے نفس کی سختی کو اپنے میں ڈھانپ کر اور سیلاب گرمی جلی ہوئی گھاس کے کر دیں کہ اس کی حقیقت کلیتاً زائل ہو جائے اور صرف صورت رہ جائے۔ اور یہ مقام خواجہ نقشبندؒ کا ہے۔ لیکن جو ہم کو عطا ہوا وہ دوسرا ہے کہ میرا تقرر ذات الٰہی میں فنا ہو گیا۔ اور واضح ہو گیا کہ یہ تقرر ذات ساذج[2] کی تماثیل میں سے ہے اور یہ مقام حسین ابن منصورؒ کے گمان و خیال اور فطری طبع کے مطابق ہے اور اس مقام میں عبادت کی حقیقت حضور ذاتہ بذاتہ لذاتہ ہے اور وہ تجلی ذاتی سے موسوم ہے۔ چوتھا دورہ حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً اور وہ حق قرب وجود ہے اور اس کی ماہیت بندہ کی بقا ہے ایسی ہیئت پر کہ اس کا عین ثابت کلیتاً اللہ کے قریب ہو اور بدلیتہا وہ فواحش سے منزہ ہو اور اس مقام میں

---

[1] ایسی تجلی جو حقیقتاً پائی جائے اور نفس الامری ہو یعنی وہمی نہ ہو وجود واقعی رکھتی ہو۔ تقی انور

[2] اس مرتبہ میں ذات کے ساتھ اور کوئی اعتبار نہیں یعنی کہ ذات بحت اور ذات صرف کہتے ہیں۔ تقی انور

Marfat.com

علوم سابقہ اور عصمت کاملہ اور وجاہت سابقہ کا حصول ہو اور جب مجھ کو اس مقام پر قیام عطا فرمایا تو مجھ پر علم اسرار، علم تکوین، علم قرب باللہ، علم شریعت، علم معاد اور علم عجائب الانسان مکشوف ہوئے۔ دوسرے مجھ کو ایک چھلکتا ہوا جام عطا فرمایا جس کی لذت ازلی تھی۔ اور مجھ کو ایک قانون بنا دیا ... تشریع میں۔ اور جب میں اس دورہ کے آخر پر پہنچا تو مجھے اب کی بار سے یہ حکم دیا گیا کہ میں مخلوق کو رشد و ہدایت کی دعوت دوں۔ اور ان کو نصیحت کروں اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ کو اس دورہ میں سکون قلب (قضا و قدر سے منجانب حکم الٰہی ثابت ہو جائے) صبر قدر سے متحقق ہو جائے۔

پانچواں دورہ قرب فرائض ہے۔ حدیث قدسی ما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس حدیث کی ماہیت حق کا بندہ کے عین ثابت میں تجلی وجودی متحقق خارجی سے تجلی فرماتا ہے۔ پھر اول اسم جو درخشاں ہوا وہ اسم ذات تھا جو ممکنات مقیدیہ[1] سے تمیز نہیں کیا جا سکتا۔ پھر جل جلالہ نے تجلیات جمالیہ و جلالیہ سے میری تربیت فرمائی۔ جلال قریب تھا کہ میرے نفس کو لے جائے اور میرے نسمہ[2] کو توڑ پھوڑ ڈالے لیکن جمال نے اس میں پھونکا جس طرح مشک پھونک کر بڑھائی جاتی ہے اس کے اثر سے نسمہ معدوم ہو گیا اور میں عین مطلق ہو گیا (۱) وقت نہ کوئی ضد تھی اور نہ کوئی ند۔ اور جب یہ دورہ ختم ہوا تو مجھ سے بعض امور پر عہد لیا گیا۔ اول قلب و قالب کو ہمیشہ طاعت میں لگانا۔ دوم لوگوں کو مقامات قرب کی طرف ہدایت دینا اور ان کو غیر کی عبادت و استعانت سے روکنا۔ دوسرے

لہ اصطلاح میں عالم ارواح سے عالم اجسام تک جو کچھ ہے اس کو ممکنات مقیدہ کہتے ہیں

کہ صوفیا نے روح و نسمہ میں فرق کیا ہے۔

Marfat.com

یہ کہ کسی سے رابطہ محبت باقی نہ رہے اور نیز انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر ہو کرنا۔ اور ان کی سنتوں کی اتباع کرنا اور علامہ زہرۃ الحیوۃ الدنیا میں سے نہ ہونا جو دنیا ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ چھٹا دورہ قرب الکوت ہے اذا احب اللہ عبداً الخ کی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے اور اس کی ماہیت اس اسم کی صداقت ہے جو اس کے صدور سے پہلے تجلی الٰہی سے استطالع ہوا جو اس کے بعین ثابت میں ان اسمائے سے جو لانا مقربین اور انبیاء مرسلین کے صدور سے طلوع ہو کر محقق ہوئی تھی اور اس میں ان کے انوار کا انعکاس اور کمالات کا تحقق تھا۔ اور جب میں اس دورہ کے درمیان پہنچا تو کل عالم تدبیر و تسخیر کے لیے میرے ہاتھ میں رکھ دیا گیا اور مجھے بنبع شریعت اور دیگر انبیاء کی شریعتوں پر تفصیلاً و تفسیراً اطلاع عطا کی گئی اور جب میں پوری طرح باخبر ہوا تو میرے اسم میں کل کمالات کا انعکاس ہوا اور آدم سے لے کر آخری انسان تک جو قرب قیامت میں ہوگا۔ میں ان کمالات سے انتہائی مسرور ہوا اور میں نے ان سب کے علوم و احوال و مقامات یکبارگی اٹھا لیے اور حقیقت بالمحبوبیت انتہائی حسین شکل میں جس کی تعریف حد بیان سے باہر ہے میرے سامنے آئی۔ پھر میں بیخود ہو گیا۔ اور صبح و شام کی تمیز باقی نہ رہی پھر مجھ سے کہا گیا کہ میں نے تم کو کل امور کلیات و جزئیات کا ظاہراً و باطناً حاکم کر دیا۔ اور میں نے تجھ کو دو زخ سے محفوظ رکھا اب تجھ پر فرض کر دیا گیا کہ تو غیر کو نہ اکرے۔ ساتواں دورہ دورہ کمال ہے اور کمل من الرجال کثیرا الخ کی حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور اس کی اصل بندہ کا

لہ رجال کاملین کثیر ہیں

Marfat.com

اللہ کی طرف مختلف کمالات کے ساتھ متوجہ ہونا اور زبان استعداد سے سوال کرنا ہے۔ عطاء کمال کی ایک دوسری قسم ہے جو گویا دوراتِ ستہ کے امتزاج (شمولیت) سے حاصل ہوتی ہے اور اسی پر صورت مقدسہ کا افاضہ ہے نیز اسی دورہ سے آنحضرت ؐ کے انشاء (نشو و نما) کی ابتدا ہے اور اس دورہ کی خاصیت وقوع لباس حقانیت ہے یعنی ہر ملکہ کے نظام کو توڑ دینا اور حق کا تمام صفات میں ظہور ہونا اور اس کی نسبت کے سوا ہر نسبت کو توڑ دینا ہے حتّٰی یلون کل من احبہ فقد احب اللہ و کل من ابغضہ فقد ابغض اللہ، جب میں نے دورہ کی ابتداء کی تو دیکھا کہ عصر کے بعد میں بیٹھا ہوا ہوں اور مجھ سے میرا لباس سلب کر لیا گیا اور میں مجرد عریاں رہ گیا۔ پھر رسول اللہؐ کی تجلیات میں سے ایک تجلی آئی اور میرے بائیں جانب کھڑی ہو گئی اور مجھے لباس حقانیت پہنایا۔ اس کے پہنتے ہی میرا نسمہ تنگ ہو گیا اور اس نے تین بار حق حق حق کہا۔ پھر طمانیت حاصل ہو گئی اور یہ حقانیت مجملاً افاضہ تھا۔ پھر مجھ پر داہنے بائیں اوپر نیچے ہر جانب سے قطراتِ فیض کی بارش ہونے لگی جس سے ایسی لذت حاصل ہوئی کہ سینے اس کی تعریف سے تنگ اور زبانیں اس کی توصیف سے گنگ ہیں۔ عہ

لہ جس شخص نے آپ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے آپ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا

عہ یسقون من رحیق مختوم ختامہ مسک و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون ومزاجہ من تسنیم عینا یشرب بھا المقربون

سے حضرات مقربین کا سلوک شروع ہو کر سات ادوار میں مکمل ہوتا ہے۔ یہ سلوک صرف جاذبات کی مدد سے طے ہوتا ہے۔ ہر دور میں ایک نیا جاذبہ ان حضرات پر وارد ہوتا ہے جس سے ان کی طبیعتیں بدل جاتی ہیں اور نفس دشمن فنا ہو جاتے ہیں اور یہ جاذبات تواتر

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

حضرت اقدس نے اپنی ترقیاتِ سلوک کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ میں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) سے وارد ہوتے ہیں پہلا جاذبہ ان کو ایمان حقیقی تک لے جاتا ہے جس سے ایسی مہارت پیدا ہوتی ہے کہ ان کو عقل و عمل کے فساد سے نجات مل جاتی ہے اور عبادت حقیقی کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ وما امروا الا لیعبدو الله مخلصین له الدین حنفاء و یقیموا الصلوٰة و یوتوا الزکاة و ذلک دین القیمه۔ دوسرا جاذبہ شرح صدر کا باعث ہوتا ہے جو نسمہ میں انکسار پیدا کرتا ہے اور تکبر سے نجات دلاتا ہے اس دوران کسی کو توحید عطا ہوتی ہے اور کسی کو حضورِ دوام اور بعض پر لطائف ستہ کی فنا ظاہر ہوتی ہے تیسرا جاذبہ قرب نوافل عطا کرتا ہے اس کی ماہیت نفس ناطقہ کے جوہر کا نکھار ہے جس کی کئی قسمیں ہیں اگر اللہ تعالیٰ نفس ناطقہ کی صورت میں تجلیا محققاً خارجیاً ظاہر ہو تو یہ مقام حضرت خضرؑ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ہے اگر جاذبہ نفس کی سختی کو اس طرح جلا کر خاک کر دے کہ بجز نفس کی صورت کے کچھ باقی نہ رہے یعنی اس کے صفات بالکلیہ خاک ہو جائیں۔ اور اس کی حقیقت کلیتًا دور ہو جائے تو یہ مقام خواجہ نقشبند کا ہے اور میرے ساتھ یہ ہوا کہ میرا تعین ذاتِ الٰہی میں فنا ہو گیا۔ پھر واضح ہو گیا کہ ہر تعین ذات ساذج کی تماثیل سے ہے۔ اس مقام میں حضور ذاتہ بذاتہ لذاتہ ہے یہی تجلی ذاتی سے موسوم ہے۔ چوتھا جاذبہ حکمت عطا کرتا ہے یہی قرب وجود ہے اور اس کی ماہیت بندہ کی بقا ہے ایسی ہئیت پر کہ اس کا عین ثابت ازل میں اللہ کے قریب ہو ایسا شخص پیدائشی طور پر برائیوں اور فواحش سے پاک و صاف ہوتا ہے اس مقام میں علوم سابقہ عصمت کاملہ اور وجاہت سابقہ کا حصول ہے (چنانچہ جب آپ کو یہ حال و مقام عطا ہوا تو آپ نے فرمایا) جب مجھے اس مقام

(باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

ایک تجلی کے بعد دوسری تجلی اور ایک سیر کے بعد دوسرے سیر اور ایک

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) پر اقامت بخشی گئی تو علم اسماء۔ علم تکوین۔ علم قرب باللہ۔ علم شرع علم معاد اور علم عجائب الانسان مجھ پر منکشف ہوئے اور ایک ایسا چھلکتا ساغر عطا ہوا جس کی لذت ازلی تھی اور آخر میں اس کی زبان سے یہ حکم ہوا کہ میں تبلیغ کروں اور خلق کو اللہ کی طرف دعوت دوں اور نصیحت کروں اس طرح قدر کے راز سے آگاہ ہو کر مجھے سکون قلب میسر ہوا۔ پانچواں جاذبہ قرب فرائض عطا کرتا ہے۔ اس کی ماہیت بندہ کے عین ثابت میں حق کا تجلی فرمانا ہے۔ مجھ پر تجلی وجوبی خارجی متحقق وارد ہوئی اور سب سے پہلے اسم انا درخشاں ہوا جس کو ممکنات مقیدہ سے تمیز نہیں کیا جاسکتا۔ پھر حق جلالہٗ نے تجلیات جمالیہ و جلالیہ سے میری تربیت کی۔ قریب تھا کہ جلال میرے نفس کو لے جائے اور میرے نسمہ کو توڑ پھوڑ ڈالے کہ جمال نے مجھ میں پھونکا جس طرح مشک پھونک کر بڑھائی جاتی ہے جس کے اثر سے نسمہ معدوم ہو گیا اور میں عین مطلق ہو گیا۔ افاقہ کے بعد مجھ سے عہد لیا گیا کہ قلب و قالب کو ہمیشہ طاعت میں لگاؤں اور دوسروں کو مقامات قرب کی طرف دعوت دوں اور ان کو غیر کی عبادت اور استعانت سے روکوں۔ نیز یہ کہ کسی سے رابطہ محبت باقی نہ رہے اور دیگر انبیا علیہم السلام کی سنتوں پر بھی عامل رہوں۔ اور علمائے ظاہر کی طرح دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ چھٹا جاذبہ قرب ملکوت عطا کرتا ہے اس کی ماہیت اسم انا کی صداقت ہے جو اسی کے صدر سے عین تجلی الٰہی کے رخ پر جو اس کے عین ثابت میں متحقق ہوئی تھی مع ان اسماء کے جو ملائکہ مقربین و انبیائے مرسلین کے صدور سے طلوع ہوئے اور ان کے انوار کا انعکاس اور ان کے کمالات کا تحقق اسی اسم انا میں ہوا۔ اور جب میں اس دورہ میں پہنچا تو کل علم

(باقی آئندہ)

Marfat.com

میدان کے بعد دوسرے میدان کو پار کر رہا تھا یہاں تک کہ اسم رحمن کا

(پچھلے صفحے کا بقیہ) تدبیر و تسخیر کے لیے میرے ہاتھ میں رکھ دیا گیا۔ اور مجھے منبع شریعت اور انبیاء کے شرح پر تفصیلاً و تفسیراً مطلع کیا گیا۔ اور افاقہ کے بعد کل کمالات کا انعکاس میرے اسم میں ہوا اور آدم سے لے کر آخری انسان تک جو قرب میت میں ہوگا منعکس ہوئے میں نے یکبارگی ان سب کے علوم احوال و مقامات اٹھا لیے اور بہت مسرور ہوا حقیقت بالمحبوبیت مجھ پر واضح ہوئی اور میں پھر بیخود ہو گیا صبح و شام کی تمیز باقی نہ رہی۔ افاقہ کے بعد مجھ سے کہا گیا کہ میں نے تجھ کو کلیات و جزئیات کا ظاہراً و باطناً حاکم کر دیا۔ اور رحیم نے تجھ کو دوزخ سے محفوظ کیا لہذا تجھ پر واجب ہے کہ غیر کو فنا کر دے یعنی وہم غیریت سے نجات ملی۔ ساتواں جاذبہ باعث کمال ہے اور اس کی اصل زبان استعداد سے تمام کمالات کا سائل ہونا ہے اور عطا کمال ہی کی ایک قسم ہے جو گویا مذکورۂ صدر چھ جاذبات کے امتزاج سے صورت پذیر ہوتی ہے اور اسی پر صورت مقدسہ کا افاضہ ہوتا ہے۔ اسی جاذبہ سے آنحضرتؐ کے سلوک کی ابتدا ہوئی۔ اس جاذبہ کی خاصیت سے اپنا اختیار بالکلیہ ختم ہو جاتا ہے اور تمام صفات میں حق کا ظہور ہوتا ہے۔ سوا اللہ کی نسبت کے ہر نسبت فنا ہو جاتی ہے اور حب و بغض میں اللہ سے موافقت رہتی ہے گویا لباس حقانیت سے متلبس ہو جاتا ہے۔ جب اس دورہ کی ابتدا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد میں بیٹھا ہوں اور میرا لباس سلب کر لیا گیا۔ اور میں مجرد عریاں رہ گیا تب رسولؐ کی تجلیات میں سے ایک تجلی آئی اور میرے بائیں جانب کھڑی ہو گئی اور مجھے لباس حقانیت پہنایا اس کے پہنتے ہی میرا نسمہ تنگ ہو گیا اور اس نے تین بار حق حق حق کہا جس سے طمانیت حاصل ہو گئی پھر مجھ پر اوپر نیچے دائیں بائیں ہر جانب سے قطرات فیض کی بارش ہونے لگی جس سے ایسی لذت حاصل ہوئی زبانیں اس کی تعریف سے گنگ اور سینے اس کی توصیف سے تنگ ہو گئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔"

تقی انور

Marfat.com

حصول جو تجلیات کی اصل ہے متحقق ہو گیا جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا ہر مقام اور ہر علم کو جو افراد انسانیہ کے فرد اول کو حاصل ہوا میں یہ نہیں کہتا کہ یہ آدم ہے بلکہ وہ اول الاولادِ آدم ہے جو زمانہ کے اختتام اور افلاک کے انفکاک تک پایا جائے گا اور جو کچھ اس کو حاصل ہوگا اس دنیا میں یا قبر میں یا حساب میں یا جنت میں اس طرح کہ کوئی امر کسی امر سے متنازع نہیں ہوا یہ اس لیے کہ اس تجلی نے احاطہ کر لیا ہر تجلی اور ہر مقام اور ہر علم کا۔ اور میں اس تجلی سے سرّی طور پر ملحق ہو گیا جیسے گلاب کی خوشبو گلاب کے اندر اور کہنے لگا صِرْتُ اَنَا ھُوَ۔ وَصَارَ ھُوَ اَنَا بلکہ مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جس سے میں اپنا ما فی الضمیر ادا کر سکوں۔ پھر مجھے معلوم ہو گیا کہ کونسی تجلی قبر میں ہو گی اور کون سی تجلی حساب و کتاب کے وقت ظاہر ہو گی اور کون سی تجلی جنت میں رونما ہو گی۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ تمام تجلیات میرے قریب موجود ہیں اور میں ان کا جزئی و کلی طور پر احاطہ کئے ہوئے ہوں۔ نیز کانوں۔ درختوں۔ چوپاؤں۔ جن و ملائکہ۔ لوح و قلم اور اسرافیل اور تمام موجودات کا۔ اور جب تجلی مذکورہ کا وصول بوجہ احسن حاصل ہو گیا تو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی عزت و شان کے ساتھ ظہور فرمایا اور ہزاروں لاکھوں تجلیات کے ساتھ تجلی جمالی سے میرا احاطہ کر لیا بلکہ اس طرح جس کی کوئی انتہا نہیں۔ وہاں پہنچ کر وہ بات حاصل ہو گئی جو ہر بات سے بہتر اور اعلیٰ تھی۔

---

[1] میں وہ ہو گیا اور وہ میں ہو گیا یعنی عبد و معبود کی یکتائی۔ حضرت معروف کرخی اسی مقام سے فرماتے ہیں رأیت ربی بعین ربی۔ فقال من انت قلت انت (میں نے اپنے رب کو اپنے رب کی نگاہ سے دیکھا۔ اس نے فرمایا تو کون ہے میں نے عرض کیا کہ "تو") تحقیق انور

Marfat.com

اور وہ رحمت جو سراپا رحمت ہے۔ اور وہ علم جو ہر علم کا جامع ہے پھر میں نے اس میں عرف کے اعتبار سے اپنے کمال کے مطابق فرق کیا جس کے بعد پلٹنا ممکن نہیں جس نے میری تفتیش کی تو نہ پایا میرے لیے کمال بلکہ میں خود سراپا کمال ثابت ہوا اور میرے پاس وہ علوم تھے جن کا احاطہ نہ آسمان و زمین کر سکتے تھے اور نہ سمندر و نہ ساحل سمندر۔ لیکن میں نے دنیا والوں کو پایا کہ وہ مساوات کے قائل ہیں۔ وہ غافل ہیں اور غافل ہیں (یعنی زمانہ والے یہ سمجھتے ہیں کہ جو کمالات مجھے حاصل ہوئے وہ اور لوگوں کو بھی حاصل ہیں اور مساوات کا اظہار کرتے ہیں)

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار واقعہ میں حضرت لقمان حکیم کو دیکھا میں نے ان سے سوال کیا حکمت کیا ہے ؟ کہنے لگے کہ یہی (یقین) ان کی مراد اس لفظ سے یہ تھی کہ حق سبحانہٗ مدرک ہو گا اور مدرک بھی علم حضوری میں مقدس ہے۔ میں نے کہا حکمت کی شان بہت بڑی اور اس کی دلیل بہت عظیم ہے اس سبب سے کہ اس کی طرف اولیا اللہ نے نشاندہی کی ہے کہنے لگے کہ ہاں اسے ہم بھی جانتے ہیں اور تم کو بھی بتائیں گے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھا کہ مجھ کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ انت[1] اخونا و ھذا معتقدنا۔ اور ان معارف کی طرف اشارہ فرمایا جو کتاب "خیر کثیر" میں لکھے ہوئے ہیں۔

عالم عامل عارف کامل شاہ نور اللہ جو حضرت اقدس کے اعظم خلفاء میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدس خیر کثیر کے مسائل

---

[1] تو ہمارا بھائی ہے اور یہ ہمارے معتقد۔

Marfat.com

میں سے کوئی مسئلہ بیان فرما رہے تھے۔ میرے دل میں ایک الجھن پیدا ہوئی اور قلب اس بیان سے مطمئن نہ ہوا۔ جب محفل برخاست ہوئی تو میں سونے کے ارادہ سے لیٹا۔ ابھی پورے طور پر تکیہ پر سر گیا بھی نہ تھا کہ غفلت طاری ہوئی۔ اسی حال میں میں نے دیکھا کہ سرورِ کائنات تشریف فرما ہیں اور اس کی طرف (خیر کثیر) اشارہ کر کے فرما رہے ہیں کہ آنا اقول وقولی الحق۔ اسی وقت میں جاگ پڑا۔ غور کیا تو وہ خلش دل سے مٹ چکی تھی۔

نیز شاہ موصوف بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس ایک روز مسائل تصوف بیان فرما رہے تھے اور میرا دل مطمئن نہ ہو رہا تھا۔ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے ایک بہت بڑا مقبرہ ہے اور اس مقبرہ میں حضرات ابراہیمؑ و موسیٰؑ و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات ہیں اور ایک دوسرے نبی بھی وہاں تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے بعد جواب سلام فرمایا کہ وہ مسئلہ حق ہے اور ان اہلِ مزار انبیاء کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

وہی بیان کرتے ہیں کہ خیر کثیر کے مسائل کے بارہ میں میرے دل میں ایک الجھن نیز مختلف قسم کے شبہات پیدا ہوئے کہ اولیائے کبار جیسے غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ و خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس اللہ اسرارہم نے تو اس میں کلام کیا نہیں ان کی خاموشی پر کیسے اعتماد و یقین ہو گا۔ ایک روز خواب دیکھا کہ ایک پاکباز شیخ مرتاض نورانی کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت غوث الاعظم کے صاحبزادہ ہیں اور ان کا نام شیخ عبد الرزاق ہے۔ میں بصد شوق سامنے گیا اور سلام

[illegible] ادسے قول حق ہے۔

Marfat.com

کر کے مصافحہ کیا۔ اس وقت میری بغل میں کتاب خیر کثیر ہے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب ہے میں نے نام بتایا۔ آپ نے کتاب لے کر قدرے ملاحظہ فرمایا اور فرمایا کہ یہی عقیدہ میرے والد بزرگوار نیز دیگر اکابر کا تھا۔ اس سے آگے کچھ نہ فرمایا۔

حضرت اقدس کا سن شریف بیس سال کا تھا کہ ایک روز بلا کسی سابقہ ارادہ و خیال کے دل اسرار منزل میں سفر کا شوق پیدا ہوا اور دیار و دیار سے ہجرت کا عزم پختہ ہو گیا۔ چوں کہ نشاۃ ناسوتی میں سیر الی اللہ سے مراد سفر الی بیت اللہ ہے لہٰذا اس عزم کو حجاز کے لیے مقرر فرمایا لیکن جب دیکھا کہ اعزا و اقربا حتیٰ کہ والدہ ماجدہ بھی دامنگیر ہیں اور سیر و سفر کی اجازت نہیں دے رہی ہیں تو اس ارادہ کو تمام لوگوں سے چھپایا۔ اور دوسری سمت عزم سفر ظاہر فرمایا اور بہ باطن قبلۂ مقصود کی طرف توجہ رکھی اور بموجب اذا جاء نہر اللہ بطل نہر عیسیٰ[1] تمام حقوق کی رعایت اور خصوصاً اعزہ کے حقوق کی رعایت کو نظر انداز کر کے دیار محبوب کی سمت روانہ ہوئے۔ چلتے وقت ان اصحاب خاص سے جو آپ کے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہوئے تھے اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا چونکہ وہ سب لوگ آپ کے جذبہ کے پروردہ تھے اور باوجودیکہ ان میں سے ایک فرد میں بھی پا پیادہ ایک میل بھی چلنے کی سکت نہ تھی تاہم ان سب نے ہم رکابی

---

[1] جب اللہ کی نہر آئی تو عیسیٰ کی نہر باطل ہو گئی۔ نہر عیسیٰ بغداد میں ایک نہر ہے جس پر وہاں کے قرب و جوار (دیہات) کی کاشتکاری کا دار و مدار ہے۔ جب بفرمان بارش مولیٰ اور دجلہ میں پانی بھر جاتا تو وہاں کی آراضیات اس سے سیراب ہوتیں اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ اشیاء کا وجود ذات الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے یعنی اور

Marfat.com

کی سعادت کو غنیمت سمجھتے ہوئے بے زاد و راحلہ پورے شوق کے ساتھ راہِ متابعت اختیار کی۔ اس سفرِ ظفر میں آپ سے متعدد کرامات صادر ہوئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وقتِ روانگی زبان غیب بیان سے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ہمارے تمام امور کا کفیل ہے اس سفر میں ہرگز بھوکا نہ رکھے گا اور صحیح سلامت واپس لائے گا اور اس کی بھی اس طرح تحقیق ہوئی کہ باوجود زادِ راہ کی قلت کے کہ گھر سے روانہ ہوتے وقت تین چار روپیہ سے زائد نہ تھے پورے سفر میں کہیں فاقہ نہ کرنا پڑا۔ بلکہ دورانِ سفر سب لوگ بہترین (مرغن) کھانے کھاتے رہے۔ اور جن لوگوں نے زادِ راہ کی قلت کو دیکھتے ہوئے سستا غلہ خریدا اس روز روز مرہ کے اخراجات سے زائد خرچ ہوا۔ تب حضرت اقدس نے فرمایا کہ جب تم نے حق تعالیٰ کی کفالت پر اعتماد کلی کر لیا ہے تو اب وہ اس پر راضی نہیں ہے کہ ہم کھانے میں گھٹیا چیز استعمال کریں تاکہ خرچ میں کفایت ہو بلکہ ہر شخص کو اس کا اختیار ہے کہ جس چیز کے کھانے کا دل چاہے وہی پکائے۔ دوسرے یہ کہ روانہ ہوتے وقت یہ فرمایا کہ فقیر اور دور دراز سفر کا عزم پختہ ہو چکا ہے جو بہ رضا و رغبت مشقت اٹھانے پر راضی ہو وہ ساتھ چلے ورنہ کسی پر زور نہیں اور نہ الزام کہ وہ (خواہ مخواہ) اس سفر کی تکلیف اٹھائے۔ آپ کے تمام اصحاب گو کہ ان میں کا ہر فرد ناز و نعم (لاڈ پیار) میں پرورش پائے ہوئے تھا اور ایک منزل بھی پیادہ پائی کا متحمل نہ تھا تاہم اس سفرِ طویل کو نہ صرف گوارا ہی کیا بلکہ اس حد تک محنت کشی کا بھی مشتاق ہوا اور یار و دیار سے اتنا دل برداشتہ ہوا کہ اگر کسی وقت وطن کا تصور بھی آتا تو اس سے متنفر اور متوحش ہوتا تھا۔ تیسرے خود حضرت

Marfat.com

اقدس کا یہ حالی کہ باوجود ناز و نعم میں پرورش پانے کے سامان سفر اٹھانے اور سفر کی تکالیف اٹھانے میں برابر کے شریک تھے اور راستہ چلنے میں تمام ہمراہیوں سے آگے چلتے تھے اور اس سختی و آرام میں بھی اسی طرح حقائق و معارف بیان فرماتے تھے جس طرح دولت خانہ پر فرماتے تھے اور اس میں کسی چھوٹے بڑے کی تفریق نہ تھی۔ اور ساتھیوں کے لیے یہ صورت مزید حیرت و استعجاب کا باعث تھی کہ باوجود نازنینی کے اتنی مشقت گوارا کرنے کے بعد بھی مزاج مبارک میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ وہی شگفتگی اور تازگی تھی اور ذوق و شوق و حقائق و معارف بیان کرنے کے دوران کسی قسم کا کوئی فتور و کمی نہیں تھی اور یہ امر انسانی حوصلہ سے باہر ہے۔ چوتھے یہ کہ جب ساحل سمندر پر پہنچے گو کہ جہازوں کی روانگی کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور کوئی حجاز کی جانب جہاز جانے والی باقی نہ رہی تھی۔ ضرورتاً شہر کھنبات میں چند روز قیام فرمایا انہیں ایام میں ایک دن بعد عصر مراقب بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی حالت میں استغراق تمام پیدا ہوا۔ بعد افاقہ سر مبارک اٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اس وقت عجیب واقعہ دیکھا کہ جیسے کوئی چیز مجھ سے کھینچ لی گئی اور میرا نفس ناطقہ خالی محض اور حیران رہ گیا ناگاہ روح پر فتوح سرور کائنات تشریف لائی اور مجھے خلعت حقانیہ پہنائی اور میرا نفس ناطقہ بلفظ حق حق ذاکر ہو گیا۔ اور ایک قسم کی [illegible] وطمانیت مجھے حاصل ہوئی۔ اب معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس سفر سے غرض اسی مقام کا حصول تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا حصول انہیں اسباب پر [illegible] اور اب وہ اس [illegible] ہو چکا ہے آپ کا [illegible] تمام اصحاب [illegible] ہو گئے [illegible] باوجود [illegible]

Marfat.com

پہنچ چکے تھے لیکن بغیر حج کئے ہوئے وطن کی واپسی کا قصد فرمایا جیسے حضرت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وعدہ پر یقین کرکے سامان سفر تیار
فرماکر مکہ معظمہ کی طرف کوچ فرمایا تھا پھر اسی سال صلح حدیبیہ واقع ہوئی اور
فتح حاصل نہ ہوسکی، اور وہی صلح بہت سی فتوحات کی کنجی ہوگئی اور پھر ایک سال
بعد وہ مقصد بھی پورا ہوا، اسی طرح اس سفر میں اگرچہ (ظاہری) حج نصیب نہ
ہوا تاہم یہ سیر و سلوک مورث فتوحات عالیہ باطنیہ ہوا۔ نیز سات سال بعد
دولت حج بھی نصیب ہوئی جو ظاہری و باطنی طور پر سرور کائنات کی
متابعت کی دلیل ہے گویا یہ امر آپ کی تقدیر بن چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس
سنت کو بھی حضرت اقدس سے بے اختیارانہ پورا کرادیا۔ پانچویں، یہ کہ اس سفر
پُر ظفر سے واپسی کے وقت مقام مفہمیت[۱] و محدثیت سے مشرف ہوئے۔ جیسا
حدیث نبوی میں ہے کانوا فی الامم السابقۃ مفھمون ومحدثون ان
کان فی امتی احد یکون عمر[۲]۔ چنانچہ اس مقام کے اسرار و علوم آپ نے اپنی
تصنیف تفہیمات آلہیہ میں جو اسرار و معارف کا خزانہ ہے تحریر فرمائے ہیں چھٹے
یہ کہ اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ الہام فرمایا کہ تمہارے فلاں ساتھی
کا دل امر الٰہی کی تعظیم میں کوتاہی کرنے کے باعث آفت عظیم میں مبتلا ہوگیا
ہے اس سے کہو کہ اپنے نفس کی خبر لے ورنہ اس کا دین برباد ہوجائے گا۔ پس
حضرت اقدس نے بغیر کسی ظاہری سبب کے اس پر غضبناک ہوکر اس بات کی اسکو
خبر دی وہ عزیز اپنے خطرات کا جو اس کو لاحق ہوئے تھے معترف ہوکر تائب ہوا
فتاب اللہ علیہ۔ ساتویں یہ کہ لوٹتے وقت ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو

---

[۱] تفہیم و تحدیث وہ علم ہے جو خاص خاص لوگوں پر القا ہوتا ہے۔

[۲] سابقہ امتوں میں مفہمین اور محدثین ہوتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

Marfat.com

انتہائی کمزوری کی وجہ سے پیادہ پائی کی سکت نہ رہی اور اسی حالت میں مرض نے اتنی شدت اختیار کی کہ نشست و برخاست کی بھی سکت نہ رہی، اور نہ کوئی سواری ہی موجود تھی۔ اس حالت کے پیش نظر ساتھیوں کا دل بہت پریشان ہوا۔ حضرت اقدس نے جب یہ حالات ملاحظہ فرمائے تو کچھ لوگوں کو آس پاس اس مریض کے لیے سواری کی تلاش میں روانہ فرمایا شب کے وقت خاکسار کاتب حروف خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وعدۂ الٰہی تو یہ ہے کہ تمام رفقا اس سفر سے صحیح و سلامت و بعافیت وطن پہنچیں گے لیکن اب تو صورت حال دوسری ہی ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ اس عزیز کو ضعف کی زیادتی کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے کی ہی طاقت نہیں ہے چہ جائیکہ پیادہ روی کی۔ نیز رفقا بھی اس کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ اور اس ملک راجپوتانہ میں جو مکمل کفرستان ہے کوئی واقف کار بھی ایسا نہیں جس کے ذریعہ کسی سواری کے دستیاب ہونے کی توقع کی جائے۔ اب تو حضور ہی دعا و توجہ اور ہمت فرمائیں کیا عجب کہ اسی کی برکت سے یہ مشکل آسان ہو جائے۔ ارشاد فرمایا کہ اچھا توقف کرو اور تم جب نماز عشاء سے فارغ ہو جاؤ تو اس وقت یاد دہانی کر دینا تاکہ اس سلسلہ میں دعا کی جائے۔ خاکسار نے وقت مقررہ پر امر معہود عرض کیا۔ اسی وقت دست مبارک اٹھائے اور دعا مانگنا شروع کی۔ ہم خدام وقت آمین کہتے جاتے تھے۔ جیسے ہی دعا سے فارغ ہوئے آپ کو الہام ہوا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی۔ آپ نے جیسے ہی اپنے رفقا سے یہ بتایا سنا اس مژدۂ جانفزا سے سب بے حد مسرور ہوئے اور اسی وقت سے اس مریض کی حالت بہتر ہونا شروع ہو گئی اور جو لوگ سواری کے لیے بھیجے گئے تھے وہ دوسرے

Marfat.com

روز ایک بیل ایسی جگہ سے لائے جہاں سے اس کے ملنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسی دن سے وہ عزیز دم بہ دم روبصحت ہوتے گئے اور روز بہ روز نمایاں فرق ہونے لگا ایسا کہ پانچ چھ روز میں ان کو اتنی طاقت آ گئی کہ تین چار کوس سفر طے کر سکے۔ ان کے اتنی جلد صحتیاب ہونے میں حضرت اقدس کی کرامت نمایاں ظاہر تھی۔ اسی دوران حضرت اقدس کو دوبارہ الہام ہوا کہ (فی الوقت) یہ آفت ٹل گئی اور اس مریض کو شفا محض تمھاری ہمت و توجہ کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے اور دعا ردِ قضا کا باعث ہوئی لیکن بہر حال اس قضا کا ظہور لازمی ہے (وہ کسی بھی صورت میں ہو) خواہ کسی کی موت کی صورت میں ہو یا کسی شے کے ضائع ہونے میں ہو اس کے (انتخاب) کا تمھیں اختیار دیا جاتا ہے۔ جب حضرت اقدس نے اپنے رفقاء سے یہ بیان کیا تو بندہ نے عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کو اس کی طاقت نہیں اس لیے کہ اگر وہ موت کی شکل میں ہو تو رفقاء میں سے ہر شخص ایک دوسرے کو پیارا ہے وہ کب اس کو گوارا کرے گا۔ اور مال دنیا سے ہمارے پاس کچھ ایسا نہیں کہ اس کا ضائع کرنا اختیار کیا جائے۔ اب تو حضور ہی توجہ فرمائیں اور ہمت باطنی مبذول فرمائیں۔ اور یہ تازہ فکر جو لاحق ہو گئی ہے دور ہو جائے۔ یہ سنتے ہی حضرت اقدس نے دوبارہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ معاً درِ قبولیت وا ہوا اور ہم خادموں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ باوجودیکہ راستہ انتہائی دشوار اور خطرناک تھا اور دشمن راستہ روکے ہوئے تھا لیکن حضرت اقدس کی توجہ مبارکہ سے مع الخیر والعافیت وطن واپس آ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک حمداً یوافی نعمہ ویکافی کرمہ۔

اثنائے سفر مذکور میں جب حضرت اقدس کا اسعد آباد سے گذر ہوا دو طالب علم

Marfat.com

آپ کی ملاقات سے مشرف ہوئے حضرت کے جذب صحبت اور فیض و عطا کے فیض نے وہ رنگ دکھایا کہ ہر چیز کو چھوڑ چھاڑ شرف ملازمت اختیار کیا۔ آپ مصلحتِ وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کو اسی جگہ چھوڑ کر وطنِ مبارک تشریف لے آئے۔ چونکہ حضرت کی فیض نظر رنگ دکھا چکی تھی انھوں نے بھی سب چھوڑ چھاڑ شاہجہان آباد کی راہ لی۔ اور خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر قدمبوسی کی سعادت سے مشرف ہوئے نیز اشغال طریقت کے طالب ہوئے آپ نے قبول فرماکر ہر ایک کو اُن کی صلاحیت کے مطابق تلقین کی کہ اگر کوشش کرتے رہوگے اور مشق بڑھاتے رہوگے تو اس مرتبہ پر پہنچ جاؤگے اور اس سے زائد ترقی تمھاری استعداد اور حوصلہ سے باہر ہے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ شغل تعلیم فرماکر اس پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ ان میں سے ایک شخص پر توحسب ارشاد ایسے احوال وارد ہوئے کہ وہ اس دارِ فانی سے رحلت کرگیا۔ اور دوسرا ابتدا میں مزید ترقی کی طلب میں آپ کی مقررہ تلقین سے زائد کے لیے سرگرداں ہوا اور دوسرے درویشوں سے رجوع ہوا لیکن کچھ بھی حاصل نہ کرسکا۔ ناچار مایوس ہوکر بیٹھ رہا۔ پھر آپ کی ہی مقررہ تلقین پر استقامت اختیار کی تب اس کے فوائد ظاہر ہوئے اور مُلک سندھ میں ٹھٹھہ کے اطراف میں بکثرت لوگ اس سے مستفید اور حسب استعداد فیضیاب ہوئے۔

سادات بارہہ کے دو اشخاص وہاں کے حکام کی طلبی پر جو انھیں کے قبیلہ کے تھے نوکری کے ارادہ سے شاہجہان آباد پہنچے۔ اولاً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم محض ان دونوں حکام کے اصرار پر گئے ہیں اور انھوں نے بہت اصرار سے ہم کو بلایا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک تو اسی شہر میں ہے اور دوسرا دوسری جگہ ہے۔ جہاں ہماری بھلائی ہو وہاں حضور

Marfat.com

جانے کے لیے فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے اس سوال کا جواب کل دیا جائے گا۔ صبح کو وہ پھر حاضر ہو کر حسب وعدہ جواب کے طالب ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حاکم جو شہر میں ہے پہلی ملاقات میں ہی تمہیں صاف جواب دیدے گا اور جو دوسری جگہ ہے اس میں بھی کچھ کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم کو تو انھوں نے خود بلایا نیز ان سے بوجہ قرابت داری امید کی جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ بات تو وہی ہے جو میں نے کہی غرضکہ وہ اسی روز اس امیر سے جو اس شہر میں تھا جا کر ملے اس نے پہلی ہی ملاقات میں کہہ دیا کہ اب (تمھارے لیے) کوئی گنجائش نہیں ہے پھر وہاں سے مایوس ہو کر دوسری جگہ گئے وہاں بھی اس امیر نے ان کی ملازمت کی تلاش میں بڑی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بعد ازاں مایوس ہو کر واپس آگئے اور یہ واقعہ اس فقیر سے بیان کیا۔

ایک دن حضرت اقدس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کہیں سے کچھ شیرینی آئی۔ آپ نے تمام حاضرین کو تقسیم فرمائی اور تھوڑی سی خود لی اتنے میں ایک شخص آیا اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ تقسیم کرنے والے نے اسے بھی حصہ دیا۔ اس وقت اس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر حضرت اقدس وہ شیرینی بھی جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی ہے مجھے عنایت فرمادیں تو میں سمجھوں کہ واقعی آپ ولی ہیں اور قلب میں آپ سے استفادہ کروں۔ آپ گو کہ اس خطرہ پر مشرف ہوگئے لیکن قلب مبارک میں یہ آیا کہ اگر اس کے حسب منشا عمل کر دیا جائے تو یہ ایک قسم کی خود نمائی ہوگی لہٰذا اس سے اعراض فرما کر وہ شیرینی برخلاف عادت ایک ہی بار میں دہن مبارک میں رکھ کر نوش فرما گئے۔ اور اس شخص کے وہاں سے چلے جانے کے بعد اپنے مخصوص اصحاب سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔

Marfat.com

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قصہ بھی ایسا ہی تھا کہ زبان غیب ترجمان سے اظہار فرمایا۔

ایک روز کوئی شخص ایک نادر کتاب بغرض فروخت حضرت اقدس کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا چونکہ وہ کتاب قیمتی تھی اور بہت سستی مل رہی تھی آپ نے اس کو خریدنا چاہا لیکن آپ کے پاس دینے کے لیے قیمت نہ تھی۔ آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو شخص اتنی رقم مجھے دیدے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا عوض اس کو عنایت فرمائے گا۔ گھر کی ملازماؤں نے مطلوبہ رقم جمع کرکے پیش کی۔ آپ نے وہ رقم لے کر کتاب خرید لی۔ دو تین روز بعد ایک مالدار شخص نے آپ کی خدمت میں ایک بہت قیمتی زنانہ جوڑا نذر کیا آپ اس کو لے کر گھر میں گئے اور فرمایا کہ یہ پوشاک اس دن کی خدمت کا صلہ ہے۔

ایک روز شعبان میں آپ کے گھر میں کچھ موجود نہ تھا جو اہل علم اور فقراء پر خرچ فرماتے۔ ملازمین نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے قدرے تامل فرماکر ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ رقم عطا فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب آتی ہوگی۔ خادمین اسی انتظار میں تھے کہ ایک شخص کچھ رقم لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کے خدام پر صرف کی جائے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تیرے دل میں یہ بات کیسے آئی؟ اس نے عرض کیا کہ میرے دل میں تھا کہ رمضان مبارک میں فقراء کے لیے کھانا پکواؤں گا۔ آج دل میں یہ خطرہ آیا کہ فقراء کو کھانا کھلانے کے لیے رمضان ہی کا ہمیشہ ضروری نہیں ہے۔ پھر خیال یہ آیا کہ کھانا پکوانے کی کیا ضرورت ہے اتنی رقم حضور کی نذر میں پیش کردینی چاہیے تاکہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں فقرائے خانقاہ پر خرچ فرمائیں یہی سب سے مناسب ہے۔ لہٰذا اتنی رقم خدمت اقدس میں پیش کردی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عزیز

Marfat.com

تھا، یہ عمل مقبول ہوا۔ اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر میں سے قبل ہی الہام فرما چکا تھا کہ آج ہم میں نے تمھیں بھیجی ہے عنقریب پہنچ جائے گی اس وقت سے میں منتظر رہا۔ بحمد اللہ اس وقت وہ پہنچ گئی۔ وہ شخص یہ سن کر شکر الٰہی بجا لایا۔

قصبہ پھلت میں جو کاتب حروف کا وطن ہے ڈاکوؤں کی بہت کثرت تھی۔ آئے دن ڈاکہ زنی۔ لوٹ مار۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم رہتا تھا جس کی وجہ سے سارا قصبہ سہما رہتا تھا۔ مختلف تدابیر کے باوجود کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ناچار حقائق آگاہ شاہ نور اللہ جن کا وطن بھی قصبہ مذکور ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔ اور اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے ان کی استدعا پر مالک حقیقی کی طرف متوجہ ہو کر دعا فرمائی۔ جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ "ہم اس قصبہ کے باشندوں کے محافظ ہیں"۔ اس وقت سے لے کر اب تک کہ تقریباً نصف صدی گزر چکی ہے کسی کے ایک بیل تک کا نقصان نہیں ہوا نہ کسی کا روپیہ پیسہ لوٹا گیا۔ باوجودیکہ قصبہ مذکور کے اطراف و جوانب کے گاؤں اب بھی ڈاکہ زنی سے محفوظ نہیں ہیں۔

محمد قطب رہتگی (جو آپ کے معتقدین میں ہیں) کے دو جڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک باسم بھیکھا موسوم ہوا اور دوسرا بنام گھسا۔ ایک روز حضرت اقدس نے محمد قطب سے فرمایا کہ یہ نام نحوست پر دلالت کرتا ہے (یعنی مبارک نام نہیں ہے)، باوجودیکہ (یہ بات محاورہ کے اعتبار سے بعید تھی) نیز مخاطب کے لیے حیرت کا باعث تھی لیکن بے اختیار انہ

۵۔ یعنی اس کا طالع مبارک نہیں اور غالباً حضرت کی نگاہِ غیب بیں نے ان کی عمر وغیرہ کے بارے میں دیکھ لیا تھا۔

Marfat.com

حضرت کی زبان غیب ترجمان پر جاری ہو چکی تھی محمد قطب اس بات کو سن کر بہت غمزدہ ہوئے اور اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کے ان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ بعد ازاں ایک مدت بعد حضرت اقدس رہتک تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ایک روز مخلصین کے بچوں کے لیے تعویذات تحریر فرما رہے تھے کہ اثنائے تحریر محمد قطب کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ وہ تعویذ کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ کچھ خائف ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی زبان مبارک سے پھر کوئی ایسا کلمہ جاری ہو جائے جو رنج اور تکلیف کا سبب ہو جائے اسی وقت آپ نے اپنی زبان غیب ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم تعویذ نہیں لوگے تو انھوں نے جب [illegible] رنج دل کا اثر چہرہ پر ظاہر ہوا کہ تعویذ ایک قسم کے کسی کا مشعر ہے عرض کیا کہ ہمت عالی غلاموں کی جانب مبذول ہے یہی دین و دنیا کا تعویذ ہے کسی دوسرے تعویذ کی حاجت نہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کا لڑکا بیمار ہوا اور وہ تعویذ کے محتاج ہوئے بعد ازاں اس سے اس نے شفا پائی۔

افادہ۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک روز خواب میں خواجہ محمد سلطان کو جو ارادتمند تھا اور حضرت والد ماجدؒ کا مرید بھی تھا اور دار فانی سے انتقال کر چکا تھا انتہائی بوسیدہ کپڑوں اور بدصورت حالت میں دیکھا کہ والد ماجدؒ کے مزار مبارک کے قریب بغرض قیام جگہ مانگتا ہے اور وہاں رہنے دینے کو کہہ رہے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا دل بہت گھبرایا۔ میں نے بغرض ایصال ثواب سورہ یسین پڑھی اور اس کے حق میں دعا کی۔ دوسرے روز بات کو [illegible] اسے خواب میں دیکھا کہ لباس فاخرہ

لہ یعنی تعویذ دیکر آپ [illegible]

Marfat.com

پہنے ہوئے حسین شکل میں دونوں ہاتھوں میں صاف شفاف مثل بلور دو گیند لیے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے کہ ایک تو دنیا سے چلتے وقت حضرت قدس سرہٗ کا عطا کردہ ہے۔ اور یہ دوسرا حضرت اقدس نے عنایت کیا ہے

افادہ۔ عبدالرحیم کشمیری نے بعض اعزہ و اقارب کی رنجش و ایذا رسانی کے سبب زہر کھالیا اور ختم ہو گیا۔ اور حرام موت مرا۔ بعض قرائن سے معلوم ہوا کہ بڑی بُری حالت میں مبتلا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اس کے تمام رشتہ دار خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور اس کے لیے دعائے مغفرت و شفاعت کے خواہاں ہوئے۔ حضرت اقدس نے اس کے حق میں دعائے خیر کی اور اپنی ہمت باطنی سے اس کے حال پر تصرف فرمایا۔ رات کے وقت لوگوں نے خواب دیکھا کہ حضرت بزرگ (شاہ عبدالرحیم) قدس سرہ بزبان ہندی فرما رہے ہیں کہ "بنائی کی بات" اور آپ کے اس کہنے سے مراد اس کی خلاصی ہو اور آپ اس کو نجات کی بشارت دے رہے ہیں۔

افادہ۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار مجھ پر ایک عجیب حالت ظاہر ہوئی میں تمہارے اس عالم سے ختم ہو گیا اور پھر بغیر بدن کے باقی رہ گیا۔ اور اس وقت سوا ان تجلیات کے جو میں نے کسب کی تھیں کسی چیز کی طرف توجہ نہ تھی۔ اور کھانے پینے کی قوت مجھ سے جاتی رہی اور ہر وہ چیز جو جسم سے متعلق تھی اور اس وقت میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایسی گہری نیند سو رہے ہیں گویا اس کے بعد وہ بیدار ہی نہ ہوں گے اور بعض بیدار ہیں لیکن متاسف۔ اور بعض اس عالم کی طرف دیکھ رہے ہیں جہاں سے انھوں نے رحلت کی ہے۔ پھر دوبارہ میں عالم روح سے (بھی) فانی ہو گیا اور میری انانیت، ذرا کہ عرش میں باقی رہ گئی۔ اور وہاں کوئی باقی نہ رہا بلکہ بعض

Marfat.com

کا تھا عرش کے حس مشترک میں تھی۔ متخیلہ میں زائد اور واہمہ میں کم اور پھر میں
عالم النفس و انانیت سے بھی فانی ہو گیا۔ پھر میں ویسا ہو گیا جیسا ازل میں
تھا۔ اس وقت نہ میں "رہا" نہ "وہ" بلکہ ایسا انسان جس میں "انا" اور "ھو"
اجمالی اور تفصیلی طور پر جمع تھے۔ پھر میں مر گیا اور گیا اللہ کی طرف جانے
والوں میں

لہ جب شاہ صاحب پر موتوا قبل ان تموتوا کا جذبہ وارد ہوا تو آپ ناسوت و ناسوتی لوازمات سے معرا ہو گئے اور اس حالت میں عالم برزخ کا مشاہدہ فرمایا جہاں بعض لوگ گہری نیند سو رہے تھے اور فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ کے مشاہدہ میں تھے اور بعض جو بیدار تھے اپنی اپنی دید پر متاسف تھے۔ اور بعض ناسوت کی طرف متوجہ تھے۔ پھر آپ عالم ارواح سے بھی فانی ہو گئے۔ اور آپ کی انانیت عرش (جسم کلی) کے درک میں باقی رہ گئی۔ اور وہاں کوئی دوسرا باقی نہ رہا کیوں کہ دوسروں کی انانیت عرش کے متخیلہ و واہمہ میں تھی۔ متخیلہ میں زائد اور واہمہ میں تھوڑی۔ اس طرح آپ روح کلی میں فنا ہو گئے اور آپ کو نفس و انانیت سے بھی موت آ گئی۔ اور ایسے ہو گئے جیسے ازل میں تھے یعنی اپنے عین ثابت میں پہنچ گئے۔ اور اس عین ثابت میں انا اور ھو کو حالت جمع میں تفصیلاً اور اجمالاً پایا۔ یعنی اسم آخر اسم اول ہو گیا جو مقام قلندری ہے۔ تب اللہ نے آپ کو دوبارہ ایجاد فرمایا اور آپ ایک مرد الٰہی ناسوتی ہو گئے۔ اس طرح کہ اگر ناسوت کی طرف مشغول ہوں تو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ اور اگر آلہیت کی طرف مشغول ہوں تو ناسوتیت سے غافل نہ ہوں یہ واقعہ خواب نہ تھا بلکہ موت حقیقی تھی اور اس دوبارہ ایجاد سے آپ کے لیے ناسوت ناسوتِ لطف ہو گیا جو فرد کا مقام ہے۔ تقی انور

Marfat.com

قَضَتْ عُيُوْنُ مَهَاةِ الْوَبْلِ فِي جَسَدِيْ ۔ اَنْ لَيْسَ يَبْقٰى لَهٗ عَيْنٌ وَلَا اَثَرٗ[1]

بعد ازاں زندہ کیا مجکو اللہ تعالیٰ نے یعنی دوسری مرتبہ ایجاد فرمایا اور میں ایک فرد الٰہی ناسوتی ہو گیا جو دونوں صفتوں کا جامع تھا۔ اگر میں ناسوت کی طرف مشغول ہوں تو وہ مجھے کوئی ضرر نہ پہنچائے اور اگر میں الٰہیت کی طرف مشغول ہوتا تو وہ مجھے ناسوتیت سے غافل نہ کرے۔ اور یہ واقعہ خواب نہ تھا بلکہ موت حقیقی تھا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم تو تمام ممکنات کے لیے عام ہے اور وہ بدن سے نسمہ کا جدا ہو جانا ہے جس سے بدن کی بنیاد منتشر ہو لی ہے اور دوسری قسم اولیاء میں سے افراد کاملین کے لیے خاص ہے۔ اور وہ روح کا بدن سے جدا ہو جانا ہے اس طرح کہ انتشار بدن لازم نہ آئے۔ اور اس جگہ یہی قسم اخیر لازم ہے۔

افادہ ایک روز حضرت بزرگ قدس سرہٗ (شاہ عبدالرحیمؒ) کے عرس کی محفل تھی۔ حضرتِ اقدس مزار پُر اسرار پر تشریف فرما تھے۔ ناگاہ حق سبحانہٗ نے حضرتِ اقدس کو یہ الہام فرمایا کہ اس بات کی لوگوں میں تبلیغ کر دو (اور وہ یہ ہے) کہ یہ فقیر مختلف نسبتیں رکھتا ہے۔ ایک زبان سے وہ ولی اللہ بن عبدالرحیمؒ ہے۔ دوسری سے انسان ہے۔ تیسری سے حیوان چوتھی سے نامی۔ پانچویں سے جسم۔ چھٹی سے جوہر اور زبان آخر سے ہستی

---

[1] ریگستانوں کی نیل گایوں کی آنکھوں تک نے (چہ جائیکہ انسان) میرے جسم کے بارہ میں یہ فیصلہ کر دیا کہ نہ اس کی کوئی آنکھ باقی ہے اور نہ کوئی اثر و نشان (یعنی وہ مکمل طور پر فنا ہو چکا ہے۔) تقی انور

Marfat.com

اور اس زبان کے اعتبار سے میں ہی شجر ہوں میں ہی حجر ہوں، میں ہی فرس و فیل ہوں۔ میں ہی بعیر و غنم ہوں۔ آدمؑ کو اسماء تعلیم کرنے کے لیے میں ہی تھا اور طوفانِ نوحؑ پر نصرت کا سبب میں ہی تھا۔ اور جو کچھ ابراہیمؑ پر گلزار ہوا میں ہی تھا۔ توریتِ موسیٰؑ میں ہی تھا۔ عیسیٰؑ کا مردوں کو زندہ کرنا میں ہی تھا قرآنِ مصطفیٰ میں ہی تھا والحمد للہ رب العالمین

لے یعنی یہ قدرت نے جس کا نام جاذبہ بھی ہے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے مرتبہ قدیم احدیت میں پہنچا، جہاں شدتِ نیستی و تنزیہ میں حیرت دامنگیر ہوئی اور اپنی ذات کا عرفان جاتا رہا کہ میں کون ہوں کیا ہوں۔ یہ حیرت تقاضائے تشبیہی تھی جو عینیت کے باوجود شدتِ تنزیہ میں بھی منفک نہ ہوئی تھی عینِ تنزیہ میں اپنے ظہور کی متقاضی ہوئی تب یقین و مشاہدہ ہوا کہ میں ہی مطلق و مقید ہوں عالم امر اعتباری ہے یہ میری ہی بساط ہے جو دیکھتی ہے میں خود دیکھتا ہوں میں خود اپنی آنکھ ہوں اور اپنی نظر ہوں اور اپنے آپ کو دیکھتا ہوں میں خود اپنے کان ہوں میں ہی سنتا ہوں الخ جب حق مرتبہ عارف تام المعرفت کی صورتِ انسانی میں بکمالہ وبجلالہ وبجمالہ بوجہ تام مع عینیت تشبیہی و تنزیہی کے ساتھ کھل گیا تو عارف تام المعرفۃ اپنے سریانِ حقیقی کو تمام موجودات میں مشاہدہ کر کے بزبانِ حال گویا ہوا ہے

نہ از یم و نہ از زر و عیانیم ما حق مطلقیم و خداوند جہانیم
تقریر حق است حقیقت بہ نوریم حقا کہ منم نور درین کون و مکانیم
الجنون وحدیلی فی السجون بل جنون فی جنون فی جنون

یعنی تجلیات ذاتیہ و تجلیات تشبیہی چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ اکیلا جنون نہیں ہے بلکہ جنون در جنون در جنون ہے یہی وہ مجبور کرنے والی کیفیت ہے جس کا اظہار کرنا ناممکن ہے، بقدر حرف آپ جنون ثبت کر رہا ہے یہ ہے وہ مقام خلافت کی، کیونکہ بقول غالب
نہ تھی اعتبارات ہم کہے ... ہے۔ خلقی انور

Marfat.com

پس حضرت اقدس پر اس بات کا اظہار سخت گراں گذرا کیوں کہ عادت شریفہ میں اس قسم کی باتوں کا اخفا وکتمان بہت تھا لیکن جب یہ معلوم ہوا اس قسم کی باتوں کے عدم اظہار[۱] سے کوئی بات پیدا ہو جائے گی تو بے اختیار اور مجبور ہو کر اسے بیان فرما دیا۔ اور اس بیان کے وقت شدید تکلیف واذیت کے آثار چہرہ مبارک پر نظر آتے تھے جس طرح بعض اوقات حالت وحی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی ہی حالت ہو جاتی تھی بسبب ضبط اسرار اللہ۔ اسی طرح وارثانِ کاملین بھی بعض اوقات ان باتوں سے خالی نہیں ہوتے۔

افادہ حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو قیامت کے روز جنت میں بلا حساب وکتاب داخل ہوں گے اور تجھ سے کوئی سوال وجواب نہ ہوگا اور جب تو قبر میں داخل ہوگا تو ہر علم اور ہر تجلی کو تجلی ذاتی کی جانب جو اسم رحمٰن کے اوپر ہے چھوڑ دے گا پھر تو فنا ہو جائے گا۔ اور یہ بڑی عظیم بات ہے کہ اس سے زائد کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اور جب تو جنت میں داخل ہوگا تو وہاں دو قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک ارباب علم وتجلی[۲]، دوسرے اصحاب عمل[۳] واحوال اور تو ان تجلیات میں سے ہے۔ اور حال وتجلی کے درمیان فرق یہ ہے کہ تجلی امر الٰہی ہے اور حال امر ناسوتی۔ والحمد للہ علیٰ ما انعم

۱؎ جس طرح قلب نبویؐ عدم اظہار وحی سے تنگ ہو جاتا

۲؎ ارباب علم وتجلی ارباب ذوق ویقین ہیں بفحوائے واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین

۳؎ ارباب عمل واحوال وہ ہیں جو اپنے حسن عمل کی برکات کی بدولت کیفیات سے متلذذ ہوتے ہیں۔ اور یہ امر ناسوتی ہے۔ تقی انور

Marfat.com

افادہ حضرت اقدس نے بعض مشاہدات میں دیکھا کہ ان کے دست مبارک
میں نور کا ایک علم ہے اور آپ اسے اٹھائے بیت اللہ کی جانب رواں
ہیں۔ آناً فاناً وہ علم بلند ہونا شروع ہوا اور اس کی تیز روشنیاں اور کرنیں
اس سے نکل کر آسمان پر پھیل گئیں۔ اور آفتاب سے زائد روشن ہو گئیں
اور اس کا نور اس حد تک بڑھ گیا کہ زبانیں اس کے بیان سے عاجز ہیں،
پس لوگ آپ کے اس بیان سے از خود رفتہ ہو گئے اور علماء و صلحاء نے استفادہ
کیا اور نعمہائے الٰہی نے ظاہری و باطنی ریزش فرمائی۔ اور یہ واقعہ حرمین
شریفین کے دوبارہ سفر کا پیش خیمہ بن گیا اور جو کچھ مشاہدہ فرمایا تھا وہ
سب بجنسہ واقع ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

افادہ جب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے سفر مبارک کی خواہش
دامنگیر ہوئی اور عزم مبارک پختہ ہو گیا تو ۲ ربیع الآخر ۱۱۴۳ھ کو اپنے
بڑے ماموں شیخ عبید اللہ سلمہم اللہ تعالیٰ کی ہمراہی میں براہ لاہور روانہ ہوئے
اس سفر پُر ظفر میں جہاں کہیں بھی کسی ولی کا مزار ہوتا وہاں جاتے اور
تھوڑی دیر ٹھہرتے اور اس کو جس قسم کی نسبت حق سے ہوتی وہ آپ کو
مکشوف ہوتی اس کو بالتفصیل بیان فرماتے جب پانی پت پہنچے حضرت
شاہ بوعلی قلندرؒ اور شاہ شمس ترکؒ و شاہ جلال قدس اللہ اسرارہم کے
مزارات پر حاضری دی۔ بعد ازاں سرہند پہنچ کر حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ
کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں سے لاہور شیخ علی ہجویری قدس سرہ کے مزار
پر حاضری دی۔ پھر ملتان پہنچ کر مخدوم بہاء الدین و شاہ رکن عالم قدس سرہما
کے مزارات پر تشریف فرما ہوئے اور تمام اہل قبور کے احوال ایک ایک

عسہ مولف کے والد ماجد

Marfat.com

کر کے بیان فرماتے۔ شہر ملتان میں اکثر طالب علموں نے شرف بیعت حاصل
کر کے اشغالِ طریقت حاصل کیے۔ بعض تو آپ کی ایک ہی توجہ مبارکہ سے
مرتبۂ بیخودی پر پہنچ گئے۔ اور ایک مدت بعد ہوش میں آئے۔ اور بعض بے اختیار
ہو کر نعرے مارتے تھے اور آپ کے اس مقام سے رخصت ہوتے وقت اکثر
کا یہ حال تھا کہ یار و دیار کو چھوڑ کر ساتھ جانے پر مصر تھے لیکن حضرت اقدس
مصلحتِ وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سب کو تسلی و تشفی دے کر رخصت ہوئے
جب ملکِ سندھ پہنچے تو ہر سمت سے علماء و فضلاء و طلبا آپ کی تشریف آوری
کی خبر سن کر اشتیاقِ ملاقات کو حاضر ہوئے بعض حسب مقدور دولتِ دیدار
سے فیضیاب ہوئے اور بعض محروم رہے۔ اور جب اطراف نصر پور جو شہر ٹھٹھہ
کے مضافات میں ہے پہنچے تو علماء فضلاء کا یہ حال ہوا کہ اس پر مسرت
خبر سے اپنے اپنے وطن سے بھاگ کر آنے لگے اور اکثر پانچ پانچ چھ چھ کوس کی مسافت
طے کر کے رات کے وقت پہنچے اور شرفِ ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے اور
اسی وقت شرفِ بیعت سے سرفراز اور اشغالِ طریقت حاصل کر کے بقدرِ
استعداد فیضیاب ہوئے۔ جس وقت آپ نے شہر ٹھٹھہ میں نزول فرمایا تو اس
شہر کے تمام علماء و صوفیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ایک کثیر تعداد
سعادتِ بیعت سے سرفراز ہوئی۔ اور آدابِ طریقت و اشغالِ تصوف سے
استفادہ کیے۔ مخدوم محمد معین جو وہاں کے اکابر علماء میں تھے اور کتاب و
سنت کے تمام علوم و فنون اور معقول و منقول پر پورا ملکہ رکھتے تھے نیز
اصطلاحات سے خوب واقف تھے اور علم حقایق کے ادراک میں ذہن رسا
رکھتے تھے حضرت اقدس کی صحبت کو غنیمت سمجھتے ہوئے آپ کے جمالِ با
کمال کے گرویدہ ہو گئے اور آپ سے اخذ فیض کر کے شرف اجازت سے

Marfat.com

مالامال ہوئے اور اس درمیان بسبب رفاقت قافلہ چلنے میں تاخیر ہوئی۔ اور جہازوں کی روانگی کا وقت قریب آچکا تھا ہم تمام خادموں کو اکثر اوقات یہ بےچینی ہوتی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ساحل سمندر پر پہنچنے سے پیشتر ہی جہاز روانہ ہو جائیں اور دولت حج اس سال بھی نصیب نہ ہو سکے آپ نے ہمارے اس خطرہ پر مشرف ہو کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال ہم حج ضرور کریں گے جب سورت کی بندرگاہ پہنچے باوجودیکہ راہ میں بہت تاخیر ہو چکی تھی اور تمام جہاز روانہ ہو چکے تھے تاہم ایک جہاز موجود تھا لیکن وہ بھی اجروں اور مسافروں سے اتنا پر ہو چکا تھا کہ اس میں مزید کی گنجائش نہ تھی اور قافلہ کے اکثر لوگ جگہ نہ ملنے کے باعث شہر سورت ہی میں ٹھہر گئے تھے چونکہ فضل الٰہی شامل حال تھا آپ کے تمام خدام کو اسی جہاز پر جگہ مل گئی۔ جب سوار ہونے کا قصد کیا تو اکثر لوگوں نے عرض کیا کہ روانگی کا زمانہ بالکل آخر ہے بلکہ تقریباً ختم ہو چکا ہے اور اس کا خوف ہے کہ کہیں یہ جہاز تباہ نہ ہو جائے بلکہ اسی کا یقین ہے اس لیے کہ اول تو یہ جہاز بہت سست رفتار ہے۔ دوسرے گذشتہ کئی سال سے اس کی مرمت بھی نہ ہو سکی ہے اس سب کے ساتھ ساتھ جہازوں کے ایام سفر بھی ختم ہو چکے ہیں مصلحت وقت یہ ہے کہ توقف فرمایا جائے۔ اور جہاز کے مسافر بھی اگرچہ فرط حرص میں سفر اختیار کر چکے تھے لیکن دل ہی دل میں ڈر رہے تھے بلکہ آپس میں کہتے تھے کہ اگرچہ ہماری منزل جدہ ہے جو حجاز کی بندرگاہ ہے تاہم یہ دیکھنا چاہیے کہ کیسے وہاں پہنچ سکیں گے۔ اور اگر وہاں پہنچنا ممکن نہ ہوا تو مجبوراً کسی دوسری بندرگاہ پر جہاز لے جانا پڑے گا۔ حضرت اقدس ان کی کسی بات کی پروا نہ کرتے ہوئے جہاز پر سوار ہو گئے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی سال

Marfat.com

فریضۂ حج ادا کریں گے۔ قصہ مختصر جہاز لنگر اٹھا کر روانہ ہوا اور باد موافق کی بدولت بیالیسویں روز جدہ پہنچ کر لنگر انداز ہوا۔ اس بات سے جہاز کے تمام لوگ متعجب تھے کہ اس زمانہ میں جس تیز رفتاری سے یہ جہاز چلا ہے کبھی اس سے قبل نہ چلا تھا۔ اور پندرھویں ذی قعدہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر عمرۂ تمتع ادا فرمایا۔ پھر ذی الحجہ میں فریضۂ حج ادا کیا۔ جب مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہوئے تو وہاں کے تمام اکابر علما و فضلا حضرت اقدس کی ملاقات کو آئے۔ اور امتحاناً مختلف علمی سوالات کئے۔ جب ہر مسئلہ کا حسب دل خواہ جواب پایا اور تمام علوم و فنون اور معقول و منقول میں حضرت اقدس کو فائق و برتر سمجھ لیا تو آپ کی خدمت میں درس کی درخواست کر کے تلمذ اختیار کیا۔ آپ نے لوگوں کی اس درخواست پر مسجد حرام میں حنفی مصلے کے قریب درس دینا شروع کیا۔ اتنا زائد مجمع بڑھنے لگا کہ دم مارنے کا موقع نہ آتا تھا۔ اور دقیق مسائل اور مغلق (مشکل) باتوں کے حل میں اتنی زائد شہرت ہوئی کہ اس جگہ کے اکابر علما کو بھی اگر کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آتا تو حضرت اقدس سے رجوع کرتے اور آپ اُسے حل فرماتے۔ حنفی و شافعی مسالک کے مفتی بھی اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے۔ چند ہی روز میں حضرت اقدس اس ملک میں اتنے زائد معظم اور ہر دل عزیز ہو گئے کہ تمام اکابر حضرات آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھتے ہوئے نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ واللہ باللہ حضرت ہی تمام اہل مکہ میں سب سے زیادہ عالم بزرگ و برتر ہیں۔ اور اکثر خدمت اقدس میں عرض کرتے کہ آپ یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائیں۔ اور وہاں کے حاکم نے ہر چیز کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی۔ لیکن حضرت اقدس ان کی کسی بات کو قبول نہ فرماتے

Marfat.com

تب وہاں کے اکابر نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے ساتھ ارادہ خیر رکھتا ہے تو آپ کو اسی جگہ رکھے گا۔ ایک دن ایک سوڈانی عالم نے جو مدت سے مکہ معظمہ میں مجاور تھا خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ اگر اقطاب کا عقیدہ سیکھنا چاہتے ہو تو شیخ ولی اللہ سے استفادہ کرو۔ عالم مذکور اس خواب کے بعد شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اخذ طریق کر کے بعض اسرار استفاضہ کئے۔ اور حرمین کے بہ کثرت لوگوں نے سعادت بیعت حاصل کی نیز اشغال طریقت استفاضہ کئے اور جب بعد ادائے حج ماہ ربیع الاول میں برائے زیارت سرور کائنات مدینہ منورہ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں بکثرت اسرار آپ پر منکشف ہوئے اور جس وقت سرور کائنات کے روضہ مطہرہ پر پہنچ کر شرف زیارت سے مشرف ہوئے حضور کی بے شمار عنایات و کرامات آپ پر مبذول ہوئیں جس دن بھی مواجہ شریفہ میں جلوس فرماتے نئے نئے اسرار سے مستفیض ہوتے۔ چنانچہ کوئی مجلس ان واردات سے خالی نہ ہوتی۔ اور حضرت اقدس کے مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل شیخ عبدالکریم انصاری من اولاد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو اکابر اہل مدینہ میں سے تھے حضرت اقدس کو خواب میں دیکھا اور مواجہ شریفہ میں آپ کی عظمت و بزرگی معلوم ہوئی اس بنا پر وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو وہ مع اپنے قافلے کے حضرت اقدس کو ڈھونڈھتے ہوئے آئے اور ملاقات کر کے مذکورہ بالا خواب بیان کیا۔ اور روضہ منورہ کے قریب مقام اصحاب صفہ میں حدیث مسلسل کی وہ اسناد جو ان کو پہنچی تھیں روایت کر کے اجازت دی اور مسجد نبوی کے مدرس شیخ طاہر نے جو مشہور عالم نیز استاد شہر مدینہ تھے حضرت اقدس کی دعوت کی

Marfat.com

جب آپ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور محفل میں پہنچے انھوں نے تمام علما و فضلا کی موجودگی میں آپ سے سوال کیا، تم عربی میں بات کر سکتے ہو آپ نے بطور انکسار فرمایا کہ ہاں کچھ بول لیتا ہوں۔ پھر انھوں نے کہا کہ اکثر لوگ علمی تبحر اور حل مسائل کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن معقول کے بعض مسائل ایسے ہیں کہ اب تک ان کو کوئی قاعدے سے نہیں بیان کر سکا ہے اور بے محل باتیں کرتا ہے جیسے تجدد امثال کا مسئلہ ہے کہ اشاعرہ عرض کے قائل ہیں اور اس کو جوہر میں تسلیم نہیں کرتے اس کی تحقیق کیا ہے اور ان کے درمیان اس اختلاف کا کیا سبب ہے؟ حضرت اقدس نے بزبان عربی ایسی فصاحت و بلاغت سے اس کی تشریح فرمائی کہ وہاں موجود تمام فضلائے عرب آپ کی فصاحت و بلاغت پر انگشت بدنداں رہ گئے اس کی تحقیق میں ایسے ایسے دقیق نکات بیان فرمائے جو ان میزبان کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ انھوں نے ان باتوں کو غنیمت کبریٰ سمجھا چہ جائے کہ دخل در معقولات کرتے۔ اس کے بعد ان کو کوئی علمی بحث حضرت اقدس کی خدمت میں کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

انھیں ایام میں ایک روز ایک شخص نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف غنیۃ الطالبین جس میں آپ نے فرقہ حنفیہ کے بارہ میں لکھا ہے سوال کیا اور اس کی تحقیق کا خواہاں ہوا پس حضرت اقدس نے اس پر ایسے انداز سے تقریر فرمائی کہ وہاں کے تمام علماء نے پسند کیا۔ اور وہ یہ ہے: ایک شخص نے سوال کیا کہ امام الطریقت قطب الحقیقت شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں جہاں غیر ناجیہ فرقوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں حنفیہ کو ان فرقوں میں شامل فرمایا ہے [illegible]

Marfat.com

اسی میں حنفیہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اور ان فرقوں کے بارہ میں بالتفصیل لکھا ہے لیکن امام ابوحنیفہ کے متبعین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایمان ہی در اصل اقرار و تصدیق ہے اور اقرار سے مراد اقرار باشرو سلبہ و باجارمن عندہ ہے جیسا کہ برہوتی نے کتاب الشجرہ میں ذکر کیا ہے اور یہ بات دو وجوں سے قابل اعتراض ہے ایک یہ کہ حنفیہ ان لوگوں کے اتفاق سے جن کے قول پر اعتماد ہے اہل سنن میں سے ہیں تو مرجیہ میں ان کا شمار کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اور ان کے عدم نجات پر کیسے حکم دیا جا سکتا ہے دوسرے یہ کہ ان عقائد کا بیان جن کی وجہ سے مرجیہ کا نام پڑا اور ان میں حنفیہ کو شامل کیا گیا اس بات کا مقصد ہوا کہ حنفیہ ان عقائد کے قائل ہیں اور یہی ان کا اعتقاد ہے حالانکہ در اصل ایسا نہیں ہے اس لیے کہ آپ نے بیان فرمایا ہے کہ مرجیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہو کہ مکلفین میں سے کسی نے اگر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا بعد ازاں اگر مرتکب معاصی ہوا بھی تو دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں کہ حنفیہ اس اعتقاد سے پاک اور بری ہیں۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ رجاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ اس کا قائل سنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ اس کا قائل سنت سے خارج نہیں ہوتا قسم اول یہ ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ جس نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے تصدیق کی کوئی چیز کبھی اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور ان کی دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ عمل داخل ایمان نہیں ہے لیکن ثواب و عقاب (سزا و جزا) اعمال پر منحصر ہیں اعمال کا دار و مدار سزا و جزا پر ہے، اور اہل رجاء اول کی اس غلطی اور تفصیل و علیحدہ کرنا، پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے اور رجاء ثانی پر سلف کا اجماع ظاہر نہیں ہے بلکہ بہ کثرت احادیث

Marfat.com

آیات کی رو سے مختلف دلائل ہیں۔ اور آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان عمل سے الگ ہے۔ اور بیشتر دلائل پر اجماع قول و عمل اطلاق ایمان پر دلالت کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت یہ صرف نزاع لفظی ہے اس لیے کہ فاسق کے ایمان سے خارج نہ ہونے نیز اس کی سزا و جزا پر سب کا اتفاق ہے اور ... دلائل جو ایمان کی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں متفق علیہ ہیں اور تھوڑی غور و فکر ... یہ بات واضح ہو سکتی ہے اور امام ابو حنیفہ رضی ... کے قائل اور اکابر اہل سنت میں سے ہیں۔ اور ان کے بعد آ گئے ... ان کے ... طریقہ میں بعض ان کے تابعین اور تبع تابعین ایسے پیدا ہوئے جو ... ہیں انھیں میں بعض معتزلہ ہو گئے جیسے جبائی ... ابو ہاشم اور ... زمخشری اور بعض مرجیہ ہو گئے اور بعض ان کے علاوہ ... وہ سب انھیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متبع تھے فروعات فقہیہ میں نہ اصول اعتقادیہ میں لیکن عقاید باطلہ کو بھی انھیں (ابو حنیفہ) کی طرف منسوب کرتے تھے تاکہ ... مذاہب کاسدہ (فاسدہ) کو فروغ ہو اور ... اور امام کے بعض اقوال کے ساتھ تعلق اختیار کرتے تھے۔ اور جب حنفیہ کے اہل حق جیسے امام طحاوی وغیرہ نے اس فتنہ کو سمجھ لیا تو امام ابو حنیفہ کے اصل مذہب کو واضح کر دیا اور مبتدعین فرد ... کی ان تمام باتوں کو دفع کر دیا جن کو انھوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا تھا چنانچہ بہ کثرت اقوال اس کے گواہ ہیں۔ اور یہ بات تمام مذاہب کی کتابیں دیکھنے ... ظاہر ہے۔ بہرحال ان باتوں کی تمہید کے بعد یہ جان لینا چاہیے کہ شیخ رضی اللہ عنہ نے گمراہ فرقوں میں مرجیہ کو بھی شمار کیا ہے اور ذکر کیا ہے ... گروہ اہل سنت سے خارج ہیں اور اسی لیے ان کے بیان عقائد کے ساتھ ...

Marfat.com

کی وجہ تسمیہ بیان فرمائی۔ اور ان میں ان حنفیہ کو داخل فرمایا یعنی وہ لوگ جو فروع میں امام ابو حنیفہؒ کے تابع ہیں اور ان کا یہ (غلط) دعویٰ ہے کہ امام اس مذہب میں انھیں کے موافق ہیں۔ اس کے بعد امام کے ان اقوال کا ذکر کیا جو اس سے متعلق ہیں اور فرمایا کہ انھوں نے زعم کیا ہے کہ ایمان سے مطلب وہی اقرار ہے۔ اور اس تقریر سے دونوں اعتراض ختم ہو گئے اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ حضرت شیخؒ نے امام کو تو ہم نہیں کیا ہے اور جو کچھ فرمایا ہے وہ ان لوگوں کے بارہ میں فرمایا ہے جو مرجیہ ہیں اور اپنے کو فروعی مسائل میں امام سے منسوب کرتے ہیں اور ان نے ظاہری اقوال سے تعلق اختیار کرتے ہیں اور بے محل استعمال کرتے ہیں۔ والحمد للہ علی ما انعم با ظہار الحق۔

چونکہ حضرت اقدس کی فطرت میں بچپن ہی سے علم حدیث کی خدمت کا جذبہ تھا اور مدینہ منورہ میں ان علوم کا رواج تھا آپ نے چاہا کہ جو عالی اسناد ہو اس سے کتب حدیث کی سماعت نیز سند حاصل فرمائیں۔ حضرت شیخ ابو طاہر ردی مدنی کی طرف جو ایک سن رسیدہ بزرگ تھے اور جامع علوم ظاہری و باطنی نیز اہل تصوف خرقہ پوش تھے۔ اور حرمین شریفین میں ان کی نظیر کا کوئی عالم نہ تھا رجوع فرمایا۔ اور صحیح بخاری شریف کو پچاس مجالس (جلسوں) میں از اول تا آخر مرسری پڑھا۔ کچھ سماعاً اور کچھ قراءۃً۔ اور پوری مسند دارمی شریف مسجد نبوی میں محراب عثمانی کے قریب آٹھ جلسوں میں سماعت فرمائی۔ اور بقیہ کتابیں شروع سے پڑھ کر اجازت حاصل کی۔ شیخ مذکور نے ختم بخاری شریف پر ایک خاص مجلس منعقد کی اور دعوت طعام کی اور آپ کی از حد تعظیم و تکریم کی۔ اثنائے درس بیشتر ایسا ہوتا تھا کہ شیخ خود دینیات کی حضرت اقدس سے تحقیق کرتے اور برجستہ جوابات شافی سن کر متعجب

Marfat.com

ہوتے تھے کہ اس کم عمری میں یہ علوم کہاں سے حاصل کئے۔ آخر جب آپ کے کمالات
باطنیہ کا علم ہو گیا تو آپ کے معتقد گرویدہ ہو گئے۔ باوجود حضرت اقدس کے
استاد ہونے کے طریقہ شاگردی برتتے تھے اور بعض وہ مشکل مسائل [illegible]
جو ان کے والد سے بھی جو علمائے محققین میں سے تھے حل نہ ہو [illegible] حضرت
اقدس سے [illegible] آپ نے ان کے خاطر خواہ بتا دیا [illegible] ویسے حضرت اقدس
جب بھی حضرت شیخ کے پاس تشریف لے جاتے وہ آپ کو دیکھتے [illegible]
تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اپنے ہاتھ سے مصلیٰ بچھا کر تکیہ لگاتے اور آپ کو
بہ تعظیم و تکریم تمام اس پر بٹھاتے اور خود شاگردانہ طور پر سامنے بیٹھتے [illegible]
حضرت اقدس نے ان سے اجازت نامہ کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں اس
قابل نہیں کہ آپ کے لیے اجازت نامہ لکھوں میں نے تو خود آپ [illegible]
استفادہ کیا ہے۔ لیکن جب حضرت اقدس کا اصرار بڑھا تو ضرورتاً تحریر [illegible]
[illegible] اجازت نامہ [illegible] تو م
ہیں [illegible] طرف شعر ہیں ؎

اَجَزْتُكَ لٰكِنْ مِثْلُكُمْ مَنْ يُجِيْزُنِيْ ۔۔۔ وَلَمْ نَسْتَفِدْ مِنِّيْ [illegible] فَيَالَهُ

میں نے آپ کو اجازت ضرور دی [illegible] آپ ہی خود ایسے [illegible]
اور [illegible] استفادہ [illegible] سکتے ہیں حالانکہ
آپ [illegible] اور آپ کا درجہ مساوی نہیں [illegible] آپ ہی آپ ہیں اور
آپ ہی [illegible] سے حاصل کیں اور
آپ نے جو فائدہ مجھے پہنچایا اس [illegible] حصہ بھی مجھ سے نہیں لیا۔ اور میں قطعاً اس کا اہل
نہیں ہوں کہ آپ کو اجازت [illegible] خود درخواست [illegible]
مجھے [illegible] آپ نے مجھ سے خواہش کی تو بھی
[illegible] بطور خاکساری [illegible] جمیع علم [illegible]

Marfat.com

وَاَكْثَرُ مَا سَاوَيْتَنِي فِي اَنْتَ بِيْ غَنِيٌّ عَنْهُ بَلْ بِيْ جُلِّهِ اَنْتَ فَقْتَنِي
فَكَمْ حِكْمَةٍ مِنْكُمْ تَلَقَّفْتُهَا وَكَمْ تَسْتَفِيْدُ مِعْشَارَ مَاقَدْ اَفَدْتَنِي
وَمَا كُنْتُ اَهْلًا اَنْ اُجِيْزَكَ اِنَّمَا دَعَوْتَ فَلَبَّيْتُ اللّٰهَ اِذْ دَعَوْتَنِي

اور بحکم تو دوا الامانات الیٰ اھلہا سلاسل کثیرہ جیسے شطاریہ۔ سہروردیہ کبرویہ۔ شاذلیہ۔ رفاعیہ۔ حدادیہ۔ مدنیہ وغیرہ کی اجازت جو اُن کو اپنے والد محترم شیخ ابراہیم کردی قدس سرہٗ سے جو اپنے زمانہ کے مشہور صوفی و محدث تھے تھی حضرت اقدس کو عطا فرمائی۔ اور خرقہ و کلاہ قریب منبر نبوی آپ کے سر اقدس پر باندھا اور حضرت اقدس نے حضرت شیخ کی فرمائش پر ایک رسالہ فرقہ مبتدعہ کے رد میں شیخ کے نام سے منسوب کر کے تصنیف فرمایا اور اس کو مقدمۃ السنیہ فی الانتصار الفرقۃ السنیہ سے موسوم کیا۔ اہل عرب اس کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر دنگ تھے۔ شیخ نے اس رسالہ کا تب حروف سے لکھوا کر اپنے پاس رکھا اور دوسری تصنیف مسمی بہ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل جس میں اذکار و اشغال تصوف و دیگر فوائد طرق ثلاثہ یعنی چشتیہ نقشبندیہ قادریہ ہیں اور دیگر مشاہدات و اسرار جو رسالت مآب سے استفاضہ کئے تھے با تحریک اتھے حضرت شیخ نے ان کو اپنے ہاتھ سے نقل فرما کر حضرت اقدس کے پاس پڑھا۔

جب حضرت اقدس رخصت ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے حضرت شیخ نے اپنے گھر سے نکل کر بہت دور تک آپ کی مشایعت کی۔ اور شیخ کے صاحبزادے و دیگر اعزہ تین کوس تک آپ کے ہمراہ رہے۔ اثنائے راہ میں حضرت اقدس جہاں قیام فرماتے وہ اپنے کپڑے حضرت اقدس کے قدموں پر ڈالتے اور ان کو بطور تبرک اپنے پاس رکھتے۔ اور حضرت اقدس ان کے رخصت ہوتے وقت آپ کے فیض صحبت سے محروم ہونے پر تاسف کرتے تھے۔ ۱۵ شعبان ۱۱۴۳ھ

کو مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا اور ماہ رمضان میں متعدد عمرے کئے اور آخر عشرہ میں بیت اللہ کے سامنے مسجد حرام میں اعتکاف فرمایا اور رجب تک آپ مکہ معظمہ میں رہے۔ وہاں کے لوگ آپ سے فیوض ظاہری و باطنی اخذ کرتے رہے۔ اور اسی جگہ آپ نے ایک رسالہ مسمی بہ فیوض الحرمین تصنیف فرمایا اس میں وہ تمام حالات و واردات اور حقایق و معارف و اسرار و غوامض جو حرمین شریفین میں آپ پر وارد ہوئے تھے بیان فرمائے ہیں گو کہ بیشتر مضامین رسالہ مذکورہ کے بہت بلند ہیں اور ہر شخص کے ادراک بلکہ اہل معرفت کے وجدان سے بھی بالاتر ہیں۔ لیکن فقیر اس میں کے بعض مشاہدات اپنی فہم ناقص کے مطابق از قسم اسرار منتخب کرکے اس قصہ کے آخر میں تحریر کرے گا تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے کچھ اس کے اسرار سے بھی مشرف ہوں اور یہ دونوں رسالے القول الجمیل فی بیان سواء السبیل اور المقدمۃ السنیہ فی الانتصار الفرقۃ السنیۃ حرمین میں بہت مشہور ہوئے۔ ان میں سے پہلا رسالہ مغربی ممالک اور بصرہ و مصر وغیرہ کے لوگ نقل کرکے لے گئے۔ اور ان کی اجازت حاصل کی۔ اور دوسرا رسالہ ملک تاتار تک جو اطراف روم میں ہے پہنچ گیا۔ اور نسخہ فیوض الحرمین بعض مخصوصین کو عطا فرمایا۔ بعد ازاں حج ثانی ادا فرما کر وطن کی جانب قصد فرمایا اور بیت اللہ میں قیام کے دوران کبھی کبھی اس فقیر سے فرماتے تھے کہ جب بھی گھر کا خیال آتا ہے ایک قسم کا رنج و الم اور پریشانی محسوس ہوتی ہے۔ چند ہی روز بعد آپ کی والدہ ماجدہ کی خبر وفات پہنچی۔ تمام اہل مکہ بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بزبان الہام فرمایا کہ جو تیرگی غم مجھے محسوس ہو رہی تھی اس کا سبب یہی تھا۔ اور جب وقت رخصت جہاز پر سوار ہوئے باوجود باد مخالف کے سب سے پہلے روانہ ہونے والا جہاز ۲۳ روز کے عرصہ میں سورت کی

Marfat.com

بندرگاہ پہنچا پہنچے، بہ برکت تمام وہاں نزول فرمایا۔ اور تھوڑے عرصہ توقف فرماکر براہ دکن وطن کی جانب کوچ فرمایا۔ اثنائے راہ جس جس شہر سے بھی ہوکر گزرتے تمام علماء و مشائخ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور تعظیم و تکریم بجالاتے۔ جب گوالیار پہنچے خواجہ خانو اور شیخ محمد غوث قدس سرہما کے مزارات کی زیارت کی اور ہر ایک کی نسبت معلوم فرماکر بیان کی۔ اور پھر دارالخلافت اکبرآباد میں امیر ابوالعلی کے مزار پر اسرار پر حاضر ہوئے اور ان کے احوال فیض اشتمال دریافت فرماکر بہ زبان غیب بیان فرمائے اور ۱۴ رجب ۱۱۴۵ھ کو بخیر و خوبی دارالسلطنت شاہجہان آباد میں نزول اجلال فرماکر تمام اہل شہر کو مشرف فرمایا۔ ادائیگی حج کے ارادہ سے وطن سے روانہ ہونے نیز مراجعت کی تاریخ جو حضرت اقدس نے خود نظم فرمائی یہ ہے ؎

زدہلی برآمد دلی بہر حج — بہ ہشتم صباح از ربیع دویم
ہزار و صد و چہل و سہ سال بود — کہ ایں داعیہ گشت بافعل ضم
ولی چوں پس از حج بدہلی رسید — سر آمد سفر منقطع گشت رنج
بہ تاریخ رابع عشر از رجب — ز سال ہزار و صد و چہل و پنج

اور تاریخ اول جو الہام کے وجدان کے ساتھ منعقد ہوئی اور شاہ اہل اللہ برادر زادہ آنحضرت نے اس کو اس طرح نظم فرمایا ؎

بہ دل میداشتم عمرے کہ در احرام حج کوشم — بحمداللہ والمنۃ بدان قصد ہم آغوشم
زہاتف سال تاریخ نخستیں لوث می جستم — قبلت منک طاعاتک رسید از غیب در گوشم

۱۱۴۳ھ

اب مشاہدات موعودہ تحریر کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت[1] اقدس نے تحریر فرمایا کہ میں نے خواب میں اولیاء اللہ کی ایک

---

[1] اس مشاہدہ کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پڑھنے والا توحید وجودی و شہودی کو سمجھتا ہو اور ان اصطلاحات کے سمجھنے سے پہلے وجود و شہود کے معنی سے واقف ہو (حالانکہ قالاً) وجود بمعنی ہستی سے من حیث الذات مراد ما بہ الموجودیت ہے اور اس لحاظ سے عین ذات واجب تعالیٰ ہے۔ حضرت مجددؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ "حقیقت حق سبحانہٗ تعالیٰ وجود صرف ہے" جس میں کوئی دوسرا امر منظم نہیں یعنی وجود حقیقی کی نہ ضد ہے نہ ند۔ فقیر نے اپنے کتب و رسائل میں جہاں جہاں وجود کی عینیت کی نفی کی ہے اس سے مراد وجود ظلی ہے نہ کہ وجود حقیقی۔ یعنی وہ موجودات جن پر اسم وجود کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے وجود ... وجود حیوان۔ وجود انسان یا وجود سواد و بیاض و عقل و جسم و علم و جہل یہ سب وجوداً متحد ہیں اور ماہیۃً مختلف۔ یعنی ان کے افراد کا تمایز ایک دوسرے کے ساتھ بوجہ اضافات کے ہے" اس طرح حقیقی توحید توحید وجودی ہی ہے جس کو متذکرہ صدر مشاہدہ میں اسرار واقعی اور سچی بات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور شہود ... دیت حق کو کہتے ہیں اس طرح پر کہ سالک مراتب تعینات اور موہومات صوریہ سے عبور کرے اور مقام توحید عیانی میں پہنچ کر تمام صور موجودات میں مشاہدۂ حق کرے اور غیریت کو بالکل دور کر دے اور بجز حق کے کسی کو نہ دیکھے۔

وجود و شہود کو سمجھ لینے کے بعد اب توحید کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔ توحید ... ہیں ذات بحت کو مع جمع و فرق کے جاننا اور یہی عرفان ہے اور اس میں اپنے کو گم کرنا اور یگانہ ہونا واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک توحید وجودی۔ دوسرے توحید شہودی۔ توحید شہودی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک صوری دوسری معنوی۔ توحید شہودی صوری کہ جس کو توحید قالی اور توحید ایمانی بھی کہتے ہیں یہ صرف قالب اور صورت توحید ہے۔ اس پر علمائے ظاہر حضرات متکلمین اور

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

جماعت کو دو فرقوں میں دیکھا۔ ان میں ایک فرقہ اصحاب اذکار و یاد داشت

(پچھلے صفحے کا بقیہ) عوام مومنین کا اعتقاد ہے جو کہتے ہیں کہ صانع ایک ہے اور تمامی مصنوعات اسی ایک صانع سے ہیں دوسری توحید شہودی معنوی ہے یعنی تمامی مخلوقات خالق کی مظاہر ہیں لیکن ذوات مخلوقات ذات حق سے جدا ہیں۔ توحید وجودی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک توحید وجودی علمی دوسری توحید وجودی عملی کشفی۔ توحید وجودی علمی یہ ہے کہ سوائے ایک ذات اور ایک وجود کے دوسرا وجود نہیں اور یہ وجود عین ذات ہے۔ دوسری توحید وجودی عملی کشفی جس کو توحید حالی بھی کہتے ہیں یہ سب میں افضل و اکمل ہے اس کے تین درجے ہیں۔ اول یہ کہ جذبات الٰہیہ میں سے ایک جذبہ اس پر وارد ہوتا ہے جس سے اس کی چشم حقیقت کھل جاتی ہے اور وہ ہمہ تن معشوق حقیقی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ما سوی اللہ کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور خلائق کے مدح و ذم اس کے نزدیک یکساں ہوتے ہیں اور یہ حالت اکثر بہ سبب ذکر و شغل اور ریاضت شاقہ کے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ سالک مجذوب کا حال ہے متذکرہ صدر مشاہدہ میں یہی وہ دوسرا گروہ اولیاء کا تھا جن کے دلوں پر نور اور چہروں پر مسرت و سرور تھا یہی تہذیب نفس کے انوار تھے اور بعض افراد کو محض عنایت ربانی سے پہلے جذبہ وارد ہوتا ہے اور وہ بعد کو سلوک تمام کرتے ہیں یہ حال مجذوب سالک کا ہے اور متذکرہ صدر مشاہدہ میں یہی وہ دوسرا گروہ اولیاء کا ہے جو تفکر میں مستغرق تھا اور ان کے دلوں پر تجلیات اور چہروں پر غیرت تھی اور وہ توحید وجودی کے قائل تھے اور جن لوگوں کو جذبہ حاصل ہوتا ہے اور وہ سلوک نہیں کرتے ان کو مجذوب کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ توحید کی مزید تین قسمیں ہیں۔ افعالی، صفاتی، ذاتی۔ افعالی کو حضرات صوفیہ کی اصطلاح میں ہمہ از اوست یعنی توحید شہودی بھی کہتے ہیں۔ سالک کو اول یہی توحید پیش آتی ہے اور اسکے تمامی افعال سے یگانگی اور معرفت ذات ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ جو کچھ خیر و شر پیش آتا ہے

(باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

نقشبندی، کا تھا اور توحید وجودی کا قائل نہ تھا ان کے دلوں پر ایک نور تھا

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) نفع و ضرر، موت و حیات، کفر و ایمان، طاعات و عصیان وغیرہ کہ جو افعال موجودات سے ہیں درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے ہیں کیوں کہ فاعل حقیقی وہی ہے جیسا کہ والقدر خیرہ وشرہ میں وارد ہے کہ مخلوق سے صدور افعال بغیر ارادۂ حق کے محال ہے جو ہوتا ہے حق سے ہوتا ہے۔ دوسری توحید صفاتی ہے جس کو اصطلاح میں ہمہ از اوست کہتے ہیں۔ اور یہ توحید افعالی کے محو کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اس سے مطلب یہ ہو کہ حیات، علم، ارادت، قدرت، سمع، بصر، کلام، ذاتیت، رزاقیت وغیرہ جتنے صفات ہیں ان کا وجود بغیر ذات کے محال ہے۔ اور صفات ذات سے اور ذات صفات سے کبھی منفک نہیں ہوتے۔ سالک کو چاہیے کہ تمام صفات حق کو اپنے میں تصور کرے اور اپنے کو اس میں محو کردے۔ تیسری توحید ذاتی ہے جس کو ہمہ اوست بھی کہتے ہیں اور یہ توحید صفاتی کو محو کرنے کے بعد پیش آتی ہے اس لیے کہ صفات اور ظہور صفات اور افعال و آثار جو عالم میں ہیں بغیر ذات کے ممکن نہیں۔ اور کبھی ذات سے منفک نہیں ہوتے اور ہر صفت میں ذات موجود ہے۔ بغیر وجود ذات کے ظہور صفات محال ہے۔ لہذا صفات و افعال و آثار کا وجود اس ایک وجود مطلق اور ذات بحت سے ہے۔ اسی واسطے صفات و افعال و آثار کو عین ذات اور حقیقت اور ہمہ اوست کہتے ہیں۔ متذکرہ صدر مشاہدہ میں اولیاء اللہ کے ان دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی اس مقام تک نہ پہنچا تھا۔ ان کا مقصد حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ رہنا تھا۔ ان اقسام کے بعد توحید کی ایک قسم توحید الٰہی یا توحید حقیقی بھی ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ ازل الازال میں بوصف وحدانیت موصوف اور بنعت فردانیت منعوت تھا کان اللہ ولم یکن معہ شیئا۔ اور اب وقت بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ازل الازال میں تھا اور ابدالآباد تک ویسا ہی رہے گا یہی مرتبت وہ راز ہے جس کو متذکرہ صدر مشاہدہ میں ملاء اعلیٰ کی مرتبت سے تعبیر کیا گیا ہے اور جس سے عالم مالامال ہے۔ (تجلی نور)

Marfat.com

اور چہرہ ان کا پر مسرت و مسرور تھا۔ اور دوسرا گروہ توحید وجودی کا قائل تھا اور ایک قسم کے تفکر میں غرق تھا۔ ان کے دلوں پر ایک حیا غالب ہے حق کے پہلو میں قائم ہیں تدبر عالم کے ساتھ ان کے چہرہ پر غیرت تھی۔ دونوں فریق باہم مناظرہ کرتے تھے۔ فریق اول کا کہنا یہ تھا کہ کیا تم ہم پر یہ انوار نہیں دیکھتے جو ہم کو اس طریقہ میں عطا کیے گئے کہ یہ انوار صراط مستقیم پر چلنے کا نتیجہ ہیں اور فریق ثانی کا کہنا یہ تھا کہ تمام موجودات کا اضمحلال وجود واحد میں ایک امر واقعی ہے لہٰذا ہم کو ایک ایسے راز کا علم ہے جس سے تم واقف نہیں۔ لہٰذا افضل ہم ہیں نہ کہ تم۔ جب بحث میں طوالت ہوئی تو انھوں نے مجھ کو حکم بنایا اور میرے فیصلہ پر راضی ہونا منظور کیا۔ پس میں ان کے درمیان کھڑا ہوا اور کہا کہ بعض علوم صادقہ ایسے ہیں کہ ان کا ثمرہ تہذیب نفس ہے اور بعض علوم سے اگرچہ وہ نفس الامری اور واقعی ہوں لیکن ان سے یہ معنی حاصل نہیں ہوتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نفوس خلائق کو مختلف استعدادات کے مطابق مخلوق کیا ہے اور ہر نفس کو موسوم میں سے ایک خاص مشرب عطا کیا ہے۔ اگر اس علم میں مستغرق رہتا ہے تو اس کا نفس تہذیب پاتا اور اصلاح قبول کرتا ہے اور اگر خود کو اس میں مستغرق نہیں کرتا تو ان معنوں سے محروم رہتا ہے اور اس کا دارومدار تہذیب نفس پر ہے۔ اور یہ مسئلہ توحید وجودی اگرچہ نفس الامری اور واقعی ہے لیکن یہ علم تم دونوں گروہوں میں سے کسی کا بھی مشرب نہیں ہے بلکہ تم دونوں کا مشرب یہ ہے کہ حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ رہو اور یہ توجہ ملاء اعلیٰ کی توجہ کے موافق اور مناسب ہو یعنی توجہ تعظیم ربوبیت سے مسلوب ہو اور یہ گروہ جو اہل پاداشت ہیں گو کہ اس مسئلہ سے جاہل رہے لیکن اپنے مشرب میں غلطی نہ کی لہٰذا ان کے نفوس مہذب ہو گئے اور انوار ان کی

Marfat.com

بارش اسی کا قطرہ ہو لیکن اہلِ وحدت الوجود اگرچہ سچی بات کے قائل ہوئے لیکن اپنے مشرب میں خطا کی کہ وہ جب اپنی نقص نہایت سریانِ وجود میں غور کرتے ہیں تو تعظیم و محبت و تنزیہہ جن سے ملاءِ اعلیٰ نے حق کو پہچانا ان کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور ملاءِ اعلیٰ کی یہ معرفت ایک اندار راز ہو جس سے (عالم) الامال ہو اور یہ علم وحدت الوجود اس کا مشرب ہوتا ہے جس میں وجہ حق جوہر انسان میں ودیعت کیا ہوا ایک راز ہی تر و تازہ ہوتا ہو یعنی احکام نشأت میں مغلوب نہیں ہوتا اور وجود کے راز نے اس کو ہجوم تنزلات کی کدورت سے بوسیدہ نہ کیا ہو اور تم میں وہ چیز اپنی تازگی و شگفتگی پر باقی نہیں رہی ہو بلکہ مسخ ہو گئی ہو پس ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور انھوں نے یقین کر لیا۔ پھر میں نے کہا کہ یہ اسرار الٰہی ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے مخصوص فرمایا کہ میں اس کے ذریعہ تمھارے درمیان فیصلہ کروں۔ والحمد للہ رب العالمین

حضرتِ اقدس نے تحریر فرمایا کہ میں نے ۱۰ صفر ۱۱۴۴ھ کی شب میں خواب دیکھا کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے دستِ مبارک میں ایک ٹوٹا ہوا قلم ہے۔ آپ نے دستِ مبارک بڑھا کر وہ قلم اس فقیر کو عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ قلم میرے جد بزرگوار یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تاکہ (امام) حسینؓ اس قلم کو درست کر دیں پس حضرت امام حسینؓ نے اس کو درست فرما کر مجھے عنایت فرمایا اس سے ایسا فرحت و سرور مجھے حاصل ہوا جو بیان میں نہیں آ سکتا۔ پھر ایک دھاریدار چادر لائی گئی جس میں ایک سفید دھاری تھی دوسری سبز۔ وہ چادر حضرات حسنین

Marfat.com

کے روبرو رکھی گئی۔ حضرت امام حسینؓ نے اس کو اٹھا کر بزبانِ غیب فرمایا کہ
ہٰذا ردا ءِ جدی رسول اللہ ؐ۔ پھر اسے مجھے اڑھا دیا۔ میں نے اس کو بقصد تعظیم و
تکریم سر پر رکھا۔ اور جناب الٰہی میں اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول کا شکر ادا
کیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

حضرتِ اقدس نے تحریر فرمایا کہ ایک دن میں روحِ شمس تک پہنچا اور
اس کو دیکھا اور بات چیت کی اور میں نے اسے طبعًا فیاض دیکھا اور اسی
طرح ارواحِ افلاک کو دیکھا کہ باہم لپٹے ہوئے ہیں اور علوم و فہم میں
موافق ہیں اور کلام شمس کی تفصیل فیوض الحرمین میں مرقوم ہے۔

حضرتِ اقدس نے تحریر فرمایا کہ میں نے شعائر اللہ[1] (نشانیاں) کو دیکھا
کہ ایک نور اس کی بلندی پر چمک رہا ہے اور اس کی حقیقت اچھی طرح
دریافت کی۔ اور جب لوگ ان شعائر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں (تو) بعض
کی نیت صرف انتفاع (نفع اندوزی ہوتی ہے) ہے یعنی اس بات کا اعتقاد
کہ یہ شعائر اللہ سے ہے۔ اور ایک گروہ کی روحانی نگاہ کھلی ہوئی ہے اور وہ
اس نور کا ادراک کر رہی ہیں اور اسی وجہ سے ان کی قوتِ ملکیہ قوتِ بہیمیہ
پر غالب ہوتی ہے۔ اور ایک فرقہ نے جب اس نور میں غور کیا تو تدلی[2] آہی
میں بواصل ہوگئے جو اس نور کی اصل ہے۔ اور یہ فرقہ اعلیٰ و اکمل ہے۔

حضرتِ اقدس نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حقیقت تدلی پر جہاں

---

[1] ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم تکریم کرنا دلوں کی پاکیزگی کی دلیل ہے۔ علماء محققین انبیاء و اولیاء کی ذاتوں کو بھی شعائر اللہ میں شمار کرتے ہیں۔ (تقی انور)

[2] جو تجلیات تجلی اعظم کے منبع سے صادر ہو کر تدبیرِ عالم کرتی ہیں تدلی کہلاتی ہیں۔

Marfat.com

سے وہ نوعِ بشر کی طرف متوجہ ہو مطلع فرمایا تاکہ ان کا حق کی طرف قرب و وصول ممکن ہو جائے۔ اور وہ تدلی عالم مثال میں متمثل ہے اور کبھی وہ انبیاء، اور کتب و شعائر کی صورتوں میں ظہور فرماتی ہے اور میں مطلع ہوا حقیقت نبوت اور حقائق انبیاء پر عموماً۔ اور حقیقت خاتم الانبیاء پر خصوصاً اور حقائق کتب آلہیہ پر عموماً اور حقیقت قرآن عظیم اور حقیقت کعبہ اور حقیقت نماز پر خصوصاً۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اشیاء کی صورتوں پر تدلی کے ظہور کی حکمت پر مفصل طور پر مطلع فرمایا اور اس کی تفصیل فیوض الحرمین سے معلوم ہو سکتی ہے۔

حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اسرار حطیمہ پیوست کئے جن میں سے بعض کی کیفیت سے میرا نسمہ پر ہو گیا۔ اور ملاء اعلیٰ کی تحصیل کمال اور ملاء سافل کے کسب کمال کا طریقہ اور جو اس پر مطلع ہونا چاہے وہ فیوض الحرمین کی طرف رجوع کرے۔

نیز خود بدولت نے تحریر فرمایا کہ جب میں مدینہ منورہ جاتے وقت شہدائے بدر کی قبور پر زیارت کو گیا اور ان کی قبور کرامت ظہور کے مقابل کھڑا ہوا۔ اچانک ان کی قبور سے لاتعداد انوار مثل انوار محسوسہ میری طرف ظاہر ہوئے حتیٰ کہ میں متفکر ہوا کہ ان انوار کا ادراک بچشم ظاہر کیا جاتا ہے یا یہ بصر روح (بچشم باطن) اور جب میں نے ان انوار کی حقیقت میں غور کیا تو یہ منکشف ہوا کہ وہ انوار رحمت تھے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ جب میں اس قبر کی زیارت کو گیا جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے صفری میں جو مدینہ طیبہ کے راستہ میں ایک جگہ کا نام ہے اور متوجہ ہو کر ان کی قبر کے سامنے بیٹھا تاکہ ان کی روح مثل

Marfat.com

تیسری رات کے چاند کے رونما ہوئی۔ جب میں نے اس میں غور کیا
تو انوار اعمال اور انوارِ رحمت مخلوط تھے لیکن انوار رحمت غالب ظاہر تھے
آپ نے تحریر فرمایا کہ مکہ معظمہ میں روزِ ولادت سرورِ کائنات
(محفل میلاد شریف) مولدِ شریف میں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا اور وہ آنحضرت
پر صلوٰۃ وسلام اور آپ کے معجزات بیان کرنے میں مشغول تھے۔ ناگاہ
میں نے اس بقعۂ کریمہ سے بجلیاں چمکتی ہوئی دیکھیں۔ مجھے ان کے ادراک
کی فکر ہوئی کہ کیا وہ نگاہِ ظاہر سے ہیں یا نگاہ باطن سے۔ پھر جب میں نے
غور کیا تو دیکھا کہ وہ ان ملائکہ کے انوار ہیں جو اس متبرک مقام پر مامور ہیں
اور ان میں انوارِ رحمت بھی شامل ہیں۔ اور ان انوار کی تفصیل فیوض الحرمین
میں مرقوم ہے۔

حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہو کر روضۂ
اطہر کی زیارت سے مشرف ہوا تو آنحضرت کی روح پرفتوح کو ظاہر آشکارا
دیکھا لیکن نہ تو عالم اجساد میں اور نہ عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں
جو حسِ ظاہر سے قریب ہو اس سے یہ معلوم ہوا کہ عوام جو درود وغیرہ میں
آنحضرت کی نشانیاں بیان کرتے ہیں وہ اسی جہت سے ہے پھر میں یکے
بعد دیگرے مرقدِ مطہر کی طرف متوجہ ہوا تو اس ذات قدسی صفات نے
مختلف صورتوں میں ظہور فرمایا۔ کبھی پر شکوہ و بارعب لباس میں (لباس
شاہانہ میں) کبھی جذبہ محبت اور انس کی شکل میں اور کبھی سریان کی
صورت میں۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا اس مولد کی فضا روح مبارک
سے پر ہو گئی اور موجیں مار رہی ہے حتیٰ کہ اسے دیکھنے والا خود بھی
اپنے کو اس میں گم کر دیتا ہو اور سرورِ کائنات کی وہ صورت پاک جس سے

Marfat.com

آپ عالمِ ناسوت میں متمثّل تھے مجھے دکھائی دی باوجود اس کے کہ میری ہمت روحانیت کی طرف تھی۔ پس مجھے یقین ہو گیا کہ صورتِ کریمہ کی تقویم روحِ شریفہ کے خواص سے ہے اور اِنَّ الانبیاء لا یموتون وانھم یصلّون ویحجّون فی قبورھم میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا ہو اور آپ نے انبساط نہ فرمایا ہو اور میرے لیے ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ وذلک لانہ رحمۃ للعالمین۔

حضرتِ اقدس نے تحریر فرمایا کہ مدینۂ منورہ میں داخلہ کے تیسرے روز میں نے آنحضرتؐ اور آپ کے دونوں اصحاب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھ پر ان سب کا افاضہ فرمائیے جو اللہ نے آپ پر افاضہ فرمائے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ہم محتاج بن کر آئے ہیں اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے میری طرف بہت زائد انبساط فرمایا اور مجھ کو اپنی ردائے مبارک میں ڈھانپ لیا۔ اور مجھ پر اسرارِ عظیمہ روشن فرمائے اور مجھے حاجتوں میں اپنی ذاتِ مبارک سے استمداد کی کیفیت سے شناسا فرمایا۔ اور خود بدولت پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے والوں کے جواب کی کیفیت نیز اپنی ان اشخاص کی طرف انبساطی کیفیت سے جو بنفسِ نفیس آپ کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں مطلع فرمایا۔ اور میں نے آنحضرتؐ کی مظہریت کو تدلّیِ الٰہی دیکھا جس کو صوفیہ حقیقتِ محمدیہ اور نبی الانبیاء کہتے ہیں۔ اور میں نے ائمہ شریفہ کے تمام مذاہب اور صوفیہ کے طریقوں کا برابر برابر ایک دوسرے پر ترجیح کے بغیر آپ کے روبرو مشاہدہ کیا۔ اور میں نے آپؐ کا لباس شاہانہ میں مختلف صورتوں میں مشاہدہ کیا۔ اور آپؐ

لہ انبیاء علیہم السلام کو موت نہیں آتی وہ اپنی قبر میں (بھی) نماز پڑھتے اور حج ادا کرتے ہیں

نے مجھے اس جلسہ میں مقامات مجددیہ، وصائیہ وقطبیہ، ارشادیہ عطا فرمائے اور مجھے "افضل امام" سے نامزد فرمایا اور میرے مذہب و طریقہ کی درستی فرمائی۔ اور میں نے آنحضرتؐ کو اسی طرح فیوض دینے والا دیکھا جیسے مشائخ مریدین کو دیتے ہیں۔ اور یہ تمام واردات ایک ہی مشہد (حاضری) میں ہوئے۔ اور اس مشہد کے اسرار و غوامض فیوض الحرمین میں بالتفصیل لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ (ایک مرتبہ) میں نے سرور کائناتؐ کے حضور میں حدیث "کنت نبیا و آدم منجدل بین الماء والطین" کے بارہ میں سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے اپنی صورت مثالیہ مشاہدہ کرائی نیز عالم مثال سے عالم اجساد کی طرف اپنی منتقلی کی کیفیت دکھائی اور مجھے انبیاء علیہم السلام کی صورتیں اور ان کے اشباح دکھائے۔ اور حضرت آدم سے ان پر افاضۂ نبوت کی کیفیت اور جو کچھ عالم مثال میں آپؐ پر مفاض ہوا ہے مشاہدہ کرایا۔ اور اولیائے کرام کی صورتیں اور آپؐ کے بعد افاضۂ علوم اور حقایق و معارف کی کیفیات ظاہر فرمائیں۔ پس مجھ پر اصل حقیقت واضح ہوگئی اور انکشافات سے آپ کی مراد معلوم ہوگئی۔ اور اسرار کی تحقیق فیوض الحرمین میں مرقوم ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ میں جس وقت بھی آپؐ کے مرقد مقدس کی طرف متوجہ ہوتا تھا آپ کی ذات منظر آیات کو ظاہر و باہر دیکھتا تھا۔ ایک روز میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا اور ان اسرار و معارف کی حقیقت کے بارہ میں جو مجھ پر ظاہر ہوتی تھیں سوال کیا۔ آپؐ نے ان کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمائی اور ایک دن مجھکو ایک نور دکھائی دیا جیسے ملائکہ سافلہ کے انوار۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ نور آپؐ کے مرقد منور سے چھوٹ رہا ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک روز میں حرم نبوی میں روضۂ مقدسہ

Marfat.com

اور منبر نبوی کے درمیان چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا اسی اثنا میں ملاءِ اعلیٰ کے قرب اور حدیث شریف اما[1] السجود فاجتہدوا فی الدعاء کے اسرار ظاہر ہوئے۔ اور حدیث شریف ہل[2] تضارون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم ولا تغلبن علی الصلوٰۃ قبل طلوع الشمس و صلوٰۃ قبل غروبہا کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ اور میں نے اس وقت ہر آیت اور ہر حدیث کو ایک بحر مواج دیکھا اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی ضبط تحریر میں لایا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔ بعد ازاں تدلی اعظم غیر متناہیہ الارجاء و بحر ناپیدا کنار نے ظہور فرمایا۔ اور میں نے اپنے نفس ناطقہ کو بھی غیر متناہی پایا جس نے اس تدلی کا مقابلہ کیا اور اس کو گرفت میں لے لیا پھر میں نفس ناطقہ کی عظمت دیکھ کر دنگ رہ گیا اور جب مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا تو میں نے اپنے کو نور سے پر دیکھا جو میرے اوپر نیچے اور دائیں بائیں سے جاری ہے اور میرے قلب و نظر اور ہاتھ پاؤں سے جوش زن ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک روز مجھ پر آنحضرت ﷺ کی روح مطہر نے ہر قسم کے لباسوں سے مجرد ہو کر تجلی فرمائی میں نے اپنی روح سے اس کی فطرت کے مطابق ایک صورت روحیہ مجردہ تراشی۔ اور انجذاب و رفعت سے اس کا مشاہدہ کیا۔ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے مجھ پر افاضہ فرمایا اور میرے نفسِ ناطقہ کو اتنا وسیع کر دیا کہ میں آپ کی وراثت سے متحقق ہو گیا

---

[1] سجدوں میں دعا کے کوشاں رہو۔

[2] کیا تم کو چودھویں رات کا چاند دیکھنے سے کچھ ضرر پہنچتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اسی طرح تم دیکھو گے اپنے پروردگار کو۔

Marfat.com

تدلیٔ اعظم کی صورت مثالیہ کے ساتھ جو آپ کے ناسوت کی طرف منتقل ہونے کے وقت منتقش ہوئی ہے اور میں اس سے متصل ہو گیا اور میرا نفس (بھی) اس کے ساتھ اس حد تک ضم ہو گیا کہ میں نے خود کو ان کی ایک شبیہ دیکھا اور آپ نے مجھے اس وقت اسم "ذکی" اور "نقاط العلم" کے آخری اسم سے نامزد فرمایا[1]۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک روز میں آنحضرتؐ کے مواجہہ شریفہ میں کھڑا ہوا آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیج رہا تھا اور تضرع و زاری کر رہا تھا ناگاہ آپؐ کی جانب سے ایک سیر مثل برق ظاہر ہوا اور میری روح نے ایک لمحہ میں پوری شدت سے اسے پکڑ لیا ایسا کہ مجھے اس کی سرعت پر تعجب ہوا۔ اور آن واحد میں اس کے اصل و فرع کا احاطہ کر لیا۔ اور وہ یارقہ تجلی اس حبل ممدود کی حقیقت تھی جس سے تمام عالم وابستہ ہے اور اس حقیقت کی اصل وشیخ تدبیر الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام عالم اس کی تفصیل ہے اور میں سمجھا کہ کوئی قطب اور محدث اور نبی متکلم نہیں ہے مگر یہ کہ اس سے اس کا ایک حصہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ

[1] نقاط العلم کا آخری اسم رفیع الدرجات ہے یعنی مرتبہ جامع عطا فرمایا یہ اسمائے کیانی کا آخری اسم ہے یعنی البدیع۔ الباعث۔ الباطن۔ الآخر۔ الظاہر۔ الحکیم۔ المحیط الشکور۔ الغنی۔ المقتدر۔ الرب۔ العلیم۔ النور۔ القاہر۔ الصبور۔ المحصی۔ المبین۔ الخالق۔ القابض۔ العزیز۔ الحی۔ الممیت۔ الجبار۔ الرزاق۔ القوی۔ اللطیف۔ الجامع۔ رفیع الدرجات۔ چونکہ انسان تمام مخلوقات علوی و سفلی کا کلیتاً و فطرتاً جامع ہے لہٰذا اسم الجامع کو مرتبۂ انسان سے مناسبت ہے۔ انسان کی تخلیق احسن تقویم میں ہے جو مرتبۂ الوہیت ہے لہٰذا مناسبت الوہیت کو اسم رفیع الدرجات سے ہے وہی مناسبت رفیع الدرجات کو مرتبۂ جامع سے ہے جو مرتبہ انسان کامل کا ہے۔ (تقی انور)

Marfat.com

یہ خاکسار کاتب حروف اس مشاہدہ کے وقت حضرت اقدس کے پہلو میں کھڑا ہوا بعض آثار کا آپ پر مشاہدہ کر رہا تھا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

آپ نے تحریر فرمایا کہ سرورِ کائنات ؐ نے مجھے بہ نفس نفیس سلوک کرایا اور بذاتِ خود میری تربیت فرمائی۔ لہٰذا میں آپ کا اویسی اور بلاواسطہ شاگرد ہوں۔ اور سلوک مذکور کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے پہلے مجھے اپنی روح مکرم دکھائی اور اس سے شناسا کرایا۔ بعد ازاں مجھ پر اس تجلی حق کا افاضہ فرمایا جس کا آپ کے وجود کی بدولت عالم مثال میں ظہور ہوا تھا اور [illegible] اس تجلی میں [illegible] مستغرق ہو [illegible] کلی حاصل ہوکر بقائے دوام حاصل ہوگئی پھر [illegible] تجلیاتِ افعال اور تدبیراتِ الٰہیہ کا عالم میں واحد نقطہ [illegible] افاضہ فرمایا اور [illegible] فانی ہوکر باقی ہوگیا۔ بعد ازاں نقطہ ذاتِ الٰہیہ جبروت کے رنگ کے مثل مفاض ہوا اور اس میں بھی بقا بعد الفنا حاصل ہوگئی۔ پھر اس سے روحانیات میں نقطہ[لـہ] منعقدہ نے القا فرمایا [illegible] انما یکون اندراج البدایة فی النہایة۔ اور اس میں فنا تام حاصل ہوا۔ اس کے بعد نقطہ [illegible] میں جو نقطہ [illegible] کے مقابل ہے نسمہ [illegible] عطا فرمایا اور میں سمجھ گیا کہ وہ نوعیت تاثیرات کی اصل حقیقت ہے [illegible] وہبوط اور عروج [illegible] ختم ہوا۔ (یعنی تمام ارتقائی منازل کو عبور کر کے

لـہ نقطہ کی حقیقت سے مراد وجود ہے جو بتدریج اپنی ہیئت تبدیل کرتے ہوئے مختلف شکلوں میں متشکل ہوا۔ نقطہ کی پہلی شکل حروف کی ہوئی پھر بتدریج مطالب کی شکل میں وہ متشکل ہو یہی نقاط العلم ہے (یعنی [illegible] نقطہ جیسا [illegible] آیا) حضرات صوفیہ جو سیر کرتے ہیں [illegible] عالم امر کی، وہ ان کی علمی سیر ہے جس میں وجود ہی موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وجود کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہے اور وجود لامکان ہے۔ [illegible] نور ۵۲ (جہاں ابتدا و انتہا [illegible]

Marfat.com

انتہا کو پہنچ گیا۔) والحمد للہ رب العالمین۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلوک میں ایک طریقہ بواسطہ آنحضرت عطا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کریمہ نے مجھے بشارت دیتے ہوئے۔ اس کی حقیقت پر اطلاع بخشی اور اس طریقہ علیہ میں پہلا شخص جو آنجناب ولایت مآب کی شرف بیعت سے مشرف ہوا یہ خاکسار کاتب حروف ہے اور یہ بیعت شب قدر کی نصف شب کے آخر میں حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے ہوئی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

آپ نے تحریر فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس جگہ ان انوار کا مشاہدہ کیا جو تمام انوار سے غالب تھے۔ وہاں یہ مشہود ہوا کہ جو شخص اس جگہ نماز پڑھے گا بحر انوار میں مستغرق ہو جائے گا۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ کی اس نظر خاص کا جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی مشاہدہ کیا۔ یعنی لولاک لما خلقت الافلاک[1] سے مراد وہی نظر ہے۔ پس میں آنجناب کا طفیلی ہو گیا اور آپ نے مجکو اپنے ساتھ چپاں کر لیا اور جوہر سے مثل عرض ہو گیا۔ اور اس نظر کا منظور نظر ہو گیا۔ نیز اس کا منتظر ہو گیا اور اس کی حقیقت کا ادراک کر لیا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمائے حدیث کے حق میں شفاعت کا اور موت کے وقت توسل اور علم حدیث سے توسل کا مشاہدہ کیا اور اس کی حفاظت عروہ وثقیٰ اور حبل متین ہے جو منقطع ہوتی ہی نہیں ہے۔ پس ہر مومن پر لازم ہے کہ یا محدث ہو یا ان کا طفیلی ہو جائے۔

---

[1] اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

Marfat.com

آپ نے تحریر فرمایا کہ میں ایک دن اس حدیث شریف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق قال کان فی عماء کا منتظر تھا پھر مجھ پر اس سر کا افاضہ فرمایا اور ایک نور عظیم ہیولیٰ کی شکل میں نہایت بلندی پر اس طرح متمثل ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نور نے اپنی تمثیل کا بخطوط شعاعیہ ممتدہ احاطہ کر لیا ہے۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ یہی حقیقت ہے اور آنحضرتؐ کے اس قول کان فی عما میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ نور اور تمثیل عما ہے اور ان خطوط شعاعیہ سے مراد وہ قہر ہے جو وھو القاہر فوق عبادہ سے ثابت ہے پس ایک قسم کی ٹھنڈک وطمانیت حاصل ہوگئی اور کوئی شبہ باقی نہ رہا۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ آنحضرتؐ نے مجھ پر حیز طبیعت کی حیز قدس کی طرف ترقی کی کیفیت جس سے مراد قدم صدق ہے افاضہ فرمائی۔ نیز حیز طبیعت کی طرف اس قدم صدق کے انحدار کی کیفیت افاضہ فرمائی۔ اور میں نے اس ترقی وتنزلی کے درمیان ہاتف وخاطر کے ظہور اور رویائے صادقہ وفراست کا شاہد کیا اور میں نے ہر ایک کا مناسب حال ادراک کیا۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک روز میں آنحضرتؐ کی طرف متوجہ تھا ناگاہ

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہمارا رب قبل تخلیق عالم کہاں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عما میں تھا۔ عماء کے لغوی معنی ابر باریک ہیں۔ اور صوفیا کی اصطلاح میں اللہ کے نفس کا نفس ہے جس کو قلم وعقل کلیہ وکل کہتے ہیں اور اس سے مراد حقیقت الحقایق ہے جو موصوف بالحقیقۃ والخلقیۃ نہیں ہوتی اور یہ مرتبہ ذاتی ہے بوجہ اپنے عدم اضافت کے کسی اسم یا وصف کا مقتضی نہیں ہے آنحضرتؐ کے اس ارشاد کا مطلب ہے ان العماء ما فوقہ ھواء وما تحتہ ھواء (عماء کے اوپر بھی ہوا ہے اور نیچے بھی ہوا ہے) (تقی ا...)

۲لہ اور وہ (ذات کا حکم) اپنے بندوں پر غالب ہے ۔ مقام مرکز ... (ترجمہ)

Marfat.com

ایک نورانی بادل ظاہر ہوا جس سے میرا تفکر اور ملال ہوگیا اور اس کی کرنوں نے مجھے متحیر کر دیا اور میرے باطن سے یہ آواز آئی کہ یہ نور عرش ہے اور اس کا آنجناب کی نبوت میں ایک عظیم دخل ہے اور اس کی معرفت حقیقت محمدی کی معرفت پر موقوف ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ میں ایک دن حضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور کی طرف متوجہ ہوا میں نے ان کو طریقہ معرفت پر پایا جو اللہ کے طریقوں کی اصل و بنیاد ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک دن دوران طواف بیت اللہ میرے نفس ناطقہ سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس نے تمام عالم کو اپنی گرفت میں لے لیا اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ قطب الارشادی کی پہچان اسی نور سے ہوتی ہے اور میں نے بیت اللہ کو دیکھا کہ ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل کی ہمتیں اسی سے متعلق ہیں جس طرح نفس ناطقہ کا بدن سے تعلق ہوتا ہے اور میں نے بیت اللہ کو ان کی ہمتوں نے مالامال دیکھا جس طرح گلاب کی پتی گلاب سے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس معاملت پر مطلع فرمایا جو وہ فرمائے گا اور جو ظاہری و باطنی نعمتیں عطا کرے گا۔ اور مجھے دین و دنیا کے مواخذہ سے معصوم فرمایا اور مجھ پر اس نعمت عظمیٰ کا احسان رکھا کہ شاید ہی کوئی اس دولت سے فائز ہوا ہو اور مجھکو بدولت عیش عطا فرمائی اور ہر سعادت میں سے ایک معتدبہ حصہ عطا فرمایا۔ اور مجھے خلافت باطنیہ کی خلعت پہنائی۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک بار میں نے اپنی روح کو دیکھا کہ وہ دو چند ہوگئی اور بے اندازہ عظمت و وسعت پائی اور میں نے اس سبر کا ادراک کیا

Marfat.com

کہ اس عظمت و وسعت کا نتیجہ حضرت الٰہیہ کے اسرار کا حلول ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہوتے ہیں اور اسمائے الٰہیہ کی برکات کا نزول جو مدارک کلیہ میں منعقد ہوگئے ہیں۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ مجھ پر مبدا و معاد کے اسرار نیز اہل جہنم کے لباس سرا ویل من قطران اور اہل بہشت کے لباس سندس و حریر نیز اہل جہنم کی رو سیاہی اور اہل بہشت کی سرخروئی کے اسرار افاضہ ہوئے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ مجھ پر کرامات کے طریقوں کے ظہور کے اسرار کا افاضہ فرمایا اور ہر اہل دیانت کی کرامتوں کے درمیان فرق سمجھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا سر جو آپ نے ابی رافع سے فرمایا جب ا ... ۔ ... سے ہر بار ذراع بیت طلب ... انھوں نے کہا یا رسول اللہ بکری کے تو دو ہی ذراع ہوتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم سکوت کرتے تو یکے بعد دیگرے ذراع پاتے رہتے۔ میں مانگتا رہتا اور تم دیتے رہتے (یعنی وہ ختم ہی نہ ہوتے)

آپ نے تحریر فرمایا کہ جب میں بیت اللہ کے اندر داخل ہوا اور اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوا تو مجھ پر صراط مستقیم کی حقیقت نے تجلی کی اور میں نے پل صراط کو دیکھا کہ جہنم پر قائم ہے اور وہ حقیقت کے مجسموں میں سے ایک مجسمہ ہے اور میں نے بیت اللہ کے جوف کی اس حقیقت کے ساتھ ایک خصوصیت دیکھی (یہاں) مشاہدات موعودہ اور ہر مشہد کے اسرار و رموز ختم ہوئے اس کی تفصیل فیوض الحرمین میں لکھی ہوئی ہے جو اس پر واقف ہونا چاہے وہ اس کی طرف رجوع کرے۔

جب حضرت اقدس حرمین شریفین کے سفر مبارک سے اپنے دولت خانہ فیض آشیانہ واپس تشریف لائے حقایق و معارف آگاہ فضائل و کمالات

Marfat.com

دستگاہ شاہ صدر عالم جو حضرت اقدس کے عم بزرگوار کے پوتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے فیوض الحرمین کے مشہد اول کا مطالعہ کیا تو میرے دل میں آیا کہ کاش صاحب رسالہ کے مقام پر میں مطلع ہو جاتا۔ میں فجر کی اذان کے بعد پوری توجہ اور فراغت کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اللہ نے مجھ پر یہ عبارت القا فرمائی اقمناہ[1] فی مقام الصدیقیۃ الکبریٰ بعد ازاں میرے سر میں یہ ندا کی گئی کہ اس مقام پر اقامت کا ذریعہ آنحضرتؐ کی روح پُر فتوح ہے جس طرح جبرئیل امین وحی کا ذریعہ تھے پس یہ ان کے لیے نہایت مبارک مقام ہے۔ اس کے بعد میں نے بقیہ رسالہ کا مطالعہ کیا اور اس کے تمام مشاہد مقدسہ کو واقع کے مطابق پایا۔

حقایق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کے حرمین شریفین تشریف لے جانے کے دوران اس ملک میں قحط پڑ گیا اور بارش بالکل غائب ہو گئی۔ تمام مخلوق پریشان ہو کر گریہ و زاری کرتی تھی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ انھیں ایام میں ایک دن میں مراقب بیٹھا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ حضرت اقدس نے حجاز سے اس ملک کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ اب بارش ہو گی۔ انھیں ایام میں خوب بارش ہوئی اور کثرت سے غلہ پیدا ہوا اور قحط دور ہوا۔ جب حضرت اقدس اس ملک میں واپس تشریف لائے تو تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ جن دوران یہاں قحط پڑ رہا تھا آپ حرمین شریفین سے اس ملک کی طرف توجہ فرما کر جہاز پر سوار ہوئے تھے۔

ایک شخص محمد یوسف نام جو ایک عالم آدمی اور دیانت دار درویش تھے

---

[1] یعنی ہم نے ان کو صدیقیت کبریٰ کے مقام پر فائز کیا۔

Marfat.com

ایک شخص دوست محمد سے کہ وہ بھی فاضل آدمی تھے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اکثر اوقات ایک عزیز کے پاس جو تصوف میں مشہور تھے جایا کرتا تھا اور مجھے یہ معلوم تھا کہ ان کے عقائد اچھے نہیں ہیں اور ایک دوسرے شخص کے پاس بھی جایا کرتا تھا جس کی صحبت میں تاثیر تھی اور بظاہر وہ پابندِ شرع تھا۔ اور ان دونوں پر مجھے پورا اعتماد تھا۔ ایک دن میں نماز فجر کے لیے اٹھا۔ جماعت تیار تھی صرف تکبیر کہنے کی دیر تھی۔ میں نے چاہا کہ دو رکعت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جاؤں جیسے ہی نیت باندھنے کا ارادہ کیا وہ دونوں متمثل ہو کر سامنے آ گئے اور مجھے نماز سے روکنے لگے میں نے ہر چند چاہا کہ ان سے روگرداں ہو کر نماز شروع کردوں لیکن باوجود میری کوشش کے یہ بات کسی طرح ممکن نہ ہوئی۔ ان میں سے ایک تو سجدہ کی جگہ پر بیٹھ گیا تاکہ میں سجدہ نہ کر سکوں اور دوسرا میرے پہلو میں ٹھہرا ہوا مجھے روکنے لگا گو کہ ارکانِ شرعیہ کی حقیقت میں میں راسخ الاعتقاد تھا لیکن اس بات سے مجھے تنگ پیدا ہوا اور جب کوئی چارہ نہ رہا تو عاجز آ کر لاحول پڑھنے لگا۔ اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یہ پریشانی بڑھتی جا رہی تھی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ نماز کا وقت جا رہا ہے گا۔ تمام بزرگانِ سابق یعنی اولیائے کرام اور انبیائے عظام کے فرداً فرداً نام لے رہا تھا اور ان سے مدد چاہ رہا تھا لیکن بے سود آخر کار مجھے یاد آیا کہ ایک بار حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ پریشانی اور مشکل پڑنے کے وقت مجھے یاد کر لینا۔ جیسے ہی میں نے حضرتِ اقدس کا نام لے کر مدد طلب کی دیکھا کہ حضرت اقدس تشریف لائے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں کے کان پکڑ کر میرے سامنے سے بھگا دیا۔ اور مجھے اس آفت سے نجات دی۔

Marfat.com

میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ یہ بات بھی حضرت اقدس سے عقیدت کی زیادتی کا سبب ہوئی۔

حافظ عبد النبی جو آپ کے مرید و خلیفۂ خاص ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شب خواب میں سرور کائنات کو دیکھا جب میں نے اپنے سر کو آپ کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو دیکھا کہ حضرت اقدس تھے۔

ایک بار حضرت اقدس راقم الحروف کے وطن قصبۂ پھلت تشریف لائے عصر کا وقت تھا اور آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ اس مکان میں وہ انوار دکھائی دے رہے ہیں جو ملائکۂ سفلی کے انوار کے مشابہ ہیں جو اس مقام کے لوگوں کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نور میں حضور کو دخل نہیں ہے بلکہ اس قسم کے انوار کا انتشار (پھیلنا) محض اعمال جسدیہ (جوارح) سے ہے گویا وہ اعمال خاص طور پر ان انوار کا منشا ہیں۔ بعد ازاں اپنے جد مادری کے مزار پر تشریف لے گئے اور بیٹھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ یہاں شہود و مشاہدہ کے انوار ہیں جو قسم اول سے زائد لطیف ہیں اور دونوں قسموں کے درمیان فرق یہ ہے کہ قسم اول اس عالم کی اشیا سے ہے اور قسم ثانی اشیائے عالم آخرت سے۔

حقایق و معارف آگاہ شاہ نور اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ ایک بلند مقام ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس مقام پر سرور کائنات تشریف فرما ہیں میں حاضر ہو کر دور کھڑا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بچہ جو اتنا چھوٹا ہے کہ نشست و برخاست کی بھی طاقت نہیں رکھتا بیٹھا ہوا ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی اثنا آسمان سے ایک بارعب شخص (ذات) اترا جس کے متعلق لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہی حق تعالیٰ ہے میں نے شکر ادا کیا کہ اللہ کو بھی دیکھ لیا۔ پھر اس شخص نے جاتے وقت اس لڑکے کو

Marfat.com

پکڑا اور بہ طریق دائگی (دایہ کے طور پر) اس بچہ کو کھلانے لگا۔ (یعنی) کھانا پینا دیا اور اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ بعد ازاں وہ شخص چلا گیا۔ میں نے چاہا کہ قریب جاکر زیارت کروں۔ جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ میرے مرشد برحق یعنی حضرتِ اقدس ہیں۔ ادام اللہ ظلال ارشادہ

حضرت اقدس ایک بار رمضان المبارک کے مہینہ میں پھلت میں تشریف رکھتے تھے جب ستائیسویں شب ہوئی اثنائے تراویح راقم کی طرف متوجہ ہوئے اور کان میں فرمایا کہ یہ وقت انتشارِ روحانیات کا ہے اور آپ کے اس فرمانے سے اشارہ شبِ قدر کے ظہور کا تھا۔ آپ کے اِس فرمانے نے لباس غفلت اتار کر خلعتِ حضوری پہنادی۔ اسی وقت سے عجیب و غریب آثار ظاہر ہونے لگے۔ جب نماز کے بعد حلقۂ ذکر ہوا اصحابِ حلقہ کو انشراحِ تمام حاصل ہوا۔ اور بعضوں پر وجد و بکا غالب آیا۔ صبح کے وقت فقیر نے اس بات کے معنی جو آپ نے فرمائی تھی پوچھے آپ نے زبانِ غیب ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد ظہورِ حقیقی ہے۔ حدیث نبوی میں اس سے "فتح ابواب سماء" کی تعبیر لی گئی ہے اس ظہور کی خاصیتوں میں سے ملائکہ اور روحانیاتِ سماویہ کا روحانیات ارضیہ سے اختلاط (میل) ہے۔ اور اس کے معنی اس وقت سے ظاہر ہوئے جب میں تقریباً نصف تراویح پڑھ چکا تھا۔ پھر میں نے چار دوگانہ پڑھے ایک دوگانہ باقی رہ گیا تھا کہ یہ معنی پوشیدہ ہو گئے اور اس کے انوار باقی رہ گئے

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہونے والی بات ہونے سے قبل ایک امر حظیرۃ القدس سے نازل ہوتا ہے اور عالم مثال سے عالم ارضی کی طرف منتقل ہوتا ہے پھر اس کے احکام زمین میں پھیل جاتے ہیں اور اس کا مجھے ایک بار بہ ذات خود مشاہدہ بھی ہوا کہ کچھ لوگوں میں آپس میں جھگڑا ہوا اور عداوت و کینہ اس حد

Marfat.com

تک پہنچ گیا کہ ان سے اس وقت مصالحت کرانا ممکن نہ تھا لیکن مدت دراز گذرنے کے بعد میں نے ان کی عداوت دور کرنے کے لیے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی دیکھا کہ ایک نقطۂ نورانیہ مثالیہ حظیرۃ القدس کو زمین کی طرف نازل ہوا جیسے جیسے وہ اترتا تھا ان میں انبساط پیدا ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی باہمی عداوت کافور ہو گئی۔ اور میں ہنوز اس مجلس سے اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ ان میں آپس میں میل ہو گیا اور باہم محبت پیدا ہو گئی۔ اور آیۂ کریمہ وھو الذی اَلَّفَ بینَ قلوبِھم کے اصل معنی ظاہر ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ میرے بعض لڑکے ایک مرض میں مبتلا ہوئے۔ میرا دل ان کی طرف مشغول ہوا۔ نماز ظہر پڑھ رہا تھا کہ مجھے مشاہدہ ہوا کہ ان کی موت عالم مثال سے نازل ہو چکی ہے بعد ازاں اسی رات ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت اقدس فرماتے تھے کہ ایک بار مجھے ایک شخص کی طرف سے انقباض (تکدر) لاحق ہوا اور یہ حال تقریباً دو گھنٹہ رہا اور اس بات کے ظاہر کرنے میں اپنے کو مجبور پاتا تھا۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ یہ انقباض کسی کی ہلاکت کا موجب ہوا چاہتا ہے اس کی جگہ یہ ایک دوسرا شخص ختم ہو گیا اور وہ بچ گیا (زندہ رہ گیا) اور اس کے معنی بہت دقیق ہیں جس کا اظہار اس جگہ ممکن نہیں ہے۔ (یہ تکدر اس کی زندگی کا ضامن بن گیا کہ بزرگوں کا تکدر بھی بظاہر زحمت ہوتے ہوئے بھی سراسر رحمت ہے)

حضرت اقدس نے فرمایا کہ بنی آدم کے گناہ (برائیاں) عالم مثال میں حقیقتِ انسانیہ کے نزدیک (جو اس عالم میں تمثیل رکھتی ہے) جمع ہوتی ہیں۔ پس اولاً شر در مذکورہ ایک کمزور جانور کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ پس ہمیشہ گنہگار

Marfat.com

ذوق پے در پے اس سے ملحق ہوتے رہتے ہیں اور ان صورتوں کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ آخر میں انسان کی صورت میں ظہور پاتے ہیں اور یہی حقیقت دحال ہے جو اس کی (گنہگار) کی ناسوتی شکل میں متحد ہوتے رہتے ہیں

ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ ایک قوم برائیوں میں مبتلا ہوئی اور افعال بد کی مرتکب ہوئی یہاں تک کہ وہ برائیاں حشرات الارض میں سے ایک بدشکل اور کمزور جانور کی شکل میں متمثل ہوئیں۔ میں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اُن کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں اس لیے کہ اگر یہ قتل کر دیئے جائیں گے تو ان سے زائد سخت پیدا ہوں گے۔ اس وجہ سے کہ جب وقت یہ امر وجود میں آتا ہے اس کا زائل ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ سن کر مجھ پر ایک ہیبت طاری ہوئی۔ پھر دوسری طرف متوجہ ہوا۔ دیکھا کہ حضرت لوط علیہ السلام اس جگہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں اس بات کا اظہار کیا آپ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی انداز میں ان کے (اپنی قوم) ساتھ معاملت کرتے ہیں حضرت لوطؑ کی صحبت کی برکت سے میرا وہ خوف جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہوا اور اس وقت یہ واضح ہوا کہ قیامت کا سر بھی یہی ہے (اسکے پیچھے بھی یہی راز ہے)

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دنیا کو ایک عورت کی شکل میں دیکھا کہ لوگوں کی ایک فوج اس کی عاشق و شیدا ہے ان میں سے بعض اس کے عشق میں جوگی بنے ہوئے ہیں اور بعض انتہائی کمزور و نحیف ہیں اور وہ ان میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں بلکہ میری طرف بصد شوق راغب ہے اور اپنی طرف بلاتی ہے اور اس کے طالب اس کا سوز و اشتیاق میرے سامنے بیان کر رہے تھے۔ باوجود اس سب کے مجھے اس سے دور رہنے کی خواہش ہے

Marfat.com

اور حیا بھی دامنگیر ہے۔ جب اس کی طرف سے بہت زائد طلب بڑھی تو میں بغایت نفرت وہاں سے بھاگا اور زمین کے آخری کنارے پر جا پہنچا وہاں حضرت جبرئیل موجود تھے انھوں نے مجھے اٹھا کر میرے مقام پر پہنچا دیا اور اس عورت کو قتل کر کے دوبارہ پھر زندہ کیا اور میرے عقد نکاح میں دے کر کہا کہ اب یہ تم کو ضرر نہ پہنچائے گی۔ اس کے بعد میری وہ نفرت و وحشت زائل ہو گئی۔

اس دوران جب کہ قطب الملک سلطان سید عبداللہ خاں تخت شاہی پر بیٹھے کچھ عرصہ بعد ان کو ایک سخت مرض لاحق ہوا، بیماری نے اس حد تک طول کھینچا کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ خان مذکور کو اس کی فکر لاحق ہوئی کہ کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیں۔ خواجہ محمد سلطان نے کہ اس وقت آپ حضرت اقدس کے حضور میں عرض کیا کہ شاہزادے تو بہت ہیں معلوم نہیں کہ سلطنت ان میں سے کس کی قسمت میں ہے؟ حضور نے توجہ خاص اور کشف سے اس بات پر مطلع فرمائیں۔ آپ نے زبان غیب ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ "تخت سلطنت تو سلطان روشن اختر ہی کا ہے اور وہی مستقل بادشاہ ہوگا۔" چونکہ خواجہ محمد سلطان ان کے باپ کے معتمد ملازمین میں سے تھے اس خبر بشارت اثر سے نہایت خوش ہوئے اور اس بات کو شاہزادے کی خدمت میں عرض کیا اور وہ اس وقت سے اس منصب کے منتظر رہے۔ لیکن جب عبداللہ خاں کی وفات کے بعد ان کے بھائی تخت شاہی پر بیٹھے تو ان کو قدرے پریشانی اور ملال ہوا تاہم حضرت اقدس کے فرمانے کے بموجب ان کی بشارت کے منتظر رہے کچھ عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا اور محمد شاہ مستقل طور پر بادشاہ ہو گئے اور آپ کے فرمان کی برکت بہ نفس نفیس ظاہر ہو گئی۔

جس زمانہ میں سید حسین علی خاں کو مغلوں نے قتل کر دیا اور بادشاہ کو گرفتار کر کے ہجوم کیا اور سید عبداللہ خاں بادشاہ اور فوج کے مقابلہ کے لیے کثیر فوج

Marfat.com

لے کر نکلے اور سلطان ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر خود جنگ کے لیے مستعد ہوئے۔ خواجہ محمد سلطان نے ولایت مآب حضرتِ اقدس سے عرض کیا کہ اس جنگ میں فتح کس کو نصیب ہو گی؟ آپ نے ان سے فرمایا کہ "مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ خاں کی ساری فوج متفرق ہو گئی ہے اور اس کا ہاتھی میدان میں تنہا رہ گیا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس کی فوج کو شکست ہو گی اور فتح محمد شاہ کی قسمت میں ہے۔" انجام کار جب جنگ چھڑی تو بعینہٖ وہی واقع ہوا جیسا حضرتِ اقدس نے زبان غیب ترجمان سے فرمایا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک رات خواب میں مجھ پر حالتِ آمیہ طاری ہوئی اور عجیب کیفیت رونما ہوئی۔ اس وقت یہ شعر بے اختیار زبان پر جاری تھا[۱]

رَأَیْتُکَ رَبِّیْ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّہَا   فَبِالْقَلْبِ اِدْرَاکًا وَبِالْعَیْنِ اِبْصَارًا

اور اس شعر سے اس حالت کی تعبیر کی۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو بیت مذکورہ یاد تھی۔ اس فقیر نے جناب ولایت مآب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس حالت کی وضاحت فرمائی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حقیقت الحقائق کا اس کی تمام تجلیات کے ساتھ انکشاف تھا اس حیثیت سے کہ اگر اس ادراک کو ادراک کہا جائے تو بعید نہیں ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ شرک کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک شرک عبادت[۲]

---

[۱] اے میرے پروردگار میں نے تجھے دیکھا ہر مقام پر۔ قلب سے ادراک کرتے ہوئے اور آنکھ سے دیدار کرتے ہوئے (یعنی بصارت و بصیرت سے)

[۲] شرک عبادت کا تعلق ساجد کی نیت پر منحصر ہے یعنی اگر سجدہ کرنے والا اپنے معبود کو کامل قدرت اور عالم کی تدبیر عینی کرنے والا سمجھتا ہے تو وہ سجدہ عبودیت ہے لیکن اگر کسی غیر معبود کو اپنی ذلت کے اظہار کے لیے سجدہ کرے تو وہ شرک نہیں ہے۔ بلکہ یہ سجدہ تعظیمی ہے نہ کہ سجدہ عبادت۔

Marfat.com

ہے اور اس سے مطلب یہ ہے کہ وہ غیر خدا کے لیے انتہا درجہ کا تذلل ہے۔ تو قدرت کے اعتقاد اور تدبیر غیبی کل من السموات والارض سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا اعتقاد یہ ہو کہ غیر خدا مدبر ارض وسماء ہے۔ اور وہ خضوع وتذلل جس سے ایسا اعتقاد نہ پیدا ہو وہ شرک میں داخل نہیں ہے۔

ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ ایک قوم ایک زہریلی بھڑ کے سامنے سجدہ ریز ہے اور وہ اپنے پر پھڑپھڑا رہی ہے۔ اس وقت اللہ نے میرے قلب میں ڈالا کہ کیا تم اس قوم کو ظلمت شرک میں مبتلا پاتے ہو یا ان کی خطاؤں نے ان کو لپیٹ میں لے لیا ہے میں نے کہا کہ میں اس ظلمت کو ان میں نہیں پاتا اس لیے کہ اگرچہ وہ اس بھڑ کو اپنا قبلہ بنائے ہوئے ہیں تاہم اس درجۂ تذلل کو جو عبادت ہے اس تذلل سے مخلوط نہیں کیا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ تم کو ایک سر عظیم سے واقف کیا گیا ہے اور اس روز ہمارا دل اس علم سِرّی کے لباس سے ملبوس ہوا اور ایک خاص حقیقت پر بصیرت کا ظہور ہوا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ جب کسی مسکین کو کوئی سخت ضرورت پیش آتی ہے تو وہ بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور جود الٰہی جوش مارتا ہے پھر کبھی وہ کسی صاحب استعداد کے دل میں الہام فرماتا ہے کہ وہ اس حاجت مند کی حاجت روائی کر دے اور رضائے الٰہی اسے اس کی توفیق عطا فرماتی ہے اور ہر طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

ایک دن ایک مسکین نے مجھ سے سوال کیا میں نے اپنے دل میں الہام الٰہی پایا کہ وہ مجھے اس کی حاجت روائی کا حکم فرما رہا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اس کے اجر کی بشارت دے رہا ہے۔ پس میں نے اس کی حاجت پوری کر دی پھر مجھے اس کا مشاہدہ ہوا جس کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اور میں نے جود و عطا کے

Marfat.com

دروازہ کو کھلا ہوا اور قلب میں الہامات کا نزول اور اجر کا ظہور دیکھا پھر ان تمام امور کا بہ نظر بصیرت مجھے مشاہدہ ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک روز ملائکہ سفلیہ کی ایک جماعت مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر ظاہر ہوئی ان میں سے بعض مدور تھے بعض مثلث بعض مسدس اور بعض غیر متعارفہ شکلوں میں متشکل تھے۔ اور ان کا مزاج معدنیات کے مزاج کے مشابہ تھا۔

حضرتِ اقدس کے مریدوں میں سے ایک صالح طالب علم عنفوانِ شباب میں قضا کر گیا۔ حضرتِ اقدس کچھ عرصہ بعد اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر متوجہ رہ کر ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی قبر نورانی ہے اور یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا کے مثل ہے۔

حضرتِ اقدس نے ایک بار شاہ نور اللہ کو کسی کام کے سلسلہ میں قصبہ سونی پت بھیجا۔ جب ان کی واپسی میں دیر ہوئی تو آپ نے اس فقیر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو یہ بتایا ہے کہ میاں نور اللہ میرے لیے ایک خوش خبری لے کر آئیں گے۔ چند روز بعد جب شاہ نور اللہ قصبۂ سونی پت سے واپس آئے تو آپ نے ان سے اس بشارت کے سلسلہ میں دریافت کیا۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں نے امام ناصر الدین محمد کو (جن کا مزار سونی پت میں ہے) خواب میں دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہیں اور حضرتِ اقدس اور میں اور یہ فقیر تینوں کھانا کھا رہے ہیں۔ امام نے کہا کہ یہ کھانا نہ دنیا کے کھانوں میں سے ہے نہ جنت کے کھانوں میں سے۔ بلکہ یہ وہ ہے جس کو اللہ نے صرف تمہارے لیے مخصوص کر دیا ہے اور اسی رات یہی خواب بعینہ سونی پت کے ایک نوجوان نے بھی دیکھا۔

ایک روز حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ آج رات میں قرآنی سورتوں کا ورد

Marfat.com

کر رہا تھا کہ اسی اثنا انوارِ ملکیہ ظاہر ہوئے ان کی شعاعیں اتنی تیز تھیں کہ محسوس ہوتی تھیں معلوم ہوا کہ حدیث میں جو حفت الملائکہ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد یہی انوار ہو سکتے ہیں اگرچہ اس کے معنی دوسرے بھی ہوں گے۔ نیز اس وقت ارواحِ طیبہ کی توجہ اور خصوصاً آنحضرت کی روحِ مقدس کی توجہ ظاہر ہوئی اور اس وقت یہ واضح ہوا کہ ان سب کا ظہور اس عمل کی قبولیت کی علامت ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بعض اوقات قبولیت کی علامت عمل کرنے کے دوران ہی ظاہر ہو جاتی ہے۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ان سے بیعت کر رہی ہے اور صحبت اختیار کر کے ان سے اخذِ فیض کر رہی ہے۔ پھر مجھے یہ دکھلایا گیا اور میرے دل میں یہ القا ہوا کہ یہ ملتِ اسلام کے نصاریٰ ہیں اور مجھ پر یہ انکشاف کیا گیا کہ اگرچہ وہ شریعت میں تابع اسلام ہیں لیکن در فیض ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے کھلا ہے اور ان کی نسبت آنجناب سے ماخوذ ہے۔ اور ان کا استدلال ظاہر میں حضرت عیسیٰؑ کی تفویض پر منحصر ہے اور ان کے قلوب اُن کی اتباع پر متحد ہیں اور آپ ہی کی نسبت سے فنافی الشیخ کا رتبہ رکھتے ہیں اگرچہ حضرت عیسیٰؑ جو کچھ فرماتے ہیں عین موافق شرع محمدی ہی ہے نیز کچھ وہ چیزیں ایسی ہیں جو شریعت محمدیہ میں خطاب ذاتی سے مخصوص ہیں لیکن علمائے ظاہر اس سے واقف نہ ہو سکے ہیں اور اس کو شریعت کا حکم سمجھ لیا ہے یا جب ان پر یہ بات مشتبہ ہوئی تو انھوں نے احتیاط برتی ہے[1] اور وہ معاملات جو وہ شرائع کے ساتھ کرتے تھے اُن کی نسبت بجالائے

---

[1] جو شریعت حضرات محدثین کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے اس میں احکام ذاتی اور عام احکام میں تمیز نہیں کی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی قرب قیامت کی بعثت میں تمیز فرمائیں گے۔ راسخین فی العلم کو چاہیے کہ اشکال دفع کریں۔ (۲) ایک گروہ عیسائیوں میں ایسا ہے جن کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ وہ راہِ راست پر ہیں اور مشرکین میں ان کا شمار نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰؑ آکر دونوں قسموں میں تمیز فرمائیں گے۔ بعض عام لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ شریعتِ محمدیہ کی مخالفت ہے۔ راسخین فی العلم اس کو ظاہر کرکے اشکال رفع کریں۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک بار زمانۂ طفولیت میں واقعہ میں حضرت امام ابوحنیفہ کو دیکھا دراز قد۔ گندمی رنگ۔ سیاہ داڑھی کھڑے ہوئے یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ اور مجھے مخاطب کرکے فرما رہے ہیں کہ صلوٰۃِ وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اور اس کی محافظت سے مطلب یہ ہے کہ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد سے غروب آفتاب تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہنا چاہیے اور اسی واقعہ میں یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص نے میرے ہاتھ میں ایک کتاب دے کر کہا کہ اس میں امام ابوحنیفہ رضؓ نے احادیث جمع کی ہیں اور اس کا نام "تحفا" ہے۔

حافظ عبد الغنی بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں حضرتِ اقدس کا یہ معمول تھا کہ بعد نماز عشاء اخذ فیض کرنے والوں کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ ایک دن کسی اہم کام کی وجہ سے آپ کو عجلت ہوئی اور توجہ کا وقت کم تھا۔ اس وقت اس فقیر کی طرف پورے طور پر متوجہ ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ جیسے مجھ میں ایک گرہ پڑی تھی جو آپ کی توجہ خاص سے کھل گئی اور میرے اندر سے میری روح باہر نکلی دیکھا تو ایک نور متعین تھا۔ بدن کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ محض خالی ہے اور ظلمانی۔ یا گویا بوسیدہ کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس وقت مجھ پر ایک ذوقی حالت طاری تھی اور یہ تمنا تھی کہ کاش اب اس جسم عنصری کی طرف واپسی نہ ہو اور یہ حال تقریباً چار ساعت رہا بعد ازاں میں نے دیکھا کہ روح دوبارہ بدن میں ضم ہوگئی اور میلے پانی کی طرح ہوگئی۔

لہ پابندی کرو نماز کی اور خاص طور پر نماز وسطیٰ کی۔

Marfat.com

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ خواجہ محمد سلطان کی لڑکی کی شادی کے دن قریب آگئے تھے اور انتظامات نیز جہیز کی فراہمی کے لیے ایک بڑی رقم درکار تھی جو بہ ظاہر اس وقت بہت مشکل تھا۔ اس سلسلہ میں کئی بار دعا مانگی۔ ایک رات خلاف معمول دیر تک جاگتا رہا جس کی وجہ سے سستی اور اعضا شکنی پیدا ہوئی۔ پس درمیان خواب و بیداری کے تھا میں نے دیکھا کہ ان کی تمنا کے حصول کا زمانہ قریب آیا اور عنقریب ان کا کام پورا ہو گیا۔

حقایق آگاہ شاہ نور اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن کتاب "انفاس العارفین" (جو حضرتِ اقدس کی تصنیف ہے اور اس میں آپ نے حضرت بزرگ شاہ عبدالرحیم اور شیخ ابوالرضا قدس سرہما کے حالات تحریر فرمائے ہیں) دیکھ رہا تھا۔ حضرت حافظ عبداللہ قدس سرہٗ کے حال پر پہنچا تھا کہ نیند آ گئی اور کتاب مذکور سینہ پر رکھی رہ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ کتاب مذکور میں ہر بزرگ کے نام کے نیچے ان کی روح موجود ہے اور اس کتاب کے ہر لفظ کے نیچے ایک نورِ عظیم ہے اور الفاظ بہ نسبت ان ارواح و انوار کے مثل عینک کے ہیں۔ تقریباً دو تین ساعت تک میں اس مشاہدہ سے محظوظ ہوتا رہا۔ پھر جاگ پڑا۔ ۹۴

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ حظیرۃ القدس سے مجھے ایسے لفظ سے پکارا گیا جو اطمینان ظاہری کا مشعر ہوتا ہے۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ سمندر کے کنارے کھڑا ہوا ہوں اور اس جگہ ایک شخص دیوانہ اور برہنہ بھی ہے اور اس کے مزاج میں طفلانہ حرکات ہیں۔ اور پیر کی انگلی سے ہزار ہا من کا لنگر اور بھاری (بڑی بڑی) چٹانیں اڑا رہا ہے اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہے۔ میں اس کی ان عجیب حرکتوں سے متعجب ہوں۔ ناگاہ اسی اثنا ایک عربی شخص جو صالحین میں سے تھا پیچ

Marfat.com

سمندر سے نکلا اور پکار کر کہہ رہا ہے کہ لوگو بھاگو۔ خافوا۔ خافوا (ڈرو۔ ڈرو) میں سمجھ گیا کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ میں وہاں سے بھاگ جاؤں۔ لہذا میں وہاں سے بھاگا اور فرضہ[1] کے دروازہ کو بند کر دیا جو میرے اور اس شخص کے درمیان حائل ہو گیا وہ دیوانہ میرے بھاگنے سے دہشت زدہ ہو کر چھپا اور سمندر میں غوطہ لگا گیا اس کے غوطہ لگانے سے پانی سے جو لہر اٹھتی تھی مثل آگ کے تھی اور ایک خوفناک ہاتھی کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ بعد ازاں وہ غائب ہو گیا میں یہ دیکھ کر متحیر تھا اور مبدأ فیاض سے اس کا حال جاننے کا طالب تھا۔ ناگاہ یہ الہام ہوا کہ یہ شخص عفریت ہو (عفاریت جنوں میں سے ہیں) اور ہندی زبان میں اُسے "بیر" کہتے ہیں۔ دو فرقوں کی قوتیں (بے حد) لامتناہی ہیں ایک تو یہ فرقہ (یعنی عفاریت وغیرہ) ان کے نفوس کی جبلت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس کی طرف متوجہ ہو جائیں اس کی طرف شدید ترین توجہ کر سکتے ہیں بخلاف انسان کے جو ایک بھاری پتھر اٹھا سکتا ہے لیکن اپنے ضعف طبعی کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا اور دوسرا فرقہ کاملین کا ہے جن کی ہمت کی کوئی حد و انتہا ہی نہیں ہو اور ان کی ہمت کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی حد کہاں تک ہو اور ان دونوں فرقوں کے درمیان اس جہت سے ایک عظیم فرق ہے کہ کاملین میں درحقیقت خود ان کی قوت نہیں ہے بلکہ وہ ساری قوت اس شخص اکبر کی ہے جو اجتماع اسباب اور مصلحت کلیہ کے انحصار کے وقت فوارہ کی طرح اس کامل میں ظہور فرماتی ہے اور ان عفاریت کی قوت ان کے نفوس میں ودیعت ہے۔ اور یہ بھی الہام فرمایا کہ جب بندوں میں سے کسی بندہ کو اس قوم کے ظلم کے ہاتھوں سے نجات دینا چاہتے ہیں تو اس قوم کی نظر کو اس کی جانب سے ہٹا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح قرآن اور اسمائے عظام کا پڑھنا بھی اسی جہت سے اثر کرتا ہے نہ کہ مقابلہ کی جہت سے اور معلوم ہوا کہ سحر کی حقیقت ان قویٰ کا

---

[1] دریا کا دہانہ منجد (المنجد)

Marfat.com

متوجہ ہو جاتا ہے کسی شخص کی ایذا رسانی کے لیے کسی وجہ سے خواہ ذریعہ الفاظ ہو یا طلسم سے یا ہمت سے یا اور کسی طریقہ سے۔ اور یہ فقیر لفظِ سحر سے اسی قسم کی توجیہہ مراد لیتا ہے۔"

حضرتِ اقدس نے ایک دن اِس فقیر سے بہ زبانِ غیب فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نظام منزل میں انتشار پیدا ہوگا (گھریلو معاملات میں الجھن پیدا ہوگی) اس واقعہ کے تقریباً ایک سال بعد انتشار رونما ہوا۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ مجھے ایک دن بطریقِ وجدان محقق ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہے؟ اور اس کا اثر بہت سخت ہے اور اس کا علاج دودھ ہے بس جلد اس کو اختیار کیا گیا جب جمعہ کے دن وقتِ مقررہ پر بریلی پہنچا تو عجیب حالت طاری ہوئی۔ سارے حواس یک سو ہوگئے اور صریح خطاب نازل ہوا کہ واپس جاؤ۔ جو کچھ دودھ سے مقصود تھا حاصل ہوگیا دوسرے دن صبح کو واپسی ہوئی۔ خطاب نازل ہونے کے وقت سے رنج و ملال کا اثر نفس پر تھا اور جب عالمِ مثال میں تدلیاتِ الٰہیہ اور ان کے انوار یا ارواحِ سلف کی جانب توجہ ہوتی تھی فوراً اضمحل (دور) ہو جاتا تھا اور دوبارہ کمی کے ساتھ ظاہر ہوتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ بالکلیہ جاتا رہا اور خارجی اثر بھی زائل ہوگیا۔[1] والحمد للہ علیٰ ذلک۔

[1] پہلے حضیرۃ القدس سے اطمینان ظاہری کا مژدہ ہوا۔ پھر سحر کا مشاہدہ ہوا اور یہ عرفان حاصل ہوا کہ عفاریت کو توجہ کی غیر معمولی قوت حاصل ہوتی ہے جو ان کے نفوس میں ودیعت ہوتی ہے اور جب ان کے ظلم سے کسی کو بچانا مقصود ہوتا ہے تو اس شخص کو یا قوم کو ان کی نظر سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے۔ قرآن اور اسمائے عظام کے پڑھنے سے بھی یہ بات حاصل ہوتی ہے اور اس عرفان سے آپ نے بھاگ کر بچے کو ان کی نظر سے پوشیدہ کیا پھر آپ کے وجدان نے آپ کے نظام منزل منتشر ہونے کی جانب اشارہ کیا یعنی آپ کو معلوم ہوگیا کہ کوئی باطنی پریشانی لاحق ہونے والی ہے۔ پھر وجدان ہی سے متحقق ہوا کہ کسی نے سخت قسم کا سحر کیا ہے اور اس کا علاج دودھ ہے چنانچہ آپ نے فوراً دودھ استعمال فرمایا۔ پھر جب آپ قصبہ بریلی پہنچے تو عجیب حالت طاری ہوئی سارے حواس یکسو ہوگئے

(بقیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک روز کسی وجہ سے کچھ تھوڑا سا میں نے کھا لیا تھا۔ شب کے وقت ایک حافظ عبد النبی کے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے لیے دودھ لائیں۔ پس وہ لائے۔ تھوڑا سا میں نے پیا پھر ایک دوسرے شخص کو دیا اس نے نہ پیا اور پھینک دیا۔ اسی وقت میں باوضو سو گیا۔ واقعہ میں سرورِ کائنات ﷺ کی صورتِ روحیہ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں وہ دودھ ہمارا بھیجا ہوا تھا۔ وہ شخص جس نے اس عطیۂ عظمیٰ کو قبول نہ کیا وہ ایک بڑی سعادت سے محروم رہا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت بحت مجھ ہی پر منکشف فرمائی نفس ناطقہ میں ایک نقطۂ نورانیہ کی صورت میں کہ اس کی شعاعیں اس کا احاطہ کر رہی ہیں جب بھی اس کی حقیقت کی طرف متوجہ ہوتا تھا اپنی ہمت سے اس کو معظم و مفخم رکھتا تھا اور اس سے احسان کی معاملت کرتا تھا۔ اور اس کی فخامت و عظمت خواب اور واقعہ میں دیکھتا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک روز کسی کام کے سلسلہ میں اپنے گھر سے اٹھا اور جانے کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ کسی مرد یا عورت کی جانب متوجہ ہوا۔ ان میں گناہوں کی ظلمت کا مشاہدہ ہوا۔ الا ماشاءاللہ

حضرت اقدس کے ایک خادم نے آپ کے آستانہ سے بہت دور اپنے وطن میں چلہ کھینچا۔ ان ایام میں بیشتر یہ ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ بذریعہ عریضہ سوال کرتا

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) ادھر یہ خطاب نازل ہوا کہ واپس جاؤ۔ جو کچھ اس سے مقصود حاصل ہو گیا یعنی تم کو سحر کی معرفت حاصل ہو گئی لیکن واپسی کے خطاب سے حزن طاری ہوا جو عالم مثال میں تدلیات الٰہیہ اور ان کے انوار یا سلف کی ارواح کی جانب متوجہ ہونے سے مضمحل ہو جاتا تھا۔ اور دوبارہ کمی کے ساتھ ظاہر ہوتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ زائل ہو گیا۔
(تقی انور)

Marfat.com

عریضہ بھیجنے سے قبل ہی حضرت اقدس کے وہاں سے اس کو جواب مل جاتا تھا اور جو کچھ آپ ان احوال کے حصول کے لیے حکم فرماتے تھے ان طالبین احاطہ کے ساتھ اس حالت کا افاضہ بھی فرماتے تھے کہ سرفراز نامہ کا مطالعہ کرتے ہی وہ حال اس پر ظاہر ہو جاتا تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ بارھویں ربیع الاول کو حسب دستور قدیم میں نے قرآن پڑھا اور آنحضرت صلعم کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی۔ اثنائے تلاوت ملاءِ اعلیٰ حاضر ہوئے اور آنحضرت صلعم کی روح پر فتوح نے اس فقیر نیز فقیر کے دوستوں کی طرف نہایت التفات فرمایا اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاءِ اعلیٰ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا دائرہ ہے کہ ان کے ناز و نیاز اس پر عروج کر رہے ہیں اور برکات و نفحات اس پر نزول کر رہے ہیں۔ تم و ثم

حضرت اقدس نے ایک بار فرمایا کہ مجھے ایک دریا آگ کا نظر آرہا ہے جو عالم ناسوت میں داخل ہو چاہتا ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے حادثات رونما ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں فتح و ظفر ملت محمدیہ ہی کے مقدر میں ہے جو دم بدم مثل فوارہ جوش زن ہے اور حقیقتاً اسی قسم کے فتنے ملت و حکومت کے امور میں پیدا ہوئے جن کا تدارک بجز تائید غیبی ممکن نہ ہوا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کو دیکھا کہ فقیر کے غریب خانہ پر تشریف فرما ہیں، اور مجلس توجہ قائم ہے اور آپ کے مقابل میاں نور اللہ بیٹھے ہیں لیکن اپنی دونوں آنکھیں کھلی چھوڑ دی ہیں اور ادنیٰ تاثیر جو ان پر ظاہر ہوتی ہے حرکت کرتے ہیں اور سر ہلاتے ہیں جب مجلس توجہ قریب ختم کے پہنچی یہ فقیر اندر آیا اور ختم کے بعد ان سے سوال کیا کہ کیا آنکھ بند کرنا اور سر ہلانا حضرت کی تعلیم سے تھا کہنے لگے کہ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا اس وقت رنج و ملال

Marfat.com

کرنے لگے۔ اس فقیر نے جو حضرت کے منتسبین سے ہو کہا کہ ان کے حال پر توجہ ضروری ہے اور حضرتِ اقدس کی اس فقیر کے حال پر توجہ معلوم ہو ہی کہ حد بیان سے باہر ہے یقین ہے کہ تھوڑی دیر بعد مبدل بہ رحمت ہو جائے گا۔ اس وقت میں نے فاتحہ کے لیے عرض کیا آپ نے فاتحہ پڑھ کر دعا کی اثنائے فاتحہ میں نے کہا کہ عبدالنبی کے حق میں بھی۔ پھر میں نے کہا بلکہ عَبدِی النّبَوِیّ کو۔ گویا ان کے ہمراہ کوئی دوسرا بھی بیٹھا ہے اس وقت ایک شخص پر جو مجلس توجہ میں ذکر زبانی میں مشغول تھا بے حد عتاب فرمایا اس فقیر نے ہرچند اس کو منع کیا لیکن نہ مانا اس وقت آپ گھر گئے اور جب اندر سے لوٹے تو اس مبارک جگہ سے جہاں آپ بیٹھے تھے نور اللہ پر دوبارہ توجہ فرمائی۔ اس بار انھوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سر جھکا لیا اور سکون سے بیٹھ گئے۔ یہ فقیر عین مجلس توجہ میں آیا انھوں نے چاہا کہ بہ تواضع اٹھیں یا کچھ حرکت کریں میں نے ہاتھ اور سر سے اشارہ کیا کہ حرکت نہ کرو۔

شیخ محمد عابد جو ایک مردِ حق آگاہ اور صوفیِ باصفا تھے اور حضرتِ اقدس کے جدِامجد کے مرید تھے اور ان کی رحلت کے بعد عرصہ دراز تک حضرتِ اقدس کی خدمت میں رہے اور آپ کے فیوض سے بھی بہرہ اندوز ہوئے نیز شرفِ اجازت سے سرفراز ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں خواب میں سرورِ کائنات صلعم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دیکھا کہ ایک بہت بلند مقام ہے اور اس مقام پر بہت سے صحابۂ کرام اور اولیائے عظام جمع ہیں اور ان کے درمیان ہمارے حضرتِ اقدس بھی تشریف فرما ہیں اور آنحضرت صلعم کلیتاً آپ کی طرف اس انداز سے متوجہ ہیں کہ کسی دوسری طرف التفات نہیں فرماتے۔ ناگاہ حضرتِ اقدس کسی کام کی غرض سے اٹھے۔ آنحضرت صلعم نے سب کو ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنحضرت صلعم کو اس مجلس میں لوگوں کو

Marfat.com

حضرت اقدس کی تعظیم و تکریم کی رغبت دینے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک شب میں نے اپنی والدہ ماجدہ کو خواب میں دیکھا کہ ایک چشمۂ آب کی طرف جو پتھر سے نکلا ہے اور شاید چشمہائے بہشت سے ہے، اشارہ کر کے کہہ رہی ہیں کہ اگر فلاں شخص میاں اہل اللہ کو (جو حضرت اقدس کے برادر خورد ہیں) راضی کرے تو یہ چشمہ اس کو دے دیں ورنہ نہ دیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک دن مبدأ فیاض سے مجھے دکھلایا گیا کہ اس فقیر کے نفس ناطقہ[1] کو متشکل کیا اور اس صورت کے علوم (یعنی) علم تدبیر، علم خلق، علم البدا، علم تدلی جو کمالات اربعہ آدمیہ ہیں۔ اور علم تہذیب نفس ہے۔ عطا فرمائے اور یہ علوم اس قسم کے نہیں ہیں جو دو ایک صفحے میں لکھے جا سکیں بلکہ ہر علم ایک علم بسیط ہے اور اس کے بیان کے لیے ایک دفتر چاہیے۔

عرب کا ایک شخص احمد بارجا نام لرزہ و بخار میں مبتلا ہوا۔ بیماری روز بہ روز بڑھتی گئی۔ ایک دن اس نے خواب دیکھا کہ سید عبد الرحمن سقاف جو سادات آل علی میں سے ایک ہیں اور حضر موت میں دفن ہیں (کے مزار پر) زیارت کے لیے گیا اور ہمارے حضرت اقدس بھی وہاں تشریف فرما ہیں اور آپ نے ان بزرگ کے لیے بغرض ایصال ثواب سورۂ یٰسین پڑھی۔ اور اس شخص نے سورۂ ملک پڑھی۔ بعد ازاں دونوں نے فاتحہ پڑھا۔ حضرت اقدس نے تھوڑا حلوہ اسے عنایت کر کے فرمایا کہ اسے کھاؤ تمہارے مرض کا ازالہ اسی حلوہ کے کھانے میں ہے۔ بعد ازاں وہ جاگ پڑا اور حضرت اقدس کی

[1] نفس ناطقہ روح انسانی کو کہتے ہیں اور قل الروح من امر ربی سے یہی مراد ہے اور یہ قلب اور روح القدس کے درمیان برزخ ہے اور روح حیوانی اس کا مرکب ہے۔ جب قلب مصفیٰ ہو جاتا ہے تو وہ بھی روح کا رنگ پکڑ لیتا ہے اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے قلب کو بھی نفس ناطقہ کہہ دیا ہے۔

(تقی انور)

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ عرض کیا آپ نے اس واقعہ کی تصدیق فرماتے ہوئے سورۂ یٰسین اور پھر سورۂ ملک تلاوت فرمائی اور ان بزرگ پر فاتحہ پڑھا اور حلوہ منگوا کر اس سے فرمایا کہ کھاؤ تمھارا ازالۂ مرض اسی میں ہے۔ وہ (تعمیل ارشاد میں) اسے کھا کر اپنے گھر واپس گیا چند ہی روز بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "اکلتُ الحلوی من الت البلوی"[1]

محمد قاسم نام کا ایک عرب (جو شاہجہاں آباد کی ایک عربی سرائے میں رہتا تھا) بیان کیا کہ سرائے مذکورہ کے بعض عرب امراء ضعف سلطنت کے بارہ میں متفکر تھے اسی شب خواب دیکھا کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کی درگاہ میں حاضر ہیں اور ایک کثیر جماعت قضیۂ مذکور کے سلسلہ میں متفکر ہے اور حضرتِ اقدس گویا صاحب اختیار ہیں اور اس قسم کے امور آپ ہی سے متعلق ہیں۔ اس جماعت نے آپ سے رجوع کر کے اپنا سوال عرض کیا حضرتِ اقدس نے شیخ کے مزار پر جاکر اس بارہ میں مشورہ کیا اور تھوڑا تبرک مزار کا لے کر باہر آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جو برے دن گزرنا تھے وہ گذر چکے اب آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کرم شامل حال ہوگا۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپ کے مقابل بیٹھا ہوں۔ پہلے آپ صلعم نے تین صورت مثالیہ افاضہ فرمائیں۔ اول جسمی جس کی اعلیٰ و اسفل کی سمتیں بہت کشادہ ہیں اور اس کی بلندی اسفل سے چوڑائی میں زیادہ ہے اور اعلیٰ سے اسفل تک تدریج ہے جس طرح جسم مخروطی میں ہوتا ہے اور وہ صورت آنحضرت صلعم کی نسبتِ خاصہ کی مثال ہے۔ دوسری صورت ایک مدوّر شکل میں جیسے ایک طبق زمین پر رکھا ہو اور اس کے بیچ میں ایک لکڑی کھڑی ہوئی ہو اور وہ ان سالکوں کی نسبت کی تصویر ہے جنھوں نے جذبہ سے چند

[1] میں نے حلوہ کھایا مرض دور ہو گیا۔

Marfat.com

نفع نہ پایا۔ تیسری صورت یہ تھی کہ ایک جسم دوسری قسم کے مشابہ ہے مگر اس میں فرق یہ ہے کہ وہ لکڑی زمین پر رکھی ہوئی ہے اور وہ طبق اس پر رکھا ہوا ہے اور وہ ان مجذوبوں کی نسبت کی صورت ہے جو مراتب سلوک سے چنداں نفع نہیں رکھتے اور ان صورتوں کو دکھلانے کے دوران تین باتیں القا فرمائیں کہ آنحضرت کی نسبت خاصہ یہ ہے کہ طبقات مجردہ روحانیہ اور مراتب سفلانیہ جسمانیہ سب اپنے کمالات مناسبہ سے متصف ہوں اور مراتب روحانیہ قوی تر ہوں اور پانچ چیزیں مراتب روحانیہ سے نہیں ہیں مگر یہ کہ اس کا عالم نسمہ میں ایک خلیفہ اور نمونہ ہے اس کے مانند کہ وہ محبت ذاتیہ کا نمونہ ہوتی ہے اند وہ محبت افعال ہے اور انقیاد روح کا خلیفہ وہ سجدہ ظاہر ہے اور جن لوگوں نے اس جامعیت کو نہ پایا ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک قسم مجذوبوں کی ہے جنھوں نے مراتب روحانیہ کی تکمیل کی ہے نہ مراتب نسمیہ کی۔ اور ان کی وسعت صرف جانب فوق ہے اور دوسری قسم ان سالکوں کی ہے جنھوں نے مراتب سافلہ کی تکمیل کی ہے نہ مراتب روحانیہ کی۔ اور ان کی وسعت کمال جانب تحت ہے۔ جب یہ معرفت جلیلہ میرے دل میں جاگزیں ہو گئی تو آنحضرت نے مراقبہ سے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا اور اپنے دونوں دستہائے مبارک اٹھائے اور بیعت و مصافحہ کے لیے اشارہ فرمایا یہ فقیر اٹھا اور آپ کے زانو سے زانو ملا کر اور اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھوں میں دے کر بیعت کی۔ بیعت سے فراغت کے بعد چشمہائے مبارک بند کر لیں اور یہ فقیر بھی حضور مبارک میں آنکھ بند کر کے متوجہ ہوا اس وقت وہ نسبت خاص جس کا علم پہلے ہی ہو چکا تھا عطا ہوئی فلختصت بہا علماً وحالاً والحمد للہ (میں مخصوص ہو گیا علم اور حال دونوں) اور اس واقعہ میں کوئی کلام و کلمہ درمیان میں نہ تھا بلکہ افاضہ روحانیہ تھا۔ اشارت نعل سے جاننا چاہیے کہ پہلا شخص جو اس واقعہ کے بعد شرف بیعت سے مشرف ہوا یہ فقیر تھا اور یہ تیسری بیعت تھی۔ فالحمد للہ علی ذلک واتمّ بہ ایدہ اللہ

Marfat.com

شیخ صدر العالم ابن شیخ فخر العالم ابن شیخ کبیر عارف باللہ شیخ ابو الرضا محمد قدس سرہٗ نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک متبرک مجلس قائم ہے۔ اسی دوران ان کے قلب میں من جانب اللہ القا ہوا کہ شیخ ولی اللہ سے مصافحہ کرو اور مصافحہ کی حدیث سنو۔ وہ بیان کرتے تھے کہ اس سے قبل مجھ کو اس بات کا علم بھی نہ تھا کہ حدیث مصافحہ بالتسلسل حضرت کے مرویات سے ہے۔ بس اسی واقعہ میں وہ حدیث حضرت اقدس سے سنی اور مصافحہ کیا۔ صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ مذکورہ بیان کیا اور حسب الحکم اس کی شہادت میں وہ حدیث سنی اور مصافحہ کیا۔

ایک شخص شیخ کمال الدین نامی جو سندھی تھے اور آپ کے پڑھنے والے تھے ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کے دل پر ایک نامناسب رنگ جیسے نجوم یا معقولات کا چھایا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو ملاحظہ فرمایا۔ بعد ازاں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان ایام میں علم کلام کی کتابیں بہ شغف تمام ان کے مطالعہ میں تھیں اور اس کی لذات ان پر غالب آ گئی تھیں۔

سندھ کے ایک شخص کو عرصہ تک مفتی ٹھٹہ ہونے کی آرزو تھی لیکن ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ ناچار حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور توجہ کے خواہاں ہوئے۔ آپ نے ان کی طرف توجہ فرما کر مقصد برآری کی بشارت دی۔ چند ہی روز بعد ان کو مفتی کا منصب حاصل ہو گیا اور شہر مذکور کی طرف رخصت ہوئے اور وہاں سے دو جلد سنن کبریٰ بیہقی کی آپ کی خدمت میں نذر بھیجیں۔

فضل اللہ خاں نے جو ایک خوش طبع اور عالم آدمی تھے اور اکثر فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے نیز بادشاہ وقت کے استاد بھی تھے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مقصد کے لیے عرضی لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں گذاری ہے اور پوری امید ہے کہ جلد یہ کام انجام پا جائے گا اس لیے کہ بادشاہ نے از خود کئی بار کہا کہ درخواست پیش کرو

Marfat.com

اور خود اس بات کے محرک ہوئے ہیں لیکن فکر یہ ہے کہ پورے مقصد پر دستخط ہوں گے بھی یا نہیں (یعنی مشروط طور پر یا غیر مشروط طور پر) آپ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دستخط پورے پر ہوں گے لیکن دیر بہت لگے گی۔ ان کو اس بات سے بہت تعجب ہوا جب کہ ان کو یہ یقین تھا کہ سردست جلدی ہو جائے گا۔ آخر کار یہی ہوا کہ عرصہ دراز بعد وہ کام پورا ہوا۔ اس وقت سے ان کا اعتقاد حضرت اقدس کی خدمت میں دوبالا ہو گیا۔

ایک روز کچھ لوگ آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ اہل نجوم کہتے ہیں کہ آفتاب بُرجِ شرف میں ہے۔ حضرتِ اقدس نے ان سے فرمایا کہ یہ بات از روئے تحقیق صحیح نہیں ہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو فرمایا کہ اب یہ بات متحقق ہو گئی ہے جب نجوم کے ماہرین نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ بُرجِ شرف میں آفتاب کا داخلہ اسی وقت سے شروع ہوا تھا جس وقت حضرتِ اقدس نے بہ زبانِ غیب ارشاد فرمایا تھا۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک روز بہ طریق وجدان وکشف ایسا معلوم ہوا کہ صُوَرِ انواع کا افاضہ اور عالم میں جو واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں اس کا خزانہ کوکب مشتری ہے اور ان امور کا افاضہ جو وجودِ عرضی یا ذہنی وغیرہ سے احکام انواع کے تابع ہیں اس کا منبع ومخزن زہرہ ہے اور کمالِ نفس اسی قبیل سے ہے۔ پھر منکشف ہوا کہ افراد کو خلوص وخصوصیت زہرہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب اپنے طالع کے متعلق بطریق قواعد نجوم تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ زہرہ کو پوری مداخلت ہے ۔ بعض صوفیا کے قول کے مطابق دس افراد کا استفاضہ زہرہ سے ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تمام اشیائے مستفیض ان سے کامل ہوتی ہیں اس میں کوئی تعرض نہیں۔ اس لیے کہ تمام اشیاء کا اس سے استفاضہ بسبب اس وجود کے ہے جو مرتبۂ روحیہ کے بھی اوپر ہے اور اس کا استفادہ بعض اشیاء سے وجود روحی یا جسمی کی حیثیت سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایام عاشورا میں اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب سے متعدد بار یہ اشارہ ملا کہ کوئی چیز ان کے فاتحہ کے لیے کرنا چاہیے۔ بنا بریں ایک دن تھوڑی سی شیرینی منگوائی اور ختم قرآن کر کے ایصال ثواب کیا۔ پس میرے اس عمل سے ان کی ارواح طیبہ میں مسرت و خوشی کا مشاہدہ ہوا۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارواح طیبہ میں غور و خوض کیا تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس میں ایک خاص امتیاز اور رفعت و عظمت کا مشاہدہ ہوا جو دوسروں میں نظر نہ آیا۔ اور ایسا واضح ہوا کہ وہ نسبت جو اہل بیت کے لیے مخصوص ہے گویا ملاحظہ افکار سے انتخاب میں کامل و مکمل ہوئی بعد ازاں اس نسبت کا اتباع اور تلون آپ کے ساتھ رہا۔ اسی طرح اولیاء اللہ میں جو دبدبہ اور الہیت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ میں معلوم ہوتی ہے وہ کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی۔

۱؎ آپ کے جانشین حضرت سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بھی تا حیات اس پر عامل رہے بلکہ آپ ان ایام میں مجالس بھی منعقد فرماتے تھے۔

۲؎ تذکرہ دیدلی بیتا یحب۔

۳؎ الہیت ذا لوہیت یعنی خدائی و خداوندی۔ اس لفظ کو تفصیل صفات کے مقام پر اطلاق کرتے ہیں یعنی جس مقام میں کہ رب اور مربوب کو اعتبار کرتے ہیں۔ اور یہ محل فنا و بقا و سلب و ثبوت عالم کا مقتضی ہے اور یہ مقام برزخ ہے ارباب کے درمیان جو اسمائے الہی ہیں اور درمیان مربوبات کے جو اسمائے کونی ہیں اس مقام میں ظہور اور فنائے عالم کے لیے تقدیر الہی جاری ہے۔

۴؎ مطلب یہ ہے جو نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی اس میں ایک امتیازی شان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افکار و تصورات کہ وہ روح القدس کے ذریعہ بذریعہ وحی عطا ہوئے اور وہ جو عملی وارثت کے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خصوصیت سے ملے اور یہی حال [illegible] امام حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ [illegible] ہوا کہ انہیں بھی براہ راست نسبی نسبت کے باعث یہی مقام رحمانی ملا۔

Marfat.com

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک شب میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ملائکہ سفلیہ ارواح

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) عطا فرمایا کہ تا قیام قیامت روحانیت انھیں سے متعلق رہو گی۔ جس طرح بعض پیغمبروں کو بعض پیغمبروں پر فضیلت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ جملہ پیغمبروں کے اوصاف و خصوصیات کے جامع تھے اسی طرح آپ کے اہل بیت میں مدارج روحانی میں بھی درجات و مقامات تھے کہ اہل بیت کا ہر فرد دوسرے فرد سے کچھ صفات مشترک رکھتے ہوئے بھی کچھ میں امتیازی خصوصیات کا حامل تھا اسی باعث شاہ صاحب رح نے نسبت جعفریہ کا عرفان حاصل کر کے ان کے رفعت مقام سے ہمیں آگہی اور واقفیت بخشی اور یہ ہم ناواقفوں کے لیے ان کا بہت بڑا تحفہ ہے۔ شہادت حضرت امام حسن رض کی بھی تھی اور شہادت حضرت امام حسین رض کی بھی تھی لیکن دونوں میں فرق یہ تھا کہ وہ خفی تھی اور یہ جلی۔ اس طرح دونوں شہادتیں دونوں صورتوں کی جامع ہو گئیں اور ان میں نامکمل ہونے کا نقص باقی نہیں رہا۔ چمن میں ہزار ہا پھول ہوتے ہیں بعض کی خوشبو تیز ہوتی ہے اور بعض کی بھینی فرقہ روافض کی مدونہ فقہ جعفری جس کو انھوں نے حضرت امام علیہ السلام کی طرف منسوب کر رکھا ہے اس پر حضرت اقدس قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف المقدمۃ السنیہ فی الانتصار الفرقۃ السنیہ میں بڑی تحقیق و دلائل قاطعہ تو یہ نیز صحیح روایات و اسناد سے بحث فرما کر غلط ثابت کر دیا ہے آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر حضرت امام جعفر صادق رض نے علیحدہ کوئی فقہ مدون فرمائی ہوتی تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ جو حضرت امام علیہ السلام کے خوان علم کے خوشہ چیں و معترف رہے وہ ضرور ذکر فرماتے بلکہ اس سے استفاضہ و استمداد کرتے۔ روافض نے اور بھی بہت سی گھناؤنی روایات و اقوال گڑھ کر آپ کی ذات عالی سے منسوب کر دیں جو روایت و درایت کے خلاف ہونے کے علاوہ انسانیت و اخلاق کے اقدار سے بھی گری ہوئی شرمناک ہیں نعوذ باللہ من شرورہم۔ ہمارے محترم و معظم محقق عصر حضرت مولانا ابوالحسن زید صاحب مدظلہ نے احسان عظیم فرمایا ہے جو اس رسالہ کو شائع فرما دیا (مطبوعہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی) اس رسالہ کے مخطوطے ہو گئے ہیں۔ میرے یہاں بھی اس کا ایک نسخہ ۱۱۸۰ھ کا مخطوطہ ہے۔ (تقی انور)

Marfat.com

کی ایک مجلس قائم ہو۔ اور بعض مشائخ ایک شخص کے بارہ میں جو سوائے کلمۂ زبانی کے اسلام کے احکام سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا اختلاف رائے کر رہے ہیں کہ کیا ایسے شخص کو مسلمان کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا کہ ایمان کے معنی تصدیق بالقلب کے ہیں اور جب اس کا دل ہی اس کے اصل معنوں سے لاعلم ہے تو صرف زبان سے کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینے سے کیا فائدہ۔ میں نے دیکھا کہ میرے اس کے کہہ دینے سے تمام اہل مجلس تنگ دل اور پریشان خاطر ہوگئے اور کہنے لگے کہ کیا ہوا آخر کار وہ کلمۂ توحید تو پڑھتا ہے کیوں مسلمان نہیں ہے۔ اسلام میں اسی قدر کافی ہے (اقرار لسانی) اور معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں سر یہ تھا کہ ملائکہ سفلیہ کو ان کے جسموں اور صُوَرِ اعمال کی طرف پوری توجہ ہے اور انہیں صور و اشباح پر نظر رکھتے ہیں اور ارواح کے اعمال پر اتنا علم اور اطلاع نہیں رکھتے لیکن یہ علم ان پر ملائکہ علویہ سے مترشح ہوتا ہے کیونکہ ملائکہ علویہ کی توجہ ارواح کے اعمال کی جانب زیادہ رہتی ہے۔

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار کسی ضرورت کے سلسلہ میں مجھے آرزو ہوئی میں نے دیکھا کہ بہت سے ملائکہ کی ارواح اس تمنا کے رنگ میں رنگی ہوئی ہیں اور ان میں اس معنی نے بہت زائد سرایت کی ہے۔ بعض ارواح نے واضح طور پر یہ کہا کہ اس کا کسی سے اظہار نہ کیا جائے۔ بہت جلد وہ تمنا پوری ہوگی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ ارواح اس کے اظہار سے جو اس عالم میں ہوتا ہے دل تنگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک دن کسی بات پر ایک شخص سے رنجش ہوگئی۔ اور کدورت بیٹھ گئی۔ دیکھا کہ تقریباً دس ہزار ارواح اس رنگ کے ساتھ برآمد ہوئیں اور اس شخص کی نسبت کی وجہ سے ناخوش اور افسردہ ہیں۔

حضرتِ اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں بہت مقروض ہوگیا میں نے اس کی ادائیگی کی دعا مانگی اور اسی رات ایک مسکین کو ایک روٹی خیرات کی۔ صبح کو مراقبہ میں دیکھا کہ تجلی الٰہی کی طرف سے جو حظیرۃ القدس میں ہو آنحضرت ؐ کی روح کریمہ کے دست مبارک

Marfat.com

نے ایک روٹی اس فقیر کو عنایت کی۔ اس وقت میں دیکھ رہا تھا کہ وہ روٹی اوپر سے اتر رہی ہے اور پھر نیچے آکر مجھ میں غائب ہو گئی۔ اور اس وقت یہ الہام فرمایا کہ ایک تھیلی خیرات کر دینا چاہیے جس کے باعث اس فیضان کی برکت جاری و باقی رہے گی۔ مراقبہ کے ختم کے بعد میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک تھیلی بنائی اور خیرات کر دی۔ اسی روز اتنی فتوحات ہوئیں کہ تمام قرض ادا ہو گیا نیز دیگر ضروریات و اخراجات کو کافی ہوا۔ اور امید ہے کہ اس سر کا ظہور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

ایک بار ایک میواتی شخص حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم میاں ابوالقاسم کی ملاقات کو گئے تھے۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ وہ ان اطراف میں اپنی بزرگی و شیخی میں مشہور ہیں۔ کیا حضور نے اسی جگہ ان سے ملاقات کی تھی یا وہاں تشریف لے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا ان کے نام سے ہی میں واقف نہ تھا ملاقات کا کیا ذکر۔ ابھی میرے دل میں القا کیا گیا کہ ان کے حال کے بارہ میں تم سے پوچھوں۔

حافظ عبدالنبی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عشا کے بعد جب مراقبہ کا وقت ہوا حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو مراقبہ کرے وہ یہاں بیٹھے باقی سب لوگ اٹھ جائیں کیونکہ ان کے قلوب کے الوانِ مختلفہ (مختلف کیفیات) دل کو پریشان کرتے ہیں پس تمام لوگ وہاں سے اٹھ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ایک سادہ لوح اور بہرا شخص اس مجلس میں موجود تھا میں نے اس سے کہا کہ تم بھی اٹھ جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اس کو تکلیف نہ دو اس سے کچھ حرج نہیں۔ جس کی طرف سے گردِ کدورت بیٹھی تھی وہ معلوم ہے (اور وہ اٹھ کر جا چکا ہے) اور اظہار کرنے سے اس کی رسوائی مناسب نہیں ہے بلکہ چھپانا مناسب ہے۔

ہدایت اللہ نام کے ایک صاحب جو اپنے وطن ٹھٹھہ سے شاہجہاں آباد آ رہے تھے جب اجمیر کے قریب پہنچے تو ایک روز واقعہ میں دیکھا کہ ایک مقام پر بہت بڑی مسند بچھی ہوئی ہے اور بہت سے لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ مسند کس کی ہے

Marfat.com

لوگوں نے بتایا کہ یہ مسند قطب زمانہ کی ہے اور تم بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور تم کو ان سے مستفید ہونا چاہیے۔ وہ شاہجہاں آباد پہنچے اور جیسا اتفاق ہوا تھا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنی حسب استعداد فیضیاب ہوئے ان کے اپنے وطن سے نکلنے کا سبب یہ تھا کہ ان کو اپنے بھائی سے جن کو اپنی دولت و ثروت کا غرہ تھا کچھ رنجش پیدا ہو گئی جس کی بنا پر انھوں نے یہ طے کر لیا کہ بھائی سے علاحدہ ہو کر اپنی روزی کا خود انتظام کریں گے جب شاہجہاں آباد پہنچے سب سے پہلے جس سے ملاقات ہوئی ان کے بھائی سے اس سے گہرے تعلقات تھے اس وجہ سے اس سے بھی امید منقطع ہو گئی۔ (ناامید ہو کر) اس واقعہ کو حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ دل برداشتہ نہ ہو تمہارا کام ضرور پورا ہو گا۔ بعد ازاں اس شخص سے جس سے اس کو کوئی امید نہ تھی اس کی حاجت پوری ہوئی۔ اور وطن واپس ہوتے وقت اثنائے راہ میں بعض مالدار لوگوں سے ملاقات ہوئی جن سے ایک گھوڑا اور کچھ نقدی بغیر توقع حاصل ہوئی اور وہ صحیح سلامت وطن پہنچا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار عالم مثال میں اپنے ایک فرزند کی جاہ و حشمت اور عظیم نورانیت مشاہدہ کی۔ امید ہے کہ اس کا ظہور ہو گا۔ اور بعض فرزندوں میں وسعت علمی معلوم ہوتی ہے اور بعضوں سے بقائے نسل کا ادراک ہوتا ہے۔

حضرت اقدس کی اہل خانہ کو ایک سخت مرض لاحق ہو گیا۔ خدام نے اس کے دفعیہ کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب شفا ان کی قسمت میں نہیں ہے دعا سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اہل خانہ جب بھی دعا کے لیے کہتیں آپ ہمیشہ ان کے جواب میں بہانہ کر دیتے تاکہ وہ دل شکستہ نہ ہوں لیکن مخصوصین اس بات سے پورے طور پر واقف نہ تھے چند ہی روز بعد وہی ہوا جیسا ارشاد فرمایا تھا۔ اور بیماری سے دو تین سال پیشتر ایک موقعہ پر فرمایا کہ حیات مستعار پر اعتماد نہ کرنا چاہیے اس کی مدت دراز نہیں ہے۔ ان بات سے

Marfat.com

وہ بہت منقبض اور رنجیدہ ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ رنج و ناخوشی کی کوئی بات نہیں ہے اور نہ یہ اس کا موقعہ ہے اس بارہ میں ہمارا کوئی اختیار نہیں بلکہ مختار دوسرا ہی ہے (آپ نے عین ثابت دیکھ کر معلوم کر لیا تھا)

مصطفیٰ خاں جو امرائے وقت میں سے تھے ایک بار بیمار ہوئے۔ ان کے لڑکے مختلف بزرگانِ دین کی خدمت میں گئے اور ان کے لیے شفا و تندرستی کی دعا کے خواہاں ہوئے۔ پھر حضرتِ اقدس کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ موت تو اسی بیماری میں ان کے لیے مقدر ہو چکی ہے اس سے نجات ممکن نہیں ہے ان کے لڑکوں نے مکرر سہ کرر عرض کیا آپ ہر بار یہی جواب دیتے رہے۔ ناچار انھوں نے عرض کیا کہ خود مریض سے یہ بات کیسے کہی جائے۔ اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب الفاظ سے تسلی دے دینا چاہیے لیکن بالکل دھوکا بھی نہ دینا چاہیے۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے مطابق چند ہی روز بعد ان کی وفات ہو گئی،

ایک شخص نے حضرتِ اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں مہینہ میں حکومت میں الٹ پلٹ ہو گی حضور کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کہ بالفعل (موجودہ حالت میں) تو ایسی کسی بات کا علم نہیں ہے اگر اطلاع دی گئی تو بتاؤں گا۔ دوسرے ہی روز فرمایا کہ آج میں نے کشف میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان پھاٹک ہے اور اس کے اوپر ایک محل بنا ہے وہاں محمد شاہ مع اپنے خاندان والوں کے بیٹھے ہیں اور ایک شخص اس کو معزول کرنا چاہتا ہے اور میں بھی موجود ہوں۔ اور وہ شخص محمد شاہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کے دفعیہ سے کوئی فائدہ نہیں اور اس میں کوئی بھلائی بھی معلوم نہیں ہوتی اور محمد شاہ سے میں نے کہا کہ یہ شخص تمھارا دشمن ہے اور ڈاکو ہے اس کو قتل کر دو۔ اور محمد شاہ گو کہ خود بھی اس وقت ہتھیار

Marfat.com

ہے لیکن حملہ کی جرأت نہیں کر پا رہا ہے بلکہ کچھ خائف بھی ہے، اور وہ شخص بھی حملہ کرنا چاہتا ہے لیکن کسی وجہ سے نہیں کر پا رہا ہے۔ الحاصل محمد شاہ اس مجلس میں اس کے صدمہ (ایذا) سے محفوظ رہا ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے انقلاب کے بارہ میں پیشینگوئی کی تھی تو ہرگز انقلاب نہ آئے گا۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے مطابق ایسا ہی واقع ہوا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض مشاہدوں میں طائفہ روحانیین کے ساتھ جن میں قوائے علمیہ غالب ہیں، اجتماع واقع ہوا ان کے مذاق سے یہ ادراک ہوا کہ حقایق و معارف کا بیان محض شوق و ذوق اور چرب زبانی ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں کام عمل سے بنتا ہے۔ پھر ایک دوسری قوم نظر آئی جن میں قوائے عملیہ غالب تھے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ کمال کا لب لباب ہے وہ یہی حقایق و معارف کی تحقیق ہے اور اس کے علاوہ جو ہے وہ سب پوست اور چھلکا ہے۔ بالجملہ لکل وجهة هو موليها۔

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ بعض مشاہدوں میں روحانیں میں سے ایک کو دیکھا

لہ مشاہدہ ملکوت میں ایک بار حضرت شاہ صاحبؒ کی ملاقات دو گروہ ارواح سے ہوئی ایک گروہ میں قوت علیہ غالب تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ حقایق و معارف کا بیان صرف چرب زبانی اور شوقینی ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں کام کی چیز صرف عمل ہے۔ اور دوسرے گروہ پر قوت علمیہ غالب تھی اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ حقایق و معارف کی تحقیق ہی کمال کا مغز ہے اور عمل پوست ہے۔ آیۂ شریفہ انما نحن نحیی الموتی ونکتب ما قدموا و آثارھم میں قدّموا سے غلبہ علم باعمل مراد ہے اور اس کا وقوع عالم ناسوت میں ہوتا ہے میں جو مقرر کیے جا چکے ہیں تھ پھر روحانیں میں سے ایک کو دیکھا کہ اس کی صورت دیدہ زیب تھی اور تر و تازہ ہے اس تازگی کا سبب اس کی توجہ اپنے اجزائے نسمیہ کی جانب ہے، پھر زمانہ گذرنے کے بعد جب اس کے اجزائے نسمہ میں خلل واقع ہوا تو صورت کی رونق نقصان پذیر ہوئی اور اس نے نقش بر آب کی ہیئت اختیار کی اور معلوم ہوا کہ اس صورت کی بقا کا سبب عرش کا وہ خیال ہے جو اس کے ظہور ناسوتی سے قبل عرش میں واقع ہوا تھا میں اسی کو قوت مثالیہ کہتا ہوں پس اگر ایک لحظہ کے لیے بھی وہ خیال عرش سے نکل جائے تو وہ نہ عالم ناسوت میں باقی رہے گا اور نہ عالم مثال میں اور اسکا وجود دیکھ کر اسکی ہمت بلند کر دیگا یعنی وہ مائل بہ عالم قدس ہو جائے گا

Marfat.com

کہ اس کی صورت ہرچند بہت حسین ہے پھر زمانہ گذرنے کے بعد اس کے اجزائے نسیمیہ میں خلل واقع ہوا اور صورت کی وہ رونق اس حد تک نقصان پذیر ہوئی اور ایسی رقیق و باریک ہوگئی جیسے کاغذی شکل ہوتی ہے یا جیسے نقش بر آب۔ کہ اس کے اجزائے صغیرہ یا فی ایک دوسرے کے متصل بغیر پیوست ہوئے باہم واقع ہوں اور اس سے شکل دکھلائی دے معلوم ہو کہ اس صورت کی بقا کا سبب خیال عرش میں اس کا حصول ہے اور پس جو ناسوت میں اس کے ظہور سے قبل ہوا تھا اور اب بھی اسی طرح وہاں متمثل ہے۔ اور میں اسی کو قوت شاہدہ کہتا ہوں۔ پس اگر ایک لحظہ کے لیے بھی اس کا تعلق وہاں سے منقطع ہو جائے تو اس کا شیرازہ وجود فوراً بکھر جائے اور عقد ہمت وا ہو جائے۔

ایک دن عبداللہ نام قاری جو بخارا کا طالب علم تھا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھ پر دعویٰ کر کے میرا گریبان پکڑا اور مسجد کے ایک گوشہ میں لے گیا جہاں رسالت مآب تشریف فرما ہیں اور مجھ کو اس دعوے کے متعلق کوئی علم نہیں ہے پھر وہ آپؐ سے انصاف کا طالب ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے اشارتاً اس سلسلہ میں استفسار فرمایا۔ چونکہ میرے خیال میں اس کا دعویٰ جھوٹا تھا اس لیے مجھے یہ فکر ہوئی کہ واقعی اگر آنحضرتؐ اس دنیا میں ہوتے تو اس کا کیا فیصلہ فرماتے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا حضور پیغمبرؐ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں میں پیغمبرؐ ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو کچھ یہ مدعی کہہ رہا ہے میں نہیں جانتا اور نہ مجھے اس کی کوئی خبر ہے آپؐ نے فرمایا کہ والدہ کو راضی کرو۔ پس میں سلام کر کے مواجہ شریف میں اسی پیر دن واپس ہوا اس وقت میں نے دیکھا کہ میزاب مسجد کے قریب جس کے ایک گوشہ میں آنحضرتؐ

[illegible] جب حضرت اقدس وعظ فرما رہے تھے [illegible] خطبہ
[illegible]

آیا

ہی کی ہے اور وہ تردد بالکل ختم ہوگیا۔

۲۴ر ماہ شعبان ۱۳۵۰ھ کو حضرتِ اقدس پھلت تشریف لائے اور ۲۵ر ماہ مذکور کو ایک شخص غلام احمد نام ساکن قصبہ بڈھانہ نے جو قصبۂ پھلت سے دس کوس کی مسافت پر مغرب جانب واقع ہے خواب دیکھا کہ وہ اور چند دوسرے لوگ شاہ محمد زاہد کے مقبرہ کے نزدیک جو قصبۂ مذکور میں ہے کھڑے ہیں اور جو خشک سالی جو اس سال ہوئی تھی پریشان و مضطرب ہیں۔ اور اس سلسلہ میں افسوس کر رہے ہیں۔ اسی دوران ایک طویل القامت وجیہ صورت مرد چشمے کی جانب سے آیا اور کہنے لگا کہ رنج و غم کرنے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کل ایک ولی زمانہ پھلت میں آیا ہے اور میں اسی سے ملاقات کر کے آرہا ہوں انشاء اللہ اس ضلع میں ان کی تشریف آوری کی برکت سے (قدوم میمنت لزوم) بارش ہوگی نیز دوسری برکتیں ظاہر ہوں گی۔ جاگنے کے بعد اس نے یہ خواب اپنے ساتھیوں سے بیان کیا اور بمقتضائے حسنِ عقیدت اس خواب کو مبشرات سے تعبیر کرتے ہوئے آپ کے قدوم فیض لزوم کی برکات کا منتظر رہا۔ بس معتقدین و مخلصین کے مدعو کرنے پر وہاں تشریف لے گئے، دو تین روز بعد شخص مذکور نے حضرتِ اقدس کے خدام کی ضیافت کی اسی شب بے انتہا بارش ہوئی۔ ان دنوں بارش ایسی غائب ہوگئی تھی کہ لوگ مایوس ہو چکے تھے۔ اور کسانوں نے صرف اللہ کے بھروسہ پر خشک زمین میں بیج ڈالا تھا۔ جب بارش رحمت ہوئی گویا تنِ مردہ میں جانِ تازہ دوڑ گئی اس مشاہدہ کی برکت سے عقیدت مندوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور دوسرے فیوضات کے منتظر ہوئے۔

انھیں دنوں میں حضرتِ اقدس کے بڑے ماموں شیخ عبداللہ جو فقیر راقم حروف

Marfat.com

کے والد ماجد ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے واقعہ میں دیکھا ایک جماعت پیر و جوان کی پھلت میں آئی ہے ان میں ایک صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہاں کونسی ایسی معظم ہستی ہے کہ جس کا دیدار عین رسول اللہ کا دیدار ہے۔ اُس وقت میرے دل میں حضرتِ اقدس کے سوا کسی کا خیال نہ تھا۔ میں نے کہا کہ سوا شیخ ولی اللہ کے جو ابتداء سے ہی فطرتاً عبادت و علم و معرفت میں نشو و نما ہوئے ہیں نیز ان کو علم ظاہری و باطنی پر کامل دستگاہ ہے اور عالم باعمل ہیں کسی اور کو تو جانتا نہیں۔ اس نے کہا کہ ہم انھیں کے دیدار کو آئے تھے اس سے مزید آگاہی حاصل ہوئی۔

جب فوج مغلیہ سادات کے مقابلہ کو نکلی اور بارہہ کی طرف متوجہ ہو کر قصبہ پھلت کے قریب ڈیرہ ڈالا۔ ان کی لوٹ مار اور قتل و غارت گری کی وجہ سے ہر شخص ہراساں و پریشان تھا حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ اِس وقت تفکر سے یہ ظاہر ہوا کہ آنحضرت نیز اہلبیت اطہار کی ارواح مبارکہ اِس فقیر اور اس کے تمام اطراف والوں کے حال پر متوجہ ہیں اور یہ بھی روشن ہوا کہ نور الٰہی عالم اجسام میں دو طرح سے ظہور کرتا ہے۔ ایک ظہور تشریعی دوسرا ظہور تکوینی۔ ظہور تشریعی وہ ہے جو تمام قواعد شرعیہ کے ضوابط پر مبنی ہے (موافق ہے) اور ظہور تکوینی وہ ہے جو بغیر قواعد کلیہ کی رعایت کے مصلحت کلیہ کی اقامت پر مبنی ہے (یعنی اس کا باطن سے تعلق ہے اور یہ خواص کا علم ہے) اور وہ علم جو اول سے متعلق ہے علم ظاہر ہے اور جو دوسرے سے متعلق ہے وہ علم باطن ہے۔ الحاصل نور تکوینی اور علم باطنی میں آنحضرتؐ کے بعد کوئی بھی ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم سے زائد (علم باطن میں) قوی نہیں ہے۔ گویا وہ طاؤ اعلیٰ اور اعظم العزیق ہیں اور ان ہی پر احکام عالم کی بنیاد ہے اور ان کی نسبت کی طرف متوجہ ہونا تریاق مجرب ہے۔

حافظ عبدالنبی بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایام میں جب مغلیہ فوج پھلت کے نزدیک پہنچی اس خبر وحشت اثر سے تمام مخلصین پریشان ہوئے شب کے وقت

Marfat.com

بعد نمازِ عشا جب تنہائی ہوئی تو میں نے حضرتِ اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اب جھلت کا کیا ہوگا۔ آپ نے زبان کرامت سے ارشاد فرمایا کہ "پریشان نہ ہو جھلت کے لیے کوئی فکر کی بات نہیں"۔ اور یہی عبارت اپنے بڑے ماموں صاحب کو بھی تحریر فرمائی کہ "انشاء اللہ تعالیٰ وہاں کے تمام متعلقین و مخلصین آفات و مصائب سے محفوظ و مامون رہیں گے۔" اور یہی ہوا بھی کہ باوجود اس کے قصبہ کی آبادی کے قریب جنگ ہوتی رہی اور اطراف و جوانب کے بے شمار لوگ قتل ہوئے اور لوٹے گئے لیکن یہ قصبہ ہر طرح محفوظ رہا ایسا کہ جس کسی کو بھی یہ حالات معلوم ہوئے وہ متعجب اور حافظِ حقیقی کی محافظت کا قائل ہوا۔

نیز حافظ صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں سید محمد خاں سندھی حضرتِ اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم میں مشغول تھے میں اس وقت تک شرف ملازمت سے مشرف نہ ہوا تھا۔ اتفاقاً ایک دن سید مذکور سے ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو کہنے لگے کہ حضرت کی بعض باتوں سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ صاحب باطن ہیں اکثر میرا دل چاہتا ہے کہ آپ سے بیعت ہو جاؤں۔" میں نے کہا "خبردار۔ ہوشیار ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا۔ یہ شاہجہان آباد ہے اور یہاں ایسے ایسے مشائخ بہت پڑے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی نا اہل کے پلہ پڑ جاؤ جو بعد میں حسرت و ندامت ہو۔ چند روز بعد دوبارہ ملاقات ہوئی سید نے وہی پہلے والی بات دہرائی (کہ میرا دل چاہتا ہے کہ انہیں کا مرید ہوں) اور میں نے پھر وہی جواب سابق دیا آخر میں نے کہہ دیا کہ تمہیں اختیار ہے۔ آخر سید میں عقیدت و محبت بڑھتی گئی بالآخر وہ حضرت سے بیعت ہو گئے۔ ذوق و شوق اور قلبی سکون مہیا ہونے کے بعد پھر ایک دن مجھ سے ملنے آئے اور کہنے لگے میں جس کو ڈھونڈتا تھا وہ مجھے مل گیا میں نے کہا کہ مجھ کو بھی ان کی خدمت میں لے چلو۔ ایک روز وہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے کر خدمتِ اقدس میں

Marfat.com

حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یہ بھی حضور کی غلامی میں شامل ہونے کے خواہاں ہیں حضرت اقدس نے بعینہٖ وہی الفاظ زبان غیب ترجمان سے ارشاد فرمائے جو میں نے سید سے پہلی ملاقات کے دوران کہے تھے (کہ یہ شاہ جہاں آباد ہے۔ یہاں ایسے ایسے مشائخ بہت ہیں ان کو دیکھ سمجھ لو) یہ فقیر آپ کے اس فرمانے پر کشف پر متنبہ ہو گیا اور کسی دوسری جگہ کا قصد نہ کیا اور چند ہی روز بعد آپ کا حلقہ بگوش ہو گیا۔

ایک شخص سلطان حسین خاں نام جو حضرت اقدس کے مرید تھے ان کا لڑکا سخت بیمار ہوا اور جب مرض شدت اختیار کر گیا تو وہ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر مرض کے دفعیہ کے لیے توجہ کے خواستگار ہوئے۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ اسی دوران میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت میرے سامنے آئی اور مریض کے لیے علاج کی استدعا کی اس کے کہنے کے مطابق میں نے ایک چینی یا شیشہ کے برتن پر آیات قرآنیہ اور اسمائے الٰہیہ اس طرح لکھیں کہ کوئی جگہ خالی نہ رہی پھر میں نے کہا کہ پانچ روپیہ نقد بزرگوں کی نیاز دو یعنی ایک روپیہ برائے خواجہ نقشبندؒ مع ان کے اہل سلسلہ کے اور ایک برائے حضرت غوث الاعظمؒ اور ان کے سلسلہ کے تمام اولیاء اللہ کے لیے اور ایک برائے خواجگان چشتؒ اور ایک برائے اہل سلسلہ سہروردیہ کبرویہ اور ایک برائے ارباب سلسلہ شاذلیہ شطاریہ مقرر کر دو یہ رقم اپنے پاس نکال کر رکھ لو۔ اور اس چینی کے برتن کو پانی سے دھو کر اسے پلاؤ۔ دوسرے روز بھی نیاز مقرر کر کے ایسا ہی کرو۔ اور تیسرے دن بھی اسی طرح۔ شفایابی کے بعد پندرہ روپیہ جمع کر کے ہمارے پاس لے آنا کہ تمہارے مریض کی شفا اسی میں ہے پس یہ واقعہ حضرت اقدس نے ان سے بیان فرمایا سلطان حسین خاں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت اقدس نے ایک برتن لکھ کر انہیں عنایت فرمایا اور اس کے پینے سے

Marfat.com

دو ہی روز میں ان کے لڑکے کو شفائے کلی حاصل ہو گئی اور انھوں نے مقررہ نیاز حضرت کے سامنے پیش کی۔

شیخ شمس الحق بیان کرتے ہیں کہ ایک طالب علم نے میرے والد شیخ بدر الحق کے ذریعہ حضرت اقدس سے ایک کتاب مستعار لی۔ ایک روز حضرت اقدس نے مجھ سے فرمایا کہ اس طالب علم سے وہ کتاب جو عاریتاً وہ لے گیا تھا لے آؤ۔ اور بتاکید و مبالغہ فرمایا کہ لے ضرور آنا۔ اگر وہ کوئی عذر کرے یا بہانہ کرے تو اس سے کہدینا کہ اگر تم کو ضرورت ہوگی تو پھر سے دی جائے گی۔ حسب ارشاد میں اس کے پاس گیا اور کتاب کا تقاضہ کیا۔ وہ اس وقت مدرسہ سے اپنے گھر جا رہا تھا۔ کہنے لگا کہ اس وقت تو میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں اور کتاب ابھی ختم بھی نہیں ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر ان کو دوبارہ ضرورت ہوگی تو دو تین روز بعد پھر دے دی جائے گی لیکن اس وقت ضرور لے آنا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اس کے کیا معنی دو تین دن بعد پھر سے دی جائے گی۔ میں نے کہا کہ معنی تو میں نہیں جانتا مجھ سے فرمایا یہی ہے۔ بہر حال بڑی کوشش کے بعد میں وہ کتاب اس سے لے آیا۔ وہ طالب علم جب اپنے گھر گیا رات ہی میں اچانک ہیضہ میں مبتلا ہوا اور ختم ہو گیا۔ تیسرے روز اس کے ورثا مدرسہ آئے اور اس کے کمرہ کی تلاشی لے کر جو کچھ اسباب یا یا مع کتابوں وغیرہ کے جو اس کا تھا یا عاریتاً اس نے دوسروں سے لیا تھا سب اس کی وراثت سمجھ کر اپنے ساتھ لے گئے اور کتابوں کے اصل مالکان ہر چند داد ویلا کرتے رہے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت مدرسہ کے تمام طلباء کہنے لگے یہ محض حضرت کی کرامت تھی کہ اپنی کتاب پہلے ہی منگوالی ورنہ وہ بھی وہ لے جاتے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک شب جنوں کے بعض احوال ظاہر ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعض اجنہ کو انحراف مزاج مثل جنون پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مبالغہ

Marfat.com

بنی آدم میں پیوست ہو جاتے ہیں خواہ دشمنی کے اعتبار سے ہو خواہ محبت و عشق کے اعتبار سے خواہ بنی آدم کے تسخیر کے اعتبار سے جس طرح (بعض) بنی آدم کا انجذاب جنوں کی طرف ہوتا ہے۔ یہ حال انحراف مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے اور میں نے اس رات جنوں کی ایک جماعت کو دیکھا جن کو جنون طاری ہوا اور ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور ان کی حرکات نظم و انتظام کی حدود سے خارج ہو گئیں اور ان کے قبائل نے ان کو چھوڑ دیا جیسے اولادِ آدم پاگلوں سے ملنا جلنا ترک کر دیتے ہیں۔ پس اس وقت وہ مجنون جن انسانوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو حاضرات میں جنوں کے گروہ حاضر نہیں ہوتے لیکن بنی آدم پر ان کی توجہ اور ان کی ارواح پر ان کا غلبہ نتیجہ خیز ہوتا ہے۔[۱]

حضرت اقدس نے ایک بار زبانِ کرامت ترجمان سے فرمایا کہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ ایک آگ کا دریا ہے جو عالم ناسوت میں داخل ہو چکا ہے۔ لہذا حادثات عظیم پیدا ہوں گے پھر ارشاد فرمایا کہ عالم میں تغیر کلی ہونے والا ہے۔ تمام شہر مثل دیہات و قصبات وغیرہ تاخت و تاراج اور ویران و برباد ہو جائیں گے۔ اور دیہات و قصبات ویران جنگلوں کے مثل ہو جائیں گے اور ایسے عظیم مصائب رونما ہوں گے جن کا دفعیہ ارکان سلطنت کے بس کا نہ ہوگا

[۱] علم حاضرات میں دو چیزیں ہیں ایک انفس اور ایک آفاق۔ انفس کا تعلق مجردات سے ہے اور آفاق کا مادیات مع انفس۔ اگر علم حاضرات میں ارواح کو بلایا جائے تو جن نہ آئیں گے لیکن ان کی توجہ جو بنی آدم پر ہے اور ان کا غلبہ ان بنی آدم کی ارواح پر مشتمل ہو جاتا ہے (یعنی ان کی توجہ بنی آدم کی ارواح پر ہو گی) اس لیے کہ روح ایک ہی ہے۔ روح کلی سے جنوں کی ارواح بھی ہیں اور انسانوں کی بھی۔ لیکن عناصر کی تاثیر کی بدولت قبولیت کی استعداد جتنی انسان میں ہے وہ جنوں میں نہیں ہے۔ جنات کی تخلیق باوجود چار عناصر کے مجتمع ہونے کے غلبۂ نار سے ہے جیسے انسان کی تخلیق باوجود عناصر کے مجتمع ہونے کے غلبۂ خاک سے ہے خاک کثیف ہے اور نار لطیف۔ لہذا اسم اللطیف کو رتبۂ جن سے مناسبت ہے۔ (تقی انور)

Marfat.com

بلکہ اس کا ازالہ صرف صاحب دلوں کی ہمت پر منحصر ہوگا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہر دہلی جو دارالسلطنت ہے اس میں ہر جگہ سے زائد آفت برپا ہوگی۔ اگرچہ اس وقت عوام الناس کے لیے یہ بات بعید از قیاس تھی تاہم اپنی راسخ العقیدگی کی بنا پر اس خبر صدق اثر کو مثل وحی کے سمجھے۔ بہرحال جب ۱۱۴۰ھ شروع ہوا تو فرمایا کہ (حادثات) مصائب کی ابتدا ہوگئی۔ ایسی سخت طوفانی بارش ہوئی جس نے بڑے بڑے محلات اور قلعہ جات منہدم کر دیئے اور عالم برباد ہوگیا اور اس کے بعد سے روز بہ روز حادثات میں اضافہ ہی ہوتا گیا (بالآخر) غنیم دکھنی نے یورش عظیم برپا کر کے خلق کو تاخت و تاراج کیا۔ باوجود اس کے کہ سلطانِ وقت کی باہیبت فوج اس کے مقابلہ کے لیے نکل آئی تھی اس نے سب کو پسپا کر کے شاہجہان آباد کے قریب وہ لوٹ مار اور قتل و غارت گری کی کہ اہل شہر میں ایک تہلکہ پڑ گیا شہر کے کنارے بڑے گھمسان کا رن پڑا اور لاتعداد لوگ قتل ہوئے۔ آخر کار بڑی پریشانیوں کے بعد اس آفت سے رہائی ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد بعض عقیدت مندوں نے حضرتِ اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ مقررہ آفت جس کے بارہ میں ارشاد ہوا تھا یہی تھی یا کوئی دوسری ہوگی۔ آپ نے زبانِ الہام سے فرمایا کہ یہ نہیں ہے بلکہ وہ دوسری ہے۔ بعد ازاں حقایق آگاہ شاہ نور اللہ جو ایک دن شاہجہان آباد کی شاہی بازار میں کسی کام کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے وہاں سے واپسی پر آپ نے ان سے فرمایا بازار اور بازار والوں کا حال تم نے کیسا پایا۔ عرض کیا کہ بظاہر تو محفوظ ہیں لیکن سب میں ایک قسم کی وحشت و سراسیمگی نظر آتی ہے۔ آپ نے بہ زبانِ غیب فرمایا کہ یہ بازاریں بہ زبان حال کہہ رہی ہیں کہ اس جگہ خون کی ندیاں بہیں گی اس خبر وحشت اثر سے تمام سامعین بہت متعجب ہوئے اس لیے کہ شاہی بازار ہر طرح سے محفوظ تھا اس طرح کے کسی خوف و خطر کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس قصہ کے ایک سال بعد نادر شاہ خراسانی کا فتنۂ عظیم برپا ہوا۔ اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ اس نے پہلے تو ہزار ہا خوں ریز فوجی جمع کر کے

Marfat.com

کابل پر جو ہندستان کی سرحد ہے چڑھائی کر کے وہاں ہزارہا لوگ تیغ بے دریغ سے قتل کئے اور افراتفری کے بعد شہروں کے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر لینہ پہاڑوں اور چوٹیوں پر قبضہ کر کے ہندستان پر حملہ آور ہوا۔ پھر جب دیہات اور شہر میں پہنچا تاخت و تاراج کر کے ویران کر دیا۔ یہاں تک کہ کرنال شہر کے قریب بادشاہ ہند سے مقابلہ پڑا اور دونوں طرف سے صف آرائی ہوئی۔ اسی دوران بعض عقیدت مندوں نے حضرت اقدس کو اس ہولناک فتنہ کے بارہ میں بغرض استفسار عرضداشت لکھی۔ آپ نے جواباً یہ عبارت تحریر فرمائی کہ "تشویش عظیم پیش آئے گی انجام کار سلطنت محمد شاہ ہی کی رہے گی" اور سید مکمل خاں نے بھی اس بارہ میں عرض کیا آپ نے جواب میں ان کو بھی یہی الفاظ تحریر فرمائے کہ "سلطنت تیموریہ ہی رہے گی" پس جنگ عظیم واقع ہوئی۔ ہندستانی فوج کے باون فیل سواروں نے شربت شہادت نوش کیا۔ پیادوں کے بارہ میں کیا کہا جائے جو بے حساب قتل ہوئے۔ سفاکوں کے اس دست برد سے اولی الباس شدید ظاہر ہوا اور ہندستان کا لشکر خوفزدہ ہوا۔ بیشتر مفرورین اطراف جوانب میں قتل کیے گئے اور جو باقی بچے ان کو قزلباش افواج نے قید کر لیا اس دوران خدا معلوم کتنے بھوک پیاس سے ختم ہو گئے اور سلطان و وزیر دونوں قید ہوئے پھر نادر شاہ اس معرکہ گاہ سے روانہ ہوا اور شاہجہان آباد پہنچ کر قلعہ و قصر شاہی میں داخل ہوا۔ اس کی ظالم و جابر فوج کی گذرگاہ پر جتنی آبادیاں اور شہر وغیرہ تھے سب ویران و برباد کر دیے شہر پانی پت جو اپنی خوبصورتی و خوشنمائی میں شاہکار خلق تھا مقتل عام بن گیا تھا۔ لاتعداد لوگ قتل و غارت ہو گئے ۔۔۔ کہ ایک عرصہ تک وہ شہر بھیڑیوں اور گیدڑوں کی آماجگاہ بنا رہا ۔۔۔ کی وہ بات کہ شہر مثل دیہات اور دیہات ویران گاؤں کے مانند ہو جائیں گے بعینہ پوری ہوئی۔ اور شاہجہان آباد میں داخلہ کے تیسرے روز نادر نے قتل عام کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

صبح سے لے کر سہ پہر تک تیس ہزار سوار قتل و خوں ریزی کرتے رہے اور ہر جاندار از قسم انسان یا حیوان جو بھی سامنے آیا تہ تیغ کیا گیا حتیٰ کہ کتے اور بلی تک کو زندہ نہ چھوڑا۔ اور شہر میں آگ لگا کر تمام بازاروں اور محلات کو جلا دیا کشتوں کے پشتے لگ گئے اور تمام بازاروں میں عموماً اور بازار شاہی میں جو چاندنی چوک کے نام سے مشہور ہے خصوصاً خون کی ندیاں جاری ہو گئیں اور قیامت موعود رونما ہوئی۔ اور وہ مقامات اور جگہیں جو لوگوں کی نگاہوں میں بہت محفوظ تھیں ایسی ویران و تباہ ہوئیں کہ لوگوں کو رات تو رات دن کو (بھی) وہاں جانا بوجہ خوف مشکل تھا۔ بعد ازاں تمام شہر کا اس طرح محاصرہ کیا کہ کسی متنفس کو شہر میں آمد و رفت اور شہر سے باہر جانے یا باہر سے شہر میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ اور ان ایام میں ایک عالم بھوک و پیاس کی شدت سے ختم ہو گیا اور ان کی لاشوں کے تعفن سے ایسی وبا پھیلی جس سے خدا معلوم کتنی مخلوق لقمۂ اجل بنی۔ اور یہ وہ سب تمام اخبارِ غیبیہ جو حضرت کی زبان الہام ترجمان سے بیان ہو چکی تھیں بعینہ پوری ہوئیں اور جب حالات اس حد تک پہنچ گئے تو سلطنتِ تیموریہ کے قائم و باقی رہنے کی بشارت جو حضرتِ اقدس نے دی تھی لوگوں کو بعید از عقل معلوم ہوئی اور لوگوں میں جب اس قسم کی بات کا ذکر ہوتا تو عوام میں کوئی بھی اس کی تصدیق نہ کرتا بلکہ بعید از قیاس سمجھتا اور اجتماع نقیضین[1] جانتا۔ اکثر لوگ بدگمان اور بدعقیدہ ہو گئے کہ آپ نے غلط بیانی کی۔ یہاں تک کہ قادرِ مطلق کی قدرت جلوہ گر ہوئی اس متغلب سفاک نے سلطنت کے تمام خزانے و دفینے جدیدہ و قدیمہ جواہر و زر و نقرہ وغیرہ بادشاہ و امرائے سلطنت سے چھین کر اپنے قبضہ میں کیے اور حکومت محمد شاہ کے سپرد کر کے خود خراسان کی راہ لی۔ اور وہ امر موعود یعنی حضرت کا ارشاد

---

[1] دو ضدوں کا باہم جمع ہونا

Marfat.com

صحیح وجود میں آیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔ اور ان فتنوں کے دور میں جب کہ ایک عالم پر مصائب و تزلزل کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ اکثر معتقدین آپ کی خدمت میں امن و امان اور محافظت کے بارہ میں دعا و توجہ کے خواستگار رہتے تھے آپ سب کو تسلی و تشفی دیتے رہتے تھے چنانچہ اپنے بڑے ماموں کو تحریر فرماتے ہیں کہ "ہم عاجزوں پر وہ مہربان ہے ان شاء اللہ حفاظت فرمائے گا۔" اور شیخ بخت الدین بڈھانوی سے ارشاد فرمایا کہ خاطر جمع اور اطمینان کامل رکھو اگر سارا عالم آگ ہو جائے تب بھی اللہ کے کرم بے پایاں سے امید ہے کہ تم سب سلامت رہو گے واراد وا بہ کیدا فجعلناھم الاخسرین۔ پس بفضل الٰہی حضرت کی بہ نفس نفیس توجہ کی برکت سے تمام وابستگان آنحضرت ظاہری و باطنی طور پر محفوظ و مامون رہے۔ اور محلہ کشک زرد جہاں حضرت اقدس کا مکان ہے بہمہ وجوہ محفوظ رہا۔ مفسدین فجار کے صدمہ سے پورے شہر میں اگر کوئی جگہ محفوظ رہی تو وہ یہی مقام برکت نظام تھا۔ ان آیات بینات (واضح نشانات) کے ظہور کے سبب راسخ الاعتقاد ارادت مند مرتبہ حق الیقین پر ترقی پذیر ہوئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس وقت کے حوادث عظام میں سے ایک تو وہ ہے جو وسط شوال میں نازل ہوا واللہ اعلم (یعنی) قضائے عظیم نازل ہوئی اور اموات واحیاء[۱] کا الہام محمد شاہ کے حق میں دعاء عافیت کے ساتھ ہوا اور دوسرا یہ ہے کہ شیخ محمد زبیر سرہندی نے وفات پائی اور یہ پھیل جانے والے حادثہ کی پہلی شرط ہے جو اس زمانہ کے ہر شیخ و صوفی پر آئے گا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے متعدد بار مکاشفہ ہوا کہ عبادت میں ایک سر عجیب ہے جو اس کے اہل میں قیامت تک پایا جائے گا یا جب تک اللہ چاہے گا جیسا کہ حضرت ابراہیم

---

[۱] یعنی سب کا علم ہوا کہ اتنے لوگ زندہ رہیں گے اور اتنے شہید ہوں گے اور محمد شاہ تخت حکومت پر دوبارہ بیٹھے گا

Marfat.com

کے حق میں یہ امر جاری ہوا کہ ان کی اولاد میں قیامت تک نبوت وحکمت باقی رہے گی اور جیسا حکم فریدوں کے حق میں جاری ہوا کہ اس کے خاندان میں حکومت وسلطنت باقی رہی گی جب تک اللہ چاہے گا یا جیسا حکم چنگیز و تیمور کے جد کے بارہ میں جاری ہوا کہ ان میں سلطنت وحکومت کا دور رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ اور اسی طرح مجھے مکاشفہ ہوا کہ میری کتابوں اور میری ذریت میں بھی ایک مہر ہی جس کو اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہی کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک باقی رہی گا۔ الحمد للہ کہ یہ بات روز بروز ظہور پذیر ہے اور اس کی قوی امید ہی کہ علیٰ وجہ الکمال عروج وترقی کرے گی۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ توریت کی ایک جلد کھلی ہی اور اس مقام پر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف ہی لکھا ہوا ہی کہ آپؐ سے بیک وقت جہاد اور مخالطت ازواج واقع ہوں گی۔ پس میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہی کہ یہ دونوں صفات ذات اقدسؐ میں بدرجۂ اتم ہوں گی نہ یہ مطلب کہ ایک ہی وقت میں ان دو فعلوں کا صدور ہوگا۔ اور اس تاویل کے شل ان کلمات کی تطبیق ہو جائے گی جن کو بظاہر قرآن مجید کے خلاف سمجھتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ رمضان میں ایک بار میں نے قرآن پڑھا۔ پھر میں نے چاہا کہ بجائے تلاوت کے قرآن کی سورتوں سے کچھ حفظ کروں۔ اسی اثنا میں حقیقت قرآن سے یہ فائض ہوا کہ سارا قرآن بطور حفظ تمھارے دل میں مترتب ہی لیکن فعل کے ساتھ اس کا خروج وظہور ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے (اور وہ یہ ہی) کہ ایک بار ایسے شخص کے پاس قرأت کی جائے جس کا سلسلۂ قرأت آنحضرتؐ کی طرف متصل ہو اور جب یہ شرط متحقق ہو جائے تو پھر حفظ میں محنت ومشقت کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔

حافظ عبد النبی نے بیان کیا کہ ایک دن چھٹی کا دن تھا اور مشکوٰۃ شریف کے درس کے وقت بہت سے لوگ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھے بات شیعوں کے ذبیحہ

Marfat.com

چل نکلی۔ آپ نے فرمایا کہ بہرحال وہ اہل قبلہ ہیں ان کا ذبیحہ درست ہے۔ پھر فرمایا کہ لفظ شیعہ پر ایک بات مجھ کو معلوم ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں پوچھا گیا آنجناب سے حکم ہوا کہ لفظ امام ہمیں غور کرنے سے اس کی کیفیت واضح ہو جاتی ہے۔ ناقل کہتا ہے کہ ان کلمات کے تکلم کے وقت میں اپنی انھیں نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کہ ایک نور آپ کے سینۂ مبارک سے اس طرح نکلا جس طرح آفتاب ابر سے نکلتا ہے۔ اور اس کی شعاعیں تمام در و دیوار کو روشن کر دیتی ہیں اسی طرح اس نور نے منتشر ہو کر تمام اہل مجلس کو اپنے گھیرے میں لے کر سب کو منور کر دیا اور باہم محیط ہو گیا۔ اور تمام قلق و کدورت جو ہمارے دلوں میں تھی سب کو زائل کر دیا اور یہ ادراک قلبی نہ تھا بلکہ عین مشاہدہ تھا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

نیز حافظ صاحب موصوف نے بیان کیا کہ ایک شب میں نے واقعہ میں دیکھا کہ بازار اور گلی کوچوں میں کثیر مجمع ہے اور بہت سے سوار اس طرح گھوم رہے ہیں جس طرح بادشاہ بغرض سیر و تفریح و شکار نکلتا ہے۔ میں نے ان سواروں میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ مجمع کیسا ہے۔ اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ شاہ ولی اللہؒ کے دیکھنے کے لیے تشریف لائے ہیں یہ سن کر مجھے بے انتہا مسرت و خوشی حاصل ہوئی کہ سبحان اللہ ہمیں دولت دیدار شب و روز حاصل ہے اور ہم اس کی قدر نہیں جانتے۔ پھر میں بصد شوق و اشتیاق آپ کے دیدار پُر انوار کی دولت سے مشرف ہونے کے لیے اٹھا اور اسی وقت آنکھ کھل گئی۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ (ایک بار) عالم مثال میں خواجگان چشت کی مقابر کی طرف جو قریۂ چشت میں مدفون ہیں توجہ واقع ہوئی۔ اس قدر شعاعیں اور نورانیت دکھائی دی جو حد بیان سے باہر ہے گویا ان کی عبادات عین صورت ذات ہیں یہ دیکھ کر مزید تعجب ہوا کہ ان طہارات و عبادات کا بھی نورانیت میں ایک اثر ہے لیکن اس طرح نہیں بلکہ گویا یہ نورانیت بشرط طہارات جوہر نفس سے نکلی ہے اور ہر شخص کے لیے آسان کر دی گئی ہے وہ چیز جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک شب میں نے واقعہ میں دیکھا کہ جیسے میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی زیارت کو گیا۔ آپ نے کفن ہٹا کر چہرۂ مبارک نکالا۔ رنگ آپ کا گندمی اور ریش مبارک سفید تھی۔ مجھ سے فرمایا کہ کوئی غزل سناؤ۔ اس وقت میرے دل میں آیا کہ میں خوش آواز تو ہوں نہیں جس سے آپ کو خوش کر سکوں لیکن تعمیل حکم میں "الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا" کے دو شعر سنائے آپ بہت مسرور و محظوظ ہوئے اور بے انتہا مسرت چہرہ انور سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔ اس وقت یہ سمجھ میں آیا کہ آپ کی غرض اس سے یہ ہے کہ کبھی اچھے اور پر اثر اشعار ضرور سننا چاہیئے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس پر عزم مصمم ہو گیا کہ اب لڑکی (صالحہ) کی شادی کر دینا چاہیئے اور دعوت طعام وغیرہ جو لوازمات شادی میں ہیں وافر مقدار میں اور حسن و خوبی سے انجام دینا چاہیئے۔ یہ آسمانی اسباب مہیا ہونے کا وعدہ الٰہی تھا اور اسی پر میرا قلب مطمئن تھا ورنہ ظاہری اسباب کچھ نہ تھے جس کو دیکھ کر اعزہ میرے حوصلے کا پورا ہونا ناممکن سمجھتے تھے۔ میرے حسب دلخواہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس طرح اپنے وعدے پورے فرمائے کہ جس وقت جتنی ضرورت ہوئی اسی وقت بغیر میری فکر و کوشش کیے انتظام ہو جاتا۔ گویا ایک محاسب ہے جو حساب لگا کر ضرورت بھر بھیج دیتا ہے یہاں تک کہ اس کار خیر سے حسب دلخواہ فراغت کے بعد بھی بعض دیگر ضروریات درپیش ہوئیں جن کو پورا کرنا اس وقت ممکن ہی نہ تھا اسی روز سو روپیہ فتوحات (نذر) میں آ گئے اور وہ ضرورتیں بھی رفع ہو گئیں اور اس سے قبل اسی بارہ میں دو خواب میں نے دیکھے کہ جیسے میں ہاتھی پر سوار ہو کر برادر عزیز میاں اہل اللہ کے گھر گیا۔ اچانک ایک چھپر مجھ پر گر پڑا اور میرا راستہ روک دیا میں نے اپنی قوت سے ایک ہی ہاتھ سے اس چھپر کو پکڑا اور بہت دور پھینک دیا۔ اور دوسرا خواب یہ دیکھا کہ میں اس سلسلہ میں بہت متفکر ہوں اچانک حضرت والد ماجد کا ایک دفینہ نکلا اور اس سے جملہ اسباب جہیز مثل

Marfat.com

زیورات و ملبوسات و فرش و فروش وغیرہ سب مہیا ہو گئے اس سے مزید مسرت و خوشی ہوئی

حضرت اقدس نے فرمایا کہ انھیں ایام میں ایک دن واقعہ میں دیکھا کہ ایک شخص عطاء اللہ نام (جس سے پہلے کبھی شناسائی نہ تھی) کی ملاقات کو سوار ہو کر چلا جب اس سے ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ وہ گندمی رنگ قریب بصورت موکل اسم یا وھاب کا پیکر تھا جس کو میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا پھر وہ ملاقات کرنے کے بعد میرے پاس سے اٹھکر ایک طرف گیا اور مجھے اپنے گھر آنے کی خواہش ہوئی چند بار میں نے اس کا نام (عطاء اللہ) لے کر پکارا وہ آیا اور دو روپیہ نقد پیش کیے۔ میں نے پہلے تو اس میں سے ایک روپیہ قبول کیا لیکن اس نے باصرار دوسرا بھی پیش کیا۔ اسی وقت میرے دل میں یہ آیا کہ کوئی چیز فتوحات میں سے ہو گی لیکن دو بار میں۔ اس کی تحصیل میں اسم وہاب کی تلاوت کو دخل ہے۔ چنانچہ چند جلسوں میں اسی تعداد میں جس میں اس کو پکارا تھا پڑھا فتوحات بھی دو بار میں ہوئیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ خواجہ حبیب اللہ کشمیری نے خواب دیکھا کہ وہ وضو اور نماز کے ارادے سے ایک جنگل میں کھڑے ہیں جہاں زرد آلو کے بے شمار درخت ہیں ناگاہ غیب سے ایک آواز سنائی دی کہ نماز کے لیے تھوڑا توقف کرو اور انتظار کرو کہ حضرت رسالت مآب تشریف لا رہے ہیں۔ پس انھوں نے دو تین ساعت توقف کیا۔ آخر بنا بر عجلت بعض لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ بعد ازاں یہ سنا کہ آنحضرت تشریف لے آئے ہیں اور نماز عصر تنہا پڑھ رہے ہیں یہ سن کر ان کو اپنی عجلت کی وجہ سے حضور کے شرف اقتدا حاصل نہ ہونے پر از حد افسوس ہوا اور بڑی ندامت ہوئی بعد ازاں چند زرد آلو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیے آپ نے اس میں سے چند زرد آلو لے کر اشارہ فرمایا کہ اندر بھیج دو۔ اور آپ کی مراد آپنے دولت کدہ سے تھی۔ اسی ضمن میں یہ سمجھ میں آیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ دوست محمد کی لڑکی کے لیے بھیج دینا چاہیے۔ حضرت اقدس

Marfat.com

فرماتے تھے کہ دائی مذکور نے یہ خواب ہم سے بیان کر کے اس کی سمجھ کے مطابق اس کی تعبیر یہ لی کہ سات روپیہ اور چار عدد ناشپاتیاں پیش کیں۔ اور ہم نے اس کی تعبیر مختصر بیان کی اور اعمال خیر سے دلیل لی۔ اور اس اشارہ کا مطلب بعد میں ظاہر ہوا کہ آپ کی مرضی لڑکی کی شادی میں چار اشرفی سے مدد کرنے کی تھی۔ پس اس عزیز نے بغیر اس تعبیر کو سمجھے ہوئے چار اشرفی بھیجیں۔ وکان[1] ذلک تعبیر رویای قد جعلها ربی حقا۔

خواجہ محمد امین جو حضرت اقدس کے مخصوص احباب میں تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت اقدس قیلولہ سے بیدار ہوئے اور فرحت و مسرت چہرۂ انور سے پھوٹی پڑتی تھی۔ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں کفار سے جہاد کی غرض سے نکلا اور مقابلہ کیا لیکن تم وہاں شہید ہو گئے، جس کی بنا پر میں بہت مضطرب اور غمزدہ ہوں اور تمھاری لاش ایک چارپائی پر چھوڑ کر میاں اہل اللہ کو تمھارے نزدیک حفاظت کے لیے چھوڑ کر خود تجہیز و تکفین کے انتظام میں مشغول ہوں اسی اثنا میں ایک جاننے والا نظام الدین نام پہنچا اور فتح و نصرت کی مبارکباد دی اور کہا کہ تم نے بہت بڑا کام کیا جو کفار سے جنگ کی میں نے کہا ہاں لیکن ان سے جنگ میں میرا فلاں آدمی شہید ہو گیا جس سے انتہائی رنج و غم ہے۔ پھر اسی حالت میں میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے تمھیں زندہ کیا تمھاری دوبارہ زندگی سے مجھے ایسی مسرت و خوشی ہوئی کہ میری آنکھ کھل گئی۔ بعد ازاں اس خواب کی مختصر تعبیر یہ بیان فرمائی کہ موت و حیات سے مطلب فنا و بقا ہے اور نظام الدین کے آنے سے اشارہ علم کا باقی رہنا ہے جو دین کے رواج کا سبب ہوگا۔ واللہ اعلم

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار شاہجہان آباد میں چیچک کا زور ہوا۔ انھیں دنوں ایک رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میں سادات میں سے ایک عزیز کے گھر

[1] اور یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جس کو میرے رب نے سچ کر دکھایا۔

Marfat.com

میں آیا ہوں اس نے کہا کہ مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے مزار پر چلو گے میں نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہوگا۔ پھر وہ مجھے ایک مقبرہ کے قریب لے گیا اور خود وہاں کھڑا ہو گیا اور مجھ سے کہا کہ اس مکان کے اندر چلے جاؤ اور اشارہ سے بتایا اور خود داخل نہ ہوا۔ جب میں مقبرہ میں داخل ہوا تو تلاش کیا کہ حضرت کا مزار شریف کون سا ہے۔ پس ایک شخص نے مقبرہ کے صدر جانب اشارہ کیا۔ جب میں ادھر بڑھا تو دیکھا کہ وہاں کوئی قبر نہیں ہے۔ اس وقت حضرت کی روح مبارک ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ (آؤ) ہم تم کو ایک ایسی چیز تعلیم کریں کہ جب کسی مقام پر جن وغیرہ معلوم ہوں (گویا اس سے مراد آپ کی چیچک سے تھی) تو اس کے دفعیہ کے لیے اس طرح پر توجہ کرنا چاہیے اور وہ ایک طرح کی ہمت کی نسبت تھی جو آپ نے تعلیم فرمائی۔ اور اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ گویا ایک جن ہے جو اس توجہ کرنے سے پریشان ہو رہا ہے بعد ازاں اس واقعہ سے افاقہ ظاہر ہوا۔ اس دوران جس نے بھی اس بارہ میں مدد لی بفضل الٰہی اس آفت سے نجات پائی۔ تقریباً سو آدمیوں نے رجوع کیا اور شفایاب ہوئے۔

حافظ عبدالنبی نے بیان کیا کہ اسی دوران میرا ایک لڑکا چیچک میں مبتلا ہوا اور مرض بہت طول پکڑ گیا۔ میں بے قرار ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور توجہ کا طالب ہوا۔ آپ نے میری استدعا پر ایک تعویذ لکھ کر عنایت فرمایا اور اس نے شفا پائی۔ پھر دوبارہ اسی مرض میں مبتلا ہوا ایک دن حالت اتنی نازک ہو گئی کہ میں نے دیکھا کہ اس میں جان باقی نہ رہی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کی روح جسم سے جدا ہو گئی۔ یہ دیکھ کر میں سخت بے قرار روتا دھوتا خدمتِ اقدس میں پہنچا۔ میرا حال یہ تھا کہ منھ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ حضرتِ اقدس میری حالت ملاحظہ فرما کر از حد غمگین و رنجیدہ ہوئے اور دوبارہ تعویذ لکھ کر عنایت فرمایا۔ الحمدللہ کہ اس کی برکت سے دو ہی تین ساعت بعد اس میں جنبش پیدا ہوئی اور شفائے کلی حاصل ہو گئی

Marfat.com

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار شیخ ابو الرضا محمد قدس سرہٗ (آپ کے چچا) کے عرس کے موقعہ پر رات کے وقت جب کہ اُن کے مقبرہ میں ہنگامہ وسرود[1] جاری تھا اور حاضرین پر (سماع وسرود سے) ذوق و وجد طاری تھا میں بعد العشاء اپنی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ نمد کا ایک ٹکڑا سامنے لایا گیا اور یہ کہا گیا کہ جو کچھ اس محفل میں ذوق وشوق اور روحِ مبارک کی توجہ کی برکات ہیں سب نے مرکب ہو کر یہ صورت اختیار کی ہے جو عطائے الٰہی ہے اور اسی وقت تمام عالم میں نفسِ ناطقہ کا سریان ظاہر ہوا اور یہ واضح ہوا کہ وہ نور اسی منبع کا تابع ہے اگرچہ اسی جگہ سے بھیجا گیا ہے۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک بار ایک بے کیف شے غیب سے ظاہر ہوئی اور دو صورتوں میں متمثل ہو گئی۔ ان میں ایک صورت نورِ سیاہ[2] کی تھی جس نے مجھ میں اس طرح سرایت کیا کہ میرے تمام اعضا و اجزا میں حتّٰی کہ ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کے ناخونوں تک میں سرایت کر گئی اور تمام بدن اس سے پُر ہو گیا اس سے ایک قسم کی دل جمعی و طمانیت ظاہر ہوئی اور دوسری صورت ایک چاند کے ٹکڑے کی تھی اور وہ بھی میرے اندر سما گئی۔

حضرتِ اقدس کے دستخط مبارک کے ساتھ یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ ایک وقت یہ فقیر بعض خلوات میں کمزور ہو گیا اور حواس پراگندہ ہو گئے اس وقت یہ دو شعر بغیر میری کوشش وخواہش کے خیال میں متمثل ہوئے پھر نسبت اویسیہ جوش زن ہو کر غالب ہوئی جس سے وہ ضعف زائل ہو گیا

---

[1] بمعنی نغمہ وسماع یعنی راگ۔ بحوالہ برہان وجہانگیری ومؤید۔ غیاث اللغات

[2] نورِ سیاہ تجلی ذاتی یعنی سوادِ اعظم اس تجلی ذاتی کا غیب الغیب عالم شہادت ہے۔

Marfat.com

تَرٰی[1] یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَجْزِیْ وَحَاجَتِیْ   وَضُعْفِیْ وَ ذُلِّیْ فِیْ ھَوَاکَ وَ فَاقَتِیْ
اَمَا اَنْتَ تَرْثِیْ لِمَنْ قَدْ اَصَابَہٗ   غَلِیْلُ الْھَوٰی فِیْکَ وَنَارُ صَبَابَۃٍ

حضرت اقدس نے فرمایا کہ (اللہ کے نام وہاب کے خادم) کا مجھے مشاہدہ ہوا۔ ایک جوان سیاہ رنگ صوفیا و علماء کے لباس میں جس میں ایک ازار اور ایک چادر ہے جس وقت میں یا وھاب کہتا تھا وہ میری طرف التفات کرتا تھا گویا اس غذا کے علاوہ وہ کچھ سنتا ہی نہیں ہے۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ اسماء کے خدام کا قمر کے ساتھ ایک خاص ربط ہے اور یہ معلوم ہو گیا کہ وہ حاضر نہیں ہوتے مگر اس ساعت میں جب کہ سیر قمر برج مسعود میں ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ خدام اسماء آدمیوں کی آواز سنتے ہیں لیکن ان میں جنبش و حرکت پیدا نہیں ہوتی لیکن اس وقت جبکہ قمر فلک کے موضع مسعود پر پہنچتا ہے اور یہ معلوم ہو گیا کہ دعوتِ اسماء میں اوضاع قمر کے علاوہ جو کافی ہے اوضاع فلک کی معرفت کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک دن خواجہ محمد امین جو آپ کے خاص احباب میں تھے آپ کے فوائد (جو انھوں نے مرتب کیے تھے) لائے کہ ایک دن صبح کے مراقبہ کے بعد حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ آج مراقبہ میں برکات کثیرہ شاملِ حالِ ظاہر و باطن مشاہدہ ہوئیں اور اشاعت و نشرِ علوم اور اپنی تصنیفات میں وسعتِ عظیم مشاہدہ ہوئی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

نیز فوائد میں یہ بھی ہے کہ دوسرے روز اسی وقت مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج میں نے محبتِ الٰہی کا مشاہدہ کیا جو تمام ظاہر و باطن کے اطراف کو گھیرے ہوئے ہیں اور اس مشاہدہ کا استغراق موجبِ طمانیت و ازدیادِ راحت ہوا۔ الحمد للہ علیٰ نعمائہٖ۔

---

[1] اے یارسول اللہ میری خستہ حالی، میری حاجت، میرا ضعف، اور میری اذیت اپنی محبت میں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کیا آپ اس شخص کے لیے رنجیدہ نہ ہوں گے جو آپ کی محبت میں تشنہ لب ہے۔ اور آتشِ فراق میں بھن رہا ہے۔

Marfat.com

حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک مقام پر حضرت والد ماجد تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کاتب حروف سے فرمایا کہ تم بھی اس وقت وہاں موجود ہو۔ پس حضرت والد ماجدؒ نے بطور حکایت و قصہ بیان فرمایا کہ ایک صورت چاندی سے تیار کی اور اس میں قلب کی صورت صاف شفاف مثل براق دکھائی اور اس قلب میں ایک تیج ہے انتہائی خوش نما اور موزوں پس جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس سے صفا و نور کا استفادہ کرتا ہے۔ ہم نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر شخص کا لطیفہ اَنا اس میں بیدار ہوتا ہے چنانچہ انانیت کبریٰ اس میں ظاہر ہوتی ہے جو اس کی طرف متوجہ ہوگا اسی کے رنگ میں رنگ جائے گا گویا اس قصہ سے مراد یہی تھی۔ اس وقت بغایت شوق مجھ پر گریہ طاری ہوا اور حضرت والد ماجدؒ بھی آب دیدہ ہوئے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

۱۱۵۶ھ میں حضرتِ اقدس نے چالیس روز کا اعتکاف فرمایا۔ ان دنوں بے شمار حقایق و معارف یعنی اجسام و نفوس افلاک و ملاءِ اعلیٰ و عقول و عوالم جنان و ابدانِ مثالیہ اور حقایق و لطائفِ بارزہ و کامنہ انسانیہ ظاہر ہوئے اور ہر ایک کی فنا و بقا کے کمالات کا بیان اور ان لطائف کے مطابق کمالات انسانیہ کی تفصیل اور توحید ذاتی اور حقیقت توحید وجودی کے احکام کی وضاحت اور حقایق قطب ارشاد اور قطب مدار اور رجال الغیب کی تفصیل اور حکایت مقالات ملاء اعلیٰ اور مزارات کی تفصیل وغیرہ وغیرہ جو حضرت تجلی اعظم نے افاضہ فرمائے کیا بیان کیے جائیں کہ زبان کو اس کے بیان کی طاقت نہیں اور آپ نے ان سب کو تفہیمات الٰہیہ میں تحریر فرما دیا ہے۔ انھیں ایام میں ایک روز خاکسار کاتب حروف سے جو خدمت اقدس میں حاضر تھا زبان کرامت ترجمان سے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہ علوم یعنی علم حدیث وغیرہ ہماری اور تمھاری اولاد میں

Marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ باقی رہیں گے۔ اور ایک دن یہ بھی فرمایا کہ بعض افراد انسانیہ میں تجربات کے اتصال، نقاط سے ایک نقطہ انتہائی روشن تجلی اعظم کے بزرات میں سے برزہ ادنیٰ کے مقابل بلکہ اس برزہ کا نمونہ ہوتا ہے اور تمہاری حقیقت میں دو نقطہ موجود ہو اور (بیدار ہی) اس بشارتِ عظمیٰ کے ساتھ ساتھ جس کا شکر حوصلہ استعداد سے باہر ہو اور بھی بہت سی نوازشیں فرمائیں۔ نیز ایک شب مغرب و عشا کے درمیان جب کہ یہ خادم خدمتِ اقدس میں حاضر تھا خطاب کر کے فرمایا کہ کل تیرہ رمضان تھی اور جمعہ کا دن تھا بعد نماز عصر مغرب کے قریب ایک ساعت مرجوہ[1] منکشف ہوئی میں اس وقت اس کی اطلاع دینا چاہتا تھا لیکن وہ گھڑی ایسی لطیف تھی کہ خیال ہوا کہیں یہ گذر نہ جائے لہٰذا اس اطلاع دہی کو موقوف کر کے ظہور تاثیر کے بارہ میں اور حصول ثمرات کے لیے وہ دعا جو نئی تصنیف ہوئی تھی اپنے منتسبین اور احباب اور اولاد کے لیے میں نے کی اور اس میں خواجہ محمد امین اور اس خاکسار کو بھی مخصوص فرمایا۔ اس بشارتِ عظمیٰ سے ارادت مندوں کی امیدیں قوی ہو گئیں اور انھیں مبارک ایام میں یعنی رمضان کے عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں نصف شب کے وقت جب کہ حضرتِ اقدس آرام فرماتے (فرمایا کہ خواب میں ہوتے ہیں) میں نے اپنے دل میں انجذاب تمام پایا اور اسی وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ وقت نزول برکات اور قبولیت دعا کا ہے۔ اور خواب بیداری کا یہی سبب ہوا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ وقت کم ہے دوسروں کو اطلاع نہیں دی جا سکتی اور نہ اس وقت اس کا موقع ہے لہٰذا اس سب سے اعراض کر کے دعا میں مشغول ہوا۔ صبح کو یہ واقعہ حاضرین سے بیان فرمایا۔ سبحان اللہ "کار محبوباں جدا از کار جملہ عالم است"۔ اگر سوتے بھی ہوں تب بھی ان کو بیدار کر کے دعا منگواتے ہیں پھر اسے قبول فرماتے ہیں اس میں ایک لذت بخش نکتہ ہے جس نے یہ ذوق نہ پایا اس نے نہ سمجھا

[1] مبارک

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آیندہ راتوں میں بھی برکات کا نزول معلوم ہو رہا ہے۔
حافظ عبد النبی نے (جو حضرت اقدس کی طرف سے ملقب بحافظ عبد الرحمٰن ہیں اور آپ کے خاص اصحاب میں ہیں) ابتدائے شب میں ظہور برکات کی علامات بتائیں خواجہ محمد امین کو نیند کی حالت میں جاذبات و برکات نے اپنے آغوش میں لے لیا اور ایک عجیب حالت طاری ہوئی۔ بیدار ہو کر بہرہ اندوز ہوئے اور پھر دوبارہ سو گئے اور عین حالت خواب بے شمار فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے ؎

خوش بود خوابہائے بیداراں ۱؎   خوش بود کارہائے بے کاراں

نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے عین حالت خواب میں دیکھا کہ حضرت ولی نعمت موجود ہیں اور میں شب قدر کی برکات کی کیفیت بیان کر رہا ہوں اور آپ تصدیق فرماتے جا رہے ہیں۔ جب یہ ماجرا آپ کے حضور میں عرض کیا تو فرمایا کہ تم صادق الحال ہو۔ اور حافظ عبد النبی اس شب کی کیفیات بیان کرتے ہیں کہ ہیئت فلکی مسعود ہوئی تھی اور آثار ارواح افلاک و نجوم ظاہر ہوئے تھے۔ اور حضرت تجلی اعظم کی توجہ افلاک کے بارہ میں واقع ہوئی اور امور خیر اور وقت سحر بکثرت روحانیات کا ظہور ہوا۔ حضرت تجلی اعظم نے روحانیت کو سعادت کے ساتھ ضم فرما دیا۔ اور یہ کہا کہ میں حضرت کے اصحاب کے حق میں دعا کروں اور خواجہ محمد امین کو دیکھا کہ ایک فیض نے ان کا احاطہ کر لیا ہے گویا وہ ہماری دعا وغیرہ سے بے نیاز ہیں اور یہ بھی بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسری عظیم رات ابھی باقی ہے۔ پھر ۲۸ رمضان بعد نماز عصر جب کہ حضرت اقدس مراقبہ میں تھے اور استغراق کامل غالب تھا یہ خاکسار اور خواجہ محمد امین خدمت میں حاضر تھے نیز دوسرے لوگ بھی حلقہ میں بیٹھے تھے قریب مغرب مراقبہ سے سر مبارک اٹھایا اور

۱؎ بیدار رہنے والوں کی نیندیں اچھی ہوتی ہیں۔ بیکار لوگوں کا کام اچھا ہوتا ہے۔

Marfat.com

زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ آنے والی رات بھی برکتوں والی ہو اور میں خاکسار کو بھی ان بشارتوں سے سرفراز فرمایا جو اس کی لیاقت و قابلیت سے بالا تھیں پس جب ستائیسویں شب آئی شروع ہی سے انوار و برکات کا ظہور ہونے لگا اور بذات خود شب بیداری کی۔ آپ کے فیض توجہ سے ہر شخص نے اپنی استعداد کے مطابق اس رات انوار و برکات حاصل کیے اور حافظ عبدالرحمٰن نے (جنھوں نے اس رات اس فقیر کی استدعا پر اس نیاز مند کے احباب و اولاد کے حق میں دعا کی تھی) دیکھا کہ گویا ایک نور اس فقیر سے نکلا اور ایک دو شاخہ درخت کی شکل میں متمثل ہوا اور اس نور کی ہیئت نے دونوں شاخوں میں ظہور کیا پھر یکجا ہو کر بلند ہونا شروع ہوا اور اسی اثنا میں ایک دوسری صورت ظاہر ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ ایک لمبی رسی ہے جو زمانہ کے ختم ہونے تک اور قیام قیامت تک ہے اور اس رسی کے حلقے باہم پیوست ہیں اور ہر حلقہ میں بتیاں روشن ہیں اور اس کا مطلب یہ بتایا کہ اس سے مراد سلسلہ، اولاد وغیرہ ہے اور یہ بتیاں (فلیتے) ان کے اعیان ثابتہ ہیں۔ اور یہ روشنی تجلی اعظم کا نور ہے اور ان میں سے بعض میں ذات بحت کی حقیقت مکمل طور پر موجود ہے۔ نیز اس وقت یہ بھی معلوم کیا کہ اس سلسلہ کے اتصال میں فصل نہ ہوگا۔ اور صبح کو ان بشارات سے فقیر کو نوازا۔ جب یہ واقعہ حضرت اقدس سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہ سب حق ہے۔

انھیں ایام میں ایک دن خواجہ محمد امین صبح کے مراقبہ میں حضرت اقدس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ عبارت ان کو الہام ہوئی "بہترین کاغذ وہ ہے جس پر کلام حق لکھا جائے اور بہترین بندہ وہ ہے جس میں ہماری صورت ظاہر ہو"۔ انھوں نے اس کو حضرت اقدس سے عرض کیا اور آپ کے تصدیق کرنے پر وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ اور انھیں مبارک راتوں میں ایک دن بعد نماز تہجد خواجہ محمد

Marfat.com

امین نے آپ کا مصنفہ قصیدہ "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا اس کے سننے سے آپ از حد مسرور ہوئے۔ اور اس کا پرتو حاضرین پر اس درجہ محیط ہوا کہ سب کو حضوری تامہ حاصل ہوئی علی الصباح خواجہ صاحب موصوف مورد عنایات بے کراں ہوئے اور آخر رات میں بعد نماز تہجد خواجہ محمد امین نے آپ کے حکم سے بر جستہ مثنوی معنوی کے اشعار

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

آپ کے حضور میں نہایت پُر درد آواز میں پڑھنا شروع کیے اس کے سننے سے آپ اتنا زیادہ محظوظ ہوئے کہ آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ اس وقت خواجہ صاحب مذکور پر بے حد عنایات و نوازشات فرمائیں۔ اور انھیں ایام میں اس ضعیف پر ظاہری و باطنی علوم و معارف افاضہ فرمائے جن کا شکر ادا کرنا بندہ کے امکان سے باہر ہے۔ فلہ الحمد علیٰ ذلک حمدً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔ الحاصل اس چلہ فیض آگئیں کا ہر روز دل افروز تھا اور ہر شب روح کا پیمانہ طرب سے لبریز ہوتا تھا۔ اور وہی ہم خدام آستانہ شریفہ کی زندگی کا خلاصہ تھا۔ الحمد للہ علیٰ آلائہ و نعمائہ

خواجہ محمد امین ولی اللہی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدس مثنوی مولانا رومؒ اپنے مطالعہ کے لیے محل سرا لے گئے۔ شام کے وقت مجھے اس کے مطالعہ کی خواہش ہوئی لیکن آپ سے اس کا مانگنا بے ادبی معلوم ہوئی۔ آپ از راہ کشف میرے شوق پر مطلع ہو گئے اور اسی وقت نسخہ مذکورہ عنایت فرمایا۔

نیز خواجہ صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آپ کی محلسرا میں بعض مستورات کو آسیب نے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میرے دل میں آیا کہ وضو کر کے کوئی چیز اس کے دفعیہ کے لیے پڑھ کر دم کر دوں اس ارادہ سے اٹھا تھا اور ہنوز وضو نہ کیا تھا کہ ایک انتہائی سیاہ شے نکل کر بھاگی

Marfat.com

میں ایک ڈھیلا اٹھا کر اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ آگے آگے تھی اور میں اس کے پیچھے پیچھے۔ یہاں تک کہ وہ دروازہ پر پہنچی اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ جب میں دروازہ پر پہنچا تو اسے بدستور بند پایا۔ اس وقت سے اس آسیب نے کسی کو پریشان نہ کیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار مجھ پر فتح باب فرمایا گیا اور یکبارگی اسمائے حسنیٰ اور آیاتِ عظمیٰ اور ادعیہ متبرکہ میری گود میں کچھ کر ڈال دیئے کہ یہ تصرف میں ہمارا عطیہ ہے لیکن ہر آیت اور اسم اور دعا اس شرط کے ساتھ ہے جو مقررہ عام قاعدہ میں نہیں سما سکتا۔ بلکہ اس کا اصل قاعدہ عالم غیب کا انتظار ہے جس طرح حالت استخارہ میں ہوتا ہے کہ عالم غیب سے جس آیت اور اسم کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہی آیت اور اسم اسی طور سے اہل فن کے نزدیک تلاوت کرنا چاہیے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برکات عظیمہ ہماری اولاد نیز اصحاب کے حق میں شاملِ حال ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد بقائے سلسلہ ہے جب تک اللہ چاہے۔ اور حضرت والد ماجد قدس سرہ نے بھی بارہا ارشاد فرمایا کہ ہمارا سلسلہ تا قیام قیامت باقی رہے گا۔ غالباً آپ کے اس زمانے کا اثر اسی طرح سے ظاہر ہوگا

حافظ عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرتِ اقدس محرابِ مسجد کے متصل تشریف فرما ہیں اور میں بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تو ہمارے طریقہ میں داخل ہو چکا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک بیعت کے لیے بڑھائے میں نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ آپ کے دست مبارک میں دے دیئے۔ اس وقت میں یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ بیعت خصوصی ہے جس سے آپ نے مجھے مشرف فرمایا اس لیے کہ میں اس سے قبل ظاہری طور پر بھی آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہو چکا تھا۔ اس وقت

Marfat.com

میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی صورت مبارکہ آپ کے سر اقدس پر
موجود ہے اور آپ اس جذبۂ شوق میں مغلوب ہیں اللہ آپ میں تغیر حال ظاہر ہے
اور اس تغیر نے مجھ میں بھی اثر بلیغ کیا۔ اس وقت آپ نے اپنا دہن مبارک
بندہ کے منھ پر رکھ کر فرمایا کہ اُحْزُب اُحْزُب۔ اس وقت اس کا مطلب فہم ناقص
میں یہ آیا کہ اس صورت کو نیچے لے جاؤ۔ پھر میں نے اس تصرف سے یہ دیکھا کہ
وہ صورت درجہ بہ درجہ نیچے آرہی ہے اور میں اُسے آپ سے کھینچ کر نیچے لا رہا
ہوں اور آپ بالکل فارغ ہیں یہاں تک کہ وہ منھ سے داخل ہو کر سینہ تک پہنچ
گیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک کہ ایک عرصہ گزر چکا ہے اب بھی اس کی تاثیر
اپنے میں محسوس کرتا ہوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نماز فجر کے وقت جب کہ حضرت
اقدس نماز ختم کر کے مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں مسجد میں پہنچا دیکھا کہ
آپ خلاف معمول آنکھیں کھولے ہوئے بیٹھے ہیں اور دست مبارک میں تسبیح
ہے انوار بے غایت جبین کرامت آگیں سے نمایاں و درخشاں ہیں اور آپ
کے تمام اعضاء پر ایک جوش موجزن ہے۔ میں کیا کہوں کہ وہ نور ذات الٰہی
تھا انتہائی عظمت و بزرگی اور شان و شوکت سے مجسم کہ کسی طرح اس کی
تعریف و توصیف ممکن ہی نہیں۔ باوجود اس کے کہ بیشتر انوار کے اقسام میں
جانتا ہوں اور ان کے اقسام سے آشنائی بھی ہے لیکن جس قسم کے نور کا مشاہدہ
اس وقت ہوا کبھی نہ ہوا تھا۔ اس کی تیزی کا حال یہ تھا کہ ایک بار نظر پڑنے
کے بعد دوبارہ نظر کو تاب نہ تھی۔ اس وقت یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر یہی
صورت حال رہی تو آئندہ حضوری کا امکان نہ ہوگا اور یہ ظاہر ہوا کہ حضرت
اقدس کی دعا جس کسی کے شامل حال ہو بکثرت برکات رکھتی ہے۔ اگر وہ وقت

Marfat.com

قبولیت دعا کا ہی تو ایک بار دعا کرنا کافی ہو جو مدعو لہٗ کا برکات محسوسہ سے احاطہ کر لیتی ہو اور اگر کسی شخص کی سعادت ازلی رہبری کرے تو ان کے دل میں اس کی طرف سے توجہ جاتی ہو جاتی ہو ایسا کہ اس کی (مدعو لہٗ کی) خوبیاں خاطر مبارک میں سو بار گزرتی ہیں اور اس کا مطلوب و مقصود حضرت اقدس کے دل میں جاگزیں ہو جائے تب تو یہ چیز اس کے انجاح مطالب کے لیے ایک قوی سبب ہو جاتی ہو اور جو شخص آپ کی نظر کیمیا اثر پر چڑھ جائے اگر تانبا ہو تب بھی سونا ہو جائے لیکن شرط یہ ہو کہ وہ دل فیض منزل کے گوشہ میں جاگزیں ہو جائے۔ اور اشغال طریقہ میں مشغول اور آنجناب کی محبت میں ڈوبا ہوا اور افاضہ کا منتظر ہو اور ایسی چیز کے لیے آمادہ ہو جس کی وجہ سے خاطر شریف میں قبولیت پیدا ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک بار شرف زہرہ اور شرف قمر کے اوقات میں دو انگوٹھیاں بنوانے کا اتفاق ہوا اور وہ دونوں دو عورتوں کو دی گئیں تھوڑے دنوں بعد وہ دونوں سخت تکلیف میں مبتلا ہوئیں ہر چند علاج کیا گیا کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ روز بروز تکلیف بڑھتی گئی اور اس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ آخر ایک روز ان دونوں انگوٹھیوں نے ہمارے سامنے شکایت کرنا شروع کی اور حد سے زائد گلے شکوے کیے کہ ہم کو بغیر طہارت استعمال کیا جاتا ہو اور ہماری بہت (پاکیزگی) کا خیال نہیں رکھا جاتا جس کی وجہ سے ہم بہت اذیت میں ہیں۔ اور ان عورتوں کی بیماری کا بھی یہی سبب ہے۔ پس ہم نے ان سے اتارنے کا حکم دیا اور جب ان سے لے کر احتیاط سے پاک و صاف جگہ پر رکھ دیا تب ان دونوں نے شفا پائی۔ پھر ہم نے بہت تاکید اور سختی سے کہدیا کہ ان کو بغیر طہارت ہرگز نہ پہنا جائے۔ شرط کی ادائیگی کے بعد ان انگوٹھیوں میں

Marfat.com

سے ایک نے جو شرف قمر سے متعلق تھی مصالحت کرلی لیکن جو شرف زہرہ سے متعلق تھی اس کو بمقابلہ اول شکایت زائد تھی وہ مصالحت کے لیے تیار نہ ہوئی چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ گھر سے گم ہوگئی اور چند روز بعد اصحاب میں سے ایک کی جیب سے برآمد ہوئی گویا وہ زنانخانہ میں رہنے پر راضی نہ تھی۔ (لہذا) وہ ضرورتاً اپنے پاس رکھ لی گئی۔ اور (اسی طرح) ایک دوسرے شخص نے بھی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کے استعمال میں احتیاط نہ برتی اس انگوٹھی نے بھی ہم سے شکایت کی اور ایسا معلوم ہوا کہ روحانیت کو بھی جس نے شرف میں وہ انگوٹھی بنائی جاتی ہے اس میں ودیعت کر دیجاتی ہے اور یہ (بھی) واضح ہوا کہ وہ فطرۃً طہارت کی طرف مائل ہے۔

میر افضل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلطان المشائخؒ کی زیارت کو بہت حاضر ہوا کرتا تھا اور مزار اقدس کے متصل بیٹھا کرتا تھا۔ ایک بار واقعہ میں آپ نے مجھ کو خرقہ نیز دیگر تبرکات عنایت فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ سلسلۂ چشتیہ میں کس بزرگ سے بیعت کروں۔ فرمایا کہ شاہ ولی اللہ سے۔ میں نے باہر نکل کر لوگوں سے اس نام کے بارہ میں دریافت کیا۔ انھوں نے حضرتِ اقدس کا پتہ بتایا نیز یہ بھی بتایا کہ مخدوم زادگان میں سے ایک بزرگ اس نام کے سرہند میں بھی ہیں۔ اس بات سے مجھے فکر ہوئی کہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ اسی اثنا میں ان سرہند والے بزرگ کی وفات ہوگئی۔ اور پھر سلطان المشائخؒ کی طرف سے حضرتِ اقدس کی طرف دوبارہ اشارہ ہوا۔ ناقل آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بشرفِ بیعت سے مشرف ہوا اور اپنے حسبِ استعداد مقصد کو پہنچا۔

۱۱۵۰ھ میں حضرتِ اقدس نے چلہ کشی کا قصد فرمایا اور حقائق آگاہ عرفان پناہ شاہ نور اللہ کو ان کے وطن قصبہ بڈھانہ سے اور اس فقیر خادم

Marfat.com

کاتب حروف کو اس کے وطن بجلت سے اپنے جاذبۂ لطف وکرم سے کھینچ کر آستانۂ عرش نشانہ میں اپنے مقام اعتکاف پر مشرف فرمایا۔ اور خازن نور مبین خواجہ محمد امین ولی اللٰہی تو اس بیت اشرف کے خادم تھے ہی اور خواجہ ابوالخیر کشمیری نیز ایک دوسرے عزیز بھی آپ کے اعتکاف کے شرف سے بہرہ اندوز ہوئے حضرت اقدس چلہ میں بیٹھتے وقت رخصت ہونے کے لیے والد ماجد قدس سرہ کے مزار پُر اسرار پر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر قبر کے سامنے متوجہ ہو کر ٹھہرے رہے اور یہ عقیدت مند بھی آپ کے ہمراہ اس مقام پر حاضر تھا اس وقت عالم خیال میں حضرت شیخ بزرگ رح کی صورت کریمہ نمودار ہوئی۔ معلوم ہو رہا تھا کہ ایک بے کیف سمندر ہے اور اس سمندر میں حباب آسا وہ صورت نمودار ہے نیز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک صورت فضائی ہے یعنی نمود بے بود ہے۔ جو کچھ ہے وہ ایک بے کیف سمندر رہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اعتکاف کی پہلی یا دوسری رات شاہ نور اللہ نے مبشرہ میں دیکھا کہ حضرت شیخ بزرگ قدس سرہ نے ایک بڑا پیالہ دودھ سے بھرا ہوا معتکفین کی ضیافت کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت اقدس نے اس میں سے قدرے نوش فرما کر دوسروں کو عنایت فرمایا ہر ایک اُسے پی کر سیر ہو گیا اور پیالہ میں تھوڑا پھر بھی باقی رہ گیا پھر حضرت اقدس نے وہ پیالہ خواجہ ابوالخیر کو مرحمت کر کے فرمایا کہ خوب سیر ہو کر پی لو خواجہ صاحب مذکور نے خوب سیر ہو کر پیا اور پیالہ میں پھر بھی تھوڑا رہ گیا۔ آپ نے اب کی تاکید فرمایا کہ سب پی لو۔ انھوں نے پہلے تو عذر سیری کیا پھر بحکم حضرت اقدس سب پی گئے۔ اس کی تعبیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ خواجہ صاحب موصوف اول اعتکاف میں شریک ہوئے جب دو تین روز گذر گئے تو ان کو ایک بیماری لاحق ہو گئی۔ ناچار پریشان ہو کر اعتکاف سے نکل کر اپنے گھر گئے پھر چند روز بعد

Marfat.com

بفضل الٰہی شفایاب ہوکر واپس آئے اور نصف رمضان گذرنے کے بعد اعتکاف کیا اور بشارات سے مشرف ہوئے اور شاہ نور اللہ بیان کرتے ہیں کہ شروع اعتکاف میں عین نماز مغرب میں میں نے عوالم مثال کے ایک عالم کا مشاہدہ کیا جس کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ اس عالم میں حقایق اشیاء اور ان کے نفوس کی ماہیت اور حقایق معقولہ حقہ اور حقایق احکام جو ملتوں اور دینوں کی تبدیلی سے مبدل نہیں ہوتے بغیر خارجی صورتوں کے اعتبار کے مشاہدہ ہوئے اور معلوم ہوا کہ اس مقام پر کوئی چیز مکلف نہیں گویا اس عالم کے مشاہدہ سے بعض لوگ رفع تکلیف کے قائل ہوتے ہیں (یعنی ہم مکلف ہیں ہی نہیں) اور ۲۰ رمضان حضرت ظہر خواجہ محمد امین نماز میں مشغول تھے کہ شاہ نور اللہ نے مشاہدہ کیا کہ ایک نور ہے جو خواجہ صاحب موصوف کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس نور کی قوت سے ان کی تمام حرکات تیزی و چابکی سے عجب طرح سے ظہور کر رہی ہیں۔ اور کاتب حروف کا خیال یہ ہے کہ وہ نور رحمت الٰہی تھا جو ان کی کوشش کی وجہ سے تھا اور وہ کوشش یہ تھی کہ حضرت اقدس کے مسودات کی صفائی اور آنجناب کی متعدد خدمات کی انجام دہی ان کے سپرد ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے جو متعدد بار خواجہ صاحب موصوف کو اس خطاب سے مشرف فرمایا ہے کہ بلاشبہ تم کو اپنے اعضاء و جوارح سمجھتا ہوں: اسی بات کی بشارت دے رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نیز عرفان پناہ بیان کرتے ہیں کہ اسی زمانہ میں ایک دن نماز مغرب میں حضرت اقدس کے بعض اخلاق جمیلہ و شمائل حمیدہ متصور ہوئے۔ اور اس کے سبب قلب میں طمانیت پیدا ہوئی۔ پھر یہ خیال آیا کہ حضرت اقدس مرتبہ جامعیت پر فائض ہیں ہو سکتا ہے کہ ہر جزئی امر میں آپ سے استمداد مفید نہ ہو۔ پھر دل میں القا ہوا کہ نہیں آپ سے ہر کام میں استمداد خواہ وہ جزئی ہو یا کلی بہرحال مفید ہے

Marfat.com

اور ہر مقصد برآری میں موثر ہو خواہ توجہ عالی ادھر مصروف ہو یا نہ ہو۔ بعد ازاں ملائکۂ عالم جو تدبیرِ عالم پر مامور ہیں متصوّر ہوئے جو اپنے مابین ایک کلام رکھتے ہیں اور ان سے ایک آواز سنائی دے رہی ہے جیسی شور و غل کی آواز جو دور سے سنی جاتی ہے لیکن الفاظ پورے طور پر سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ میں نے اپنے کان اس آواز کی طرف لگائے تاکہ میں سنوں کہ وہ انتظامِ عالم کے سلسلہ میں کیا گفتگو کر رہے ہیں تو صرف لفظ اَصْلَحُ سنائی دیا اور بس۔

ایک شب حضرتِ اقدس نے شاہ صاحب موصوف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میں ایک نظر تجلی اعظم کی جانب سے پائی جاتی ہے اور یہ نظر دائم و قائم رہے گی اور اگر طالبانِ سلوک کے حال کی طرف توجہ کرو گے تو طالبین کو فائدہ ہوگا۔ اور انھیں ایام میں اس فدوی کاتبِ حروف نے ... بدحالی اور بے اطمینانی کے سلسلہ میں خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ آپ کی چشمِ عنایت و توجہ قلبی سے اسی وقت طمانیتِ قلبی حاصل ہوئی اور بعض اسرار مبدأ حقایقِ حادو ظہورِ حقیقۃ الحقایق بعض صورتوں میں اس زمانہ کی خصوصیت کے لحاظ سے واضح ہوئے اور جناب مقدس سے وصول اور اس کی حقیقت کی بشارت ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک بعد نماز عصر خواجہ محمد امین حضرتِ اقدس کے روبرو مراقب بیٹھے ہوئے تھے کہ خواجہ صاحب موصوف پر بیخودی کی حالت طاری ہوئی اس غیبت میں انھوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہ تہبند کھا رہے ہیں پھر ایک شخص ایک لوٹا لے کر آپ کے ہاتھ دھلانے کے لیے آیا قبل اس کے کہ وہ شخص آگے بڑھے حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم نے اس شخص کو الگ کر کے لوٹے کو دستِ مبارک میں پکڑا اور خود بدولت ہاتھ دھلانے کے لیے آگے بڑھے بعد ازاں خواجہ صاحب موصوف کو افاقہ ہوگیا۔ دوبارہ پھر غیبت طاری ہوئی

Marfat.com

اور اس میں یہ مشاہدہ ہوا کہ حضرت اقدس نے یاران حلقہ کو ذکرِ جہر کا حکم فرمایا اس وقت ایک شخص جو ذکرِ جہر کا منکر تھا سامنے آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ احادیث کی معتبر کتابوں میں اس کی ممانعت نہیں ہے۔ پھر یاران حلقہ تیز آواز سے ذکرِ جلی میں مشغول ہو گئے اور خود بدولت بھی بہ نفس نفیس ذکرِ جہر میں اس حد تک بلند آواز کے ساتھ مشغول ہوئے کہ کسی کو طاقتِ ذکر نہ رہی۔ آپ کی چشمہائے مبارک سرخ تھیں اور ریشِ مبارک شدتِ ضربات میں گھٹنوں تک پہنچ جاتی تھی۔ اور حاضرین اس حالت سے حیران تھے۔ اسی اثنا میں نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ نماز کیوں در پیش ہوئی۔ اس لیے کہ جس مقام پر ہم پہنچے ہیں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ بعد ازاں انہیں افاقہ ہو گیا۔ جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو حضرت والا نسبت نے بلا کسی سابقہ ارادہ کے خواجہ صاحب موصوف کو اعتکاف سے بلا کر اپنے سر مبارک سے ٹوپی اتار کر عنایت فرمائی اور اس عنایت سے ان کے مرتبہ میں مزید اضافہ ہوا۔ پھر بعد نماز العشا فرمایا کہ اس وقت جو انوار و برکات ظاہر ہیں معلوم نہیں کہ انوار طہارت ہیں یا اسی رات کے انوار ہیں۔ پھر طاق راتوں کی پہلی رات تسبیح و تہلیل میں گزاری اور مستفیضین میں سے ہر ایک نے اپنی استعداد اور حوصلہ کے مطابق طمانیتِ قلبی حاصل کی۔ اور صبح کو ارشاد فرمایا کہ اس رات تجلی اعظم کے انوار نے روح کا احاطہ کر لیا تھا اور لطیفہ زرد کی راہ سے قالب پر اس طرح ریزش کی کہ وہ بھی اسی رنگ میں رنگ گیا۔ اور یہ کیفیت اس سے قبل کم ظاہر ہوتی تھی۔ اور حافظ عبدالرحمن نے اس شب کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور نور کے طبقات ریزش کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت جس کسی کی ادنیٰ توجہ بھی حق سبحانہٗ کی طرف ہوتی رحمتِ کثیرہ اس کا احاطہ کر لیتی تھی اور ۲۳ رمضان کو مشکوٰۃ شریف

Marfat.com

کے ختم کا جو ایک عرصہ سے جمعہ اور سہ شنبہ کو پڑھی جاتی تھی اور ایک عالم میں اس کے انوار منتشر ہو جاتے تھے اتفاق ہوا اور لوگ ٹوٹ پڑے۔ جس وقت کہ حضرت اقدس دعا مانگتے تھے عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور برکات کا ایسا نزول ہوتا تھا کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے اور اسی دن فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن کا جو خود بدولت کی تصنیف ہے درس شروع کیا اور تتمۂ مشکوٰۃ کے اثنائے درس ارشاد فرمایا کہ بظاہر لوگ سرورِ کائنات ؐ کے معجزات اسی حد تک جانتے ہیں جتنے محدثین و مورخین نے چند کتابوں میں لکھ دیئے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بہ نظر غائر (غور) دیکھے تو حضورؐ کی ہر بات جو آپ کسی کے حق میں فرما دیتے تھے (اس ہر بات میں) ایک علاحدہ معجزہ ہوتا تھا۔ اس لیے کہ حضور مبدأ و معاد سے خبر دیتے تھے اور ان پانچ روز میں جو باتیں حضرت اقدس نے فرمائیں بیان سے باہر ہیں اور (یہ سب باتیں) سوا اس شخص کے جو علام الغیوب کا مظہر اتم ہو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں اور اسی طرح ملت اور خانہ داری کے مسائل نیز امت کے سیاست سے آپ بخوبی واقف تھے۔ جو کچھ بھی ارشادات فرمائے اگر تمام کاملین کی عقلیں بھی یکجا ہو جائیں تو اس کے سمجھنے سے عاجز آجائیں اور وہ یقین کر لیں گے کہ ان مراتب حکمت کا اظہار اس شخص کے سوا جس کو علیم الحکیم نے مجلّا کر دیا ہو اور وہ جمہور خواص عوام کی تہذیب (سنوارنے) کے لیے مبعوث ہوا ہو۔ دوسرے سے ممکن نہیں۔ اور ہر وہ کلمہ جو آنحضرت کی زبان سے کسی کے حق میں صادر ہوا پیدائش کے وقت سے لے کر اس کے آخر تک کا احاطہ فرما لینے کے بعد صادر ہوا اور اس کے آثار بے کم و کاست اس سے ظاہر ہوئے۔ گویا وہ کلمہ ٹھیک خلعت ہے جو اس شخص کے زیب تن کر دی گئی ہے اور اس قدر نفوسِ انسانیہ کی استعدادات کے کمالات بغیر اس خلیفۂ اعظم کے جو ہر لطیفہ کا خلیفۂ اعظم ہے کسی اور سے ممکن نہیں۔ اور اگر ذوق صادق رکھتا ہے تو ہر امر میں حضورؐ

Marfat.com

کے اعجاز کا ادراک کر سکتا ہو۔

ایک بار حضرتِ اقدس نے فرمایا کہ اپنے قوائے علیہ میں بقحوائے علیہ جناب سرورِ کائنات مناسبتِ تامہ پاتا ہوں اسی وجہ سے کوئی کلمہ یا نکتہ ایسا نہیں پاتا جو مجھ سے موقع بلیغ پر سرزد نہ ہوتا ہو اور اس کا بعید مثل معائنہ نہ دیکھ لیتا ہوں تھا اور یہ بھی فرمایا کہ بعض لوگ آنحضرت کی خلافت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور تمام اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نص جلی کے دعویٰ سے ثابت کرتے ہیں۔ اور ہم کو تعجب ہوتا ہو کہ آپ سے اس بارہ میں کوئی نص صادر ہوا ور ہرگز بصورت خارج میں متحقق نہ ہو۔ حالانکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آپ نے کسی کے حق میں فرمائی ہو اور وہ بجنسہ واقع نہ ہوئی ہو۔

اور بیسویں شب رمضان کو جو شب قدر کی راتوں میں سے وسط رات تھی حضرت اقدس بسبب کسل مندی کے جو مزاج اقدس اور عنصر لطیف میں پیدا ہو گئی تھی بعد نماز تراویح تھکن دور کرنے کے لیے بستر پر نیم دراز ہو گئے اور احباب اجالے لیں (شب بیداری) پر کمربستہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد امین تراویح میں مشغول ہوئے ایک تہائی رات گذری تھی کہ حضرتِ اقدس باوجود کسل مندی مزاج اٹھے اور وضو کیا اور خواجہ محمد امین سے بزبان عنایت ترجمان فرمایا کہ تم اکیلے ہی اس رات کی تمام برکات سمیٹے لے رہی ہو۔ اور یہ فرماکر خود بدولت بہ نفس نفیس خلوتِ خاص میں نماز میں مشغول ہو گئے اور دیگر معتکفین آستانہ بھی مسجد میں بیرون گوشۂ آنحضرت اپنے شغل میں مصروف ہوئے۔ اچانک بہ مسرت و بشاشتِ تمام

Marfat.com

اعتکاف سے باہر تشریف لاکر مسجد میں بیٹھ گئے اور حاضرین سے بہ کمال التفات زبانِ غیب ترجمان سے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس وقت حاضرین کے حق میں اپنے فضلِ عامہ کی بشارت دی ہے اور خواجہ ابوالخیر خاص طور پر اس بشارت میں شریک ہیں جو ان حاضرین کی بازگشت ہیں جو بدن کا لباس اتارنے کے بعد تجلی اعظم میں نیست ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کہ ان کی انانیت خاصہ معدوم مطلق ہو جائیں اور تجلی اعظم کی انانیت ان کی انانیت کی جگہ ہو جائے۔ لیکن اضمحلال (نیستی) کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہے جس میں انانیت تجلی کا ظہور بے توسط ہو دوسرے یہ کہ کسی ایسے فرد کے توسط سے ہو جو اس کا حامل بالاصالۃ ہو اور اس تجلی کا نمونہ ہو گیا ہو جیسے چاند کے عکس کا ظہور آئینہ کے ذریعہ۔ اور یہ جو موعود ہے (جس کا قرار ہوا ہے) مقرر ہا اسی قسم آخر سے ہے اور نیستی کے بعد ان کے تعینات ایسے ہو جائیں گویا کوئی چیز تھی جو چلی گئی۔ اور امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بعض کے حق میں دنیا ہی میں یہ معنی (منکشف) کرا دے ورنہ آخرت میں تو ضرور بالضرور کھول دے گا۔ بلا اختلاف طلب خواہ وہ کریں یا نہ کریں۔ اس بشارت میں تمام اصحاب بمنزلہ اہلِ بدر کے ہیں کہ جس طرح ان کے حق میں ایفائے وعدہ کسی چیز پر موقوف نہیں ہے اسی طرح ان آرزوں کا حصول بھی کسی عمل پر موقوف نہیں ہے اور ان تمام حاضرین کے حق میں بھی یہی معنی ضروری ہیں گو کہ تم میں سے بعض کے لیے کچھ وقت لگ جائے لیکن آخر کار سب افتاں و خیزاں (مقصدِ اصلی) تک پہنچ جاؤ گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ نفوس کا معاد کئی طرح پر ہوگا جس طرح سابقین کے معاد کی ایک الگ قسم ہے اور اصحاب یمین کے معاد کی علاحدہ قسم ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بے شمار اقسام ہیں اور جس معاد سے وہ مُشرّف ہوتے ہیں وہ افرادِ انسانی کا اعظم معاد ہے اور اس سے بلند کوئی معاد نہیں۔ اس وقت اس خاکسار نے جس

Marfat.com

کے دل میں سرشام ہی سے متعدد خطرات آچکے تھے۔ خدمتِ اقدس میں دعا کے لیے عرض کرنا چاہا کہ اس نورِ اتم کا اتصال واتحاد و قرب میسر ہو اور خود بھی بہ تضرع اس بارہ میں دعا کی۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارا وہ خطرہ گویا اسی کی بشارت تھی بعد ازاں دست مبارک اٹھائے اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی حقیقت یارانِ مبشر کے حق میں اس عالم میں بھی ظاہر فرمادے۔ اور اُس جہان میں بوجہ اتم جلوۂ ظہور بخشے اور اس وقت حافظ عبدالرحمٰن کا نام لے کر فرمایا کہ اگرچہ بظاہر اس وقت وہ یہاں موجود نہیں ہیں لیکن بمنزلۂ حاضر کے ہیں اور وہ بھی اس میں شریک ہیں۔ پھر اس بندہ نے عرض کیا کہ میرے لڑکے عبدالرحمٰن کو بھی اپنی دعائے خاص میں شامل فرمائیں۔ بعد ازاں بعض مخلصین کے حق میں اس بشارت میں شرکت کی دعا کی استدعا کی۔ اس التماس نے بھی شرفِ قبولیت پایا اور آپ نے دعا فرمائی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔ نیز بعض غیرحاضر معتقدین کے حق میں دعا فرمائی کہ وہ بھی اس بشارتِ عظیمہ میں داخل ہوں۔ پھر زبان فیض فشان سے فرمایا کہ اپنی اولاد کے حق میں بھی لطف و بشارت محسوس کر رہا ہوں اس کے فضل سے قوی امید ہے کہ وہ لطف وکرم ضرور جلوہ گر ہوگا۔ گو کہ ظاہری صورت میں تربیت بعض کے حق میں متحقق ہو یا نہ وہ لطف اپنا کام خود کرے گا۔ اور مربی ہوگا۔ اس وقت ایک عزیز نے عرض کیا کہ اس بشارت میں تمام لوگ شامل ہیں خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں۔ فرمایا کہ امانت وہ جو جیسی ظاہر ہو ویسا ہی اظہار بھی کرنا چاہیے اگر مختصر ہو تو مختصر اور اگر مفصل ہو تو مفصل۔ اور اللہ تعالیٰ تمام مخلصین کو خواہ باواسطہ ہو یا بلا واسطہ اس کرامت سے کرم فرمائے۔ غرضکہ ان بشارات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ مزاج اقدس میں جو کسل لاحق ہوگیا تھا وہ کلیتاً زائل ہوگیا اور اس وقت فرحت و مسرت سراپائے اقدس سے

Marfat.com

پھوٹی پڑ رہی تھی۔ اور خدام پر جو کیفیت طاری تھی بیان میں نہیں آسکتی القصہ ان کی شبِ معراج یہی تھی جو ان بشارات کے ساتھ بغایت عظمت و بزرگی آسمان و زمین کے درمیان نہ سما سکے۔ اور یہ محض کمالِ رحمت امتنانیہ تھی جو انھوں نے بلا شرطِ استعداد پائی۔ اور جس طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بزبان افضل الانبیاء واقعہ بدر میں مبشر ہوئے تھے اسی طرح بفضلہٖ تعالیٰ ایک ہزار ایک سو کچھ سال بعد یہ فدویت کیش اکمل الاولیاء کی زبان مبارک سے اہل بدر کے شرف تشبیہہ (کی طرح) مشرف ہوئے اس کی تعریف میں اگر کلاہِ فخر عرش بریں پر بھی بلند کریں تو درست ہے اور اس عطاء بخشش پر اگر ملائکہ مقربین پر بھی ناز کریں تو بجا ہے ؎

کنوں چوں شہ مرا برداشت از خاک　　　سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

اور ابتداء شب یعنی وقتِ عشاء سے ہی اس کمترین کے دل میں خود بخود انوار و برکات کا تجسس تھا۔ اثنائے تراویح حضرت اقدس کی خدمت میں بے اختیار عرض کیا کہ خاطر مبارک کو ان اسرار کی طرف متوجہ فرمانا چاہیے۔ اور اس سے قبل فدوی کو اس کے معلومات اور صحیح صورتِ حال و بشارات سے مکرر معزز فرمایا تھا۔ اور بہت تاکید کر کے فرمایا کہ تحریر کرنا گویا اس کو وجود دینا ہے اور اسی رات اس خادم نے بھی مبشرہ میں دیکھا کہ حضرت اقدس کی مسجد کے شرق سمت ایک حجرہ ہے جس کا منھ قبلہ کی طرف ہے اور اس کو قبۂ نور کہتے ہیں۔ اس قبہ میں آنحضرت تشریف فرما ہیں۔ اور وہ حجرہ مسجد جو آپ کی خلوت خاص اور جائے اعتکاف ہے اس میں حضرت اقدس تشریف فرما ہیں اور صحن مسجد بہت وسیع ہے اس میں لوگوں کا ہجوم ہے جیسا حدیث کے درس کے وقت ہوتا ہے پھر آنحضرت نے اس قبہ سے حضرت اقدس کو یہ کہہ کر آواز دی کہ وضو کر کے

Marfat.com

باہر آجاؤ [redacted] حضرت اقدس حجرہ سے باہر تشریف لاکر مسجد کے بیچ والے در میں
کھڑے ہو گئے۔ آپ کے بائیں سمت حقائق آگاہ شاہ نور اللہ کھڑے ہوئے
اور اس غلام کا نام لے کر فرمایا کہ تم داہنی سمت کھڑے ہو جاؤ۔ اتنے میں حضرت
سرور کائنات اس قبہ نور سے تشریف لاکر محراب مسجد کے سامنے جلوس فرما
ہوئے۔ اس وقت لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو شرف قدم بوسی حاصل کر رہا تھا
راوی (خواب دیکھنے والا) کہتا ہے کہ میں نے بھی اپنا داہنا ہاتھ آپ کے قدم
مبارک سے مس کر کے چہرہ پر ملا اس وقت کی کیفیت کیا بیان کی جائے کہ عجیب
ہی تھی اور جو بیان میں آ بھی نہیں سکتی۔ صبح کو حافظ عبدالرحمن اس مژدہ
جانفزا سننے سے ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ حرکات مستانہ کرتے تھے اور جب
کسی کی بھی آپ پر نظر پڑتی تھی بیخود ہو جاتا تھا اور حضرت اقدس کے غایت
ذوق کا حال یہ تھا کہ چشمہائے مبارک سے اشک جاری تھے۔ اور بتاریخ
۲۶ رمضان بوقت صبح ارشاد فرمایا کہ ایسا واضح ہوا ہے کہ شب آئندہ یعنی
ستائیسویں شب بین نصف لیل (آدھی رات) قبولیت دعا کا وقت ہے۔
آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسی روز وقت عصر بھی یہی
بات زبان غیب ترجمان سے ارشاد فرمائی۔ پس وہ شب تسبیح و تہلیل میں گزری
جب نصف شب ہوئی تو آپ خلوت سے باہر آکر مسجد میں بیٹھے اور تھوڑی
دیر بعد دست ہائے مبارک اٹھائے اور تمام وابستگان و منتسبین کے حق میں
خواہ وہ بالواسطہ ہوں یا بلا واسطہ۔ نیز غائبین و حاضرین کے لیے برائے
مقاصد ظاہری و باطنی و مطالب صوری و معنوی دعا فرمائی۔ اور تمام حاضرین
جو اس وقت موجود تھے آمین کہتے جاتے تھے آپ بہت دیر تک اس امر
جلیل القدر میں مشغول رہے اور بعد فراغت ارشاد فرمایا کہ نفحات آپ کے

Marfat.com

حسب اوقات مختلف اطوار ہیں۔ ایک وقت کی مناسبت سے ایک لطیفہ کا ظہور ہوتا ہے اور دوسرے وقت دوسرے لطیفہ کے موافق جو اس وقت تعبیر اس نفحہ کے ادراک کی مطابقت کے میسر نہیں آتا اور اس وقت نفحۂ فائزہ لطیفہ روحیہ سے مناسبت رکھتا ہے اس کے مخصوص آثار انس و الفت ہیں۔ اولاً اس نفحہ کی دوسری راہ سے جستجو کی گئی۔ آخر کار یہ معلوم ہو گیا کہ وہ موافق روح ہے۔ پھر اس لطیفہ کے ساتھ اس کا ادراک واقع ہوا۔ اور دوبارہ عام دعا فرمائی۔ بعض کے حق میں خاص طور پر اور فرداً فرداً نام لے کر اور مقصد بیان کر کے دعا فرمائی اور خدام حاضرین اور اصحاب و متعلقین میں سے ہر شخص اپنے اپنے مقاصد دلی عرض کرتا اور دعا و توجہ سے سرفرازی پاتا۔ پھر اس خاکسار نے بھی اپنی اولاد و احباب کے حق میں ہمت و دعا کی بھیک مانگی اور آپ کی قبولیت نے عزت افزائی بخشی۔ اور جناب ولی نعمت اور اصحاب اہل قربت سے دونوں لڑکوں یعنی عبدالرحمٰن و عبدالرحیم فائق کے حق میں بشارتیں پائیں۔ پھر حضرتِ اقدس نے بہ زبان کرامت ارشاد فرمایا کہ "فائق" میں ایک چیز پائی جاتی ہے جو عنقریب انشاء اللہ ظاہر ہو گی۔ اور عبدالرحمٰن کے بارہ میں لطیفہ روحی کی برکت کی بشارت صادر ہوئی۔ اسی وقت خواجہ محمد امین ولی اللٰہی اپنے حق میں نیز حضرت اقدس کی صحت و عافیت اور جملہ وابستگان و منتسبین کے حق میں ترقی درجات کے سلسلہ میں دعا کے طالب ہوئے آپ نے دست مبارک اٹھا کر دعا مانگی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ خواجہ کے لطیفۂ روحی میں برکت لکھی ہوئی ہے اور قبولیت دعا بھی لطیفہ روحیہ کی برکات کا ایک شعبہ ہے۔ انشاء اللہ ان برکات کے آثار ظاہر ہوں گے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ افراد انسانیہ میں سے ہر لطائف میں سے ایک لطیفہ موجود ہے۔

Marfat.com

لیکن بعض افراد میں ان میں سے پہلا لطیفہ غالب اور رنگین ہوتا ہے۔ اور بعضوں میں لطیفہ اخری۔ اور اس کی شناخت کی علامت یہ ہے کہ جب آثار لطیفہ اولیٰ میں سے کوئی اثر کسی شخص میں ظاہر ہو تو اسے راحت تمام اور لذت مالا کلام (ناقابل بیان) حاصل ہوتی ہے۔ اور آثار لطائف اخری کے ظہور میں سے یہ ہے کہ اس میں اس قدر آرام نہیں پاتا اگرچہ ان آثار سے اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے۔ القصہ بہت دیر تک یہ مجلس دعا جاری رہی۔ پھر خود بدولت نے بھی بہ نفس نفیس اپنے احباب اور ان کے مطالب و مقاصد کو یاد کر کے دعا فرمائی اور حاضرین کے دلوں میں کوئی مطلب ایسا باقی نہ رہا تھا جس کے لیے انھوں نے دعا کی استدعا کی ہو اور آپ نے اسے قبول نہ فرما لیا ہو۔ اس وقت ایک عجیب ہی کیفیت اور حالت طاری ہو گئی تھی اور حاضرین میں سے ہر ایک کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ ساری عمر میں ایسا وقت (کبھی) میسر نہ آیا تھا۔ اس دن ایسا اتفاق ہوا کہ شام کو خواجہ محمد امین اور خواجہ ابو الخیر حضرت اقدس کی دوا بنانے میں مصروف رہے اور اس میں بڑا ہی اہتمام کیا۔ وقت شب حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اس سے قبل بھی کافی روز ہوئے ایک بار ہمارے گھر میں ہمارے کھانے کی تیاری میں دیر لگی جس کی وجہ سے کھانا بہت دیر میں میسر آیا۔ میاں نور اللہ اس کے بعد ہمارا کھانا تیار کرنے میں مصروف ہو گئے جس کی وجہ سے انھوں نے نماز مغرب جماعت سے پہلے ادا کر لی اور کھانا تیار کر لیا۔ ان کی اس خدمت کی وجہ سے ان کی نماز بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو گئی۔ اسی طرح آج بھی ان دو عزیزوں (خواجہ محمد امین و خواجہ ابو الخیر) کا عمل مقبول ہوا۔ پھر فرمایا کہ کبھی کوئی عمل قلیل ایسا صادر ہوتا ہے جس کی بظاہر کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن درجۂ اجابت و محل قبولیت پر وہ جا پہنچتا ہے

Marfat.com

اور حقایق آگاہ شاہ نور اللہ کو اول عشرۂ اخیرہ سے ہی شب قدر کے اس تعین کا جس کا ذکر سورۂ قدر میں ہی یقین تھا اور اسی ستائیسویں شب رمضان میں انھیں اس کی امید تھی جب تہائی رات سے کم باقی رہ گئی تو شاہ موصوف نے کہا کہ وہ ساعت آگئی اور حافظ عبد الرحمن کو ابتدائے شب میں القاہوا کہ یہ لیلۃ الابتہال (دعا عاجزی وگریہ وزاری کی رات) ہی اور اس بات کا اثر اس وقت صاف ظاہر تھا اور حافظ مذکور ان اوقات میں بیشتر نماز میں مشغول رہتے۔ اور تضرع و ابتہال کی آیات کی تکرار کر رہے تھے اور اس وقت حالت عظیم وکیفیت عجیب طاری تھی اور کہتے تھے کہ آیاتِ قرآنیہ کے دوران جو دعائیں کرتا ہوں وہ جملہ احباب کی زبانِ حال سے ہو اور ایسا معلوم محسوس ہو رہا ہو کہ وہ درجۂ قبولیت پر پہنچ گئی ہو والحمد للہ علیٰ ذلک۔ نیز حافظ صاحب موصوف نے بتایا کہ ایسا معلوم ہوا ہو کہ اس وقت کی برکات عرصہ تک قائم رہیں گی۔ اگرچہ وہ ساعت ختم ہو چکی ہو لیکن حضرتِ ولی نعمت کی دعاؤں کا اثر حاضرین مجلس کے قلوب میں اب بھی باقی ہو۔ اور انتیسویں شب کو ایک کیفیت نادر رونما ہوئی جس میں بجز شوق و وجد و انجذاب کسی دوسری شے کی گنجائش نہ تھی۔ اسی دوران اس مقام کے قریب کسی تقریب میں نغمہائے طیبہ (پاک وپاکیزہ نغمے) بلند ہو رہے تھے جو اس کیفیت میں مزید ہیجان کا باعث ہوئے۔ غرضکہ پوری رات اسی رنگ میں گذر گئی۔ تہائی رات کے آخر وقت حضرت اقدس نہایت مسرور تھے اور شوق و ذوق میں اضطرابا امتلائے عظیم طاری تھا اور جوش و مستی ہر بنِ مو سے ٹپک رہی تھی۔ اور اس کا اثر حاضرین مجلس پر بھی پڑ رہا تھا اتنے میں اس گانے والے نے حافظ شیرازی کا یہ شعر ؎

تا زِ میخانہ و مے نام و نشان خواہد بود ۔۔۔ سرِ ما خاکِ رہِ پیرِ مغاں خواہد بود

Marfat.com

گاناشروع کیا۔ اس کی پرسوز وگداز آواز سے ہر شخص کا دل وجگر شق ہوا جا رہا تھا اور فدویوں میں سے ہر شخص یہ چاہ رہا تھا کہ اپنے کو پروانہ وار اس شمع الٰہی پر قربان کردے اور ہر شخص کی اس وقت ایک جداگانہ مستی تھی۔

اور اس وقت کے اسرار و معارف جو اس مظہر اعظم سے نکل رہے تھے کیا بیان کیے جائیں کہ نہایت بلند واعلیٰ تھے۔ سامعین کی فہم اس کے علو ادراک سے عرش اعلیٰ پر نازاں تھی اور جذبہ کے جوش وخروش کا یہ حال تھا کہ اس بحر تلاطم سے موجزن تھے جس سے حاضرین مجلس کے عقل وہوش غرق سیہ مستی ہورہے تھے ؎

ازاں افیون کہ ساقی مے درافگند ؎۱ حریفاں را نہ سرماند و نہ دستار

پھر ارشاد فرمایا کہ اس جلسہ میں ایک حال نے ایسا جکڑ لیا تھا کہ دوسرے حال کی گنجائش نہ تھی۔ اور اس وقت لطیفہ "انا" کا تلون تجلی اعظم کے لون خاص میں ضم ہوگیا تھا۔ اور تمام قویٰ حتی کہ قالب بھی اسی رنگ میں رنگ گیا تھا اور وہ رنگ تمام اجزاء میں مکمل طور پر سرایت کرگیا تھا اور اس سے زائد اس کی حقیقت اس جگہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ اور اس خوش گوار وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے دوستوں کے حق میں ہماری یہ دعا ہے کہ یہ کیفیات (ذوق وشوق) ان میں ہمیشہ باقی رہیں۔ اور ان کے باطن تفرقہ کے حوادث سے الگ رہیں۔ (حادثات زمانہ سے محفوظ رہیں) بعد ازاں دست ہائے کرامت پیما بلند فرما کر دعا مانگی۔ القصہ ان طاق راتوں کی ہر رات کا ایک جدا رنگ تھا اور ایک نرالی کیفیت تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک رات کی کیفیت کو دوسری رات کی کیفیت سے کوئی آمیزش نہیں ہے۔ اور اس

؎۱ وہ شراب محبت جو ساقی نے شراب میں ڈالی۔ حریفوں کو سر و دستار کا خیال نہ رہا۔

Marfat.com

اعتکاف میں بعض وجوہات کی بنا پر حقایق و معارف لکھنے کا اتفاق نہ ہو پایا حالانکہ ابتدا سے ہی اس کا قصد کر لیا تھا اور سامان تحریر بھی مہیا کر لیا تھا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام اوقات طہارت کے ساتھ گذرتے ہیں اور طہارت کی نسبت و انوار ایسا احاطہ کر لیتے ہیں اور مستی بخشتے ہیں کہ باوجود ارادہ کرنے کے ان کا تحریر میں لانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور ابتدائے اعتکاف میں ایک شب یہ فرمایا کہ عالم میں انتشار جن معلوم ہو رہا ہو (یعنی یہ محسوس ہو رہا ہے) کہ وبا پھیلنے والی ہو اور ایسا ہی واقع بھی ہوا کہ ایک عالم کو بیماری نے آگھیرا اور بہتوں نے اس عالم سے کوچ کیا لیکن مخلصین و معتقدین میں سے جس کسی نے حضرتِ اقدس سے اس مرض کے دفعیہ کے لیے التجا کی اور اعانت چاہی وہ محفوظ رہا۔ اور حضرتِ اقدس کے ایک مرید کو اس دوران اتنی سخت بیماری نے آگھیرا کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ حضرتِ اقدس نے اس کی طرف توجہ خاص فرمائی اور رحمت باطنی مبذول کی آخر آپ کی توجہ مبارکہ سے اس نے شفاءِ کلی پائی۔

انھیں ایام میں حافظ عبدالرحمٰن نے اس فقیر کاتب حروف کو یہ بشارت دی کہ تجلی اعظم کے فیض نے جو رحمتِ شاملہ کی اقسام میں سے ہے اور جس نے اس بندہ کاتب حروف کے آباد اجداد کو مرتبۂ ولایت پر پہنچایا تھا وہ اب اس خاکسار کاتبِ حروف کو اپنی گرفت میں لے کر محیط ہو گیا ہو اور اس تجلی کے نزول نے جو حضرت کی وساطت سے ممتاز ہو کر نازل ہوا ہو اس فقیر کا مع الاولاد احاطہ کر لیا ہو اور اس کی فتح انشاء اللہ اولاد اور مستفیدین کے حق میں ہو گی۔ اور یہ بھی کہا کہ ایک رات صبح کے قریب یہ خواب دیکھا کہ مجھ کو حکم فرما رہے ہیں کہ بشارت خاں کے ہمراہ یا بشارت خاں کے سامنے

Marfat.com

جن کو شاہان سابق نے بشارت دی ہو جاؤ پس میں بے اختیار دوڑتا ہوا جا رہا ہوں اور یہ نہیں جانتا کہ وہ کون شخص ہے۔ جب بیدار ہوا تو اس کی تعبیر اسی بشارت سے لی اور تسکین حاصل ہوئی۔ پھر اس خاکسار نے بھی تعبیر حضرتِ اقدس سے عرض کی آپ نے فرمایا کہ صحیح اور درست ہے اور واقعہ کے مطابق۔ پس اس تصدیق کو وہ دوسری بشارت سمجھا والحمد للہ علیٰ نعمائہٖ والشکر علیٰ آلائہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء وآلہٖ

قصبۂ رہتک میں (جو دار الخلافہ شاہجہان آباد سے دو منزل کی مسافت پر مغرب جانب واقع ہے) ایک مسماۃ عرصہ دراز سے ایک سخت مرض میں مبتلا تھیں اور تمام حکما ان کے علاج سے عاجز آ چکے تھے۔ مریضہ مذکورہ نے حضرت اقدس کا بذات خود بحالت بیداری مشاہدہ کیا کہ آپ نے دست مبارک اٹھا کر ان کے حق میں دعائے صحت و عافیت و شفاو تندرستی کی۔ اور اس زمانہ میں حضرت اقدس شاہجہان آباد میں تشریف رکھتے تھے۔ اسی دن سے ان کو صحت ہونا شروع ہو گئی اور آپ کے لطف خداوندی کی شکر گذار ہوئیں۔ الحمد للہ علیٰ فضلہٖ

حضرتِ اقدس نے ایک رات بہ زبان معارف ارشاد فرمایا کہ نفس کلیہ کے جتنے کمالات ہیں وہ سب نفسِ جزئیہ میں نزول کرتے ہیں۔ بعض نفوس میں بالاجمال ہوتے ہیں اور بعض میں اُس نفس کلیہ کی وسعت بھی پائی جاتی ہے۔ پس جس نے خارج میں وجود پایا ہے سب کو نفس اپنے میں پاتا ہے۔ ان میں سے کمتر یہ ہے کہ بعض موجودات کے وجود کے ساتھ جو اس میں بنفسہٖ موجود ہے اس نفس کو مسرت و سرور حاصل ہوتا ہے گویا وہ موجود اس کا کمال ہے۔ پھر بطور تمہید یہ ارشاد فرمایا کہ ایک وقت

Marfat.com

صنعت تعمیر کی طرف نظر پڑی اور اس فن کے بے شمار اور لاتعداد نکات جو زمانہ میں ہوئے ظاہر ہوئے کسی میں اتنی مقدرت نہیں کہ اس کا احاطہ کر سکے اس کے بعد اس فن کے وجود سے ایک مسرت اور خوشی اس حیثیت سے پیدا ہو گئی کہ یہ چیز (صنعت) قوت سے فعل میں آگئی! اور استعدادی وجود نے ظہور اور تحقق خارجی کی صورت اختیار کر لی اور اس خیال نے طبیعت کو ایسا مغلوب کر دیا جس سے طبیعت کو لا متناہی ذوق حاصل ہوا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ جو کچھ طویل عرصہ میں فن تعمیر کی باریکیوں کو (جو میرے سامنے متمثل ہو کر آئیں) میں نے حاصل کیا اگر اس میں سے ایک پیسہ (ذرہ) بھر بھی کسی اہل فن کو بتا دوں تو وہ اس پر تعمیری کام کر سکتا ہے

۱۱۵۸ھ میں حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم نے چلہ اعتکاف فرمایا اور یہ بندہ کاتب حروف دعرفان پناہ شاہ نوراللہ بھی بغیر کسی زاد راہ کے محض حضرت کے فضل بے علت اور رجاذبۂ عنایت کے اپنے اپنے وطن سے اس چلہ کرامت آگیں سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور خواجہ محمد امین ولی اللهی خود شب و روز اس چلہ کشی کے مخصوص ملازمین میں سے تھے۔ انھیں ایام میں ایک دن حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت میں چلہ گاہ میں داخل ہوا تو ایک حالت عجیبہ طاری ہوئی۔ اپنی حقیقت کو دریافت کیا تو پتہ چلا کہ تجلی اعظم میں پوری نیستی رکھتی ہے (اضمحلال تمام رکھتی ہے) اور اس حقیقت کی ہر نسبت اور ہر کمال کے مقابل ایک صورت اور ایک مثال جداگانہ ادراک کی اور یہ کہ ان صور و اشباح کی باعتبار اس نسبت و کمالات کے بحسب اوقات تمیں و زیادتی اس حال کے عکس کے ساتھ متغیر ہوتی ہے اور اس حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

Marfat.com

ہر وہ اسی طرح اپنے اضمحلال و استغراق پر رہی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ عبادات کے انوار اور ارواح کے فیوض اور اسمار کے برکات اپنی جگہ خود علاحدہ کمال ہیں جو کمالات نفسیہ سے ماورا ہیں اور ایک رات زبان حقایق سے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو اس وقت تک کامل نہ کہیں گے جب تک اس میں تین چیزیں موجود نہ ہوں۔ اول یہ کہ وہ مدنی البخت ہو اس کی قسمت میں لوگوں پر حکمرانی اور ریاست مردم و تسخیر و تدبیر نظام و اصلاح معاد و معاش عالم سپرد ہو ایسے کو کہا جا سکے گویا وہ صورت مدینہ اس کا ظل نفس ہی دوم یہ کہ تجلی اعظم سے احوال و مقامات آلہیہ اس کے نفس پر وارد و فائض ہوں۔ سوم یہ کہ اس نظام کے ساتھ کہ عند اللہ اور ملاء اعلیٰ میں انعقاد پائے ہوئے ہی اس کے لطائف کامنہ کو اطمینان و برودت بخشیں یعنی لطائف کامنہ کی راہ سے لطیفہ عقلیہ میں اس نظام کا علم مترشح ہو اور اس سے اس کو برودت (ٹھنڈک) حاصل ہو۔ اور یہ برودت کا حصول لطائف کامنہ کی خصوصیت ہی۔ حتیٰ کہ کسی کو اگر لطائف بارزہ کے موافق مقام الوہیت حاصل ہو جائے اور اس کے لطائف کامنہ آگاہ نہ ہوں تو قلق باقی رہی گا اور برودت و طمانیت ظاہر نہ ہوگی۔ پس ایسا کامل اگر من عند اللہ مبعوث بھی ہو جائے اور دعوت پر مامور ہو جائے تو وہ نبی ہوگا ورنہ صرف کامل۔ اور کوئی کامل اس عالم سے نہیں جاتا مگر یہ کہ اس کی کوئی نشانی جیسے طریقہ یا مذہب یا کوئی دوسری شئے باقی رہ جاتی ہی اور درحقیقت اس کا محل بقا نفس کلیہ کے مواطن میں سے ایک موطن ہوتا ہی جو ان معانی کے مطابق تمام صور موجودات کو قبول کرتا ہی پھر اس موطن سے اثر مذکور اس عالم میں ہمیشہ ظہور کرتا ہے الی ماشاء اللہ اور دوسرے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ کامل کا نفس ناطقہ جب

Marfat.com

ملاءِ اعلیٰ کے نور قبول و محبوبیت سے متنور رہتا ہے تو اس نور کو عالم میں چھوڑ دیتا ہے اور اسی کو بسط کہتے ہیں اور بعض اشخاص اسی رنگ میں رنگ جاتے ہیں اسی وجہ سے رنگ قبولیت اور ملاءِ اعلیٰ کی محبوبیت حاصل کرتے ہیں اور یہ رنگ نور سفید زردی مائل ہوتا ہے یعنی وہ نور جب عالم مثال میں متمثل ہوتا ہے تو اسی رنگ میں متصور ہوتا ہے اور نور یادداشت کا رنگ انہی معنوں میں سفید محض ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر کامل کے نفس پر تجلّیٔ اعظم کا رنگ پورے طور پر غالب آجائے اور نفس مذکور اس رنگ کو اس عالم میں چھوڑ دے کیا عجب کہ گناہوں کی مغفرت کا سبب ہو جائے۔ اور ایک دن ارشاد فرمایا کہ ایک بار ارواح اکابر سلاسل قدس اللہ اسرارہم ظاہر ہوئیں اور فرمایا کہ تو اس عالم میں ہمارا نمونہ ہے پس فتوح و نذور ہماری طرف سے لیتے رہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک وقت یہ ظاہر ہوا کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جو سر عظیم نازل ہوا تھا وہ ہر صدی میں ایک شخص میں ودیعت ہوا اور پھر اسی طرح شخصاً بعد شخص منتقل ہو کر اب اس مقام پر قرار پکڑا ہے اور یہ فرما کر خود بدولت نے بہ نفس نفیس اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس حدیث شریف سے اس بات کی تاویل نکلتی ہے کہ ان اللہ اصطفیٰ[2] من ذریۃ ابراهیم علیہ السلام اسمعیل علیہ السلام واصطفیٰ من ذریۃ اسمعیل بنی کنانۃ واصطفیٰ من بنی کنانۃ قریشاً واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم فانا خیرھم نفساً وخیرھم داراً وکما قال

---

[1] اس کی شرح آیندہ صفحات میں ملاحظہ ہو۔

[2] اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی ذریت میں سے اسمٰعیلؑ کو منتخب فرمایا اور اسمٰعیلؑ کی ذریت میں بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھ کو لہٰذا میں ذات اور وطن کے اعتبار سے ان میں سب سے بہتر [illegible]

Marfat.com

معلوم ہوا کہ اس جگہ اصطفائے خاص مطلب حقیقت مصطفویہ کا سر بھا جو اس راہ سے منقلب و منتقل ہوا۔ اور اس حدیث شریف میں جو یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ رہگذر سے مطلب اصطفا جانب ذریت اسمٰعیل کس طرح محقق ہو۔ حالانکہ ہر صدی میں انبیاءؑ حضرت اسحٰقؑ کی ذریت میں پیدا ہوئے ہیں وہ ساقط ہو گیا (یعنی رسول اللہ صلعم کی بعثت ذریت اسحاقؑ سے منتقل ہو کر ذریت اسمٰعیلؑ میں آ گئی)

اور انھیں متبرک ایام میں ایک دن اس غلام کاتب حروف نے آپ کی خدمت میں بعض ان اشخاص کے بارہ میں سوال کیا جو ایک معرفت اور نسبت خدا کے ساتھ رکھتے ہیں پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس حال و کیفیت میں سستی و غفلت ظاہر ہوتی ہے پھر اچانک اس نسبت سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور وہ قبض۔ بسط میں تبدیل ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد کوئی غلطی یا جرم ان سے سرزد ہوتا ہے تو یہی ماجرا ظاہر ہوتا ہے اور اس حال کی تکرار سے ان کا دل اس نسبت کے ظہور کو مقدمات ظہور سے غلط سمجھتا ہے اور بسط کا ظہور ہوتے ہی خطا سرزد ہونے کا یقین ظاہر ہوتا ہے اور اسی کے مطابق واقع ہوتا ہے اس میں کیا راز ہے؟ اور یہ خیر مقدمہ شر کس طرح ہو گا؟ ارشاد فرمایا کہ کبھی نفس شہوی جب اپنی شورش پر آتا ہے تو اولاً روح سے وہ انبساط مقدس جو اس کو معرفت کی وجہ سے حاصل ہے استراق کرتا ہے اور اس انبساط مسترق سے بالیدگی پا کر اپنی جگہ پر آ جاتا ہے۔ پس درحقیقت انبساط روحی جرم و گناہ کا مقدمہ یعنی ارتکاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے لیکن وقوع پذیر نہیں ہوتا بلکہ وہ انبساط مسترق نفسی ہے جو غلطیوں کے ارتکاب کا مقدمہ ہوتا ہے۔ اور انھیں شبہائے فیوضات میں ایک شب آپ نے آیہ کریمہ

لہ اُچک لینا۔

Marfat.com

ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ کی تاویل کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ عرش سے مراد عرش تکوین ہے یعنی وہ حقیقت جو صفت تکوین کی مصدر و منظر ہے اور اس کے حامل حقایق اربعہ یعنی انسان و بہایم و سباع و طیور ہیں جو حدیث نبوی میں بحسب تمثیل عالم مثال میں ایک طرح (و تبہے) وعول[عہ] سے معتبر ہوئے ہیں پس آیت کی تاویل یہ ہے کہ جب نفس کلیہ سے افراد نے ظہور کیا (تو) اس کو اس سے سرور و انشراح پیدا ہوا اور اس انشراح نے اس کثرت ظہور کے مطابق (تمام) و اکمال قبول کیا اور جب یہ کثرت بہ سبب قرب انقضائے دور وہ اس عالم سے مرتفع ہو گئی۔ تو نفس کلیہ کے انشراح سے جو منشۂ تکوین ہے ان حقایق نوعیہ کو جو حاملان عرش ہیں ایک ایسی ہیئت حاصل ہوئی جس کی تعبیر تضاعف (دوگنا) سے کی جاتی ہے۔ دوسری شب ارشاد فرمایا کہ تمام موجودات کا صدور و ظہور براہ تجلی اعظم[لہ] نقطۂ ذاتیہ سے واقع ہوا ہے اسی وجہ سے تمام موجودات کی توجہ و متابعت اور احتیاج دراصل تجلی اعظم کی طرف فطری طور پر ودیعت ہے اور تکلیف و مواخذہ کے بھید کا یہی مطلب ہے۔ مثلاً کسی درخت کی تمام شاخوں اور پتوں و پھلوں پھولوں نے ایک ہی قوت فیاضیہ کی راہ سے ظہور پایا ہے پس ان تمام اشیا کی فطرت میں اتباع و تعلق اسی قوت کی جانب ہے۔ چنانچہ اگر علم و نطق پاتے ہیں تو اس کی تعریف و توصیف میں زبان کھولتے ہیں اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں اور اگر اس کے حق میں اشتراک یا تشبہ کے قائل ہوتے ہیں تو عذاب و عقاب کے مستحق ہوتے ہیں اسی طرح تمام موجودات بمنزلہ درخت کے ہیں اس لیے کہ تمام افراد کا افادہ تجلی اعظم کی راہ سے ہے چونکہ

لہ صورت حق کے انعکاس کو تجلی اعظم کہتے ہیں اور یہ انعکاس شخص اکبر کے لطیف ترین نقطہ (حجر بحت) پر ہوتا ہے تجلی اعظم منبع تجلیات بھی ہے ساری تجلیاں اسی سے صادر ہوتی ہیں۔

عہ پہاڑی بکرا۔ موٹے تازے تر جانور (باقی اگلے صفحہ پر)

نوع انسانی میں افاضۂ وجود کے ہمراہ افاضۂ علم و اختیار و ارادہ و دیگر صفات کمال بھی رکھتے ہیں اسی وجہ سے اشتراک و تشبیہ سے مستحق عذاب و عقاب ہوئے اور رمضان کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں سے پہلی رات نصف شب کے قریب اس خاکسار سے ارشاد فرمایا کہ اس رات ظہور برکات معلوم ہو رہا ہے اور واقعی اس رات بعض اقسام نور اور طاعات میں انس و نشاط بہت زائد ظاہر ہوئے اور طاق راتوں کی دوسری رات نصف اخیر کے ابتدائی وقت حضرت اقدس اٹھے اور وضو فرمایا اسی دوران زبان غیب سے ارشاد فرمایا کہ اس رات کا امتیاز ظہور حکمت سے معلوم ہو رہا ہے نہ بظہور انوار بخلاف اول طاق رات کے کہ اس میں ظہور انوار اور تجلی اعظم کی طرف توجہ تھی۔ پس بہت دیر مراقب بیٹھ کر سر مبارک اٹھایا اور زبان کرامت ترجمان سے فرمایا کہ ادعا کی کئی خصوصیات ہیں اور یہ شب ذات صرف کے نقطۂ وحدانیت کی طرف مخصوص بہ میل ہے جو خاص طور پر وجوب و امکان کی جامع ہے اور وہ حقیقت نقطہ سیاہ کے ساتھ عالم مثال میں متمثل ہوتی ہے اور اس کا میل تجلی اعظم کی طرف نہیں ہوتا۔ پس وہ داعیہ (خواہش) اور میل مذکور اسی نقطہ سے منشرح و منفسر (ظاہر) ہوتا ہے اور تمام حقایق کا اضمحلال (نیستی) اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر شاہ نور اللہ اور اس بندہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اس وقت کیا محسوس کر رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ اسی طرح کے

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) جو محبت تجلی اعظم کے لیے آئینہ ہے۔ دوسرے بزرگ تجلی اعظم کو حقیقت محمدی کہتے ہیں اور حقیقت محمدی کا وہ عکس جو ہر انسان کے قلب میں پایا جاتا ہے جوہر محبت کہلاتا ہے یہی نقطہ اپنے انبساط میں عرش اعظم ہے اور عالم مثال میں تمام قوتوں کا مرکز ہے۔ تقی انور

Marfat.com

یعنی دو پہر ہی کو مجھ پر ظاہر ہو گئے تھے اور حافظ عبد الغنی نے بھی عصر کے وقت اسی قسم کی بات بتائی۔ پھر حضرت اقدس نے صبح تک مراقبہ فرمایا اور پچیسویں شب کے برکات کا حال بیان فرمایا جس کی خصوصیات ظہور ملکوت و توجہ ارواح ہیں۔ اور اس وقت تمام منتسبین آستانہ فیض آشیانہ نیز ان کی اولاد کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

اور چوتھی وتر شب میں نصف شب کے قریب ارشاد فرمایا کہ اس شب میں بھی ایک امتیاز ہی جو تجلی اعظم سے توجہ و ربط کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے اور اس کو احیا (شب بیداری) فرمایا۔ اور خود بدولت اعتکاف میں اور تمام مجاورین آستانہ اس کے آس پاس تھے۔ جب دو تہائی رات گذر گئی تو خلوت سے مسجد میں تشریف لائے اور معتکفین آستانہ سے ارشاد فرمایا کہ یہ شب وھو القاھر فوق عبادہ[۱] کے شہد کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہی نہ کہ انوار ملکوت کے ظہور کے ساتھ اور قہر سے مطلب یہ ہو کہ موجودات میں سے ہر موجود جو مبدأ سے صادر ہوا ہی یقیناً ممتاز ہی بوجہ اپنے (اس) صدور کے جو ایسے جہاں سے متعلق ہے جو بہت سی شانیں رکھتا ہے اور اسی وجہ سے حفظ حقیقت اور اس کا وجود مفاض ہوتا ہی۔ اور جہت مذکورہ سے مراد اس کا حفظ ہی اور (وہ) وہی قہر ہی جو ویرسل علیکم حفظۃ[۲] کی تمثیل ہی۔ پھر اس خاکسار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم بھی اس سلسلہ میں کچھ ادراک کر رہی ہو بندہ نے عرض کیا کہ اتباع کے علاوہ مجھے اور کچھ معلوم نہیں ہے فرمایا کہ یہ انقیاد اسی مشہد کا ظل ہی جس کی دو صورتیں ہیں ایک ظہور عظمت دوسرا ظہور انقیاد۔ اور ارشاد فرمایا کہ فیھا یفرق کل امر حکیم[۳] اس کا مطلب ہمارے نزدیک اسی قسم شب کی

---

[۱] اسی میں جدا ہوتا ہی ہر کام جانچا ہوا [۲] اور وہ بھیجتا ہے تم پر نگہبان

طرف اشارہ ہے جو پورے سال میں ایک مقررہ وقت پر ہوتی ہے چنانچہ تنزل الملائکۃ والروح میں اسی شب کا بیان ہے جو ظہور انوار اور ظہور ملکوت سے ممتاز ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ دونوں یکجا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سرور کائنات کے زمانہ میں اسی شب میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہر دورۂ فلکی از قسم حفظ تقاضا کرتا ہے اور مکمل تشخیص کرتا ہے پس وہ حفظ جس کو قہر بھی کہتے ہیں افراد کی صورت میں اسی طرح ظہور کرتا ہے یہاں تک کہ وہ دورہ ختم ہو جاتا ہے اور جب دوسرا دورہ گردش کرتا ہے اور دوسری نوع کا تقاضا کرتا ہے تو وہ حفظ افراد کی صورت میں اسی طرح جلوہ گر ہوتا ہے پھر اس بندہ نے عرض کیا کہ کیا اس رات کو لیلۃ القدر کہہ سکتے ہیں اور فیہا یفرق کل امر حکیم میں تو اسی کا بیان ہے فرمایا کہ ہاں کہہ سکتے ہیں لیکن دوسری بات اچھی طرح واضح نہیں ہے کہ خالص ہے یا کچھ آمیزش رکھتی ہے اور صبح کے قریب وستہائے کرامت بپا اٹھائے اور تمام منتسبین کے حق میں دنیاوی واخروی دعائے خیر فرمائی۔ اور حاضرین میں سے ہر ایک کے خاص مقاصد کے لیے دعائے خیر فرمائیں۔ اور انتیسویں شب کو بھی بیدار رہے اور آخر شب ارشاد فرمایا کہ اس رات مناجات کی حلاوت زیادہ معلوم نہیں ہوتی۔ اور دوسرے معتکفین آستانہ نے بھی ایک قسم کے سکوت وراحت کا ادراک کیا۔ اور خواجہ محمد امین نے بیان کیا کہ بعد وتر آخر شب میں رو بقبلہ بیٹھا ہوا تھا کہ میرے کانوں میں ایک آواز آئی کہ کچھلت کے لوگ کوئی محنت نہیں کرتے۔ اسی اثنا میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ کچھلت والوں کے قلوب ثمرت آفتاب پر ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک کلہ

جب حقایق آگاہ شاہ نور اللہ کے گھر میں فرزند تولد ہوا تو فقیر کاتب حروف نے ان سے پوچھا کہ مولود مسعود کا کیا نام رکھا۔ کہنے لگے کہ نام کے لیے حضرت اقدس

Marfat.com

کی خدمت میں عرض کیا ہو آپ جو ارشاد فرمائیں گے لیکن مجھے یقین ہو کہ آپ ہبتہ اللہ نام رکھیں گے۔ فقیر نے پوچھا کہ یہ کیسے معلوم ہوا۔ بیان کیا کہ میں ایک دن حضرت اقدس کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ عطاء اللہ و ہبتہ اللہ کیا اچھے نام ہیں منجھلے اسی وقت یہ یقین ہو گیا کہ یہ بشارت میرے ہی حق میں ہو اور میرے دو فرزند پیدا ہوں گے۔ اور یہ میری شادی سے کئی سال پیشتر کی بات ہو۔ بعد ازاں کچھ عرصہ بعد شادی ہوئی اور اس کے چند سال بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ نے اس کا عطاء اللہ نام رکھا۔ اور یہ دوسرا لڑکا ہو یقین یہی ہو کہ اس کا ہبتہ اللہ ہی نام رکھیں گے۔ پھر اس کے چند روز بعد جب آنجناب کے وہاں سے سرفراز نامہ صادر ہوا تو اس میں آپ نے نومولود کا نام ہبتہ اللہ ہی تحریر فرمایا۔

ایک روز جب حضرت اقدس اپنے چھوٹے ماموں شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ کے فاتحہ میں قصبہ پھلت تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک دن بعد نماز عصر مقبرہ میں تشریف لے گئے اور جد بزرگوار حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ کے مزار پر مراقب بیٹھے اور دیر تک مستغرق رہے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ کے مزار منبع اسرار پر جلوس فرما ہو کر متوجہ ہوئے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر مقام برکت نظام پر تشریف لائے اور نماز مغرب پڑھی۔ کاتب حروف نے عرض کیا کہ حضور کا اس وقت مزارات پر تشریف لے جانا کیا کسی خاص وجہ سے تھا یا محض اتفاقیہ تھا۔ فرمایا کہ پہلے تو کوئی ارادہ نہ تھا وہاں پہنچنے پر خاص وجہ ہو گئی یعنی حضرت شیخ مرحوم کے متعلقین کے بعض مطالب (مقاصد) تھے اس لیے ان کی قبر کی طرف توجہ کی کہ ان کی طرف سے کیا واضح ہوتا ہو۔ انھوں نے اس طرح واضح کیا کہ ہمارے حال کا مقتضا مکمل گمنامی ہو اس وجہ سے ان مقاصد کی تکمیل ہوتے نظر نہیں آتی اس فقیر نے عرض کیا کہ دونوں بزرگوں کی نسبت میں کیا فرق ہو۔ ارشاد فرمایا کہ میرے جد محترم کی

Marfat.com

نسبت ایسی ہو جیسے حقیقت جامعہ پر علینک اور شیخ مرحوم کی نسبت میں فیض اعمال کے انوار داخل ہیں۔

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اہل اللہ کی نسبت جو ان کی روح میں موت کے بعد قائم رہتی ہو ایک کیفیت ہو جو ان کے لطائف کی اصل فطرت کے مطابق فوارہ کی طرح جوش مارتی ہو (اس وقت) لطیفہ غالبہ کا حکم غالب ہوتا ہو اور لطیفہ مغلوب کا مغلوب اور میرے نانا کی نسبت ہیا کل موجودات میں سریان کی نسبت ہو اور ان کے نفس ناطقہ کے ایک گوشہ میں حیرت[۱] ہے تجلی اعظم کے اعتبار سے اور وہ تجر بحت کا حکم ہو اور دوسرے گوشہ میں ذات بحت کی طرف اس سے خفی تر میل ہو اور ارشاد فرمایا کہ دل بے اختیار ان کی قبر کی زیارت کو کھنچتا ہے اس کا سر یہ ہو سکتا ہو کہ اس بندہ کاتب حروف کو یاد ہو کہ ایک دن حضرت شیخ بزرگ (والد ماجد حضرت اقدس) آپ کے نانا کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اس وقت بہت زائد حقایق و معارف بیان فرمائے اور بعد فراغت حضرت اقدس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ ذکر اس بنا پر تھا کہ

---

[۱] مرتبۂ احدیت میں محو ہو جانا۔ عارف کا دیدۂ دل سے اسم ھو کی تجلی کا مشاہدہ کرنا حیرت سے یہ بھی مراد ہے کہ خیال کسی چیز کو اپنے ادراک میں لانے سے عاجز رہے اور عاجز ہو کر اپنے تفکر کو ذات کی طرف لے جائے اور ذات بھی تفکر سے ماورا ہے۔ بزرگان دین نے ذات کی عینیت کا ادراک تخیل و تفکر سے نہیں کیا ہے بلکہ تفکر سے اسماء و صفات کے حقایق دریافت کر کے ان کے ذریعہ ذات میں فنا حاصل کی ہو اور عینیت ذات کا ادراک اس فنا سے کیا ہو جہاں ادراک کی بھی گنجائش نہیں ہو بلکہ بے ادراکی ہی میں اس کا ادراک ہو۔ یہ کیفیت بغیر فنا حاصل ہوئے محسوس نہیں ہو سکتی، نہ بیان میں آسکتی ہو۔ آنحضرت کی دعا ہو رب زدنی تحیرًا اے میرے رب میری حیرت میں زیادتی فرما زائد تفصیل معلوم کرنا ہو تو حضرت شیخ اکبر کی تصنیف دیکھنا ہے بقول حسرت علم و حکمت سے جنھیں تحفہ ہوا تیس نہ ادھر کچھ نہیں فلسفۂ عشق میں حیرت کے سوا لیقی اور

تمھارے نانا نے ہم سے یہ کہا کہ تم کو مخاطب کر کے حقایق و معارف بیان کیے جائیں کہ ان کے سوال وجواب سے ان کو نہایت مسرت و خوشی ہوتی ہی اور بندہ کاتب حروف کو یہ بھی یاد ہی کہ جب حضرت شیخ بزرگ (شاہ عبدالرحیم) حضرت اقدس کے نانا کی وفات کے بعد بسلسلۂ فاتحہ و تسلی ماتم زدگان پھلت تشریف لائے تو سب سے پہلے ان کے مقبرہ میں گئے اور یہ شعر پڑھا ؎

لے گل بے خار ما در خاک پنہاں گشتۂ ۔۔۔ دیگراں را سوختی خود در جناں آسودۂ

اس وقت حاضرین پر عجب وجد و بکا غالب تھا۔ آپ نے اس وقت سب کو ذکر جہر کا حکم فرمایا اور خود بدولت مراقب بیٹھے، اور بعد فراغت زبان کرامت ترجمان سے فرمایا کہ اس وقت ان کی روح ظاہر ہوئی اور کہا کہ میرے غایت شوق کا حال یہ تھا کہ قبر سے بدن کے ساتھ نکل کر استقبال کرنا چاہتی تھی اور یہ قدرت و طاقت اللہ نے مجھ کو عطا فرمائی ہی لیکن چونکہ یہ امر اس کی مصلحت نہیں ہی اس لیے میں نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ واللہ اعلم

ایک بار حضرت اقدس اپنے چھوٹے ماموں صاحب کے فاتحہ کے موقعہ پر پھلت تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب واپسی کا قصد فرمایا تو اثنائے راہ میں ارشاد فرمایا کہ جو لوگ بعض اولیاء اللہ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ فلاں صاحب ولایت ہی اور فلاں جگہ فلاں صاحب ولایت، ہی تو اس صاحب مقام کی شرط یہ ہی کہ فناو بقا و حصول نسبت کے بعد اس کی ہمت قوم کے لیے ایسی قوی ہو کہ نزول برکات و دفع بلیات میں وہ تاثیر عظیم رکھتا ہو اور دوسرے یہ کہ اس کی ہمت بحیثیت تسخیر و دبدبہ اس دیار والوں کے لیے عالم مثال میں متمثل ہو۔ اور اس کی منجملہ نشانیوں میں سے ایک یہ ہی کہ اس کا معترض مخذول ہوتا ہی اور اس کا ناصح منصور، اور یہ تمام

لے اے ہمارے بے خار پھول تو تو خاک میں روپوش ہو کر جنت میں محو راحت ہو گیا اور دوسروں کو آتش فراق میں پھونک دیا۔

Marfat.com

باتیں اس وقت اس ملک میں بحمد اللہ میرے بڑے ماموں صاحب شیخ عبید اللہ سلمہ اللہ کی ذات گرامی صفات میں موجود ہیں۔

ماہ شعبان ۱۱۵۵ھ میں حضرت اقدس پھلت سے شاہجہان آباد تشریف لے گئے اور یہ غلام بھی آپ کے ہم رکاب تھا۔ اور ماہ مذکور کے عشرۂ اخیرہ میں چلہ کشی کا قصد فرمایا۔ چلہ کی پہلی رات ارشاد فرمایا کہ ایک خواہش دل میں کروٹ لے رہی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے تحقق کی کیفیت جو اپنے میں پا رہا ہوں تحریر میں لائی جائے۔ چنانچہ اس کو تحریر فرما کر تفہیمات آلہیہ میں منسلک فرمایا اور ماہ مذکو کی ستائیسویں تاریخ جب کہ حلقۂ مراقبہ تھا خواجہ محمد امین نے واقعہ میں دیکھا کہ شاہ نور اللہ کے پاس ایک شیشہ ہے اور حضرتِ اقدس کے سینۂ مبارک سے ایک باریک ڈوری مثل دھاگہ کے اس شیشہ میں پیوست ہے۔ اور ماہ مذکور کی اٹھائیسویں شب شاہ نور اللہ نے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اقدس کی صورت میں مشاہدہ کیا۔ اسی واقعہ میں انھوں نے کہا کہ اس میں کیا راز ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حضرتِ اقدس کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ اسی دوران کسی نے ان سے کہا کہ یہ صورت تیری اس آرزو کا جواب ہے جو تو کرتا ہے اور بات دراصل یہ تھی کہ دن کو ان کے دل میں یہ خواہش ہوئی تھی کہ اس چلہ میں درود شریف کی کثرت کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی کی برکت سے آنحضرتؐ کی خواب میں زیارت ہو جائے۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضرت اقدس کو روز دیکھا جا سکتا ہے تو پھر اس آرزو سے کیا فائدہ۔ کیونکہ حضرت اقدس کا دیکھنا عین آنحضرتؐ کا دیکھنا ہے۔

انھیں راتوں میں ایک دن شاہ موصوف نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک مجلس قائم ہے اور اس میں آم لائے گئے ہیں۔ ایک شخص نے ان کو تقسیم کرنا شروع کیا اور اس

Marfat.com

طرح تقسیم کئے کہ سب کو کافی نہ ہوئے۔ کچھ کو ملے اور کچھ محروم رہے۔ حضرت اقدس نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تم نے قاعدہ سے تقسیم نہیں کی ہے آخر آنحضرتؐ کا معجزہ ہی ہی برکت ظاہر ہو گی۔ جتنے آم ہیں سب کو اکٹھا کر کے ہمارے پاس لاؤ ہم خود تقسیم کریں گے۔ نبیؐ کا وہ معجزہ ہم میں ہے۔ پھر وہ سب یکجا کر کے آپ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے اک مقدار بھر جتنا اس شخص نے تقسیم کیا تھا تقسیم فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ تمام اہل مجلس کو حصہ پہنچ گیا اور کچھ باقی بھی رہ گیا۔ بعد ازاں کھانا لایا گیا اور اسی پہلے شخص نے اسی طرز پر تقسیم کیا کہ کچھ کو ملا اور کچھ کو نہ ملا۔ حضرت اقدس نے پھر وہی بات فرمائی اور اس کو جمع فرما کر بذات خود تمام لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ سب کو پہنچ گیا اور پھر بھی باقی رہ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ معجزہ آنحضرتؐ سے متعدد بار ظاہر ہوا ہے اور وہی مجھ میں (بھی) موجود ہے اور یہی وہ تمام برکات و کرامات ہیں جو حضرت اقدس کے فیض صحبت و توجہ سے ظاہر ہوئیں۔

انہیں راتوں میں ایک رات شاہ مذکور نے خواب دیکھا کہ خواجہ بزرگؒ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ و حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ اسرارہم ہر سہ بزرگ یکجا جمع ہیں اور دعوت طعام کی مجلس ہے اور یہ راقم اور بابا عثمان جو کشمیر کے بزرگ زادگان میں سے ہیں اور ایک دوسرے شخص اہل کشمیر کے وہ بھی اس دعوت میں شریک ہیں۔ صبح کو شاہ معز اللہ نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ ان تینوں بزرگوں کی نسبتوں میں کوئی فرق بھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں خواجہ محمد باقی کی نسبت یہ ہے کہ ان کا نقطۂ ذات کی طرف وصول لطیفۂ خفی اور لطیفۂ روح کی راہ سے ہے اور حضرت خواجہ قطب الدین کا (وصول) لطیفۂ روح سے ہے اور کامل انس رکھتے ہیں اور حضرت سلطان المشائخ کے لطیفۂ روح میں تجلی اعظم کی طرف سے خاص طور پر عالم کی تسخیر کا نمونہ

Marfat.com

پایا جاتا ہی پھر شاہ نور اللہ نے عرض کیا کہ تجرد کے لحاظ سے ان بزرگوں میں سے کن کی نسبت زیادہ قریب ہی۔ فرمایا کہ خواجہ بیرنگ اور خواجہ قطب الدین کی نسبت میں یہ بات بہت زائد معلوم ہوتی ہی۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے بھی ایسا ہی ادراک کیا کہ دونوں خواجگوں کی نسبت میں تجرد تمام ہی بلکہ حضرت خواجہ بیرنگ کی نسبت میں اس عالم سے یکسو ہونا بھی سمجھ میں آتا ہی اور حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کی نسبت میں گویا یہ تمام عالم ملحوظ ہی اور ہم کو دونوں خواجگوں کی نسبت کے ساتھ ایک انجذاب ہوا بلکہ انھوں نے مجھ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور اسی اعتکاف وچلہ میں ایک روز جب یہ خاکسار مابین مغرب وعشا خلوت خاص میں باریاب ہوا اور شرف حضوری سے مشرف ہوا۔ آپ نے اسرار عظیمہ سے نوازش فرمائی اور اس نوازش میں تمام فدویوں میں اس حقیر غلام کو ممتاز فرمایا چنانچہ ۲۵ رمضان المبارک مابین مغرب وعشا اپنے مقام خاص سے مطلع فرماکر معزز فرمایا وہ اللہ کی اس نعمت کا تہ دل سے شکر گذار ہی۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ اور زبان حقایق بیان سے ارشاد فرمایا کہ کبھی افراد میں[1] کوئی فروشات متاخرہ متنازلہ جو نادر عجیب[2] ہے مرتفع ہوتا ہے اور پھر شان آلہی میں جس سے مطلب اس کا اقتضائے ذاتی ہے تمام اجناس وانواع عالم کو جو مرتبۂ ثبوت میں ہی اور اس کی ذات صرف کے ساتھ ہے فانی ہوتا ہے اور اسی شان کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے یعنی بذاتہ وہی شان اور اقتضا ہو جاتا ہے جس کا قیام ذات بحت کے ساتھ ہی اور تمام نشات متنازلہ اس طرح معطل ہو جاتے ہیں کہ کسی ایک کا بھی اس

[1] موت کے بعد جو زندگی عطا ہوتی ہے۔
[2] یہ چیز ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی اور میں ہی خاتم وجود کے نگینہ کا نقش ہوں۔

Marfat.com

میں دخل نہیں رہتا پس وہ شخص اس معنی کے ساتھ ابدی ہوجاتا ہے (اسم آخر اسم اول ہوجاتا ہے یعنی مقام قلندری پر فائز ہوجاتا ہے) پھر اس کی مثال یہ بیان فرمائی کہ اگر کسی انگوٹھی کے نگینہ پر نقش کندہ کریں تو اس نقش کا قیام نگینہ پر ہو اگرچہ بحسب صلاحیت وہ کثیر ہیئتیں[۱] پیدا کرنے کی استعداد رکھتا ہے اور یہ کثرت اختیار کرنے کی وجہ سے اسمیں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ اور آج یہ چیز بہ تحقیق واضح ہوگئی اور یہ ایسی چیز ہے جو اسلاف میں سے بھی چند میں شاذ ہوتی ہے فالحمد للہ علی ماانعم (راز درون خود شناس گاہ گاہ دبے حرف)

نیز ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کے بروز[۲] میں جس نے افلاک کے احجار مجیہ کی مناسبت سے ظہور فرمایا ہو دراصل وجود تعالیٰ کے بیان کے لیے ایک آرزو جوش مارتی ہو اور یہ قدم[۳] سے تعبیر کیا جاتا ہے

اور ایک وقت زبان حقیقت سے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی قوم نسبت مقربی کے ساتھ انبیاء و اولیاء سے محبت و اعتقاد اس حد تک پہنچادے کہ اس کو فرط محبت میں معبودیت کے درجہ پر سمجھیں یا اس ولی میں رسالت کے خواص کا اعتقاد رکھے تو غیرت الٰہی جوش مارتی ہو اور اس کو مٹانے اور باطل کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہو۔ اگرچہ اس مقرب کو اس بارہ میں کوئی تشویش محسوس

---

[۱] یعنی وہ نقش کسی چیز پر کندہ کریں خواہ انگوٹھی کے نگینہ پر ہو یا دیگر صورتوں میں

[۲] بروز کے معنی لغت میں ظاہر ہونے کے ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد ہو کسی صورت میں ظاہر ہونا اس طرح پر کہ اپنی حالت اصلی میں کوئی تغیر و نقصان نہ واقع ہو اور یہ حق انبیاء و اولیاء کاملین کے ساتھ مخصوص ہے

[۳] قدم اس نعمت کو کہتے ہیں جن کا ازل میں حق تعالیٰ نے بندہ کے لیے حکم کیا تھا اور حق کی اس آخری موہبت اور عطیہ کو بھی کہتے ہیں جس سے عبد کی تکمیل ہوتی ہو۔ نحو اہر

Marfat.com

نہیں ہوتی اور نہ اس کے درجہ و مقام میں کوئی خلل پیدا ہوتا ہے۔ لیکن لوگوں کے ان عقائد باطلہ کی صورت ایک ہئیت پیدا کرتی ہے اور جب وہ اس کیفیت میں غرق ہو جاتے ہیں تو غیرت الٰہی ان کو محو کر دیتی ہے۔ جیسا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اعتقاد رکھتے ہیں اور اصحاب تفضیل کے حق میں جنھوں نے محبت (مفرط) کو عبادت کے درجہ پر پہنچا دیا ہے اور معتقد کو بمنزلہ رسول اکرم ؐ سمجھتے ہیں تو غیرت الٰہی نے جوش مارا ہے اور ان کی محیق ملکوت میں متحقق ہو گئی ہے (لیکن) اللہ جانے کہ ناسوت میں کب ظہور ہو گا اور ایسا ہی ہے کہ قضا پہلے ملکوت میں منعقد ہوتی ہے اور پھر ایک مدت بعد ناسوت میں بروز (ظہور) کرتی ہے۔

اور اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ (ایک مرتبہ) مفسرین کو واذ تاذن ربک کی تفسیر میں تردد (اضطراب) واقع ہوا اس لیے کہ لغت میں (لفظ) تاذن کے معنی مشورہ فی التقلب کے ہیں اور دل میں کسی چیز کا قبل از اظہار مقرر کر لینا بھلا اللہ تعالیٰ کے بارہ میں یہ معنی کس طرح چسپاں ہو سکتے ہیں۔ پس مجبوراً تاذن کو بمعنی اَذَّنَ یعنی اَعْلَمَ تاویل کر لیا ہے اور ظاہر ہے میرے نزدیک یہ ہے کہ اس سے اشارہ وہی تفرد محقق ہے جو اولاً ناسوت میں ظاہر ہونے سے قبل ملکوت میں پایا جاتا ہے اور تاذن سے کنایہ یہی تسدید و تقریر ملکوتی ہے۔ پس بغیر تاویل و تحریف کے بنا بریں معنی درست ہوئے۔

ایک بار زبان اسرار ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے[1] ایک شخص نے اپنی عمر کے تعین کے بارے میں معلوم کیا کہ وہ پچپن سال ہو گی ایک بار وہ سخت بیمار ہوا۔ اسی دوران اس نے یہ مشاہدہ کیا کہ ایک جسم سے

[1] یہ سبز خاص شاہ الخ یعنی اپنی وفات سے ۸ سال قبل ظاہر فرمایا۔

Marfat.com

(قالب) انتہائی پرانا ہو بوسیدہ ہو ایک فرشتہ نے اس کے ایک ایک عضو کو الگ الگ کر دیا اور اس کے ایک ایک ذرہ میں تلاش و جستجو کرنے لگا پھر ان اجزا میں سے ایک جز و صغیر انتہائی چمکدار مثل براق جس میں زہرہ کی میراث تھی تلاش کر کے نکالا اور اس شخص (قالب بوسیدہ) کے کان کے اوپر رکھ دیا اور (اس فعل سے) اس کی وجہ سے اس کی مقررہ عمر میں قدرے اضافہ ہو گیا اور وہ تقریباً ساٹھ سال ہو گئی۔ اور عمر میں یہ اضافہ زہرہ کی وجہ سے ہوا بعد ازاں اس عمر کی مقدار پر بھی بعض ارواح کی برکات کے باعث اس طور پر کہ انھوں نے آکر اس شخص کے (مردہ) نفس کو گویا اپنا ذکر قرار دے دیا (یعنی اپنا پرتو ڈالا یا مرکز توجہ بنا لیا) جس سے عمر میں کچھ اور اضافہ ہو گیا اور وہ ساٹھ سال سے بھی تقریباً دو تین سال بڑھ گئی۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک خاص الفت اپنے میں پائی جاتی ہے اور اس کا تعلق اس محبت و الفت سے ہے جو تمام ملاء اعلیٰ کو آپؐ کی مرکزیت کی وجہ سے ہے۔ اور اس بنا پر وہ تمام ملاء اعلیٰ کی طرف متوجہ ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا کہ بہ یقین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخلصین جن کے ساتھ اس عالم میں الفت و محبت و انبساط تمام ہے اس عالم سے انتقال کرنے کے بعد اس مقام پر بھی ایسا ہی اجتماع واقع ہوگا۔ اور جس طرح دل چاہے گا اس مقعد صدق میں ہم سب انشاء اللہ باہم مل جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس عالم میں اس کے مثل کوئی (اور) صورت ظاہر ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کامل پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کے نفس کے خیالات و حادیث خواب کا حکم ظاہر کرتے ہیں۔ ہر ایک کی ایک (جدا) تعبیر ہوتی ہے اس لیے کہ وہ سب مقاصد مقدسہ ہوتے ہیں

Marfat.com

جو اس کامل کے آئینہ میں احادیث نفس کی صورتوں میں جلوہ گر ہوتے ہیں سلہ

آں خیالاتے کہ دام اولیاء است عکسِ مہ رویانِ بستانِ خدا است

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں نے واقعہ میں مولانا رومؒ کو دیکھا کوتاہ قد سفید رنگ خشخشی داڑھی۔ اور ایک بار حضرت شیخ اکبر محی الدینؒ ابن عربی کو دیکھا عربی شکل میں۔ طویل القامت۔ تندرست۔ برہنہ۔ پنجاب کے لوگوں کے مثل اور ایک روز بوعلی سینا کو دیکھا وہ ایک فربہ آدمی تھے اور ان کے فنا سے اسلام کے معنی ادراک ہو رہے تھے۔ میں نے سنا وہ قرآن خوب پڑھتے ہیں۔

پھر بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک ارشاد فرمایا کہ آج اللہ کا نام "عزیز" چند بار میں نے تلاوت کیا۔ اور میرے اس فعل سے قلب میں ایک قسم کے نور کی تحریک ہوئی۔ اس کے مقابل عزت ہی جو مرتبۂ وجوب میں ہے اور اسم "عزیز" نے تعین کی راہ سے اسی رنگ میں رنگ کر نزول کیا ہی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جس کو اسماء کی صور مثالیہ کے ساتھ تعارف ہو اور وہ اس کی اور ان شرائط کی جو اصحاب فن دعوت نے مقرر کر دیئے ہیں محافظت (پابندی) کرے تو اس کو کوئی حاجت نہیں ہی لیکن ملائکہ سفلیہ کو (جو اسماء کے موکل ہیں) ان امور کے ساتھ توجہ کلی ہی چنانچہ ایک دن میں نے اللہ کے اسم وَہَّابٌ کو تلاوت کیا، اس وقت ملائکہ سفلیہ موکلہ کا روشن چراغوں کی صورت میں حس مشترک سے میں نے مشاہدہ کیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فضا ان سے معمور ہو گئی ہے۔ اسی وقت کھانا لا گیا جس میں گوشت بھی تھا میں نے دیکھا کہ ان ملائکہ نے اس گوشت سے ایک قسم کی نفرت میرے دل میں ڈال دی ایسا کہ تقریباً ڈھائی ماہ تک مجھے اس سے

سلہ وہ خیالات جو اولیاء اللہ کا جال ہیں (جن سے وہ معانی کے حقائق شکار کرتے ہیں) وہ دراصل اللہ کے باغ کے خوبرویوں کا عکس ہے۔

Marfat.com

نفرت رہی اور بظاہر مجھے کوئی عذر یا مرض لاحق نہ تھا۔

اور وتر راتوں کی پہلی رات جس میں ختم قرآن تھا ارشاد فرمایا کہ اس وقت ختم کے وقت اعمال ظاہرہ کی متعدد برکات ظاہر ہو رہی ہیں۔ جو بلا کسی شک و شبہ کے محسوس ہو رہی ہیں اور تمام حاضرین اس میں شامل ہیں۔ پھر تئیسویں رات ارشاد فرمایا کہ اس رات بھی اس قسم کی برکات کا نزول معلوم ہو رہا ہے لیکن اس میں وہ کثرت نہیں ہے جس کو شب قدر کہہ سکیں۔ پھر ستائیسویں شب کو بھی بیدار رہے اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی اس مسجد میں اذکار و نوافل میں مشغول رہے۔ اسی دوران شاہ نور اللہ کو نیند آگئی۔ اس وقت ان پر عجیب کیفیت اور وجد طاری ہوا جس کا حاضرین وقت نے بھی مشاہدہ کیا۔ افاقہ کے بعد جب اُن سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو بتایا کہ توبہ و استغفار کی حقیقت واضح ہوئی اور اس کی قبولیت کی صورت میں نے مشاہدہ کی اور خود کو اس کے ساتھ متحقق پایا۔ اس وقت باشتیاق تمام میں نے مناجات کی اور اس کی حلاوت سے مجھ میں ایک قسم کا جوش طاری ہو گیا نیز یہ بھی دیکھا کہ حضرت اقدس کے حجرۂ شریفہ سے جو آپ کی خاص عبادت گاہ ہے میوہ جات میں سے از قسم بہی کوئی چیز لوگ لائے ہیں اور مسجد میں انبار لگا ہے اور تمام حاضرین اس میں سے کھا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ سب حضرت اقدس کے فیوض ہیں جو آپ نے اپنے خادم "خوش حال" کے ہاتھ بھیجے ہیں۔ پھر حضرت اقدس تہجد کے وقت خلوت سے مسجد میں تشریف لا کر جلوہ افروز ہوئے اور دست ہائے کرامت بپا اٹھا کر حاضرین کے حق میں خصوصاً اور غائبین کے حق میں عموماً دعا فرمائی اور پھر اعتکاف میں تشریف لے گئے اور معتکفین آستانہ فیض آشیانہ کا ہر شخص درخلوت پر کھڑا ہو کر اپنے لیے تیرا اپنے دست احباب

Marfat.com

کے لیے دعائے خاص کا ملتجی ہوا اور حضرتِ اقدس نے ان کی التجا قبول فرمائی پھر رات گذرنے کے بعد اس غلام نے اس رات کی کیفیت کے سلسلہ میں پوچھا: ارشاد فرمایا کہ برکات ملکیہ کا نزول تھا اور نگہبائے عبادات ظاہر ہوئے تھے۔

اور فجر کے قریب شاہ نور اللہ نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اکثر لوگ جو صالحین متقین کی صورت پر ہیں اور حفاظ ہیں ان میں سے تین سو سات اشخاص میں سے پندرہ اشخاص ناجی ہیں باقی سب مبغوض (غیر ناجی) اور حضرتِ اقدس کے فدویوں میں سے تین اشخاص یعنی مولوی محمد اعظم کشمیری اور مولوی محمد مقیم کی طرف دیکھا کہ کہنے والا کہہ رہا ہے کہ یہ بھی ان پندرہ[۱۵] نجات پانے والوں میں سے ہیں۔

اور اٹھائیس رمضان وقت دوپہر یہ خاکسار درِ خلوت پر حاضر ہو کر منتظر اجازت بیٹھا ہوا تھا کہ بہ تقاضائے رحمت امتنانیہ حجرۂ اقدس کا دروازہ کھول کر خلوتِ خاص میں طلب فرمایا اور میرے داخل ہونے کے بعد دروازہ کو بدستور بند کر دیا۔ جس وقت یہ عقیدت مند خاکسار آپ کے حضور میں بیٹھا تو خود بدولت مراقب ہوئے۔ اس وقت ایک استغراق عظیم طاری ہوا اور اس کا پرتو اس ضعیف پر بھی پڑا جس سے اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اس وقت سوائے نقطۂ[۱] ذاتیہ جامعہ کمالات اسمائیہ وصفاتیہ کے کچھ نہ تھا اور نہ غیر و غیریت اور عین و عینیت کا نام و نشان تھا۔ اسی اثنا میں حافظ عبدالرحمٰن نے مسجد میں احسن القصص (سورہ یوسف) پر درد آواز میں پڑھنا شروع کی۔ ان کی اس تحریک نے اس بحر زخار (حضرت اقدس) میں تلاطم عظیم پیدا کر دیا جو دم بہ دم موجیں مارنے لگا

---

[۱] ذات بحت اور مرتبہ سلب، صفات کو کہتے ہیں جو منقطع الاشارہ ہے اور اسی کو نقطۂ ذات کہتے ہیں کہ نقطۂ باو بسم اللہ سے ذات مراد لیتے ہیں۔ نقی انور۔

Marfat.com

جب حافظ صاحب موصوف اس آیت اَنتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنیا وَالآخرۃ[۵] توفّنی مسلماً والحقنی بالصالحین پر پہنچے اور تکرار شروع کی تو اس بحر مواج میں ایک ایسی شورش پیدا ہوئی جو بیان میں نہیں آسکتی اور اس عاجز و مسکین کو بھی ایک طرزِ خاص سے کیفیتِ عجیبہ بخشی اور مقام وجد عطا فرمایا کہ جب تک اس حال پر فائز نہ ہوں اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ ع ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی اور یہ حال و استغراق اسی حالت پر تقریباً ایک پہر رہا اور جب اس سے افاقہ ہوا تو دستہائے کرامت پیا اٹھا کر دعا فرمائی۔ اللہ ہی جاننے والا ہے کہ وہ کیا تھی۔ بعد ازاں اس فقیر نے شاہ نور اللہ اور خواجہ محمد امین کے بارہ میں دعا کی درخواست کی۔ الحمد للہ آپ نے اسے قبول فرمایا۔ الغرض فدوی نے اس ساعت کو چلہ کا ماحصل پایا۔ بلکہ اپنی ساری عمر کا خلاصہ سمجھ کر شکر الٰہی بجالایا۔ اور شب کے وقت جب خلوت خاص میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو اظہار حال کی جرأت کی آپ نے بتقاضائے عنایت و کرم اسمیں سے ایک رمز بیان فرمایا کہ پہلے عزتِ اقدس کے نور کا مشاہدہ ہوا اور اس کے مقابلہ میں اپنے ضعف کا بھی مشاہدہ کیا۔ پھر وہ نور متجلی ہو گیا جیسے آئینے میں ہوتا ہے اور پھر اس کیفیت کی حلاوت نے ایک مستی عطا کی اِسی اثنا میں خارجاً ایک تحریک پیدا ہوئی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔

اور اللہ کی بزرگ ترین نعمتوں میں سے جو اس غلام پر ہوئیں ایک یہ بھی ہے کہ سلسلۂ قرأت قرآن بقرأت حفص آنحضرتؐ تک حضرت اقدس سے اس حقیر کو توفیق رفیق ہوئی اور اسی اثنا میں بعض آیات کی تفسیر کے اسرار کا زبان مبارک سے استفادہ کیا۔ اور اس کو اپنی فہم و استعداد کے مطابق تحریر کر کے تذکرۃ الاوقات فلک النفحات سے موسوم کیا۔ اور آپ کے فیض صحبت سے تمام علوم قرآن پر مشتمل

---

۵ دنیا و عقبیٰ میں تو ہی میرا ولی ہے مجھ کو مسلمان موت دے اور صالحین سے ملا۔

Marfat.com

فاتحۃ الکتاب کے نکات پر مطلع ہوا اور اس کو تحدیثاً بنعمۃ ربہ الولی الرحیم مجملاً اور مختصراً اپنے مسودات کی بیاض میں حضرت ولی نعمت کے حکم سے تحریر کر کے درایات الاسرار کے نام سے موسوم کیا۔ اور حضرت اقدس نے اسرار قرآنیہ میں سے اس آیت ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینھم[۱] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تدبیر تشریعی مذنبین کی ہلاکت کی مقتضی ہے۔ لیکن مصلحت کلیہ جو اس مرتبہ سے بالا ہے بعض جہتوں کی رعایت سے (جو اس مصلحت میں معتبر ہیں) ابقا اور مہلت کی مقتضی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ کسی شخص پر اپنا غصہ اتارنا چاہتا ہے لیکن اس کا وہ وعدہ سابق جو اس نے اس شخص سے کیا تھا اس غصہ کا مانع ہے۔ پس بادشاہ کہتا ہے کہ اگر میں نے تجھ سے وعدہ نہ کیا ہوتا تو ابھی تجھے قتل کر ڈالتا۔ پھر ان آیات ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ واضل سبیلاً[۲]۔ اور رب لم حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیراً[۳]، اور لقد کنت فی غفلۃ من ھذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید[۴]، کی مطابقت کرتے ہوئے کہ بظاہر ان کے مابین تناقض نظر آتا ہے ایسا ارشاد فرمایا کہ انسان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ اس کے صفات بہیمیہ اس کے

---

[۱] اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ آگے نکل چکا تھا تیرے رب سے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا

[۲] جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راستہ سے بہت دور بھٹکا ہوا ہر کہ روئے یار در دنیا نہ دید الخ)

[۳] اے میرے پروردگار تو نے مجھے کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں دنیا میں اچھا خاصا دیکھنے والا تھا

[۴] تحقیق تو اس سے غفلت میں پڑا ہوا تھا (اب) ہم نے تیرے اس پردے کو تجھ پر سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہو گئی۔

Marfat.com

صفاتِ ملکیہ کا احاطہ کیے ہوئے ہوں۔ اس کی مثال یہ ہو کہ کوئی پرندہ ایک لوہے کے پنجرے[1] میں بند ہو اور اس میں سوئی کے برابر بھی کوئی سوراخ نہ ہو۔ اور یہی[2] وہ دہریّ[3] یعنی ان علوم کا قاعدہ جو اصل فطرت کے مطابق اس میں ودیعت ہیں بہ تقاضا اس میل کے جو مبدأ کی طرف اصل فطرت میں رکھے ہیں۔ اور وہ رغبت اس کی اشد تعظیم ہے اور یہ کیفیت نعوت پر اعتقاد رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر وہ صورتیں اعتقاد، اختیار اور ارادہ سے اعمال کی جزا اور ناشی ہوتی ہیں پس ایسا شخص جو رب مختار کا منکر ہو یا باوجود اس کے وجود پر اعتقاد رکھنے کے اس کو معطل جانے وہی دہری ہوگا۔ ایسا شخص جب مرجاتا ہے تو اس کا یہی حجاب بسبب اس ضعف کے جو اس نشأت میں اس کو ظاہر ہوتا ہے صاف ہونے لگتا ہے اور اس کی ملکیت فی الجملہ بروز کرتی ہے۔ اور یہ میل مفطور متحرک ہونے لگتی ہے۔ لیکن اس کے وہ موانع علمیہ و عملیہ جو حق کے بارے میں وہ رکھتا تھا وصول سے مانع ہوں گے۔ اور ایک وحشت عظیم اس کے نفس میں ہیجان پیدا کرے گی اور طرح طرح کی سزائیں اور عذاب متمثل و متشخص ہوں گے۔ پس فبصرک الیوم حدید میں اسی اطلاع اجمالی کی طرف اشارہ ہے جو من وراء الحجاب اس کو ظاہر ہوا ہے پس اس وقت وہ اتنا جانتا ہے کہ کوئی ایسی چیز ہے جس تک ہمارا وصول ممکن نہیں ہے اور من کان فی هذه اعمی الخ میں معتقدات حقہ

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ روح خود سے کوئی چیز ظاہر نہیں کر سکتی جب تک کہ نفس نہ ہو یعنی وہ ادراک کر سکتی ہو جس طرح کانوں کے بغیر نہیں سنا جا سکتا اور آنکھوں کے بغیر دیکھا نہیں جا سکتا۔ [2] یعنی ذات کو چھوڑ دینے والا صفات کو پکڑنے والا ملکیت سے مراد ہے صفاتِ ملکی۔ بہیمیت سے صفاتِ ریحانی۔ (رفیق انور)

کے عدم علم تفصیلی کی طرف اشارہ ہے۔
اور آیت رب لم حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیرا قال کذلک اتتک آیاتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسیٰ۔ میں اشارہ اس بات

لہ جب وہ نفسانی کی قوت بہیمیہ اس کی قوت ملکیہ کا احاطہ کرلیتی ہے تو وہ علوم جو اس کی اصل فطرت میں ہیں ادراک طرف میں رکھنے والے ہیں اور جن کی وجہ سے حق تعالیٰ کی اشد تعظیم کی طرف رغبت ہوتی ہے اور یہ کیفیت تصوف پر اعتقاد رکھنے سے پیدا ہوتی ہے بہیمیت کے احاطہ میں پوشیدہ ہوجاتے ہیں یعنی عقل معاد عقل معاش میں روپوش ہوجاتی ہے اور مجازات پر اعتقاد رکھنے سے اپنا ارادہ و اختیار ظاہر ہوکر رب مختار کے انکار کا سبب ہوجاتا ہے یا باوجود اعتقاد کے رب کو معطل سمجھتا ہے اور دہری ہوجاتا ہے۔ پس جب ایسا آدمی مرتا ہے تو اس ضعف کے سبب جو اس نشات میں ظاہر ہوتا ہے اس کی ہمت کا حجاب شقاوت ہوجاتا ہے۔ اور فی الجملہ اس کی ملکیت پر خندہ کرتی ہے۔ اور یہ میل متحرک ہوجاتا ہے لیکن وہ علمی اور عملی موافق ہو وہ ذات باری کے متعلق رکھتا تھا وصول کے مانع ہوتے ہیں اور اس کے نفس میں شدید وحشت اور ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ اور مختلف النوع عقوبات بہ تشبیہات متمثل اور متشبہ ہوتے ہیں پس فبصرک الیوم حدید اس اطلاع اجمالی کی طرف اشارہ ہے جو من ورای الحجاب اس پر ظاہر ہوئی۔ اس وقت وہ اتنا جانتا ہے کہ کوئی چیز ہے جس کا وصول اس کے لیے ممکن نہیں اور من کان فی ھذہ اعمیٰ معتقدات حقہ کے عدم علم تفصیل کی طرف اشارہ ہے۔ (تقی احمد)

لہ اور آیت رب لم حشرتنی میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس وقت وہ حیرت میں مبتلا ہوگا یعنی عقل معاد جو حیرت بتاتی ہے ہر چیز کو جانتا تھا اب کیا ہوا کہ اس ادراک سے کوئی تفصیل ظاہر نہیں ہوتی اور وہ نہیں جانتا کہ وہ عقل معاش تھی جس سے وہ دنیا میں بصیرت ظاہر ہوتی تھی یہ عقل معاد جو اس نشات میں بصیرت کا سبب ہوتی ہے۔ تقی احمد

Marfat.com

کی طرف ہو کہ وہ اس وقت (مرنے کے بعد) حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ اور دنیا میں اس عقل کے ساتھ جو مورث بینائی ہے یہ خیال کرتا ہے کہ میں تو ہر چیز کو جانتا تھا اب کیا ہو گیا ہے کہ اس کا ادراکِ تفصیلی نہیں ہو رہا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا ہے کہ اس دنیا میں وہ عقلِ معاش تھی جس سے دنیاوی امور میں اس کو بصیرت حاصل تھی نہ کہ عقلِ معاد جو اس نشات میں مثمرِ بصیرت ہے (یعنی وہ عقلِ معاش پر غور کرتا رہا عقلِ معاد پر غور نہیں کیا) واللہ اعلم بالصواب۔

اور آیت[1] وآتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنیٌّ حمیدٌ" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ چونکہ ایتاءِ حکمت قول کو شامل تھی (لہذا) اس کا بیان ان اشکر میں واقع ہوا ہے یعنی ایتاءِ حکمت یہی قول ان اشکر للہ تھا اور شکر کے معنی یہ ہیں کہ نفس الامر کے حقائق و کمالات قوتِ علمیہ و عملیہ میں سے ہر ایک کے ساتھ جو انسان میں ودیعت ہیں ان کو جان کر ہر ایک کے مناسب حال اور وقت تصرف کرے اور تہذیباتِ خاصہ کے ساتھ ہر ایک کو مہذب کرے تاکہ وہ اپنے کمالات پر فائز ہو جائیں اور اس کامیابی سے اشارہ ہے اللہ کے اس قول کی طرف ومن یشکر فانما یشکر لنفسہ اور اگر یہ امر بجا نہ لائے گا تو خود کمالات سے محروم رہے گا نہ یہ کہ کوئی نقصان مبدأ فیاض کو عائد ہو گا۔ اس لیے کہ عالم امکان کے کمالات سب بالقوت ہیں اور ان کا حصول

---

[1] اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی اور یہ کہا کہ اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز اور (ہر حال میں) حمد و ثنا کے لائق ہے۔

[2] اے میرے پروردگار تو نے مجھے کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں تو دنیا میں اچھا خاصا دیکھتا بھالتا تھا اللہ فرمائے گا کہ تو یونہی تو اسی طرح ہماری آیتوں کو فراموش کر گیا جب وہ تیرے پاس آئیں اسی طرح تو بھی آج فراموش کیا جاتا ہے (تیری بھی خبر نہ لی جائے گی)۔

Marfat.com

شرائط کے ساتھ مشروط ہی۔ اور کمالات واجبی سب بالفعل ہیں۔ اور اللہ تعالی کے اس قول ومن کفر فان اللہ غنی حمید میں اس بات کی طرف اشارہ ہی پس اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ حکمت علم سے مرکب ہے اور ہر ایک کے کمال کی مقدار قوی اور عمل ہے جس سے تصرف ہوتا ہے تاکہ وہ مہذب ہو جائیں اور کمالات کے ساتھ واصل ہو جائیں۔ اور سورۃ لقمان میں جس جگہ بھی حضرت لقمانؑ کی وصیت کا ذکر آیا ہی سب کا سب اسی جزئیات کا بیان ہی یا مبدا کی نسبت کے ساتھ۔ یا اپنے نفس کی نسبت کے ساتھ یا پھر آفاق کی نسبت کے ساتھ اور اس آیت کی تفسیر یاایھا النبی[1] انا احللنا لک ازواجک الی قولہ وبنات[2] خالاتک اللاتی ھاجرن معک میں ایسا ارشاد فرمایا کہ بنات عم وعمات وبنات خال وخالات کے تقید ہجرت میں نکتہ یہ ہی کہ اجنبی عورتیں جب کسی کے عقد نکاح میں آتی ہیں تو ان کو کسی طرح اس شخص کی ہمسری کا خیال نہیں ہوتا بخلاف اس عورت کے جو اس کے قبیلہ یا خاندان کی ہو اور اس سے قرابت بھی رکھتی ہو تو اس کا خیال اس کے ساتھ فطری ہوگا پس اللہ تعالی نے ان کے نکاح کو ہجرت سے مشروط فرما دیا جب تک ان کا قدیم عمل صالح ان سے ظاہر نہ ہو جائے ان کا امر جبلی سید عالم کی نسبت ان کے دل میں سر نہ ابھارے اور سبحان[3] الذی خلق الازواج کلھا کی تفسیر میں یہ ارشاد فرمایا کہ تمام مخلوقات کے لیے تسبیح کی تقدیم سے مطلب یہ ہی کہ مخلوقات متنوعہ کے خالق کے لیے یہ ضروری ہی کہ وہ تمام تقییدات سے مطلق اور تمام الوان سے منزہ ہو کیونکہ اس کی نسبت تمام تقییدات والوان کے ساتھ مساوی ہوتی ہی۔ اس لیے

---

[1] اے نبیؐ ہم نے حلال کیں تمھارے لیے تمھاری بیویاں الخ

[2] اور تمھاری پھوپھی زاد۔ ماموں زاد اور خالہ زاد بیٹیاں جنھوں نے تمھارے ساتھ وطن چھوڑا

[3] اور پاک ہے وہ جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے۔

Marfat.com

اگر کوئی خاص تقیید حقیقہ ہوتا ہے تو اس سے وہی صادر ہوتا ہے جو اس قید کے ساتھ
ایک امتیازی خصوصیت و مناسبت رکھتا ہے اور تمام اشیاء کا صدور جناب حق اتحا
کے ساتھ جو ان میں ثابت اور موجود ہے اسی مبداء سے ہو سکتا ہے جس کی نسبت سب
کے ساتھ یکساں ہوتی ہے اور نسبتیں اس کی تمام کیفیات سے منزہ کے بغیر
ظاہر نہیں ہوتی اور فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء و الیہ ترجعون
کی آیت کریمہ کی تفسیر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ہر قسم کی تربیت اور
افاضہ میں اس وجود کے لوازم اور احکام ہیں اور اس کا اتصال اس کے کمال
طبعی و کسبی کے ساتھ ہے اور اس کے تمام احوال و اطوار کا انتظام علیحدہ ہے
بلکہ ہر فرد کا طریقہ خاص اور جدا ہے یعنی انواع و اقسام میں سے ہر شے کا اتصال
اس کے صحیح کلام کے ساتھ اور اس کے تمام احوال کا انتظام اور تقاضا جو کہ ابتدا
سے بلوغ کمال تک ہوتا ہے ملک یعنی اس شے کی بادشاہی اور ملکوت مبالغہ
ملک سے ہے اور نسبتیں مخصوص بغیر کسی قید کے مطلقاً ہے جو بھی ذات کے ساتھ
متعلق اور اپنی صفات کے ساتھ تمام کیفیات سے منزہ ہوتی ہے اور اس کی نسبت
کائنات کے تمام ذرات کے ساتھ برابر ہوتی ہے اور اس آیہ کریمہ تقشعر منہ جلود
الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ کی
تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ابتدائے
احوال سے ہی اور اطمینان و سکون مقامات انتہا میں سے ہے جو طبقہ اولیٰ کے

ہیں یہ وہ جس لکھتے ہیں ساری حرکت ہے اور سی کی جائے تو پھر ولی ہوگے۔
لہ مکر [illegible] ہوتا [illegible] اس سے وہ کی کمال ہے [illegible] یعنی [illegible] سے ہم
ذم [illegible] ہیں ان کی کتابیں اور ان کے دل اللہ کی یاد ہے۔

خواص سے ہے اور وہ (جہل) لطیفہ قلبیہ کے خواص سے ہے اور آیۂ کریمہ لمقت[1]
اللہ اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون، کی تفسیر
میں ارشاد فرمایا کہ چونکہ ہر انسان کی حقیقت میں ایک نقطۂ قدسیہ ودیعت کیا
ہوا ہے اور وہی نقطہ توحید و عبادات سے فطری خصلتوں کا مقتضی ہو گیا ہے لیکن بسبب
شہوات میں انہماک اور شیطان کی اتباع وہ نافرمانی کرتے ہیں اور اس کی
(نقطۂ قدسیہ کی) مخالف سمت چلتے ہیں اور یہی ان کا اپنے نفس پر مقت ہے۔ جب
کشف کا وقت عطا ہوگا تو اسی بات کو آئینۂ حق میں دیکھیں گے۔ وہی ان کا مقت
ہے جو اس حال میں (وقت) مقت حق ہوگا اور وہی گریز ہے نقطۂ قدسیہ کی نارضیات
کی طرف جو (جس سے مراد) طوق و سلاسل میں باندھ کر دوزخ کی طرف کھینچا جانا
ہے جو حق کی نارضیات کا امتثال ہے اور چونکہ وہ عالم دار السبوغ ہے اس لیے
وہ اکبر ہوگا اور آیۂ کریمہ ثلۃ[2] من الاولین وقلیل من الآخرین کی تاویل
میں جو سابقین کے بارے میں وارد ہوئی ہے یوں ارشاد فرمایا کہ مومنین میں السابقین
اور اصحاب الیمین کی تقسیم ہے جس نے مورد پایا ہے (جو قرآن میں وارد ہوا ہے) اور دوسرے
مقام پر فرمایا ہے کہ فمنہم[3] ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات (الآیۃ)

---

[1] اللہ بیزار ہوتا تھا اس سے زیادہ جتنے تم بیزار ہوتے اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تھے یقین (ایمان) لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے۔ [2] بہت ہیں پہلوں میں اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں (یعنی اعلیٰ درجے کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں)

[3] یعنی ایمان داروں کی تین قسمیں ہیں، بعض تو گناہگار ہیں جو اپنی جانوں پر کبائر و صغائر گناہ کر کے ظلم کرتے ہیں (یعنی اہل کتاب)، یہ ایمان تو ہے لیکن عمل نہیں کرتے اور بعض ان میں سے درمیانی حالت میں ہیں کہ اعمال تو ہیں لیکن تھوڑے اور بعض کامل ہیں یعنی ایمان بھی پورا اور عمل بھی پورا ہے ہر نیک کام میں پیش قدمی کر جاتے ہیں۔

Marfat.com

لطائف ثلثہ بارزہ کے اعتبار کمال سے ہے یعنی عقل وقلب وروح۔ کیوں کہ نبوت میں انہیں لطائف کی تہذیب کا افاضہ بالاصالۃ مقصود تھا نہ باعتبار کمالات لطائف کامنہ جو کمالات ولایت سے ہے۔ سابقین وہ گروہ ہیں جو اس مقام سے اخذ کرنے والے ہیں جہاں قضا منعقد ہوتی ہے نبوت کی وجوہ سبعہ میں سے جیسے نبوت۔ امامت اور حکمت وغیرہ جس کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ میں تشریح سے لکھی ہے فھذا[1] الاخذ ان کان بالاصالۃ فھو النبی والمحدث والملھم والا فان اخذ بشھادۃ قلبہ فھو من تماثیل ھؤلاء لکن من زمرۃ اصحاب الیمین جملۃ السابقین وان اخذ بادنیٰ مناسبۃ او بصرف تقلید فھو ایضا من تماثیل ھؤلاء۔ پس جب آنحضرتؐ کے ظہور سے تدلی الٰہی مثالی نے بروز فرمایا (تو) تمام مستعدین نے اسی سے اخذ کیا۔۔۔۔۔۔ من[2] کمال وراثۃ صلی اللہ علیہ وسلم فانھم یاخذون بوراثۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام من منبع القضاء الذی ھو من احکام اللہ الذی ھو تعین بحسب الاحجار البحتیۃ للملاء الاعلیٰ وھو فوق التدلی المثالی۔ پس اس سر کی بنا پر طائفہ سابقین ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین ہو گئے۔ لیکن تدلی مثالی

---

[1] یہ اخذ اگر بالاصالۃ ہے (یعنی اللہ سے براہ راست افاضہ کیا ہے) تو وہ نبیؑ ہے اور محدث اور ملہم اور اگر اپنے قلب کی شہادت سے اخذ کیا ہے تو وہ اس گروہ کے نقوش کمالات سے ہے لیکن جملہ سابقین اصحاب یمین کے گروہ میں سے ہیں۔ اور اگر کسی ادنیٰ مناسبت سے اخذ کیا ہے یا صرف تقلید سے تو وہ بھی ان حضرات (قلب کی شہادت والے) کے نقوش کمالات سے ہے۔

[2] کیونکہ وہ لوگ اخذ کرتے ہیں نبی کی وراثت سے منبع قضا سے جو اللہ کے احکام سے ہے۔ وہی تعین ملاء اعلیٰ کے لیے بحسب احجار بحتیہ کے ہے اور تدلی مثالی کے اوپر ہے۔

کے ظہور کے بعد لطائف کامنہ کی تہذیب بوجہ اتم ظاہر ہوئی۔ اور باب ولایت کھل گیا اور باب نبوت بند ہوگیا جیسا اس کا ذکر گذر چکا۔ جس شخص کے لطائف بارزہ کامنہ خاص طور پر حجر بحت اور انانیت کبریٰ کمالات کے ساتھ متجلی ہوگئے تو بالفعل وہ اس بات کے قابل ہوگیا کہ وہ تمام کمالات و مناصب کے افاضہ وظہور میں جارحہ الٰہی ہوجائے۔ اور لیکن بالفعل اس کو یہ بات نہیں دیتے لیکن مگر جو اس کے مزاج اور وقت کے مطابق ہوتا ہے۔ کبھی وہ سابقین کی صفوں میں بیٹھتا ہے اور کبھی اصحاب یمین کی۔ حالانکہ درحقیقت وہ سب سے یگانہ اور سب میں سب (یعنی باہمہ اور بے ہمہ) مگر یہ کہ وہ گردش کرتا ہے اور ذاتیت ان اعراض کی طرح اقتضائے ذاتی جوش مارتا ہے پس ان احجار بحتیہ کی امثال کو اس بارہ میں ایک دخل ہوتا ہے۔

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ایک رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ مجھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونما ہیں۔ دوبارہ جب غور کیا تو خود کو آنحضرت کا عین پایا۔ اسی وقت زوجہ ثانیہ رحمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہی ہیں اور ہیئات صالحہ ان پر نمایاں ہیں۔ اور ان کا ازدواجی تعلق ذات اقدس نبویؐ میں فنائے کلی اور بقائے اکمل کے ساتھ میں اپنے میں محسوس کر رہا ہوں اور اس پر متعجب و متحیر ہوں کہ اس تمام وصف اتحاد کے باوجود جو آنحضرتؐ کے ساتھ ہے پھر یہ ظاہری تعلق کیا ہے۔ اسی اثنا میں یہ بات دل میں ڈالی گئی کہ آپ کا یہ تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعلق کی طرح ہے جو آپؐ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا جس پر ملاء اعلیٰ کی زبان سے حکم زَوَّجْنَاکَھَا مترتب ہوا تھا اور اس وقت اس آیت کا مطلب واضح ہوگیا کہ کاملین کے حق میں مداخلت امور شہویہ دنیویہ میں بمقتضائے وسعت حقیقت اور اس کی جامعیت تمام

Marfat.com

حقایق وجوبیہ وکونیہ پر ہوتی ہے برخلاف عوام الناس کے کہ ان کا وصول لذت بمقتضائے قوائے بدنیہ کے ہے اور واسع الحقیقت ہے (یعنی وہ لذت شہوی جس کو ہم صرف نفس تک محدود رکھتے ہیں یہ حضرات جماع روحانی کی لذت یعنی سرور محض سے مستفید ہوتے ہیں) اور دار دنیا میں لذات بوجہ اول مذکور حاصل کرتے ہیں اور جب عالم قبر میں گئے تو بسبب عدم محکومیت، مادہ جو اس کے نفس جامعہ کا مرکب تھا اس جگہ (عالم قبر میں) معطل ہو جاتا ہے (یعنی خواب کا مادہ محکوم نہیں ہوتا یعنی ہم اسے اپنی خواہش کے مطابق محکوم نہیں کر سکتے۔ پھر جب ایسے موطن (یعنی عالم برزخ) میں منتقل ہوتا ہے جہاں اختلاط مثال وجسد سے ہے (یعنی اضطراری طور پر عمل کا ظاہر ہونا) تو اس مادہ کی اطاعت موطن کی قابلیت کی وجہ سے عود کر آتی ہے بلکہ بر وجہ اتم ہوتی ہے اس لیے کہ نفس ناطقہ وہ نقطہ وحدانیہ ہے جو تمام صور انسانیہ کے احکام کا جامع ہو سکتا ہے۔ اور یہ مادہ جو صورت مثالیہ وجسدیہ میں جامع ہے کسی صورت میں صورت انسانیہ کا تعلق کرے رکاوٹ نہیں رکھتا (یعنی یہ مادہ جو عالم مثال میں ہے خواب میں نظر آنے والے اشکال کے علم اجسام کی طرح ہے) پس اس وقت وہ استیفاء علی وجہ الکمال واپس آتا ہے بلکہ اس میں تمام حقیقت کا سریان اس کو حاصل ہوتا ہے اگر (اس کے بعد) شیون ربوبیت کی طرف نظر کرے تو اپنے کو ان سب کے ساتھ پائے گا۔ اور اسی طرح بقیہ اشیاء کو بھی اپنا مظاہر ادراک کرے گا۔ اور اگر ان حقایق امکانیہ میں نظر کرے گا تو اپنے نفس کو تمام جزئیات میں ساری پاوے گا اور تمام قوی وحواس سے اس کے مناسب لذت حاصل کرے گا۔ الحاصل ان مرحومہ کا وہ رابطہ جو بوجہ ان خصوصیات وامتیاز کلی کے اپنے ساتھ تھا اس عالم میں بھی ظاہر ہوا اور یہ خواب بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ مرحومہ رحمہا اللہ تعالیٰ زبدہائی متقد

Marfat.com

بار بصورت صالحات ولباس فاخرہ عبادات میں مشغول دکھائی دیں۔ اور ان کی صفت طہارت کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن یہ بھی فرمایا کہ بیشتر اوقات دل میں یہ خلش اٹھتی ہو کہ آنحضرت ؐ کے اس فرمانے کی حضرت عائشہ رضؓ کے حق میں کیا وجہ ہو کہ حضرت جبرئیلؑ ان کے لحاف میں نزول فرماتے ہیں اور تبلیغ وحی کرتے ہیں اور یہ خصوصیت ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہو اور اس خصوصیت کا کیا سبب ہے۔ پھر جب مرحومہ کا نزول صورت مذکورہ میں ظاہر ہوا تو وہ شبہ رفع ہو گیا۔ کہ ان کی ہیئت طہارت اور اس کے نور کو اپنے میں پایا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں میں نے کوئی فتور نہیں دیکھا (اور) اس کی وجہ یہ ظاہر ہوئی کہ وہ ان عفیفہ کی طہارت جبلی کا عکس ہوتا تھا جو ان کی کدورت زمانی میں طہارت کے منافی نہیں ہوتا تھا۔ اور اس کا بھید یہ واضح ہوا کہ ہر چند کوئی خصلت طہارت سے متصف ہو جب احوال طاریہ جو اس کی ضد ہوتے ہیں دوسرے کی طرف سے پر تو ڈالتے ہیں تو اس خصلت کے جمال کو اپنی کیفیت سے مامور کر دیتے ہیں مگر اس طرح کہ دوسری جانب بھی طہارت کے نور اور لطافت کی صفت سے متصف ہو۔ بشریات خارجیہ دنسیہ (یعنی دنیاوی ہستیاں) داخل نہیں ہو سکتی اسی لیے حضرت عائشہ رضؓ کے بستر پر حضرت جبرئیلؑ کے نزول کا سر یہ تھا۔

ماہ شعبان ۱۲۶۰ھ میں جب کہ رمضان المبارک جو آپ کے اعتکاف کی میعاد تھا قریب پہنچا اگرچہ ان ایام میں بارش کی شدت تھی اور دریائے جمنا میں جو اطراف بادشاہ جہان آباد میں واقع ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے وہاں کا سیر و سفر ممکن نہ تھا۔ اس بندہ کاتب حروف کو ایسے حالات کے تحت نہایت اضطراب لاحق ہوا کہ اس وقت شرف حضوری اور سعادت مجاورت

Marfat.com

آستانہ کس طرح نصیب ہوگی یہ مشکلات اور اپنا اضطراب حضرت اقدس کے حضور میں عرض کیا۔ آنجناب کی طرف سے ان الفاظ میں عنایت نامہ ووالا نامہ صادر ہوا کہ "پورا سال اسی خیال میں گزرا ہو کہ رمضان کا چلہ اپنے احباب کے ساتھ اطمینان وسکون سے گزاریں گے۔ بہرکیف اپنے کو معاف نہ رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ضرور کوئی صورت پیدا فرمادے گا اس کے فضل بے علت سے اسی کا یقین اور امید ہے" انتہی جس وقت یہ عنایت نامہ صادر ہوا تو دلی فدویت منزل کو ایسا بے قرار کیا اور ایسا قلق واضطراب طاری ہوا کہ بغایت شوق واشتیاق سرد پا کی تمیز نہ رہی اور راستہ کی مشکلات ومصائب کا کوئی اندیشہ وخوف دل میں باقی نہ رہا۔ اسی وقت سے ادھر کعبۂ مقصود کے طواف کا احرام باندھا اور (ادھر) نفس مبارک نے جلوہ گری کا اور آپ کے تحریر فرمانے کے مطابق بے کم وکاست واقع ہوا۔ بارش جو مسلسل ہو رہی تھی ایسی بند ہوئی کہ ایک بوند بھی نہ ٹپکی اور راستہ کی دشواریوں سے محفوظ وامون ہوکر اس مقام فیض نظام پر پہنچ گیا اور اپنی جبین نیاز کو خاک آستانہ ولایت آشیانہ سے منور کیا اور جیسے ہی شرف قدم بوسی حاصل کر کے خدمت اقدس میں بیٹھا اسی وقت سے اس شدت وتیزی سے بارش شروع ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے پہنچنے ہی کا اسے انتظار تھا۔ پھر دوسرے ہی روز سے شرف اعتکاف اور مجاہدت عتبۂ علیہ سے مشرف ہوا اور ان ایام میں جو کچھ فیوض وبرکات حضرت اقدس کی طرف سے اس غلام پر صادر ہوئے کیا بیان کیے جائیں کہ ان کے شکر کی ادائیگی حد بیان سے باہر ہے سے

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار　　کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردۂ تست

لے اے ابر بہار تیرے فیض کا شکر چمن کیسے ادا کر سکتا ہے کیونکہ خار وگل سب تیرے ہی پروردہ ہیں

Marfat.com

اکثر اوقات جب خلوت خاص میں باریابی ہوئی تو اسرار بلند (اعلیٰ) و معارف ارجمند کے ارشادات سے سرفراز فرماتے۔ ایک روز مجھے مخاطب فرما کر ایک ایسی بات زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائی جس کو اس فدوی نے سارے اعتکاف کا ماحصل جانا۔ کہ اے فلاں تمہارے یہاں ہونے سے میں نہایت انس پا رہا ہوں اور مجھے بہت آرام مل رہا ہے۔" ؎

کنوں چوں شہ مرا بر داشت از خاک
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک[1]

ایک روز جب کہ یہ خاکسار خدمتِ اقدس میں حاضر تھا ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات ملائکہ سفلیہ قطرات نورانیہ کے مانند نظر آتے ہیں لیکن نہ تو اس طرح کہ صرف نگاہ ظاہری سے محسوس ہوتے ہوں اور نہ وہم و خیال سے بلکہ بین بین کہہ سکتے ہیں۔ اور مسامحہ[2] کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ (جو) آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں اور ان کے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں جس طرح فضا کے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں کہ ہوا کا ایک مناسب تعفن[3] بہم پہونچتا ہے جس سے ضعیف نفوس کی استعداد کو فیض پہنچتا ہے اور اس وقت اس مادہ سے مناسبت رکھنے والے نفوس اس سے فیض پاتے ہیں اسی طرح وہ سرزمین جس کے عنصر میں ہوا غالب ہوتی ہے اور دوسرے عناصر مغلوب۔ ایک لطیف تغیر اور شریف تعفن اچھے اوقات اور مبارک و مسعود قرآنات میں ہوتا ہے۔ بس وہ نورانی نفوس کے مادہ کے لیے مفاض ہوتے ہیں اور وہ مادہ اگرچہ ہیولیٰ تعین و تقرر ان نفوس کے جسد مطیہ کا

---

[1] اب جب کہ بادشاہ نے مجھے خاک سے اٹھایا تو میرے لیے یہ لائق ہے کہ میں سر کو افلاک سے بلند کروں (فخر کروں)

[2] کرید و کاوش نہیں کرتے یا ان کی حقیقت پر زائد بحث کرنا نہیں چاہتے

[3] بو۔ یا تری کی وجہ سے کیفیت کا بدل جانا۔

Marfat.com

ہو تو نہیں ہو سکتا اور نہ فنا ہو سکتا ہے۔ لیکن خاص قسم کی شکل کو قبول کر لیتا ہے بلکہ نامشخصہ اشکال کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ اور مدور یا مثلث یا مسدس یا مسبع ہو جاتا ہے اور ان نفوس کے افاضہ کے وقت ہر تارہ جو محکم ہوتا ہے یہ ملائکہ اس کے لشکر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پس بعض حروف و الفاظ کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتے ہیں اور اس کے مؤکل ہوتے ہیں۔ اور بعض دوسری اشیاء کے ساتھ اور احکام کواکب کی شمولیت کے مطابق ان کے حقائق بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ اور بیشمار ولاتعداد اقسام ظاہر ہوتی ہیں اور ما یعلم جنود ربک الا ھو سے اسی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے ملائکہ کو کسی علم و تجلی کی خبر نہیں ہوتی بلکہ یہی ایک نورانیت ہوتی ہے نور طہارت کی قسم سے جو انوار معنوی سے ہے۔ اور جو ملائکہ از قسم جن ہیں ان کی قسم علاحدہ ہے اور ان کی ایجاد بمنزلہ ایجاد انسانی و جنی ہے اور وہ جو مقامات متبرکہ اور ذکر کی مجالس میں طواف کرتے ہیں وہی قسم اول ہیں اور قسم دیگر مرتبۂ نبوت میں تعینات صرف کے تجرد سے ظہور پاتے ہیں کیونکہ نور محض ہیں اور انہیں کو عقول کہتے ہیں اور یہ قسم عالم ایجاد کے لوازمات سے ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک کرہ (گیند) بنائے۔ پس اس کی ایجاد کے لیے منطقہ و محور ہونا ضروری ہے اور حقائق کل افراد انسانی بھی اس مرتبہ میں ثابت و متفرد ہیں۔ اور ان افراد میں سے کوئی فرد ایسا نہیں ہوتا جس سے نشأت میں سے کسی نشأ کی تربیت بوجہ من الوجوہ مربوط نہ ہو اس لیے کہ یہ فریق جود و ایجاد کے وسائط ہوتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تدلیات الٰہیہ میں سے ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ جب کسی شخص کے حق میں ملاء اعلیٰ کے ضمن میں داعیۂ مقدسہ منعقد ہوتا ہے کہ اس کو صورت الٰہی سے خطاب کیا جائے تو اس وقت مادہ تنزلات بلکہ اجزائے کثیفہ ہوائیہ سے انعقاد قبول کر کے صورت الٰہیہ کا ہیولہ ہو جاتا ہے،

Marfat.com

گویا وہ جسم ہے اور تجلی الٰہی اس کا نفس ناطقہ حتّٰی کہ جب کوئی اس کو بنظر غائر دیکھے تو ملاء اعلیٰ سے لے کر ذاتِ بحت تک اس میں نافذ ہو جاتا ہے۔ اور مادہ ہوائی پر اس قسم کی تجلی کا سبب یہ ہے کہ مادہ ہوا تاثیر ہمت کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جس کا قصہ توریت میں مذکور ہے وہ گویا ایک طلسم تھا جو اللہ نے اسی قسم کی تجلیات کے نزول و اظہار کے لیے تعلیم فرمایا۔ اور یہ حضرت موسیٰؑ کے عظیم مناقب میں سے تھا۔ واللہ اعلم

ایک روز مغرب و عشا کے مابین بندہ کاتب حروف خدمتِ اقدس میں حاضر تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجلیِ ذات کا لفظ جو لوگوں کی زبانوں پر جاری ہے اگر اس سے نقطۂ ذات صرف (جو اعتبار و ثبوت کے فوق ہے) مراد لیا جائے تو وہ خود دوام نہیں رکھتا اور وہ برق خاطف کی طرح ہوتا ہے اور اگر تجلی اعظم کا شہود بغیر اسماء و صفات کے ملاحظہ کے مراد لیا جائے تو اس کا دوام ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ کبھی اس سے ذہول[1] ظاہر ہوتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ باطن میں یعنی حجر بحت کی راہ سے اس سے آشنائی ہے۔ لیکن شہود کے وقت لطیفہ اسریتہ اس کو کسی قید کے ساتھ مقید کر دیتا ہے لیکن یہ تقیید اسی لطیفہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ حقیقت انتہائی نزاکت و باریکی میں ہے اس لیے کہ وہ وہی نقطۂ خالصہ ہے جس نے نفس کلیہ میں تدلی کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اس تجلی اعظم نے ان احجار بحتیہ کو جو اس تجلی کا نمونہ ہیں اپنے کمال رخسار[2] کے حقائق میں ودیعت کیا ہے یعنی یہ احجار بعض تعلقات کے بعد بمنزلہ اس کی شعاع اور اس کی خلعت ہو جائیں۔ پس یہ بات بذات مختلفہ کے ساتھ

---

[1] غفلت اور خود فراموشی

[2] رخسار، حقیقتِ جامعہ کو کہتے ہیں اور یہی فاتحۃ الکتاب ہے۔ بعض لوگ رخسار سے وحدانیت بھی مراد لیتے ہیں۔ (تقی انور)

Marfat.com

اس تجلی کے بروز کا سبب ہو جاتی ہے اور ارشاد فرمایا کہ افراد میں سے کوئی فرد جب اپنے تجرتجت کی حیثیت سے اس معنی (جیز) کو اپنا مقام پائے تو تمام علوم و معارف کو پس پشت ڈالتا ہے۔ اور شعر

مُخْلِقَتْ اَطْوَاءُ الْعُلُوْمِ بِغُرَّتِهٖ تَنُوْحُ كَمَا نَاحَتِ النِّسَاءُ الثَّوَاكِلُ

اس جگہ متحقق ہو جاتا ہے مگر یہ کہ وہی تجلی اعظم ایک علم کا اس شخص کی راہ سے اظہار فرماتی ہے اور اس وقت اس کی زبان اسی کے ساتھ جاری ہو جاتی ہے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کے وجدان کو اگر رویت سے تعبیر کیا جائے تو بعید ہے۔ اس نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ اس کی وجہ سے اکثر احکام اور کیفیات قلبیہ ضعیف ہو گئی ہیں اس لیے کہ وہ احکام رنگ و کیفیت کا تقاضا کرتے ہیں اور اس معنیٰ کی بے کیفی اور بے رنگی ان کی نفی کرتی ہے اور یہی حال خوابات و واقعات میں ہے کہ اس حال کا غلبہ ان سب کو متلاشی (فنا) کر دیتا ہے (اس سر مذکور کی وجہ سے جو کیفیات قلبیہ میں پایا جاتا ہے) نیز ایک وقت ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کے ظہور کمالات کی تنظیم میں جو افراد کمال کے احجار ہتیہ کے مطابق ہوتی ہے جس سے ان کی تربیت مقصود ہے اور یہ بات اس نشأت کے لوازم وجود سے ہے کہ جس طرح کرہ کے وجود کے لیے منطقہ و محور ضروری ہے اور نقاط محیط کے لیے مرکز ضروری ہے اگر تجلی اعظم کے کمالات میں سے کوئی شان و کمال تجرتجت کے واسطہ سے علوم یا احوال کے اقسام میں کسی فرد کامل میں ظاہر ہو اور اگر اس کے بعد کوئی دوسرا کامل پیدا ہو تو ضروری ہے کہ علم و معرفت یا جو کچھ اس کے علاوہ از قسم کمالات ہو وہ اس کامل ثانی کی حقیقت سے جوش مارے (تو وہ) کامل اول کی حقیقت کمالیہ پر مترتب متفرع

لہ اور ان کی پیشانی میں علوم کے اطوار پیدا کر دیئے گئے ہیں (علوم کی نشانیاں) وہ نوحہ کرتی ہیں ان عورتوں کی طرح جن کے بچے مر چکے ہیں۔

Marfat.com

کے ظہور کے بعد لطائف کامنہ کی تہذیب بوجہ اتم ظاہر ہوئی۔ اور باب ولایت کھل گیا اور باب نبوت بند ہو گیا جیسا اس کا ذکر گزر چکا جس شخص کے لطائف بارزہ کامنہ خاص طور پر جزئیت اور انانیت کبری کمالات کے ساتھ متجلی ہو گئے تو بالفعل وہ اس بات کے قابل ہو گیا کہ وہ تمام کمالات و مناصب کے افاضہ اور ظہور میں جارحہ الٰہی ہو جائے۔ اور (لیکن) بالفعل اس کو یہ بات نہیں دیتے لیکن مگر جو اس کے مزاج اور وقت کے مطابق ہوتا ہے۔ کبھی وہ سابقین کی صفوں میں بیٹھتا ہے اور کبھی اصحاب یمین کی۔ حالانکہ درحقیقت وہ سب سے یگانہ اور سب میں سے (یعنی باہمہ اور بے ہمہ) مگر یہ کہ وہ گردش کرتا ہے اور ذاتی بحث ان (عرض) کی طرح اقتضائے ذاتی جوش مارتا ہے پس ان اجزاء بحثیہ کی امثال کو اس بارہ میں ایک دخل ہوتا ہے۔

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ایک رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ مجھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونما ہیں۔ دوبارہ جب غور کیا تو خود کو آنحضرتؐ کا عین پایا۔ اسی وقت زوجۂ ثانیہ رحمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہی ہیں اور ہیئات صالحہ ان پر نمایاں ہیں۔ اور ان کا ازدواجی تعلق ذات اقدس نبویؐ میں فنائے کلی اور بقائے اکمل کے ساتھ میں اپنے میں محسوس کر رہا ہوں اور اس پر متعجب و متحیر ہوں کہ اس تمام وصف اتحاد کے باوجود جو آنحضرتؐ کے ساتھ ہے پھر یہ ظاہری تعلق کیا ہے۔ اسی اثنا میں یہ بات دل میں ڈالی گئی کہ آپ کا یہ تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس تعلق کی طرح ہے جو آپؐ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا جس پر ملاء اعلیٰ کی زبان سے حکم زَوَّجْنٰکَھَا مترتب ہوا تھا اور اس وقت اس آیت کا مطلب واضح ہو گیا کہ کاملین کے حق میں مداخلت امور شہویہ دنیویہ میں بمقتضائے وسعت حقیقت اور اس کی جامعیت تمام

Marfat.com

حقایق وجوبیہ وکونیہ پر ہوتی ہے برخلاف عوام الناس کے کہ ان کا وصول لذت بمقتضائے قوائے بدنیہ کے ہے اور واسع الحقیقت ہے (یعنی وہ لذت شہوی جس کو ہم صرف نفس تک محدود رکھتے ہیں یہ حضرات جامع روحانی کی لذت یعنی سرور محض سے مستفید ہوتے ہیں) اور دار دنیا میں لذات بوجہ اول مذکور حاصل کرتے ہیں اور جب عالم قبر میں گئے تو بسبب عدم محکومیت مادہ جو اس کے نفس جامعہ کا مرکب تھا اس جگہ (عالم قبر میں) معطل ہو جاتا ہے (یعنی خواب کا مادہ محکم نہیں ہوتا یعنی ہم اسے اپنی خواہش کے مطابق محکوم نہیں کر سکتے۔ پھر جب ایسے موطن (یعنی عالم برزخ) میں منتقل ہوتا ہے جہاں اختلاط مثال وجسد سے ہے (یعنی انتظاری طور پر عمل کا ظاہر ہونا) تو اس مادہ کی اطاعت موطن کی قابلیت کی وجہ سے عود کر آتی ہے بلکہ بدرجہ اتم ہوتی ہے اس لیے کہ نفس ناطقہ وہ نقطۂ وحدانیہ ہے جو تمام صورت انسانیہ کے احکام کا جامع ہو سکتا ہے۔ اور یہ مادہ جو صورت مثالیہ وجسدیہ میں جامع ہے کسی صورت میں صورت انسانیہ کا تعاقب کرے رکاوٹ نہیں رکھتا (یعنی یہ مادہ جو عالم مثال میں ہے خواب میں نظر آنے والے اشکال کے علم اجسام کی طرح ہے) پس اس وقت وہ استیفا علی وجہ الکمال واپس آتا ہے بلکہ اس میں تمام حقیقت کا سریان اس کو حاصل ہوتا ہے اگر (اس کے بعد) شیون ربوبیت کی طرف نظر کرے تو اپنے کو ان سب کے ساتھ پائے گا۔ اور اسی طرح بقیہ اشیاء کو بھی اپنا مظاہر ادراک کرے گا۔ اور اگر ان حقایق امکانیہ میں نظر کرے گا تو اپنے نفس کو تمام جزئیات میں ساری پاوے گا اور تمام قوی وحواس سے اس کے مناسب لذت حاصل کرے گا۔ الحاصل ان مرحومہ کا وہ رابطہ جو بوجہ ان خصوصیات و امتیاز کلی کے اپنے ساتھ تھا اس عالم میں بھی ظاہر ہوا اور یہ خواب بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ مرحومہ رحمہا اللہ تعالیٰ زیادہ ہائی معتقد

Marfat.com

بار بصورت صالحات ولباس فاخرہ عبادات میں مشغول دکھائی دیں۔ اور ان کی صفت طہارت کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن یہ بھی فرمایا کہ بیشتر اوقات دل میں یہ خلش اٹھتی ہو کہ آنحضرت ؐ کے اس زمانے کی حضرت عائشہ رضؓ کے حق میں کیا وجہ ہو کہ حضرت جبرئیلؑ ان کے لحاف میں نزول فرماتے ہیں اور تبلیغ وحی کرتے ہیں اور یہ خصوصیت ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہی اور اس خصوصیت کا کیا سبب ہے۔ پھر جب مرحومہ کا تزوج بصورت مذکورہ میں ظاہر ہوا تو وہ شبہ رفع ہو گیا۔ کہ ان کی ہیئت طہارت اور اس کے نور کو اپنے میں پایا۔ اور باوجود اس کے کہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں میں نے کوئی فتور نہیں دیکھا (اور) اس کی وجہ یہ ظاہر ہوئی کہ وہ ان عفیفہ کی طہارت جبلی کا عکس ہوتا تھا جو ان کی کدورت زمانی میں طہارت کے منافی نہیں ہوتا تھا۔ اور اس کا بھید یہ واضح ہوا کہ ہر چند کوئی خصلت طہارت سے متصف ہو جب احوال طاریہ جو اس کی ضد ہوتے ہیں دوسرے کی طرف سے پرتو ڈالتے ہیں تو اس خصلت کے جمال کو اپنی کیفیت سے مامور کر دیتے ہیں مگر اس طرح کہ دوسری جانب بھی طہارت کے نور اور لطافت کی صفت سے متصف ہو ہیئات عارضیہ دنبیہ (یعنی دنیاوی ہیئتیں) داخل نہیں ہو سکتی اس لیے حضرت عائشہ رضؓ کے بستر پر حضرت جبرئیلؑ کے نزول کا سر یہ تھا۔

ماہ شعبان ۱۱۶۰ھ میں جب کہ رمضان المبارک جو آپ کے اعتکاف کی میعاد تھا قریب پہنچا اگرچہ ان ایام میں بارش کی شدت تھی اور دریائے جمنا میں جو اطراف بادشاہ جہان آباد میں واقع ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے وہاں کا سیر و سفر ممکن نہ تھا۔ اس بندہ کاتب حروف کو ایسے حالات کے تحت نہایت اضطراب لاحق ہوا کہ اس وقت شرف حضوری اور سعادت مجاورت

Marfat.com

آستانہ کس طرح نصیب ہوگی۔ یہ مشکلات اور اپنا اضطراب حضرتِ اقدس کے حضور میں عرض کیا۔ آنجناب کی طرف سے ان الفاظ میں عنایت نامہ والانامہ صادر ہوا کہ "پورا سال اسی خیال میں گزرا ہے کہ رمضان کا چلہ اپنے احباب کے ساتھ اطمینان وسکون سے گزاریں گے۔ بہرکیف اپنے کو معاف نہ رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ضرور کوئی صورت پیدا فرمادے گا اس کے فضل بے علت سے اسی کا یقین اور امید ہے"۔ انتہی جس وقت یہ عنایت نامہ صادر ہوا تو دلِ فدویت منزل کو ایسا بے قرار کیا اور ایسا قلق واضطراب طاری ہوا کہ بنایت شوق واشتیاق سرد پا کی تمیز نہ رہی اور راستہ کی مشکلات ومصائب کا کوئی اندیشہ وخوف دل میں باقی نہ رہا۔ اسی وقت سے ادھر کعبۂ مقصود کے طواف کا احرام باندھا اور ادھر نفسِ مبارک نے جلوہ گری کی اور آپ کے تحریر فرمانے کے مطابق بے کم وکاست واقع ہوا۔ بارش جو مسلسل ہو رہی تھی ایسی بند ہوئی کہ ایک بوند بھی نہ ٹپکی اور راستہ کی دشواریوں سے محفوظ و مامون ہوکر اس مقام فیض نظام پہنچ گیا اور اپنی جبین نیاز کو خاکِ آستانہ ولایت آشیانہ سے منور کیا اور جیسے ہی شرفِ قدم بوسی حاصل کرکے خدمتِ اقدس میں بیٹھا اسی وقت سے اس شدت وتیزی سے بارش شروع ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے پہنچنے ہی کا اسے انتظار تھا۔ پھر دوسرے ہی روز سے شرف اعتکاف اور مجاہدت عتبۂ علیہ سے مشرف ہوا اور ان ایام میں جو کچھ فیوض وبرکات حضرتِ اقدس کی طرف سے اس غلام پر صادر ہوئے کیا بیان کیے جائیں کہ ان کے شکر کی ادائیگی حدِ بیان سے باہر ہے ؎

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار ۔۔۔ کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردۂ تست

اے ابر بہار تیرے فیض کا شکر چمن کیسے ادا کرسکتا ہے کیونکہ خار وگل سب تیرے ہی پروردہ ہیں

Marfat.com

اکثر اوقات جب خلوت خاص میں باریابی ہوئی تو اسرار بلند (اعلیٰ) و معارف ارجمند کے ارشادات سے سرفراز فرماتے۔ ایک روز مجھے مخاطب فرما کر ایک ایسی بات زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائی جس کو اس فدوی نے سارے اعتکاف کا ماحصل جانا۔ کہ اے فلاں تمھارے یہاں ہونے سے میں نہایت انس پا رہا ہوں اور مجھے بہت آرام مل رہا ہے۔ ؎

کنوں چوں شہ مرا بر داشت از خاک　　　سزد گر بگذرانم سر ز افلاک[۱]

ایک روز جب کہ یہ خاکسار خدمتِ اقدس میں حاضر تھا ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات ملائکہ سفلیہ قطرات نورانیہ کے مانند نظر آتے ہیں لیکن نہ تو اس طرح کہ صرف نگاہ ظاہری سے محسوس ہوتے ہوں اور نہ وہم و خیال سے بلکہ بیّن بیّن کہہ سکتے ہیں۔ اور مسامحہ کا قائل ہونا پڑتا ہے کہ (جو) آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں اور ان کے حقایق معلوم ہو جاتے ہیں جس طرح فضا کے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں کہ ہوا کا ایک مناسب تعفن بہم پہونچتا ہے جس سے ضعیف نفوس کی استعداد کو فیض پہنچتا ہے اور اس وقت اس مادہ سے مناسبت رکھنے والے نفوس اس سے فیض پاتے ہیں اسی طرح وہ سرزمین جس کے عنصر میں ہوا غالب ہوتی ہے اور دوسرے عناصر مغلوب۔ ایک لطیف تغیر اور شریف تعفن اچھے اوقات اور مبارک، و مسعود قرآنات میں ہوتا ہے۔ بس وہ نورانی نفوس کے مادہ کے لیے مفاض ہوتے ہیں اور وہ مادہ اگرچہ ہیولیٰ تعین و تقرر ان نفوس کے جدّ مطیہ کا

---

[۱] اب جب کہ بادشاہ نے مجھے خاک سے اٹھایا و میرے لیے یہ لایق ہے کہ میں سر کو افلاک سے بلند کروں (فخر کروں)

[۲] کدو کاوش نہیں کرتے یا ان کی حقیقت پر زائد بحث کرنا نہیں چاہتے

[۳] بو۔ یا تری کی وجہ سے کیفیت کا بدل جانا۔

Marfat.com

ہو تو نہیں ہو سکتا اور نہ فنا ہو سکتا ہے۔ لیکن خاص قسم کی شکل کو قبول کر لیتا ہے بلکہ نامشخصہ اشکال کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ اور مدور یا مثلث یا مسدس یا مسبع ہو جاتا ہے اور ان نفوس کے افاضہ کے وقت ہر ستارہ جو محکم ہوتا ہے یہ ملائکہ اس کے لشکر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پس بعض حروف و الفاظ کے ساتھ ایک خصوصیت رکھتے ہیں اور اس کے مؤکل ہوتے ہیں۔ اور بعض دوسری اشیاء کے ساتھ اور احکام کواکب کی شمولیت کے مطابق ان کے حقائق بھی مختلف ہو جاتے ہیں۔ اور بے شمار و لاتعداد اقسام ظاہر ہوتی ہیں اور ما یعلم جنود ربک الا ھو سے اسی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے ملائکہ کو کسی علم و تجلی کی خبر نہیں ہوتی بلکہ یہی ایک نورانیت ہوتی ہے نور طہارت کی قسم سے جو انوار معنوی سے ہے۔ اور جو ملائکہ از قسم جن ہیں ان کی قسم علاحدہ ہے اور ان کی ایجاد بمنزلہ ایجاد انسانی و جنی ہے اور وہ جو مقامات متبرکہ اور ذکر کی مجالس میں طواف کرتے ہیں وہی قسم اول ہیں اور قسم دیگر مرتبۂ نبوت میں تعینات صرف کے تجرد سے ظہور پاتے ہیں کیونکہ نور محض ہیں اور انھیں کو عقول کہتے ہیں اور یہ قسم عالم ایجاد کے لوازمات سے ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک کرہ (گیند) بنائے۔ پس اس کی ایجاد کے لیے منطقہ و محور ہونا ضروری ہے اور حقایق کمل افراد انسانی بھی اس مرتبہ میں ثابت و متفرد ہیں۔ اور ان افراد میں سے کوئی فرد ایسا نہیں ہوتا جس سے نشأت میں سے کسی نشا کی تربیت بوجہ من الوجوہ مربوط نہ ہو اس لیے کہ یہ فریق جود و ایجاد کے وسائط ہوتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تدلیات الٰہیہ میں سے ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ جب کسی شخص کے حق میں ملاء اعلیٰ کے ضمن میں داعیۂ مقدسہ منعقد ہوتا ہے کہ اس کو صورت الٰہی سے خطاب کیا جائے تو اس وقت مادہ تدلی بلا اجزائے کیفیت ہوائیہ سے انعقاد قبول کر کے صورت الٰہیہ کا ہیولیٰ ہو جاتا ہے

Marfat.com

گویا وہ جسم ہے اور تجلی الٰہی اس کا نفس ناطقہ حتیٰ کہ جب کوئی اس کو بنظر غائر دیکھے تو ملاء اعلیٰ سے لے کر ذاتِ بحت تک اس میں نافذ ہو جاتا ہے۔ اور مادہ ہوائی پر اس قسم کی تجلی کا سبب یہ ہے کہ مادہ ہوا تاثیر ہمت کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جن کا قصہ توریت میں مذکور ہے وہ گویا ایک طلسم تھا جو اللہ نے اسی قسم کی تجلیات کے نزول و اظہار کے لیے تعلیم فرمایا۔ اور یہ حضرت موسیٰؑ کے عظیم مناقب میں سے تھا۔ واللہ اعلم

ایک روز مغرب و عشا کے مابین بندہ کاتب حروف خدمتِ اقدس میں حاضر تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجلیِ ذات کا لفظ جو لوگوں کی زبانوں پر جاری ہے اگر اس سے نقطۂ ذات صرف (جو اعتبار و ثبوت کے فوق ہے) مراد لیا جائے تو وہ خود دوام نہیں رکھتا اور وہ برق خاطف کی طرح ہوتا ہے اور اگر تجلی اعظم کا شہود بغیر اسماء و صفات کے ملاحظہ کے مراد لیا جائے تو اس کا دوام ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ کبھی اس سے ذھول[1] ظاہر ہوتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ باطن میں یعنی حجر بحت کی راہ سے اس سے آشنائی ہے۔ لیکن شہود کے وقت لطیفہ اسرّیہ اس کو کسی قید کے ساتھ مقید کر دیتا ہے لیکن یہ تقید اسی لطیفہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ حقیقت انتہائی نزاکت و باریکی میں ہے اس لیے کہ وہ وہی نقطۂ خالصہ ہے جس نے نفس کلیہ میں تدلی کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اس تجلی اعظم نے ان احجار بہتیہ کو جو اس تجلی کا نمونہ ہیں اپنے کمال رخسار[2] کے حقائق میں ودیعت کیا ہے یعنی یہ احجار بعض تعلقات کے بعد بمنزلہ اس کی شعاع اور اس کی خلعت ہو جائیں۔ پس یہ بات بزرات مختلفہ کے ساتھ

---

[1] غفلت اور خود فراموشی

[2] رخسار، حقیقتِ جامعہ کو کہتے ہیں اور یہی فاتحۃ الکتاب ہے۔ بعض لوگ رخسار سے وحدانیت بھی مراد لیتے ہیں۔ (تقی انور)

Marfat.com

اس تجلی کے بروز کا سبب ہو جاتی ہو اور ارشاد فرمایا کہ افراد میں سے کوئی فرد جب اپنے تجرّبجت کی حیثیت سے اس معنی (چیز) کو اپنا مقام پائے تو تمام علوم و معارف کو پس پشت ڈالتا ہے۔ اور شعر

مُخْلِقَتْ اَطْوَارُ الْعُلُوْمِ بِغُرَّتِهٖ ۔۔۔ تَنُوْحُ كَمَا نَاحَتِ النِّسَاءُ الثَّوَاكِلُ[1]

اس جگہ متحقق ہو جاتا ہو مگر یہ کہ وہی تجلی اعظم ایک علم کا اس شخص کی راہ سے اظہار فراتی ہو اور اس وقت اس کی زبان اسی کے ساتھ جاری ہو جاتی ہے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کے وجدان کو اگر ردیت سے تعبیر کیا جائے تو بعید ہی۔ اس نے ایسا غلبہ کیا ہو کہ اس کی وجہ سے اکثر احکام اور کیفیات قلبیہ ضعیف ہو گئی ہیں اس لیے کہ وہ احکام رنگ و کیفیت کا تقاضا کرتے ہیں اور اس معنی کی بے کیفی اور بے رنگی ان کی نفی کرتی ہو اور یہی حال خوابات و واقعات میں ہو کہ اس حال کا غلبہ ان سب کو متلاشی (فنا) کر دیتا ہو (اس مذکورہ کی وجہ سے جو کیفیات قلبیہ میں پایا جاتا ہو) نیز ایک وقت ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کے ظہور کمالات کی تنظیم میں جو افراد کمال کے احجار ہتیہ کے مطابق ہوتی ہو اور جس سے ان کی تربیت مقصود ہو اور یہ بات اس نشأت کے لوازم وجود سے ہو کہ جس طرح کرہ کے وجود کے لیے منطقہ و محور ضروری ہے اور نقاط محیط کے لیے مرکز ضروری ہو اگر تجلی اعظم کے کمالات میں سے کوئی شان و کمال تجربجت کے واسطہ سے علوم یا احوال کے اقسام میں کسی فرد کامل میں ظاہر ہو اور اگر اس کے بعد کوئی دوسرا کامل پیدا ہو تو ضروری ہو کہ علم و معرفت یا جو کچھ اس کے علاوہ از قسم کمالات ہو وہ اس کامل ثانی کی حقیقت سے جوش مارے (تو وہ) کامل اول کی حقیقت کمالیہ پر مترتب متفرع

---

[1] اور ان کی پیشانی میں علوم کے اطوار پیدا کر دئے گئے ہیں (علوم کی نشانیاں) وہ نوحہ کرتی ہیں ان عورتوں کی طرح جن کے بچے مر چکے ہیں۔

Marfat.com

خدمت میں عرض کیا کہ اس فتنہ و فساد میں اپنا مال و اسباب کہاں لے جائیں آپ نے نہایت وضاحت سے فرمایا کہ ہم اور ہمارے تمام مخلصین بلکہ تمام اہل شہر انشاء اللہ تعالیٰ اس فتنہ و فساد سے محفوظ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا فرمادے گا کہ ہر طرح سے امن ہوگا۔ اور واقعی ہوا بھی ایسا ہی کہ افغان بادشاہ کے لشکر نے شکست کھاکر جس راہ سے آیا تھا واپس گیا اور اس کے صدمہ سے شہر محفوظ رہا۔

انھیں ایام میں جب کہ محمد شاہ تخت سلطنت پر متمکن تھا اور تمام ارکان دولت اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے فتنہ کی صورت ظاہر ہو چکی تھی حضرت اقدس نے عبدالمجید خاں کشمیری سے فرمایا کہ یہ حکومت درہم برہم ہو جائے گی اور تغیر کلی رونما ہوگا اور تمہارے اطمینان میں بھی خلل واقع ہوگا۔ لیکن ذات باری تعالیٰ کے فضل سے اس کی پوری امید ہے کہ عزت و آبرو محفوظ رہے گی اور ہم بھی تمہارے حق میں دعاگو ہیں۔ آپ کے فرمانے کے کچھ ہی دن بعد قذر نے اس دنیا سے کوچ کیا اور بیشتر امراء افغان کی جنگ میں مارے گئے بعد ازاں بادشاہ اور بخشی دونوں نے وفات پائی۔ یہاں تک کہ قدیم ارکان سلطنت میں سے کوئی باقی نہ رہا اور جو خدمات عبدالمجید خاں کے سپرد تھیں وہ سب احمد شاہ کے بیٹھتے ہی دوسروں کے سپرد کر دی گئیں۔ اور ان کی جماعت کا شیرازہ منتشر ہو گیا لیکن وہ (خود) حضرت کی توجہ عالیہ کی برکتوں کی بدولت باوجود معزولی کے بھی معزز رہے۔

ایک دن خواجہ محمد صالح سمرقندی وہ بیدی[1] نے جو میر جملہ فرخ سیری سے قرابت رکھتے تھے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا ہے جس کو میں نے

---

[1] ایک قسم کا عہدۂ شاہی

Marfat.com

حضور کی نذر کر دیا تھا اور جو اس در کا غلام بھی ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ جس دن
میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسی دن میرے وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا
تھا۔ تقریباً پچیس روز ہوئے جب خدمت اقدس سے رخصت ہو کر گھر پہنچا تو دیکھا
کہ گھر کے تمام افراد گریہ وزاری میں مصروف ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بچہ نے
دودھ پینا چھوڑ دیا ہے اور کسی طرح نہیں پیتا اور حالت نازک ہے۔ جب میں نے
لحاف اس کے سر پر سے ہٹایا تو دیکھا کہ اس کی پتلیاں چڑھی ہوئی ہیں اور حسرت
سے دیکھ رہا ہے اور نزع کی حالت طاری ہے۔ میں اسی وقت خدمتِ اقدس میں
حاضر ہوا اور صورت حال عرض کی۔ آپ نے تھوڑا پانی دم کر کے عنایت فرمایا۔ اس
پانی کا ٹپکانا تھا کہ گویا تن مردہ میں پھر سے جان آگئی وہ اسی وقت ہوشیار ہوا اور فوراً
دودھ پیا۔ اسی وقت میں نے اس کو آپ کی نذر کر دیا۔ اب ماشاء اللہ وہ چودہ
سال کا ہے۔ انشاء اللہ خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کرے گا۔

رمضان ۱۱۶۱ھ میں حضرتِ اقدس نے چلہ کشی کا قصد فرمایا اور یہ بندہ
کاتب حروف بھی جناب کرامت مآب کی جاذبہ عنایات کی بدولت جو ظاہراً بہ راہ
خط وکتابت اور باطناً از روئے توجہات جو اس کے شامل حال تھیں فضل الٰہی کے
زاد راہ کے ساتھ نصف شعبان گذرنے کے بعد اپنے وطن سے روانہ ہو کر حاضر
خلوت نشینان انجمن ولایت مسکن کی سرزمین بوسی سے مشرف ہوا اور مشکوۂ منبع ارشاد
کے حوالی کے معتکفین میں منسلک ہو کر ھم قوم لا یشقی جلیسھم[1] کی سعادت
سے مشرف ہوا۔ اور ان مبارک ایام میں سب سے بڑی سعادت جو خاکسار کو نصیب
ہوئی یہ تھی کہ رات و دن میں جس وقت چاہتا خلوت خاص میں حاضری باریابی
ہوتی۔ اور معارف خاصہ اور اسرار خاص جو حضرت آپ سے مخصوص تھے ان کے بیان
سے اس خاکسار کو بھی مشرف و مستفیض فرماتے۔ اور ان تمام مبارک اوقات کا

[1] وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

Marfat.com

تذکرہ تحریر کر کے اپنی سعادت کا سرمایہ بنایا۔ اور تمام خدام ذوی الاحترام جو شرف مجاورت سے مشرف تھے اپنی اپنی حسب استعداد فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے

خواجہ محمد امین بیان کرتے ہیں کہ صحت کا دنوں میں جلوس فرماتے وقت ارشاد فرمایا کہ ان ایام میں شغل باطنی کی طرف توجہ کرنے میں زائد سے زائد پابندی کرنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑی ہی کوشش سے بہت زائد کشود کار ہوگا۔ چنانچہ تعمیل حکم میں ایک وقت متوجہ ہوکر بیٹھا آپ کے توجہ کرتے ہی ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ از خود رفتہ ہوگیا اور ایک گھڑی تو یہ حالت رہی کہ آنکھ کھولنے کی بھی سکت نہ رہی۔ اور وہ اسرار جو اس روز خواجہ صاحب موصوف پر واضح ہوئے تھے ان کے حالات میں قسم ثالث میں لکھ دیئے گئے ہیں

حقایق آگاہ شاہ نور اللہ نے اسی دوران حضرت شیخ محمد قدس اللہ سرہم العزیز کو واقعہ میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں" بابا عارف وہ ہے جس کے وجود کا ہر ذرہ عارف ہو اور محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو اور اس کے ہر قول وفعل میں ایک تاثیر ہو

انھیں ایام میں ایک روز صبح کے وقت، یہ بندہ کاتب حروف خلوتِ خاص میں باریاب ہوا اس وقت حضرت اقدس کو دیکھا کہ استغراق عظیم طاری ہے تھوڑی دیر مواجہہ شریف میں بیٹھ کر بقدر استعداد فیض خاص سے مستفیض ہوکر اپنی جگہ واپس آیا۔ پھر جب مغرب وعشا کے مابین شرف حضوری حاصل ہوا تو ارشاد فرمایا کہ میں جب خلوت میں داخل ہوا اور متوجہ ہونا چاہا تو اس وقت نہ قلب کو پایا اور نہ روح کو جس کے ذریعہ توجہ کروں۔ مگر حجر بحت کی کیفیت اجمالی موجود تھی۔ (پھر جب) میں متوجہ ہوا تو تجلی اعظم میں حجر بحت کا اضمحلال قوی ظاہر ہوا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ نفس کلیہ جن میں۔ تجلی اعظم نے ظہور فرمایا ہے اس تجلی کا

Marfat.com

نمونہ ہے جو ہر نفس جزئیہ میں جو اس نفس کلیہ کے تنزلات سے ہو کر وجود پذیر ہوا ہے۔ (اور اسی کو تجربت کہتے ہیں)۔ اور جس طرح نفس جزئیہ کے ظہور میں تحلیلات طبعی واقع ہوتی ہیں جو معدنیات سے نباتات کی طرف اور نباتات سے حیوانات کی طرف اور اس سے انسانیات کی طرف پہنچتی ہیں۔ اسی طرح تحلیلات کسبیہ وریاضیہ واقع ہوتی ہیں یہاں تک کہ تجربت پھر تجلی اعظم [illegible] نسبت ہو جاتا ہے بعد تجلی اعظم کو اپنی منزل بنا لیتا ہے

یعنی اپنے نمونہ تعین کو جو اس نفس جزئیہ میں اس کو لاحق ہوا تھا خود بخود فنا ہو کر اس تجلی کی شعاع مطلق ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود انہیں اس نفس کے ساتھ جو اس کے تعین کا منشا ہو گیا تھا۔ ایک ربط باقی رہتا ہے اور یہی تجلی اعظم کی افراد[1] امکانی کے ساتھ مناسبت کی راہ ہے۔ اور اسی راہ سے شرائع ونوامیس[2]....

اور علوم الٰہیہ انبیاء واولیائے کاملین پر نازل ہوتے ہیں اور یہی وہ رابطہ ہے جو قرب الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ آفتاب جب موجود ہوتا ہے تو اس میں ایک لطیفہ دہنیہ (کمزور) ہے جو شعلہ کا مادہ ہے جس میں روشنی ودیعت کی ہوئی ہے۔ اور یہی مثال تجربت کی ہے جو انوار کے نور کا نمونہ ہے اور نفس ناطقہ کی مثال شعلہ، بتی اور چراغ کی ہے۔ اور لطیفہ دہنیہ بمنزلہ استعداد ارضیہ وجسدیہ نسیمیہ کے ہے جو نفس ناطقہ کے افاضہ کو قبول کر لینے والا ہے جب تک رات ہے اور آفتاب پردۂ خفا میں ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہے

[1] یعنی اس افراد سے جو افراد ظہور میں آنے والے ہیں۔
[2] نوامیس۔ یہ لفظ غیرت اور کبھی عبرت میں آتا ہے اس سے مطلب عصمت وعفت۔ وتدبیر وسیاست ہے نوامیس الٰہیہ ملائکہ کو کہتے ہیں جو کہ وہ معصوم ہیں۔ چونکہ اجرائے شریعت انبیاء سے متعلق ہے اس لیے ان کو بھی ناموس کہتے ہیں اور ناموس اکبر جبرئیل کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

ستاروں کی روشنی اپنی آب وتاب پر ہی اور امتیاز بھی رکھتی ہو اور جب دن ہوا اور آفتاب نکل آیا ستاروں کی روشنی اس میں گم ہو گئی اور اسی کی ایک شعاع ہو گئی اس میں کسی قسم کا امتیاز نہ رہا لیکن باوجود اس گم شدہ روشنی کے درحقیقت ایک ربط اس انشراح کے ساتھ جو اس کے تعین کا منشا ہو گیا تھا باقی ہی اور ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کامل کا نفس، نطقہ اور تمام قوی اگرچہ بسبب اضمحلال جو جہت گم ہو جاتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ وہ نعیم جنانیہ کے قابل نہ رہیں بلکہ ان نعمات کا افاضہ اس پر علیٰ وجہ الکمال ہو گا۔ اس لیے کہ اب وہ دوسرا اختیار و احاطہ رکھتے ہیں جو گم شدگی سے قبل نہ تھا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کی کاملین کے احجار بہتیہ کے ساتھ مصلحت کلیہ کے ظہورات کے اقتضا کے مطابق مختلف نسبتیں ہوتی ہیں جیسے آفتاب کی نسبتیں ستاروں کے ساتھ کہ کبھی وہ آمنے سامنے ہوتے ہیں اور کبھی محاق (حجاب) میں کبھی تثلیث یا تسدیس میں اور کبھی نظر مودت میں اور ان میں سے ہر ایک کی نسبت کا مقتضا اور نظریات علاحدہ علاحدہ ہیں۔ پس بعض احجار بہتیہ میں اس نسبت کے مطابق جو اس میں ہی لاہوت کا ناسوت میں انجذاب ہی اور بعض میں عبدیت محضہ اور بعض کے ساتھ مودت و الفت۔ اور تجلی اعظم کی بعض احجار بہتیہ کے ساتھ ایک بے کیف نسبت ہے جو اس نسبت مذکورہ کے ماورا ہی اور ان جہات و نظرات مشہورہ (اعتبارات و نظریات) کے علاوہ ہے گویا اس کی نظر غیب صرف اور بے جہتی محض سے نمودار ہوتی ہی اور بے تعینی و خالص بیرنگی کے ساتھ جوش مارتی ہے جس کا شاہدہ حافظ نے اپنی غزل کے اس شعر میں کیا۔ ولے زطرف کلہ خیمہ بر سحاب زدہ) اور اس کا نور ایسا ہو گویا کچھ نہ تھا۔ اچانک اس کے احکام ظاہر ہوتے ہیں

Marfat.com

اور یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کلی نسبت سے آئے تو ادراک معنی کا متعلقہ لطیف
تیقظ (بیداری) ہی اور ہر چیز کے سر کا ادراک اور ہر کلام جس کے تحتی معنی ہیں
اصل حکمت ہی۔ اور اسی وجہ سے وہ شخص کسی منصب خاص سے متعین نہیں ہوتا
پھر ارشاد فرمایا کہ جب (جبی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کاملہ میں فکر
کرتا ہوں تو عجیب قسم کا ادراک ہوتا ہے جو تمام حقایق کا کمال وسعت سے احاطہ
کیے ہوئے ہے گویا پورے پورا عنوان ہو گیا ہو۔ اور انا فتحنا
لک فتحاً مبیناً سے اسی طرف اشارہ ہی پھر آپ نے حقیقت جبر جلیلہ کی معرفت
دقیقہ بیان کی جس کے ادراک سے عقلیں قاصر ہیں پھر بندہ کاتب حروف نے
جو آپ کے فیض خاص کے پرتو سے روشن ہوا تھا عرض کیا کہ جس طرح (اجزائے وجود)
کا ہر فرد اسما وصفات کی راہ سے تمام مراتب تنزلات پر گذر کر کے اس نشات
میں متعین و متشخص ہو گیا ہو اسی طرح یہ راہ وسایط سالک کے ذات تک وصول
کے لیے مخصوص ہی دوسرے یہ کہ انائے کبری جس سے مراد (انا) اناے مطلق ہی اس
میں اسی کی طرف اشارہ ہی اور وہ چیز ثبوت و وجود سے فوق ہی (یعنی احد
کی حقیقت ہی) اور یہ انانیات جزیہ اسی فوق الفوق نقطہ کا ظہور و انتشار
(تفسیر و توضیح) ہیں۔ یہی معرفت کی حیثیت ہی اور یہی وجہ خاص ہی جس کی طرف
توجہ کرنا بغیر اسمائے وصفات کی آمیزش کے ذات حضرت کی طرف پہنچ جس طرح راہ
اول کا سلوک اسما وصفات کے وصول کا ثمرہ ہی۔ پس وہ توجہ خاص جو مصطلح
قوم ہے وہی ہی یا دوسری چیز ہی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ معرفت صحیح ہی وہ تجلی جو مصطلح قوم
ہی اس سے مراد صورت مقدس کی محاذات ہی۔ جو طریقہ میں ہر وقت نازل ہوا کرتی ہی اور
یہ معرفت جس کا ذکر تم نے کیا ہے وہ تحقیق ہی اور ان کے [illegible]
وہ ہی جو سابقاً مذکور ہو چکی ہی اور ہر شخص اول [illegible]

Marfat.com

روشنی معارف حقیقہ کی جبین تعمیں ہوتی ہے۔ بعدازاں بوجہ خاص توجہ کی تحقیق میں جو اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی اصطلاحیں ہیں ارشاد فرمایا کہ جب نفس ناطقہ مجرد و بے کیف حقیقت کے شہود سے پر ہو جاتا ہے تو اس جگہ سے اس شخص کے وہم میں ایک مقدس اور بے رنگ صورت فائز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ صورت مکانیہ مجرد و بے کیف ہو جاتی ہے۔ اس صورت وہمیہ کی محافظت وجہ خلص کے ساتھ توجہ کرتا ہے۔ اور یہی صورت مورث توجہ و تاثیر و منشاء و نسبت ہے جو کیفیات مقدسہ میں سے ایک کیفیت ہے ورنہ مجرد محض اور بے کیف صرف میں یہ بات پیدا نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ وہ خاصیت بخشتا ہے (یعنی بے کیف صرف) ایک نقطہ بسیط ہے۔ اور بعض مشائخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس ناطقہ کی یہ توجہ ذات صرف بے رنگ و بے کیف کی طرف ہے اور یہ صورت وہم کے تعلق سے ناشی ہوئی ہے (یعنی تفکر سے پیدا ہوئی ہے) لہٰذا اس کی محافظت سے اور اس کے پیچھے پڑنے سے منع فرماتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ ہے کہ یہ توجہ ذات بحث کی طرف نہیں ہے بلکہ تجلی اعظم کی طرف ہے جس سے مطلب نفس کلیہ (وہ تقاضا جو خلق عوام میں ذات کا ظہور ہے) اور وہ صورت بھی تعلق وہم سے نہیں ہے بلکہ اس مقام سے وہم میں فائض ہوتی ہے اس لیے کہ اس تجلی کے کئی بروزات ہیں ایک افلاک کے احجار یحتیہ ہیں اور اس کی وہ صورت جو مدرکہ کے ساتھ وہم میں ہوتی ہے نور قمر کے مشابہ ہے اور وہ مدرکہ کو آسمان کی بلندیوں کی جانب کھینچ لیتا ہے اور دوسری ملاء اعلیٰ کے احجار یحتیہ میں ہے اور اس کی صورت مدارک میں صورت ہوائی سے مشابہ ہے مائل بہ جمرہ (چنگاری) اور وہ وہم کو آسمان و زمین کے وسط میں لے جاتا ہے اور تیسری عالم مثال میں ہے کہ وہاں کی صورت وہم میں درخشندگی کے مشابہ ہے۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات و صفات ان بذات کے لیے ثابت ہیں جو مقدس ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کی صورتیں جب مدرکِ حسِ مشترک ہوتی ہیں تو ان کی تعبیر ان سے زیادہ (واضح) ہو سکتی ہے گویا یہی الفاظ ان مواطن میں اس کی تمثیل کے لیے موضوع ہیں۔ پس تعقل وہم کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

ایک روز دوپہر کے وقت یہ بندہ شرفِ حضوری سے مشرف تھا کہ ایک عزیز نے حضورِ معارف گنجور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے بہ وجدان یہ معلوم ہوا ہے کہ موت کے بعد ان حالات کے بعد جو اس کو اس عالم میں پیش آئیں گے۔ حقیقۃ الحقائق یعنی فنائے کلی خارجی ہو گی اور بساطت تمام ظاہر ہو گی۔ (یعنی فنائے کلی ہو جائے گی اور ترکیب ختم ہو جائے گی) اس وقت آنجناب کے آفتابِ وجدان کی شعاعیں جو اس ذرۂ بے مقدار پر پڑیں تو آپ کے اس قول کے بھید کو دریافت کرنے کے لیے عرض کیا کہ جب عالمِ اجمال کا کوئی شخص علاوہ نبی کے اپنی حقیقت کے اضمحلال کو حقیقۃ الحقائق میں جو نفس الامری ہو پاتا ہے اور تعینات کے مانع ہونے کی وجہ سے ان کا حصول بالفعل نہیں ہے تو ان کے تعقلی ذہن میں ایسے متمثل ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد یہ صورت ظاہر ہو گی۔ حضرت اقدس نے اس حقیر کی بہت تقویت فرمائی (حقیر کی اس عرضداشت کی تائید فرمائی) اور پھر بالتفصیل ارشاد فرمایا کہ زمانہ کے بعض صوفیا کا قول میں نے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ایسا ہوتا ہے جیسے دریا سے ایک کوزہ آب بھر کر لائے جب وہ کوزہ ٹوٹ گیا تو وہ پانی پھر دریا ہی میں مل گیا۔ حقیقتاً اس قول کی تحقیق یہی ہے کہ وہ جو نکہ (ایک قسم) ٹھنڈک و برودت اس اضمحلال کے ساتھ شامل رکھتا ہے اور اس کو بالقوت

پاتا ہو نہ کہ بالفعل۔ اور اسی جسم اور قویٰ کو فعلیہ سے مانع جانتا ہو تو یقینی طور پر یہی گمان کرتا ہو کہ اس بدن کے خراب و فنا ہونے کے بعد یہ صورت ظاہر ہوگی۔ حالانکہ حقیقۃ الحقایق تک دوسرے تعینات بھی ہیں اگر مکمل اور وسیع ہیں جو کہ مانع ہیں (حقیقۃ الحقایق تک)

اسی وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ باوجود حادث ہونے کے تجرد کے بعد ابدی ہو جائے گا۔ (بدن سے تعلق ختم ہونے پر آزاد ہو جائے گا) انھوں نے نفس ناطقہ کو کما حقہ نہیں سمجھا (اور) یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسا جوہر مستقل ہو جسکا تجرد سمجھا نہیں جاتا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ نفس ناطقہ نہیں ہو بلکہ بطور نفس کلیہ کے ہو اور اس کی ہیئتوں میں سے ایک خاص ہیئت ہو جس نے باعتبار تعلق و تنزل ایک ہیکل خاص کے ساتھ یہ نام پایا ہو۔ پس اگر وہ اس کی حقیقت کے اعتبار سے جو نفس کلیہ ہو یہ بات کہتے ہیں تو درست ہو۔ لیکن وہ حدوث سے برتر ہو۔ پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ پہلے وہ حادث تھا پھر ابدی ہوگیا اور اگر ان کا تطور یہی ہو تو یہ خود ایک کذب محض ہو۔ اس لیے کہ تطور کی (مختلف صورتوں پر ہونا) حقیقت جس طرح حدوث کا تقاضا کرتی ہو زوال کی بھی مقتضی ہو۔ بعد ازاں وہ حقایق و معارف بیان فرمائے جو بیشتر لوگوں کی سمجھ سے بالا تھے۔

ایک روز حضور معارف گنجور میں بعض اولیا سلف کا ذکر ہوا جن کے نزدیک عمدہ و اعلیٰ مقام علم لدنی[1] کا حصول تھا۔ ارشاد فرمایا کہ علم لدنی کے کئی

---

[1] علم لدنی عرفان اور حقایق کو کہتے ہیں جو بلا واسطہ ذات حق سے حاصل ہو مولانائے روم فرماتے ہیں ؎

علم کان بنود ز ہو بے واسطہ — آں نپاید ہمچو رنگ ماشطہ۔ تعق انور
از دانش

مراتب ہیں ان میں سب سے بہتر یہ ہے کہ حادث کا قدیم کے ساتھ (یعنی ممکنات کو واجب کے ساتھ) جو ربط ہے وہ حاصل ہو جائے۔ یعنی وہ ایجاد و خلق و تعمیر و تدلی کے ظہور کی کیفیت کی معرفت ہے جو کمالات اربعہ آلیہ ہیں اور اس کے دوسرے کمالات کا علم کلام نفسی کے احکام پر واقفیت ہے اور اس سے مطلب یہ ہے کہ جب نوع انسان کے احکام قوائے طبعیہ و عقلیہ کے مطابق حضرت تجلی اعظم سے (وارہ) حظیرۃ القدس میں ثابت ہو گئے تو وہ احکام جو بہ حد اعتدال ہوتے ہیں یعنی ملاء اعلیٰ کے مدارس و علوم کی جگہ اوامر و نواہی سے اور شبہات کے رد کے بیان میں جس سے ان لوگوں کے قوائے علیہ و علمیہ کی تہذیب ہوتی ہے تاکہ حضرت تجلی اعظم کے ساتھ اس صورت توحیہ کے اقتضا کے مطابق مناسبت پیدا کریں اس مقام میں علی وجہ الکلی تعیین فرمایا چنانچہ قوائے علیہ کی تہذیب کے لیے تسبیح بجدہ یعنی اثبات کمالاتی کے معانی جو کہ عقول کو کیفیت تنزیہی بانہ لیس کمثلہ شی کے ساتھ ادراک ہوتے ہیں یہ مقرر کیا اور یہ معنی ایک اعتبار سے اس مقام سے حظیرۃ القدس میں متمثل ہو گئے ہیں اور وہی کلام نفسی ہے۔ دوسرے شرائع خاصہ کے احکام پر اطلاع اور ان کے بھیر کا ادراک ہے اور یہ آتیناہ من لدنا علما کے موطن سے پہلا شعبہ ہے اور تدبیر جزئیہ کے مطابق یہی جارحۂ الٰہیہ کا دورہ ہے۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ جب حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں سے فرمایا کہ میں تم کو دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں ایک تو شرک کرنے سے دوسرے ظالم سے حسد کرنے سے اور حکم دیتا ہوں (توحید کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کا اور یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ اور اس کلمہ میں بہت سے رموز پوشیدہ ہیں مثلاً (ایک تو) غیر اللہ سے نفی معبودیت اور

Marfat.com

نفی مقصودیت و محبوبیت بلکہ فاعلیت اور موجودیت بھی اور یہ کلمہ ان حجابات کے دفعیہ کا ثمرہ ہے۔ اور دوسرے سبحان اللہ وبحمدہ کا۔ کیونکہ یہ وہ کلمہ ہے جس کے ذریعہ تم رزق دیئے جاتے ہو۔ یعنی ان تعریفوں اور کمالات کا اثبات جو باہم اس کی مدح کرتے ہیں لیکن اس طرح کہ مخلوقات سے ممتاز اور انبیاء کی شکلوں سے منزہ ہے اور یہی وہ معرفت ہے جس کا مقتضا مخلوق کی خالق کے ساتھ نسبت ہے پس یہ کلمہ اپنی دلالت کے مطابق اس بات پر اس حال کی مثال ہے جوکہ مستوجب تربیت ہے کیونکہ رزق رسانی اسی کی ایک قسم ہوگئی ہے۔ اور اسی سبب سے حیوان کا رزق ہے جو انسان کے رزق سے کمتر ہے اس لیے کہ چوپایوں کا رزق چارہ ہے اور آدمی کا رزق جو تسبیح بحمدہ بجہت اس کی ترقی کے عقل و ادراک و اثبات محامد و تنزیہ میں حیوان سے افضل و اعلیٰ ہے اس سے چوب و ثمار ہوئے جو چارہ سے افضل ہیں اور یہی انسان کی فضیلت کی دلیل ہوگئی ہے پس وہ کلمہ ان کی رزق رسانی کا سبب ہوا۔ واللہ اعلم

ایک روز ارشاد فرمایا کہ شیخ ابو علی سینا نے نفس ناطقہ کے بیان میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا نزول مقام تجرد سے ہوا ہے جو محل ارفع ہے اور اس میں حضیض ناسوت اور اس کی پابندی کا ذکر کیا ہے اور اس کی معنوی حکمت پر اظہار حیرت کیا ہے یہ امر معرفت کی کمی کے باعث ہے کیونکہ ظہور نشات میں مصالح کلیہ منظور ہیں نہ کہ مصالح جزئیہ جو ہر فرد کی نسبت سے کمتر ہوتے ہیں۔ پس اس تنزل و تعلق میں اس حکمت نشاء کمالیہ انسانیہ کا حصول مراد ہے جو تنزل سادسہ ہے یعنی تجرجت کا ظہور جو نفس انسانی میں تجلی اعظم کا نمونہ ہے۔ (اور) اس کی وسعت اور طاء اعلیٰ سے اس کا اتصال نیز نفس (تجرجت) میں نظام عالم کا انعکاس ہے یہاں تک کہ وہ جارحہ الٰہیہ ہو جاتا ہے اور وہ نظام اس نفس سے ظہور فرماتا ہے اور یہ بات بغیر

Marfat.com

اس تعلق کے ممکن نہیں ہے۔ اور یہی صورت ظہور کلی کے ظہور کا اقتضا ہے کہ کچھ افراد اس کمال سے فائز ہوں۔ اور اس ظہور سے مقصود بالذات یہی افراد ہیں اسی سے ناقص افراد کا بھی ظہور ضروری ہے تاکہ ان میں تمکن ہو بعض جب تک ناقص نہ ہوگا کامل کے مرتبہ کا علم کیسے ہوگا) پس حیرت محض اسرار تنزلات کی عدم معرفت سے پیدا ہوئی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ ابو علی نے ان لوگوں کی عبادت کو جنھوں نے جنت کے شوق میں عبادت کی ہے بہت برا کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ تجارت کی ایک قسم ہے ان کا شمار کمالات میں نہیں ہے اور یہ بھی جنت کی حقیقت کا ادراک نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور انبیاء کی دعوت کے بھید کی ناواقفیت جس میں بہشت کی طرف رغبت اور جہنم کی طرف بے رغبتی ہے۔ اس لیے کہ جنت در حقیقت مومن کے نفس کے کمالات و تہذیبات و تمثیلات و تجسمات ہیں چنانچہ چشمہائے بہشت تسنیم و کافور و زنجبیل جن کا ابرار و مقربین کے لیے قرآن میں ذکر آیا ہے بحسب اختلاف نفوس اور ان کی تہذیب کے ان کے کمالات نفسیہ کی تمثیلات ہیں اور اس حدیث میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ الجنۃ قیعانٌ غراسها[1] سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اور اس میں رغبت دلانا در اصل ان کمالات کے ظہور میں علیٰ وجہ الکمال رغبت دلانا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بو علی اور ان کے متبعین کا یہ خیال ہے کہ جو کچھ مبدا و معاد کے بیان میں شارع علیہ السلام سے وارد ہوا ہے معنا محض مجازات و کنایات ہیں۔ از بس کہ مخاطبین عرب اُمّی تھے اور ان دقیق معانی کی قابلیت نہ رکھتے تھے لہٰذا شارع نے ان معانی کو بطریق تمثیل و تصویر ان سے بیان کیا حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دقیق معانی جو عمدہ مثالیہ میں متمثل ہوتے ہیں کو کلام نفسی میں اچھی شکلوں و

---

[1] جنت صاف میدان ہے جس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔

Marfat.com

صورتوں میں بیان فرمایا ہے مثلاً مبدا میں جو مواثیق (عہدوں) کا بیان وارد ہوا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس انسانی اپنی تمام استعدادات و قویٰ و احکام کے ساتھ حظیرۃ القدس میں متحقق ہو اور انھیں کے مطابق رب الارباب کے فیوضات کو قبول کرکے اجمالی طور پر استعدادات کے ساتھ حقوق ربوبیت کا اقرار کیا کرے ایسے حقائق مثالیہ بصورت مواثیق کلام نفسی میں منتج ہو گئے۔ و نوع انسانی کی کمال تربیت کا افاضہ ان کی استعدادات کے مطابق اس موطن میں متعین ہے (اور یہ سب) انھیں تشبیہات کا بیان ہے۔ مثلاً معاد میں جو حوض کوثر کا بیان ہوا تو وہ درحقیقت وہ حضرت ربوبیت سے ایک لطف اور فیض جدید ہے جو انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے ضمن میں ظاہر ہوا اور پھر وہی فیض حوض کوثر کی صورت میں متمثل ہو گیا پس کلام نفسی میں اسی تشبیہ و تمثیل کے اعتبار سے اس کا بیان واقع ہوا ہے۔ اس جگہ شارع علیہ السلام نے خود کوئی تصرف مجاز و کنایت اپنی طرف سے نہیں کیا ہے۔ دراصل وہی حکایت نفس الامری ہے (یہ حقیقت واقعی ہے) جو خلق کے سامنے پیش کی۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ تجدد امثال[1] کا مسئلہ جو صوفیاء کے نزدیک محقق ہوا ہے

[1] تجدد امثال یعنی تعینات کی صورتوں کا جدید ہوتے رہنا بعض لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کو بھی تناسخ سمجھتے ہیں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ کلام مجید میں ہے بل ھم فی لبس من خلق جدید تمام اجزاء خواہ حرکت میں ہوں یا سکون میں ہر آن عدم محض کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ وہی ان کی اصل ہے پھر حضرت حق سے ہر آن ان کو ایک نیا لباس وجود ملتا ہے اس سے ہر ساعت قیامت برپا ہے۔ اور ہر شخص اور ہر شے فنا اور بقا میں ہے ہر لمحے میں پہلی سے جو فرق پیدا ہوتا ہے اس کا باعث یہی ہے اور یوم ولادت سے یوم وفات تک انسان میں جو تبدیلی ہوتی رہتی ہے اس کا سبب بھی یہی ہے کہ جسم کا ہر لحظہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ یہاں پر تبدیل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جس طور میں ہے اس سے فانی ہو جائے اور حضرت وجود سے دوسرے طور پر اس کو بقا حاصل ہو جائے۔ مشکوٰۃ الانوار

Marfat.com

اس میں دو باتیں ہیں اور دونوں معقول کے قریب ہیں۔ ایک یہ کہ ہر شے کے وجود کا افاضہ فیض دینے والے سے ہوتا ہے جو زبان و بیان سے بالا ہو کر اس اعتبار سے ایجاد و بقا ایک ہی مرتبہ میں ہیں یعنی اس جگہ امتداد زمانی نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ایجاد و بقا ایک دوسرے سے ممتاز ہوں اور یہ موجود مقامات زمانی ہے جس میں تعاقب اوقات ملحوظ ہوتا ہے پس اس افاضۂ ایجادی کے لیے جس میں کوئی تعاقب نہیں ہے اس شے زمانی وجو شے زمانہ کے اعتبار سے ہو کے ساتھ جس میں ہر آن نقص موجود ہو ان میں اختلاف ثابت ہے پس اسی اختلاط مجرد با زمانی سے تجدد امثال (کا مسئلہ) ظاہر ہوتا ہے یعنی یہی ایجاد ظرف زمان میں لمحات متعاقبہ کے ساتھ صورت اختیار کر کے تجدد امثال ہوتا ہے دوسرے یہ کہ (انھوں نے) ان مقولات میں جن میں حرکت واقع ہوتی ہے جوہر کے حرکت کرنے کے اعتبار سے تجدد امثال کا ان میں اثبات کیا ہے لیکن جوہر میں ثابت نہیں کیا ہے کیونکہ جوہر کی ذات میں حرکت نہیں ہے اس لیے کہ حرکت دینے کے لیے حرکت دینے والا چاہیے ہوتا اور اس جگہ سوا نفس جوہر اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ مقولہ جوہر میں بھی حرکت ثابت ہے اور اس میں متحرک وجود ہے اس لیے کہ وہ کبھی شکل انسانی میں جو کہ جوہر ہے متلبس ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ کی صورت میں وعلیٰ ھذا القیاس۔ اور یہی حرکت ہے لیکن جب شخص اکبر کی حرکت میں جو کہ عالم

ف۔ شخص اکبر حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک شخص اکبر عالم جسمانی کا دوسرا نام ہے یہ عالم جسمانی یا شخص اکبر اپنے اندر ایک وحدت لیے ہوئے ہے۔ دیگر اجساد جو اس میں پائے جاتے ہیں ان کی حالت ویسی ہے جیسے سمندر اور دریا کی لہریں۔ اس عالم جسمانی کے اندر ایک روح ہے جو روح اعظم یا نفس کل کہلاتی ہے یہ انسانی ارواح سے اس طرح وابستہ ہے کہ اسے ان سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ شخص اکبر میں جو عالم پائے جاتے ہیں عالم المعاد، عالم مثال، عالم ارواح مادہ اور محسوسات سے پاک و منزہ تسلیم کیا گیا ہے اسے شخص اکبر سے وہی نسبت ہے جو صورت عقل [illegible]

Marfat.com

کی ہیئت مجموعہ ہے اور اس کے نقائض اور وقت میں وہ حرکت شامل ہے اگر تم اس میں غور کرو تو شکل آفتاب کے جو تموج رکھتا ہے پاؤ گے۔ اس وجہ سے کہ حضرت وجود اپنے تمام شیون و کمالات مقتضیہ للآثار ہا کے ساتھ ایک (دفعہ) مرتبہ جو فوق زبان ہے اس صورت میں جلوہ گر ہوا ہے۔ پس خلع (تنزیہہ) و لبس (تشبیہہ) اس میں متحقق ہوا ہے لہذا اس صورت کلیہ جامعہ میں من حیث ھی تجدد امثال پیدا ہے اور چونکہ وہ وجود متلبساً اسی سے موجودات کے ہر ذرہ میں متجلی ہے بالضرورت یہ تجدد مخفی تحقق رکھتا ہے۔ و تری الجبال تحسبہا جامدۃ و ھی تمر مر السحاب[1]

وتر راتوں کی پہلی رات یہ خاکسار تہجد کے وقت خلوتِ خاص میں حاضر ہوا تھوڑی دیر مراقبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس شب نورانیت و عبادت کے معانی مناسبہ پائے جاتے ہیں و کہ مناسب بہ تجلی۔ پھر دوسری رات قریب صبح یہ خاکسار جب شرفِ حضوری سے مشرف ہوا تو رات کی حالت و کیفیت کے سلسلہ میں دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا کہ صرف عبادت کے انوار ادراک کیے گئے ہیں اور گذشتہ شب جو

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) کو انسانی دماغ کے ساتھ ہے۔ عالم مثال شاہ صاحب کے نزدیک شخص اکبر کی خیالی قوت کا دوسرا نام ہے۔ شخص اکبر کی عقلی قوت کو وہ عالم ارواح سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ قوت خیالی کے توسط سے انسان ان صورتوں کو سمجھتا ہے جو مادی صفات سے متصف تو ہوتی ہیں لیکن مادہ نہیں ہوتیں (مثلاً کسی شے کی شکل، رنگ یا مقدار وغیرہ) اس کے برعکس عالم ارواح ہر لحاظ سے مادی صفات سے پاک اور منزہ ہوتا ہے غرض شخص اکبر کے دماغ میں عالم مثال اس طرح ہے جیسے انسانی دماغ میں خیالی تصویر ہوتی ہے
(بشکریہ الرحیم ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۳ء از عباد اللہ فاروقی) تقی انور

[1] اور تم پہاڑوں کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہو کہ وہ جمے ہوئے ہیں (اپنی جگہ سے ٹس سے مس ہونے والے نہیں) حالانکہ وہ ایسے چلیں گے جیسے بادل چلتے ہیں۔ (پارہ ۲۰۔ سورہ نمل رکوع ۷)

Marfat.com

بائیسویں شب تھی اس میں تجرد کی طرف بہت زیادہ میل محسوس ہوا لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ان راتوں میں برکات وتر یہ میں سے کچھ نہیں پایا جاتا۔ اور عالم مثال میں لوگوں کے اضافہ کے لیے ایک شے مثل برق چمکتی ہوئی معلوم ہوتی ہے نہیں کہا جا سکتا کہ کس شخص پر پڑے گی۔ اور کیا صورت اختیار کرے گی۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ فرد بشری تنزلات کے وسایط کی وجہ سے ذات مجرد صرف کے مرتبہ سے انتہائی بُعد میں ہے لیکن حجر بحت کی راہ سے جو ذات آلہی کا طلسم ہے حقیقت انسانیہ میں غایت قرب میں ہے اس کی مثال ایک آئینہ کے ٹکڑے کی طرح ہے جو آفتاب کے مقابل زمین پر پڑا ہو ہر چند آفتاب اپنے مقام ارفع پر ہے لیکن زمین پر پڑے ہوئے اس آئینہ کے ٹکڑے سے اپنی انھیں شعاعوں سے تاباں و درخشاں ہوا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اولیاء قدست اسرارہم کے افتخار کا سبب یہ ہے کہ جب طلسم آلہی کی اس راہ سے ایک انس نازل ہوتا ہے اور نفس ناطقہ کے ساتھ مل جاتا ہے تو اس وجہ سے وہ کلمات فخریہ ان سے جوش مارتے ہیں اور انھیں مفاخرات سے نفوس ضعیفہ مقہور و مغلوب ہوتے ہیں اور ان کے کمالات کا اعتقاد پیدا کرتے ہیں کہ اگر یہ ہوتا تو کوئی بھی ان (برگزیدوں) کو نہ پہچانتا۔ مگر خاتم الانبیا علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات جن میں عبدیت محض ہے۔ مع ہذا ان کے انقیاد سے عالم بھرا ہوا ہے (یعنی آپ سراپا عبدیت تھے باوجود اس کے عالم آپ کا مطیع و منقاد ہے) اور یہ بھی اس ذات عالی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خصوصیت امتیازی ہے۔

انھیں متبرک راتوں میں ایک رات وقت تہجد جب یہ بندہ خلوت خاص میں باریاب ہوا تو ارشاد فرمایا کہ تجلی اعظم کا عالم اور اس میں حجر بحت کا اضمحلال ایک عجیب انداز میں ظہور پاتا ہے اس علم سے یہی مطلب لیا جا سکتا ہے کہ صرف تحقق و تقرر ہے اور حجر بحت کا اضمحلال یہ ہے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ایک شے ہے یا دوسری شے یا

Marfat.com

اس کا جزو۔ بالجملہ اعتبارات انانیۃ فردیہ جزئیہ سے نکل کر عموم و کلیہ کا حکم اختیار کیا ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ عالم کی تمام جہتوں کا مستوجب تقرر (واجب کر لینے والا) ہے۔ بحیث لا یَشُذُّ منہ شئی۔ (اس حیثیت سے کہ اس سے کوئی چیز نہ چھوٹے)

دوسری رات بھی یہ خاکسار وقت تہجد خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ ارشاد فرمایا کہ اس عالم سے انتقال کرنے کے بعد وہی لطیفہ جو اس شخص پر اس کی فطرت کے مطابق غالب ہوتا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسی لطیفہ کے احکام بر وجہ استقلال ظاہر ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وہ احوال جو دوسرے لطائف کے نیچے تھے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور اس موطن میں اسی لطیفہ کی راہ سے حقیقۃ الحقائق میں اضمحلال کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور اس نشاء میں وہ شخص جس کے حجر بحت[1] نے تجلی اعظم کے ساتھ اتصال پیدا کر لیا ہو صورت مقدسہ کے مدارک میں اس حجر بحت کا نائب ہو جاتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ بعض احادیث میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ ایک مطربہ تھی جو زہرہ ہو گئی اور ایک عشار تھا جو سہیل ہو گیا۔ اس کے معنی اس طرح واضح ہوتے ہیں کہ ان کی روحوں کو اس مناسبت کی اقتضاء کے مطابق جو کسی وجہ سے ان میں تھی ان کواکب میں متعین کر دیا۔ کمال انسانی کا یہ سبب ہے اور کمال انسانی سے مراد اس کی سیر اور حظیرۃ القدس کے ساتھ اس کا الحاق و اتصال اور نور القدس کے اس نقطہ کی راہ سے ہے جو حقیقت انسانیہ میں ودیعت رکھا ہے اور اس نقطہ کے احکام کو حق اللہ سے تعبیر کیا اسی لیے وہ محروم رہے اس لیے کہ ان کواکب کی حظیرۃ القدس تک رسائی نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ تجلی اعظم کے (چھوٹا سا حصہ) بزمات میں سے دوسرا ایک بزمہ ہے۔ اور یہ کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ہوتی

---

[1] انا بشری یا انا انسانی جب عرش میں آنے کے بعد اور عرش کے رنگ میں رنگ جانے کے بعد حجر بحت کہلاتی ہے۔ اگر طبیعت میں جگہ باقی ہو تو نورانی ہوتی ہے اور اگر طبیعت میں تنگی باقی ہو تو نفس کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ ثقی عنہ

کی طرح یہ واقع ہوگا۔

اور ستائیسویں رات جو ختم قرآن کی رات تھی اکثر مخصوص مخلصین خلوت خاص کے باہر شب بیداری میں مصروف ہوئے وقت تہجد حضرت اقدس خلوت سے باہر تشریف لائے اور دعائے خیر وعافیت دارین سے تمام فدویوں کو سرفراز فرمایا اور حافظ محمد افضل کشمیری نے جو حضرت اقدس کے مخصوص مرید تھے اس وقت خود بدولت کا قصیدہ اطیب النغم وغیرہ کے اشعار انتہائی پردرد آواز میں پڑھنا شروع کیے اور حاضرین وقت کو نہایت مسرور کیا۔ اور اسی کے دیباچہ سے دعائے خاص سے سرفراز ہوئے۔ رمضان المبارک کی آخر شب مغرب وعشا کے درمیان جب کہ یہ خاکسار خدمت اقدس میں حاضر تھا ارشاد فرمایا کہ وحشی (جو حضرت امیر حمزہؓ کا قاتل تھا) کے اسلام لانے پر جو احادیث میں وارد ہوا ہے کہ "اگر تجھ سے ہوسکے تو اپنے کو ہماری قربت سے دور رکھ اور ہماری نگاہوں سے اوجھل رہ" (او کما قال) اب یہ نکتہ بخوبی سمجھ میں آگیا یہ اس وجہ سے تھا کہ وحشی میں حضور سے فطری نسبت کا فقدان تھا نہ محض کراہت طبعی جو حضرت حمزہؓ کے قتل کی وجہ سے ہوئی[1]۔ اس لئے کہ اگر صرف یہی وجہ ہوتی تو ضرور من جانب اللہ کوئی ممانعت وارد ہوتی۔ جیسے عَبَسَ وَتَوَلّٰی اور لیس لک من الامر شیءٌ وغیرہ میں واقع ہوا ہے کہ الاسلام یھدم ما قبلہ (اسلام پچھلی لغزشوں اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے) اور آنجنابؐ کے ساتھ کراہت طبعی کی نسبت بعید از عقل ہے (نفرت کی فطرت ناممکن ہے) اور اسی نکتہ کے مصداق یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان سے کئی بار شراب نوشی کا ارتکاب ہوا چنانچہ

---

[1] یعنی وحشی کی تیرگی نفس کی حالت کا حضورؐ کو عرفان کامل تھا کہ ان کے نفس کو حضورؐ کی ذات گرامی سے کتنا بعد و تفاوت تھا اور وہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ انھوں نے حضرت حمزہؓ کو قتل کیا تھا اور اس قتل کی وجہ سے حضورؐ کو ان سے نفرت تھی۔ تقی انور

Marfat.com

تو آپ نے اُن کو حد لگائی لیکن جب وہ باز نہ آئے تو آپ نے انھیں ملک بدر کردیا

اور وقت تہجد جب حجرۂ خاص میں باریابی ہوئی تو آپ نے بہت سے
حقایق و معارف اور اسرار تکوین و تشریع بیان فرمائے کہ ابتداءً یہ دونوں
امر غیب الغیب میں متعین ہوتے ہیں پھر وہاں سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور پھر
بتدریج یہ تمام کمالات جو بالقوت تھے بالفعل ہوجاتے ہیں جیسے غنچہ کا رنگ
روپ جو ابتداءً پھول میں ظاہر ہونے والا ہوتا ہے پہلے کلی کی صورت میں
مندرج و مندمج ہوتا ہے پھر اس سے درجہ بہ درجہ پھول میں ظاہر ہوجاتا ہے
گر تامل قفس بیضہ طاؤس شود ۔ در شبستان عدم نیز چراغانے ہست[1]
پھر ارشاد فرمایا کہ جو کچھ قیامت کے روز شفاعت کے بارہ میں احادیث میں
وارد ہوا ہے اس سب سے مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر بحت کے درمیان
سے فیض کا ظہور ہے جس سے شفاعت ظاہر ہوگی (اور) درحقیقت وہ من جانب
آنحضرتؐ ہی ہے اس لیے کہ آپ ہی تمام ملاء اعلیٰ کا عنوان ہیں اور جس کو حجر بحت
کی معرفت نہیں ہے شفاعت کرنا بھی اس کے نصیب (امکان) میں نہیں ہے
اور جو اس منصب پر قائم ہے وہ یقیناً اس راز سے بہ خوبی آگاہ ہے اور اس مجلس
کے آخر میں مرزا محمد مراد بدخشی نے جو اس بابرکت مقام کے معتکفین میں تھے
حاضر ہوکر عرض کیا کہ ستائیسویں شب اپنی غفلت کی بنا پر یہ خاکسار دعائے
خاص سے محروم رہ گیا تھا عرض پرداز ہے کہ اس کے حق میں بھی دعا فرمائی جائے
پس حضرتِ اقدس نے ان کے حق میں دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ آدمی کی سعادت
دو چیزوں میں ہے ایک تو یہ ہے کہ اس کا ظاہر شرع کے موافق اور باطن خدا
کے ساتھ ہو اور اس کی بہت تفصیل ہے ہر ایک اس سے اپنی استعداد کے مطابق
فوائد حاصل کرتا ہے اور جتنا جس کو میسر آجائے غنیمت ہے غرض کہ کیا ہی اچھا وہ

---

[1] اگر تم بغور انڈے کے باطن کو دیکھو تو یہ بات آئینہ ہو جائے گی کہ عدم کے شبستان میں بھی امکان نور پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

وقت تھا جس کی خوبی تشریح سے باہر اور بیان سے بالا ہے۔ الحمد للّٰہ الذی ہدانا لہذا و ماکنا لنہتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ۔[1]

حافظ جیو بیان کرتے ہیں کہ ایک عزیز شاہ غلام حسین نے جو ایک صوفی اور صادق القول آدمی تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ جو سراپا نور ہیں کہہ رہے ہیں کہ اس دور میں امت محمدیہ میں کوئی شخص شاہ ولی اللہ کے مثل نہیں ہے۔

۱۱۶۲ھ میں جب حضرت اقدس نے حسب عادت رمضان میں چلہ کشی کا قصد فرمایا اس خاکسار کو بنا بر حکم ازراہ وجدان غیب کہ خود بہ دولت اس سے واقف تھے اور وہ حضرت قبلہ گاہی[2] کا ایذ دمتعال کے جوار میں رحلت کر جانے کا واقعہ تھا کہ رمضان کے آخر میں آپ فریش ہوئے اور بارہ ماہ شوال کو رفیق اعلیٰ سے واصل ہو گئے۔ اور اس سلسلہ میں جو پریشانی و اضطراب جملہ متعلقین کو لاحق ہوا بیان کی تاب نہیں۔ اس آستانہ فیض آشیانہ سے دوری تجویز فرماتے ہوئے وطن ہی میں اعتکاف کا حکم رحمت فرمایا۔ اسی سبب سے ان ایام میں حضور کے اوقات کو بالاستیعاب اور بعض فیوض کے اکتساب کا موقعہ حاصل ہو گیا۔ ورنہ زندگی بھر اس کے فوت ہونے پر حسرت و افسوس رہتا۔ اگرچہ ان ایام میں شب و روز باطن کے مطابق توجہات اس دور افتادہ کے حال پر مبذول تھیں تاہم اعتکاف کے معارف خاصہ سے بھی اس بندہ کو اپنے فیض عام سے محروم رکھنا پسند نہ فرمایا۔ اور زبان قلم فیض رقم کے ذریعہ خطاب مستطاب کرامت سے معزز فرمایا ہر چند کہ اس مقام پر ان دقیق معارف کا اظہار جو شروع کتاب میں میں نے لکھ

---

[1] سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم کو اس کے لیے ہدایت دی اور ہم ہدایت نہ پاتے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ [2] مصنف کے والد ماجد

دیئے ہیں۔ مناسب نہیں معلوم ہوا لیکن بحکم ؎

سوزہائے[1] عاشقی وا نگاہ صبر — ایں محالی باشد اے جان حزیں سطبر

اعتکافات کے سلسلہ میں وہ شرط اختیار سے باہر ہوگئی اور اسپ خامہ اس قید سے نکل کر مسائل غوامض کے بحر ناپید اکنار میں تیز رفتار ہو گیا۔ اس بنا پر اس میں کچھ معارف بحسب مناسبت ملفوظات میں جو قسم ثانی ہی تحریر کر دیئے اور اس میں سے کچھ یہاں بھی لکھے جاتے ہیں تحدیثاً بالنعمۃ و شکراً لہا۔ اور ہر مسئلہ کو لفظ معرفت سے معنون کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین یحملون العرش و من حولہ الخ جان اللہ تجھ کو سعادت عطا کرے اور حقایق اشیاء کی معرفت جیسی کہ وہ ہیں عطا فرمائے جب نفس کلیہ پیدا ہوا تو ایک حقیقت عظیمہ اس کی تربیت کی طرف متوجہ ہوئی اور وہ ذات بحت کے رقایق سے (ایک) حقیقت رقیقہ ہے اور ہماری اصطلاح میں وہ تجلی اعظم[2] سے موسوم ہے۔ تجلی اعظم کے لیے نفس کلیہ کی تربیت بالکل ویسی ہی ہے

---

[1] اے محبوب عشق کی سوزش اور جلن اور پھر اس پر صبر یہ ناممکن اور بڑی سخت چیز ہے

[2] جب اللہ تعالیٰ نے بفحوائے فاجبت ان اعرف صرافت ذات سے ظہور میں آنا چاہا تو اپنی ذات بحت کی طرف متوجہ ہوا۔ محققین صوفیا کے نزدیک اس توجہ سے شیون ذاتیہ میں جو صرافت ذات میں گم تھے امتیاز پیدا ہوا یعنی حی۔ علیم۔ قدیر۔ مرید۔ سمیع بصیر۔ کلیم اپنے اپنے رنگ اور شان میں متجلی ہو گئے۔ اور ان کے انوار ایک دوسرے ممتاز ہو کر اس توجہ میں جلوہ گر ہوئے اور ذات کی صورت کہلائے گویا توجہ نے آئینہ کا کام کیا اور شیون ذاتی کے انوار توجہ میں منطبع ہو گئے اس توجہ پر اسم رحمٰن کا اطلاق ہوا۔ ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن اور ذات کی صورت پر اسم احد کا اطلاق ہوا کیونکہ باوجود مختلف انوار کا مجموعہ ہونے کے وہ ایک صورت تھی بالفاظ دیگر احد کا چہرہ اسم رحمٰن کے آئینہ میں مبرہن ہوا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

جیسی افراد انسانی میں فرد واحد کے بدن کے لیے نفس ناطقہ کی تربیت و للہ المثل الاعلیٰ۔ پس تجلی اعظم کا پہلا اعتماد (یعنی تجلی) عالم امر میں نفس کلیہ کے فواد پر واقع ہوا (حدیث شریف:۔ ل ان فی جسد آدم لمضغة و فی المضغة فواد و فی الفواد قلب

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) اس لیے محققین صوفیاء نے جن سے ہماری مراد وہ صوفیائے کرام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کا مشاہدہ کرایا اور انہوں نے جو دیکھا اور سمجھا اس کو بیان فرمایا یا تحریر کیا اور یہی ہمارے مذہب کی بنیاد ہے جس کی ابتداء رسول اکرمؐ نے فرمائی۔ چنانچہ ان صوفیائے محققین نے جن کی ابتدا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ہے حقیقت کے مشاہدے کے بعد روح کو وہ تنزیہ ذاتی قرار دیا جس میں ذات بحت نے اپنی صورت کو پہچانا یا اپنی یکچونی کا مشاہدہ فرمایا۔ اور اس صورت کو ذات بحت کا نفس قرار دیا اور اس عمل کو تجلی "از خود بر خود در خود" کی اصطلاح دی چونکہ ذات کی توجہ شناخت ذات کی نیت سے تھی لہذا اس صورت کی شان کلیمی نے ندائے کن بلند فرمائی جس کے ساتھ ہی فیکون ہوا اور سارے شیونات کی تفصیل کا ادراک ذات بحت کو اپنی طرف متوجہ ہوتے ہی ہو گیا فخلقت الخلق سے نہ صرف ندائے کن بلکہ فیکون بھی مراد ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے ذات بحت کی اسی صورت معنوی کو تجلی اعظم کی اصطلاح سے معنون فرمایا ہے۔ کیونکہ ذات بحت کی پہلی توجہ یا تجلی یہی پہلی صورت مشاہدہ کی تھی۔ دوسرے صوفیائے محققین جن کا شمار عشاق ذات میں ہے اس معنوی صورت کو حقیقت محمدی کی اصطلاح سے معنون فرماتے ہیں اور اول ما خلق اللہ نوری وخلق کلھم من نوری کی دلیل لاتے ہیں۔ اور اول ما خلق اللہ القلم سے وہ آئینہ مراد لیتے ہیں جس میں وہ صورت جلوہ گر ہوئی اور پھر عالم امر میں جو تفصیل کن فیکون سے ظاہر ہوئی اس کے بیان کے لیے روح کے پرتو کو قلم اعلیٰ اور صورت کے پرتو کو لوح محفوظ یا نفس کلیہ قرار دیتے ہیں۔ (تقی نور)

ل جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اور اس لوتھڑے میں فواد ہے اور فواد میں قلب ہے اور قلب میں روح ہے اور روح میں نور اور نور میں سر اور سر میں انا۔ تقی نور۔

Marfat.com

وفی القلب روح وفی الروح نور وفی النور سر وفی السر انا کی رو سے فواد مضغہ اور قلب کا درمیانی واسطہ ہے، جیسے نفس ناطقہ کی تجلی اس روح ہوائی پر جو افراد انسانی میں فرد واحد کے قلب میں ہے (یعنی جس طرح آدمی کا نفس ناطقہ اس کی روح ہوائی پر تصرف کرکے اس کے بدن کی تربیت کرتا ہے) اور کلام الٰہی میں اس فواد کو عرش سے تعبیر کیا گیا ہے اور تجلی اعظم کی قلب پر تجلی الرحمٰن علی العرش استویٰ[1] سے عبارت ہے (یعنی جب شاہ صاحبؒ کے فواد پر تجلی اعظم کی تجلی ہوئی تو آپ نے عرش کا مشاہدہ فرمایا اور اس پر رحمٰن کو مستوی پایا) منجملہ اللہ کی نعمتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے عرش کا مشاہدہ میسر فرمایا جس کی بلندیوں پر افلاک کے احجار بہتیہ (یعنی نفس کلیہ کے وہ نقاط جن میں رحمٰن کی تجلی قبول کرنے کی صلاحیت ہے، بالفاظ دیگر افلاک کے سویدائے دل) ہیں اور جس کے اٹھانے والے افلاک کے نفوس ناطقہ ہیں[2]۔ اور اس موطن کا رنگ آفتاب کے رنگ کے مثل ہے اور اس سے کمتر ملائکہ اور اکابر بنی آدم کے احجار بہتیہ ہیں اور جملہ ارواح ملائکہ اور انبیاء کا رنگ

---

[1] رحمٰن عرش پر مستوی ہوا

[2] محققین صوفیا کے نزدیک عالم امر میں لوح محفوظ کی تفصیل متعدد الواح میں ہوئی یہاں تک کہ جسمانی ہیئت قائم ہوئی جس کو عرش کہا جاتا ہے اور جو عالم امر اور عالم خلق کا درمیانی واسطہ ہے عرش کے اوپر عالم امر اور عرش کے نیچے عالم خلق ہے جس کی ابتداء افلاک سے ہوتی ہے اور سارا عالم خلق عالم امر کی تفصیل ہے، اور یہ تفصیل جو وقت اور مکان کے قیود میں ہے اس کا کرنے والا وہی رحمٰن ہے جو عرش پر مستوی ہے اور افلاک کے نفوس ناطقہ زہرہ و مشتری وغیرہ ہیں جو اپنے اپنے فلک کی روح بھی کہلاتے ہیں اور انھیں ارواح کے ذریعہ اشیاء کی تاثیرات زمین تک پہنچتی ہیں۔ تقی انور۔

Marfat.com

اس ہوائے ظلمت کے زنگ کے مثل ہے جو بسبب تقرر آفتاب نورانی ہو گیا (جیسے شفق) اور اس سے کمتر وہ احجار بہتیہ ہیں جو احکام نفوس کے حجابات سے ڈھکے ہوئے ہیں اور اس موطن کا زنگ ہوا کے مثل ہے جو ایک قسم کی سرخی لیے ہوئے ہے پھر اس سے کمتر دوسرے نفوس ہیں کہ ما یعلم جنود ربک الا ھو۔ جو مثل سراب کے نظر آتے ہیں۔ جیسے ہوا کی حرکت سے سراب نظر آتا ہے، پس افلاک، اور ملائکہ، اور انبیاء، اور کاملین کے احجار بہتیہ عرش کی بلندی پر ہیں اور احجار منشیہ جو حجابات نفوس ہیں (یعنی ان کے سویدائے دل پر سیاہی کا نفوذ ہے) اور دوسرے احجار جن میں حجر بہتہ کے احکام بہت ہی مخفی ہیں (یعنی ان میں رحمن کی تجلی قبول کرنے کی صلاحیت بہت کم ہے) اور احکام ملکیہ پر ظاہر ان دونوں قسموں (یعنی احجار بہتیہ اور احجار منشیہ) کی تعبیر ان حوالے سے لی جا سکتی ہے۔ اول ارادہ متجددہ اور وہ اخبار جو تجلی رحمن کے درمیان عرش پر پیدا ہوتے ہیں۔ پھر وہ عرش اور حاملان عرش کے درمیان منفصل ہوتے ہیں (یعنی تجلی اعظم کے ارادہ کو رحمن قبول کرتا ہے اور عرش کے اخبار یعنی احجار بہتیہ کے تقاضے بھی قبول کرتا ہے تب اس کی منفصل تجلی احجار بہتیہ پر ہوتی ہے جن کے نفوس ناطقہ حاملان عرش ہیں) اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء صفات کی تعریف میں اسی تجلی اعظم کے احکام و آثار بیان فرمائے ہیں اور ان صفات کی امہات (یعنی مبادی) دو صفتیں ہیں (یعنی تجلی اعظم ہی ذو الجلال والاکرام ہے) ایک صفت قہر بر علیہ ما فی الکون ہے جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وھو القاھر فوق عبادہ جس سے قدرت۔ ارادت۔ سمع اور بصر کی صفات ثابت ہوتی ہیں (کیونکہ ان صفات کے بغیر غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قدرت انقیاد کلی ہے

لہ تمہارے رب کی افواج کو سوا اس کے کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

ارادت اس اختیار کا عمل میں لانا ہو اور سمع و بصر نفوس، اشیاء کے تقاضوں کی دریافت ہے جو صاحب اختیار پر عدل کا اطلاق کرتی ہو اور ظلم کا اطلاق نہیں ہونے دیتی) دوسرے ذات بحت سے ناشی ہونے والے حقائق کا تجلی اور قدرے پہلے تجلی اعظم کے سامنے حاضر ہونا اسی سے ثابت ہو (یعنی پہلے ذات بحت سے ناشی ہونے والے حقائق تجلی اعظم کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور تجلی اعظم ان حقائق کے اندازے کے مطابق احجار محتیہ اور احجار منتشیہ پر ان کی استعداد کے مطابق منجلی ہوتی ہو) واللہ اعلم حظیرۃ القدس (یعنی عرش) ایک طلسم الٰہی ہے جس کے بغیر بنی آدم کے ساتھ عالم کا ربط و ضبط مطلقاً ناممکن ہو (یعنی عرش عالم امر اور عالم خلق کے درمیان واسطہ ہو اور بنی آدم دونوں عالموں سے مستفید ہوتے ہیں) پہلے نفس کلیہ کو بمنزلہ لوح کہا تاکہ اس میں وہ سب ظاہر کرے جو مرتبہ عقل میں متحقق ہو۔ پس وہاں سب سے پہلے ذات بحت کی صورت کا ظہور ہوا پھر اس کے ذریعہ تمام استعدادات اور صورتیں جو مرتبہ عقل میں مخفی تھیں بروئے عمل آئیں اور اس صورت الٰہیہ نے جو ہمارے نزدیک تجلی اعظم سے معبر ہو تمام اجزائے کلیہ پر ان شعاعوں کی رسیوں سے جو مثل رشتہ ہائے نورانی اس سے باہر آتی ہیں غلبہ کر لیا ہو ہر نقطہ ہر جز تک پہنچا اور باطن کی جہت سے غالب آیا اور اس کے ظاہر پر باطنی غلبہ کیا پس اس نقطہ کا وجود و ظہور اسی کے مشابہ ہو اور نیستی سے ہستی میں آنا اور عدم سے وجود میں پہنچنا اور اس بارہ میں جو کچھ کہا جائے سب ایک[1] ہے لیکن غلبہ ظاہری مسببات کے ساتھ اسباب کا اقتضاء ہو اور مسببات

---

[1] یعنی جوہر بغیر عرض کے پایا جاتا ہو اور عرض بغیر جوہر کے نہیں پایا جاتا۔ اور جوہر ظاہر نہیں ہوتا اس کی شناخت اعراض سے ہوتی ہو اور یہ اعراض اضداد ہوتے ہیں۔ جیسے صفات ذات حیات و علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر و کلام ذات باری تعالیٰ بغیر اضداد کے ہیں یعنی (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

میں ان اسباب کا تسلط اور ان کے احکام کا اجرا اعراض کو نداسے قریب کرنا ہے اور اس مقام کو وراء الملک سے تعبیر کیا ہو (یعنی صفات حقیقی کے اضداد تجلی اعظم میں نہیں پائے جاتے لیکن جب صفات حقیقی کا عکس اجار ہیتیہ پر پڑتا ہو تو نفس کلیہ میں ان صفات حقیقی کے اضداد پیدا ہو جاتے ہیں اور اس مقام کو وراء الملک سے تعبیر کیا جاتا ہو) اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ اشاعرہ کی حقیقت الام مساعی کو مشکور فرمائے کہ انھوں نے ایک جگہ کہا ہو کہ کسی حادث کا حدوث بغیر تاثیر قدرت واجبہ بے واسطہ نہیں ہو سکتا وہ اعراض ہوں یا افعال عباد وغیرہ (یعنی صفات ذات قدیم ہیں اور ان کے اضداد جو عکس کے الٹنے سے پیدا ہوئے حادث ہیں اور ان کا حدوث قدرت واجبہ کی تاثیر سے ہے) کیا اچھی بات انھوں نے کہی پھر جو کچھ عالم میں فیکون کے نفس کلیہ میں ہے یہ ایسی چیز ہے جو ہوئی یعنی یکون (یعنی با ممکن الوجود)

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) موت جہل عاجزی وغیرہ جو ان صفات کے اضداد ہیں ذات باری تعالیٰ میں نہیں پائے جاتے لیکن صفات ذات کا ظہور بغیر اضداد کے ناممکن ہے لہذا انسان کی روح میں صفات ذات پوشیدہ رکھے گئے۔ اور انسان کے نفس کو انھیں پوشیدہ صفات کا مجموعہ بنایا گیا اور روح و نفس میں محبت کرائی گئی تاکہ انسان سے صفات ذات کا ظہور ہو اور اس ظہور کو وقت اور مکان سے مقید کیا گیا۔ یہ اضداد کہاں سے آئے تو اس کی مثال وہ عکس ہو جو آئینہ میں منطبع ہوتا ہو کیوں کہ عکس کا داہنا شے کا بایاں ہوتا ہو۔ اس طرح صفات حقیقی کے الٹنے سے اضداد پیدا ہوئے۔ یعنی جب صفات حقیقی روح انسانی سے نفس انسانی میں منطبع ہوئے تو وہ الٹے ہو گئے۔ اس عمل کو نیست سے ہست ہونا یا عدم سے وجود میں آنا جو بھی کہا جائے سب ایک ہے۔ درحقیقت نفس کلیہ کی صورت پر صفات حقیقی نے باطنی غلبہ کر لیا یعنی صفات حقیقی اپنے اضداد پر غالب ہو گئے اور یہی الرحمٰن علی العرش استویٰ کے معنی ہیں۔ (تقی انور)

Marfat.com

وہ نہیں[1] ہے پس وہی نفس کلیہ (آدم کی ذریت کے لیے) خود نفس جزئیہ ہو جاتا ہے اس لیے صورت آلیہ نفس جزئیہ میں مندرج ہو گئی اور وہی ہیئات عالم کا اندراج ہے ہم نے اصل کا مطالعہ کر لیا ہے (یعنی یہ ہمارا مشاہدہ ہے) لیکن منجمین نے اس کے (یعنی نفس جزئیہ کے) تولد پر اکتفا کیا ہے۔ اور وہ تحقیقات نفخ نفس کے حالیہ ظہورات سے ہے اور درحقیقت مدار کار اور محل اعتبار نہیں ہے (یعنی منجمین نے نفخ روح کو نفخ نفس جانا اور نفس جزئیہ کے موجودہ ظہورات پر اپنی تحقیق کا مدار رکھا جو درحقیقت قابل اعتنا نہیں ہے) لیکن یہ نفخ روح کی حالت احوال علویہ کے ساتھ

---

[1] یعنی جو مخلوق کن کے حکم سے فیکون ہوئی وہ نفس کلیہ میں پوشیدہ تھی اس حکم سے ظاہر ہو گئی یعنی وہ عدم میں نہ تھی بلکہ اس کا وجود نفس کلیہ میں پوشیدہ تھا لیکن انسان کی تخلیق کن کے حکم سے نہیں ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ید قدرت سے اپنی ہی صورت پر بنایا اور نفخ روح سے نوازا یعنی اپنی یا تجلی اعظم کی معنوی صورت پر آدم کا پتلا بنانے کے بعد تجلی اعظم یا نور محمدی اسے سونپا گیا یعنی انسان کا وجود وہی تھا پس اللہ تعالیٰ نے درحقیقت اپنے اسماء جامع اور صفات حقیقی کی تفصیل فرما دی اور اس کو بشر کے نام سے موسوم فرمایا مگر وہ بشر آدم علیہ السلام تھے جو تجلی اعظم اور نفس کلیہ دونوں کے حامل تھے اور ان کی حوا ان کی پسلی میں تھیں۔ پھر حوا کو ان کی پسلی سے الگ کر کے نوع بشر کی بغرض مزید تفصیل تقسیم فرمائی اور ان کی ذریت سے انہیں اسماء و صفات کی تفصیل اب تک جاری ہے اور جاری رہے گی۔ حشر و نشر جنت و دوزخ سب انہیں اسماء و صفات کی جن کا ظہور ان کے اضداد سے ہے تفصیل ہیں۔ پھر اس کے بعد آدم کی تعریف آیہ ہی کی طرح اپنی اپنی حوا کو اپنی اپنی پسلی میں لے کر غیب الغیب میں داخل ہو گی اور لم یلد و لم یولد و لم یکن له کفوا احد کھل جائے گا۔ (حقی انور)

[2] وہ ہیولہ جسمانی جو انعکاس ذات اور نفخ روح سے قبل تھا۔

تمام احوال کے مشابہ ہوگی (یعنی منجمین نے اس مشابہت کی وجہ سے دھوکا کھایا) اور نفس جزئیہ کے امہات سفلیہ اس شکل کے موافق ہیں جو نفخ روح کے وقت مردہ ہیں (یعنی نفخ روح) اس وقت ہوتا ہے جب نفس جزئیہ میں عمل کی صلاحیت نہیں ہوتی گویا عملی صلاحیت مردہ ہوتی ہے) اور ہماری زبان میں نفخ روح سے نفس جزئیہ کے نفس کلیہ ہوجانے کی طرف اشارہ ہے۔ طلسم آلہی کی ابتداء اسی مقام سے ہے۔ کہ وہ جزو جو صورت آلہیہ ہے اس نفس جزئیہ میں اس کے مشتمل ہونے کی وجہ سے یہ نفس جزئیہ ان تمام ہیئات عالم پر جن کا اندراج صورت آلہیہ میں ہے اجمالاً صورت آلہیہ کی طرف منجذب ہوا۔ یہ انجذاب دراصل طلسم آلہی ہے۔

پہلے تمام افلاک کے احجار بہیتہ (عرش پر) آفتاب کے ڈھنگ پر مجتمع ہوتے ہیں ہم ایک مثال بیان کرتے ہیں ان احجار بہیتہ کی طرف صورت آلہیہ کی جو حقیقت مجردہ سے ایک درخت کی صورت ہے (یعنی) ہم صورت آلہیہ کی مثال ایک درخت سے دیتے ہیں جو ایک حقیقت مجردہ ہے کیونکہ درخت کی حقیقت درخت کا ہیولیٰ ہے) اور ہمارا تعلق اسی ہیولیٰ سے ہے جس کی شکل وصورت وہ پتے اور شاخیں اور پھول وپھل ہیں جن کو دیکھنے سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے درخت کو دیکھا پس یہ نسبت جو درخت کی حقیقت مجردہ اور پتوں اور شاخوں۔ پھولوں اور پھلوں کے مابین واقع ہے بعینہ وہی نسبت ہے جو نفس کلیہ کے صلب میں صورت آلہیہ مجردہ کے درمیان پیدا ہوئی ہے (یعنی نفس کلیہ کا ہیولیٰ صورت آلہیہ مجردہ ہے اور نفوس جزئیہ بمنزلہ پتوں شاخوں۔ پھولوں اور پھلوں کے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ ہم نے صورت آلہیہ کو دیکھا) اور نیز افلاک اور ملائکہ کے احجار بہیتہ اور ان کے انوار کے درمیان (بھی یہی نسبت ہے) پس یہ سب

Marfat.com

بمنزلہ شاخوں اور پتوں کے ہیں اور صورتِ مجردہ بمنزلہ نفس شجری کے ہے اور دوسری مثال یہ دیتا ہوں کہ صورت آلیہ مجردہ کے ساتھ احجار بہتیہ کی نسبت وہ صورت علیہ ہے جو معلوم سے ہمارے دل میں آتی ہے اور انکشاف کا مبدا معلوم ہوجاتا ہے۔ اس کی دو جہتیں ہیں ایک جہت سے عرض ہے باب کیفیات سے جو نفسِ ناطقہ سے متعلق ہے اور اس کی مثال اس تصویر کی مثال ہے جو زید اور عمرو کے حال کا انکشاف کرنے والی ہے جیسے مصوّر مختلف رنگوں سے کاغذ پر بناتا ہو۔ یہ صورت حقیقتاً ان رنگوں کی ایک قسم ہے اس کو زید سے کیا نسبت۔ بجہت دیگر وہ عین معلوم ہے اور وہ جہت کونسی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس عرضہ صورت کی طرف التفات نہ کریں اور اس صورت کے قیام سے اس نفس کی طرف نظر نہ کریں بلکہ ہمارا التفات اس معلوم کے ساتھ مصور ہوجائے (یعنی زید و عمرو کی اس صورت کی طرف جو ہمیں معلوم ہے) اور اس اعتبار سے یہ صورت علیہ عین معلوم ہو۔ اسی طرح احجارِ بہتیہ کی دو جہتیں ہیں ایک جہت سے وہ عین صورتِ مجردہ ہیں اور دوسری جہت سے ان کے غیر ہیں یہ احجار بہتیہ افلاک کے احجاد بہتیہ کی اصل فطرت کے مطابق مختلف ہوگئے۔ حالانکہ در حقیقت نزدیک ترین احجار ہیں اور ان کا رنگ آفتاب کی صورت کے مشابہ ہو بعد ازاں ملائکہ اور بنی آدم کے فاضلین کے احجار بہتیہ ہیں جو کامل ہیں اور کامل کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ایجاد عالم کا ارادہ کیا تو وہ ارادہ بعینہ چند تعینن (یعنی لوازمات) کے ساتھ منشرح ہوگیا کہ بنائے عالم بعین تعینات (یعنی لوازمات) پر موقوف تھی۔ اس کی مثال ایسی ہو جیسے کوئی حکیم ایک کرہ کو متحرک کرنا چاہے تو اس کا ارادہ تحریک بعینہ منطقہ (یعنی کمربند) اور قطبین (یعنی دائرے) کا تعین ہوا۔ بلکہ دوسرے دائرے

Marfat.com

جو بتدریج منطقہ سے قطبین تک تنگ تر ہو گئے ہیں اور وہی نقطہ بعینہ کرہ کا مدار (گردش کی جگہ) ہے کیونکہ کرہ کی حرکت کا دار و مدار اسی دائرہ پر ہے (یعنی جیسے زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جس سے رات و دن کا تعین ہوتا ہے اور رات و دن کی ساعتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن کبھی دن دس گھنٹہ کا اور رات چودہ گھنٹہ کی ہوتی ہے جیسے موسم سرما میں اور پھر موسم گرما میں اس کے برعکس ہوتا ہے دوسری مثال اس پھرکی کی گردش کی ہے جس پر رسی (ستلی) بٹی جاتی ہے اور دائرے منطقہ سے قطبین تک چھوٹے ہوتے جاتے ہیں) اسی طرح تمام عالم کا ارادہ ان افراد سے جو اصل وجود میں ان کے انتظام کا واسطہ ہیں یا تمکیں افراد میں ان کے کمال کی صورت کی جگہ بنا ہیں (یعنی جب ارادۂ الٰہی ایجادِ عالم سے متعلق ہوا تو اس کے ضروریات یا لوازمات یعنی منتظمین ظاہری و باطنی اسی ارادہ میں شامل تھے جو اولیائے اہل خدمت اور صاحب ارشاد ہیں) اور یہ کاملین کے احجار بہتیہ ہیں جو بمنزلہ ہوا نور میں فانی ہو گئے ہیں گویا وہ نور کے عین ذکر ہو گئے ہیں اور اسی طرح کاملین کے ان احجار سے کمتر بہت سے احجار جمع ہو گئے ہیں اور اس کا آخر سرخ رنگ مائل بہ روشنی ہے اور آخر مثل سراب کے ایک ہوا ہے۔ الحاصل یہ ایک موجود ہے جو ربّ الارباب کے روبرو قائم ہو گیا اس کا اول مثل آفتاب اور آخر مثل سراب کے[1] ہے اور کتب الٰہیہ میں اس کو علیین کہتے ہیں اور جو اس کے مقابل ہے اس کو سجین کہتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔ (یعنی عرش علیین اور سجین پر مشتمل ہے۔ اور سجین علیین کی پشت پر واقع

---

[1] یعنی شاہ صاحبؒ نے اپنے مشاہدہ میں عرش کو تجلی اعظم کے سامنے جو حقیقت مجردہ ہے ایک موجود پایا جو انوار و الوان پر مشتمل تھا یہ الوان احجار بہتیہ کے مظاہر تھے جن سے انوار پیدا ہو رہے تھے عرش کا بالائی حصہ آفتاب کے مثل اور زیریں حصہ سراب کے مثل تھا اور کتب الٰہیہ میں اس کو علیین کہتے ہیں اور اس کے مقابل جو دوسرا موجود ہے اسے سجین کہتے ہیں جو نفس کلیہ کی مخالف سمت محقق ہوا ہے (تقی انور)۔

Marfat.com

ہے اور یہ حظیرۃ القدس میں ناشی ہونے والے حقایق کا تجلی اعظم کے سامنے تجلی اور قدر سے پہلے پیش ہوتا ہے۔ کیونکہ ان پر رحمٰن کی تجلی سے قدر کا تعین ہوتا ہے کہ احجار بہیتہ میں سے کون علیین کے لائق ہیں اور کون سجین کے لائق) پھر اسی علیین کا مختلف عوالم میں ظہور ہوتا ہے اور اسی ظہور کو جنت کہتے ہیں وہ کبھی زمین کے اس خطہ کی طرف ظہور کرتا ہے جس کی طرف افلاک کی خبر دینے والے (یعنی ارواح افلاک) متوجہ ہوتے ہیں اور اس میں انعقاد (پیدا) کرتے ہیں (یعنی ارواح افلاک جو زہرہ و مشتری وغیرہ سیارگان کے نام سے موسوم ہیں کسی خاص خطۂ زمین پر اپنی تاثیرات ڈالتے ہیں جن کی وجہ سے وہ خطۂ زمین آئینہ کا کام کرتا ہے اور اس میں علیین منطبع ہو جاتا ہے) جیسے جابرصا اور جابلقا[1] جن کو فلاسفۂ قدیم بیان کرتے تھے اور جب حظیرۃ القدس زمین کے کسی خطہ[2] میں منطبع ہوتا ہے تو ان احجار بہیتہ کے نفوس اپنے ابدان مناسبہ کے ساتھ ان سے متعلق ہو جاتے ہیں اور افادۂ نفوس کے تمام قوی ظاہر ہوتے ہیں اور ہر قوت کی لذت اس نفس کو جدا گانہ حاصل ہوتی ہے اور ہر لذت کا مقتضا اپنے مسمیٰ کو تصور کرتا ہے اور اس کی حقیقت کا افادہ سابقہ غلبہ (صورت الٰہیہ کا نفس کلیہ پر باطنی غلبہ) کی طرح حس مشترک میں صورت جمیلہ کے افادے کا سبب ہوتا ہے اور بھوک کے غلبہ کے وقت کھانے کی صورت میں اور پیاس کے غلبہ کے وقت پانی کی صورت میں حس مشترک میں مخلوق ہوتا ہے۔ لیکن اس معنی میں یہ عالم اور وہ عالم (ایک دوسرے سے) مختلف ہیں کہ اس معنی میں علم جنت ان تاثرات کا ہیولیٰ ہے جو ہیأت نفوس سے بوجہ قوت

---

[1] مشرق و مغرب کے دو قدیم شہر۔

[2] یہی وہ جنت ارضی تھی جس سے شاہ صاحب کا گذر ہوا تھا (ملاحظہ ہو صفحہ ۳-۲۰۳) ضروری نہیں کہ وہ اب بھی وہاں موجود ہو۔

Marfat.com

مثال اور ارواح افلاک کے ظہور سے متاثر ہے اور عالم شہود کو اس کی حاجت نہیں (یعنی یہ صرف اس وقت ہوتا ہے جب حظیرۃ القدس خطۂ زمین پر منطبع ہو) اور کبھی عالم مثال کے مواطن میں سے کسی موطن میں زمین سے بالاتر منطبع ہوتا ہے یہ بھی بہشت ہی کیوں کہ بہشت کا مطلب حظیرۃ القدس کا کسی موطن میں منطبع ہوتا ہے جو تشکل و تشبح میں آئینہ کا کام کرے یہ ہے طلسم آلہی کی تشریح ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

حجر بحت کی نسبت تجلی اعظم[1] کے ساتھ کس طرح ہوتی ہے وہ اس طرح ہے کہ جب آفتاب نے آسمان کی بلندیوں پر اپنا نور پھیلایا آئینہ کو اس کے مقابل کر دیا اس نے اس کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کر لیا ۔ وہ (عکس) ایسا واضح ہوتا ہے کہ اگر حجر بحت والے عالم میں نہ ہوتے تو سارا عالم دہری ہو جاتا ۔ اس لیے کہ ارادہ و اختیار اسی تجلی اعظم سے جوش مارتا ہے ۔ اور حجر بحت کے علاوہ اس کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہے....

مخاصمۂ کفار کے بیان میں اللہ کے بندوں پر اور بندوں کے اللہ پر حقوق سے وہ غافل تھے اس لیے کہ ان اشیاء کے ظہور کو جلا دینے والی ایک ایسی شعاع ہے جو تجلی اعظم کے گرد قائم ہے اور حکمت میں دلیلوں سے ثابت شدہ ہے کہ اگر چراغ کو ایسی جگہ رکھا جائے جہاں اس کے اور دیکھنے والے کے درمیان ایسا خاصہ فاصلہ ہو اور اس چراغ اور دیکھنے والے کے درمیان ظلمت متحقق ہو تو ناچار چراغ کی لو

---

[1] تجلی اعظم مجرد شے ہے یعنی عالم قدس کا پہلا شخص جس کا وجود علمی ہے اور وہ موجود نہیں ہے وہ جس کو چاہتا ہے اس پر مشہود فرماتا ہے صرف کاملین کے احجار بہتیہ اس کا ادراک کر کے ارادہ و اختیار کو اس سے جوش مارتے دیکھتے ہیں ۔ دوسرے احجار بہتیہ جو توجہ کامل سے محروم ہیں صرف اس عکس کا ادراک کرتے ہیں جو ان میں منطبع ہوتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ارادہ و اختیار بھی اسی کو حاصل ہے اور اکثر گروہ ان حقائق علمیہ سے غافل ہیں ۔ (تقی انور)

Marfat.com

میں جو ضعف ہے وہ دکھائی دیتا ہے (یعنی اگر چراغ بلندی پر ہو تو بہت دور سے نظر آتا ہے اور درمیانی فاصلہ میں ظلمت متحقق ہوتی ہے اور چراغ ٹمٹماتا نظر آتا ہے یہ ٹمٹماہٹ دراصل چراغ کی لو کا ضعف ہے جو نظر آنے لگتا ہے اگر قریب سے دیکھا جائے تو چراغ کی لو بغیر ٹمٹماہٹ کے نظر آئے گی) اس کی وجہ یہ ہے کہ چراغ جو شعلہ چراغ کو محیط ہے اس حالت میں بصورت شعلہ ظاہر ہوتا ہے یہی مثال تجلی اعظم کی شعاع کی ہے جو اسفل السافلین کی طرف دیکھنے والوں میں تجلی اعظم کی صورت میں ظہور کرتی ہے (یعنی کمزور تجربہ والے تجلی اعظم کے ادراک سے محروم رہتے ہیں صرف اس کے گرد کی شعاع کا ادراک کرتے ہیں اور اسی کو تجلی اعظم جانتے ہیں) اب ہم بیان کرتے ہیں کہ تجربہ والے (یعنی کاملین) تجلی اعظم سے کیوں راہ یاب ہوئے علوم وجدانیہ میں علم اور معلوم کے درمیان نسبت ہونا ضروری ہے اس لیے حکمائے متقدمین کا قول ہے کہ مدرک عین مدرک ہے (یعنی ادراک نسبت عینیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا) بالجملہ کیونکہ ان کے (کاملین کے) نفوس ناطقہ میں تجربہ شعاع انگیز ہوا تو وہ تجلی اعظم کی توجہ کی طرف پہلی ہی حرکت میں منسطر ہو گئے ان میں طلب تھی یا نہ تھی (یعنی جاذبہ نے ان کی غیریت ختم کر کے عینیت کے ساتھ متوجہ کر لیا) اس کی مثال اس شخص کی ہے جو خاک سے پیدا ہو کر اسفل کی طرف بمقتضائے اصل فطرت کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی اصل فطرت میں کون سی چیز حرکت دینے والی ہے۔ اور اس نے کس چیز کو حرکت کا قبلہ بنایا ہے (یعنی جب آدمی اپنی اصل فطرت سے مجبور ہو کر اضطراری حرکات کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس کی فطرت میں کون سا عنصر غالب ہے اور یہ حرکت اضطراری کس عنصر کے غلبہ سے سرزد ہوئی جب یہ حرکت (اضطراری) کاملین میں ظاہر ہوتی ہے تو تجلی اعظم کے علوم مناسبہ ان کی ارواح اور سر میں فوارہ مارنے لگتے ہیں اس مقام پر مختلف

Marfat.com

رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ کچھ اَلوانِ طبیعیہ جو اس موطن کے اصل مقتضا ہیں میں بیان کرتا ہوں۔ نورِ صرف کی صورت اشیائے متعددہ میں تمام الوان پر غلبہ کی صورت میں صورت سریان شے واحد ہی (یعنی نورِ صرف کی صورت بےرنگ ہی اور ہر رنگ میں سریان کئے ہوئے ہی لہذا ہر رنگ کی حقیقت بےرنگی ہی جو شے واحد ہی) ان تمام اَلوان میں سر کی صورت تجلی اعظم سے فیض حاصل کرتی ہی لیکن حجریت کی فطرت سے اطلاع جوش مارتی ہی۔ (یعنی حجریت اپنی فطرت کے باعث حقیقت پر مطلع ہونا چاہتا ہی) کہ یہ سب (اَلوان) صورتیں ہی صورتیں ہیں جو آتی جاتی رہتی ہیں۔ یہ ایک امر مستمر ہے جس میں تغیر کا گذر نہیں (یعنی حجریت کی یہ فطرت امر جاری ہی جس کو بدلا نہیں جاسکتا یعنی یہ ناممکن ہی کہ حجریت کی حقیقت پر مطلع نہ ہونا چاہے) کبھی عین کشاکش میں (یعنی رنگوں کی صورتوں اور حجریت کی فطرت سے جو کشاکش سر میں پیدا ہوتی ہی) تمام اَلوان نیست و نابود ہوجاتے ہیں اور صرف حقیقت مجردہ (بےرنگ) باقی رہ جاتی ہو جیسے تجلی ذات کے وقت آدمی محو ہوجاتا ہی اور اس کی محویت کا ادراک صرف تجلی آثار وصفات والے کرتے ہیں یعنی وہ عام لوگوں کی نظر میں علیٰ حالہ موجود ہوتا ہی لیکن تجلی آثار وصفات والوں کو نظر نہیں آتا یہ نہ دیکھنا دراصل دیکھنا ہوتا ہی) یہاں پردہ اٹھ گیا اور عطا مکمل ہوگئی۔

جاننا چاہیے کہ بنی آدم کی ملکیت وہ شے ہے جس میں وہ تصرف کرسکے گھوڑے کا مالک وہ ہی جو اگر سوار ہونا چاہے سوار ہو خواہ کسی کو عاریتاً دے دے یا فروخت کرڈالے علیٰ ھذا القیاس۔ مالک زمین اور مالک بندہ وہ ہی جو اس میں تصرف کرے اور اس جگہ ایک دوسری خصوصیت یہ ہی کہ انواع کی صورتیں ان کی اصل فطرت کے مطابق واقع ہوتی ہیں جس طرح بچہ کی پیدائش کے بعد دودھ کا پستان میں آنا

Marfat.com

ایک طرح کی فطرت ہو اور فطرت تدبیر آلہی کا مقتضی ہے اور اس تدبیر آلہی کے اجراء کے لیے اسباب کا آپس میں ارتباط ضروری ہے جیسے پہلے مزاج میں رطوبت پیدا کر کے محفوظ کی گئی پھر وہ رطوبت حیض کی شکل میں نمودار ہوئی دوبارہ جنین کی غذا بنی اور سہ بارہ مولود کی غذا کے لیے خالص دودھ بن گئی۔ پس ارتباطِ خاص کو قرآنِ عظیم میں ملک سے تعبیر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہو ما خلق لکم من ان واجکم۔ پس اللہ تعالیٰ نے اصل فطرت میں تصرف کر کے نوعِ انسانی کو مرد و عورت میں تقسیم فرمادیا اور تناسل کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرد میں ذکر اور خصیتین ظاہر فرمائے اور عورتوں کے خصیتین کو ان کے جسم میں پوشیدہ رکھا اور اور مرد کے خصیتین سے مادہ ذکر میں ظاہر فرمایا اور عورت کے خصیتین کے مادے کو بھی پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ یہ سب چیزیں تناسل و توالد کی (بغرض تفصیل) مقتضی ہوئیں پھر ایک کو دوسرے کی رغبت دی اور ایک کی حاجت دوسرے پر موقوف رکھی۔ لیقضی اللہ امرًا کان مفعولًا سے یہی مراد ہو اور اسی طرح کتب آلہیہ میں آیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کو آدمی کے لیے پیدا کیا اور اس کا مطلب یہ ہو کہ آدمی کو صاحبِ عقل اور صناع پیدا کیا تاکہ وہ صنعت سے رسی بنائے اور گائے بیل اور گدھوں کی گردنوں میں ڈالے اور حیوانات سے دودھ حاصل کرے اور ان جانوروں کا سختی اور نرمی سے علاج کر کے ان کو اپنی حاجتوں کے لیے مسخر کرے (اولم یروا انا خلقنا لھم انعامًا فھم لھا مالکون) اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون، کا مطلب یہ ہو کہ ان کی صورتیں ایسی بنائیں کہ ان کی نوع کا اقتضا عبادت ہو۔ یعنی تخلیق کا مقصد دراصل عبادت ہو۔ پس جب تک افرادِ نوع اپنے مزاج کی سلامتی سے موافقت رکھیں ان کی قوتِ عاقلہ ان کی قوت سبعیہ اور بہیمیہ پر غالب رہے

Marfat.com

ان میں اشیاء کی طرف (قوت سبعیہ و بہیمیہ کی وجہ سے) التفات پیدا ہو اور عقل کے غلبہ کی وجہ سے طلب اللہ کے لیے ہو (اور اس کے سامنے تضرع و زاری اور انکسار سے یقین کے ساتھ عبادت کریں اور عبادت کو نہ چھوڑیں یہ معنی اِلا کے تاکیدی لام سے معتبر ہیں اور اس جگہ یہ نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ پوری شریعت انھیں اختصاصات کا بیان ہے کیونکہ نوع انسان کی ابتدائی صورت نے انھیں اختصاصات کا تقاضا کیا ہے (نوع انسانی کی ابتدائی صورت ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہے اور یہ وہی معنوی صورت آکیہ ہے جس کو شاہ صاحبؒ تجلی اعظم سے معنون فرماتے ہیں) اور مرتبۂ کلام نفسی میں خدائے تبارک وتعالیٰ نے صورتِ انسانیہ کی طرف گہری نظر فرمائی (یعنی صدرِ نوعیہ کے مقتضیات کو کلام نفسی سے سمع فرمایا) اور انھیں مقتضیات کے موافق تدبیر منزل۔ تدبر مدنی تہذیب نفسی۔ علماً اور عملاً (یعنی پوری شریعت کے احکام واجب فرمائے اور حدِ ذاتی استعارات علیہ اور بیانات فطرہ سے مثل ہوئی۔ یہ تمام احکام نوعِ انسانی کے صدرِ[لہ] نوعیہ کے مقتضیات ہیں۔ پھر افرادِ انسانی کے

لہ جب ذات بحت بعنوانِ فاحببت ان اعرف اپنی جانب متوجہ ہوئی تو اس توجہ سے وہ تمام شیون جو صرافت ذات میں گم تھے متجلی ہو کر ایک دوسرے سے ممتاز ہو گئے یعنی ان شیون کے انوار اپنے اپنے رنگ میں مبرہن ہوئے۔ یہ شیون حی۔ علیم۔ قدیر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر کلیم ہیں۔ حضرت مجددؒ اسے وجود ظلی اور تعین مانتے ہیں کیوں کہ یہیں شہود کی ابتدا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے صوفیاء کے اختلاف سے بچتے ہوئے اسے تجلی اعظم کی اصطلاح سے تعبیر فرمایا کیونکہ اصطلاحات تصوف میں اسی توجہ ذاتی کو تجلی از خود بر خود در خود کہا جاتا ہے اور چونکہ اس چہرہ میں رنگ کے ساتوں انواع شامل ہیں اور انھیں رنگوں کی تفصیل ساری کائنات ہے لہذا اس اعتبار سے صدرِ نوعیہ کی اصطلاح استعمال فرمائی۔ یہی چہرہ مع اس توجہ ذاتی کے رحمٰن ہے اور

(باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

درمیان ایک فرد کا ظہور جس کا تجربہ بحت حجاب ہوتا ہے کہ وہ صحیح طور پر مراقبہ نہ کر سکے (یعنی

(پچھلے صفحے کا بقیہ) بعنوانے قل ہو اللہ احد احمد کا چہرہ ہے جو مفصل ہو کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنا۔ اس چہرہ کے دو رخ ہیں۔ ایک ذات بحت کے بالمقابل جسے ولایت ذاتی کہا جاتا ہے۔ جو فیض رحیمی کے لیے مخصوص ہے اور دوسرا رخ جو ہونے والی خلق کے بالمقابل تھا نور نبوت کہلاتا ہے (اور) یہ فیض رحمانی یعنی فیض عام سے مخصوص ہے سرور کائنات ؐ جب بعثت کے بعد معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ؐ کا یہ سفر بحیثیت رحمٰن کے تھا اور جب۔ اللہ نے اپنے دونوں ہاتھ آپ کے کندھوں پر رکھے تو آپ ؐ نے تمام معقولات اور محسوسات کا یک آن ادراک فرما لیا یہ دولت عرفان خلعت رحیمی تھی یعنی ولایت ذات بھی آپ کے حوالہ ہوئی اور آپ الرحمٰن الرحیم ہو کر معراج سے واپس تشریف لائے اور اپنی باطنی خلافت، مع خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمائی۔ اسی احد کے چہرے یا حقیقت محمدی کی شعاعوں سے عالم امر میں قلم اعلیٰ اور لوح محفوظ مبرہن ہوئے جن سے مزید اقلام وارواح مبرہن ہوئے، قلم اعلیٰ کو روح کلی اور لوح محفوظ کو نفس کلیہ کہا جاتا ہے جس میں ثنیئت پائی جاتی ہے جو مادہ کی ابتداء ہے۔ عقول ونفوس کی تخلیق عالم امر میں مکمل ہونے پر احد کے چہرے کو میم کے اضافہ سے احمد ؐ کا چہرہ قرار دیا گیا یعنی جو چہرہ ذات میں احد تھا وہ عالم امر میں احمد ؐ کے نام سے معنون ہوا اس میم میں چالیس مراتب وجود جو میم کے اعداد ہیں شامل ہیں۔ اور وہ عقول ونفوس کا مجموعہ عرش اعظم کی شکل میں احد کے چہرہ کے بالمقابل پہلے موجود کی حیثیت سے قائم ہوا جس پر رحمٰن مستوی ہوا اور جس کو عالم امر اور عالم خلق کا درمیانی واسطہ قرار دیا گیا اور عرش کو علیین وسجین سے آراستہ کیا گیا پھر احد کے نوری اور احمد ؐ کے معنوی چہرے سے خلق کے استناد کی خاطر اُسے محسوس بنانے کے لیے علیین میں ایک مٹی کا پتلا بنایا گیا مٹی اس زمین سے لائی گئی جو ارض اللہ واسعۃ کہلاتی ہے اور جس سے یہ زمین حشر میں بدلی جائے گی اور پانی بھی اسی ارض کے دریا سے جو عرش کے نیچے ہے حاصل کیا گیا پھر نفس الرحمٰن کی ہوا اس میں پھونکی گئی اور اس کے قلب میں نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ کی آگ سلگائی گئی۔ اور پھر فاذا سویتہ

Marfat.com

ایسے شخص کا ظہور جس کے تجربہت پر احکام نفوس کے غلبہ سے اسے یکسوئی حاصل نہ ہو سکے اور اس کی توجہ تجلیِ اعظم کی جانب ناقص رہی اور وہ مراقبہ نہ کرسکے یہ بھی صدر نوعیہ کے مقتضیات سے ہی) اور پھر حکم آلٰہی سے اس فرد کے تجربہت کا جاری ہونا اور اس شخص کے عقل وقلب میں فوارے کی طرح جوش مارنا پھر اس کے زبان وفعل سے جاری ہونا اور لوگوں تک پہنچنا اور قوائے ملکیہ کے درمیان سے اور ملاء اعلیٰ کی تائید اور ان کے الہام سے تالیف دینا اور شریعت وملت کے درمیان دہری ثابت کرنا (یعنی دہریت کی تبلیغ کا باعث بھی تجربہت کا اس شخص کے روح وسر کے بجائے عقل وقلب میں فوارے کی طرح جوش مارنے سے ہوتا ہی اور وہ شخص اضطراری طور پر دہریت کی تبلیغ کرتا ہی اور اسے ملاءِ اعلیٰ کی تائید اور ان کے الہامات کی تالیف حاصل ہوتی ہی) یہ سب صورت نوعیہ کی گل افشانیاں ہیں (یعنی خیر وشر دونوں صورت آلہیہ سے ہیں) اگر تم بنظر

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہٗ سٰجدین سے یہ اعلان کیا گیا کہ آدم کا چہرہ احد کا چہرہ ہی۔ اس نفخہ سے احد کا نوری اور احمد کا معنوی چہرہ اس پتلے کو سونپا گیا اور بشر کی تخلیق عمل میں آئی۔ پھر نوع بشر کو آدم وحوا میں تقسیم کرکے ناسوت میں آتارا گیا۔ آدم کے صفات میں نوع بشر کی تقسیم سے جو نقص واقع ہوا جس کے سبب سے انھوں نے شجر ممنوعہ کھایا اس نقص کو طویل سلسلۂ تناسل کے ذریعہ رفع کیا گیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے حقیقی صفات لے کر عالم ناسوت میں جلوہ گر ہوئے انا احمد بلا میم اور من رآنی فقد رائی الحق کا اعلان فرمایا۔ حضرت ابوبکر وراق کا قول ہی کہ جس کو خلق خدا کہتی ہی وہ ہمارے نزدیک محمدؐ ہی اور جسے خلق محمدؐ کہتی ہی وہ ہمارے نزدیک خدا ہی۔ نوع بشر کے ہر فرد کی ساخت میں اس کا دماغ عالم امر کا نمونہ ہی قلب حق کا نمونہ اور نفس ناسوت کا نمونہ ہی اور پورا جسم لے جیسے سات نظاموں پر مرتب ہی یہ نظام حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادت۔ سمع۔ بصر۔ اور کلام کے نظام ہیں اور جب خون اپنے دوران میں نفس وقلب کے تقاضے لے کر دماغ تک پہنچتا ہی تو دماغ اس طرح کے مطابق امر کرتا ہی جو اس فرد کے دماغ میں منطبع ہی اور عضلائے جسمانی اسی امر کی تعمیل کرتے ہیں۔ (تقی انور)

Marfat.com

تحقیق غور کرو تو تشریع تقدیر میں داخل ہے (یعنی تقدیر وہ اندازہ ہے جو اجبار بہتیہ پر احکام ملکیہ یا احکام نفوس کے غلبہ کے مطابق قرار پایا۔ اور تشریع احکام ملکیہ اور احکام نفوس کا بیان ہے) اور اس کو پورا کرنے والی ہے۔ (یعنی اندازے کو صحیح ثابت کرنے والی ہے) اور افراد کا حکم انواع کے حکم میں داخل ہے اور اس کا پورا کرنے والا ہے (یعنی ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ قدر کے وقت جس فرد کے جربت پر جو احکام ملکیہ یا احکام نفوس غالب کر دیئے گئے وہی اس کی شریعت ہیں لقد حق القول علیٰ اکثرھم فھم لایومنون) جس شخص نے یہ کہا ہے

دریا بمحیطِ خویش موجے دارد خس پندارد کہ ایں کشاکش باوست

(یعنی جس نے اپنے آپ کو مجبور محض جان کر اللہ کے فعل کو الزام دیا) تو یہ دہریوں کا مذہب ہے (جس میں غیریت بھی ہے اور جہالت بھی کیوں یہ سب درحقیقت انسان ہی کے صدر نوعیہ سے ہے) اور محمدیوں کا مذہب یہ ہے کہ اسی طریقہ پر یہی تقدیر و تشریع اور یہی جزو و کل ہیں جنھوں نے تجلی اعظم سے (یعنی انھیں کی صدر نوعیہ سے) جوش مارا ہے اور قصدو تاثیر نے فوارہ مارا ہے (یعنی محمدی اپنے نفس کے مقتضیات کو پہچان کر اللہ تعالیٰ کو الزام نہیں دیتے بلکہ اپنے نفس کو ملزم جان کر اس سے چھٹکارا چاہتے ہیں دع نفسک وتعال۔ بہ الفاظ دیگر دہریت غیریت کی پیداوار ہے اور ایمان عینیت کی پیداوار) یہ تمام غایات و تعلیلات متحقق ہیں اور یہ تمام ربط و ضبط ثابت ہے[1]

---

[1] یعنی افراد انسانی کے درمیان ایک ایسے فرد کا ظہور ہوا جس کے جربت پر جھلی کے مثل حجاب تھا یعنی اس میں نہ تجلی اعظم کی صورت قبول کرنے کی استعداد تھی اور نہ مراقبہ کی صلاحیت۔ پھر جب اس پر تجلی اعظم کی شعاعیں پڑیں تو صورت، نوعیہ کے مقتضیات، اور حکم الٰہی سے اس کے جربت سے ایک سیلان جاری ہوا جس نے اس کے عقل و قلب میں فوارے کی طرح جوش مارا پھر اس کے زبان و فعل سے جاری ہو کر لوگوں تک پہنچا اور یہ سب کچھ قوائے ملکیہ کی امداد اور ملاء اعلیٰ کی تائید اور ان کے الہام سے ہوا اور

(باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

وللہ الحجۃ البالغۃ (یعنی تجلی اعظم کے ساتوں شیون بغیر انداد کے ہیں اور وہ انسان کی روح میں موجود ہیں لیکن جب ان کا عکس اس کے نفس پر پڑتا ہے تو وہ الٹ کر اپنے انداد بن جاتے ہیں اور یہی مجموعہ انداد اس کا نفس ہے اور نفس کے بغیر ظہور نا ممکن ہے۔ بالفاظ دیگر انسان اللہ تعالیٰ کا تقاضائے ظہور فاحببت ان اعرف ہے۔ جس پر الانسان سری وانا سرہ شاہد ہے

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ایک رات لاتعداد اور بے شمار علوم اس باب سے جو کہ ہر موجودات میں سے ہر موجود میں ہیں خواہ وہ جوہر ہو یا عرض قول ہو یا فعل قوائے متعددہ آلیہ و امکانیہ کی مشارکت سے ہوتے ہیں واقع ہوئے یہاں تک کہ ان تمام موجودات نے متشکل ہو کر افاضہ کیا اور یہ حقیقت ایک بازار کی صورت میں متمثل ہوئی جہاں ایک انبوہ عظیم ہے اور ہر ایک اپنے اپنے کام میں مشغول ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہے اس نے ایک فعل کیا اور اس کے صادر ہونے میں مثلاً ایک تہائی قوت شہوی اور ایک چوتھائی قوت غضبی اور اسی قدر قوت عقلی مرکب ہوئی اور اسی طرح اس کے قلب و روح وغیرہ کے لطایف نے مختلف مقادیر (خصوصیات) سے مداخلت کی (اثر انداز ہوئی) اور یہی قسم کو اکب

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) اس سے قوم و شریعت و ملت کے درمیان دہریت ثابت ہوئی یہ سب صورت نوعیہ کی گل افشانیاں ہیں۔ اگر تم بہ نظر تحقیق غور کرو تو تشریع تقدیر میں داخل ہے اور اس کو پورا کرنے والی ہے اور افراد کا حکم انواع کے حکم میں داخل ہے جس شخص نے یہ کہا ہے

دریا بہ محیط خویش موجے دارد خس پندارد کہ ایں کشاکش با دوست

تو یہ دہریوں کا مذہب ہے اور محدیوں کا مذہب یہ ہے کہ اسی طریقہ پر تقدیر تشریع اور جزو کل ہیں جنھوں نے تجلی اعظم سے جوش مارا ہے اور اسی کے تعدد و تاثیر سے فوارہ چھوٹا ہے یہ تمام غایات و تعلیلات متحقق ہیں اور یہ ربط و ضبط ثابت ہے یعنی قل کل من عند اللہ، و للہ الحجۃ البالغۃ۔

(تقی انور)

Marfat.com

افلاک کے قویٰ کی ہے جو متفاوت اندازوں سے ممتزج (شامل) ہوتے یہاں تک کہ فعل کی صورت اختیار کی جس طرح کسی معشوق نے عاشق سے مزاحاً کوئی بات کہی پس اس بات میں کتنی قوت شہویہ داخل ہوئی اور کتنی قوت عقلیہ صرف ہوئی اور قلب کی تاثیر کس انداز سے اور لطیفہ روح کا اثر کس طرح واقع ہوا علیٰ ھٰذا القیاس۔ غرضکہ تمام حرکات و سکنات اور لطائف و قویٰ میں ترکیب و امتزاج اور ہر ایک کے میزان و مقدار کا میں نے مشاہدہ کیا اور ان علوم کا افاضہ ایسا تھا کہ معلوم ہوتا تھا بہت تیز بارش ہو رہی ہے اور ان اجسام متمثلہ کی حقیقت میں وہی تمام علوم جمع ہیں جنھوں نے صرف مشاہدہ و معاینہ کے لیے یہ شکل اختیار کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ اس قسم کے علوم کا افاضہ بجز کواکب علویہ کے اوقات میں یکجا ہونے کے نہیں ہوتا ہے۔

حضرت اقدس کے ایک مخلص عزیز تھے جن کے ایک لڑکی تھی اور ان کو اس کی استطاعت نہ تھی کہ اپنے خاندان کے رسم و رواج کے مطابق دھوم دھام سے شادی کر کے رخصت کر سکیں۔ ہر چند حضرت اقدس نے ان سے بہ تکرار اور بتاکید یہ فرمایا کہ وقت کی نزاکت اور حالات دیکھتے ہوئے کسی کے ساتھ اس کی شادی کر دو لیکن وہ مفلسی کے خوف اور غیرت کی وجہ سے حضرت کی تعمیل حکم نہ کر سکے اور اس معاملہ میں اتنی زائد تاخیر کی کہ خود اس عالم سے چل بسے جس کی وجہ سے لڑکی کی ماں اور زائد بے سر و ساماں ہو گئیں اور وہ لڑکی حد مراہقت[1] سے بڑھ گئی لیکن پھر بھی پاک دامن و صالحہ رہی اور کبھی کبھی حضرت کی زیارت کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ اپنی پرانی عادت و معمول کے مطابق ایک روز آپ کے دولتکدہ پر حاضر تھی حضرت اقدس پر جناب الٰہی سے یہ الہام ہوا کہ

---

[1] یعنی حد بلوغ سے بڑھ گئی۔

Marfat.com

"فلاں عورت نے جو دعائیں کیں۔ ہم نے سنیں اور ہم کو بہت پسند آئیں" بلکہ اس دعا کے الفاظ بھی آپ پر القا ہوئے اور وہ یہ تھے کہ "میں بے کس ہوں اور میرا کوئی دستگیر نہیں"۔ یہ بات بارگاہ ربوبیت میں پسند آئی لیکن اس میں اس کی صلاحیت نہیں ہے کہ ہم براہ راست اس کے قلب پر القا کریں۔ تم اس سے یہ بات کہہ دو کہ ہم اس کی اس طرح کارسازی کریں گے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا۔ لیکن اس کو چاہیے کہ قرآن سیکھے اور اس کے پڑھنے میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کرے۔ بس حضرت اقدس نے اس کو یہ بشارت سنائی اور جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ وہی کلمات (الفاظ) تھے جن سے اس نے دعا کی تھی۔

ماہ شعبان ۱۱۶۲ھ میں جب کہ اعتکافِ چلہ کشی حضرت مولائی و ملجائی قریب پہنچا دلِ عقیدت منزل بوجہ عادت مالوفہ اعتکاف کے شرفِ مجاورت کے لیے بے چین ہوا۔ چونکہ حضرت قبلہ گاہی کا حکم وطن ہی میں قیام کا تھا لہٰذا اس مقصد نیک کے لیے سفر آپ کے حکم کی بجا آوری کے خلاف کرنا سخت دشوار معلوم ہوا۔ اپنا اضطراب و تاسف بذریعہ عریضہ حضرتِ اقدس کی خدمت میں تحریر کیا۔ آپ نے جواب میں اس عنوان کا والا نامہ تحریر فرمایا۔

"حقایق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلافِ کرام عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام معلوم ہو کہ اللہ کی عنایت سے یہاں سب خیریت ہے اور تمہاری خیر و عافیت جناب الٰہی سے نیک مطلوب۔ تمہارے خطوط پہنچے جن سے یہ معلوم کر کے کہ تم اس اعتکاف میں نہ پہنچ سکو گے میرا تو عجیب حال ہو گیا اور تمہاری ملاقات سے جو سکون اور انس حاصل ہوتا تھا اس کے نہ ہونے سے ملال ہوا اور پھر یہ سوچ کر کہ جو جس کام کے لیے جہاں مقرر ہیں ان کے لیے وہی جگہ زائد مناسب ہو سے

Marfat.com

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی[1] کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

بہر حال اس ظاہری جدائی کی تلافی بھی ضرور ہونا چاہیے اور دل میں یہ بات جاگزیں کرلی ہو کہ اس اعتکاف میں ان اوقات میں تم سے بالمشافہ معرفت کی باریکیاں جو ہوں گی تمہاری صورت مثالیہ سے ان کا خطاب کیا جائے گا اور اس دوران جو کچھ بھی تمہارے دل پر وارد ہو اس کو بقدر اپنی سہولت قلم بند کرلو تاکہ "المکاتبۃ[2] نوع المخاطبۃ" کا رنگ ظاہر ہوجائے۔ دوسری خاص بات یہ ہو کہ جہاں حضور و غیب یکساں ہو اور نا قابل بیان اس کو تمہارے قلب کے حوالہ کرتا ہوں۔ والسلام"

اس تسلی کی بدولت اس عاجز نے وطن ہی میں ان مخاطبات پر امید و بھروسہ کرتے ہوئے اور ان نفحات کو مدنظر رکھتے ہوئے اعتکاف چلہ کشی اختیار کیا اور اس دوران جو فیوض و برکات معنویہ آپ نے افادہ فرمائے کیا بیان کیے جائیں جس کے شکر کی ادائگی تقریر و تحریر سے باہر ہے ؎

گر بر تن من زباں شود ہر موئے[3] یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اور جو کچھ مخاطبات موجودہ آپ کے قلم اعجاز رقم سے صادر ہوئے اس کی تحریر سے اس رسالہ (کتاب) کو مزین کیا جاتا ہے اور ہر مقدمہ لفظ "مخاطبہ" سے معنون کیا جاتا ہے،

افادہ:- ایک بار ایسا ظاہر ہوا کہ ملک عمان میں جس کا بندرگاہ اور ساحل مسقط ہے اہل اللہ کے صفات سے متصف ایک بہت ضعیف العمر اور صالح بزرگ رہتے ہیں جو ملک یمن کے قبیلہ حمیر سے ہیں اور اب (فی الحال) عمان میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان کی طرف ایک خاص نظر ہے۔ اور ان کا رجحان علمائے حدیث کی

---

[1] تم کس دن چاند ہوگے یہ تم نہیں جانتے اور اس دن ایک عالم کی نظروں میں تم ہی تم ہوجاؤ گے

[2] مکاتبت مخاطبت (ہم کلامی) کی ایک قسم ہے

[3] اگر میرے جسم کے ہر رؤیں کو قوت گویائی عطا ہوجائے تب بھی تیرے ہزار شکروں میں سے ایک شکر بھی ادا نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

جانب ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شافعی مسلک کے ہیں۔ نورانیت ان کے چہرے سے ظاہر ہے لیکن وہ گمنامی اور گوشہ نشینی اختیار کیے ہوئے ہیں اور ان کا رنگ سیاہ ہے

مخاطبہ۔ اور انہیں اوقات میں ایک وقت یہ القا فرمایا کہ ہم نے تجھ میں اس وقت ایک دوسری طرح سے ظہور کیا ہے اور یہ ظہور سو سال تک رہے گا پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات انوار و کمالات نسمیہ و لطائف بارزہ کی جانب ہے جو معارف و اسرار لطائف کا منہ سے زائد نفع بخش ہوں گے۔

مخاطبہ۔ سرزمین ماوراء النہر کے متاخرین طریقہ احراریہ تہجد کے وقت ایک ہزار ایک بار یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی۔ پڑھا کرتے تھے فقیر نے بھی ان کی موافقت میں چند بار رات میں اعتکاف میں اسے پڑھا۔ ایک رات اس کے پڑھنے کے دوران الطاف خفیہ کے سمندر کے موتی ظاہر ہوئے انہی میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص زراعت کرتا ہے یا تجارت اور اس سے اپنی گذر بسر کرتا ہے تو لطف خفی اس شخص کے حق میں یہ ہے کہ اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے اور مقصد حاصل ہو جائے (زراعت تجارت میں) بہت آفتیں اور مصیبتیں ہیں جو اس شخص کے علم کے بغیر اس سے دفع کر دی جاتی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے لَهُ معقبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله۔ بعد ازاں حق تعالیٰ کا ارادہ اتفاق و نگہداشت وغیرہ کے ساتھ الہام کرتے ہیں اور ان احراریوں کی ایک جماعت جب آپس میں ملاقات کرتی ہے تو لطف خفی اس جماعت کے دل سے جوش مارتا ہے پس وہ ایک دوسرے سے پیار و محبت سے ملتے ہیں ملاطفت و مبادلہ کرتے ہیں اور اگر ان کے رغبت کرنے میں محبت ہوتی ہے تو وہ بھی اسی وجہ سے ہوتی ہے اور جو شخص اس کا دوست ہوتا ہے اس کے فوائد اس کو بھی پہنچتے ہیں

لہ انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔

Marfat.com

اور اس کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہی کہ یہ اس شخص کی دوستی کی وجہ سے حاصل ہوا ہی اور جو شخص اس کا دشمن ہوتا ہی اس کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس کے دل میں یہ آتا ہی کہ یہ اس شخص کی دشمنی کی وجہ سے پہنچا ہی تو وہ توبہ کرتا ہی اور دشمنی سے باز آجاتا ہے پھر یہ دیکھا کہ جب یہ شخص یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی پڑھتا ہی تو اس اسم کی حقیقت اپنی گردن اٹھا اٹھا کر اس کو دیکھتی ہی اور اس کی اس غائر نظر کی وجہ سے اس بندہ کے نفسِ ناطقہ کے صلب میں جو لطفِ خفی ہی اس سے ایک چشمہ جاری ہو کر پوری طرح پھیل جاتا ہی۔ اور جس جگہ بھی کسی قلب کو پاتا ہی بغیر اس قلب کے نظام میں کوئی خلل پڑے اس میں در آتا ہے۔

مخاطبہ:۔ فیض ہر جگہ ہی۔ اور یہ فیض سالک کے نفس پر اس کی فطری استعداد کے مطابق ہوتا ہی۔ ورنہ فیض مبدأ عام ہی اور اس کلیہ کے مدنظر ہر لطیفہ کے فیض کو مبدأ کے فیض کی طرح جو سورج کی شعاع کی مثل ہی نفس پر قابلِ قبول بنانا چاہیئے اور جس طرح مستفیضین کی استعدادات کا تفاوت اثر قبول کرنے میں ہوتا ہی اسی طرح اجسام کا تفاوت شعاع قبول کرنے میں۔ پس برف سورج کی شعاعوں سے حرارت قبول نہیں کرتا اور پانی کرلیتا ہی۔ اور زمین پانی سے بہت زائد تاثرات قبول کرتی ہی اور لوہا سب سے زائد اور سب سے اعلیٰ مرتبہ میں آتشیں شیشہ ہی جو اپنے مقابل جسم کو صورتوں کے انعکاس کی وجہ سے بوضع خاص جلا ڈالتا ہی۔ حُبِ خاص جو بندہ کی صفت ہی حقیقت کے مبدأ کی محبت کے لیے ناگزیر ہے وہ اس بندہ اور مبدأ کے درمیان چھپی ہوئی نسبت ہی جو اُن کے کسب کی وجہ سے ظاہر ہوئی اور اسی ظہور کے مبدأ کی محبت بندہ میں اس ظہور کا اثر ہی کہ وجود بندہ وجود خالق میں روپوش (گم) ہو جائے اور اسی طرح ہر وہ محبت جو اپنے محبوب کی طرف ہو۔

مخاطبہ:۔ جب یہ کلیہ معلوم ہوگیا تو اب یہ جان لینا چاہیے کہ تجلی اعظم کے مقابل آدمی

Marfat.com

کے نفس میں ایک نقطہ ہے اور تجلی اعظم کی رغبت و محبت اسی نقطہ کی طرف ہے جیسا مذکور ہو چکا۔ اگر یہ نقطہ مثل براق صاف شفاف اور نورانی ہو، کدورت اور گرد و غبار اس میں عارض نہ ہو تو جو شخص مثل شیشہ آتشیں ہے تو وہ تجلی اعظم سے اس کی شعاعوں کو جذب کرتا ہے اور قبولیت کا اثر اس میں دکھائی دیتا ہے یہاں تک آثار خارقہ (کرامتیں خرق عادات) اپنے بعض حالات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان محاکات کی تشریح (بھی) کر دیں۔ تجلی اعظم کی نشانیوں سے پہلی نشانی اس میں تجلی اعظم کی شناخت ہے اور ہمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونا اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینا اور اس میں متلاشی رہنا ہے (فنا ہو جانا ہے) جس طرح بعض نفوس کے قوی کہ ان میں کواکب سیارہ کے قوی بھی پیدا کیے ہیں اپنے ہی اندر گردش کرتے ہیں اور بعض تجزیہ کرنے پر اپنے ہی پر مطلع ہوتے ہیں اور ایک طرح سے ان کی نظر خود اپنے ہی پر پڑتی ہے۔ اس نقطہ کے بیچ میں کواکب سیارہ کے بعض علوم اس نفس پر نازل ہوتے ہیں اور اس سے عالم میں ایک گردش دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح یہ نفس اپنے ہی اندر گردش کرتا رہتا ہے اور اپنے سر پر مطلع ہوتا رہتا ہے اور اپنے میں ایک قسم کی بیداری پاتا ہے اور تجلی اعظم کے بعض علوم اس میں گردش کرتے ہیں اور ان میں سے بعض علوم بہت زیادہ ظاہر ہیں جن کے لیے لہٗ ملک السماوات والارض۔ وھو القاھر فوق عبادہ۔ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ہے (ان آیات سے ان کا اظہار ہوتا ہے) اور ان علوم میں سب سے زائد روشن ان اشیاء کی معرفت ہے جن کا استعمال بدن میں نسمہ کے ساتھ اس نقطہ کی تلاش کو تجلی اعظم میں واضح تر اور با رونق بنا دیتا ہے یا اس کی تلاش سے بہت دور پھینک

لہ آسمانوں اور زمین کے ملک اسی کے ہیں

لہ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے

لہ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے

Marfat.com

دیتا ہو اور اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے یہ اسرار قرآن عظیم میں ہر سورت میں مکرر بیان کئے گئے ہیں کہ اس نقطہ کے الحاق کی طبیعت یہ علوم تجلی اعظم کو دے دیتی ہے۔

مخاطلیہ۔ خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

آفتاب کو صفات کمال میں سے جو کچھ چاہیے سب حاصل ہے مگر جزئیات کمال میں سے ایک جزو جو آفتاب کو بغیر حجاب کے حاصل نہیں ہوتا وہ روئی اور کوئلہ کا جلا دینا ہے۔ پس آفتاب کا تمام بلکہ فوق التمام ہونا اس کا حامل ہوا کہ وہ کمال جزئی بھی اس کو حاصل ہو جائے۔ بنی آدم کے حکماء کو یہ الہام ہوا کہ وہ لوہے اور بلور سے آئینہ بنائیں اور اسے تراش کر سورج کے سامنے رکھیں شعاع جو ایک نقطہ کی شکل میں عائد ہو گی اس میں جلانے کی قوت پیدا ہو جائے گی۔ یاقوت کو اپنی ذات کی حد تک جیسا کہ چاہیے شعاعوں کے رنگ حاصل تھے لیکن اس کا دوسرا کمال یہ ہے کہ وہ بغیر مختلف روشنیوں کے اجتماع کے ظاہر نہیں ہوتا اور وہ بھی اس روشنی کے تعاکس و تموج کا فرق ہے۔ پس یاقوت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ مختلف روشنیاں پیدا کرے اور ان روشنیوں کو اپنا خادم بنالے اور (پھر) اس میں دوسرا کمال ظاہر کرے۔ (جیسے کہ) نقطہ جنیہ[1] سب سے پہلے کسان کی جانب منتقل ہوا تاکہ وہ اُسے بوے اور اس نے اس کے بونے میں ہل و بیل وغیرہ مہیا کر کے زمین کو اس قابل بنایا اور اس میں وہ سرسوں کا بیج بویا اور آسمان اور زمین کی برکتیں اس کے شامل حال ہوئیں یہاں تک کہ وہ درجہ بدرجہ پورا اُگ آیا پھر اس نے (کسان نے) اس کو مانڈا اور اندر کا حصہ نکال کر باقی (بھوسی وغیرہ)

---

[1] اس سے مراد وہ حقیقت کبریٰ ہے جو مختلف ادوار و تبدلات سے گذری اور ہمیشہ ترقی یافتہ شے کے ساتھ رہی۔

Marfat.com

وہیں چھوڑی اور یہ ولادت ثانیہ ہو۔ بعدازاں وہ نقطہ حبیہ تیلی کی جانب منتقل ہوا اس نے اسے خرید کر کوڑے کرکٹ سے صاف کیا اور مختلف ترکیبوں سے مرتب کیا اور پھر اصل تخم (مغز) نکال کر اس سے تیل نکالا اور باقی چھوڑ دیا اور یہ ولادت ثالثہ ہو۔ بعدازاں بادشاہ کے مشعلچی نے اس کو خرید کر مختلف قسم کی مشعلیں بنائیں اور ان میں تیل ڈالا پھر اس میں آگ لگا دینے سے ان کا فیض ظاہر ہوا اور روشنی کا ہنگامہ پیدا ہوا پھر بادشاہ نے ان مشعلوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ان کی روشنیاں ایک دوسرے پر صادق آگئیں اور ایک ہی حقیقت نظر آنے لگیں اور مقدار کے فرق کی وجہ سے ان کی روشنی میں فرق و تموج ظاہر ہوا اور یہ ولادت رابعہ ہو اس وقت یاقوت کو جلوہ بخشا اس کی سرخ روشنی سفید روشنی کے ساتھ جمع ہو گئی اور رنگوں اور روشنیوں کی قلت و کثرت سے اتنی شعاعیں اور تجلیات ظاہر ہوئیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یاقوت کا اصل مقصد اپنی تجلیات کا ظہور تھا (اس نے) روشنیوں کو اپنا مظہر بنایا اور پھر یاقوت مقدس نے ان شعاعوں کو خطاب فرمایا لولاک لما[1] خلقت الافلاک ولولاک لما اظہرت ربوبیتی و فی حدیث المعراج ظہرت علی السدرۃ الوان لا ادری ما ھی و تلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔

مخاطبہ: بعض اوقات یہ دکھائی دیا کہ افراد کاملین نیز ملاء اعلیٰ کی ارواح اور اسمائے حسنیٰ کے انوار مشخصہ (ذوات۔ اسمائے حسنیٰ) جو عالم مثال میں قائم ہیں اور دین کے انوار (جن میں) تجلی اعظم کا حکم ہو افراد بنی آدم کے قوائے نسمیہ کی آمیزش

[1] اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ اور اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔ اور معراج کی حدیث میں ہو کہ سدرۃ المنتہی پر بہت سے رنگ ظاہر ہوئے میں سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا تھے اور ہم لوگوں کو یہ مثالیں دیتے ہیں اور ان کو صرف سمجھدار لوگ ہی سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

سے چاروں قسمیں مثل کواکب منتج ہوئیں اور ہر کوکب سے خط شعاع اس بندہ کے نفس کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور اس نفس کی انتہائی گہرائیوں میں چلی گئی۔ اور اپنے کو ہر کوکب کا محجوب پایا اور ہر کوکب کی عنایت کے ذکر کو دیکھا۔

مخاطبہ:۔ بعض اوقات ایسی حالت کا ظہور ہوا جو موت کے بعد پیش آئے گی۔ تو علم حصولی جو حجر بحت سے مثل فوارہ نکلتا ہو اس کے اندر لپٹ گیا اور اس میں گم ہو گیا اور علاوہ حجر بحت کے اور اس کا تجلی اعظم کا آئینہ ہونے کی حیثیت سے اپنے میں اس کی حضوری کے ، کچھ بھی باقی نہ رہا بلکہ تجلی اعظم کے سوا کسی طرف توجہ نہ تھی۔ نہ یہ کہ کوئی ایسی چیز ہو جو تجلی اعظم کا آئینہ ہو۔ اس وقت ایک عجیب فنائیت طاری ہوئی جو بیان میں نہیں آ سکتی۔

مخاطبہ:۔ اگر ہم کسی عالم کی زبان میں یہ کہیں کہ زید اس صنم کا فاعل ہے پھر (جب) بہ نظر غائر اس کو دیکھیں اور یہ کہیں کہ یہ تو پتھر کا صنم اور اینٹ کے ساتھ مضبوط کیا ہوا ہے بذات زید من حیث ہی (زید کی نفس ذات کے اعتبار سے) بلکہ زید کا نفس ناطقہ قوائے نسمیہ سے مکتسی (ملبوس) ہوا اور ان قوائے نسمیہ میں خشت و حجر کے مادہ پر تصویر کی قوت بطور کسب و جبلت ظاہر ہوئی۔ اور یہ صورت جو مادہ میں ظاہر ہوئی بلا واسطہ اس استعداد خاص سے مستند ہے جس کو ہم نے تصویر کا نام دیا ہے۔ اور وہ قوائے نسمیہ میں متعین ہے اور وہ قوائے نسمیہ کا نفس ناطقہ کا کلی فیض ہے ان دو باتوں میں فرق اجمال و تفصیل کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح ایمان بالغیب کی زبان میں اگر ہم تمام آثار وجوبیہ کو اللہ کے نام سے مستند کریں پھر بہ نظر غائر ہم کہیں کہ اللہ کے نام کے دو کمال ہیں۔ ایک کمال ہر موجود کی ایجاد کی وجہ سے ہے اس جگہ ایک چیز کو دوسری چیز پر ترجیح نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اشیا کو حرام و حلال کر دینے والا ہے۔ حسن کو حسن دینے والا اور برے کو برائی دینے والا ہے۔ اور اسی

Marfat.com

اشیا میں امتیاز پیدا ہو گا۔ اور اگر ہم صفات واجب کے ہر کمال کا ایک مستند تعین کریں (تو) اس کا مزاحم قول اجمالی نہ ہو گا جب یہ بات صاف اور واضح ہو گئی تو جان لینا چاہیے کہ ذات الٰہی حقیقتاً ہر حکم کی مصداق ہو لیکن ہر حکم کی ایک جہت ہو۔ جب اشیائے کثیرہ ظاہر ہوئیں تو انھوں نے تدبیر و ربط و ضبط کی حیثیت سے ظہور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ثم استوی علی العرش۔ تو چند احکام اس ظہور کے ساتھ مخصوص ہو گئے جس طرح نفس ناطقہ اور استعداد کسبی و جبلی کی مثال کے بارہ میں ہم نے کہا جو قوائے نسمیہ میں ظاہر ہوئے اور اسی مقصد کو ہم تجلی اعظم سے تعبیر کرتے ہیں ۔

عباراتنا شتی وحسنک واحد　　　وکل ذاک الی الجمال یشیر[1]

خداوندیہ:- تجلی اعظم کے احکام جو بواسطہ احجار بجتیہ افراد بشر پر ریزش کرتے ہیں اور وہ یہ ہو کہ استعانت و عبادت خاص تجلی اعظم کے لیے مخصوص ہو۔ اس کے علاوہ کسی کو مسجود و مستمع نہ بنائیں اور تجلی اعظم کے مرتبہ کے لائق تعظیم کو کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ کریں۔ اسی لیے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسی پر اتفاق کیا ہو۔

مخاطبہ:- علیین کی تشریح جس طرح نفس نباتیہ اشکال و الوان سے مبرا ہو لیکن تقاضا کرتا ہو کہ جسم میں اس نفس کے تعلق سے اوراق و اغصان اچھے اور شاخیں) اس اس طرح ظاہر ہوں۔ اسی طرح تجلی اعظم اپنی حد ذات میں بے رنگ اور منزہ ہے لیکن اس کی مقتضی ہے کہ عالم میں اس کا ایک خلیفہ ہو جس بعد موہوم کی اعلیٰ جانب میں افلاک کے احجار بجتیہ کی ذ تینوں

---

[1] ہماری عبارتیں اور مطلب مختلف ہیں اور تیرا حسن یکتا اور ہر ایک تیرے جمال ہی کی طرف اشارہ کرتا ہے

Marfat.com

ن ظہور کیا اور اس سے کمتر ملائکہ عظیمی کے اشجار بحثیہ ہیں جن کے وجود پر عالم کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد افراد نسل بنی آدم یعنی انبیاء اور اکابر اولیاء اللہ کے اشجار بحثیہ ہیں۔ پھر ان کے بعد دکنر دہ اشجار بحثیہ ضعیفہ ہیں جو نفس ناطقہ و نسمہ کی پردہ میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس قسم میں ایک گرانی ہے جو با ساتی بیان میں نہیں آ سکتی پھر اس کے بعد بہت سے نفوس ہیں کہ اکثر وجوہ یا بعض وجود کی بناء پر قوائے ملکیان میں ظاہر ہو کر اس حضرت میں یعنی علیین میں منجذب ہوئے جس طرح لوہے کے ٹکڑے مقناطیس کی طرف کھنچ جاتے ہیں (لیکن ان میں سرایت نہیں کرتے) پس اس مقام پر اجمال اہل نجات کی ارواح میں ہے سرف ایک روح پر قائم ہے یعنی اشجار بحثیہ اور ان کے صور اجمالیہ پر اور اس مقام کا نام شرع میں علیین ہے۔

مخاطبہ:- عارف جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو کتاب مرقوم میں اپنی جگہ پہچان لیتا ہے مثلاً جب اس نے دیکھا کہ اس کا تجربت علم حضوری کے ساتھ خود عالم ہے۔ سب اشیا اس سے پوشیدہ ہیں اور عین علم حضوری میں جو علم حضوری تجلی اعظم میں ہے پھر دوبارہ تجلی اعظم میں غائب تھا اور علم حصولی کا متلاشی ہوا وہاں وہی علم حضوری پایا جس میں خود حاضر تھا۔ اس نیرنگی سے پہلے تو متحیر رہ گیا بعد ازاں معرفت کے دریا نازل کیے گئے اور حجابات اٹھا لیے گئے۔ تو وہ سمجھ گیا کہ جس طرح آفتاب آسمان کے افق میں بلندی رکھتا ہے اور آفتاب کی صورت آئینہ میں عکس فگن ہے جب دونوں خصوصیت فردیہ سے دامن سمیٹ لیں فقط وحدانیت ہی باقی رہ جائے گا کیونکہ یہ دونوں اس میں متحد ہوتے ہیں، نائیہ الٰہی سے یہ اتحاد ظاہر ہو گیا تو اسی جگہ سے اپنا مقام اس پر واضح ہو گیا۔

مخاطبہ: عابد پر اپنے معبود کی اتباع کی تشریح اور اس کی رویت جاننا چاہیے کہ ہر آدمی کے نفس میں بتقاضائے صورت نوعیہ انسانیہ تجلی اعظم کی طرف ایک

Marfat.com

انجذاب رکھا ہے پس اگر وہ حاسہ مفتوح ہوجائے تو بقدر انجذاب اس کو حاصل کرے گا لیکن قوائے بہیمیہ کے حجابات اس سے مانع آتے ہیں کہ وہ انجذاب پا دے اور حاسہ کھل جائے جب انتقال کا وقت مقررہ آئے تو اس کی قوت بہیمیہ کمزور مضمحل ہوجائے اور صورت نوعیہ کا اقتضا غالب آجائے اور صورت فردیہ کا اقتضا مغلوب ہوجائے۔ اس وقت اس انجذاب کی طرف نظر پڑے اور یہی انجذاب توجہ بصری کو عالم مثال میں آمادہ کرے۔ اگر اس شخص میں تجلی اعظم کی شناخت ہے یعنی وہ اس کو رنگوں اور اشکال سے منزہ جانتا ہے اور عالم میں اس کے تصرف اور قدر کے سر کو اپنے اس اعتقاد کے موافق جانتا ہے تو یہی علاقہ جذبی تجلی اعظم کی حقیقت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور دیدۂ بصری عالم مثال کے بازار میں کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اور اگر اس کو ان شخصوں میں سے جن میں اس نے آثار خارقہ دیکھے ہیں کسی شخص میں محصور سمجھا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام تو توجہ کا انجذاب انہیں کی شکلوں میں نمایاں ہوتا ہے اور اوجہ سے ایک بلا کا ظہور ہوتا ہے جس کا باعث ملاء اعلیٰ کی نفرت و لعنت ہوتی ہے اور اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر بحث سے نفس الامر میں علم و نفس کا ایک چشمہ جاری ہوا ہے (اور) بنی آدم اپنی استعدادات کے مطابق اس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور علم خوابات میں پانی اور دودھ کی شکل میں متمثل ہوتا ہے اگر یہ صورت متمثل ہوجائے تو حوض کوثر ظاہر ہوگی۔ اسی طرح شریعت آج بھی ایک راستہ ہے جو شہوات کی آگ پر قائم ہے اور وہ تلوار سے زائد تیز اور بال سے زائد باریک ہے اگر قوت مثالیہ اس پر قابض ہوجائے (تو) وہ صورت انسانیہ کے لیے مجسم صراط متمثل ہوجائے اور اسی طرح توحید اور صوم و صلوٰۃ ایک نور معنوی ہے جو بعض خوابات میں

Marfat.com

چراغ کے نور سے متمثل ہوتا ہے اور اسی کے مانند ہو جاتا ہے اگر حشر کے روز وہ صورت مثالیہ سے صورت نوعیہ کی استعدادات کے لیے جو قدر مشترک ہے متمثل ہو جائے (تو) افراد میں نور کی صورت ظاہر ہوگی۔ اور منافقین کے لیے ظلمت ہوگی۔

مخاطبہ:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول الرحمٰن علی العرش استویٰ[1] اور وتری الملائکۃ حافین من حول العرش[2] کی تشریح کے بارہ میں۔ بہ نظر کشف جو کچھ بہ تصریح معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ ان آیات میں عرش سے مراد عرشِ مثالی تکوینی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عرش جسمانی اور افلاک سب کے سب صاحب روح ہیں اور ان کی ارواح میں ایک نقطہ ہے جو تجلی اعظم کے مقابل ہے اور وہ عرش و افلاک کے اجزاء بجتیہ ہیں (اور) وہی رحمان کو مستوی ہیں اور ملائکہ مقربین بھی اس بات پر ملہم ہیں کہ اس عرش مثالی کے گرد طواف کریں۔ اور اس کے حامل ہوں۔ ان کے حقائق کا انجذاب بجہت ضرورت تجلی اعظم اور بسبب اعتماد تجلی اعظم عرش مثالی پر یہ ہے کہ افلاک کے ہر حجر بجت کی ان افلاک کی ارواح کی طرف ایک کشادہ راہ ہے۔ جب حکم اجمالی تجلی اعظم سے ریزش کرتا ہے تو یہی عرش تکوینی بصورت خاصہ اس کے حکم اجمالی کی تشخیص کرتا ہے۔ اور فرشتوں کی ایک جماعت کا اس عرش کو اٹھانے کا سبب یہ ہے کہ وہ نظام خیر میں اس طرح واجب الصدور ہیں (یعنی جن کا وجود میں آنا ضروری ہے) جیسے کرہ جب حرکت میں آئے تو منطقہ محور اور قطبین کا ظہور عین آنا واجب ہے۔

مخاطبہ:۔ حقیقت بہشت مثل عرض[3] عام کے ہے۔ حقائق مختلفہ نے عرض عام کے معنی میں

[1] رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔

[2] اور تو دیکھے گا فرشتوں کو گھیر رہے ہیں عرش کے ارد گرد۔

[3] عرض کے معنی ہیں جس کا خود کوئی وجود نہ ہو بلکہ کسی شے کے وجود پر اس کا وجود منحصر ہو۔

Marfat.com

اتفاق پیدا کیا ہو اسی وجہ سے ایک ہی نام اس کے لیے جاری ہو گیا ہو کہ (وہ) بہشت ہو۔ پس علیین کا جابرصا اور جابلقا میں یعنی زمین کے اس بقعہ میں جس میں قوائے مثالیہ ظاہر ہوئے اور عالم مثال صرف اور عالم مثال ممتزج اعراض کے ساتھ مثل اضواء شفافیہ کے ظہور سے ہو۔ پس بہشت ان میں سے ہر ایک میں ہو سکتی ہو اور آنحضرت نے جو یہ فرمایا ہو کہ بہشت مسجد کی دیوار قبلہ میں ظاہر ہوئی (وہ) صرف مجاز و استعارہ نہیں ہے۔

افادہ: جب ماہ شعبان المعظم ۱۱۶۳ھ آیا اور حضرت اقدس کی خلوت چلہ کشی کے ایام قریب آئے اس خاکسار نے اس اضطراب کی بنا پر جو اس کو درپیش تھا اور وہ یہ تھا کہ آپ کے شرف مجاورت سے محروم تھا چاہا کہ فیوضات کے حصول کے لیے وطن ہی میں ایک گوشہ میں بیٹھے اس سلسلہ میں حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھا آپ نے اس مضمون کا سرفراز نامہ تحریر فرمایا۔

حقایق و معارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد سلام محبت انتظام معلوم ہو کہ الحمد للہ یہاں سب خیریت ہو۔ تمہارا نامۂ شکیں شمامہ پہنچا جو قصد اعتکاف اور فوائد الٰہی کی فتوحات کے سلسلہ میں دعا کی استدعا پر مبنی تھا (میری دعا ہو) اس خلوت میں اللہ تعالیٰ تمہارے تمام احوال کی اصلاح فرمائے اور تم پر وہ رازہائے سربستہ ظاہر فرمائے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا خطرہ گذرا اور تم میں اپنی ذات سے انس و محبت پیدا فرما دے اور تم کو بھی ان چیزوں سے حصہ عطا کرے جس کو اس نے اپنے کاملین مخلصین کے لیے مخصوص کر دیا ہو ہر چند اس بارہ میں ہمت کی طلب صرف سنت کی پیروی ہے ورنہ حقیقتاً (تم) اس فرقہ میں ہو جن کے لیے زبان نبوت سے ارشاد ہوا۔ اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ حَبِیْبًا ھُوَ احبّ

الیٰ من فنس الخ آپ کی کارکشا دعاؤں اور ہمت عالیہ نے اثر دکھایا اور توجہات مبارکہ نے دستگیری فرمائی جن کا شکر ادا کرنا بندہ کے امکان سے باہر ہے ؎

گر برتن من زباں شود ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اور چلہ کشی سے فارغ ہونے کے بعد اس کے اسرار سے اس بندہ کو مطلع فرمایا اور اس میں کچھ حصہ کو جو حقایق و معارف کے مکاتیب پر مشتمل تھا اس سے اس رسالہ کو مزین کیا جاتا ہے عنایت فرمایا۔

"حقایق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام محبت معلوم ہو کہ الحمد للہ علی العافیۃ الظاہرۃ والباطنۃ والمسئول من اللہ تعالیٰ کذلک لکم ولاولادکم ولجمیع من یاوذ بکم حضرت احدیت کا احسان کس زبان سے ادا کیا جائے جو صوری و معنوی دلجمعی اس چلہ میں حاصل ہوئی حظیرۃ القدس کا انکشاف الوان مختلفہ اور ہیئات متعددہ سے کتنی بار متحقق ہوا اور ہیئات جمیلہ کے بعض وعدوں کی بشارت کتنی ہی بار ظاہر ہوئی چونکہ سابقہ" اس کا بیان گذر چکا ہے اس لیے زیادہ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ع مثنوی درشش مجلد یاب فوائت (ہاں) چند باتیں جو پہلے نہ لکھی گئی تھیں وہ تحریر کی جاتی ہیں۔

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر میں سے ایک سے روایت کرتے ہیں کہ میں کسی آیت کی تلاوت اس وقت تک کرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ اس کے کہنے والے سے اُسے سن لیتا ہوں۔ اور اس کی توجیہ اس بات سے کرتے ہیں کہ (وہ) خود مثل درخت موسیٰ ہو جاتے ہیں اور اپنے ان کلمات متلذذہ کو بطور فوارہ ادا کرتے ہیں یہ ہے جو کچھ شیخ الشیوخ نے فرمایا لیکن بطور ذوق د

Marfat.com

حال جو کچھ اس بندہ ضعیف پر گذرا وہ یہ ہے کہ کلام نفسی کا مقام منکشف ہوا اور آنحضرت کے نزول قرآن کے مقام کی یافت ہوئی کہ ہمیشہ ان معانی کو بہترین اسلوب کے ضمن میں زمین والوں پر مثل بارش نازل کرتے ہیں اس لیے کہ اسکے مخاطب نوع انسانی ہے اور اس انکشاف نے مرتبۂ عقلیہ صرف سے تنزل فرمایا اور خیال و وہم کو اپنے ہی رنگ میں رنگ ڈالا اور ذات صرف کی طرف توجہ میں مثل اقدال کے ایک عجیب حالت حاصل ہوئی چنانچہ تین ختم اسی طرح پر کیے گئے ظن غالب یہ ہے کہ ان بزرگ نے اسی حالت کا ارادہ فرمایا ہوگا جس طرح صوفی شہود کو کبھی رویت و نظر کہتا ہے اور اس حالت کو "سمع" سے نامزد کیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

افادہ:۔ حضرت اقدس نے فرمایا جس سر عظیم کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے اس کی حفاظت تا قیام قیامت تک اس کا مقصود ہوتا ہے۔ ایک شخص کو اس پر مقرر فرمایا کہ وہ ان کتب آلہیہ اور معارف کو جو انبیاء پر نازل ہوئے جمع کرے اور وہ اس وقت اطراف عمان میں مقیم ہیں۔ اور ان کے انتقال کے بعد یہ مقام اس شخص کو جو معلوم ہے سپرد کیا جائے گا۔ اور ان کتابوں اور معارف کی اشاعت اگرچہ اس زمانہ میں مطلوب نہیں ہے تاہم اس کی حفاظت خود ہی (اس کا) مطلوب و مقصود ہے۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے اس حدیث کی حقیقت کے کشف میں کہ روزانہ صبح کو ایک فرشتہ ندا کرتا ہے الا سبحوا الملک القدوس فرمایا کہ ظاہر بینوں کو یہ شبہ لاحق ہوتا ہے کہ فرشتہ کی اس ندا سے کیا فائدہ۔ اگر تسبیح کی طلب ہے تو وہ (لوگ) خود فرشتہ کی آواز نہیں سنتے اور اگر آنحضرتؐ کی احادیث نے اس ندا کا انکشاف فرمایا تو صرف آنحضرتؐ کی احادیث سے ہی تسبیح مطلوب ہے اور یہی کافی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ حقیقت واجبہ [redacted] اسما و صفات کثیرہ رکھتی ہے اور (یہ) ہر ایک اسم و صفت کے مطابق اس کے ذکر کی طلب بندوں کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کے ذکر اور اس سے التجا کا فائدہ

Marfat.com

تکلیف اولاً صورت نوعیہ کی گردنوں میں پھر افراد کی گردنوں میں ڈالا گیا پھر جب نشات ملائکہ پیدا ہوئے تو حکمت الٰہیہ نے ان کو مختلف اصناف بنایا اور ہر نوع اور ہر صنف میں ایک خاص استعداد رکھی۔ ہر فرشتہ قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے اس کا منتظر رہتا ہے کہ غیب سے کیا الہام ہوتا ہے تاکہ اس کے مطابق وہ عمل کرے۔ ہر فرشتہ کو الہام نہیں کرتے مگر یہ کہ اس کی استعداد اس کی متقاضی ہو اور وہ بزبان استعداد اس کی طلب کرے اور اس کی فطرت میں اس کے اسمائے صفاتی کے ساتھ ایک مناسبت ہو۔ الحاصل وہ فرشتہ جس کی فطرت میں ان دو اسموں کے ذکر کی طلب میں میلان رکھا ہے اور اس طلب کو جو عالم غیب میں پوشیدہ ہے افراد انسانی کی طرف متوجہ ہے یہ فرشتہ اپنے دل میں اتار لیتا ہے (محفوظ کرلیتا ہے) اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آئینہ کو ستاروں کے مقابل کردیں تو وہ ستارے اس آئینہ میں منطبع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جبلت کا حکم ان پر غالب (نافذ ہو جاتا ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سر عظیم کی جو آفاقی نشانیوں کی جانب سے ہے خبر دی ہے اور اس کے بیان کے سلسلہ میں ان دونوں اسموں کے ذکر کی مطاوعت بلیغ انداز میں بیان فرمائی ہے اور اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ تجلیات صوریہ و معنویہ سے برگزیدہ فرماتا ہے اور حقیقت تجلی صوری یادداشت مجردہ کے مشابہ ہے صورتوں اور لباسوں کے ساتھ کہ حکمت الٰہیہ نے بحسب نشاء اس کی مثال کی تخصیص فرمائی۔ اور دونوں صورتوں میں اس عارف کا نفس مجردہ حقیقت مجردہ فعالہ کا آشنا ہو جاتا ہے اور اس سے ایک علاحدہ رنگ اس میں منعکس ہو جاتا ہے اور اس کے قوائے علمیہ و عملیہ باوجود اس تجرد کے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور لطیفہ روح میں ایک انس و انجذاب پیدا ہوتا ہے اور لطیفہ سر اس حقیقت مجردہ کے ساتھ ان لباسوں اور حجابات کے ساتھ بینا ہو جاتا ہے اور ایک عجیب اتصال اور عجیب حالت ظاہر ہوتی ہے۔ الحاصل ہر صوری و معنوی تجلی سے

Marfat.com

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ صورت خاص اسی سے برآمد ہوئی ہے۔ محقق عارف کو اسی کام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے نہ اس صورت کی طرف۔ اس تمام تمہید کے بعد یہ جان لینا چاہیے کہ عالم میں حقیقت فعالہ آسمان کے افق میں مثل آفتاب ظاہر ہوئی اور کوہِ زہرہ سے (مقام زہرہ) اس کی شعاع صورت وہمیہ سے مخلوط ہو کر جس مطلب افرادِ بشر ہیں۔ ان پر کمالِ نزاہت اور کمالِ صولت بوصف مودت اور لطفِ احسان جلوہ گر ہوئی اور اس ضمن میں یہ آگاہ کرایا گیا کہ یہ ہے اسم الملک القدوس[1] اور ہر اس فرد میں جو اپنی فطرت میں زہرہ مسعود کی قوت رکھتا ہے اس تجلی معنوی کی ریزش کرتے ہیں اور اس کو اس تجلی سے انس و انجذاب دیتے ہیں اور اس کو اس تجلی کے ساتھ التجا، فنا اور فنائیت عطا کرتے ہیں اور اس شخص کی دونوں آنکھوں کے بیچ سے اور زبان سے نور الملک القدوس نکلتا ہے جیسے پانی اپنے چشمہ سے بطور فوارہ۔ اور (پھر) اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک فرشتہ (اس ندا پر) موکل ہے جو ضوءِ زہرہ سے ہے (اور) جس نے ساعتِ محمودہ میں تجلی اعظم کو عالم میں چمکایا ہے اور اس وقت زہرہ اپنی کمال سعادت میں تھا ظاہر ہو گیا ہے اور اس سر کو اس کے قلب کی نہایت میں رکھا ہے اور وہ ہر صبح کو ندا کرتا ہے اس لیے کہ افقِ عالم سے طلوع زہرہ کا وقت صبح سویرے ہے۔ خواہ طلوع سے پیشتر ہو تعلیلی[1] یا طلوع کے بعد ہو تعلیلی طور پر۔ الحاصل اس ندا کا غلبہ صبح کے وقت ہے والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

حضرتِ اقدس کے دستخطِ خاص سے یہ تحریر لکھی دیکھی گئی[2] نامیت فی اَوَاقِعۃ

---

[1] یعنی اس کی کوئی علت ہو

[2] میں نے ایک واقعہ میں حقیقت عرش کو بہت زائد چمکدار در بلند و روشن نور کی شکل میں دیکھا وہ نور ہر فلاں۔ ملک مقرب۔ نبی مرسل اور ولی ملہم سے ایک روشن نقطہ کھینچتا ہے جو ان کے قلوب (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

حَقِیقَةُ العَرْشِ بِصُورَةِ نُورٍ سَاطِعٍ مُتَشَعْشِعٍ جِدًّا یَنْزِعُ مِنْ کُلِّ فَلَكٍ وَ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَنَبِیٍّ مُرْسَلٍ وَوَلِیٍّ مِنْهُمْ نُقْطَةً شَعْشَعَانِیَّةً هِیَ وَدِیْعَةُ اللّٰهِ فِی قُلُوبِ هٰؤُلَاءِ فَیَطْرَحُ فِی ذٰلِكَ النُّورِ الْمُتَشَعْشِعِ بِمَنْزِلَةِ مَا یُوْقَدُ النَّارُ بِالْحَطَبِ فَاِذَا وَقَعَتْ ذٰلِكَ انْقَلَبَ عِلْمُهَا بِنَفْسِهَا عِلْمًا فِی الْحَقِیْقَةِ الْجَامِعَةِ الْمُدَبِّرَةِ الْکُلِّیَّةِ مَا فِی الْکَوْنِ وَلَا تَمَیُّزَ هٰهُنَا لِکَثِیْرَةِ تِلْكَ النُّقَاطِ فَیَصِیْرُ هٰذَا النُّوْرُ الْمُتَشَعْشِعُ تَجَلِّیًا مِنْ تَجَلِّیَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَیَکُوْنُ هٰذَا التَّجَلِّی مَصْدَرًا لِلْآثَارِ عَجِیْبَةٍ فِی الْعَالَمِ وَلَوْلَا هٰذَا التَّجَلِّی لَمْ یَعْلَمْ اَحَدٌ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

خواجہ محمد امین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ آج شب میاں سعد الدین کا جو آپ کے فرزند گرامی ہیں بے وجہ گریہ سنا گیا ان کی والدہ نے رنجیدہ ہو کر ان کی دائی کو تنبیہ کی جس نے ان کی تیمار داری میں غفلت برتی تھی اور ہم بھی اس لڑکے کے رونے سے متاثر ہوئے۔ اسی حالت میں نیند آگئی۔ واقعہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ ماوراء النہر والوں کے لباس میں ایک مقام پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پہلو میں سعد الدین بھی بیٹھا ہوا ہے اور وہ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرما رہے ہیں کہ ہم اس لڑکے کے کفیل ہیں اور اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ (ہم نے) اس لڑکے کے حق میں خصوصاً اور دوسرے عام لڑکوں کے حق میں عموماً

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) (فلک، ملک، نبی، ولی) میں اللہ کی جانب سے ودیعت کیا ہوا ہے (امانت الٰہی ہے) وہ اس روشن نور میں اس طرح گرتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ جب وہ نقطۂ نور اس میں گر جاتا ہے تو اس کا علم خود بخود جامعہ کلیہ مدبرہ میں اس طرح منقلب ہو جاتا ہے جیسا کہ کائنات میں ہے اس مقام پر ان نقطوں کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا تو یہ روشن نور اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہو جاتا ہے اور یہی تجلی عالم میں عجیب و غریب آثار کا منبع و سرچشمہ مصدر بن جاتی ہے اور اگر یہ تجلی نہ ہوتی تو کوئی اللہ تعالیٰ کو نہ جان سکتا۔

Marfat.com

شفا کی دعائیں کیں اور مشائخ نقشبندیہ وچشتیہ وقادریہ کی ارواح سے مدد طلب کی معلوم ہوا کہ یہ اکابر ہماری اولاد کی طرف بھی نظر عنایت رکھتے ہیں اور یہ واقعہ بھی اس ماجرے کی مثال ہے۔

نیز خواجہ صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد حضرتِ اقدس کو اکثر جلسوں کا اس حجرہ میں جس میں حافظ جی رہتے تھے۔ اتفاق ہوتا تھا خیال ہوتا تھا کہ اس حجرہ میں آپ کی نشست اتفاقیہ ہوجاتی ہوگی۔ کچھ دنوں بعد ارشاد فرمایا کہ ملائکہ کی ارواح اس حجرہ سے خاص انس رکھتی ہیں اسی وجہ سے دل اس کی طرف کھنچتا ہے کہ تھوڑی دیر اس جگہ بیٹھ کر اوراد و وظائف میں سے کچھ پڑھا جائے۔ بلکہ وہ ملائکہ بیشتر ذکر زبانی سے الفت رکھتے ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں تھوڑی سی بھی غفلت واقع ہوتی ہے تو ان کا اُنس وحشت میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ناچار دو تین گھڑی اس جگہ مشغول رہنا ضروری ہے کیونکہ ان کی رغبت، اسی کی مقتضی ہے۔

۱۱۶۵ھ کے چلہ کے منجملہ اسرار بیان فرمانے کے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کشف حقیقی کبھی اس معنیٰ کی صورت کی تمثال میں واقع ہوتا ہے اور کبھی بصورت حدیث نفس چنانچہ ایک روز حدیث نفس ظاہر ہوئی اس حالت میں کہ حالت بیداری تھی لیکن واقعہ خواب کی طرح ظاہر ہوا۔ گویا میں ایک بحرِ مواج کے سامنے تنہا کھڑا ہوا ہوں مغرب کا وقت ہے۔ اس وجہ سے بظاہر ایک وحشت طاری ہے لیکن (بہ باطن) دل میں ایک سرور و انس محسوس کر رہا ہوں۔ اسی اثنا میں ایک شخص دیارِ مغرب کے لوگوں میں سے ظاہر ہوا۔ جوان سیاہ داڑھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے وقت کا قطب ہے۔ اس کے ساتھ بہت دیر صحبت (گرم) رہی اور برکات عظیمہ حاصل ہوئیں۔ لیکن اسماء و اعمال کی نسبت کی برکات اور (اُن) کا اثر

Marfat.com

اپنے میں محسوس ہو رہا تھا پھر تھوڑی دیر بعد حزب البحر کا جو ایک مشہور دعا ہے اور شیخ ابوالحسن شاذلی کے ملہمات سے ہے اتفاق ہوا اس وقت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ کی صورت برق خاطف کی طرح نظر آئی جس کا رنگ سفید سرخی مائل تھا اور خشخشی داڑھی تھی۔ بعدازاں اس فقیر کو شیخ ابوالحسن شاذلی کے مقام پر فائز کیا اور اس تجلی کی طرف جو شیخ کا قبلہ ہمت تھا متوجہ فرمایا اور آپ کی نسبت سے متلبس کیا اور آپ ؒ کے (شیخ کے) مزاج سے ہم آہنگ کر دیا۔ اور اس تجلی اور نسبت کے تقاضے کو مفصل طور پر بیان فرمایا۔ اور حزب البحر کو صنع اعلیٰ (اللہ کی صنعتیں) کے مشاہدہ کے لیے بمنزلہ کوہ (عظیم سے) بنایا ہے۔

تَلَقَّيْتُهٗ مِنِّیْ وَمِنِّیْ اَخَذْتُهٗ ؎ وَنَفْسِیْ کَانَتْ فِیْ عَطَاءٍ مُمِدَّتِیْ

یکدفعہ بہت سے علوم اس کوہ سے مشہود ہوئے اس واقعہ کے بعد حضرت اقدس نے حزب البحر کی ایک عجیب شرح جو دقیق نکات اور حقایق و معارف پر مشتمل تھی تحریر فرمائی جس کا نام "ہوامع" ہے۔ اس میں اوّلاً کمالِ الٰہی کی معرفت جو جملہ کمالات اربعہ کی تدبیر ہے اور اس سے مطلب ابداع و خلق و تدبیر و تدلی ہے اور قبولیت دعا کے کیف وکمیت کی معرفت کہ یہ حزب البحر انھیں میں سے ہے بیان فرمایا اور اس میں اسمائے الٰہیہ میں سے تین اسمائے مبارک یعنی (اللہ۔ قادر۔ علیم کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور حدوث حقایق کے چار اسباب قرار دیئے۔ (یعنی) قوائے عنصریہ، قوائے ملکیہ ہیئات مثالیہ۔ ہیئات طلسم آلہی جن کا پورا ذکر اس کتاب میں مخاطبات کے ضمن میں لکھا گیا۔ (دوسرے) اور پھر اس تجلی کا بیان جو شیخ ابوالحسن شاذلی کا قبلہ ہمت تھا تحریر فرمایا۔ اور اس کی تمہید میں اسم آلہی کی تحقیق جو تجلی آلہی کی اصل ہو اور حقیقتِ واجبہ کا انکشاف کرنے والی ہو اور افلاک و املاک ورا فی نسل

لہ میں نے خود سے ملاقات کی اور خود ہی سے اس کو اخذ کیا۔ اور میرا نفس اِس عطا میں میرا مددگار تھا

Marfat.com

افراد انسانیہ کے احجار بحیثیۃ کو اپنی طرف کھینچ کر لباس سے مثال سے متلبس فرمایا (اور) اپنے نور میں فانی کر کے اپنے ساتھ باقی کیا (اور) ان میں دواعی غیبیہ[1] ریزش کر کے مشخص کیا۔ بعض ان میں سے حاملان عرش تکوین ہیں، جیسا اس کتاب میں تحقیق ثابت ہو۔ الحاصل یہی وہ تجلی ہو جو شیخ کا قبلہ ہمت ہے۔ اور تیسرے تدلی کل کی تحقیق ہو کہ اس تجلی کا اپنے بعض اعتبارات و کمالات سے ذکر فرمایا ہو۔ بعدازاں حضرت شیخ کی اس تجلی سے نسبت بیان فرمائی جو حضرات صوفیاء کے نزدیک تمام نسبتوں میں معتبر نسبت ہے اور وہ نسبتِ التجا ہے۔ اس حالت سے مطلب یہ ہو کہ جس طرح آفتاب نکل آنے پر شبنم کی صورت ختم ہونے لگتی ہو اس حالت میں اگر شبنم کو اپنی اس فنا کا علم ہوتا تو وہ اپنا موضع علم خداوندی میں تلاش کرتی جو بغیر اپنی حول و قوت (فنا) سے مبرا ہوتے کے ممکن نہیں ہو۔ اور آفتاب کے ساتھ اس کی کمال تعظیم اپنے کو پگھلا دینا اور اس کے دیکھنے کی تاب نہ لانا ہو جس طرح غشی کی حالت میں ہوتا ہے اپنے سے ساعت بہ ساعت غائب ہو جانا (نظر چھپانا) (چرانا) بعدازاں ان ہیاکل کلیہ کی نسبت التجا کی تشریح فرمائی جو انبیاء کے کمال نفوس (کامل ورثاء کے ہمیں حادث (پیدا) ہوئی ہو۔ جس سے مطلب طلب عصمت و طلب کرامت و طلب علوم آلہیہ و مقامات سنیہ اور معاش میں سہولت کی طلب اور ظلمت و بلاہائے آسمانی سے پناہ مانگنا اور تسخیر عالم کی طلب اور منکرین کے لیے دعائے بد ہو اور ان ہیاکل کلیہ نہ گانہ کی جو امہات جزئیات التجا ہیں جدا جدا تشریح فرمائی جو قطب الارشادوں کے لائق ہو۔ بعدازاں ان ہیاکل کے وہ مشخصات جو قوائے کواکب سے بارونق عارف کے نفس میں لاحق ہوتے ہیں بیان فرمائے اور اسی مقام پر یہ بھی فرمایا کہ شیخ زہرہ کی افواج میں سے ہو۔ بعدازاں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے معانی مختلف انداز (مختلف فہم) میں جو اہل اللہ کے ساتھ مخصوص

---

[1] وہ اسباب جو غیبی امور کے کشف کا باعث ہوں۔ ص۵۲ اسکی تشریح آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

میں بیان فرمائے۔ اور قرآن مذکور کی باطنی تحقیق فرمائی۔ اور مقطعات قرآنی کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر دعوت ملکیہ (فرشتوں کی ملاقات) کی حقیقت بیان فرما کر اس کے شرائط کی طرف اشارہ فرمایا۔ بعد ازاں حزب البحر کے بعض خواص حضرت اقدس سے معلوم ہوئے اور آپ نے حزب مذکور کا طریقہ استعمال بیان فرمایا۔ نیز دعائے مذکور کی وہ اسناد جو آپ کو حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ سے ملی تھیں بیان فرمائیں۔ پھر حزب البحر کے کلمات کی تشریح مترجم تحت اللفظ فرمائی۔ اور اس کے متعلق شرعی نکات اور ان کی تفصیل جو ان کلمات میں ہے اور علم اشارات سے اس کے نکات متعلقہ اور حقایق و تعیین معانی باعتبار اعمال تصریفیہ (اعمال میں مصروفیت کی وجہ سے جو حقایق منکشف ہوتے ہیں) تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون سا کلمہ صلاحیت کون سا مطلب رکھتا ہے (اس سب کی) تفصیل بیان فرمائی اور آخر میں حزب البحر کے پڑھنے کے بعض طریقے جو بعض مشائخ نے اپنی کتب دعوات میں لکھے ہیں تحریر فرمائے۔

صفدر جنگ کے فتنہ کے دوران اور بادشاہ سے اس کی جنگ جس کی وجہ سے مسکن کرامت نشیمن کے گرد و نواح کے تمام محلات ویران ہو گئے تھے اور حضرت اقدس بعض مخلصین کے اصرار پر معہ متعلقین شہر نئی دہلی تشریف منتقل لے گئے تھے اور حضرت پرانا شہر تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ انہیں دنوں اس خاکسار کو یہ تحریر فرمایا کہ دو فرشتے بابا فضل اللہ کشمیری (جو ایک جوان صالح اور فقیر کے دوستوں میں ہیں) کے خواب میں متمثل بصورت مثالی میں نمایاں ہوئے اور یہ کہا کہ لے فلاں اس حویلی میں کیوں ٹھہرا ہوا ہے اب ہم اس حویلی کی حفاظت کے لیے آگئے ہیں (اس کی ضرورت نہیں ہے) پھر جب کوٹلہ شاہ ولی اللہ قبضہ میں آیا تو وہ دونوں فرشتے بعد نماز فجر فقیر کی نظر میں متمثل ہوئے اور کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں۔ اسی دن بعض خدام سے میں نے کہا کہ حویلی میں

Marfat.com

رہیں۔ کچھ عرصہ شب و روز وہ لوگ اس میں رہتے رہے اور پھر تلاش کے بعد یہ معلوم ہوا کہ گھر کا کچھ اسباب اٹھ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ فتنہ کی وجہ سے سامان سال بہ سال ادھر ادھر کیا جاتا رہا اور یہ سب ملازمین کی حفاظت کے دوران ہوا کہ انھوں نے کما حقہ اس کی حفاظت نہیں کی تھی۔ ان دونوں فرشتوں کی بات سچی نکلی۔

(له معقبات من بين يديه ومن خلفه الخ)

اسی دوران جب کہ صفدر جنگ کی بادشاہ سے جنگ چھڑی ہوئی تھی اور یہ قصہ طول کھینچ چکا تھا اور عالم کی پریشانی کا باعث بنا ہوا تھا اور لوگوں کے خیال میں اس کا غلبہ ظاہر ہو گیا تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک فرشتہ جنگ پر موکل ہے ایک دن وہ ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یہ امرا جنگ میں مزاحم ہوں گے تو ہم ان کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ ان جنگوں سے ابھی کے کام ختم نہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں صفدر جنگ کو ایک عجیب حالت پیش آئی کہ اس کے پیر میں آکلہ[1] نکل آیا۔ جتنا اس کے پیر کا گوشت کاٹا جاتا تھا وہ اور سڑتا جاتا تھا اور مزید کاٹنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ آخر کار وہ بُرے حالوں ختم ہوا اور اس فرشتہ کا کہا بھی واقع ہوا۔

حضرت اقدس نے ماہ رمضان ۱۱۶۰ھ میں حسب عادت مالوفہ اعتکاف چلہ کشی فرمایا۔ چونکہ یہ خاکسار اپنے آبائی وطن میں مامور تھا اس کی وجہ سے آپ کی شرفِ مجاورت سے معذور تھا۔ مجبوراً اپنے کو وطن ہی میں نفحات الٰہیہ اور فیوض توجہات عالیہ کے حصول کے لیے ایک گوشہ میں ڈال کر اسرارِ اعتکافیہ کی عنایات کا ملتمس ہوا۔ آنجناب نے بمقتضائے کرمہائے عظیمہ ان اسرار عظیمہ سے اپنے اس خاک رو کو نوازا اور اس نوازش سے اس کے سر افتخار کو عرش کی بلندی پر جو عزت بخشی وہ اس

---

[1] کینسر

Marfat.com

مکتوب فیض اسلوب کے واردات سے بعینہ اس رسالہ کو مزین کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التزام معلوم ہو کہ الحمد للہ یہاں سب خیریت ہے اور تمھاری خیریت خداوند عالم سے نیک مطلوب۔ تمھارا نامہ فرحت خیز پہنچا جو ان باتوں کے جاننے کے شوق پر مبنی تھا جو چلہ کشی کے دوران صادر ہوئے۔ لہذا اس میں کی چند باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔ ہر چند کہ اکثر اوقات (ان) علوم کے ظہور کے وقت دل ان کو تحریر میں لانے پر مشغول نہ ہوتا تھا اور پھر اس کے بعد وہ دل سے محو ہو جاتے تھے۔ لہذا اس میں سے بیشتر تحریر نہ ہو سکے۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔

جاننا چاہیے کہ تجلی الٰہی اسم حی کے امر سے (یعنی لطیفہ روح سے)[1] لطیفہ سر پر غلبہ باقی ہے

---

[1] جاننا چاہیے کہ لطیفہ روح پر تجلی الٰہی بامر حی از روح غلبہ کر کے وارد ہوئی اور سر روح (کے نطاق کی) استعداد تجلی میں قوی دخل رکھتی ہے کیونکہ التجلی لا یلین الا بقدر المتجلی لہ۔ لیکن بعض اوقات تجلی کا حلول سر میں پوشیدہ ہو جاتا ہے جیسے دیکھنے والے کی آئینہ سے غفلت۔ اور اس کا سبب ہمہ اشتغال پس ایسی حالت میں جس پر تجلی ہوتی ہے گمان کرتا ہے کہ یہ تجلی قابل کی استعداد کے مطابق متعین نہیں ہے اور اس کا غیر متقبض (یعنی نہ رکنے والا تصرف) اس جگہ متحقق نہیں ہوتا اور اس کو صوفیہ کے عرف میں اس عبارت سے تعبیر کرتے ہیں کہ تجلی نے متجلی لہ کی طرف تدلی کی اور بعض اوقات سر روح روشن اور نمایاں ہوتے ہیں اور اس تجلی کے ساتھ شوق نزوع (انجذاب)[2] کی تحقی اور اس کا نتیجہ سر کے احکام کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ تجلی لہ نے ترقی کی سیر تجلی کبھی صورت پر ہوتی ہے اور کبھی بے کیفیت۔ اور ذکر کرنے والے نفوس میں غلبہ کرتی ہے خصوصاً حالت یقظہ (بیداری) میں عیاں ہوتا ہے کبھی بکیفیت ہو اور بعض لوگوں میں یہ تجلی تجلی ہی نے طریقہ پر ظاہر

(باقی اگلے صفحے پر)

[2] یعنی انجذاب میں کوئی قدرت نہیں ہے وہ خود سر روح کی طاقت سے مجبور ہو کر اسمیں جذب ہوتا ہے

Marfat.com

اور سر وروح کی استعداد کا تجلی میں قوی دخل ہے کہ التجلی لایکون الا بقدر المتجلی لہٗ لیکن بعض اوقات اس کا حلول سر میں مخفی ہو جاتا ہے جیسے دیکھنے والے کی غفلت آئینہ سے (یعنی آئینہ سے اس کی نظر ہٹ جاتی ہے۔ پس بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ متجلی لہٗ یہ گمان کرتا ہے کہ یہ تجلی قبول کرنے والے کی استعداد اور قابلیت ہونے کی وجہ سے متعین نہیں ہے اور اس کو صوفیا کی زبان میں اس عبارت سے تعبیر کرتے ہیں کہ تجلی (بکسر اللام) نے متجلی لہٗ کی طرف تدلی کی اور کبھی سر وروح کی استعداد نمایاں اور روشن ہوتی ہے اور احکام سر کے ساتھ اس کی طرف کشش اس تجلی اور یقین کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور اس وقت کہتے ہیں کہ متجلی لہٗ نے ترقی کی پھر کبھی یہ تجلی بصورت ہوتی ہے (کسی شکل میں ہوتی ہے) اور کبھی بے کیف اور نفوس ذکریہ میں غالب خصوصاً حالت بیداری میں یہی ہے جو بے کیف ہوتی ہے۔ اور بعض وقت یہ تجلی اپنی بلندیوں سے بطریق تجلی ظاہر ہوتی ہے اور متجلی لہٗ کی استعداد شعاعہائے الوہیت کی کثرت میں مستور ہو جاتی ہے اور اس شخص کے تمام قوی میں اس کی شعاع سرایت کر جاتی ہے اور وہ علوم جو اس کی قوت متخیلہ و واہمہ میں جمع تھے اس استعدادِ قوی کے ساتھ اس کے قریب ہو جاتے ہیں (حاصل ہو جاتے ہیں) اور پوچھے یا بغیر پوچھے سب نور تجلی سے منور ہو جاتا ہے اور حق باطل سے متمیز ہو جاتا ہے اور وہ سب الہامات و مکاشفات کا حکم پیدا کرتے ہیں جب

(پچھلے صفحے کا بقیہ حاشیہ) ہوتی ہے اور متجلی لہٗ کی استعداد الوہیت کی نورانی شعاعوں کی کثرت میں چھپ جاتی ہے اور متجلی لہٗ کے تمام قوی پر اس کی ایک ایک شعاع پڑتی ہے اور اس کے متخیلہ و واہمہ میں چھپے ہوئے علوم روشن ہو جاتے ہیں۔ خواہ سوال کیا جائے یا نہ کیا جائے سارے علوم منور ہو جاتے ہیں اور حق و باطل میں تمیز ہو جاتی ہے اور اسی پر الہامات و مکاشفات کا حکم کیا جاتا ہے "جب یہ باتیں روشن ہو گئیں تو اب تین تجلیوں کا بیان کرتا ہوں جو ان ایام میں مجھ پر فائض ہوئیں اور ایک طرح کا انبساط اور ایسا تعین علوی کہ جس کو قوائے متخیلہ اور واہمہ نے قبول کیا بیان کرتا ہوں بین الاجمال والتفصیل" ۱۲ تقی انور

Marfat.com

یہ بات واضح ہوگئی تو وہ تین تجلیات جو ان ایام میں مفاض ہوئیں ہم شرح و بسط سے بیان کریں گے۔ اور ان علوم کے تعین کو (بھی) جن کو قوت متخیلہ و واہمہ نے قبول کیا بین الاجمال والتفصیل واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل، آخر شب (گذری تھی کہ) تجلی اول[1] واقع ہوئی جس نے عقل و سر و روح کو بیتاب اور متحیر کر دیا اس کے کمال ظہور کے بعد یہ سمجھ میں آیا کہ اس کی حقیقت تدلی کل کا تجرجت کی طرف اور تجرجت کا تدلی کل کی طرف انجذاب تھا نیز تجرجت کا اس کی شعاعوں میں محو ہو جانا جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو متخیلہ و واہمہ کی قوت نے اپنا حظ قبول کیا منجملہ ان کے یہ ہے کہ جب حقیقت آلہیہ نے اپنے نور کو عالم میں بھیجنا چاہا تا کہ عالم اس سے روشن و منور ہو جائے (تو) سوا اس احدیت کے جو فلک اعظم کی قوت منطبعہ کے وہم و خیال

---

[1] تجلی اول آخر شب میں وارد ہوئی اور عقل و سر و روح کو بیتاب کر گئی اور حیرت چھا گئی جب اس کا ظہور پورا ہو گیا تو سمجھ میں آیا کہ اس جاذبہ کی حقیقت تجرجت کے لیے تدلی کل تھی اور تجرجت کا اس کی طرف انجذاب اور تجرجت کا اس کی شعاع میں محو ہو جانا واقع ہوا۔ جب اس حالت سے فی الجملہ افاقہ ہوا تو قوائے تخیلیہ اور واہمہ نے اپنا اپنا حظ قبول کیا ان میں سے ایک یہ کہ حقیقت آلہیہ نے چاہا کہ اپنا نور عالم میں بھیجے تا کہ عالم اس کے نور سے منور ہو جائے (تو) سوائے احدیت جمیع کے کوئی اس نور کے قابل نہ تھا اور وہ خیال و وہم کے درمیان فلک اعظم کی قوت منطبعہ سے منطبع ہوئی تھی کیونکہ اس کا (احدیت کا) نفس مدبر کلیہ ما فی الکون تھا اور یہ فلک اعظم عرش رحمان ہے اور اس میں تین قوتیں جمع ہوئیں (۱) قوت مجردہ جو تجلی اعظم سے حاصل ہوئی (۲) قوت ملکیہ جو طبیعت فلکیہ سے حاصل ہوئی (۳) جمیع خیال و وہم کی یکتائی۔ اور ان تین قوتوں کے اجتماع کے باعث اس فلک اعظم کی طبیعت نے تقاضا کیا کہ تجلی اس کے سر میں اپنی صورت نقش کرے تا کہ نفس ناطقہ تجلی اعظم کی صورت ہو جائے اور قوائے نسمیہ قوائے ملکیہ کی صورت ہو جائیں اور ملکہ احدیہ الجمع بین الخیال والوہم کی صورت ہو جائے یہی مناسب ہے کہ یہ تجلی منقش کرنے والی ہے تجلی نہ میں اور اسی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول ان اللہ خلق آدم علی صورتہ میں اشارہ ہے

(تفہیم انور)

Marfat.com

کے درمیان میں بھی کوئی اس نور کے قابل نہ ہوا (اور وہ) اس وجہ سے کہ اس کا نفس اس عالم کون میں مدبر کلیہ ہے۔ اور یہ نور اعظم عرش رحمان ہے اور وہاں تین قوتیں باہم جمع ہوئیں ایک قوت مجردہ جو تجلی اعظم سے مفاض ہوئی دوسری قوت ملکیہ جو طبیعت فلکیہ سے مفاض تیسری واحدیہ (یعنی خیال و وہم کی یکتائی) ان تینوں قوتوں کے اجتماع کے سبب اس نور اعظم کی طبیعت نے اس کا تقاضا کیا کہ اپنی صورت کو (اس) تجلی کے سر میں اتار دے تاکہ نفس ناطقہ تجلی اعظم کے مشابہ اور قوائے نسمیہ قوت ملکیہ کے مشابہ اور مدرکہ احدیت کے مشابہ ایجمع بین الخیال والوہم یہی مناسبہ ہے۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ان اللہ خلق آدم علی صورتہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ آگاہی ہوئی سلطان وقت اور اس کا اضطراب اور ارکان دولت کا اس پر غلبہ کے سلسلہ میں عالم ملکو سے اس سلسلہ میں ایک اشارہ اس مضمون کا ہوا کہ اس حالت میں فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم سے تمسک آخر شب میں مفید و نفع بخش ہوگا۔ اور نماز کے بعد اس کی تلاوت کا التزام کرنا چاہیے۔ اسی ضمن میں یہ (بھی) معلوم ہوا کہ بندگان خدا کی ایک جماعت اس کے غلبہ کی دعا کرنے کے لیے مامور ہے اور منجملہ ان کے یہ ہے اس شخص کے جواب میں جس نے یہ سوال کیا تھا کہ تیری نسبت قوم کی نسبتوں سے کون سی نسبت سے مناسب ہے تو کہنا چاہیے (کہ) اس جگہ کوئی نسبت نہیں ہے تجلی اعظم نے اپنے نمونہ کو اس نفس میں نقش کردیا ہے (جیسے تصویر اتاری جاتی ہے) اور اس کی بقا نمونہ ہونے کی وجہ سے مطلوب ہے نہ اس کے علاوہ۔ اور اس کی اتباع عالم میں دیگر فوائد چھوڑ جائے گی۔ اسی دوران یہ بھی واضح ہوا کہ اس کو نسبت کہنا اور اس کی مناسبت قوم کی مناسبت سے تلاش کرنا خیال خام ہے۔ جو مجادہ

Marfat.com

سمجھ گیا اور جو نہ سمجھ سکا وہ نہ سمجھا۔ اور ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس نورِ اعظم کی ایک عجیب کیفیت پائی گئی۔ ذوقِ ازل کے علوم کا ہر ذوق جو اس حالت میں یاد آیا سب اس نور میں مخلوط آئینہ کی طرح نظر آیا لیکن اس طرح نہیں کہ وہ صورت کی طرف ہوتا ہے بلکہ یہ نور وہی حقیقت ہو جاتا ہے اور اسی رنگ میں ظاہر ہو جاتا ہے اور ان نیرنگیوں کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا کہ (تمام) جمہور اہل اللہ کے ذوقِ الازل کے علوم اسی نورِ اعظم سے پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ ذوقِ ازلی کی استعداد کا ضمنہ رکھتے ہیں تو اگرچہ یہ آئینہ ان کی نگاہوں سے غائب بھی ہو جائے تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ ان کی نظر حقایقِ ازلیہ کے آئینہ پر بلا واسطہ پڑ گئی۔ تجلی دوم سے لطیفہ قلب میں ایک تاثیر واقع ہوئی اور حیرت طاری ہوئی پھر کمال تاثیر کے بعد تدلی اس کے نور میں فنا ہو گیا۔ اور عجیب اضمحلال پیدا کیا۔ جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو چند علوم مناسب مقام قوتِ متخیلہ و واہمہ میں ظاہر ہوئے۔ منجملہ ان کے (ایک) یہ ہے کہ اس تجلی کو باعتبار خاص فیض دینے والا تدلی کل ہے اور وہ اعتبار ذات اعظم کی قوتِ منطبعہ کے وسط میں تدلی کل کا قیام ہے جیسے جسمِ انسانی میں قلب۔ اس لیے کہ نفسِ کل ذات کلیہ کے ساتھ عالم میں باقی رہنے والا ہے اور وہ اس کی قوتِ منطبعہ کے نقاط میں سے ایک نقطہ ہے جو مثل التقاط ہوتا ہے۔ اور قوتِ مجردہ جس کو ہم تجلی اعظم کہتے ہیں وہ وہی نقطہ ہے جس کو اس نے اپنا عرش بنا لیا ہے اور یہی وہ مناسبت ہے جو اس بات پر حاصل ہوئی کہ یہ تجلی محاذاتِ قلب پر واقع ہوئی اور اس میں سے یہ کہ بعض علوم ادوارِ سابقہ (گذشتہ زمانوں) میں فائض ہوئے اور ادوارِ متاخرہ (آخر زمانوں) میں ان کا ظہور ہوا بسبب تفاوتِ استعدادات۔ جیسے کسی کی نسبت سے بندہ بنا دیا امر ہے جو ادوارِ سابقہ میں فائز ہوا اور وہ ولایتِ عزنی کی حقیقت ہے جو بعض مشائخ متاخرہ کو سرہند میں اس نسبت کا خفیف حصہ فنا و بقائی

ایک نوع کے بعد متحقق ہوا۔ چونکہ کمالات کے حصول کے بعد متحقق ہوا لہٰذا لازماً زیادہ رونق اور حسن کا ادراک ہوا۔ جیسے ایک جاہل اور ایک حکیم نے ایک درخت کو دیکھا جاہل کی نظر ظاہر پر رہی یعنی اس نے اس کے پتوں کی کشادگی اور پھل و پھول کو دیکھا اور حکیم کی نظر باطن پر یعنی درخت کی مختلف قوتوں پر جیسے قوت نامیہ غازیہ اور مادہ متجذبہ کا انتشار۔ دونوں نے اپنی اپنی دید کا حظ حاصل کیا یعنی اس سے بقدر استعداد حصہ پایا لیکن سہولت کے لیے کہا جاسکتا ہے کہ ایک نے دوسرا درخت دیکھا اور دوسرے نے دوسرا۔ اسی طرح لوگوں نے یہ گمان کیا کہ ولایت علیا اور ولایت نبوت دو مختلف چیزیں ہیں۔ جو نسبت کہ لوگ ولایت صغریٰ میں کسب کرتے ہیں جب اس نسبت پر علوم کا فیضان ہوتا ہے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ وہی نسبت ہے نہ اس کی غیر لیکن بسبب اس کے جو ہم نے بیان کیا وہ لوگوں میں ان کی استعداد کے مطابق تقسیم ہوگیا۔ اور اسی طرح ذوق الازلی کے مسائل کا جلوہ انھوں نے دیکھا اور سمجھے کہ یہ مسائل ان کے غیر ہیں جو پہلے فائض ہوچکے ہیں اور یہی حقیقت ہیں۔ اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے ملت و طریقہ میں صرف علوم الازل مراد نہیں ہیں بلکہ اسی تدلی کل کا قرب اور اس میں فنائیت و نیستی مراد ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ تدلی کل کا نور بعض ان نفوس میں ادراک فرماتا ہے جو حظیرۃ القدس میں داخلہ کے قابل ہیں۔ لامحالہ اعمال و توجہات نفسیہ سے ان کی تربیت کی جاتی ہے پھر رفتہ رفتہ ھمراہ ماتبعون کے بلند مقام پر پہنچا دیئے جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس جماعت سے وابستہ اور ان کا مقلد کردیا جاتا ہے تاکہ وہ اس سعادت پر جو ان کے مناسب ہو فائز ہوجائیں اور وہ اصحاب یمین ہیں جن کے اعمال و اذکار و توجہات نفسیہ عمدہ و بہتر ہیں نہ صرف ازل کا ذوق رکھنے والے۔ حادث کے ربط کی معرفتیں قدیم کے ساتھ اگر ہوں تو بہتر اور اگر نہ ہوں تو بھی ٹھیک ہے۔

Marfat.com

تجلی سوم جو قرآن عظیم کی تلاوت کے دوران واقع ہوئی (اس سے) لطیفۂ
عقل کو جنبش ہوئی اور ایک اضمحلال متحقق ہوا۔ اس کے بعد چند علوم ظاہر ہوئے
ان میں سے یہ ہے کہ اس تجلی کا نزول مقام نوع انسانی سے ہے اور وہ تبدل کل کا صورت
انسانیہ اور اس کے افراد کی استعداد جبلی میں نظر جاری ہے کہ تمام افراد اس میں
مستغرق ہوتے ہیں اور طاری ہونے والے حوادث ان افراد کو درپیش ہوتے ہیں
ان حوادث کا علاج اور تدبیر ان کی اصلاح پر بند ہونی چاہیے ہے وہ اس طرح ہے کہ
مُسامِت[1] اور مُسامَت[1] دونوں تینوں قوتوں کے باعث ہوتے ہیں۔ جیسا تجلی اول میں
میں نے ذکر کیا ہے۔ لہذا ایک شان عظیم پیش آئی اور یہ تینوں باہم مل گئے اور ان مادوں
کی قلت و کثرت سے عجیب صورتیں ظاہر ہوئیں۔ آیات قرآنی ان تمام اسراروں کا پتہ مل
جاتا ہے جب تک دنیا اور دنیا والے ہیں حق متکلم ہے اور آیات قرآنی نذیر ہیں لیکن
زبان غیب کے ترجمان حضرت خاتم الانبیاء ہیں کہ یہ تینوں قوتیں ان میں بدرجہ اتم
نہیں۔ اور وہ سرکار کے دسترخوان کے ریزہ چیں ہیں۔ اور انہیں میں سے یہ
بھی ہے کہ نبوت اور نزول قرآن محض ابلغ علم نہیں ہے۔ مدبر السموات والارض
جس طرح صورت جوہریہ میں سے ایک صورت کو معدوم کرتا ہے اور دوسری صورت
کو موجود کرتا ہے اسی طرح ملکوت میں شرائع تکلیفیہ کی اشباح کو بصورت روحیہ پھر
وہمیہ پھر خیالیہ مصور (و متشکل) کر دیتا ہے اور ملائکہ کے طبقات اعلیٰ مرتبہ ملکیہ سے اسفل
مراتب ملکیہ تک سب کے سب اسی رنگ میں رنگ جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے ملہم
ہوتے ہیں۔ اگر کسی جاہل نے شرائع کا انکار کیا اور اس کے علاوہ تاویل کی ہر چند وہ
حقانیت رکھتا ہوگا لیکن ماخوذ ہوگا۔ جیسے روایت کہ جب بھی بارش کا موسم آیا آسمان

لہ مُسامِت۔ قصد کرنے والا۔ مُسامَت جس کا قصد کیا جائے۔
لہ تا خدا ہست دریں معرکہ ما ہم ہستیم۔

Marfat.com

سے لے کر تحت الثریٰ تک سب مرطوب ہو گیا۔ اور وہ خود اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ انتہائی شدید گرمی کا موسم ہے اور اس اعتقاد فاسد کی وجہ سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور اس کی اذیت ساعت بہ ساعت اور متعفن امراض دمبدم بڑھتے رہیں گے اور یہ میری آخری بات ہے۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

جب رمضان ۱۲۶۰ھ میں حضرت اقدس نے اعتکاف فرمایا ازبسکہ یہ نزدی بعض موانع کے سبب جو اس کو درپیش تھے شرف عبادت کے حصول سے عاجز تھا آنجناب کے کرم عام نے اس [illegible] کریم کے خوگر کو اپنے فیض عظیم سے محروم کرنا پسند نہ فرمایا اور اعتکاف کے واردات خاصہ جن میں ہر ایک کلیہ اور تدلی کا بیان اور شرح تھا [illegible] کے طور پر تحریر فرما کر عنایت فرمائے۔ اور اس خاکسار کو سرفرازی بخشی وہ ان کو ان اوراق میں لکھ کر اس رسالہ کو مزین کرتا ہے

ساطعہ۔ تجلی کی حقیقت کے بارے میں اور اس کا اثبات حکمت و علم کلام کے اصول پر عقلاً اور نقلاً جان لو کہ تجلی مطلب ہے اس موجود سے جو واجب کا اور اس کے بعض کمال کا نمونہ ہو اور حاکی ہو اور تجلی کی شرط یہ ہے کہ کوئی فعل امر تجلی کے واسطے سے حق کی طرف منسوب ہو خواہ نسبت بمعنی فاعلیت ہو جیسا کہتے ہیں کہ خدا نے ایسا اور ویسا کیا یعنی اس تجلی کے ساتھ اس کے ظہور کی شرط جیسے حدیث منام میں کہا گیا کہ اللہ نے فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھے یا بمعنی مفعولیت جیسے رأیتُ ربی فی المنام (میں نے اپنے رب کو خواب میں دیکھا) اور اگر تجلی کا توسط اس انتساب سے کسی صفتِ واجب کے ساتھ مثلاً تم چاہتے ہو تو زید کی انگلیوں کی حرکت کو شرط کتابت کے ساتھ دیکھو اور سمجھو زید کی انگلیوں کی حرکت بدوام اس کے شرطِ کتابت کے ساتھ متصف ہونے میں ثابت ہے

Marfat.com

اسی طرح امور حادثہ میں جیسے زید کا آج کے دن زندہ ہونا اور آج کے دن مردہ ہونا اور یہ بات بوجہ قدرتِ قدیمہ کے تعلق کے آج بھی حق کے لیے ثابت ہے۔ اور یہ واسطہ موصوف کے ساتھ قیام صفت میں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مجرد اور دلیل کے درمیان ایک مناسبت ہے یعنی ایک شارح اور دوسرا اس کی تفسیر ہو سکتی ہے مثل اس متخیل کے کہ حسِ مشترک اس کو شجر و حجر سے باہر کھینچتا ہے اور جب ہم حقیقت واجب کا تصور کرتے ہیں اور اس پر اثبات کا حکم کرتے ہیں تو یقیناً ہماری قوتِ مدرکہ میں اس کی صورت قائم ہوتی ہے اور اس صورت کی وجہ سے ہمارا حکم راست آتا ہے اور وہ صورت جسمی جو افراد متحیر میں سے ایک فرد ہے انسان والوان اور شاخوں بتوں کے اختلاط سے جو خاکی صورت نوعیہ شجرۂ[1] خاصہ (سدرۃ المنتہیٰ) کی مفسر ہے اسی طرح واجب تعالیٰ کا خیال مطلق

---

[1] سدرۃ المنتہیٰ: سدرۃ المنتہیٰ روحانیات میں واقع ہے جس کے بیل قندیلوں کی طرح ہیں، اور اس کی پتیاں برابر جھڑتی رہتی ہیں ہر پتی کی شکل ہاتھی کے کان کی ہے اور یہ اسی جھلی کی شکل ہے جس میں انسانی بچہ لپٹا ہوا پیدا ہوتا ہے تو جس طرح اس جھلی کے اندر انسانی شکل موجود ہوتی ہے اسی طرح آسمانوں کی ارواح متعلقہ ستاروں میں ہوتی ہیں اس کا جو پتہ جھڑتا ہے ارباب اس کے تقاضے احدیت سے عرش پر لاتے ہیں۔ پتہ جھڑنے کی اطلاع صرف رحمٰن کو ہوتی ہے وہ متعلقہ ارباب کو ان تقاضوں کو احدیت سے عرش پر لانے کا حکم دیتا ہے اور ان کی جگہ علیین یا سجین میں مقرر کرتا ہے۔ عرش کے رنگ میں رنگ کر یہ تقاضے حجر بحت کہلاتے ہیں۔ یہ ارباب اسماء ہیں جو عرش سے نیچے آنے والے تقاضوں کو ظہور دینے کے لیے ہر کام کے لیے ایک فرشتہ پیدا کرتے ہیں جو صرف اس وقت تک کے لیے ہوتا ہے کہ اس شے کا نزول و عروج پورا ہو جائے جس کی میعاد بمصداق آیۂ کریمہ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔ ایک ہزار سال ہے ان فرشتوں کی شکلیں جومٹری کی شکلوں کی طرح ہوتی ہیں (یعنی مسدس، مربع، مثلث اور مسطح)

تقی انور

کی طبیعت میں جس کا حامل فلک الافلاک ہے ایک نمونہ ہے اور وہ اس کی تجلی مطلق ہے جو خیال مطلق کی طبیعت نے بغیر کسی دوسری شرط کے اس کو دی ہے۔ اور بنی آدم کے خیالات میں ایک نمونہ ہے جو ان کی استعدادات خاصہ کی شرط کے ساتھ ذی نفس ہوا ہے۔ اور جسم اخروی میں ایک نمونہ ہے جہاں بحکم اس نشأت عناصر کا حکم مفقود ہے وہ تجلی خود مخلوق اور خاکی ہے واجب تعالیٰ سے۔ اور اس کے بعض کمال کی مفسر ہے یہ ہے تجلی کی حقیقت۔ لیکن چند وجوہ سے اس کا اثبات متکلمین پر ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العزت کو خواب میں دیکھا اور اس رویت کو کہہ سکتے ہیں رَأَيْتُ رَبِّي۔ اور محمد بن سیرینؒ نے رویت حق کا خواب میں اثبات کیا ہے۔ پس صورت مرئیہ خواب میں ایک مخلوق ہے جو ذات کا انکشاف کرنے والی ہو سکتی ہے۔ اور وہ اس کی تجلی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل اور اس میں شک نہیں کہ وہ درخت موسیٰ اس کے بعد کہ وہ نہ تھی اور پھر وہ کبریائے واجب کے لیے خاکی ہو گئی اور اسم تجلی اس کے لیے مقرر ہوا۔ تیسرے یہ کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میدان حشر میں متجلی لہ کی استعداد کے مطابق مختلف شکلوں میں دیکھیں گے۔ بعض اپنی استعداد فاسد کے مطابق اور بعض اپنی استعداد صحیح کے مطابق دیکھیں گے۔ چوتھے یہ کہ علماء کے مبحث میں یہ مقرر کر دیا ہے کہ یہ الفاظ کلام کے ساتھ قدیمی نسبت رکھتے ہیں کہ ان کی تلاوت کرتے وقت کہہ سکتے ہیں تلاوت اور اس کے سننے کے وقت کہہ سکتے ہیں سمعت اور اس کی سورتیں لکھنے وقت کہہ سکتے ہیں کَتَبْتُہٗ اور ان کے شان نزول کے بارے میں جبرئیل یہ کہہ سکتے ہیں کہ نزلت آیۃ کذا وکذا۔ اور حدوث نے کلام قدیم کی طرف اسی وجہ سے راہ پائی کہ کلام قدیم میں یہ الفاظ خاص ترتیب کے ساتھ مترتب ہیں اور یقیناً یہ ایک راہ ہے کہ اس راہ سے ایک کا حکم دوسرے کی

Marfat.com

طرف کھینچتا ہے۔ پانچویں یہ کہ صفاتِ فعلیہ بحث میں یہ بات قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفاتِ قدیمہ کے ساتھ متصف ہے۔ ان صفات میں سے ایک صفت قدرت بھی ہے۔ اور قدرت جب کسی چیز سے متعلق ہوتی ہے تو اس جگہ حادث قدرت کے متعلق ہوتا ہے نہ کہ قدرت (حادث کے متعلق) اور قدرت ان تعلقات کے مطابق مختلف نام لیتی ہے اور ہر جگہ دوسرا مفہوم پیدا کرتی ہے۔ احیاء اور اماتت (زندگی دینا اور موت دینا) اور تصویر و رزق (مصوری و رزق رسانی) اسی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان صفاتِ حادثہ سے نوماً فنوماً بواسطہ تعلق قدرت متصف ہوتا ہے۔ اس سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ قدرت قدیمہ اور اماتت و احیا کے درمیان ایک خاص نسبت ہے اور اسی نسبت کی بنا پر یہ تجلی قدیم اور اس کا نمونہ ہوئی لیکن حکمت کے طریقہ پر۔ اس میں شک نہیں کہ نسمہ اور نفسِ مجردہ کے درمیان ایک خاص مناسبت ہے کہ اس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے انا مریض وانا فی الدار۔ اور نسمہ کے منجملہ خواص میں سے یہ ہے کہ آنکھ سے اثبات کریں اور انہیں ضرر دیں) (ص ۲۹۱) اذا غابہ ذاتہ اور جو شجرہ و اشکال و اغصان (شاخوں) اور صورتِ نوعیہ شجرہ کے درمیان ایک طرح کی نسبت ہے (جس کے بارے میں) کہہ سکتے ہیں رایت النخل و سقطت النخل و قطعت النخل، پس مجرد و غیر مجرد کے درمیان ایک نسبت ہے جس کی وجہ سے ایک کا حکم دوسرے پر واجب ہوتا ہے۔ اور چونکہ فلک الافلاک بلکہ تمام افلاک قوتِ متخیلہ رکھتے ہیں تو واجب ہوا کہ پہلی چیز جو ان کی قوتِ متخیلہ میں ذاتِ فیض ہو صورت جالبہ (کھینچنے والی) ہو اور اس مناسبت کا حامل استعدادِ خیالی سے افضل اور تمام موجوداتِ خیالیہ سے خوبصورت ہوتا ہے اور نفوسِ بشریہ کی تہذیب جہاں تک کہ اس استعدادِ خیالی کے مشابہ ہوتی ہے مشابہت جبلی کے ساتھ حظیرۃ القدس سے نفوس کو کھینچنے والی ہوتی ہے۔

Marfat.com

ساطعہ:۔ چوں کہ تجلی اعظم کی دو جہتیں ہیں ایک مظہر یہ ذات بحت مجرد دوسرے یہ کہ وہ خود ملکوت سے ہے ان اعصاب کی طرح جو گوشت اور ہڈی کے درمیان ہوتے ہیں اور طلسم آلہی کے مظہر ہیں پس ملکوت اس تجلی کے واسطہ سے جبروت سے وابستہ یا متعلق ہوا۔ اور نفوس ذکیہ مطیۂ نسمہ کے ساتھ منجذب ہو گئے اور جبروت کے معانی کے متحمل ہو گئے۔ جیسے مرطوب ہوا جب دریا پر سے گذرتی ہے تو دریا کی رطوبت کو بھی اپنے ساتھ لے لیتی ہے۔ لہذا تدبیر عالم ان نفوس کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے اور جنت و علیین بھی اس تجلی کے واسطہ سے منتظم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ نفس جو غایت صفا و ذکا میں ہوتا ہے آہستہ آہستہ اس امتداد خیالی کا عین ہو جاتا ہے اور اسی میں غوطہ زن ہو جاتا ہے یعنی اس میں غوطہ کھانا صورت وجوب کے ظہور کی استعداد ہے جیسے آئینہ جلا و صفائی کے بعد آفتاب کی صورت کو قبول کرتا ہے۔

ساطعہ:۔ کمال سے مطلب ہے حق کی تکوین کا خلق کی تکوین پر غلبہ اور اس غلبہ کی دو قسمیں ہیں ایک غلبۂ صفات دوسرا غلبۂ ذات۔ غلبہ صفات کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی گھر میں بہت سی مشعلیں روشن کی گئیں یہاں تک کہ وہ نور سے بھر گیا اور اس گھر کے چاروں طرف پیالے تھے ہر ایک کو اس نور سے ایک حصہ پہنچا اور وہ اس سے منور ہو گیا۔ کسی کو صرف نور (لیکن) وہ بھی اس کے سوراخ سے ایک انگوٹھی کے حلقہ کے برابر اور کسی کو نور مخلوط چراغ کے رنگ کے ساتھ جس کو اس نے پیالے پر نصب کیا ہے اور غلبۂ ذات کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی شخص کی روح اس کے بدن سے جدا ہو جائے اور (پھر) وہ روح نور چراغ کی طرح عین مشعل ہو جائے اور اسی میں فانی و نیست ہو جائے۔ اور غلبۂ صفات کی شرط ایک نسبت ہے جو نفس عارف میں قائم ہو جاتی ہے عبادات کی نسبت کے تعلق سے یا ادیبہ یا یادداشت یا توحید کی نسبتوں کے تعلق سے جب یہ نشات بہم ہو جاتی ہے تو ان جزوی نسبتوں سے کسی قدر حاصل ہو جاتا ہے

Marfat.com

کیوں کہ وہ ایک نور ہی جو مشابہ ہی نور خارج کے پہاڑ سے گھر کی سمت یا حادثہ (قائم نہ رہنے والی) ہی جو نفس خارجہ (کائنات) میں جوارح سے پیدا ہوتا ہی اور مدبر السماوات والارض۔ ان افعال عجیبہ کے ذریعہ جو اللہ رحمت سے زمین پر منتشر ہوتا ہی۔ اور غلبہ ذات کی شرط تین چیزیں ہیں۔ مجرمحبت جو آئینہ نفس میں تجلی اعظم کی صورت ہی۔ اور سنت اللہ اس پر جاری ہی کہ جب کسی شخص کو غلبۂ ذات سے مشرف کرنا چاہتے ہیں تو اس محبت سے اس کے لطیفۂ قلبیہ میں ایک شعاع ریزش کرتے ہیں۔ اور وہ شعاع اس شخص کے قوائے علمیہ وعملیہ پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہی کہ مبشرات الٰہی اس سے جاری ہو جاتی ہیں۔ دوسرے نقطۂ جنبیہ جو ہیولیٰ کے اول استعداد میں نفس معتدلہ قدسیہ کے لیے عالم فیضان حظیرۃ القدس کے وسط سے پہنچتا ہی اور نقطۂ جنبیہ بمنزلہ خط شعاع کے ہی جو چراغ سے نکلتی ہی اور وہ نقطۂ تمام حالات میں اس شخص کا متولی ہوتا ہی اور وہی تولی اس کو خیر سے قریب کر دیتا ہی اور شر سے اس کی حفاظت کرتا ہی اور اسی پر سنت جاری ہوئی ہی کہ اس نقطۂ جنبیہ سے ایک نور محیط اس شخص میں پیدا ہو جاتا ہی جیسا حدیث میں آیا ہی اللھم اجعل من عن یمینی نوراً وعن یساری نوراً وفوقی نوراً وتحتی نوراً۔ تیسرے نفس ناطقہ کے جوہر کا تبدل کل کے نور میں اضمحلال (یعنی فنا ہو جانا) ہی اور یہ معنی قوم کی تمام معتبرہ نسبتوں پر موقوف ہی خصوصاً نسبت التجا اور یادداشت، اور نور عباد اور تمام جہات میں اس نفس کو بہت دیا جا رہا ہی جس کی تفصیل انسان سے ممکن نہیں ہی۔ اور جو کچھ نفس کے جوہر سے بچ رہتا ہی وہ اضمحلال کے ساتھ وصول کا مانع نہیں ہوتا[1]۔ ع درون دیدہ اگر نیم مو است بسیار است۔ جب عنایت الٰہی سے نور اعظم نے ان تینوں جہتوں سے اس نفس کا احاطہ کر لیا۔

---

[1] حضرات نقشبند کا سلوک، اضمحلال یعنی السلام الاما یغشی ہے۔

Marfat.com

اور برق سحاب ذات نے یکے بعد دیگرے جوہر نفس میں تشنگی پیدا کر دی تو غلبہ ذات کی قابلیت حاصل ہو گئی۔ عنصری بنیادیں جدائی کے بعد سطح نور میں متلاشی (فنا) ہوتی ہیں۔ اس چراغ کی طرح جسے اس گھر میں روشن کریں اور وہ نور مشعلوں کے انوار کے ضمن میں گم ہو جائے۔ عدمًا لا وجود بعدہٗ (ایسا عدم جس کے بعد وجود نہیں) ؎

خود از درون و برون جلوہ کرد و من زمیاں[1]
چو سایہ محو شدم کان دو سو چراغ آمد

ساطعہ :۔ وہ حضرت آلیہ جو جامعہ ہے ملکوت و جبروت کے درمیان اور ان دو مقاموں کے وسط میں واقع ہے۔ جبروت بمنزلہ اس کی صورت کے ہے اور ملکوت بمنزلہ اس کے مادہ کے۔ اس کا حکم بنی آدم کے وہم و خیال کے ساتھ بلکہ قوت مدرکہ کے ساتھ وہم و خیال پر حاکم ہے اور صورت دونوں کے درمیان جمع ہے۔ اس میں انسان کی صورت نوعیہ پر ایک خاص نظر ہے۔ جب انسان کی صورت نوعیہ اس جگہ متمثل ہوئی تو عقل و وہم و خیال تینوں پردے کار ظاہر آ گئے۔ اور ان تینوں کے درمیان ایک عجیب امتزاج ہوا۔ پس حضرت جامعہ سے چند کلمے انسان کی صورت نوعیہ کی جانب جدا ہوئے۔ ہر کلمہ ان تینوں قوائے کے مزاجوں سے ایک مزاج کے مطابق تھا کہ التجلی لا یکون الا بقدر المتجلی لہٗ[2]۔ ہر کلمے نے جس سے اس کو مناسبت زائد تھی اس کی استعداد کے مطابق اس کا احاطہ کیا اور مشق کی (جس کی وجہ سے) اسمائے اربعینیہ ادریسیہ اس منبع سے باہر آئے۔

ساطعہ :۔ اسمائے اربعینیہ ادریسیہ کا ہر اسم اسمائے آلیہ میں سے ایک سر ہے

---

[1] اس نے ظاہر و باطن سے جلوہ کیا اور میں درمیان سے سایہ کی طرح محو ہو گیا کیونکہ اس کے دونوں سمت چراغ ہیں [2] تجلی متجلی لہٗ کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔

Marfat.com

جو کامل کے قلب میں ودیعت رکھا ہے۔ اس اجمال کی شرح اور اس بات کا کشف یہ ہے کہ ہر اس کامل نے جب پروانہ صفت اپنے کو جوہر نار میں فنا کر دیا تو فنا ہونے سے قبل اس پر ایک حال طاری ہوا اور علم نے اس کا گریبان پکڑا اور وہ حال و علم اشیا میں سب سے زائد قریب تھا۔ جب ان تمام احوال و علوم کو یکجا کر کے جمع کیا تو اسمائے اربعین نکل آئے۔ جیسے برف کو کسی دیگ میں رکھ کر اس کے نیچے آگ سلگائی جائے یہاں تک کہ وہ دیگ سے ہوا بن کر اڑ جائے۔ پانی کا آخری حال جوش مارنے اور دیگ سے آواز آنے اور اتنا ہلکا ہونے پر ہے کہ آواز کے نقطے بھی بکھر جائیں۔ یہ تمام حالات برف کے ہوا ہو جانے تک ہوتے ہیں۔ لہٰذا واجب ہوا کہ یہ اسمائے نسبتی ہوں گے جو تنزیہ کے نزدیک ہوں گے اور ایک تقیدی ہوں گے مادی خاکی۔ اور بے نشانی کے نمود کا ایک نشان ہوں گے جس کو اطلاق کہتے ہیں ساطعہ۔ تدلی کل کا ظہور وہم و خیال دونوں کے ساتھ ایک وجہ سے واقع ہوا ہے کہ ان دونوں مقاموں (وہم و خیال) کے مابین جہاں کہ احدیت دونوں مقام کی ہو وہاں متجلی ہوگا لہٰذا تدلی کل کے ہیاکل کلیہ جو اسماء کے ساتھ معبر ہوتے ہیں اور جو یہ کچھ اوہام بشر کا متوارد ہے حکم نوع کے مطابق ہے۔ پس اول ہیاکل کلیہ تدلی کل کی ہر شے پر قدرت ہے اور ہر شے کی ملکوتیت کو ہاتھ میں لے لینا اور ہر ایک میں اس کے مناسب تصرف کرنا۔ اور اصل بات اس مسئلہ میں یہ ہے کہ تدبیر شے کا موافق کرنا ہے خیر خلق کے ساتھ اسباب کے قبض و بسط کے ساتھ اور قبض و بسط نہیں ہوتا لیکن شے کی طبیعت کے مطابق۔ لہٰذا ہر شے کا ملکوت مختلف ہوتا ہے۔ ایک یا رب کل شی ودا سا ثہ وسانقہ وس احمہ، اور یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے جو پتے کو طبیعت شجریہ کے ساتھ واقع ہے۔ اس کا نام طبیعت کے اعتبار سے ربوبیت ہے اور برگ کے اعتبار سے عبدیت۔ دوسرے صراط مستقیم پر ہونا۔ یہ مرتبہ جو اس کی

Marfat.com

طبیعت نوعیہ وشخصیہ کے مقتضیات سے نہیں گذرتا اور ایسے طریقہ پر واقع ہوتا ہے کہ اس فرد موصوف میں ان اسباب کے ساتھ کوئی چیز اولی ملاحق نہیں ہوتی اس سے جو واقع ہوا (یعنی اس کی عبادات ہی اس کے لیے اولی و احق ہوتی ہیں) یا اللہ الموجود فی کل افعالہ ویا محیی الفعال ذالمن جمیع خلقہ بلطفہ اس معرفت کا ایک سر ہے۔ دوسرے یہ کہ تدلی کل منظر مجرد شخص کل کے اس طرح متعلق ہوا کہ یہ مجرد بشرط شخص اور اس کے مطابق مبدا المبادی سے ازلاً و ابداً نافس ہے اور یہ صورت مجرد مبدا المبادی ہے۔ مبدا المبادی کے عموم وبساطت کے مابین فرق ہے اور یہ مجرد مثل فرق کے درمیان کلی بعینہ اور صورت ذہنی کلی طبعی کے ہے جو ہمارے ذہن میں متمثل ہوتی ہے۔ پس تدلی کل کی ظلیت کے اعتبار سے مجرد محض کی اور مجرد محض کی ظلیت کے اعتبار سے مبدا المبادی کی تدلی کل میں ایک شان پیدا ہوگئی ہے اور وہ شان سب پر اس کا غلبہ ہے اور وہ سب سے بلند ہے (اور) یا الہ الالہۃ الرفیع جلالہ ویا قریبا المتعالی فوق کل شی ء علوا ارتفاعہ سے یہی مطلب ہے۔ جو تھے یہ تدلی کل حسب استعدادات جزئیہ مختلف اطوار رکھتا ہے۔ اس نسبت کی طرح جو نشأت سافلہ میں پیدا ہوئی اور وہ تدلی کل کی نسبت ہے بہ اعتبار لوازم خاصہ۔ اور افعال جزئیہ موم کی نسبت کی طرح ہیں مجسموں کے ساتھ جو اس سے بنائے گئے ہیں وہ موم سب میں باقی ہے اور ان کے مجسموں کے تغیر و تبدل کا موم میں کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یا احد الباقی اول شیء وآخرہا دائم لافناء ولا زوال لملکہ وبقائہ اس نکتہ کی ایک شرح ہے۔ پانچویں یہ کہ جب اولاً اوہام بشر نے جو کچھ اپنے نزدیک ہی حقائق خاصہ سے ادراک کیا (تو) اس جگہ تغیرات دید اور صفات[1] حدوث اور شین[2] ضعف مدرک ہوئیں پھر جب اس سے

---

[1] عیب [2] عیب

Marfat.com

آگے بڑھا تب کوئی عیب نہ دیکھا یعنی یہ سب تقییدات دید وغیرہ نظر نہ آیا۔ اور یہ معنی تمام اوہام بشر کے متفق علیہ ہیں۔ اس اعتبار سے اسمار نے اشتقاق کیا جیسے یا صمدُ بغیر شبہ کے فلا شئ کفواً وبد ائیۃ ولا امکان بوصفہ یا کبیرُ انتَ اللہُ الذی لایھدی القول بوصف عظمتہ ومثلٗ لم یلد ولم یولد چھٹے افعال آلہی تدبیر کے انحصار کے اعتبار سے۔ اس حالت میں اس میں افعال بہت ہوتے ہیں۔ ہر جنس کا ایک نام مقرر کر دیا ہے۔ انھیں میں سے اعدا کی کثرت اور ان کا برہم کرنا ہے اور انھیں میں سے سائل کے سوال کی قبولیت اور تشنید ہوتا ہے۔ یا قہار ذا البطش الشدید انت الذی لایطاق انتقامہٗ یا مذلّ کل جبار عنید بقھر عزیز سلطان یا رحیم کا صریخ مکروب وغیاثہ ومعاذہ یا غیاثی عند کل کربۃ ومعاذی عند کل شدۃ مجیبی عند کل دعوۃ ورجائی حین تنقطع حیلتی یا جواد انت الذی لا یخیب سائلہ وطالبہ۔ ساتویں یہ کہ اشیائے مثالیہ کی صورتیں بالطبع تدلی کل کے سامنے موجود ہیں۔ اور صورت عنصریہ کی فنا کے بعد روح سورت مثالیہ سے شدید تعلق پیدا کرتی ہے اور پھر اعمال کی بوجھ کچھ جو روح کے جوہر میں متنسج (متصور) ہوچکے ہیں اسی صورت مثالیہ سے واقع ہوتی ہے اس نکتہ کا مطلب دین وعبادات کے متعلق واقع ہوتا ہے۔ اذا برز الخلائق لدعوتہ من مخافتہ بادیان العباد کل بجوم خاضعا لہیبتہ ورغبتہ۔ آٹھویں حقایق[1] امکانیہ کا تدلی کل کے سامنے موجود ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ حقیقۃ الحقایق کا مقتضی ہے بے شرط یا با شرط اور اس نکتہ کی تعبیر علام الغیوب سے ہی متعلق ہے۔ اور تدلی کل کی معرفت کے لیے بہت سے ہیولے توائے اوہام وخیالات بشر نے کسب کیے جو

---

[1] وہ حقایق جو ممکن تھے، علم میں تھے اور وجود میں نہ آسکے۔

Marfat.com

ملکوت میں مشبہ ہو گئے۔

ساطعہ:- اللہ کی سنت اس بات پر جاری ہوئی ہے کہ جب کسی شخص کا تجربہ بیدار ہوتا ہے تو اس سے شعاعیں (کرنیں) پھوٹنے لگتی ہیں اور اس شخص کے قوائے علیہ و عملیہ پڑنے لگتی ہیں۔ یہ شعاعیں بعض اسمائے الٰہی کے طریقہ پر ہوتی ہیں اور ان شعاعوں کا ظہور اس شخص کی تخلیق کے اسماء کے نہج (طریقہ) پر ہے۔ ان اسمائے الٰہی کے ساتھ۔ اور پروردگار عالم کے ساتھ اس کی بہترین معرفت کا سبب وہی اسماء ہوں گے۔ اگرچہ ان کی شناخت سب کو حاصل نہیں ہوتی۔

ساطعہ:- اسمائے عظام کی تاثیر میں ایک یہ ہے جو کئی وجوہ سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ ہر شخص میں کواکب سیارہ سے ایک دقیقہ ہے جو اس نے عناصر علوی ہیں اور ہر کوکب کی حقیقت ان اسماء میں سے ایک اسم کے ساتھ منسوب ہے۔ جس طرح نوع موالید کسی ایک کوکب کے ساتھ منسوب ہوتی ہیں۔ پس جب تسبیح کرنے والا کسی اسم کی تلاوت کرتا ہے تو دقیقہ کوکبی دقیقہ تالی کے ساتھ جس کے مقابل وہ اسم ہے حرکت میں آجاتا ہے اگر وہ اسم مذکر ہوتا ہے یعنی لوث بہیمیہ سے مجرد تو اس کا نفس ناطقہ خوش ہوتا ہے اور اگر یہ اسم مذکر بمعنی رفعت ہوتا ہے جو شمس و مشتری میں پائی جاتی ہے تو وہی دقیقہ ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح مقبول و محبوب کے معنی ہیں اور اسی طرح علم اور مغیبات (آثار غیبی) کے معنوں کی معرفت اور حلاوت و قہر وغیرہ کی معرفت۔ اگر کسی کے لیے پڑھتا ہے اور پڑھنے کے وقت ملائکہ کے وصف سے متلبس ہوتا ہے جن کا الہام بنی آدم کے قلوب میں شائع ہوتا ہے اور اپنے مطلب کو دل میں مستحضر کرتا اور ہمت باندھتا ہے کہ مطلوب شخص میں تاثیر کرے تو یقیناً الہام کی طرح وہ اس کی طرف سیلان کرتا ہے اور اس شخص کے رقایق میں سے ایک رقیقہ کو جنبش دیتا ہے جیسے تسبیح کرنے والے کی آواز کا

Marfat.com

سکوت یا تمام شرارت و شوخی و بے باکی سے اس کا رک جانا (یعنی مُسبّح نے جو حرکت دی تھی اس سے رک جاتا ہے) کبھی یہ رقیقہ بہت ضعیف ہوتا ہے پڑھنے والے سے اس شخص کے مقابلے میں جس کے لیے وہ پڑھ رہا ہے۔ پس رقیقہ یہ اس اسم کی تلاوت گراں ہوتی ہے اور وہ رقیقہ اس تلاوت کے ساتھ مقصد کی کار برآری کرتا ہے۔ اور اس تلاوت کا حکم اور ہیئت جو نفس کو تلاوت سے حاصل ہوتی ہے طلسمات کے حکم میں[1] ہے۔

ساطعہ:۔ آدمی میں بہت سے لطائف ہیں اور ہر لطیفہ ایک مقام رکھتا ہے اور ہر مقام ایک علم اور ایک معرفت کو اپنا متبع کرلیتا ہے اور یہ واضح الہامات کے ساتھ علم معرفت کی شبیہ کا وجود ہے جو ذواتِ نفس (صاحبانِ نفوس) میں رکھی ہے اور حظیرۃ القدس نفوس ذکیہ کو کھینچنے والا ہے جیسے مقناطیس لوہے کے اجزا کو اس سبب سے واجب ہوا کہ ہر زمانہ میں ایک جماعت حظیرۃ القدس کی جانب مکمل رغبت کرے اور اس حرکت (نیچے سے اوپر اور قوت سے فعل میں آنا) سے وہ علوم ان پر کھل جاتے ہیں اس طرح جیسے آگ لوہے اور پتھر سے روشن ہوتی ہے اور ان علوم میں غالب اسی لطیفہ کا حکم ہے جو لطائف کے درمیان سے قوت و ظہور سے موصوف ہے اور ہر نکتہ جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے ایک مستی و ذوق عطا کرتا ہے اور شدت مستی میں پست و بلند الفاظ ان کی زبان سے ادا ہوتے ہیں (جاری ہوتے ہیں) اگر شریعت کی تنبیہ کی باگ نے ان کی زبان کو اعتدال پر کھینچ رکھا تو خیر۔ اور نہ کھینچ رکھا تو وہ مبالغہ کریں گے

---

[1] یعنی خاصیت تلاوت آواز کی لہروں میں ہر عناصر میں نہیں ہے اور آواز کی لہریں جیسی خاصیت چاہتی ہیں عناصر میں پیدا کر دیتی ہیں۔ یہی امر کا فعل میں آنا اور کُنْ کا فَیَکُوْنُ ہونا ہے۔ (تقی انور)

Marfat.com

اور ناپسندیدہ باتیں ظاہر ہوں گی اور ایک جماعت کا جو محبت مربی ہوتا ہے اس کی شعاعیں ان کی عقول پر غالب آجاتی ہیں تب وہ کہنے لگتے ہیں کہ اجزائے الٰہی فلاں میں موجود ہیں اور اس کہنے سے وہ حلول اور شرک کے مغالطہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اگر شریعت کا اعتدال ان کی تہذیب نفس کرتا تو یہ کہتے کہ نفس کے آئینہ میں حق کی صورت ہے اور اس بے ادبانہ تعبیرات سے باز رہتے اور ایک جماعت کا مربی نفس رحمانی ہوتا ہے جو صورت کے تعین کا محل ہے۔ یہ جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ حکماء کے ایک فرقہ نے اسے ہیولے اور صورت سے تعبیر کیا اور دوسرا فرقہ جو صوفیاء کا ہے وہ توحید و اتحاد کا قائل ہوا۔ اگر توفیق الٰہی ان کا (حکماء) ساتھ دیتی تو وہ نفس رحمانی کو نماد اول کہتے اور بڑے الفاظ درمیان میں نہ لاتے۔

ایک عزیز نے جو منجملہ اصحاب علم و صلاح میں حضرت سے مستفید تھے اور اہل حدیث کا ایک گروہ ان سے سند یافتہ تھا اور وہ اعمال و اوراد میں ہمت رکھتے تھے اس دوران حضرت اقدس سے حزب البحر کی اجازت مع شرائط حاصل کی۔ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت اقدس سے اجازت حاصل کرنے کے بعد میں نے بارہ روز روزہ رکھنے کا اپنے لیے معمول بنا لیا۔ اور جلالی و جمالی کو ترک کر کے اس حزب کو پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ اور جن ثمرات و اثرات کی اس کے پڑھنے سے توقع تھی وہ پوری نہ ہوئی تو بہت افسردہ ہوا بلکہ بہ تقاضائے بشریت حضرت اقدس سے جو حسن ظن تھا اس میں نقص پیدا ہو گیا جو مزید تنگ دلی کا باعث ہوا۔ ناچار آپ کی خدمت میں عرض کیا اور مقصد میں ناکامی بیان کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس ناکامی کا علاج صرف یہ ہے کہ از سر نو اس ورد کو انھیں شرائط و آداب کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے بعد کیا ظاہر ہوتا ہے

Marfat.com

ناقل کہتا ہے کہ آپ کے حکم کے بموجب پھر دوبارہ میں نے خلوت کا التزام کیا اور راتوں کو اس وظیفہ کے لیے وقف کیا۔ تین راتوں تک میں نے اس کی تلاوت اور مقررہ شرائط کے ساتھ پابندی کی۔ جب تیسری رات ختم ہوئی اور قبولیت کے آثار کچھ ظاہر نہ ہوئے تو مزید دل شکستہ اور افسردہ ہوا۔ اسی دوران سو گیا۔ خواب دیکھا کہ حضرتِ اقدس ایک مقام پر تشریف فرما ہیں اور میں نیز ایک اور عزیز وہاں موجود ہیں۔ اور حضرت اقدس میری جانب خطاب کر کے فرما رہے ہیں کہ ہم شرح صدر رکھتے ہیں اور شرح صدر کا سبب یہ ہے کہ ایک روز شاہ ترکمان قدس سرہٗ نے ہمارے حضرتِ بزرگوار کی دعوت کی اور کہا کہ اپنے لڑکے کو بھی ہمراہ لانا۔ حضرت والد ماجد فقیر کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور شاہ ترکمان کی دعوت میں شریک ہوئے۔ اسی دوران شاہ ترکمان نے والد بزرگوار کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اس لڑکے کے لیے دعا کرو۔ والد ماجد ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول ہوئے۔ حضرت شاہ ترکمان آمین کہتے جاتے تھے اور دعا کے الفاظ یہ تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مَالًا وَّ وَلَدًا[1] وَشَرْحَ صَدْرٍ فِی الدُّنْیَا وَالسَّلَامَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَۃً بَعْدَ الْمَوْتِ وَفِرْدَوْسًا فِی الْجَنَّۃِ۔ ناقل کہتا ہے کہ ان الفاظ کو میں نے یاد رکھا۔ اور دو تین الفاظ اور بھی تھے جو یاد نہ رہے اور اس واقعہ کے بعد ایک اطمینان و سرور دل پر وارد ہوا۔ اور مسرت و خوشی حاصل ہوئی۔ اور حسنِ ظن اور عقیدت میں جو کدورتیں اور نقائص پیدا ہو گئے تھے کافور ہو گئے اور حضرت اقدس سے عقیدت و خلوص میں ترقی ہو گئی۔

---

[1] اے اللہ دنیا میں مال و دولت اولاد اور شرح صدر اور موت کے وقت سلامتی اور موت کے بعد مغفرت اور جنت میں فردوس عطا فرما۔

Marfat.com

افادہ :- خواجہ محمد امین حضرت اقدس سے روایت کرتے ہیں کہ ۲۰ رجمادی الآخر روز پنجشنبہ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور وہ مسجد جامع مسجد دہلی ہے یا مسجد بیگم اکبرآبادی۔ ناگاہ لوگ کہنے لگے کہ اس جگہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ ظاہر ہوگی۔ یہ سن کر مشتاقوں کی ایک جماعت آپ کے جلوۂ دل افروز کی آرزو میں صف بستہ ہے اور میں بھی جمال باکمال کے مشاہدہ کی تمنا میں جدھر بتایا گیا تھا متوجہ ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ آہستہ آہستہ ظاہر ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ پوری طرح ظاہر ہوگئی۔ اور پھر اس آئینہ سے نکل کر خارج میں جلوہ گر ہوگئی۔ اور ہم نے عرض کی کہ حضورؐ کی عنایت و توجہ ہماری شریک حال ہو اور علم حدیث کی اشاعت و ترویج میں عالی ہمتی عطا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ" ہوگی"۔ پھر عرض کیا کہ اس علم کی اشاعت ہمارے ہاتھوں نیز ہماری اولاد اور بھائیوں کے ہاتھوں ہو۔ اس سلسلہ میں بھی مدد (و توجہ) درکار ہے قبول فرمائی جائے۔ ارشاد فرمایا کہ ویسا ہی ہوگا"۔ پھر وہ صورت کریمہ روپوش ہوگئی۔ اور ہم نماز کے لیے مسجد کی جانب چلے ہی تھے کہ یہ آواز آئی کہ آپؐ کی صورت کریمہ پھر جلوہ افروز ہوگی ہم پھر اس سمت گھومے دیکھا کہ اس مرتبہ بھی وہی صورت آئینہ میں متجلی ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ پوری صورت ظاہر ہوگئی۔ اسی اثنا ایک سولہ سالہ جوان حاضر کیا گیا اور آنجناب کی جانب سے ہماری طرف ارشاد ہوا کہ اس جوان کو خرقہ پہنا دو۔ میں نے آپ کے فرمانے کے مطابق اپنی چادر اس جوان کو اڑھادی۔ اور آنحضرتؐ کی طرف سے بھی اس کو خرقہ عطا ہوا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ جوان کون تھا

تا دوست کرا خواہد میلش بکہ باشد

افادہ :- ایک روز یہ خاکسار حضور پرنور کی خدمت میں بزخلوت خاص میں حاضر اور دقیق اسرار کے ارشادات کا

Marfat.com

منتظر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ بعض نفوس کا عالم برزخ میں استقرار اس بات کا مقتضی ہے کہ جو کچھ وہ اِس عالم میں چھوڑ گئے ہیں محفوظ رہے۔ گو اسباب خارجیہ اس کے منافی ہوتے ہیں۔ پس ایسا ادراک ہو رہا ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ابدالوں میں سے کسی کے پاس ہے یعنی وہ نفوس جن پر صرف قوائے روحیہ غالب ہیں اور وہ صرف الہام فوقانیہ سے کام کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں کتاب مذکور محفوظ ہے اور انجام کار وہ ہم کو یا ہمارے بعض منتسبین کو پہنچ جائے گی۔

قد يكون الامر في الملكوت مطويا على غره مختوما على سره فيجيئ صاحب الوقت فيكون استنارة عنه وسر كونه[1] مطويا على غره ان يثبت الشيء ويكون له لوازم وامور مستتبعة تعد من لوازمه من وجه ولا تعد منها من وجه فيسامح في الحكم ويجعل من اللوازم قطعا ويذب عن بثبوتها مع ثبوت الشيء وسر الكشف ان يكون رجل من عداد الملأ الاعلى فيجئ همه الى اخير

امر عالم ملکوت میں اپنے حسن وخوبی کے ساتھ لپٹا ہوا ہوتا ہے، مہر لگا ہوا اپنی حقیقت کے ساتھ۔ پھر آتا ہے صاحب وقت اور منکشف ہوتے ہیں صاحب وقت کے اسرار۔ اور اس کا اپنی خوبیوں پر لپٹے ہونے کا راز یہ ہے کہ ثابت ہو اس کے لیے شے اور ہوں اس شے (امر) کے لیے لوازم اور امور تتبعہ اس کے لوازم ایک اعتبار سے شمار کیے جاتے ہیں اور دوسرے اعتبار سے نہیں شمار کیے جاتے

---

[1] بعض اوقات عالم ملکوت میں کچھ امور ایسے ہوتے ہیں جن کا باطن ظاہر کے خلاف ہوتا ہے اور جو ولی صاحب وقت (ابو الوقت) ہوتا ہے وہ ظاہر کو باطن سے تمیز کر لیتا ہے اور اصل حقیقت کو سمجھ لیتا ہے۔ یہ قصہ بھی اسی طور پر ہے جس میں ظاہر باطن کے خلاف نظر آ رہا ہے جس کو صاحب وقت نے سمجھا اور دوسرے اس کے ظاہری معنوں پر معترض ہوئے صاحب وقت نے کہا چونکہ سرّ الٰہی کی تم کو اطلاع نہیں تھی اس لیے واقعہ کے ظاہر پر تم نے اعتراض کیا۔ (تقی انور)

Marfat.com

الملأ الاعلیٰ ویکون انما أنشأته الحکمة
لیمیز کل ملتبس عما التبس به ویجعل
کل وجه مستقلا بنفسه فیحکم علی احدهما
انه حق وعلی الآخر انه باطل، ولنا
فی هذه المسألة حکایة اجتمع
اناس روحانیون فی غایة من
علای الملکوت تدعی موطن الخیال
فجاءهم السید شجاع الدین باولاده
واحفاده وشکی الیهم من صاحب الوقت
وقال هذا الرجل اساء فی
حقنا وسعی بنا حتی ضربنا
بنعلین فقراء تذری بنا عین
قال صاحب الوقت معاذ الله ان
یفعل هذا الذی معکم وانتم
اهل سوابق الاسلامیة والمآثر
العالیة والمکارم الجلیلة
وان احد سعی بکم کیف
یفوز سعیه بکم وقد
سبقت لکم الحسنیٰ فی الاولیٰ
والاخریٰ فتوجه الی السید
ملاء الروحانیین وقالوا

پس حکم میں تسامح ہوتا ہے اور وہ لوازم
میں سے قطعی طور پر مقرر کر دیا جاتا ہے
اور اس کے ثبوت کا شے کے ثبوت کے
ساتھ یقین کیا جاتا ہے اور کشف کا راز یہ
ہے کہ ہر کوئی انسان ملاء اعلیٰ کے مقابل
پس کھینچتی ہیں اس کی ہمتیں ملاء اعلیٰ کے
آخر تک، اور اس کی حکمت کی یہ شان
ہوتی ہے کہ وہ ہر مشتبہ کو غیر مشتبہ سے
تمیز کرے (دونوں میں امتیاز پیدا کرے)
اور ہر وجہ کو اس کی ذات کے اعتبار سے
مستقل کر دے۔ پھر وہ حکم کرتا ہے ان دونوں
میں سے ایک پر جو حق ہے اور دوسرے پر
جو باطل ہے اور ہمارے لیے اس مسئلہ
میں ایک حکایت ہے اور وہ یہ ہے کہ
(چند) روحانی اشخاص عالم ملکوت
کی بلندیوں میں سے ایک بلندی پر جمع
ہوئے جسے موطن الخیال کہتے ہیں وہاں
سید شجاع الدین اپنی اولاد اور پوتوں
کے ساتھ آئے اور روحانیوں کی جماعت
سے صاحب وقت کی شکایت کی اور کہا کہ
اس شخص (صاحب وقت) نے ہمارے حق

Marfat.com

ایها السید السند بیّن لنا جلیة الحال فقد عزّت في المقال، فقال السید کنا اهل کرم واهل فضل ولا ننکر ممن ثبت له الفضل بالوجه ولا یستبعد ممن خص له بالکرم ذوارقة فکان الامر في الملکوت مطویا علی غره مختوما علی سره فجاء هذا الرجل فکشف المستور واستخرج المعمور وابرز الشین من الشین وابان الغث من السمین، فقام صاحب الوقت وقال فهل کان هذا بقوتي وهل فعلت ذالك بقدرتي قال لا ولکنه کالجارحة للتدبیر الالهي وکل میسّر لما خلق له قال فما ذنبي اذن وما العیب علیّ فسکت السید وقال القوم

میں برائی کی۔ اور کوشش کی اس گوشہ میں (جہاں ہم تھے) فقراء کو جوتے مارے جوئے۔ اور ہم کو ذلت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ صاحب وقت نے (یہ سن کر) کہا معاذ اللہ آپ کے ساتھ کوئی شخص ایسا سلوک کرے۔ حالانکہ آپ لوگ سوابق الاسلام اور بلند مرتبہ ہیں۔ اور اگر کوئی اس کی کوشش کرے تو اس کی کوشش کیسے بار آور ہو سکتی ہے حالانکہ آپ کے لیے سابق ہو چکا ہے مرتبہ حسنیٰ مرتبہ اولیٰ میں بھی اور مرتبہ اخری میں بھی۔ پس علماء روحانیین نے سید شجاع الدین کی جانب متوجہ ہو کر کہا کہ اے سید سند صورت حال کو ہمارے لیے واضح کر دیجیے کیونکہ اس گفتگو میں مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ پس سید نے کہا کہ ہم اہل کرم اور اہل فضل ہیں اور ہم انکار نہیں کرتے اس شخص کا (منکر نہیں ہیں) جس کی بزرگی باوجہ ثابت ہے اور ان میں سے کسی کو حقیر نہیں سمجھا جاتا جس کے لیے کرم کی نص موجود ہے (یہ امر عالم ملکوت میں ہونے ہی والا تھا) تقدیر الٰہی سے تھا) پس یہ

Marfat.com

اما ھذا فقد صدق. تمت الحکایۃ، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ، امرعالم ملکوت میں اپنی خصوصیات پر بیٹا ہوا تھا اور مہر کیا ہوا تھا اپنی حقیقت پر۔ پس آیا یہ شخص (صاحب وقت) اور اس نے کھول دیا سر مخفی اور نکالا اصل حقیقت کو۔ اور ظاہر کر دیا عیب کو عیب سے اور کھوٹے کو کھرے سے۔ پس صاحب وقت کھڑے ہو گئے اور (احتجاجاً) کہنے لگے وہ کیا یہ سب میرے قوت تھا اور کیا اس کو میں نے اپنی قدرت سے کیا۔ اس نے کہا نہیں وہ تو جارحۂ تدبیر الٰہی سے ہو۔ اور ہر مخلوق کے لیے وہ چیز آسان کر دی گئی ہو جس کے سبب وہ پیدا کیا گیا ہو۔ پس صاحب وقت نے کہا تو پھر اس وقت میرا کیا گناہ ہو اور غیب کا مجھے علم نہیں (اور یہ چیز عالم غیب میں متعین ہو چکی تھی) پس سید خاموش ہو گئے اور قوم نے کہا کہ اگر واقعتاً ایسا ہی ہو تو انھوں نے (صاحب وقت) سچ کہا۔

افادہ:۔ حقایق آگاہ میر ابو سعید نبیرہ علیم اللہ[2] بریلوی قدس سرہ نے جو اکابر مشائخ نقشبندیہ میں سے ہیں بیان کیا کہ میں ایک بار رمضان کے زمانہ میں شاہجہان آباد

---

[1] عالم ملکوت افعال ذات کا مظہر ہی جو عقول یعنی ارواح ملائکہ کا مسکن ہی۔ ناسوت میں پیدا ہونے والے اشخاص کی ارواح بھی اس میں متمکن ہوتی ہیں جن کو فرشتے بر وقت عالم ناسوت میں لا کر رحم مادر میں پھونکتے ہیں۔ اور دوسرے فرشتے اشخاص کے قلوب میں ایسے عزائم پھونکتے ہیں جو تقدیر ازلی کے مطابق افعال سرزد کراتے ہیں۔ سید شجاع الدین امر کے سربمہر ہونے کی وجہ سے عالم امر میں اس کو نہ دیکھ سکے اور صاحب وقت کی شکایت لے کر عالم ملکوت میں پہنچ گئے۔ (تقی انور)

[2] شاہ صاحب کے مطبوعہ ملفوظ میں علم اللہ لکھا ہو گو کہ بعض قدیمی نسخوں میں علیم اللہ لکھا ہے عربی داں حضرات صفات کو ذات سے وابستہ کر کے نام رکھتے رہے ہیں۔ جیسے کلیم اللہ سمیع اللہ، رحیم اللہ اور احسان اللہ وغیرہ وغیرہ۔ واللہ اعلم۔ (تقی انور)

Marfat.com

میں تھا۔ وہاں مشائخ صوفیہ میں سے ایک کے سامنے شب قدر کے ادراک کے سلسلہ میں اشتیاق ظاہر کیا۔ وہ صاحب اس کی وجہ سے بے انتہا بے چین ہوئے اور کہا کہ مجھے اتنا زمانہ ہو گیا اور اس تمنا میں بوڑھا گیا میں نے کبھی اس کو نہ پایا تم کہاں سے پاؤ گے۔ میں ان کے اس جواب سے نہایت افسردہ ہوا۔ اور مایوس ہو کر حضرتِ اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال عرض کر کے شب قدر کے بارہ میں دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرتؐ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا تھا کہ شب قدر میں یہ دعا بہت پڑھنی چاہیے۔ اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ والمعافاۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ، اور اس انداز میں فرمایا کہ جیسے ہمارے لیے ہی ارشاد فرما رہے ہیں اور بشارت دے رہے ہیں پھر عرض کیا کہ وقت کون سا ہو۔ فرمایا کہ آخر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیے پس ستائیسویں رات کو شب جمعہ تھی مدرسہ غازی الدین خاں میں شب بیداری کے ارادے میں بیٹھا۔ بیٹھتے ہی زمین پر ایک نورانیت پائی۔ جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ مسجد کے اوپر مغرب سمت ایک حجاب ہٹا اور نور عظیم ظاہر ہوا جس سے اطراف و جوانب منور ہو گئے۔ اس مشاہدہ سے اپنے دل میں بے انتہا سرور پایا اور قوی ہمت کا احساس ہوا۔ پھر میں اٹھا اور دعا میں مشغول ہو گیا۔ اور وہ نور نصف گھڑی تک قائم رہا پھر آہستہ آہستہ ہلکا ہوتے ہوئے غائب ہو گیا۔ اور ایک قسم کی ہمت اور خوشی حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان ہو گئی اور مناجات و مشاہدہ کے ذوق کی شدت میں مجھے یہ ہوش ہی نہ رہا کہ کب رات گذری۔ صبح کو حضرتِ اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا فرمایا کہ وہ شب قدر تھی۔ پھر آیندہ (دوسرے سال) رمضان میں حضرت اقدس نے اپنے ساتھ رہنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حکم کے بموجب میں آپ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر رہا اور آپ کی بابرکت صحبت سے دوبارہ شب قدر کے نظارہ سے مشرف ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

افادہ:- احمد شاہ ابدالی کے فتنہ میں جو عزیز الدین عالمگیر کے عہد میں ظاہر ہوا حضرت اقدس نے جو کچھ زبان غیب سے فرمایا وہ بکم و کاست پورا ہوا۔ اول یہ کہ جب احمد شاہ ابدالی ہندستان سے ایک دو بار شکست کھا کر چلا گیا آپ نے بارہا فرمایا کہ اس ملک میں اس کا غلبہ ہونے والا ہے لیکن وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ پھر جب عزیز الدین عالمگیر کے عہد سلطنت میں سفدر جنگ مذکور نے فتنہ کے بعد ہندوستان کا قصد کیا اور دریائے اٹک پر پہنچا اور امرائے سلطانی میں اس کا شہرہ ہوا بہادر خاں بلوچ نے اس وقت اپنی جان و مال کے بارہ میں آپ سے انکشاف چاہا۔ آپ نے ان کو جان و مال و آبرو کی سلامتی کی بشارت دی۔ پھر انھوں نے ابدالی کے سلسلہ میں انکشاف چاہا۔ آپ نے بہ تصریح فرمایا کہ "اس ملک میں اس کا مکمل غلبہ ہو جائے گا۔" عرض کیا کہ "پھر ان ارکان سلطنت کا کیا ہو گا۔" فرمایا کہ "ان کا حال نہ پوچھو۔ لیکن بہرحال تم محفوظ و سلامت رہو گے۔" جس وقت ابدالی قریب پہنچا تمام ارکان سلطنت اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور ان سے کوئی تدبیر بن نہ پڑی (ناچار) بادشاہ و وزیر نے حضرت اقدس سے رجوع کر کے اس کے بارہ میں عرض کیا آپ نے بادشاہ عالمگیر سے فرمایا کہ "تم اس فتنہ میں محفوظ رہو گے" اور وزیر عماد الملک سے مبالغہ کے ساتھ فرمایا کہ "جنگ ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ تمھاری جان کے ہم ضامن ہیں" یعنی تمھاری جان محفوظ رہے گی لیکن تمھارے مال و دولت کے ہم ذمہ دار نہیں"۔ جب نادر شاہ درانی دار السلطنت کے قریب پہنچا تو بادشاہ اور وزیر نے اس سے صلح کر لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بس شہر سے باہر نکل کر بادشاہ کے ہمراہ ہو گئے۔ بادشاہ عالمگیر کی تعظیم و توقیر بجا لایا اور تخت شاہی پر

Marfat.com

جھکا کر سلطنت اس کے سپرد کر دی۔ اور حضرت اقدس کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور باوجود اس کے کہ عماد الملک کے لیے جلاوطنی کے تمام اسباب موجود تھے۔ اور ہر شخص نے چغلخوری سے اس کی شکایتیں کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی لیکن بادشاہ نے اس کا تمام مال واسباب ضبط کر کے نہ صرف اس کی جان بخشی کی بلکہ اُسے ہندوستان کی وزارت پر بحال رکھا۔ (اور) جو کچھ حضرت اقدس نے اس کے حق میں زبان غیب ترجمان سے فرمایا تھا وہ بے کم وکاست پورا ہوا۔ اور بہادر خاں نے بھی بادشاہ کے وزیر کی معرفت جس کا نام شاہ ولی خاں تھا صلح کر لی اور اپنی جان ومال وآبرو محفوظ کر لی۔ بلکہ بادشاہ کی نگاہ میں عماد الملک کے رفقا کو جو اعتبار حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا۔ اور جس کو جتنا زائد جاہ وحشمت حاصل تھا اتنی ہی زائد اس کو پریشانیاں اٹھانا پڑیں اور دولت کی فراوانی کا فاسد مادہ جو ان سب کے دلوں (مزاجوں) میں رچ بس گیا تھا اس کا مکمل تنقیہ (صفائی) ہو گئی اسی دوران اس خاکسار کو والانامہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ "افواہ پھیلی ہے کہ درانی افواج بارہہ کی طرف جا رہی ہے جس کی وجہ سے فکر وتشویش وتعلق خاطر ہے ہر چند گمان غالب یہ ہے کہ پھلت وبڈھانہ کی طرف ان کا رخ نہ ہو گا۔ اور اللہ کے فضل سے اس کی پوری امید ہے کہ وہ ہم کو اور تم کو تمام آفات سے محفوظ رکھے گا اور اسی وجہ سے دل مطمئن ہے۔ حالانکہ ظاہری حیثیت سے (بہ لحاظ بشریت) فکر ہوتی ہے"۔ انتہی۔ جیسا ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا کہ درانی افواج نے قصبۂ پھلت سے تین چار کوس کی مسافت پر پہنچ کر لوٹ مار کی لیکن قصبہ مذکورہ بہمہ وجوہ محفوظ رہا۔ اور اسی طرح قصبۂ بڈھانہ بھی۔ اور شہر شاہجہان آباد میں محلۂ کشنگ نور[1] جو حضرت اقدس کی قیام گاہ ہے لوٹ مار کرنے والوں کی دست برد سے اور ان تاوانوں سے جو خانہائے شہر پر لگائے گئے تھے محفوظ رہا۔ اور کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ فالحمد للہ

---

[1] اصل میں اس کا نام پہلے "کوشک انور" تھا۔ (مقامات طریقت صفحہ ۳۰)

Marfat.com

ذلک حمداً کثیراً دائماً سرمداً۔

افادہ:۔ ان ایام میں جب کہ دکنی فوج نے ابدالی افواج کو لاہور کے اطراف سے شکست دے کر ہندوستان سے باہر کر دیا اور اس کے تدارک میں اس طرف سے تاخیر ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے یہ مشہور ہو گیا کہ احمد شاہ ابدالی مر گیا اس خاکسار نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ "حضور اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں"۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ احمد شاہ اس ملک میں پھر آئے گا اور ان کفار کو نکال باہر کرے گا۔ اور اس کو باوجود اس قدر مظالم کرنے کے (زندہ) دکھا گیا ہے"۔ یہ بات گو کہ اس وقت بہ ظاہر امر بعید معلوم ہوتی تھی لیکن آخر کار ایسا ہی ہوا۔ پھر جب دکھنی افواج اپنے ملک لوٹ گئیں (تب) اس ملک والوں کو اطمینان ہوا۔ انھیں ایام میں اپنے ایک مکتوب میں جو اس عقیدت مند کے نام صادر ہوا تھا۔ (ان الفاظ میں) ارشاد فرمایا کہ "ایسا نظر آرہا ہے کہ بہت بڑا فتنہ پیدا ہوگا اور ایک عالم تہ و بالا ہوگا۔ اور مبارک ہے وہ شخص جو (اس وقت) تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنالے اور اسے ہاتھ سے نہ جانے دے"۔ یہ بات بھی بظاہر اس وقت ناممکن معلوم ہوئی اسی دوران کفار دکھنی نے دوبارہ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر نجیب الدولہ افغان کے ساتھ جنگ کی پیش کش کی اور تقریباً تین ماہ اطراف بادیہ میں ہنگامہ جنگ جاری رہا۔ اس دوران ایک عالم قتل ہوا اور بود و علاقہ اودھ کے اطراف و جوانب تباہ و برباد ہو گئے۔ اسی ہنگامہ کے دوران حضرت اقدس نے نجیب الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ "اس امیر المجاہدین (آپ کے) کے حق میں دعائے خیر کی جا رہی ہے اور ہاتف غیب سے فتح کی بشارت سنی جا رہی ہے"۔ پس ان کفار نے ہر چند اس مقام پر کوشش کی جو نجیب الدولہ نے جنگ کے لیے تیار کرایا تھا لیکن قابو نہ پا سکے اور جب دشمن کی فوجیں دریائے گنگا کو عبور کر کے اس کے ملک میں داخل ہوئیں اور

Marfat.com

لوٹ مار شروع کی تو اچانک شجاع الدولہ پورب کی سمت سے افغانوں کی کمک کو پہنچ گیا جس کی وجہ سے دشمن کی حالت خستہ ہو گئی اور پریشانی کے عالم میں ہزارہا آدمی دریا میں ڈوب گئے اور ہزارہا قتل ہوئے اور ہر بار جب وہ نجیب خاں پر حملہ کرتے تھے کفار کے سردار قتل ہوتے جاتے تھے۔ ہر چند وزیر اور امیر مدد کو پہنچ گئے تھے لیکن کچھ بس نہ چلا اور اس دوران جب کہ یہ کفار و مسلمانوں کی جنگ ہو رہی تھی یہ خاک رحضرت اقدس کی آستان بوسی سے مشرف تھا۔ ایک روز زبان غیب سے ارشاد فرمایا کہ دسویں ذی الحجہ میں میں نے دیکھا کہ یہ وزیر جس کو ایک عرصہ سے ہماری ضمانت میں دیا گیا تھا اور اسی سبب سے اس کے حق میں دعا کی جاتی رہی ہے اب ہماری ضمانت سے نکال لیا گیا ہے۔ اور اس وقت سے دعا کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔" پس بے اختیارانہ اس واقعہ کا ان احباب کے سامنے جو اس وقت موجود تھے اظہار فرمایا میں نے کہا جو اس وقت جو لوگ موجود ہیں، وہ اگر اس واقعہ کو یاد رکھ سکتے ہیں تو یاد رکھیں۔ میں نے اب تک اس واقعہ کو یاد رکھا تھا اب اس ذمہ داری سے سبک دوش ہو گیا۔ اور اس دوران یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ابدالی بارہہ کی طرف رخ کرے گا اور تمام روہیلوں کو اپنے ساتھ لے کر مرہٹوں سے جنگ کرے گا۔ اس وقت تک اس کا آنا مخفی نہ ہوا تھا۔ (اس کے آنے کی کوئی بھی صحیح خبر نہ تھی) ناگاہ ابدالی نے دریائے جمنا کو عبور کر کے مرہٹوں کی فوج کو جو اس کے مقابلے سے بھاگ کھڑی ہوئی تھی بشیر کو قتل کیا اور بقیہ کو شکست فاش دی اور سہارن پور میں داخل ہوا۔ وزیر اور مرہٹوں نے اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر شاہ جہاں آباد پہنچ کر جنگ کی تیاری کی اور شاہ (ابدالی) نے تمام روہیلوں کو اپنے ہمراہ لے کر شاہ جہان آباد کا رخ کیا اسی دوران وزیر مشائخ نقشبندیہ میں سے ایک بزرگ کی سفارش سے حضرت اقدس

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوا اور الحاح وزاری کرتے ہوئے اپنی نیز شاہ ابدالی کے تفصیل حال کے بارہ میں انکشاف چاہا۔ آپ نے بے دھڑک فرمایا کہ "بادشاہ غالب آئے گا اور کفار کی فوج کو شکست ہوگی اور تم بھی مغرب و جنوب کے مابین جو جگہ ہے وہاں تنہا رہ جاؤ گے۔ اور اس سے قبل جو تم کو ہماری ضمانت میں دیا گیا تھا تو اس کی وجہ سے دل تمہاری طرف متوجہ تھا اور اکثر اوقات تمہارے حق میں دعا کی جاتی تھی (لیکن) اب تم کو ہماری ضمانت سے نکال دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اب ہماری وہ توجہ بھی باقی نہیں رہی ہے اور دعا بھی جس طرح پہلے کی جاتی تھی اب نہیں کی جاتی۔" وزیر یہ جواب سن کر مایوس ہو کر چلا گیا۔ اور اس واقعہ کے تین روز بعد شاہ ابدالی اطراف سرہند میں پہنچا اور روہیلوں کو ساتھ لے کر وزیر اور مرہٹوں کی فوج سے جنگ کی۔ گھمسان کا رن پڑا جس میں کفار کی فوج کا سردار مارا گیا اور تمام فوج شکست کھا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس جنگ میں ہزارہا کفار جہنم واصل ہوئے اور وزیر اسی مقام پر جس کی حضرت اقدس نے زبان غیب سے نشان دہی کی تھی یکہ و تنہا رہ گیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ بعد ازاں خوں ریز افواج نے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری شروع کی جس سے لاتعداد آدمی مقتول ہوئے اور ایک جہان تباہ و برباد ہو گیا اور حضرت اقدس کا مسکن بھی اس کے صدمہ سے محفوظ رہا۔ اور وہ بات جو آپ نے پہلے فرمائی تھی کہ "مبارک ہے وہ شخص جو تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنالے" اس سے اسی طرف اشارہ تھا اور بعض رمز شناسوں نے اس کو دریافت کر کے متحقق کر لیا تھا لیکن اس دفعہ تولی خاص الٰہی جس سے مطلب وھو یتولی الصالحین ہے اور جو محبوبین[۱] کا حصہ ہے

۱؎ یہی وہ مقام محبوبیت ہے جس میں محب بغرض حب محبوب کو وہ تمام طاقتیں عطا فرما دیتا ہے جو اس کی ذات سے وابستہ ہیں۔ (تقی انور)

Marfat.com

آنجناب کے حق میں ان صورتوں سے جلوہ گر ہوا۔ فالحمد للہ رب العالمین
پھر آپ وہاں سے منتقل ہو کر شہر پناہ کے اندر تشریف لے گئے۔ اور اس مقام
پر یہ فرمایا کہ اب یہ نظر آ رہا ہے کہ "پرانے شہر پر مریخ کی کرڈی (گرمی) نظر یہ ہیں
اور جنات ان اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب تک ہم اس محلہ میں رہے
وہ وہاں آمد و رفت رکھتے رہے" اور اس کی تشریح کسی مصلحت کی وجہ سے
آپ نے ظاہر نہ کی تھی۔

افادہ:۔ ۱۳۰۲ھ کے فتنہ میں اس شہر کے فدویوں کی استدعا پر حضرت
اقدس نے وطن مالوف سے مع تمام اعزہ و اقربا، قصبہ بڈھانہ میں وہاں
کے لوگوں کی سعادت، ازلیہ کے تقاضہ سے نیز بعض وجوہات اور مصالح کی بنا
پر کہ آپ خود انبیاء کے کمال وراثت پر مامور ہیں قیام کے ارادہ سے ہجرت
فرما کر سامان سفر اتار دیا۔ اور ان عقیدت مندوں کو اپنی عنایت و کرم سے
نوازا۔ اور اس خصوصیت سے ان کے پایۂ افتخار کو بلند فرمایا۔ جب ماہ رمضان
المبارک آیا تو حسب معمول قدیم اعتکاف چلہ کشی فرمایا۔ اور آپ کی ابتدا
ہی سے عادت شریفہ یہ تھی کہ اگر یہ خاکسار ان ایام میں شرف مجاورت سے
مشرف ہوتا تو خلوت خاص میں بلا کر ان اوقات کے اسرار وارد سے ممتاز
فرماتے۔ اور اگر اپنی بدقسمتی سے اس شرف سے محروم ہوتا تو حضرت اقدس از خود
ان تمام واردات کے افادات اپنے اس فدوی کو بالتفصیل تحریر فرماتے
اور شرف امتیاز بخشتے۔ اس چلہ میں گو کہ وہ اس سعادت سے مشرف نہ ہوا
لیکن حضرت اقدس کے بے پایاں کرم عام نے اس دیرینہ خوگر عنایات کو محروم

لہ مریخ کی خاصیت فی نفسہ قہاری ہے لہذا اسم قاہر کا خاصہ ظہور فلک مریخ سے ہوتا
ہے اور وہی اس کا رب ہے۔ (تنقی انو)

Marfat.com

رکھنا پسند فرمایا۔ اور اعتکاف کے فتوحات بالتفصیل تحریر فرما کر عنایت وکرم سے سرفراز فرمایا۔ لہٰذا وہ اس رسالہ کو ان تمام واردات وکیفیات سے مزین کرتا ہے اور ہر مسئلہ کو لفظ "واردہ" سے معنون کرتا ہے۔

(وارده) صوفیہ کے درمیان معتبر نسبت اتصال کی نسبت ہے یعنی سرشاہد سے محظوظ ہوتا ہے اور روح انس وانجذاب کے ساتھ جب اس نسبت کے دونوں اجزاء میں تفکر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں جزء عالم کبریٰ پر وسیع تکیہ رکھتے ہیں (یعنی) مشاہدۂ سر جبروت وانس پر تکیہ رکھتا ہے اور روح عالم ملکوت پر۔ پھر ان دونوں عالموں نے ایک باب عظیم کھول دیا۔ ان میں سے قدرے ان اوراق میں لکھا جاتا ہے۔

(افادہ) مجھے بتایا گیا کہ بہشت دو قسم کی ہے اور لفظ بہشت کا اطلاق دونوں معنی پر مشترک امور کے لیے بطریق تشکیک[1] ہے۔ ان دونوں قسموں میں ایک قسم اس بہشت کی ہے جس کے حصول کا دارومدار اعمال پر ہے وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون۔ (اور) سر اس کے وجود میں نفس کی توبہ ہے تدبیر الٰہی کے مطابق موت کے بعد عالم مثال میں۔ پس اعمال مندمجہ اور ملکات متشبحہ نفس میں صور مثالیہ کے ساتھ ظہور کرتے ہیں اور اس بہشت کا تفصیلی بیان دوسری کتابوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ اور دوسری قسم بہشت کی وہ ہے جو عناصر کے درمیان ہے اور جہاں کی آب وہوا نباتات وحیوانات کے مزاجوں کی لطافت کی مناسبت سے انتہائی معتدل ہے۔ ایک جماعت افراد بشر میں سے (عام بشر میں جو فرد ہیں) ان کی ہے

[1] کسی امر کا شدت اور ضعف کے ساتھ صادق آنا۔ جیسے وجود واجب تعالیٰ پر شدت کمال اور اولویت کے ساتھ صادق آتا ہے اور ممکنات پر وجود کا صدق ضعف ونقصان کے ساتھ صادق آتا ہے۔ (تقی انور)

Marfat.com

جن کے طالع میں سعادت سہولت۔ اور عدم کوشش غالب ہو یعنی ان کی ولادت
حوت جدی اور ثور میں جو بروج ہیں ... ... اور زہرہ میں
جو کواکب میں سے ہو۔ ہوتی ہو۔ پس مرتے ہی اس عالم کی کیفیات جو حیات دنیا
کی تابع تھیں درہم و برہم ہو جاتی ہیں اور اس میں سوائے زندگی کے کوئی کیفیت
باقی نہیں رہتی۔ اس حالت میں فیض الٰہی اس کو تسکین دیتا ہو اور اس تسکین سے
اتنا زائد لبریز کر دیتا ہو کہ وہ اس کیفیت سے مست ہو جاتا اور تمام حرکات و
سکنات سے باز رہتا ہو اور تسکین کی کیفیت یہ ہو کہ جس طرح کسی شخص نے موسم
گرما میں شدید جسمانی محنت کی ہو جس کی وجہ سے اسے مزید گرمی کی اذیت پہنچی ہو
اسی حالت میں اس کو برف کا شربت جس میں گلاب و شکر ملا ہوا اتنا زائد پلائیں
کہ ساری کلفت کافور ہو جائے۔ اور اس تسکین کی کیفیت میں مست و سرشار ہو جائے
اور یہ کیفیت اس عالم کی کیفیات میں ایک چیز ہے جس کو صورتوں کے خالق نے
اسباب کے ساتھ وابستہ کر دیا ہو۔ اور اس اصل کیفیت میں اس نفس پر وہ کیفیت
حوت جدی اور زہرہ اور مشتری سے سیلاب کی طرح آ کر افاضہ فرماتی ہے اور
اجزائے نسیمہ جو حالت نزع میں متاثر ہوئے ہیں ایک قسم کی قوت علمیہ سے
اس کو کامل کر دیتی ہو نہ کہ خواب و خور سے اور اس کی صورت بشریہ کو اس کے
لیے عالم مثال میں اس طرح مخلوق کر دیتے ہیں کہ وہ نہیں جانتا کہ میں روح
صرف مجرد ہوں اور بدن سے جدا ہو گئی ہوں اور کھانے پینے کی حاجت مجھے نہیں ہو
بلکہ اپنے کو زندہ خیال کرتا ہو اور ان مواقع پر اس سے یہ مطلب لیا گیا کہ ابتدا
میں بعض شاہان روئے زمین نے بعض معتدل سرزمین پر اپنی خواہش کے مطابق
ایسے مقامات بنالیے تھے وہاں افراد سے بشریہ احساسات کا ازالہ کر کے ان
ارواح کا مسکن کر دیا گیا۔ غالباً یہ ہندوستان کے جنوبی جزائر میں ہو جہاں کی

Marfat.com

آب و ہوا ہمیشہ معتدل رہتی ہے زہرہ و مشتری کے غلبہ اور احوال ارضیہ میں سے دوسرے امور کے غلبہ کی وجہ سے ان کی روزی کھانا پینا (عالم مثال سے متعلق) مثالی ہے جو صبح و شام انھیں دیا جاتا ہے اور اس کام کے لیے ملائکہ عنصریین اور آدمیین کی جیسی ایک جماعت کو مقرر کر دیا ہے۔ اور بہ طریق ندرت آدمیوں کی ایک جماعت جو ابھی موت طبیعی سے مردہ نہیں ہوئی ہے ان کے پاس جاتی ہے اور قیام کرتی ہے۔ جب اس بہشت میں میرا گزر ہوا تو دیکھا کہ ہزاروں لاکھوں ارواح وہاں موجود ہیں اور کسی کو کسی سے کوئی واسطہ یا ربط و ضبط نہیں ہے اور ایک دوسرے سے بے تعلق ہے، نہ کوئی کسی سے یہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے، وہاں نہ نسبتیں ہیں اور نہ ان کو گذشتہ باتیں یاد ہیں، نہ کوئی مرض ہے اور نہ بول و براز نہ انھیں ناک پھینکنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کھانسی اور تھوک آتا ہے بعض تسکین ہی تسکین ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ نہ وہاں اس کی فکر ہوتی ہے کہ میں کل کیا کروں گا اور روز گذشتہ میں نے کیا کیا۔ اور کھانا پینا ہمارے پاس کہاں سے آتا ہے اور لباس فاخرہ لانے والے کون لوگ ہیں اور ان کی غرض اس لانے میں کیا ہے۔ اس قسم کی باتیں کبھی ان کے خیال میں نہیں گزرتیں[لہ]۔ اگر وہ حدیث نفس کرنا چاہیں تو تسکین مانع التفات ہوتی ہے ان نعمات کے استحقاق کا سبب (در اصل) ان کے اعمال نہیں ہیں بلکہ وہ شکل فلکی ہے جس نے ان کی پیدائش کے وقت معاملات و مناظرات کا تقاضہ کیا تھا لہٰذا، وہی معاملات ظاہر ہوں گے۔ جس طرح ہم اگر سرو و گل کی صورت بنائیں تو ہماری منظور نظر وہی صورت ہوگی نہ کہ کوئی اور۔ خواہ وہ مٹی سے ہو یا موم سے یا اینٹ چونے سے۔ اسی طرح وہ معاملات و مناظرات ہر اس مادہ سے جو ہوتا ہے مثل ہوتے ہیں۔ اور بعض افراد میں وہ محنتیں جو دار المحن میں

[لہ] یعنی ان کو اپنی حالت میں اس قدر کمیت و کیفیت ہے جو معنی و بیان میں نہیں آسکتی۔

Marfat.com

وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان نعمتوں کے حصول پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ یہ تصویر بتیں صورت بہیمیہ کو راہ راست پر لگا دیتی ہیں۔ اسی طرح میں نے طارقوں کو اس میں موثر دیکھا ہے اور کسی دوسرے عمل کا اس میں دخل نہیں دیکھا۔ اور ایک جماعت ان میں بادشاہوں کی ہے جو تاج و تخت رکھتے ہیں اور ایک فوج ان کے ہمراہ ہے اور ایک جماعت صاحب خانہ کی ہے جن کی اپنے جنس مزاج کے مطابق بیوی اور خادم ہے اور ان معتدلہ جگہوں پر وہ اجتماع رکھتے ہیں اور کھانا پینا متخیل یا متحقق کھاتے پیتے ہیں۔

وارد ۵۷:۔ مجھے بتایا گیا کہ بنی آدم کی جماعتوں میں ایک گروہ ایسا ہے جن کا مزاج تقریباً اسی نہج پر پیدا کیا گیا ہے اور ان کا نام ملائکۃ الانس ہے (وہ) خلق کے درمیان کائن و بائن (موجود و غیر موجود) ہیں ان پر تسکین غالب ہے۔ اہل و عیال مال و دولت ہم نشیں اور تکلفات معیشت اور پوشاک وغیرہ میں ہیئت معینہ (ایک خاص طرز) رکھتے ہیں جو ان کے طالع (نصیبہ) کا مقتضا ہے اور یہ ایسا نقش ہے کہ کبھی ایک مادہ پر ہوتا ہے اور کبھی دوسرے مادہ پر۔ اسباب کے تفکر و تجسس میں نہیں پڑتے اور فطرت و جبلت کے مطابق ایک خاص وضع کے خواستگار رہتے ہیں۔ اس کی مزید تفسیر کرنے سے مجبوری ہے۔ اور ان قسموں میں سے ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو ایسی عورت کی طلب کرتے ہیں جو ان کے ہم مذاق ہو اور جماع سے قبل غسل کرتے ہیں اور ابھی ان کے بال خشک بھی نہیں ہو پاتے کہ جماع سے فارغ ہو جاتے ہیں اور پھر غسل کرتے ہیں اس جماع کو اپنے مزاج کے مخالف نہیں جانتے اور ان کی غذائیں چند صفات سے متصف ہوتی ہیں مسکن نہ کہ نفاخ بلکہ معدہ پر سبک۔ خوشبو دار خوش شکل۔ میٹھا یا کھٹ میٹھا۔ (جس میں) قبل سابق از برنج سفید یا شکر سفید

۱؎ چونکہ اس میں زہرہ کا غلبہ ہے اور وہ طہارت کا متقاضی ہے۔

Marfat.com

ملی ہوئی ہو اور اس میں گلاب پڑا ہوا ہو یا از قسم ترمیوہ جات جیسے انار، سیب اور خربوزہ اور .... وغیرہ۔ اور ان کی شرط یہ ہے کہ ان کی نیند رات و دن کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ اور ان کا کھانا چوتھائی پیٹ ہوتا ہے (اور) اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایسے اسباب مہیا کرتا ہے وہ جانتے بھی نہیں۔ اور وہ خوشی خاطر کے تابع رہتے ہیں۔ دیگر لوگوں کے رسم و رواج کو معتبر نہیں سمجھتے (اور ان کی باتیں مختصر، مفید اور مفرح ہوتی ہیں۔ اصحاب منازل ہوں یا ملوک زمین۔ فکر کا ان کے قلوب میں گذر نہیں۔ وہ ایک جماعت کو اپنے طالع کے مطابق مسخر کر لیتے ہیں اس جماعت میں زمانہ کے (ساز و سامان) کی ضروریات ان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور ایک گروہ بحسب الہام جبلی جو قوائے فلکیہ سے نشو و نما پائے ہوئے ہو ان کا مسخر و مطیع ہو جاتا ہے اس طرح (اس اعتبار سے) ان کی ریاست (سرداری) کی صورت قائم ہو جاتی ہے۔

وارده :- آگہی آئی کہ اس قسم کی تسکین کا سبب ہمارے عالم جبر میں بھی ہے اس میں سے ایک صبح صادق کی طرف گہری نظر رکھنا ہے۔ اور اسی میں معتدل اور خوشگوار ہوا ہے اور اسی میں سے نوم غیر مستقل ہے جو لطیف غذاؤں کے بخارات کے سبب سے یا آب شیریں سے حاصل ہوتا ہے اور اسی میں سے ملائکہ مقربین عنصرین کا تقرب اور ان کا اثر قبول کرنا ہے۔ اور انھیں خصوصیات میں سے حدیث نفس سے زمانۂ دراز تک باز رہنا ہے اور لڑائی جھگڑوں وغیرہ سے بھی باز رہنا ہے وغیرہ وغیرہ

وارده :- مجھے بتایا گیا کہ ملائکۃ الانس اپنی اکثر حرکات و خیالات میں قوائے فلکیہ کے خواطر کے تقاضا پر چلتے ہیں۔ مثلاً کسی کے دل میں بوجہ اس بیقراری کے جو اس عورت کی طرف ہے جو اس کے طالع میں ہو نکاح کی خواہش ہو (تو) اسی صورت میں وہ خیال کو متشبع[1] کر دیتا ہے۔ اور اگر دل میں کسی عمارت کی تعمیر کا خیال گزرے تو یہی

---

[1] عملی جامہ پہنانا۔

Marfat.com

مکانات جو اس کے طالع میں مقرر ہو اس کے خیال میں متشبح ہوگا اور اگر کسی لباس کا خیال آئے تو وہی لباس جو اس کے طالع کا مقتضی ہو اس کے دل میں متشبح ہوگا علیٰ ہذا القیاس جب کوئی شخص ایسا ہوتا ہے (تو) اس کا خیال معتبر ہوتا ہے اس کو حضرت الجبال کہتے ہیں اور وہ خیال بمنزلہ خواب کے قابل تعبیر اور لائق اعتماد ہوتا ہے۔ فقیر کی والدہ نے ایک عجیب قصہ بیان کیا کہ وہ اپنے بچپن میں خاندان کی لڑکیوں کے ہمراہ کھیلا کرتی تھیں اور اس وقت ہمیشہ دو کھلونے (گڈے) اپنے کھیلنے کے لیے بنایا کرتی تھیں بعدازاں خارج میں وہی صورت واقع ہوئی یعنی بڑھاپے میں (وہی) دو لڑکے ان کے پیدا ہوئے۔ نیز والدہ اپنی خاندان کی ایک عورت کا نام لیا کرتی تھیں کہ وہ ہمیشہ ایک گڑیا بنایا کرتی تھی کرتہ پہنے ہوئے بیوہ کی شکل میں (بعدازاں) وہ اپنی ابتدائی عمر میں بیوہ ہوگئی اور تمام عمر بیوگی کی زندگی گذارتی رہی۔ نیز ایک دوسرا قصہ بھی بیان کرتی تھیں کہ میرے لڑکوں میں سے جب کوئی بیمار ہونے والا ہوتا ہے تو میرے دونوں پستانوں میں بڑی تکلیف دہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے میں سمجھتی ہوں کہ میری اولاد میں سے کوئی بیمار ہوگا۔ اور جب میرے ہاں ولادت ہونے والی ہوتی تو میں اپنے کو دیکھتی ہوں کہ میں نے لڑکا بنایا ہے یا لڑکی۔ وہی صفت میرے ہاں پیدا ہوتی ہے۔ نیز ایک سفر میں تھا اور سخت گرمی و تپش میں راستہ چل رہا تھا جب لوٹ کر آیا تو بیوی نے بیان کیا کہ فقیر کی والدہ کئی بار بے قرار و پریشان ہوئیں اور پھر سخت گرمی کے باوجود دو پہر میں باہر جا بیٹھیں یہاں تک کہ سب لوگ بہ ہزار منت وخوشامد انہیں سایہ میں لے گئے۔ جب میں نے حساب لگایا تو وہ وہی وقت تھا جب میں راستہ میں تھا اور آفتاب کی تمازت و شدت کی وجہ سے بہت پریشان تھا

---

[1] ان بیانات میں شاہ صاحب نے ارادہ کی قوت اور اس کے اثرات کو نمایاں کیا ہے اور کہا ہے کہ ارادہ مستحکم ہوتا ہے وہ بالآخر خارج میں متحقق ہو جاتا ہے۔ تقی انور

اور تکلیف اٹھائی تھی۔ حکایت اول کا سر مقتضیات فلکیہ کا دل میں انطباع ہو کر دیا بتانے کے ضمن میں اور حکایت ثانی کا سرار ہاص[1] ہے (یعنی) عالم میں کوئی چیز موتی تو کرامت کے ظہور سے قبل اس پر یقین نہیں کرتے کہ ایسا واقع ہو گا یعنی بعض اجزائے عالم غیر کی صورتیں ملتی جلتی ہیں قبول کرتے ہیں۔ دونوں پستان بچہ کی پیدائش سے ایک خاص مناسبت رکھتے ہیں کہ انھیں پر اس کی پرورش کا دار و مدار ہے (اور) مرتبۂ ارہاص میں ہر جگہ نا خواندہ مقصود ہوتا اور دوسرا درجہ حکایتوں کا سر ظاہر ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ سکندر اپنا سامان جاننے کے لیے غیب کی جانب سے ایک جنگل میں آیا۔ دو چکوروں کو دیکھا کہ آپس میں لڑ رہے ہیں ایک غالب آیا اور اس نے دوسرے کو بند کر خود درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک باز آیا اور اس کو مار ڈالا۔ سکندر نے اس سے سمجھ کر دو دشمن پر فتح یاب ہوگا اور پھر دنیا سے انتقال کر جائے گا۔ اور یہ تو حکایت ہے کہ (ایک بار) بادشاہ روم نے نوشیرواں کو ایک سربمہر ڈبہ یہ کہہ کر بھیجا کہ دیکھیں کون ایسا ہے جو اس ڈبہ کو کھولنے سے پیشتر یہ سمجھ جائے کہ اس ڈبہ میں کیا ہے۔ نوشیرواں نے اسے بزرجمہر کے حوالہ کیا وہ علی الصباح حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے باہر نکلا۔ ... عورتوں کو دیکھا جن میں ایک عورت غیر شادی شدہ ... اور دوسری شادی شدہ لیکن لاولد اور تیسری شادی شدہ تھی اور اس کے لڑکے بھی تھے ... اس نے یہ سمجھا کہ اس سربمہر ڈبہ میں تین ... ایک ... بغیر ... دانہ ... تیسرا پورا پڑا ہوا۔ اس حکایت میں یہ بھید ہے ... متوجہ ہوتا ہے تو غیب سے اس کو الہام کرتے ہیں لیکن بعض ... کے ظہور ... ہوتے ہیں اور بعض الہام ناسخ پر ٹیک رکھتے ہیں۔ اس

---

[1] ... ہونا "ارہاص" اس کرامت کو کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے ... نبوت سے ... (... صفحہ ۴۱)
... علیہم السلام کے ... بیدا ...

کی مثال یہ ہو کہ کسی چیز پر نظر پڑے اور اس چیز کو اپنے سامنے اپنی فراست سے منتقل کر لے

وارِدہ۔ آگاہی آئی کہ مواطن ملکوت میں سے ایک موطن ملاء اعلیٰ عنصریہ کا موطن ہے (ان کا کلام عجیب انداز سے ہوتا ہے) ان کے بات کرنے کا عجیب انداز ہے۔ جیسے مجلس میں لوگ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور ایک شخص درمیان میں خاموش بیٹھا ہوتا ہے دوسری سمت منھ کئے ہوئے اور دوسرے کام میں مشغول۔ اچانک ایک بات کہہ اٹھا ہو یا ہاتھ و زبان سے اس طرح اشارہ کرتا ہو کہ اس کے حال و قال کے قرائن سے مطلب سمجھا سکتا ہے۔ اور اگر صرف کلمہ یا اشارہ ہو تو کچھ سمجھ میں نہ آسکے۔ اسی طرح یہ ملائکہ بڈکا سا (معمولی سا) اشارہ اس شخص کے دل میں القا کرتے ہیں تو کبھی اس شخص کے خیال میں فوراً بجائے اس القا یا اشارت محسوسہ کے استعداد وقت کے مطابق ایک کلمہ متمثل ہوجاتا ہے اور یہ تمثل اتنی جلد ہوتا ہے کہ خود یہ شخص بھی نہیں پہچان پاتا بلکہ بغیر کسی تنبہ کے یہ جان لیتا ہے کہ فرشتہ نے بعینہ یہی کلمہ کہا ہے یا بعینہ یہی اشارہ کیا ہے۔ اور یہ ایک عجیب تحقیق ہے کہ حکیمانہ نظر نے وہاں تک رہنمائی کی ہے ورنہ جمہور مخاطبین اس کو ملائکہ کی طرف سے نہیں سمجھتے۔ ایک رات میں نے گوشت کھایا تھا (میں نے دیکھا) کہ انھیں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میری پشت کی جانب سے اڑ کر جارہا ہے اور یہ اشارہ کرتا ہے کہ یہ شخص کیا کررہا ہے یعنی گوشت کھانے کے باوجود اسمائے اربعین کیوں پڑھتا ہے۔ اس کے اس کہنے سے دل میں ایک وحشت پیدا ہوئی۔ جب رات کو میں نے تکیہ پر سر رکھا اور سو جاتا تو ایک فرشتہ نے یہ پکار کہا کہ مسجد میں یہ قباحت ہوئی میں اس اشارہ سے مطلب نہ سمجھ سکا (پھر) اسی نیند میں احتلام واقع ہوا۔ بعد ازاں تحقیق کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ اس نے اشارہ احتلام کی طرف کیا تھا۔

وارِدہ۔ آگاہی آئی کہ جس طرح ملائکۃ الانس ملائکہ سے ایک قدم نزدیک ہیں اسی طرح بنی آدم کی ایک جماعت کلی بہائم سے ایک قدم نزدیک تر ہے اور دو بد

Marfat.com

گروہ ہے جو اپنی شکم پری اور دودھ پینے میں مشغول ہے (اور) لذات حسیہ سے حظ حاصل کرنے کے علاوہ ان کا کوئی اور مطمح نظر نہیں۔ اور ایک جماعت درندوں سے ایک قدم نزدیک تر ہے اور وہ وہ گروہ ہے جو اپنے ساتھیوں پر غلبہ و حسد کرنے میں مشغول ہے۔ اُن کی ہمت کا مطمح نظر سوا خود بینی و خود پسندی کے اور کچھ نہیں ہے اور ایک جماعت حشرات الارض سے ایک قدم نزدیک تر ہے اور وہ وہ گروہ ہے جو جنگلوں میں رہتا ہے اور جنگلی جانوروں کا شکار کرتا ہے اور قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا سے اشارہ اسی جماعت کی طرف ہے۔ اور ایک جماعت شیاطین سے ایک قدم نزدیک تر ہے اور وہ وہ گروہ ہے جو معاصی کے اکتساب میں مبتلا ہے اور خبیث در خبیث یہی ان کا کام ہے مثل شراب فروشی اور مزمار نوازی کے یہ گروہ کا سب رذیلہ سے رکنے کے بعد چند خبیث گذرنے پر اعتدال کے ساتھ صورت نوعیہ انسانیہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

دائرہ دوم۔ آگاہی آئی جس طرح بہشت برزخ جو کہ طالع کی سعادت کا سبب ہے واضح ہوئی اور بہشت مجازات جو اعمال پر منحصر ہے مکشوف ہوئی۔ اسی طرح دوزخ برزخ جو طالع کا سبب ہے اور دوزخ مجازات جو اعمال و ملکات کے ساتھ وابستہ ہے عالم ہی میں واقع ہے لیکن چونکہ تم کو حقایق کا کشف بہ طریق ذوق ہوتا ہے نہ بطریق خبر لہٰذا تدبیر غیب نے ان معارف کو تم سے موقوف رکھا۔

دائرہ کنہ۔ آگاہی آئی کہ جس طرح وہ جماعت جس کا حال واضح ہو چکا بسبب قوت سعادت بہشت میں داخل ہوں گے اور مقامات عالیہ پر متمکن ہوں گے اسی طرح بندگانِ خدا کی ایک جماعت ایسی ہی ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اور اس کو ملائکہ موکل اور تعظیم شعائر اللہ کے ساتھ معاملہ واقع ہوتا ہے ان کے دلوں میں ملائکہ کی طرف سے اور ملائکہ کی طرف سے ان کے دلوں میں ایک وسیع اور کشادہ راہ ہے۔ اس جماعت

ملے ۵ وہ نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا۔

Marfat.com

کو اس دنیا سے انتقال کرنے کے بعد جسم نورانی عطا کرتے ہیں اور مسجد حرام میں بیت اللہ میں یا مدینہ طیبہ میں چھوڑ دینے کا حکم دیدیتے ہیں۔

وارده:۔ آگاہی آئی کہ نفسانی امراض میں سب سے سخت تر رسوائی کے اعتبار سے قیامت کے روز حقد (کینہ) و شہوت خفیہ ہے۔ حقد سے مطلب یہ ہے کہ غصہ کا تقاضا پیدا ہو اور اس وقت اس کا اظہار ممکن نہ ہو (یا خلاف مصلحت جانتا ہو) تو نفس اسے اپنے میں جذب کر لیتا ہے اور ظاہری اعتبار سے کان کو ملم یکن بنا دیتا ہے اور پھر مغضوب علیہ سے (بظاہر) محبت و موانست کرتا ہے اور اپنے کو ہشاش بشاش رکھتا ہے پھر موقعہ و قدرت پاتے ہی اپنا انتقام لیتا ہے اور شہوت خفیہ سے مطلب یہ ہے کہ بتقاضائے (بشریت) شہوت پیدا ہو اور نفس اس پر عمل کرنے کی طلب کرے لیکن اس پر قدرت نہ ہو تو نفس اس کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے اور کان کو ملم یکن بنا دیتا ہے پھر صالحین کا رنگ اختیار کرتا ہے۔ یعنی نماز و روزہ کرتا ہے اور مسجد میں بیٹھتا ہے اور کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے نیز واعظ کی مجلس میں بیٹھتا ہے اور ہر ممکنہ حیلہ سے جو شہوت کے مقابل ہوتا ہے تمسک کرتا ہے۔ پھر موقعہ ملتے ہی شہوت پر عمل کرتا ہے۔ یہ دونوں (حقد اور شہوت خفیہ) قیامت کے روز انتہائی ضرر رساں ہیں اور دنیا میں ان دونوں کا علاج مشکل ترین علاج ہے۔

وارده:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کریمہ سے بیعت کے وقت جو کہ میرے طریقہ میں ہے آگاہی آئی کہ انبیاء علیہم السلام سے تمسک کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جماعت صرف مقلد ہے اور وہ عام مومنین کی ہے اور ایک جماعت نے عقل کی شہادت سے یہ پایا ہے یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شرع کے احکامات اور ہر چیز میں جو معاد و ملکوت کے سلسلہ میں شرع میں وارد ہوا ہے عالم میں مصلحت کے مطابق اور سنت اللہ کے موافق ہے اور یہ جانتے ہیں کہ شریعت انسان کی صورت

Marfat.com

نوعیہ کے مطابق وارد ہوئی ہی کل مولود یولد علی الفطرۃ (اور) صورتِ نوعیہ اسی کی مقتضی ہو اور یہ جماعت خاص مومنین کی ہی۔ اور امت میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو شریعت کو شہادتِ طبعی و عقلی سے قبول کرتے ہیں ان دونوں سے مطلب یہ ہی کہ اس کی طبیعت بشری عقل و تقلید سے صرف نظر کر کے انھیں مامورات کو چاہتی ہو اور منہیات سے متنفر ہوتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے اس قول افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ[1] اور کلمۂ اوحینا الیھم فعل الخیرات[2] سے اشارہ اسی جماعت کی طرف ہی اور یہ اخص الخواص ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر احسان رکھتا ہی کہ تجھ کو حضرت اقدس (قسم ثالث میں پیدا کیا ہی۔ ہیئت، اول میں میرے طالع میں شمس و زہرہ و عطارد و برج حوت میں واقع ہی[3]۔ حزب البحر پڑھتے وقت جب میں نے کہا یا علی یا عظیم یا حلیم یا علیم۔ زہرہ نے کہا علی میرے لیے ہے اور وہ میری تمجید ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور شمس نے کہا عظیم میرے لیے ہے اور وہ میری تمجید ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور عطارد نے کہا علیم میرے لیے ہے اور وہ میری تمجید ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور حوت نے کہا حلیم میرے لیے ہے اور وہ میری تمجید ہے اللہ تعالیٰ کے لیے بعد ازاں ہر وہ فقرہ جو میں پڑھتا تھا ان چاروں میں سے یا تین یا دو یا ایک، ہر ایک ان میں سے اپنی طبیعت کے موافق آمین کہتا تھا۔

---

[1] کیا جو لوگ اپنے پروردگار کے کھلے راستہ پر ہوں اور ان کے ساتھ ان ہی کا ایک گواہ ہو پارہ ۱۲ سورہ ہود

[2] اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے کی وحی بھیجی، سورۃ انبیا رکوع ۴

[3] اس کی تفصیل بضمن ولادت حضرت اقدس سابقہ اوراق میں معہ نقشہ گذر چکی ہی۔

Marfat.com

وارده ۴:- آگاہی آئی کہ شمس[1] ذات الٰہیہ کے منسوبات سے ہے عالم اکبر میں اور نار منسوبات عقول سے ہے عالم ارض میں اور مجوسی جو یہ کہتے ہیں کہ ان کے ذریعہ طور سے مطلب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہے قبل تخلیق آدم وہ ٹھیک کہتے ہیں لیکن جب عالم کی صورت تبدیل ہوگئی اور تبدیلی کل کی نوبت بصورت مشبہ احجار مجتبیہ مراتب اعلیٰ در افراد بنی آدم ہوئی (تو) وہ قبلہ منسوخ ہوگیا۔ اب سورج سیارہ ہے جس سے آگ پیدا ہوتی ہے اور نار عناصر میں سے ایک عنصر ہے۔

وارده ۵: آگاہی آئی کہ میرے یہ لڑکے جن کو الطاف الٰہی نے عطا فرمایا ہے سب کے سب سعداء (یعنی نیک بخت اور خوش قسمت) ہیں ایک قسم کی ملکیت ان میں ظہور فرمائے گی لیکن تدبیر غیبی اس کی متقاضی ہے کہ ان کے علاوہ دو شخص اور پیدا ہوں گے جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں برسہا سال (مدتوں) احیائے علوم دین کریں گے (دینی علوم رائج کریں گے) اور وہیں مستقل سکونت اختیار کرلیں گے یہ اپنی ماں کے رشتہ سے مجھ[2] سے متعلق ہوں گے (یعنی حسبًا) گو کہ آدمی فطری طور پر اپنے وطن مالوف مادری سے رغبت رکھتا ہے تو اس سرزمین کو چھوڑنا جہاں اس کی والدہ رہتی ہوں اسے بڑا شاق گذرتا ہے لیکن بدرجہ مجبوری کرنا پڑتا ہے۔

---

[1] شمس ذات کا مظہر ہے اور قمر نار کا۔ مجوس دو خدا مانتے ہیں ایک کو اہرمن کہتے ہیں اور دوسرے کو یزداں اور ان کو نور وظلمت بھی کہتے ہیں۔ فرقہ مجوس کہتا ہے کہ جب دنیا میں خیر غالب رہتا ہے تو اس وقت دنیا کا حاکم "یزداں" ہوتا ہے اور جب شر غالب ہوتا ہے تو اس وقت کا شاہ کا حاکم "اہرمن" ہوتا ہے یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے (تفصیل کے لیے علم کلام کی کتابیں ملاحظہ کریں) تقی انور

[2] شاہ عبدالعزیزؒ کے دو نواسے شاہ محمد اسحاقؒ و شاہ محمد یعقوبؒ اور شاہ صاحبؒ کا ارشاد اس وقت کا ہے جب شاہ عبدالعزیزؒ طفل خورد سال ہوں گے۔ تقی انور

Marfat.com

وارد ۵:۔ آگاہی آئی (مجھے بتایا گیا) کہ جبروت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی صورت مثالی سے عبارت ہے (کیونکہ جبروت عالم اسمائے الٰہی ہے اور ان اسماء کا مسمّیٰ وہ صورت مثالی ہے جو عالم مثال میں موجود ہے) اس معنی میں عالم مثال میں ایسی صورت [illegible] جو مجرد محض کی حکایت کرتی ہے اور اس [illegible] کا تعلق [illegible] کی طرح ہوتا ہے اور کبھی اس ربط و تعلق کی طرح ہوتا ہے جو کواکب کو کواکب سے ہے [illegible] نسبتیں، جیسے کوئی [illegible] شخص [illegible] اچھی شمس کی حکایت کرتا ہے (یعنی اس شخص کا جاہ وجلال ہونے کے جاہ وجلال کی تصویر ہے) اسی طرح عالم مثال میں [illegible] کیفیت پیدا ہوتی ہے جو مجرد محض کی حکایت کرتی ہے، وارد ہے جبروت کی اصل [illegible] ذہنیہ ہے جو عرش کے حال کے [illegible] (یعنی عرش کا [illegible]) ہے اس کا جو نقطہ ذہن میں متمثل ہوتا ہے اور مجرد محض کے [illegible] قبول [illegible] حق کی صورت مثالی کی حکایت کرتا ہے یہ نقطہ [illegible] عرش کہلاتا ہے اور دوسری وجہ سے ذات الٰہیہ کی تحقیق ہے اس کے بعد ہر کامل میں [illegible] سورت الٰہیہ رکھی گئی۔ جو اس کے وہم وخیال کے درمیان ہے کیونکہ وہ نفس کلیہ مقید ہو کر نفس جزئیہ ہو گیا۔ عرش کی صورت ذہنیہ بمنزلہ جوہر[1] ہے جو تابندہ ہے اور اس سے نکلنے والی صورتیں اپنے کمال میں خواہ [illegible] کی صورت ہو خواہ فلک کی خواہ آدمی کی اس جوہر تابندہ کی [illegible] شعاع کے مثل ہے۔ اللہ کے علم میں وہ ساری روشنی جو جوہر و شعاع نے نکلی [illegible] علم پر محیط ہے۔ اس طرح علم معہ اس روشنی کے ایک وارد سے ہوا اور یہ وحدت مبدا فیاض کے سامنے قائم ہو گئی یہ حقیقت کل اور باقی رہنے والا چاند ہے (کیونکہ جسم کلی کے نقطہ نے مجرد محض کو قبول کر لیا ہے۔ (تبدیل اور متغیر ہونے والے افراد کا عین دو دن نہیں ٹھہرتا (یعنی ہر روز تغیر و تبدل ہوتا ہے

[1] وہ شے جو قائم بالذات ہو اور اپنے وجود میں عنصر [illegible]

Marfat.com

کل یوم ھو فی شان ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے۔ عالم شہادت کے افراد کائنہ فاسدہ کے عین وجود میں یہ فرد مقدس متحقق ہوتا ہے اور یہی فرد دوسرے چاند کی طرح ملکوت سے محسوب ہوتا ہے اور افراد کائنہ فاسدہ عالم شہادت سے بفحوائے من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین اسی ملکوتی فرد سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اور دوسرا فرد جو مقدس تر ہے کیونکہ ابداً اور ازلاً موجود ہے اور وہ جبروت سے محسوب ہوتا ہے۔ اس طرح ایک وجود میں تین وجود پیدا ہوئے۔ شہادتی۔ ملکوتی۔ جبروتی اس اعتبار سے ایک شخص قائم ہوا اور وسط عالم میں کھڑا ہو گیا جس سے مطلب جبروت ہے۔ اور اس واحد شخص میں ایک جزو ہے جو فعل سے متصل ہے منفصل نہیں کہ جو جبروت سے بالفعل ہر کال کا نسیبہ ہے اور اس نے ان سارے متفرق اجزا کو وحدت کی شکل دی ہے۔ جیسے دس وحدتوں کو جمع کرنے سے عشرہ کا پوشیدہ وجود ظاہر ہوتا ہے اس وحدت کو اچھی صورت دی گئی۔ کیونکہ یہ واجب تعالیٰ کے محاذی (مقابل) ہے اس کی مثال واجب تعالیٰ کی نسبت سے روح وبدن کی نسبت ہے ہر چند کہ جبروت کا تعلق عالم شہادت اور عالم مثال سے ہے خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنے لیے اصطفا فرمایا (منتخب فرمالیا) اس جگہ صورتوں کی دوگانگی بفحوائے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ تعدد آتی متعدد کے سبب محذوف ہو گئی اس شخص قدسی میں عالم کی تشریح کرنے والی ساری کثرت مندمج ہوئی اور تعدد مضمحل (نیست) ہو گیا لیکن وہ مادہ بقوت باقی رہا۔ اسی صورت جبروت کی نمائش تین طرح پر ہے۔ نمائش اول میں وہ احجار رجیبہ افلاک کا مبدا ہے اور اسی اعتبار سے یزداں کے نام سے موسوم ہے اس کا نور نہایت سفید اور رنگ صبح صادق کی طرح

۱؎ گوبر اور خون میں سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں۔ پارہ ۱۴، نحل رکوع ۹

۲؎ سچی جگہ قادر مطلق کے مقرب ہوں گے۔ پارہ ۲۷۔ سورۂ قمر رکوع ۳

Marfat.com

سفید ہی اور دوسری نمائش میں وہ ملائکہ ملاء اعلیٰ کے احجار بجتیہ کا مبدا ہی اس کا رنگ شفاف بہ رنگ مائل بہ سفیدی ہی اور تیسری نمائش میں بنی آدم کے احجار بجتیہ کا مبدا ہی جن کی ضوء (روشنی) آفتاب کی روشنی کی طرح یا بادلوں کی روشنی کی طرح جو غروب آفتاب کے وقت منعکس ہوتی ہیں اور اس کا رنگ ہوا کے رنگ کی طرح مائل بہ سرخی ہوتا ہے۔

(۱۰۵)۔ آگاہی آئی کہ جس طرح آفتاب اپنی حد ذات میں شعاع رکھتا ہے کاش آپ موجود ہوتا یا نہ ہو اسی طرح ذات سے ایک شعاع نکلی اور عوالم کے سرے تک چلی گئی ہی۔ جب یہ شعاع خیال عرش سے نقطہ معینہ[۱] پر پڑی (تو) وہ تدلی کل کی اصل ہو گئی (پھر) جب آسمان و زمین و موالید و نفوس فلکیہ و ملاء اعلیٰ و آدمیین پیدا ہوئے تو وہی شعاع ریزش کر کے عرش پر مستوی ہو گئی۔ اور چوں کہ ایک طرح کے تعدد و توحد (کثرت و وحدت) نے بنی آدم کے علوم میں تین نمائش سے ظہور کیا، بہ رنگ یزداں اور وہیں سے دوسرے دو پیدا ہوئے۔ ایک اعتبار سے وہ سب دائم بہ دوام حق ہی اور ایک ہی چیز ہے۔ اور ایک اعتبار سے متعدد ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق کے بعد تمام عالم پیدا ہوئے۔

(۱۰۶)۔ آگاہی آئی کہ جبروت فطری طور پر ایک اعتبار سے اس بلور سے شباہت رکھتا ہی جس کی شکل ایک گیند کی ہی۔ جو شخص اس کی طرف دیکھتا ہی اس کی نظر اس گیند کی طرف نفوذ کرتی ہی۔ اور جو شخص اس میں دیکھتا ہی اولاً اپنی ہی صورت دیکھتا ہی اور نظر کا نفوذ آخر کرہ تک اپنے چہرہ کے عکس کے ساتھ محفوظ رہتا ہی۔

(۱۰۷)۔ مجھے آگاہی آئی کہ ایک حجر بجت جو کسی کامل میں پیدا ہوتا ہی اس کا احسان تمام عالم پر ثابت ہی جس نے حق کو خلق کے نزدیک کر دیا ہی۔ (یعنی اس (کامل) کا حجر بجت

---

[۱] خیال کو حروف میں لانا یعنی ما فی الضمیر ادا کرنا یا باطن کو ظاہر کرنا۔ تقی انور

Marfat.com

حق کو خلق کے نزدیک کر دیتا ہی)

وارِدہ:۔ مجھے آگاہی آئی کہ طلسم الٰہی کی اس صفت کے ساتھ معرفت کہ اس کی لمیّت[1] اور انیّت[2] واضح ہو اور اس کے اسرار و رموز اور نمائش ظاہر ہوں خاص طور پر یہ نمائش جوش کو وہ طور ہم نے بیان کی وہ اعلان کرنے والی ہی معرفت طلسم الٰہی کے دورہ کو ختم کرنے کی ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ اس کے بعد آثار قیامت ظاہر ہوں گے یا کوئی دوسرا دورہ شروع ہوگا۔

وارِدہ:۔ مجھے آگاہی آئی کہ جس طرح مراتب ترقیات تکوین میں معدن بصورت نبا اور نبات بصورت حیوانیہ اور حیوان بصورت انسانیہ مقتضی ہوئے (فیصلہ یا حکم کیے گئے) اسی طرح مراتب تشریع میں ملتیں تدلی اعظم کے سامنے ایک دوسرے سے پہلے صف بستہ ہو گئیں اور ایک خاص وضع پر نزول فیض کی آماجگاہ ہو گئیں اور یہ فیض ملتِ متاخرہ ہوگیا پس ملت مجوسیہ دعوت تھی بر و اثم و اخلاق و ملکات محمودہ کے اصول کی۔ پھر زمانہ گزرنے کے بعد ملت یہودیہ آئی اور ملت یہودیہ دعوت تھی حدود و اوضاع مقدرہ، تدبیر منزل[3] اور ریاست مدنیہ[4] اور اعلائے ملتِ حقہ کی (تبلیغ کی) اور ملت نصرانیہ دعوت تھی حکمت تہذیب نفس اور فنا فی الرسول کی۔ جب یہ سب ملتیں تدلی اعظم کے سامنے حظیرۃ القدس میں قائم ہوئیں تو شریعہ محمدیہ کے نزول کی استعداد رکھنے والی (پیش خیمہ) ہو گئیں اور بر و اثم کا خلاصہ ملت مجوسیہ سے اور اوضاع و صدقہ کا خلاصہ ملت یہودیہ سے منتخب کر لیا گیا اور فنا فی الرسول کو ایک بعض دے کر (متابعت کی گئی) معتدل کرکے برگزیدہ کر لیا گیا اور

---

[1] لمیّت علت سے معلول کو سمجھنا (جیسے آفتاب سے دھوپ کا علم ہونا)

[2] انیّت معلول سے علت کا علم حاصل کرنا (جیسے دھوپ سے آفتاب کا علم ہونا) (تفہیمات)

[3] معاشی کوشش

[4] شہری انتظام

Marfat.com

ان سب کا مجموعہ ملت محمدیہ ہو گئی اور (پھر) افضل الانبیاء پر جو افراد بشر میں سب سے زائد عادل ہیں منزل ہوئی ذلک تقدیر العزیز الحکیم۔

افادہ:۔ ان ایام میں جب کہ شاہ درانی اور نجیب الدولہ کفار دکھن کی افواج سے مقابلہ کر رہے تھے اور ان ملعونوں کی ایک فوج شاہجہاں آباد پر بھی مسلط تھی اور وزیر عماد الملک نے ایک شخص کو برائے نام تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور بادشاہ ان ملعونوں کے محاصرہ اور توپ خانہ اور ان کی کثرت سے سخت پریشان ہو گیا تھا ان دنوں حکیم ابوالوفا کشمیری نے جو حضرت اقدس کے فدویوں میں سے تھے آپ کی خدمت میں ان حالات کے انجام کا استکشاف چاہا۔ فرمایا کہ فقیر کے دل میں جو القا کیا گیا وہ یہ ہے کہ ملکی مصالح میں بادشاہ کی پریشان خاطری اور دائیں بائیں سے پریشانی میں پڑنے اور اپنی کسی کوشش کو کارفرما نہ پانے اور کچھ عرصہ کے لیے اس کی بدنصیبی اس وبال ظلم کی وجہ سے ہیں جو اس نے شہر کے مسلمانوں پر ڈھائے ہیں بعد میں نئے اثرات ملائکہ عالیہ کی جانب سے ظاہر ہوں گے جو تخت دہلی کے لیے مقرر ہیں۔ سابق وزیر بڑی ذلت اٹھائے گا اور کفار بھی ذلت اٹھائیں گے۔ بعد ازاں بادشاہ ختم ہو جائے گا اور سلطنت کا کام ایک دوسرے شخص کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اس شخص کے تعین کے بارہ میں ملاء اعلیٰ میں غیر متعارف الفاظ میں بحث ہو رہی تھی یعنی فریدون کو ہم پھر تخت پر بٹھا لیں گے۔ اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سب سے اس کی اصلاح مقصود ہے اور شخص معہود (مقررہ) اولاد ملوک میں ہو گا خصوصاً وہ شخص جس کا باپ ظلم و ستم سے مارا گیا۔ انتہی۔ پس ایسا ہی ہوا کہ کفار باوجود کثیر تعداد کے اور تعداد بھی کیسی کہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد تھی اور سامان جنگ بھی بے شمار مہیا تھا سرنگوں ہوئے جس وقت کہ غازیان دین اور شیران شجاعت آئین مقابل ہوئے تھوڑی سی

Marfat.com

ہی جنگ میں حواس باختہ ہو گئے اور شکست کھا کر مفرور ہوئے۔ کانھم حمر مستنفرۃ
فرت من قسورۃ۔[۱] اور اس بھاگنے میں ہزار ہا لوگ جہنم واصل ہوئے اور ان کفار
کے تمام سردار فی النار والسقر ہوئے اور جو باقی بچے وہ قید ہوئے اور جس کو تخت
سلطنت پر بٹھایا تھا وہ بھی قید ہو گیا اور وزیر نے فرار ہو کر قلعہ میں پناہ لی۔ اور بادشاہ
باوجود اس فتح کے جو وہ چاہتا تھا اس پر قابو نہ پا سکا اور پھر اپنے ملک لوٹ گیا۔
بعد ازاں شاہ عالم عالی گوہر پسر عالمگیر شہید ملک پورب کے نواحی میں تخت پر بیٹھ کر
شاہجہان آباد کی طرف جو اس کا موروثی تخت گاہ تھا متوجہ ہوا۔ اسی زمانہ میں
نواب زینت محل والدہ شاہ عالی گوہر نے حضرت اقدس کی خدمت میں اپنے اوپر
گذرے ہوئے مظالم کا تفصیلی خط لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ "حق
بات تو یہ ہے کہ آپ کے خاندان عالی شان پر جو ظلم ہوا ہے اس کے شرارے افق
کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ چکے ہیں۔ قوی امید یہ ہے کہ عدل الٰہی اور بشارت
ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان
منصورا[۲] ثابت ہو گی۔ فقیر دعاؤں میں مشغول ہے اور قبولیت کا منتظر۔ ہاتف غیب نے حصول
مراد کا افادہ فرمایا ہے بلکہ وہ تدبیر بھی گوش ہوش میں ڈال دی ہے جو صاحب معاملہ کو
تین چار سال کی مدت میں کرنا چاہیے اور وہ تدبیر بھی جو سات آٹھ سال بعد
مطلوب ہو گی۔ ان تدبیروں کو ان شاء اللہ وقت پر لکھا جائے گا۔ اسی دوران جب مسلم
افواج اور کفار کی فوجوں کا تصادم ہوا۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ۲۲ ربیع الثانی

۱؎ گویا وہ جنگلی گدھے ہیں اور شیر سے بدک کر بھاگتے ہیں ۲۹ مدثر رکوع ۲

۲؎ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو قاتل سے قصاص لینے کا اختیار دیا ہے تو اس کو چاہیے کہ خون کا بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرے کیونکہ وہ بدلہ لینے میں بھی اس کی جیت ہے۔ ۱۵ بنی اسرائیل رکوع ۴

Marfat.com

شب شنبہ کو واقعہ میں دیکھا کہ گویا مسلمانوں کو مشرکین پر فتح یاب ہونے میں دیر لگ رہی ہو جس کی وجہ سے ایک قسم کی فکر لاحق ہو اور یہ چرچا ہو رہا ہو کہ لڑائی طول کھینچ گئی۔ میں نے کہا کیوں نہ اس سلسلہ میں فال دیکھی جائے حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات موجود ہیں اس کو میں نے فال کے لیے جیسے ہی کھولا پہلے ہی صفحہ پر یہ مضمون نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کی جانب تشریف لے گئے تو ایک شخص نے حضورؐ تک خبر پہنچائی کہ فلاں کافر حضور کو قتل کرنے کا قصد کر رہا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اس کو اس بات پر قادر نہ کرے گا۔ اور اگر وہ سامنے آجائے تو میں اسے قتل کر دوں گا" بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر خود واضح ہو لیکن وجدان کے مطابق اس کے معتبر ہونے کی وجہ یہ ہو کہ (ان) ملعونوں کی نکبت عالم ملکوت کی بلندیوں میں تا حال یقینی ہو (مقرر ہی) اب ملاءِ اعلیٰ کے ذریعہ نزول کیا ہو اور اہل علیین کی ارواح نے اس داعیہ (پیش کش) کو قبول کر لیا ہے۔

واماد کا:۔ اسی دوران حضرت اقدس نے اس خاکسار کو سرفراز نامہ عنایت فرمایا اور اس میں یہ تحریر فرمایا کہ تین تلواریں مشہود ہوئی ہیں اول تو وہ تلوار جو کفار پر اٹھی اور کفار سے مراد یقیناً مرہٹہ اور جاٹ ہیں۔ ظن غالب یہ ہے کہ وہ ایسی ذلت و نکبت اٹھائیں گے کہ کبھی اس کے مثل نہ دیکھی ہو گی اور لوگوں کو کبھی اس کا گمان بھی نہ گزرا ہو گا۔ اور دوسری وہ تلوار اس شیعہ فرقہ پر اٹھے گی جو ہندستان میں ہو وہ بہت ذلت و خواری اٹھائے گا اور اس کی جمعیت منتشر ہو جائے گی اور ان کا زوال ہو جائے گا۔

اور تیسری تلوار ان متعصبین اہل رائے پر اٹھے گی جو اپنی بے بصری سے اپنی رائے کو غالب اور مذہب کو مغلوب رکھتے ہیں اصلها ثابت وفرعها

(حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

فی السماء۔ فقیر کو ان تینوں تلواروں کے اٹھانے پر مامور کیا ہے اور باطن میں اس عزیمت سماویہ کے جاری کرنے کا داعیہ اور طلب رکھی ہے۔ واللہ علی ما نقول وکیل

افادہ:۔ ماہ رمضان ۱۱۴۴ھ میں جب کہ حضرت اقدس نے قصبہ بڈھانہ میں اعتکاف فرمایا اور اس اعتکاف میں جو بھی حقائق الٰہیہ کونیہ اور معارف اسرار شرعیہ صادر ہوئے ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے حسب فرمائش والتماس اس خاکسار کو تحریر فرما کر عنایت فرمائے۔ پس وہ تذکرا لتلک الحالات وانتذاذا بتلک الواردات اس کی تحریر سے اس کتاب کو زینت بخشتا ہے اور ہر مقدمہ کو ایک لائحہ سے معنون کرتا ہے واللہ ولی التوفیق۔

لائحہ[1]:۔ شخص اکبر کے نفس منطبعہ نے ہیولیٰ کی صورت قبول کی پس شخص اکبر اس پانی کے حوض کی طرح ہے جس کے وسط میں عین نصف النہار کے وقت آفتاب کی صورت منطبع (منعکس) ہوتی ہے اور اس کا ماحول ان شعاعوں سے پُر ہو جاتا ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جس طرح آفتاب حقیقت کا ظہور اولاً شخص اکبر کے نفس میں ہے اور اس کی متابعت سے آفتاب کی شعاعیں تمام افلاک[2] املاک کے نفوس میں نیز نفوس قدسیہ انسانیہ میں ظاہر ہوئی ہیں۔

لائحہ[2]:۔ شریعت سماویہ میں تکلم فطرت انسانیہ کے مطابق واقع ہوا ہے اور انسان کی فطرت میں مجرد محض کی معرفت نہیں رکھی ہے۔ جب آدمی کو اپنی فطرت پر چھوڑ دیتے ہیں (تو) وہ اس کو خارج از فہم کر دیتی ہے اور خارج سے ماوراء جہات تک (یعنی مجردات ان کی سمجھ میں نہیں آتے) اور وہ مادہ و مدت کے ماوراء سے

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) [1] شاہ صاحبؒ کی مراد اہل رائے سے وہ طبقہ ہے جو عقل کو اولیں مقام دیتا ہے اور وجدان اور قوت باطنی سے قطع نظر کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تقی انور)

[2] جو چیز عمل سے حاصل ہو وہ لائحہ ہے۔ (تقی انور)

Marfat.com

تجاوز نہیں کرتا. پس دعوتِ شرع اسی تجلی پر مقصور (گھری ہوئی) ہے جو خارج میں واقع ہے اور اس تجلی کے ماوراء اسم ماوراء الوراء ہے یؤمن بہٖ ولا یشتغل بکیفیتہٖ[1] سے مخصوص ہوئے۔ اور یہی تجلی حجابِ نور ہے۔ حجابہٗ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجھہٖ ما انتہی الیہ بصرہٗ من خلقہٖ[2] (یعنی بے محابا ذاتِ حق کو دیکھنا محال ہے) نفس انسانی کی ترقی گردشِ احوال کے اعتبار سے اس تجلی کے علاوہ متصور نہیں ہے۔ لیکن نفس انسانی کی ترقی فہم و عقل کے اعتبار سے مجرد محض تک بواسطہ عینک پہنچتی ہے بغیر اس کے نہیں. جس طرح وہ توحید جو قرآن عظیم نے بیان کی ہے وہ توحید عبادت ہے نہ کوئی اور۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت جو قرآن عظیم میں بیان ہوئی ہے اسی تجلی کی معرفت ہے نہ کوئی اور۔ قوموں (لوگوں) نے چاہا کہ اس معرفت کو مجرد محض سے منطبق کریں اور اس توحید کو توحیدِ وجود یا توحیدِ واجب الوجود یا توحید خلق پر منطبق کریں (اور جنھوں نے ایسا کیا) وہ جہل ابد میں پڑے رہ گئے (دائمی جہل میں مبتلا رہے) ؎

ہر کہ دور اندازتر او دور تر ۔۔۔ از چنیں صیداست او مہجور تر

لائحہ:۔ جس طرح انسانی صورت یا گھوڑے کی صورت جو ہمارے ذہن میں موجود ہوتی ہے وہ دو وجہ رکھتی ہے ایک وجہ وجود خارجی کے مقابل ہے جس سے غرض ہمارا نفس ناطقہ ہے اشیائے محسوسہ کے رنگ کی طرح اور دوسری وجہ سے انسان و فرس کا وجود ذہنی ہے. انسان و فرس کی حقیقت اس مدرک اور مدرک سے قطع نظر کے اسی صورت سے ظاہر ہوئی ہے اور وہ صورت خارجیت کے علاوہ ہے اسی طرح اس صورت جلیلہ

---

[1] وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتے۔

[2] اس کا حجاب ایک نور ہے اگر وہ اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرہ کا جلال اس کی مخلوق کو جہاں تک نگاہ جاوے جلادے ؎ موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات ÷ تو عین ذات می نگری در تبسمی۔

(تفق انور)

عقلیہ ہیں جو فلکِ اعظم کے نفس منطبعہ نے قبول کیا ہے دو طرح (سے) موجود ہے ایک وجہ سے تو وہ فلک کے نفس منطبعہ کا کمال ہے اور دوسری وجہ سے مبدا اول کا وجود۔ عارف کو اس تجلی سے دو قسم کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ صوفی اور حکیم اس وجود ذہنی کی طرف رغبت کرتے ہیں جو وجود ذہنی کی مانند ہے اور کیا ملائکہ علویہ اور اور کیا عقلیہ اور نفوس انسانیہ وہ جس طرح اپنی حرکتِ انقلابیہ کی طرف مائل ہیں اسی طرح اپنی معرفتِ تصوریہ کی طرف (بھی) مائل ہیں جس کا مدار و مدار حرکتِ انقلابیہ پر ہے خیر کی طرف جو مائل ہے وجودِ خارجی کے مقابل نسبت اور غیر خارجی وجود پر بلحاظ شریعت[1] بھی مائل ہے جیسے ملائکہ علویہ و عقلیہ اور نفوس قدسیہ انسانیہ فتدبر۔

لاتخئہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ لوگ آسانی چاہیں گے یہاں تک کہ وہ اس جگہ کہیں گے کہ خلق اللہ الخلق فمن خلق اللہ۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ شیطان وسوسہ ڈالے گا خلق اللہ الخلق فمن خلق اللہ[2] کا۔ جب یہ حالت پیش آئے تو چاہیے کہ اپنے دل کو روکے اور سنبھالے رکھے۔ یہ حدیث بعلم اشارت کے اعتبار سے اس بات پر دال ہے کہ جب حق تعالیٰ بندہ کے لیے خیالِ الخلق یا مقید میں تجلی کرتا ہے تو اس بندہ کو چاہیے کہ اس بات کی طرف متوجہ نہ ہو کہ یہ تجلی کون سے موطن میں ہے اور اس تجلی سے اشارہ حقائق جبروت میں سے کون سی حقیقت ہے اور وہ متجلی کے لیے کس استعداد سے متجلی ہوئی ہے کہ شغل اس فکر سے حلاوت لیتا ہے وظیفہ وقت یہ ہے کہ جس طرح کتاب دیکھنے والے کی نظر کتاب کے صفحہ پر ہوتی ہے نہ کہ عینک پر کہ وہ کس چیز سے بنائی ہے اور کس طرح بنائی ہے اسی طرح یہ عارف صفات بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تجلی کو بمنزلہ اپنی عینک کے بناتا ہے (اور) تجلی کے احوال کی تفتیش

---

۱ یعنی شریعت خارج سے تعلق رکھتی ہے اسی لیے وجود خارجی پر مائل ہے

۲ اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

Marfat.com

میں نہیں پڑتا۔

لائحہ:۔ قرآن عظیم میں جو اللہ نور السماوات والارض آیا ہے تو اس میں ایک باریک نکتہ ہے یعنی اللہ جو اپنی تجلیات اور اپنے جبروت کے الوان کے ساتھ ذات صرف ہے وہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے یعنی یہ نور تجلی وہی حقیقت وحدانیہ ہے یہ نہیں کہا گیا کہ نور السماوات والارض ھو اللہ۔ اس لیے کہ خارج اول میں اللہ تھا بعد ازاں نور السماوات والارض ہو گیا۔ پھر ترتیب خارجی کی رعایت کی مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔ یعنی اس تجلی آلہی نور السماوات والارض کی مثال ایک روشن فتیلہ کی ہے جو اپنی شعاعوں سے محراب کو منور کرتا ہے اسی طرح اس نقطۂ بسیطہ نے جو شخص اکبر کے وسط میں ظاہر ہوا ہے تمام آسمانوں و زمینوں کو اپنی شعاعوں کے گھیرے میں لے لیا ہے۔ (اسی لیے) المصباح فی زجاجۃ کہا گیا اور کمشکوٰۃ فیہا زجاجۃ مصباح نہیں کہا گیا اس لیے کہ بات آسمانوں اور زمین کی اور نور کی نسبت کے بیان میں تھی اور اس نور کا تمام آسمانوں و زمین کے کناروں کو اپنے نور سے مسخر کرنا۔ المصباح فی زجاجۃ کا ذکر تتمۂ کلام ہے تسخیر کے بیان میں دخل نہیں رکھتا۔

لائحہ:۔ یہ شخص معین جو زید ہے یا عمرو تہ بہ تہ ہے۔ ایک طبقہ گوشت وہڈی کا ہے دوسرا طبقہ نسمہ یعنی روح ہوائی کا جو حامل قوتوں ہے اور تیسرا طبقہ روحانیت کا ہے جو قوائے سیارات سے ظہور پذیر ہوا ہے اور عالم کے نفس منطبعہ کی سطح میں منقش ہو گیا ہے۔ جب نفس کل اس نفس جزئیہ کی شکل میں برآمد ہوا تو اس روحانیت نے قالب میں ظہور کیا۔ جب ان افراد بشر میں سے کوئی فرد مرجاتا ہے اور گوشت پوست وہڈی کا طبقہ ختم ہو جاتا ہے اور نسمہ اور روحانیت فلکیہ باقی رہ جاتی ہے تو اگر نسمہ نے روحانیت فلکیہ کا حکم باحسن وجوہ قبول کر لیا تو عالم برزخ میں ملکوتی اعمال

Marfat.com

حاصل کیے بغیر جنت رحمت کو آپ کی سعادت جبلی کی وجہ سے ظہور کرتی ہے اور مبدأ صور اس نفس میں عالم مثال کے ساتھ امداد کرتا ہے۔ جیساکہ قدرے اس موضوع پر اعتکاف سابق کے بیان میں لکھا گیا ہے اور اگر نسمہ نے روحانیت قلبیہ کا حکم باحسن وجوہ قبول نہ کیا تو عالم برزخ میں جنت اعمال پیش آئے گی۔ وتلک الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون۔ ملکات راسخہ اور وہ اعمال جو ملکات کے مشابہ ہیں بیشتر متمثل ہوتے ہیں گویا عجب الذنب کی حدیث شریف میں ایک مثال دی گئی ہے۔ جو انسان کے قوائے ثلاثہ اصلیہ یعنی عقل و قلب و نفس کی حامل ہو سکتی ہے۔ اگر اجزائے بدن میں سے کچھ بھی گوشت و پوست باقی ہے اور خیال نفس اس کے ساتھ چسپاں ہے تو وہی جزو جسد انسانی کی تکوین کا معاد میں اصل ہوگا اور اگر وہ باقی نہیں ہے تو جس جزو سے وہ چسپاں ہے وہی جزو جسد معادی کی تکوین کا اصل ہوگا۔ اس بدن سے نفس کا تعلق نشات کی تکمیل کا مقتضی ہے اس لیے کہ نشات (ان) ملکات و اعمال کے تمثل کا تقاضا کرتی ہے جو نفس کے جوہر میں سرایت کر گئے ہیں۔ اور اس کی مثال اس درخت کی طرح ہے جس کی شاخیں کٹی ہوئی ہیں اور اصل تنہ باقی ہے اور فصل ربیع میں اس کے قوائے نامیہ حرکت کرتے ہیں اور بارش سے اس نفس نباتی کے سارے اجزا کا ظہور پورے طور پر ہو جاتا ہے۔

لاشئ۔ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو مثل ایک چڑیا کے تصور کرو کہ بارش کا پانی اس کے بازوؤں میں پہنچتا ہے اور اس کو تھوڑی دیر بعد اپنے سے جھٹک دیتی ہے یا مثل دریا تصور کرو جس میں بادہائے مخالف بصورت امواج ظاہر ہوتی ہیں۔ پھر چند ساعت بعد فطرت آبی ان تمام امواج کو

لہ وہ عادات و خصائل جو نفس انسانی میں راسخ ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

ختم کر دیتی ہے۔ اسی طرح فقہا، صوفیا اور متکلمین جب ملتِ محمدیہ میں بالتحقیق کلام کرتے ہیں تو وہ ان کے تفکر و تجسس کا اقتضا ہے نہ کہ اصل ملت کا اقتضا بعدازاں ہر فرقہ کی تقلید نے اپنے شیخ کی تحقیق و افکار کو مزید بڑھا دیا جیسے بارش کا پانی ایک چڑیا تک پہنچتا ہے یا بہت سی امواج ہواؤں کے چلنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ملت کا اصل ان رطوبات کا ڈالنا اور بکھیرنا اور ان امواج کا برہم کرنا اور ڈالنا ہے اور اس برہم کرنے کا کام مجھ ضعیف کے ذمہ کیا گیا ہے ع مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

اس زمانہ میں مؤطا امام مالک پر عمل کرنا اصل مراد ہے۔ اور تخریجات کی پُرکاری اور ظاہر حدیث پر اکتفا لغت عرب کے جاننے والے کے نزدیک تراوش کرتا ہے اور انکار ردیہ سے عقلمندانہ ہاتھ کو روک دیتا ہے اور اسی طرح حق سے مراد اس زمانہ میں صوفیا کے مکاشفات اور اشغال و اوراد کو دریائے زخار میں بہا دینا ہے ؎

دو سہ گز بوریا و پوستکی[1] دلکی پُر ز درد و دوستکی

ایں قدر بس بود جمالی را عاشق رند لاابالی را

وتلک ھی القیامۃ التی وعدت لی[2]۔ اور یہ وہی قیامت ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ ہی جانے کہ ان مجاہدات عظیمہ میں کیا پیش آئے ؎

اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقاں ریزد[3] من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم

(لاعجب مصلحت کلیہ اس کے ترتیب پر کہ نقطہ بسیط عالم کی اصلاح کے لیے بصفت شولع بذیرت

---

[1] دو تین گز ٹاٹ اور پوستین۔ لیکن دل دوست کی محبت اور درد سے بھرا ہوا۔ عاشق رند لاابالی کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔

[2] اور یہ وہی قیامت ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔

[3] اگر غم عاشقوں کا خون بہانے کے لیے لشکر کشی کرے تو میں اور ساقی باہم مل کر اس کی بنیاد کو ڈھا دیں گے۔

Marfat.com

کرتا ہی ہر زمانہ میں ایک نئی شکل اور نیا رنگ رکھتا ہی۔ جس طرح آفتاب کی شعاع جسم صیقل اور جسم کدر میں اور وہ شعاع جو گھر میں ہو اور وہ جو کمرہ میں ہو مختلف طبقے (درجے) رکھتی ہی اسی طرح آفتاب حقیقت کی شعاع عالم میں مختلف طبقے رکھتی ہی اور شیخ ابوالحسن اشعری کی تحقیق حق ہی اور وہ آفتاب حقیقت کی شعاع سے نازل ہی لیکن چونکہ معتزلہ اور مرجیہ وغیرہ کے شبہات سے عالم بھرا ہوا تھا۔ لہٰذا لوگ انھیں شبہات پر مطمئن ہو گئے تھے (چنانچہ) اس شعاع نے ان کے درمیان طرح طرح کے معارضات (مناقشات) پھیلا دیئے تاکہ ان کے اطمینان کو درہم برہم کر دے۔ اور فقہا کی وہ تحقیق بھی حق ہی جو جمع احادیث بلدان سے قبل کی تھی۔ اور وہ بھی شعاع حقیقت سے نازل ہوئی ہی لیکن اس وقت مسلمانوں کے درمیان احادیث بلدان جمع نہیں ہوئی تھیں اگر اس جماعت (فقہا) کا فتویٰ ظاہر نہ ہوتا تو نماز روزہ کی تقسیم کیسے ہوتی اور مقربات کس طرح فیصل ہوتے اور ان کا ورع و تقویٰ کون سی شکلوں میں متعین ہوتا۔ صوفیا کے اشارات و وجدات بھی حق ہیں اور وہ بھی شعاع حقیقت سے نازل ہوئے ہیں لیکن سمجھدار آدمی اگر تمھارا نکتہ نہ سمجھ پائے تو اپنی مشغولی کا حق اس اصل کے ساتھ ادا نہ کر سکے گا جب دریائے حقیقت نے اپنی موجوں کو شکست دے دی تو دوسری صورت ظاہر ہوئی ؎

چوں بآں وحدت رسی کاں داشتی　　موسیؑ و فرعون دارند آشتی[1]

لائحہ:۔ حدیث شریف میں آیا ہی کہ الانبیاء بنو علات ابوھم واحد و امہاتھم شتیٰ[2]۔ پدر واحد مصلحت کلیہ ہی جو نقطہ بسیط سے نکلا ہی اور علات شتیٰ استعداد محال ہی جن پر شعاع پڑتی ہی اس قیاس پر دین محمدی کے مجدد و تبہلات ہیں

---

[1] جب تم اس وحدت تک پہنچو گے جو تمھارا مقصود ہی تو وہاں موسیٰؑ اور فرعون دونوں صلح رکھتے ہیں

[2] انبیاء علیہم السلام باہم علاتی بھائی ہیں ان کا باپ ایک ہی اور مائیں مختلف۔

Marfat.com

اور دین منقول جو حضرت سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰت والتسلیمات سے ہو ان کا باب ہے۔ اور عالم کے اوضاع مختلفہ جو کہ شریعت محمدیہ کے اسالیب بیان کے تعدد کے مقتضی ہیں اور قوم کو ان شبہات سے روک دینا جو گمراہی پیدا کرنے والے ہوسکتے ہیں وہ علاتِ ششتی ہیں۔

لاغیہ:۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی بعثت پر نزول کتب کا بھی ارادہ فرمایا ہو اور عالم غیب سے عالم شہادت کی طرف علوم حقہ (صحیح علوم جو باطل نہ ہوں) کے القاء سے صلاح عالم و اصلاح عالم کی اصل حاصل ہوتی ہو لیکن بعض احوال میں قوم کے شبہات خراب اور تاریک افکار سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان شبہات کا سدِ باب یہ ہو کہ ان کے نفوس علوم حقہ غیبیہ کی اطاعت کریں۔ اس (سبب) اعتبار سے ان لوگوں کے شبہات کا رد مقصود بالعرض ہوتا ہو (نہ کہ مقصود بالذات) اور ایسی حالت میں قوم کے اطمینان کا ختم ہوجانا اپنے شبہات رویہ کی وجہ سے ضروری ہوجاتا ہے۔ خواہ منع کے ساتھ ہو یا مقدمات خطابیہ کے ساتھ (یعنی اس کے مقدمات یقینی نہ ہوں) اسی وجہ سے قرآنِ عظیم میں بعض مقدماتِ خطابیہ کی وجہ سے مخاصمت واقع ہوئی۔ جیسے قوم خزاعہ سے کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے (الملائکۃ بنات اللہ) الکم الذکر ولہ الانثیٰ (تمھارے لیے مرد ہوں اور اس کے لیے عورتیں) کہہ کر مخاصمہ کیا گیا۔ حالانکہ اگر اس کا نقض کیا جائے یعنی دلیل کو توڑا جائے یدین ورجلین سے تنزیہ کرتے ہوئے (یعنی اللہ ید و رجل سے پاک اور جسمانیت سے بری ہو) کہ اتثبتون لکم الیدین والرجلین ولا تثبتون لہ الیدین والرجلین (کیا تم اپنے لیے یدین ورجلین ثابت کرتے ہو اور اس کے لیے یدین و رجلین نہیں ثابت کرتے) تو انھیں مقدمات پر نقض ہوتا ہو اور انھیں مقدمات پر اصلاح عالم کو قیاس کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی نیابت میں مجددِ دین

Marfat.com

ملت کو مقرر کیا ہو اگر وہ لوگ جو نیابت کے قائل نہیں ہیں اس کو تسلیم نہ کریں اور ان کی نیابت کو توڑ دیں اور یہ لوگ (نائبین) اس کے رد پر قادر نہ ہوں تو مجبور ہو کر شریعت ظاہری کی طرف رجوع کریں. تو مطلب حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی فقیہ جب کوئی فقہ قوم کے واسطے مرتب کرے ہر چند اس میں استحسانات اور تخریجات جو پسندیدہ نہیں ہیں داخل ہو جائیں تو اس مجدد کی دیانت داری ارکان اسلام کے ساتھ اور گناہ کبیرہ سے اجتناب اور اصل قضا کے فیصلے اپنی جگہ مسلم ہیں اسی قدر پر اکتفا کرنا چاہیئے[1]. اور تمیز کا حل تلاش کرنا کسی دوسرے مجدد کی مرضی نا مرضی پر چھوڑ دے. مجدد دین کا کلام خطا اور اغلاط فکریہ سے پاک ہونے میں انبیاء علیہم السلام کے کلام کی طرح ہو. (یعنی مجدد دین کی باتیں انبیاء علیہم السلام کی باتوں کی طرح ہیں کہ وہ خطا اور غلط فکریہ سے پاک ہوتی ہیں) ؎ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ اسی طرح صوفی کسی قوم کے لیے جب کوئی طریقہ مرتب کرتا ہو تو ہر چند کہ اس جگہ بعض مکاشفات کو مقامات سلوک کے ساتھ مشتبہ کر دیتا ہو اور بعض اشارات کو جو تیزی ذہن کی آمیزش سے اور وحدت الوجود کے بعض معارف اور تنزلاتِ خمسہ[2] جو نظر کی حکمی غلطی سے دوام ذکر اور انصرافِ ہمت کے ساتھ غیب کی جانب پیدا ہوتے ہیں اصل سلوک میں داخل کرتا ہو (حالانکہ) اصل توجہ سلوک الی اللہ ہو اور مقامات کی اصل ان تخلیطات کے ضمن میں حاصل ہوتی ہو۔

لاعنہ ؎ عارف جس اتصال کا قصد کرتا ہو (وہ) انس وسرور د انجذاب روح ہو یا کشف ہو ومعر[illegible] ہو خواہ وہ کسی وقت ہو۔ اگر سر اپنے کام سے باز رہتا ہو تو روح میں انس باقی رہتا ہو اور نفس اس انس میں سے کوئی چیز اچک لیتا ہو

---

[1] ایسی صورت میں خود کوئی فیصلہ نہ کرے بلکہ اس کا فیصلہ کسی دوسرے مجدد پر چھوڑ دے

[2] تنزلاتِ خمسہ۔ احدیت۔ وحدت۔ واحدیت۔ الوہیت۔ رحمانیت۔ تقی اور

Marfat.com

اگر اس میں عُجب غالب ہے تو وہ شطح کہے گا اور اگر عجب غالب نہیں ہے (تو) لذاتِ حسیہ میں سے ہر چیز میں ایک سرور و انس پائے گا حتیٰ کہ سبز رنگ جو درختوں کے پتوں میں دیکھے گا اور موزوں (اچھی) آوازیں سنے گا اور سمندر کی وسعت میں جو بھی مشاہدہ کرے گا جُداجُدا انس و سرور ادراک کرے گا، اور اس استغراق میں اگر شہوتِ خفیہ بھی شریک ہوگئی تو امردوں کی صورت بھی لذت تام دے گی یہ ہے بعض عارفین کا بعض اشیاء مذکورہ سے اشتغال کا سبب۔

لامحہ:۔ وجود کی قسموں میں تفتیش کرنے والوں نے سلوک کی ایک راہ اختیار کی ہے اور اس کے لیے ایک ترتیب قرار دی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ قسموں میں ایک قسم انسان کی ہے اور اس سے بالاتر حیوان ہے اور اس سے بالاتر نامی[1] ہے اور اس سے بالاتر جوہر ہے (اور) جو کچھ ہے وہ سب اسی سلسلہ میں داخل ہے اور جو کچھ وجود کے انبساط کا مبادیاتِ[2] عالیہ میں مقتضی ہے اس کے علاوہ بھی داشتہ[3] ہے، اس کی دید کو، ہم بیان کرتے ہیں۔ اس جگہ حیوان جنس عالی ہے حیوان کے تحت انسان ہے اور بیل ہے اور گھوڑا اور درندے اور چوپائے اور پھاڑ کھانے والے پرندے (یعنی لفظ حیوان کا اطلاق ان سب پر ہوتا ہے) اور کبوتر اور گرگیاں اور مرغی اور بط اور کوے اور خشکی کے جانوروں اور آبی جانوروں میں بھی یہی قسمیں ہیں۔ یعنی وہ بھی مثل بیل اور گھوڑے وغیرہ کے ہیں الخ پھر اس میں بیلوں کی بھی قسمیں شامل ہیں جیسے پالتو گائے اور جنگلی گائے اور بھینس اور اونٹ اور پالتو بکری اور جنگلی بکری وغیرہ وغیرہ اور ہرن اور بارہ سنگھا یہ سب سینگ رکھتے ہیں اور وحشی ہوتے ہیں (انسان سے بھاگتے ہیں)

---

[1] نامی: نشو و نما پانے والے یعنی نباتات

[2] مبادیاتِ عالیہ: عقول۔ بالفاظ دیگر فرشتے

[3] یعنی وجود کا تقاضا ان تقاضوں کے علاوہ ہے جو انسان، حیوانات، نباتات اور جمادات میں پایا جاتا ہے

اور غول کے غول ہوتے ہیں اور ان کا نر ایک مادہ پر اکتفا نہیں کرتا اور فرس بھی اسپ ہی کی ایک قسم ہے (یعنی فرس) کے معنی ان سب کو شامل ہیں) اور پالتو گدھے اور جنگلی گدھے یہ سب سینگ نہیں رکھتے اور وحشی نہیں ہوتے اور کھُر والے ہوتے ہیں اور بحیثیت جنس سب یکساں ہیں (چاہے اہلی ہوں یا دشتی) اور درندوں کی بھی ایک جنس ہے جس میں شیر، چیتا، بھیڑیا اور گیدڑ شامل ہیں اسی طرح پھاڑ کھانے والے پرندے جس میں باز ہے۔ عقاب ہے اور شکرا۔ اور ایک قسم ان جانوروں کی ہے جو بیٹ کرنے والے ہیں اور اپنی غذا زمین سے کھود کر حاصل کرتے ہیں۔ مرغا، شاہین اور چکور سب اس میں داخل ہیں۔ اور بط جو پانی کا پرند ہے اس کی بھی کئی اقسام ہیں۔ بعض ان میں مرغی کی طرح بعض کبوتر کے مشابہ اور بعض چھوٹی چڑیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور بعض اس جنس کے مشابہ ہیں جو بیٹ کرنے والے جانوروں کو کھا جاتے ہیں اور کوا اور جو اس کے مشابہ ہو، اسی طرح نباتات کی بھی بہت سی اقسام ہیں ایک ان میں جیر (یعنی سبزہ کا چر جانے کے بعد پھر اُگ آنا) ہے اور وہ درخت جو شگوفہ نہیں رکھتے جیسے سیب اور بہی وغیرہ اور ایک قسم ان کی ہے جو زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ جیسے ماش۔ اور ایک قسم ان کی ہے جو اپنے تنہ پر قائم ہوتے ہیں۔ علی ہذا القیاس۔ اور ہر دو جنس میں اختلاط پیدا ہوتا رہتا ہے۔

ہر جنس کے یہ متعدد نوع ہیں اور ہر جنس کے لیے ایک رب النوع ہے دو جنسوں کے اختلاط سے پیدا ہونے والی جنس ملعون ہوتی ہے کیوں کہ اس کا رب النوع نہیں ہوتا کیونکہ جن جنسوں کے اختلاط سے وہ پیدا ہوا ان جنسوں کے علٰحدہ علٰحدہ دو رب النوع ہیں اور اس ملعون کو ان میں سے کسی ایک سے منسوب کرنا غلط ہے۔ آنحضرتؐ نے اُمیّہ بن صلت کا یہ شعر سے

Marfat.com

رَجُلٌ[1] وَثَورٌ عِندَ رِجلِ یَمِینہٖ   وَالنَّسرُ الاُخرٰی وَلَیثٌ مُرصَدٌ

پڑھا ہے۔ پس اس اعتبار سے ان سب کو ایک وحدت دینا چاہیے اور نوع کہنا چاہیے۔ جو لوگ اس وحدت کو ایک جنس پر مشتمل کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

لائحہ:- وجود کی تقسیم میں دو اصل مستقل ہیں ان میں سے ایک جنس اعلیٰ کے متحلات (ہیں) (یعنی وہ خاصیات جو اس جنس میں شریک ہیں) متحلات سے ہماری مراد صرف وہ خواص ہیں جو نظر کرنے پر موجود پائے جائیں نہ کہ چھپے ہوئے خواص۔ یہ چھپے ہوئے خواص وجود کے باطن میں پھیلے ہوتے ہیں اور یہ انبساط ان کی ماہیت کہلاتا ہے اور ہر ماہیت کا ایک رب النوع ہوتا ہے اور حمل عرش[2] ان کے ظہور کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرے متحلات مستعد الوقوع (واقع ہونے کی استعداد) یعنی وہ خواص جو اپنے ظہور کے لیے توابے کواکب کی تاثیر کے منتظر رہتے ہیں (یہ ہیکل کہلاتے ہیں) متحلات اول اصل مستقل نہیں ہیں اور نہ متحلات ثانی اصناف میں ایک دوسرے سے تمیز کرنے کے لیے ہیں جیسے دو آئینہ ایک دوسرے کے سامنے رکھے جائیں تو جو کچھ ایک آئینہ میں ہو وہی دوسرے میں بھی ظاہر ہوگا۔ اور جو دوسرے میں ہو وہی پہلے میں ظاہر ہوگا ایسا ہی معاملہ ماہیات اور ہیاکل مستعدہ (استعداد رکھنے والی ظاہری شکلیں) ان توابے کواکب کے درمیان متحقق ہوا مثلاً پھاڑ کھانے والے درندے جن کے بعض خواص شمس کی تاثیر سے بعض مریخ کی تاثیر سے اور بعض زہرہ کی تاثیر سے منسوب ہیں وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ افراد انسان کے درمیان بھی توابے کواکب کے ہیاکل کی اصل پائی جاتی ہے۔

لائحہ:- ایک رات مبدأ کی طرف توجہ اور اس نقطۂ بسیطہ میں فنائیت محسوس ہوئی پھر یہ دیکھا کہ اس فرد کی خصوصیات کو حذف کر کے توابے کواکب سے ایک فرد کلی بنایا اور وہ فرد اس سطح نور میں جو اس کے چاروں طرف تھا فنا ہو گیا۔

---

[1] آدمی اور بیل (عرش کے) دائیں پائے کے نزدیک ہیں اور گدھ بائیں پائے کی جانب ہے اور شیر بھی دکھا جا رہا ہے۔
[2] محدثین کی تفاسیر میں بعض آثار مروی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حملۃ العرش چار فرشتے ہیں۔ ایک انسان کی صورت کا وہ بنی آدم کا شفیع ہے اور دوسرا بیل کی صورت کا وہ بہائم کا شفیع ہے تیسرا گدھ کی شکل کا وہ پرندوں کا شفیع ہے چوتھا شیر کی شکل کا وہ درندوں کا شفیع ہے (سطعات مطبوعہ صفحہ ۲۴)

Marfat.com

افادہ:۔ اس دوران جب کہ شاہ عالم پٹنہ سے روانہ ہوا اور نجیب الدولہ کا جاٹوں کی فوج سے مقابلہ ہوا حضرت اقدس نے اس خاکسار کو اس مضمون کا سرفراز نامہ عنایت فرمایا

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمت بر آہوئے چین بستہ اند

عجیب ماجرا پیش آیا۔ مسلمانوں کی دو فوجیں آپس میں لڑ گئیں اور ان میں باہم لڑائی ہونے لگی۔ فقیر کو ان کے درمیان حَکم بنایا تمام آسمان و زمین والے اس کے منتظر کھڑے تھے کہ دیکھیں یہ حَکم کیا فیصلہ کرتا ہے۔ آخر کار ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ صوبہ دہلی اور اکبر آباد اس کے قبضہ اور تحویل میں رہے جس نے جہاد کیا ہے اور کفار کو اس سرزمین سے دفع کیا ہے لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الآخرۃ خیر اور پٹنہ سے الہ آباد اور مالوہ مارواڑ گجرات تک فلاں کے قبضہ اور تحویل میں رہے اس لیے کہ اس کے آباؤ اجداد بادشاہ تھے اور ان کے خاندان میں سلطنت ہوتی آئی ہے اور وہ سلطنت ابھی تک منسوخ نہیں ہوئی ہے جب یہ فیصلہ ہو چکا ، تو تمام ملائکہ ارواح وغیرہ نے کہا کہ اَحسنتَ اَحسنتَ۔ تم نے کیا ہی اچھا فیصلہ کیا۔ مَنْ لَمْ یَعْمَلْ بِحُکْمِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْن

فلک گفت احسنت ملک گفت زہ قضا گفت گیر و قدر گفت دہ

اقول قولی ھذا واستغفر اللہ من جمیع ما کرہ والحمد للہ رب العالمین۔

لہ مشک افشانی تو در اصل تمہاری ہی زلف کی کارفرمائی ہے لیکن نہ معلوم عاشقوں نے کس مصلحت کی بنا پر اس کی تہمت آہوئے چینی پر رکھ دی ہے۔

ٹہ ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھے ٹھکانہ سے بٹھائیں گے اور آخرت کا اجر اس سے کہیں بہتر ہے

ٹہ جو تمہارے فیصلہ پر عمل نہ کریں وہ ظالم ہیں

ٹہ آسمان بول اٹھا کہ واہ واہ۔ تم نے کیا اچھا فیصلہ کیا اور فرشتے پکار اٹھے کہ کیا خوب۔ کارکنان قضا، قدر نے کہا اس فیصلہ کو قبول کرو اور قدر نے کہا کیا خوب۔

Marfat.com

افادہ :۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۴۲ھ شب دوشنبہ کو ارشاد فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اپنے گھر سے مغموم باہر نکل گیا ہوں اور حضرت والدہ مکرمہ قدس سرہا پیچھے پیچھے فقیر کی اس حرکت پر (گھر سے باہر نکل جانے پر) ناراض ہیں ہر چند ان سے عذر معقول کر کے ان کو تسلی دے رہا ہوں (قائل کر رہا ہوں) کہ گھر سے باہر نکل آنے کا سبب کسی قسم کا رنج و ملال نہیں ہے کیونکہ یہ دیوانوں کا کام ہے۔ آپ چند روز کے لیے اس کی اجازت دے دیجیے کہ میں چند ایام گھر سے باہر گذاروں، اسی اثنا میں دیکھا کہ حضرات چشت کا جم غفیر جن میں شیخ عبدالعزیز اور شیخ گنگوہی کے تبعین نیز حضرت شیخ محمد اور شیخ عبداللہ قدس اللہ سرہم بھی موجود ہیں اسی پر مصر ہیں کہ گھر واپس جاؤ کسی دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ان سے بھی میں یہی عذر کر رہا ہوں کہ میری یہ فطرت نہیں ہے کہ کسی رنجیدگی کے سبب گھر کی سکونت ترک کر دوں۔ اس قسم کی حرکت ناسمجھ آدمی سے صادر ہوتی ہیں میرے متعلق یہ خیال نہ فرمایا جائے لیکن میرے اس سب کہنے کے باوجود میرا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوا اور آخر کار واپس لوٹا کر گھر پہنچا دیا۔ پھر دیکھا کہ بزرگان چشت کے حضور میں محفل سماع منعقد ہے۔ محمد امین نے کہا کہ اس وقت گانے کا موقع نہیں ہے اور میں بہ پاس ادب کوئی بات سماع کے جواز اور عدم جواز پر نہ کہہ سکا۔ اسی کشمکش میں ان حضرات کی ضیافت کا خیال آیا خواجہ عبدالحکیم سے میں نے کہا کہ اس وقت گھر سے تو ان کی ضیافت کا انتظام ممکن نہیں بازار سے روٹیاں وغیرہ لے آؤ۔ اور تقریباً چار سو روٹیوں کی فرمائش کی پھر میری آنکھ کھل گئی رجاننا چاہیے کہ اس واقعہ کا ظہور ان ایام میں ہوا جب حضرت اقدس نے فتنۂ ابدالیہ کے سبب وطن سے ہجرت فرمائی اور بڈھانہ میں قیام فرمایا اسی دوران حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کے عرس کا زمانہ آ گیا۔ خواجہ عبدالحکیم مذکور کے دل میں گویا یہ الہام ہوا اور انھوں نے چار سو روٹیاں بازار سے خرید کر ان کے مزار شریف پر جا کر فقراء کو تقسیم کیں

افادہ :۔ خواجہ محمد امین نے بیان کیا کہ ایک بار میں نے مبشرہ میں دیکھا کہ جناب حضرت ولی نعمت مدظلہ مجھے اپنے خاص مقامات و کمالات تحریر کرنے کا حکم فرما رہے ہیں اور بندہ اس کام کی انجام دہی کے لیے

اپنے کو قاصر سمجھتے ہوئے عرض کر رہا ہو کہ کس طرح لکھوں ارشاد فرماتے ہیں کہ لکھ میں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو سید آدم بنوریؒ کے مقامات کے مثل لکھوں فرمایا کہ وہ بھی لکھ؛ اس دوران یہ سمجھ میں آیا کہ حضرت کا مقصد دوسرے ہی مقام کا ہو پھر میں نے دیکھا کہ لطف خاص خلوت کا مقتضی ہی چنانچہ آپ ایک سمت چلے اور غلام کو بھی اپنے ساتھ لے چلے۔ چلتے چلتے ایسی جگہ پہنچے جو لوگوں سے بالکل الگ تھی وہاں کھڑے ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روئے مبارک کو ازراہ انکسار چھپا رہے ہیں اور دیوار کی سمت متوجہ ہو کر فرما رہے ہیں کہ لکھ۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے عوض ہر زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوتا رہا ہے اور اس شخص سے اشارہ اس وقت بہ نفس نفیس اپنی ذات کی طرف تھا۔ غلام سمجھا کہ مقام مجددیہ کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں لیکن پھر آپ کی مراد اس ارشاد سے یہ سمجھی گئی کہ یہ مقام مقام مجددیہ سے بھی بلند ہو۔ اور اسی طرح کتنی ہی بار ایک ہی دن میں لطف و محرمیت خاص کے مشاہدہ کا اپنے حق میں ان اشارات و بشارات سے اتفاق ہوا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

افادہ: حضرت اقدس نے ایک بار بعد اعتکاف عشرہ تحریر فرمایا کہ عزیزالقدر من یہ واردات مکاشفات کے قبیل سے نہ تھے جن کی تشریح کی جاسکے بلکہ ان حالات کے قبیل سے ہیں جو صرف اسرار و رموز میں بیان کیے جاسکتے ہیں اور مختصراً یہ ہو کہ جوائح بعض حوادث کون (یعنی عالم میں چند واقعات رونما ہوتے ہیں) میں مستی پیدا کرتے ہیں اور اس مستی کی شرح اس مستی کے علاوہ نہیں ہوسکتی۔ (اس مستی و بیخودی کا اندازہ اس محسوسانہ مستی و بیخودی کے بغیر نہیں ہوسکتا) ان چند اشعار پر اکتفا کی جاتی ہو ؎

کہ باور دارد ایں حرف از فقیر خاکسار ۔ کہ ظلّ عالم قدس است انکار و قبول او

لہ یعنی فقیر خاکسار کی اس بات پر کون یقین کرے گا کہ اس کے انکار اور اس کی قبولیت عالم قدس کا ظل ہو اس کی انا کا اس کے باطن میں آئینہ کی طرح کوئی زنگ نہیں ہو اور اس کا تمکن اور فصول طلسم حیرت میں ڈوبا ہوا ہو (یعنی حیرت کے باعث اس کی انا بھی لاپتہ ہوگئی ہو) آفتاب کی شعاع اسی روزن کی راہ سے

(باقی اگلے صفحے پر)

Marfat.com

نہ دارد باطنش از خویش آئینہ صفت زنگے | طلسم حیرت آموزست تمکین وصولِ او
شعاعِ آفتاب از راہ این روزن ہمی ریزد | بجز این نکتہ نتواں بست مضمون وصولِ او
حباب آسا ز خود خالی ز سطح بحری جوشد | وجودِ او نمودِ او شہودِ او حصولِ او (والسلام)

افادہ :- حکیم ابو الوفا نے جو حضرت اقدس کے راسخ الارادت معتقدین میں سے ہیں بیان کیا کہ حضرتِ اقدس سے عقیدت اور حاضری آستانہ شریفہ سے قبل یہ خواب دیکھا کہ دو بڑے دروازے ہیں ایک دوسرے سے متصل. ایک دروازہ اس کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ہے اور وہ بند ہے اور دوسرا دروازہ اس کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ آنحضرت کا ہے اور اس کو کھول دیا گیا ہے جب وہ کھولا گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس اس دروازہ کے اندر تشریف فرما ہیں اس کی وجہ سے حضرت اقدس سے مزید اعتقاد و رسوخ پیدا ہو گیا الحمد للہ علیٰ ذالک

افادہ :- حضرت اقدس نے ایک بار نیاز گل خاں کو (جن کے سپرد نجیب الدولہ نے متعدد پرگنات کئے تھے اور انھیں حضرت اقدس کے حضور میں کافی رسوخ و اعتقاد تھا) یہ تحریر فرمایا کہ تمہارے نائبوں کی شکایت کا جو ان پرگنات میں ہیں عالم ملکوت میں چرچا ہے اس کا تدارک کرنا چاہیے اگرچہ کچھ عرصہ بعد خود بخود اس کا تدارک ہو جائے گا. وہ باوجود آپ کی اس تنبیہ کے اس کو نظر انداز کر گئے بہت دن نہ گزرے تھے کہ پرگنات کے بعض لوگوں نے اس کے ایک نائب کی شکایت نجیب الدولہ سے کر دی اور یہی ان کے مواخذہ کا سبب ہوا اور وہ اس عہدے سے معزول کر دیئے گئے۔

افادہ :- حکیم ابو الوفا نے ایک بار اپنے روزینہ کا دستاویز (کاغذ) جس میں کا کچھ حصہ جاری تھا نیاز گل خاں کو یہ کہہ کر دیا کہ وہ نجیب الدولہ سے دستخط کرا کر باقی بھی جاری کرا دیں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) گذرتی ہیں اس کے وصول کے متعلق بجز اس نکتہ کے کچھ نہیں کہا جا سکتا یعنی اس عالم حیرت میں فیض جاری اسی کے روزن سے گذرتا ہوا کائنات کو منور کرتا ہے اور یہی اس کا وصول ہے (اور مثل حباب اپنے آپ سے خالی سمندر کی سطح سے اس کا وجود و نمود و شہود جوش مارتا ہے اور یہی اس کا حصول ہے (اور) مذکورہ بالا ابیات میں رمز یہ ہے کہ انا الحق (کہنا) اس وقت صحیح ہے جب انا بھی لا پتہ ہو جائے علامہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حق کا حصول و وصول حق ہی کرتا ہے۔) تقی انور

Marfat.com

تھوڑے دنوں بعد جب حکیم صاحب موصوف نے ان سے وہ مذکورہ کاغذ مانگا تو خان مذکور کو یاد آیا اور انھوں نے اس کو بہت تلاش کیا لیکن نہ ملا اس وقت وہ یہ سمجھے کہ وہ گم ہو گیا جواب دیا کہ میرے پاس نہیں ہے شاید تم بھول گئے ہو وہ بہت پریشان ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے جو سند تھی وہ بھی گم ہو چکی (اور کوئی ثبوت باقی نہ رہا) پریشان ہو کر حضرتِ اقدس سے یہ صورت حال عرض کی اور اپنا اضطراب بیان کیا۔ آپ نے اسی وقت دست مبارک اٹھائے اور دستک دی۔ پھر نیاز گل خاں کو تحریر فرمایا کہ خوب اچھی طرح ڈھونڈو۔ انھوں نے آپ کے لکھنے کے مطابق پھر بہت تلاش کیا لیکن کاغذ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ اسی پریشانی میں تھے کہ ایک شخص نے ایک کاغذ لا کر دیا کہ یہ یہاں پڑا ہوا تھا جب انھوں نے اس کو دیکھا تو وہ وہی گم شدہ دستاویز تھی۔

افادہ:- ایک بار حضرت اقدس نے مخدوم محمد معین تہمتی کو (جو بہت بڑے عالم صوفی مشرب نیز راسخ العقیدہ معتقد تھے) تحریر فرمایا اور ان کو زمانہ رحلت کے قرب پر یہ تحریر فرما کر آگاہ فرمایا کہ ان ایام پیری میں جب کہ زمانہ رحلت قریب ہے مرضی الٰہی یہ ہے کہ اپنے کو اس نسبت پر جو شیخ ابوالقاسم قدس سرہٗ سے حاصل کی ہے قائم رکھیں اور توحید کے اسرار و رموز کی تفصیلات سے لذت حاصل کرنے سے اپنے کو روکیں۔ اور تجلی اعظم میں جس کو شیخ اکبر نے عرف عام میں "حقیقت محمدیہ" سے تعبیر کیا ہے مستغرق رہیں۔ اس وقت اسی مجمل بات پر اختصار فرمایا۔ والسلام۔ اس صحیفہ کے موصول ہونے کے چند ہی ماہ بعد مخدوم مذکور نے رحلت کی۔ اس وقت اس بات کی حقیقت لوگوں پر واضح ہو گئی۔

افادہ:- حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہ نظر آرہا ہے کہ جو ملاء اعلیٰ کہ نظر آئے ان کی نسبت ہیبت مجموعیہ یقین و تسکین و تعظیم ہے اور ان میں جنبش و حرکت محض داعیہ الٰہیہ و الہام فوقانیہ سے ہوتی ہے بغیر حس نفسانیہ اور خواہش طبیعیہ کی آمیزشوں کے۔

Marfat.com

افادہ :- محمد جواد بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت اقدس سے صحیح بخاری پڑھا کرتا تھا اس سے کچھ باقی رہ گیا تھا کہ رمضان شریف آ گئے۔ اور ماہ مذکور ختم ہونے کے بعد میرا وطن جانے کا قصد تھا۔ ایک روز میں حضرت اقدس کو وضو کرا رہا تھا کہ میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ بخاری شریف کے جو چند جزو باقی رہ گئے ہیں اگر اسی رمضان میں وہ بھی ختم ہو جاتے تو بہت اچھا تھا لیکن اس کے اظہار سے مجھے شرم آئی۔ اچانک حضرت اقدس نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ بخاری شریف کو رمضان میں ہی ختم کر لو۔ سبق شروع ہوا اور تھوڑا تھوڑا پڑھنا شروع کیا۔ ایک روز جب اوراق شمار کیے تو معلوم ہوا کہ اس طرح پڑھنے میں تو وہ رمضان میں ختم نہ ہو پائے گی۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر کسی اور وقت بھی سبق ہو تو جلد فراغت ہو جائے گی۔ آپ نے پھر اسی وقت متوجہ ہو کر فرمایا کہ ابھی تو بہت سے اوراق باقی ہیں۔ دوسرے وقت بھی پڑھا کرو۔ حضرت اقدس کے سامنے اس قسم کے خطرات سے میں بہت شرمندہ و نادم ہوا۔

افادہ :- شیخ عبدالعزیز صاحب جو حضرت اقدس کے خلف الصدق ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رمضان میں ایک جگہ سے ایک سو روپیہ حاصل ہوئے تھے۔ حضرت اقدس نے چاہا کہ اسے یتیموں اور مسکینوں پر صرف کریں اور بجائے اس کے دوسرے خانگی امور کے لیے وہ مانگے گئے۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ میں جب اللہ تعالیٰ کو یا رَزّاقُ کہہ کر پکارتا ہوں اور اس کے واسطہ سے مجھے جو کچھ عطا ہوتا ہے وہ میں اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہوں اور جب یَا وَهَّابُ کہہ کر پکارتا ہوں اور اس سے جو کچھ عنایت ہوتا ہے اسے فقراء و محتاجوں پر صرف کرتا ہوں اور یہ عطیہ (بھی) اسی قبیل سے ہے۔

Marfat.com

واقعۂ جاں کاہ غم پر سوز واندوہ والم

حضرتِ اقدس قدس سرہٗ الاطہر

جاننا چاہیئے[1] کہ حضرتِ اقدس نے زبانِ غیب ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ افراد میں سے ایک شخص نے (اور اس سے اشارہ خود اپنی ذاتِ اقدس کی طرف فرمایا) اپنی عمر کے تعین کے بارے میں معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ پچپن ۵۵ سال ہوگی۔ ایک بار اُسے ایک سخت مرض نے آگھیرا۔ اس میں اس نے یہ مشاہدہ کیا کہ ایک جسم انتہائی پُرانا و بوسیدہ ہے ایک فرشتہ نے اس کے ہر ہر عضو (بند بند) کو جُدا کیا اور پھر اس کے ایک ایک ذرہ میں تجسس و تلاش کر کے اس میں سے ایک چھوٹا سا جزو انتہائی سفید و براق روشن و چمکدار جس میں زہرہ کی میراث تھی نکال کر اس شخص کے کان کے اوپر رکھ دیا۔ اس عمل سے اس کی مقررہ عمر میں اضافہ ہو گیا اور وہ ساٹھ سال ہو گئی اور عمر میں یہ زیادتی محض زہرہ کی وجہ سے ہوئی۔ اس کے بعد اس مقدار عمر پر بعض ارواح کی برکات اس طرح نازل ہوئیں کہ گویا ان ارواح مذکورہ نے اس شخص کے نفس کو اپنا ذکر قرار دے دیا۔ ساٹھ سال سے بھی دو ایک سال مزید بڑھ گئی۔ اس سر کے ارشاد کے بموجب جب ۱۸ سال گزر گئے اور سن شریف

---

[1] حضرت اقدس اپنے اس مشاہدہ کو اٹھارہ سال قبل بیان فرما چکے تھے۔ اس وقت سامعین میں سے کوئی نہ سمجھ سکا تھا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۱

Marfat.com

اکسٹھ[1] سال ہوا واقعہ میں دیکھا کہ آنحضرت صلعم آپ کی مسجد میں جو شاہجہاں آباد
میں ہے تشریف لائے اور جسم اطہر سے کپڑے اتار کر تین بار خاک پر لوٹے اس کے
بعد اس جگہ ایک جدید مسجد تیار ہوئی۔ انھیں ایام میں ایک رات حضرت شاہ اہل اللہ
تہجد کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ غیب سے ایک آواز سنی کہ احسان اللہ کا واقعہ
ہوگیا۔ اس سے سخت متوحش اور متفکر ہوئے۔ پھر معلوم ہوا کہ اس سے مراد اسم صفت
تھی۔ پھر حضرت اقدس نے ماہ شعبان سنہ مذکور میں حسب معمول قصبہ بڈھانہ میں
اعتکاف فرمایا جس میں سخت ریاضات و مجاہدات فرمائے۔ جب رمضان کی ۸ تاریخ ہوئی
آپ کے باؤ میں درد پیدا ہوا اور اتنا شدید ہوا کہ ناقابل برداشت ہوگیا تو بغرض علاج
خلوت کو موقوف فرمایا اور علاج کے بعد جب وہ درد زائل ہوگیا تو پھر خلوت اختیار
فرمائی۔ دوبارہ پھر مرض نے عود کیا اور پھر علاج سے دفع ہوگیا لیکن بھوک تقریباً ختم ہوگئی
اور فم معدہ پر ایک سختی پیدا ہوگئی اور تنفس لاحق ہوا اور سوء القینہ پیدا ہوگیا
آپ اس کے علاج میں مشغول ہوئے کبھی اس میں تخفیف ہوجاتی تھی اور چند روز
بعد پھر عود کر آتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر تمام خدام پر خوف و اضطراب طاری ہوا۔ پس
آنجناب کے معتقدین میں ایک صاحب جو فن طب میں ماہر تھے شاہجہاں آباد پہنچکر
علاج میں مشغول ہوئے انھیں ایام میں ایک روز ارشاد فرمایا کہ آج رات باہمی خصومت
مزاحمت کی نشانیاں مجھ پر ظاہر ہوئیں جس کی وجہ سے بعض علمی اسباب مفتوح ہوئے
میں نے دیکھا کہ زندگی کو منقطع کرنے اور باقی رکھنے والوں کے درمیان مزاحمت و
مخاصمت (باہم کشمکش) واقع ہوئی اس کی مثال بالکل ویسی ہی تھی جیسی ملاء اعلیٰ
کے درمیان ہوتی ہے یہ صورت حال نصف شب تک رہی۔ پھر اس کے بعد (زندگی کو)
باقی رکھنے والے اسباب غالب آئے یعنی قضا یائے نفاذ (نافذ ہونے والے فیصلے)

[1] مقدمہ استنقار

Marfat.com

نازل ہو گئے۔ اگرچہ بقا کی مدت بھی معلوم ہو چکی ہے لیکن اس کے اظہار کی اجازت نہیں ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس عالم سے انتقال کے بعد اخلاق رذیلہ و حمیدہ کے مابین بھی مخاصمت واقع ہوتی ہے کبھی ایک فریق دوسرے کو بالکل فنا کر دیتا ہے اور کبھی ایک فریق دوسرے کے حکم کی تعمیل کو روک دیتا ہے یا اس مخاصمت کے تہائی یا چوتھائی حصہ کو فنا کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے قضا یا بقا اسی صورت سے نازل ہوتی ہے۔ اور وہ کیفیت کی صورت اس شخص کا مستقر اور مقام ہو جاتا ہے۔ اور قرآن مجید میں جو یہ واقع ہوا ہے کہ "تخاصم اہل النار" اس سے اشارہ اسی تخاصم اخلاق کی جانب ہے اور اسی کی مثال دیتے ہیں۔

انہیں ایام میں ام المریدین یعنی صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بلند مقام ہے اور اس مقام پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک شخص طویل القامت سیاہ داڑھی سبز رنگ کا ایک کپڑا بغل میں دبائے سامنے بیٹھا ہے اور اسی مقام پر ایک دوسرا شخص بھی صالحین کی صورت کا بیٹھا ہے اسی اثنا میں فرزند عزیز عبدالقادر آکر کھڑے ہو گئے۔ وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہوا تھا اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ دنیا سے چلا گیا ورنہ اپنے لڑکے کی خود تعلیم و تربیت کرتا۔ میں نے اس کی یہ تلخ بات سن کر نہایت غصہ سے اس سے کہا کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو کیا ہمارا گھر برباد اور ہم کو بے سروسامان کرنا چاہتے ہو۔ کہنے لگا کہ کیوں خراب ہو گا اور کیوں برباد ہو گا۔ میں جتنا ہی اس کی باتوں پر غصہ کر رہی ہوں وہ اتنا ہی اپنی بات پر اڑا ہے۔ آخر اس دوسرے شخص نے کہا کہ ان بچوں سے قطع نظر کرکے کچھ خیال دین کا بھی کرنا چاہیے پھر وہ کہنے لگا کہ دین کا کیا نقصان ہے۔ یہ لوگ جب اس عالم میں چلے جاتے ہیں تو ان کی ہمت دین کی بقا کے لیے دس گنی ہو جاتی ہے۔ اسی اثنا میں حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ اور اسی پہلے

Marfat.com

شخص کی طرف متوجہ ہو کر اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے خندہ پیشانی سے باتیں کرنے لگے یہ دیکھ کر وہ دوسرا شخص کہنے لگا کہ اب تو حضرت اقدس نے اس سے ملاقات کر ہی لی اسی کی بات پر مصالحت ہو جائے گی۔ جب اس خواب کے بعد میری آنکھ کھلی تو نہایت متفکر ہوئی اور یہ خواب حضرت سے بیان کیا آپ نے اس وقت تو سکوت فرمایا اور دوسرے دن یہ فرمایا کہ ناسوت وملکوت کے ملائکہ کو ملاء اعلیٰ سے حکم مل چکا ہے۔ اور اس کی وضاحت نہ فرمائی۔ پھر ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ موت جبلی چند وجوہات سے ہوتی ہے بعض کاملین افراد کا صرف یہی انتقال ہے۔ آپ کا یہ فرمانا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ بعض کاملین ورثہ نبوت کو بحکم کمال ورثہ اس دنیا سے انتقال کے بعد ایک اور زندگی اس دنیاوی زندگی کی طرح عطا ہوتی ہے اور وہ وہاں سے اس دنیا کے بعض امور کی طرف توجہ کرتے ہیں چنانچہ انھیں ایام میں اسی سلسلہ میں ایک بار صاحبزادوں سے ارشاد فرمایا کہ پچپن سال محض تمھاری تعلیم و تربیت کے لیے ہم کو عطا فرمائے ہیں۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو بعض فدویوں کی عرضداشت پر ۲۰ ذی الحجہ کو شاہجہان آباد کی طرف ہجرت فرمائی وہاں تمام اطبا حاضر ہوئے ہر ایک نے اپنی تشخیص کے مطابق مختلف تدابیر کیں اور جو کچھ ممکن تھا وہ کیا لیکن کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ ایام مرض میں آپ کی رقت قلبی اتنی زائد بڑھ گئی تھی کہ اگر کوئی ذرا سی نازک بات بھی زبان حقائق ترجمان سے نکلتی تو ایسا شدید گریہ طاری ہوتا کہ اپنے کو بڑی مشکل سے روک پاتے اور ضبط کر کے بات کو پوری فرماتے اور شاعر کے اس قول کے مصداق معلوم ہوتے ہے

کرامت کن دل نازک چو شبنم ۔۔۔ کہ گر بادے بجنبد پاشد از ہم[1]

---

[1] شبنم کی طرح نازک دل عطا فرما لیجئے کہ اگر ہوا بھی اس کو جنبش دے تب بھی وہ چھڑکاؤ کرے۔

Marfat.com

اور یہ حال تمام حاضرین مجلس میں سرایت کر گیا تھا۔ انھیں ایام میں ایک روز یہ فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ العزیز بیشتر اوقات ہماری نظروں کے سامنے جلوہ گر رہتے ہیں (برزخ قائم رہتی ہے) اور جب وقت پانی کا گلاس ہاتھ میں لیتا ہوں یا کھانے کی کوئی چیز سامنے لائی جاتی ہے تو دیکھتا ہوں کہ وہ موجود ہیں اور اس سلسلہ میں اہتمام فرما رہے ہیں۔ انھیں ایام میں ایک افغانی شخص محمد بیگ نام (جو آپ کا مرید تھا) ایک رات آپ کے پائے مبارک دبا رہا تھا اسی حالت میں اسے غنودگی آگئی دیکھا تو حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آپ کے سر مبارک کے قریب کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ روانہ ہو (چلو) اسی وقت وہ جاگ پڑا اور جو دیکھا تھا خدمتِ اقدس میں عرض کیا فرمایا کہ وہاں وہ تشریف لائے تھے۔ انھیں ایام میں ایک روز مزاج مبارک نہایت متغیر ہوا ایسا کہ ہاتھ پیر سرد ہو گئے اور نبض غائب ہو گئی اور سانس انتہائی تیز چلنے لگی۔ یہ دیکھ کر سب پر قلق و اضطراب طاری ہوا اور حکما بھی مایوس ہو کر روتے ہوئے اٹھ گئے۔ حضرتِ اقدس نے جب یہ صورت حال ملاحظہ فرمائی تو اپنی حالت پر رجوع ہو کر تمام حاضرین کو تسلی و تسکین دینے لگے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی قدرت (و رحمت) سے نا امید نہ ہونا چاہیے ع

باشد کہ ازیں حال افاقت بخشد

اور اس وقت غلام کی اضطرابی کیفیت کو ملاحظہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا[۱]

گر بدانستی کہ ظل کیستی　　فارغی گر مردہ گر زیستی

اور بعض احباب (مخصوصین) نے انتہائی مضطرب ہو کر عرض کیا کہ یہ ہماری شامت اعمال کا خمیازہ ہے۔ از بسکہ حضرتِ اقدس ہماری پشت پناہ ہیں یہ تکلیف ذات ملکی صفات ہماری ہی وجہ سے ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ تمام امور عالم بشریت

---

[۱] اگر تم یہ جان لو کہ کس کا سایہ ہو تو موت و زیست کے خیال سے فارغ ہو جاؤ۔

Marfat.com

کے لوازم ہوتے ہیں. پھر ارشاد فرمایا کہ ہاں کبھی کبھی خانگی معاملات میں شرکت صاحب مجلس کے ساتھ بھی مواخذہ کو ایک دوسرے سے واجب کر دیتی ہے (یعنی جب ایک سے پرسش ہوتی ہے تو اس کے ساتھی سے بھی کی جاتی ہے جو اس خانگی معاملات میں موجود (شریک ہوتا ہے) جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مابال اُناس لا یحسنون الوضوء فلبس علی صلوٰتی، (لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے اور مجھ پر درود نہیں بھیجتے) اس ارشاد سے تمام حاضرین نہایت متعجب ہوئے کہ ایسی حالت میں اس قسم کی دقیق معرفت کے ساتھ کلام کرنا کسی انسان سے ممکن نہیں. اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادہ میاں محمد صاحب انتہائی مضطرب و بےچین ہو رہے تھے اور لوگ انھیں تسلی دے رہے تھے. اتنے میں حضرت اقدس نے اس خاکسار کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو. اس سلسلہ میں جو کچھ بار ہو ان پانچوں بھائیوں پر ہے، ہوشمند حضرات نے آپ کے اس فرمانے سے اشارہ سمجھ لیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ پانچوں بھائی خلافت کے مستحق ہیں پھر آپ کو افاقہ ہو گیا. اسی دوران ایک روز شیخ عبدالعزیز سے (جو ظاہری و باطنی ہر حیثیت سے آپ کے حقیقی جانشین ہیں) فرمایا کہ ہمارے حضرت قبلہ گاہؒ نے جب اس عالم سے رحلت فرمائی تھی تو ہم تمہاری ہی عمر کے تھے اور میاں اہل اللہ (یعنی آپ کے برادر خورد) رفیع الدین کی عمر کے تھے. اور اکثر اوقات ہم مزار شریف پیران کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے اور حقیقت کی راہ ہم پر کھل جاتی تھی. یہ واقعات بیان فرما کر اپنی قرب رحلت کی طرف آگاہ فرمایا اور ایک روز فرصت کے اوقات میں اپنے چاروں فرزندان گرامی کو ان بشارات عظیمہ سے نوازا (شیخ عبدالعزیز صاحب سے فرمایا کہ میرے فرزند شیخ محمد کی نسبت مع الٰہی مثل شاہ حسین کی نسبت کے بتائی گئی جس کو راقم بھول گیا اور تمہارا نام ملاءِ اعلیٰ میں محمد شد ہے اور رفیع الدین کا نام ابوالعجائب یعنی عناصر ان کے مسخر ہوں گے جو کچھ ان کی

Marfat.com

زبان سے نکلے گا ویسا ہی واقع ہوگا۔ اور عبدالقادر کا نام معین الحق ہی جو حجۃ اللہ کی کسی طرح پر اعانت کرے گا مال سے یا کسی دوسری طرح سے۔ اس پر شیخ عبدالعزیز نے عرض کیا کہ کیا تجھے ولایت حاصل نہ ہوگی فرمایا تم نہیں سمجھے اللہ تعالیٰ کی مراد پوری کرنے میں حجۃ اللہ جاںنشۂ الٰہی ہوتا ہے۔ الحمدللہ کہ ان بشارات کے آثار ان میں سے ہر ایک میں ظاہر وباہر ہیں۔

جب محرم الحرام ۱۱۷۶ھ کی آخری تاریخ ہوئی اور عمر شریف کا باسٹھواں سال شروع ہوا سینچر کے روز صبح کے وقت حضرت مرزا جان جاناں (حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ) جو سلسلۂ نقشبندیہ احمدیہ کے مشہور مشائخ میں سے ہیں مع اپنے احباب کے عیادت کو آئے ان کی آمد پر تخلیہ کرایا گیا اور بجز چند مخصوصین کے جن کا طفیلی یہ غلام بھی تھا کوئی اور نہ تھا۔ حلقۂ مراقبہ ہوا اور تقریباً آدھ گھنٹہ صحبت گرم رہی۔ جب مجلس مراقبہ ختم ہوئی اور مرزا صاحب نے رخصت چاہی اسی وقت مزاج شریف متغیر ہوا اور آناً فاناً آثار وصال ظاہر ہوئے اور اسی روز بوقت ظہر طائر روح پاک نے عالم قدس کی طرف طیران فرمایا اور رفیق اعلیٰ سے واصل ہوگیا ؎

نظم

آں ہادی زمانہ رُخ اندر نقاب کرد — زیں شیوہ خانماں جہاں را خراب کرد
در روزگار عمر نہ دید است ایں چنیں — زیں صعب تر غمے کہ دل؟ ید آب کرد
ہر کس کہ نالہ ہائے جگر ریش ما شنید — شب را تمام روز قیامت حساب کرد
خود فضل برگزیدہ و بہ یاراں فراق داد — خود بادہ خوردہ و جگر ما کباب کرد

غرضکہ اس مصیبت کی کیا شرح کی جائے اور اس غم کے ماتم کا کیا حال بیان

لے اگر تم پہچان لو کہ کس کا سایہ ہو تو موت و نیست کے خیال سے فارغ ہو جاؤ۔

Marfat.com

کیا جائے کہ من[۱] لم یرض بقضائی ولم یصبر علیٰ بلائی فلیطلب ربًا سوائی ولیخرج من تحت سمائی۔ کی وعید شدید دل کو خون کئے دیتی ہے اور زبان کو حرکت کی سکت نہیں دیتی۔ جس رات حضرت اقدس نے اس دار فانی سے اعلیٰ علیین کی طرف رحلت فرمائی بابا فضل اللہ جو آپ کے مخصوص خلفا میں نماز تہجد پڑھ رہے تھے اسی نابین دیکھا کہ حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کے مقبرہ کے اندر تین مزار ہیں اور وہاں لوگ بیٹھے ہوئے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ یہ تیسرا مزار کس کا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہاں حضرت نظام الدین اولیاء دفن ہیں انھوں نے کہا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کا مزار تو شہر سے باہر ہے کہنے لگے کہ نہیں وہ اسی جگہ دفن ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کو نہایت رنج ہوا جب دن ہوا تو ظہر کے وقت یہ واقعۂ جاں کاہ رونما ہوا۔ پھر آپ کا مزار پرانوار اسی جگہ بنا جہاں کا انھیں مشاہدہ ہوا تھا۔ نیز جس روز حضرت اقدس نے وصال فرمایا ایک مرد صالح (جس کو آپ سے ملاقات کا اتفاق نہ ہوا تھا) نے خواب دیکھا کہ حضرت سرور کائنات ﷺ اور صحابۂ کرام رض ایک مقام پر تشریف فرما ہیں اور یہ شخص بھی (اس مقام پر) حاضر ہے۔ ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض وہاں سے اٹھ کر ایک جانب تشریف لے گئے اس نے پوچھا کہاں تشریف لے گئے لوگوں نے کہا کہ شاہ ولی اللہ آرہے ہیں ان کے استقبال کو تشریف لے گئے ہیں۔ ایسا ہی ایک دوسرے شخص کا بھی واقعہ ہے جو تین منزل راہ پر تھا۔ اس نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا چبوترہ ہے جس پر فرش بچھا ہوا ہے اور اس پر حضرت اقدس انتہائی حسین شکل میں لباس فاخرہ زیب تن کیے

---

[۱] جو میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری بلا پر صبر نہ کرے تو اسے چاہیے کہ میرے علاوہ کوئی اور رب تلاش کرے اور میرے آسمان کے نیچے سے نکل جاوے (حدیث قدسی)

Marfat.com

ہوئے تشریف فرما ہیں اور یہ رائی (خواب دیکھنے والا) بھی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ ناگاہ آنحضرت صلعم کی سواری پہنچی جس کا ہودج انتہائی پر تکلف مثل حجلہ عروسی کے ہو اس کو اس چبوترہ کے قریب اتارا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک اس حجلہ سے باہر نکال کر حضرت اقدس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہم محض انہیں کی وجہ سے آئے ہیں۔ اور حضرت اقدس کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد صاحب نے فرمایا کہ وصال کے دوسرے روز حضرت اقدس ہماری نظر میں متمثل ہوئے (آپ کی برزخ ہمارے سامنے آئی) اور فرمانے لگے کہ جس وقت (میرا) انتقال ہوا تو مجھے عالم ملکوت میں سے ان عوالم سے جن کی کسی کو اطلاع بھی نہیں ہے دور دور لے گئے۔ انتقال کے وقت سے کر پوری رات تمام بلکہ دو گھڑی دن تک ہم کو نہ تمہاری طرف توجہ تھی اور نہ تمہارے حال کی کوئی خبر مگر اب ہم تمہاری تربیت کی طرف متوجہ ہیں۔ پھر چند ساعت بعد دیکھا کہ اس عالم کے معاملات کی طرف متوجہ ہیں جیسے کوئی تخت شاہی پر بیٹھا ہوا امر و نہی اور سزا و جزا کے احکام صادر کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ اور اسی دن ایک جوان طالب علم نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت اقدس زرد لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں اور میاں شیخ محمد صاحب اس واقعہ جاں کاہ سے نہایت بے قرار اور مضطرب ہیں یہ دیکھ کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیوں پریشان ہوتے ہو۔ کیا موت کا گمان کرتے ہو اس کے کون سے آثار ہم میں ہیں۔ اگر جسم سے روح کا انقطاع سمجھتے ہو تو دیکھ لو کہ ہم (خود) موجود ہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں اور اگر تمہارا مطلب نقل مکانی ہے تو چونکہ وہاں گرمی تھی اس لیے ہم وہاں سے منتقل ہو گئے اور بدھانہ سے چلے آئے ہیں۔ اور آپ کے سیوم کے روز جب کہ انبوہ عظیم (مجمع کثیر) تھا اور تمام مشائخ عظام

Marfat.com

وعلمائے شہر موجود تھے شیخ محمد صاحب نے اسی درمیان بحالت بیداری یہ مشاہدہ کیا۔ کہ عالم اعلیٰ کا ایک جم غفیر صحن مسجد میں جہاں مجلس سیوم منعقد تھی موجود ہے اور ان کی اتنی کثرت ہے کہ ہجوم کی وجہ سے ان کے بدن کا صرف نصف اوپری حصہ اور سر دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں بعض بوڑھے ہیں اور بعض لحیم شحیم جوان۔ بعض ضعیف و نحیف ہیں اور بعض پگڑی باندھے ہوئے ہیں اور ایک فریق کے سر پر بڑے بڑے بال ہیں اور تہبند باندھے ہوئے ہیں اسی اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح سر اقدس پر بڑے بڑے بال اور نیلی تہبند باندھے ہوئے مجلس میں تشریف لائے اور حضرت اقدس بھی حاضر ہوئے۔ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس وقت انتہائی بیقرار ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت ہم کو کس کے سپرد کیے جاتے ہیں فرمایا کیوں پریشان ہوتے ہو فلاں (شاہ محمد عاشق) تو موجود ہے اور اپنے اس خاکسار (یعنی مولف کتاب ہذا) کی طرف اشارہ فرمایا اور میاں اہل اللہ جو حضرت اقدس کے برادر خورد ہیں وہ بھی موجود ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ آپ ہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں۔ حضرت اقدس نے پانچوں بھائیوں کے ہاتھ لے کر اپنے اس خاکسار مولف کے ہاتھ میں دیدیئے۔ پھر فاتحہ سیوم وغیرہ کے اختتام کے بعد بموجب اشارہ جو کلام کرامت نظام سے سمجھا گیا تھا دستار سجادہ نشینی (شاہ عبدالعزیز کے سر پر) و نیز دستار خلافت (دیگر) صاحبزادگان[1] کے سروں پر باندھی اور جلیل القدر کام کی انجام دہی اس بندہ مولف نے

---

[1] بڑے صاحبزادہ کی اس وقت عمر کیا تھی اس کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا نور الحسن راشد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۱۷۵ھ میں آپ کی عمر اٹھائیس ۲۸ یا انتیس ۲۹ سال ہوگی ذکر و نظر ص۱۱ ماہ شوال و ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی عمر سولہ ۱۶ سال کی تھی اور بعض روایات کی رو سے سولہ ۱۶ سال چھ ۶ مہینہ۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی عمر بارہ ۱۲ سال اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی عمر دس ۱۰ سال تھی اور چھوٹے صاحبزادہ شاہ عبدالغنی الثقافۃ الاسلامیہ کی روایت کے مطابق اس وقت پانچ سال کے تھے اور کلام پاک پڑھا کرتے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ایک مکتوب بنام حضرت شاہ ابوسعید بریلویؒ سے معلوم ہوا کہ آپ نے
(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کی اور اس نعمت عظمیٰ سے اس کمترین کو سعادت کبریٰ کی سرفرازی بخشی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً یوافی کرمہ و یکافی نعمہٗ

ایک روز حضرت میاں محمد صاحب نے بیان کیا کہ ہم شاہجہاں آباد میں تھے اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت صاحب کا واقعہ (وصال) ہو گیا اس خبر کو سن کر

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ) کلام پاک حفظ کیا تھا جس سال شاہ رفیع الدین صاحب فارغ التحصیل ہوئے اور شاہ عبدالقادر صاحب بھی فارغ تھے۔ اسی سال شاہ عبدالغنی کلام پاک کے حفظ سے فارغ ہوئے فرزندم میں رفیع الدین بفضلہ الٰہی از تحصیل علوم فارغ شدہ در مجلس عرس حضرت کہ مجمع علماء و فقرا بود دستار تبرک بستہ اجازت درس دادہ شدہ۔ عبدالغنی قرآن را ختم نمودہ در رمضان گذشتہ در محراب شنیدہ شد یعنی رفیع الدین اللہ کے فضل سے فارغ التحصیل ہو گئے حضرت کے عرس کی محفل میں جہاں علماء و فقرا کا مجمع تھا دستار تبرک ان کے سر پر باندھ کر درس کی اجازت دے دی گئی۔ عبدالغنی نے قرآن (حفظ) ختم کر دیا گزشتہ رمضان میں محراب سنائی ہے الخ" ان قلمی مکتوبات کو معہ ترجمہ محترم مولانا نسیم احمد صاحب امروہوی نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شائع فرمایا اور دوبارہ "الفرقان" لکھنؤ (اکتوبر ۱۹۶۵ء) میں شائع ہوا۔ مولانا امروہوی مدظلہٗ نے بھی کسی ظاہری مصلحت کے پیش نظر نیز اس دور کے بیشتر علماء کی تقلید میں کرتے ہوئے شاہ صاحب کے مکتوب گرامی سے بے تکلف یہ الفاظ "حضرت کے عرس کی محفل میں" حذف کر دیئے معلوم نہیں تحقیق و دیانت کے اصول سے یہ کیسے جائز فرمایا گیا ہے۔ ان کی قلمی مترجمہ منقول خود مولانا کے حضرت بریلوی کی عبارات ہوئی میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ محترم مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی کو زرخریں صد آفریں۔ جن بہت جرأت سے بالعموم سے کام لیا کہ رسالہ فکر و نظر ماہنامہ ستمبر ۱۹۸۴ء اسلام آباد پاکستان ص: ۱۲۵ سطر ۱۴ میں مجلس عرس نقل کر دیا اگرچہ عرس کے بعد کا لفظ "حضرت" حذف فرما دیا جس سے یہ ثابت ہے کہ شاہ عبدالعزیزؒ بھی اپنے اکابرین کے طریقہ کے مطابق حضرت اقدسؒ کا عرس کرنے کے پابند تھے۔ پھر صفحہ ۱۲۶ سطر ۲ میں موصوف نے "مجلس عرس" کا ترجمہ "یادگار مجلس" کیا ہے میں تو انگشت بدنداں رہ گیا کسی لغت میں یہ ترجمہ تلاش سے بھی نہ ملا ممکن ہے کسی جدید قلمی لغت میں یا جدید تحقیق ہو۔ کاش یہ سہواً ہوا ہو نہ قصداً۔

(تقی انور)

Marfat.com

مجھ کو انتہائی قلق ہوا اور میں دلی دروازہ (دلی گیٹ) کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ اس سمت سے حضرت اقدس کا جنازہ آرہا ہے اور ایک جم غفیر آہ و فغاں کرتا ہمراہ ہے۔ پھر ایک مقام پر اس جنازہ کو غسل دینے کے لیے اتارا اور غسل دے کر انتہائی پر تکلف کفن پہنایا۔ اسی اثنا میں ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہو کر یہ پیام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو تین ساعت کے لیے تم کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے تاکہ جو کچھ وصیتیں تم کو کرنا ہوں کر لو۔ گویا حضرت اقدس زندہ ہو کر بیٹھ گئے اور بآواز بلند لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عالم میں اس لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو بری عادتوں سے روکوں اور بری خصلتوں سے پاک کروں اور اسی طرح بداخلاقی کی برائیاں بیان فرما کر اور تنبیہ کر رہے ہیں اور گویا کسی کی طرف اپنائیت کی نظر سے التفات ہی نہیں فرماتے اور ہم بھی ایک گوشہ میں اس کے منتظر بیٹھے ہیں کہ (اگر) آپ وعظ و نصیحت سے کچھ سکوت فرمائیں تو اپنا حال عرض کریں۔ اسی حالت میں جاگ پڑا اور اتفاق نہ ہوا۔ پھر اس مشاہدہ کے چند ہی روز بعد شاہجہاں آباد جانے کا اتفاق ہوا۔ ۱۵ ماہ رجب سنہ ۱۱۲۲ھ کو مزار پر اسرار کی زیارت کے لیے آپ کے صاحبزادگان کی معیت میں جن کے ہمراہ ایک کثیر جماعت آنحضرت کے اصحاب اور مخصوصین کی بھی تھی اور ان میں یہ فقیر (مولف کتاب) بھی تھا مقبرہ میں پہنچے۔ ایک عجیب و غریب واقعہ رونما ہوا جتنے چھوٹے بڑے تھے سب پر ایک وجد عظیم طاری ہو گیا اور ہا و ہو اور گریہ و زاری کا ایسا شور اٹھا کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ انھیں میں سے ایک[1] جوان صالح کو جو فطرت صافی رکھتا تھا۔

---

[1] یہ جوان صالح مولوی محمد یوسف تھے جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد مولوی سلامت اللہ بدایونی کے بھتیجے تھے جیسا کہ مقامات طریقت ... کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔
باقی [illegible]

Marfat.com

ایک عجیب حال پیش آیا کہ پہلے اس کی ناک سے خون بہا اور وہ مضطرب ہوا بعد ازاں حضرت اقدس کی طرف سے بے اختیار بطور سفارت پیغام مواعظ پہنچانے لگا پھر اس حال میں اتنا زائد مغلوب ہوا گویا وہ خود گم ہو گیا اور سفارت سے گذر کر حضرت اقدس کے مرتبہ جارحیہ پر فائز ہو گیا اور گویا آپ میں فنا ہو گیا آپ کے کلمات حقایق و معارف اس کی زبان سے ادا ہونے لگے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت اقدس خود کلام فرما رہے ہیں) اور مصداق ان اللہ ینطق علیٰ لسان عمر۔ آپ کا نمونہ ہو گیا۔ اور سائلوں کے ویسے ہی جوابات دینے لگا جیسے حضرت اقدس دیتے تھے (ہو بہو آپ کے مثل ہو گیا اُس وقت جو لوگ اس سے سوالات کرتے تھے وہ ان کے بعینہ اسی طرح جوابات دیتا تھا جس طرح حضرت اقدس اپنے زمانہ حیات میں دیا کرتے تھے) اور جو کچھ حضرت شیخ محمد

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) روح پرفتوح شاہ ولی اللہ صاحب کو تجسد کی ضرورت ہوئی کہ اپنے خلف ارشد کی کا سرو والی کرے تو اپنے عرس کے دن آخر سال چہلم کو مجلس عرس میں مولوی محمد فتی پر جو برادر زادے مولوی ورا اللہ خسر شاہ عبدالعزیز صاحب کے تھے ایک حالت مثل پری زدہ کے طاری ہوئی اور ان کی زبان سے میں شاہ ولی اللہ ہوں جاری ہوا۔ اور حرکات و سکنات شاہ ولی اللہ صاحب کے ان سے سرزد ہونے لگے بعض اشخاص جنون پر حمل کرتے اور بعض آسیب زدہ جانتے۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس حال سے آگاہ ہو کر زد یا۔ جا کر کہا کہ اگر فی الواقع شاہ ولی اللہ صاحب ہو تو جیسے مشکلات میرے کہ حل ان کا روح پرفتوح حضرت شاہ صاحب پر موقوف ہے حل کر دو تو اس وقت ان کو ایسی حالت ہوئی کہ ادراک و فہم اس کا عقول حاضرین سے ممکن نہ تھا۔ اور عقدہ ہائے لاینحل ناخن بیان سے کھلنا شروع ہوئے یقین ہو گیا کہ ایسے مشکلات کے حل کرنے کے واسطے جو محتاج زبان و بیان کی تھیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مولوی محمد فتی بظاہر ان کی ورد مولوی محمد فتی کو شخص میں ایسے حقائق و دقائق کی نہ تھیں۔ [illegible] الغرض۔ ازاں بعد مولوی محمد فتی سے یہ کیفیت یہ [illegible] کچھ نہ تھی

(مقالات طریقت مرتبہ ... صفحہ ۱۴۰-۱۴۳)

Marfat.com

کو مذکورہ بالا خواب کی حالت میں دکھایا گیا تھا وہ اس مشاہدہ کا مصداق ہوا تقریباً چار پانچ ساعت یہی حال رہا جب اس حالت سے اس کو افاقہ ہوا (یعنی اپنے ہوش و حواس میں آیا) تو اس سے اس کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ قاری نے جب پنج آیت شروع کی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری پشت سے کوئی چیز آکر ٹکرائی اور قبر شریف کی طرف سے ایک جاذبہ آیا اور مجھ کو اپنی جانب کھینچ لے گیا میں نے دیکھا کہ قبر مبارک شق ہوئی۔ اور صورت مبارکہ ایک طلسم کی طرح نمودار ہوئی اور اس سے ایک نور مثل آفتاب تاباں و درخشاں میری نگاہوں میں سما گیا اور وہ طلسم صورت ان شعاعوں میں پوشیدہ ہو گئی۔ اور اس وقت آپ کے وجود کا ایسا یقین تھا کہ گویا سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور جو کچھ آنجناب مجھ پر القا فرماتے تھے وہی بے اختیار میری زبان پر جاری ہو رہا تھا۔ بغیر اس کے اپنی طرف نسبت دیے ہوئے (یعنی میرے علم و ارادہ و اختیار کا اس میں مطلق دخل نہ تھا) اس وقت میں ایسا سمجھ رہا تھا کہ آپ اس کے منتظر ہیں کہ جب یہ تمام امور القا ہو چکیں تو توجہ اٹھا لیں۔ جب وہ القا پورا ہو چکا تو وہ نور پوشیدہ ہو گیا پھر مجھے افاقہ ہوا اور میں اپنی اصلی حالت پر واپس آ گیا۔ الحاصل اس وقت بکثرت سوال و جواب درمیان میں لوگ کرتے رہے اور حضرت اقدس اُس جوان کی زبان سے بیان، افادہ فرماتے رہے اس دوران کسی شخص نے اس مجمع میں یہ بھی پوچھا کہ کیا اس سے قبل بھی کبھی اس قسم کی باتیں ظاہر ہوئی ہیں جواب دیا کہ نہیں یہ ہمارے ہی لیے مخصوص ہے کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی اِنَّ اللّٰہَ یُؤتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَاءُ۔

حضرت اقدس کی بعض تاریخہائے وصال جو مختلف فدویوں نے موزوں کی ہیں لکھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

ایک شخص نے کلام پاک سے نیز الخفی عن العینی تاریخ نکالی ہے
از مولوی محمد صدیق اعظم کشمیری

چو قبلہ گاہ خلائق پناہ محمل راند
ازیں خرابہ دنیا بہ جنت موعود
بہ سال رحلت آں شاہ عارفاں ہاتف
جنید عصر برفت ازجہاں ندا فرمود

ایضاً

قبلۂ سالکان و فخر زمن
کعبۂ رہروان خیر رجال
راسخ العلم و کامل العرفاء
کوہ تمکین و کان مجد و جلال
افقہ الخلق در فروع و اصول
اعلم الناس در حرام و حلال
شہ ولی اللہ آں کہ در وصفش
عقل فعال است ناطقہ لال
یاد فرمود موطن اصلی
کرد منزل بہ بارگاہ وصال
اہل جنت زسال رحلت او
از ملائک نمودہ اند سوال
گفت روح الامیں پئے تاریخ
بود ماہ سمائے فضل و کمال

ایضاً از مولوی محمد دائم بریلوی

شاہ ولی اللہ تاج اہل فضل
چوں بہ جنت رفت آں فرخندہ خو
بہر تاریخش تامل ساختم
گفت رضواں شاد دار الخلد گو

ایضاً از مولوی حضور اللہ کشمیری بہ تعمیہ

بحر عرفاں شہ ولی اللہ
کو ز حق بہر خلق رحمت بود
بعد ارشاد و رہنمائی دیں
سوئے خلد بریں چو رفت نمود

Marfat.com

بے دلِ سالک سالِ او گفتا
ہاتفے وارثِ نبوت بود

ایضاً از خواجہ احمد جماز کشمیری

یادگارِ سلف امام خلف   کہ بسر بُرد در قیام و سجود
دلِ دوستش بہ صیقلِ ارشاد   زنگ بزدا آئینہ ہائے خلق زدود
عاقبت نفس مرجع الاحرار   شدہ راضی بہ جنتِ موعود
حالِ وسالِ وصالِ شیخ اجل   از عزیزاں یکے سوال نمود

من بہ الہام حق باو گفتم
آں ولی نقشبندِ ثانی بود

ایضاً از حسن خاں کشمیری

شاہِ عرفا، ولی برحق   آں راہ نمائے شارع دیں
آں صدر نشینِ بزمِ ارشاد   واں صافِ ضمیر و صدق آئیں
در راہِ سلوک بود دائم   منزل گہِ او مقامِ تمکیں
از منطق و از حدیث و تفسیر   در مدرسِ دہر داشت تزئیں
معلوم نہ کرد عقلِ کلی   اندازۂ علمِ او بہ تخمیں
افسوس ہزار حیف پیہات   کز گردشِ آسمانِ پرکیں
رفت از دنیا بسوئے عقبیٰ   آں پاک نہاد عاقبت بیں
در بسترِ خاک آرمیدہ   در خشتِ لحد نمودہ بالیں
اے چرخِ ستمگر جفا جوئی   خاکت بسر چہ کردۂ ایں

Marfat.com

زیں واقعۂ کدورت افزا — ہر جا کہ دلیست ہست غمگیں
گر سقفِ فلک فتد عجب نیست — طغیاں کردہ است اشکِ خونیں
آں مجتہد زمانہ در خلد — تا گشت انیس آلِ یاسین
از بہر وصالِ او ز ہاتف — تاریخ طلب نمود تحسیں
ناگاہ ز غیب آمد آواز — او بود امامِ اعظمِ دیں
بادا رحمت بہ روحِ پاکش
آمیں آمین. ثم آمیں

ایضاً

دریغا رفت از دنیائے فانی شاہِ اہلِ دل — ولیِ برحق و پیرِ طریقت مرشدِ کامل
کمالِ فضل و دانش منحصر بودہ است در ذاتش — نماندہ در جہاں دیگر نشانِ جوہرِ قابل
زمانش می نمود افسوس بہرِ زد رقم تحسیں
بہ تحقیق آں ولی اللہ بودہ شاہِ اہلِ دل

ولہٗ ایضاً بہ تعمیہ

قطبِ زمانہ شاہ ولی اللہ آں کہ خلق — از وے علومِ دیں بہ جہاں اکتساب کرد
جائز در اجتہاد چو اصلا خطا نہ داشت — او کارِ شرع راست بہ حکمِ صواب کرد
پیوستہ داشت میل طبیعت سوئے معاد — از عالمِ معاش ازاں اجتناب کرد
چوں روحِ پاکِ او شدہ طائر بہ روحِ قدس — رضواں بہشت را خبرِ فتحِ باب کرد
تا کرد ترک دو دمہ و روز عمرِ او — از بہرِ ضبطِ سال دلم [illegible] کرد

Marfat.com

آگر ز حسن تعمیہ چوں گشت پیر عقل
سلخ مہ محرم و تنبیہ حساب کرد [1]

ایضاً از حافظ محمد مقیم

آہ و ہیہات است یاراں ہائے ہائے — کاں شہ عرفان و گنج علم دیں
شد نہاں در خاک اندر ماتمش — خاک بر سر کرد چرخ ہفتمیں
از فراقش عالمے دل چاک کرد — جملگی بنشست غمگین و حزیں
بر مریدان و غلامانش ہمی — شد قیامت قائم اندر صحن دیں
ہائے ہائے کربت و واحسرتا — آمد از ہر سو بہ گوش اندر چنیں
شد جہاں زیر و زبر زیں واقعہ — خیر عالم شد ز عالم بالیقیں
نیست جز از صبر درمانے دگر — ایں جراحت را بہ دانم ایں چنیں
آتنا صبراً اجمیلاً دائماً — ربنا ادخل بنا فی الصابریں
سال تاریخ وصالش از خرد — مسئلت کردم بگو تا چیست ایں
کرد افسوس و بگفت از بہر سال
آفتاب دیں بشدہ زیر زمیں

مولوی محمد صدیق نے اسی تاریخ کو رباعی میں کتنا اچھا نظم کیا ہے

آں راہبر شارع عرفاں و یقیں — منزلگہ خویش ساخت چوں خلد بریں
تاریخ وصال او ز ہاتف جستم — فرمود شد آفتاب دیں زیر زمیں

---

[1] دوسرے مصرعہ کو سلخ مہ محرم و تنبیہ ... کرنا چاہیے۔

Marfat.com

تاریخ دیگر بہ تعمیہ

آں ولی اللہ امیر ملک دیں · بود ذاتش بحرِ فیض سرمدی
سالِ تاریخِ وصالِ او بہ گفت · ہاتفے از بارگاہِ ایزدی

از سرِ دنیا و اہل آں گذشت
آفتابِ شرعِ دینِ احمدی

تاریخ دیگر از خواجہ رحمت اللہ ممتاز

آں شاہ ولی کہ در سخن لایق بود · در علم کلام حجتش با لحق بود
پیوست بہ رحمتِ حق شد تاریخ · در علمِ حدیث ایں ولی فائق بود۔

منشی محمدؐ فاروق کشمیری نے آنجناب کے مرثیہ میں اپنے دردآمیز اور سوزانگیز نالے نظم کیے ہیں وہ بھی تحریر کیے جاتے ہیں ؎

روزے کہ ایں خبرِ قضا بزبان فتاد · سخت آتشے بہ جانِ منِ ناتواں فتاد
در چشم روزگار قیامت پدید شد · بر فرقِ اہلِ درد مگر آسماں فتاد
چوں شمع بسکہ شعلۂ آہم بلند شد · مشتِ شرر بہ مزرعۂ قدسیاں فتاد
قطراتِ غم ز دیدہ کرد بیاں چکید · چوں گوہرِ یتیم بہ روئے جہاں فتاد
ایں تند بادِ غم کہ فرو ریخت ترک و تاز · یارب چہ شعلہ بود کہ در باغِ جاں فتاد
مینائے دل شکستہ دکوہِ اَلَم بسر · ایں بارِ غم کرا چو من اندر جہاں فتاد

یعنی کہ خاک پائے شہِ دیں پناہ من
بہ نت فرو گشت ازیں خاکداں کہن

کشتی شکست بحرِ طوفاں مصیبتاہ · بر خاک ریخت آب عزیزاں مصیبتاہ

Marfat.com

ایں صدرِ زخم خوردہ دریں دشتِ ناپدید — آوارہ گشت کوہ و بیاباں مصیبتاہ
ایں برق خانہ سوز متاعِ شکیبِ ما — برباد داد آتشِ سوزاں مصیبتاہ
آں شہسوارِ دیں ز کہن خانہ خراب — بیروں زدہ است خیمہ رفیقاں مصیبتاہ
آں سروِ خوش خرام ازیں بوستانِ خشک — سوئے جناں رواں شدہ یاراں مصیبتاہ
دارم بہ رنگِ دشنۂ قانوں زہر زباں — فریادِ آہ و نالہ و افغاں مصیبتاہ

واحسرتا کہ آں مہِ دیں شد بہ زیرِ خاک
یاراں زنید جامۂ صبر و شکیب چاک

آہ آں زماں کہ مہرِ رخش در نقاب شد — دلہائے غم کشانِ مصیبت کباب شد
یارب مصیبتے عجب آورد رو بہ ما — کز صدمہ اش منانی طاقت خراب شد
زیں داغِ تازہ آبلۂ دل کہ بستہ بود — دریا شکست و بر رخِ پاکش حباب شد
زیں اشکِ لالہ گوں کہ بہ صحرا گسستم — ماہی بہ خوں طپیدہ و دریا سراب شد
در خوں نشست تا کمر ایں چرخِ نیلگوں — در ماتمش دو چشمِ مسیحا پُر آب شد
احباب را ز گریہ ندانم چہ رفتے داد — از آہ و نالہ ام کہ دلِ سنگ آب شد

ایں آہِ دردناک بہ گردوں رسیدہ است
سیلابِ خوں ز دیدہ بہ جیحوں رسیدہ است

آہ آں زماں کہ بر سرِ کویت گذر کنم — بر خانقاہ و مسجدِ پاکت نظر کنم
چوں ابرِ نوبہار بہ چشمِ گہر فشاں — بر خاکِ آستانۂ تو دیدہ تر کنم
خالی ز جائے خاصِ تو بینم ز خود روم — چاکے زنم بہ سینہ و خاکے بہ سر کنم
از خونِ دل بہ لوحِ مزارت رقم کشم — واز آبِ دیدہ فرشِ ترا پُر گہر کنم
چوں عندلیب ہر نفس از آہِ آتشیں — روئے مزار تازہ بہ خونِ جگر کنم
در زیرِ مقدمت بنشینم فدا شوم — ایں قصۂ دراز مگر مختصر کنم

Marfat.com

کاش این جہاں نیامدے اندر جہاں دریغ

برباد داد بے سروسامانِ جاں دریغ

یاد آں زمانہ کہ ز بوئے تو نوبہار / می داد مخلصانِ ترا نافۂ تتار

آں مدرسہ کہ خاک شریفش بہ فیضِ خاص / بودہ است خاک دیدۂ اربابِ افتخار

برخاکِ غم نشستہ داز موجِ بوریا / مردم کشید خنجرِ کیں بر دلِ فگار

محرابِ مسجد از خمِ ابروئے تو خمید / باز است چشم حلقہ درہا در انتظار

از فیضِ درس و لطف اشارات خاص تو / سامع گرفت شاہدِ مقصود درکنار

عالی ز فیضِ صحبت تو فطرت بلند شد / روشن ز خاک درگہ تو چشم اعتبار

بازا کہ خاک پائے ترا توتیا کنم

بشنا نمت بہ منت و در دیدہ جا کنم

از گریہ بے تو دانہ رہ چشم تر ہنوز / باشد بہ رہ گذار تو مشتِ شرر ہنوز

آشفتہ زلفِ سنبل و افروختہ روئے گل / داں سرو خوش خرام نیامد بہ بر ہنوز

نرگس شگفتہ و دیدۂ بادام شد سفید / زاں چشم پر خمار نیامد خبر ہنوز

آراستہ ز ہرہ انجمنِ انجم آسماں / آں ماہِ دلفروز نہ شد جلوہ گر ہنوز

مشتاق شوق خوں ز دلِ خویش می خورند / در کوئے مئے فروش نہ کردی گذر ہنوز

گلہا شگفت و سبزہ دمید و صبا وزید / شاید نسیم صبح نہ کردش خبر ہنوز

سرو و سمن بہ دیدۂ پرنم نشستہ اند

در باغِ انتظار چو شبنم نشستہ اند

اے شانِ عالم از تو رفیع المکاں بیا / جائے تو در بہشت بریں جاوداں بیا

در انتظار چشم امیدم سفید شد / چوں نورِ دیدہ در نظرم ناگہاں بیا

قربانِ چشم مستِ تو جان و دل و قرار / گرد سرِ تو طاقت و تاب و تاں بیا

Marfat.com

ساغر کشانِ درد محبت در انتظار — بر رنگِ بے خودی زدہ مینائے جاں بیا
اصحاب درد جاں بہ لب انداز برائے تو — اے عیسیٰ زمانہ و قطبِ زماں بیا
از مطلع امید چو خورشید خاوری — بر خاکیانِ غم زدہ پر تو فشاں بیا

چشمانِ غمکشاں ہمہ جا خوں گریستند
از بہر آں کہ بے تو چرا دیر زیستند

منشی خموش گریہ ات از بجر و کاں گذشت — آہ جگر شگافِ تو بر آسماں گذشت
ایں داغِ سینہ سوز کہ بر دل ترا رسید — تنہا نہ بر تو بر ہمہ اہل جہاں گذشت
اے تیر گی بہاں کہ بہ دل جا گرفتہ است — بیروں چو نالہ از قفس استخواں گذشت
ایں ماتم غریب کہ رو دادہ از قضا — نشنیدہ کہ بر ہمہ دوستاں گذشت
سیلاب موج خیز سر شکم بہر طرف — در رنگ رخنہ کرد چو آب رواں گذشت
قمری صفت ز نالہ نیاسودہ ام دمے — آہ آں زماں کہ سرو تو زیں بوستاں گذشت

ایں چرخ نابکار جہاں بے مروت است
ہر صبح دم کہ خندہ زند برق آفت است

افادہ :۔ مزامیر کے حلال جاننے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم مزامیر کی آوازوں سے محظوظ ہوتے ہو یا نہیں۔ اس کے اس سوال کا یہ مطلب سمجھ میں آیا کہ اگر تم ان نغمات کے حسن (خوبیوں) سے واقف ہوتے تو ان کے اس سماع سے نہ انکار کرتے اور نہ احتراز۔ میں نے کہا تم نے جو اس سلسلہ میں بات کہی ذرا غور سے سنو اور سمجھو اگر سمجھ سکتے ہو۔ ہاں اس کی خوبیاں میں سمجھتا ہوں اور اس سے بہت زائد لذت حاصل کرتا ہوں لیکن اگر چند ہی روز اس کی پابندی کروں تو اس کا خوف ہے کہ کہیں اسی میں گم نہ ہو جاؤں (اور کسی دوسرے کام کا نہ رہوں) اور تمام اشغال سے باز رہوں

Marfat.com

دو چیزیں اس سے مانع ہیں ایک شرعی دوسری طبعی۔ مانع شرعی یہ ہے کہ ہر چند
اپنی حد ذات میں عموم و اطلاق رکھتا ہوں۔ اور کریم مطلق نے اپنے کرم بے علت
سے شرع کا لباس مجھے پہنایا ہے موافق شرع باتوں سے ایک ایسی لذت و
الفت عطا فرمائی ہے اور خلاف شرع باتوں سے میرے دل میں نفرت ڈالی
ہے۔ وہ الفت و نفرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں انھیں قسم کی
چیزوں میں مشغول رہوں۔ اور مانع طبعی یہ ہے کہ میری شرافت نفس اس کی اجازت
نہیں دیتی کہ میں دعوت دیئے ہوئے جلسوں میں بیٹھوں یا امردوں اور نامحرم
عورتوں سے کچھ سنوں یا کسی غیر شریف عورت کو اپنے عقد نکاح میں لاؤں۔
شرافت نفس سے مطلب اعراض ہے جو اصل فطرت کے مطابق میرے اوضاع
خسیسہ کو اس قسم کی حرکات (چیزوں) سے روکنے والا ہے۔ اور اگر اپنی عقل و فہم
درست کرو تو ایک دوسرا نکتہ اس سے بھی زائد دقیق بیان کرتا ہوں جس طرح
میرا نفس شرافت رکھتا ہے اسی طرح میری جانِ جاں بھی جو میری جان کا خلاصہ
ہے شرافت رکھتی ہے اور اس کی شرافت یہ ہے کہ وہ طبعی طور پر اس سے مانع ہوتی
ہے اس وجہ سے کہ میری جان جان میں تجلی اعظم کے علاوہ (دوسرے) نقوش
منطبع ہوں۔ بلکہ میری جان جاں فطرتاً اسی لیے پیدا ہوئی ہے کہ اس میں (صرف)
تجلی اعظم کا ہی نقش منطبع ہو جس طرح انگوٹھی کے نقوش کا موم میں ثبت ہونا۔
اور تجلی اعظم کے نقش کے علاوہ ہر نقش کے انطباع سے میری جان جاں انکار
کرتی ہے اور موافق چیزوں سے الفت اور مخالف چیزوں سے نفرت رکھتی ہے
اور یہ وہ سر ہے جو مجھے سید البشر و شفیع یوم المحشر علیہ الصلوات و التسلیمات سے
وراثتہً ملا ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم الا ان اللہ تعالیٰ اتخذنی خلیلا

ومَا ینبغی لمن اتخذہ اللہ خلیلاً ان یتخذ غیر اللہ خلیلا اور کما قال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آگاہ ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا اور جسے اللہ نے خلیل بنایا اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ غیر اللہ کو خلیل (دوست) بنائے "۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض نفوس ایسے ہیں جن میں بسبب ان کی جامعیت کے ایک استعداد رکھی جاتی ہے اور وہ اس استعداد کی وجہ سے وہ اعمال خیر جن کو تمام عالم والے عمل میں لائے اور لا رہے ہیں بغیر اپنے سے صادر ہوئے بارگاہِ الٰہی میں تقرب حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ ان کو ہر اس عمل خیر کے ساتھ جو اہل عالم میں سے کسی سے صادر ہو ایک استحسان اور داعیہ پہنچتا ہے۔ پھر ابتداءً اس کو اس عمل کی صورت دکھلائی جاتی ہے بعد ازاں اس شخص عامل کے نفس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق بحیثیت اس عمل کے ہوتا ہے اور یہ نفس کامل عمل مذکور کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے بغیر عمل کئے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ گو کہ یہ حال مستقل نہیں ہوتا لیکن ایک ساعت کے لیے حصول ضرور ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے اس قول فبهدٰھم اقتدہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "اخوف ما اخاف علیٰ امتی الشہوۃ الخفیۃ۔ یعنی جو چیز سب سے زائد مجھے ڈراتی ہے وہ میری امت کی شہوتِ خفیہ ہے۔ بعض روایانِ حدیث نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ ایک شخص اس نیت پر صبح کرتا ہے کہ وہ روزہ رکھے گا۔ پھر جب اس کو لذیذ کھانا مل جاتا ہے تو اس کھانے کے شوق و لالچ میں وہ روزہ توڑ ڈالتا ہے۔ (یہ تو راویانِ حدیث کا قول ہے) اور فقیر کی سمجھ میں جو آتا ہے وہ یہ ہے کہ

---

۱ یعنی عمل عالم والے کرتے ہیں اور فوائد خود بخود ان پہنچتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

یہ حدیث علمِ لطائفِ نفس کی باریکیوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ پس امراضِ نفس میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کا مزاج طبیعی جس سے مراد عقل کا قلب پر اور قلب کا نفس پر غلبہ ہے وہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور نفس قلب پر اور قلب عقل پر یورش کر کے اسے بیکار (مغلوب کر دیتے ہیں۔
اور ایک مرض جو اس سے بھی سخت ہے اور اس کا علاج اس سے بھی زائد سخت ہے وہ یہ ہے کہ نفس بہیمیہ اپنی مخالفت و مصادمت کو عقل و قلب پر ظاہر نہ کرے بلکہ اپنی شہوت کو ضبط کر کے نیست و نابود کر دے پھر عقل میں وسوسہ ڈال کر رفتہ رفتہ اسے اپنا ہم مذہب بنانے (اس وقت عمل کرنے کی طرف مزاج متوجہ نہیں ہوتا بلکہ خواطر کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور وہ بھی نفس کی موافقت میں اور اس کو عقل صریح جانتا ہے اس وقت جہلِ مرکب پیش آتا ہے اور فطرتِ سلیمہ فنا ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر نفس قلب میں وسوسہ ڈالے اور جوہر قلب کے درمیان ایک خط وہ قلب یہ محسوس کرتا ہے) متحس ہو تو گویا یہ اس کی فطرت کا مقتضا ہے اور اس کی صلب سے نکلا ہے۔ اس صورت میں اس کا علاج مشکل ہوا اور حق و باطل میں اشتباہ ہو گیا۔ (شبہ پیدا ہو گیا) یہی ہے وہ شہوتِ خفیہ جس کی طرف حدیث شریف میں اشارہ ہے۔

خواجہ محمد امین اپنے مسموعات میں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو دعا اور طلب فرزند کی التجا کے وقت جو[1] انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ کی وحی ہوئی تھی پھر اس کے بعد اس کا کیا موقع تھا جو انھوں نے

---

[1] ہم تم کو خوش خبری دیتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے۔

Marfat.com

نے رب انی یکون لی غلام الخ کا سوال کیا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملائکہ نے ظاہر ہوکر فرزند کی بشارت دی تو اس پر انھوں نے فرمایا[۲] ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر۔ حضرت اقدس نے فرمایا جو علم مبدا فیاض سے مترشح ہوتا ہے اس کا پہلا عبور لطائف کا منہ پر ہے مثل سر اور روح کے اور اس حالت میں استغراق کے وقت ہر چند ان علوم کی حقانیت میں شبہ نہیں رہتا لیکن اس کیفیت سے افاقہ ہونے کے بعد حال مشتبہ ہوتا ہے تا وقتیکہ قلب پر اس کی ریزش ہو۔ پھر جب قلب اس سے بہرہ مند ہوگیا تو یقین کلی حاصل ہوگیا۔ اور شبہ زائل ہوگیا۔ اس لئے کہ اطمینان کے معنی یہ ہیں کہ لطائف بارزہ ان واردات سے پر ہوکر اسی کے ہم رنگ ہو جائیں اور ولکن لیطمئن قلبی[۳] سے یہی مراد ہے۔

نیز خواجہ مذکور بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس نے ذکر نفی و اثبات کی تعلیم کے موقعہ پر اپنے اصحاب میں سے ایک سے فرمایا کہ حقیقت واحدہ (جو مسمی بہ اللہ اور مدبر السموات والارض اور خالق مخلوقات و رزاق مرزوقات ہے) کی جانب توجہ راست رکھنا چاہیئے۔

نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ”ہمارے نزدیک یہ بات محقق ہے کہ سالک نے جب اپنے مبدا کی طرف توجہ درست کرلی اور اس کو فاطر السموات والارض کی صفت کے ساتھ پہچان لیا تو اس سالک کا سر آگاہ ہوگیا۔ اور پہلی صورت جو اس پر منکشف ہوتی ہے وہ عرش تکوینی کی صورت ہے جو عرش اعظم کی صورت مثالی ہے اسوقت

---

[۱] اے میرے پروردگار میرے یہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے [۲] کیا تم مجھکو ایسے وقت اس بات کی بشارت دے رہے ہو جبکہ میں بڑھاپے کی منزل پر پہنچ چکا ہوں [۳] تاکہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔

Marfat.com

وہ اپنی طبیعت سے آگاہ ہوتا ہے اور اس کے الوان و انوار کو زہرہ و بیاض سے تشبیہ دیتا ہے حالانکہ عرشِ تکوینی مجردات سے ہے اور الوان و انوار کی نسبت محسوسات سے مخصوص ہے لیکن وہ صفت جس کو اس کے ساتھ تعبیر کر سکتے ہیں وہ اس کے علاوہ نہیں ہے کہ نور سفید کو نور زہرہ کے مثل بیان کرے۔

نیز خواجہ مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آپ نے نسبت اویسیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ارواح سے اخذ فیض دشوار ہے اور ہر شخص کے بس کی بات نہیں اور زندوں سے استفادہ کرنے کے مقابلہ میں مُردوں سے ہر شخص استفادہ نہیں کر سکتا۔ جو چیز اس شخص کے جز (دن) کے موافق ہوتی ہے اسی ایک چیز کی موافقت و مناسبت سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اس جگہ نہ کلام و تکلم ہے اور نہ تعلیم و تعلم۔ اگرچہ افراد میں سے بعض ایسے ہیں جو شے کی مناسبت سے ارواح سے مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن شاذ و نادر۔

نیز یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آپ نے درود شریف کے فضائل بیان کرتے وقت یہ بھی فرمایا کہ اس کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کا پڑھنے والا دنیا کی رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ اور کوئی آفت اسے نہ گھیرے گی۔

افادہ :- تجلی صوری کی حقیقت شیخ کے ساتھ خزانہ خیال میں صورتوں اور لباسوں کے ساتھ یادداشت موجود ہے کیونکہ حکمت الٰہیہ نے بحسب نشاء مثال اس کی تخصیص فرمائی ہے اور شیخ کے ساتھ تجلی معنوی کی حقیقت خزانہ وہم میں معنوی و وہمی صورتوں اور لباسوں کے ساتھ

Marfat.com

یادداشت مجردہ ہے اور حکمت الٰہیہ نے اس کی تخصیص کی ہے اور (ان) دونوں صورتوں میں عارف کا نفس مجرد حقیقت مجردہ فعالہ کے ساتھ آشنا ہوجاتا ہے اور اس سے ایک علیحدہ رنگ اس میں منطبع ہوتا ہے جس طرح انگوٹھی کے نقش ونگار موم میں ابھر آتے ہیں اور اس مرد کے قوائے علمیہ وعملیہ اس کی اتباع کرتے ہیں، اور لطیفہ روح میں ایک انس وانجذاب پیدا ہوتا ہے اور لطیفہ سر اس حقیقت مجردہ کے ساتھ ان لباسوں اور پردوں کے بیچ میں دیدہ ور ہوجاتا ہے اور ایک عجیب اتصال اور عجیب حالت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ہم تجسس (کھوج) کریں تو تجلی پر تخصیص کا سبب ان صور خیالیہ و وہمیہ کے ساتھ جو اس کا لباس ہوگیا ہے تین چیزیں ہونگی ایک تو رقوم منسجنہ۔ دوسرے اس عارف کی استعداد فطری جس کا اقتضا یہ ہے کہ خاص صورت دکھائے بلکہ اس خاص صورت میں تخصیص رکھتا ہے جیسے اپنی ددی کو علیحدہ کرنا۔ تیسرے قوائے افلاک جو عالم پر اثرانداز ہوتے ہیں وہ ان دونوں خصوصیتوں کو مخلوط کردیتے ہیں جیسے صنف کا تعین افراد نوع میں جن خواص سے وہ صنف قائم ہے۔ اور اگر ہر ایک کی ایک مخصوص مثال ہم قائم کریں تو یہ کہیں گے کہ آئینہ دیکھنے والا جب آئینہ دیکھے تو اس میں تین قسم کی خصوصیات جمع ہوں گی۔ اوّل یہ کہ دیکھنے والے انسان کی صورت گھوڑے اور گائے کی صورت نہیں ہوگی بلکہ وہ عمرو و بکر کی صورت سے ممتاز ہوگی۔ نیز ذات آئینہ کو اس کے سامنے رکھیں گے دوم یہ کہ آئینہ محدبہ صورت محدبہ ظاہر کرتا ہے اور آئینہ مقعرہ صورت مقعرہ

لہ یعنی صور خیالیہ و وہمیہ کو باوجود کثرت کے وحدت کے نور سے دیکھنا۔ تقی انور
لے اوپر کا ابھرا حصہ۔ سے نیچے کا گہرا حصہ۔

Marfat.com

تیسرے یہ کہ آئینہ کی صفائی و سمائی بھی صورت کے ظہور میں ایک تاثر رکھتی ہے اور یہ معلوم ہے کہ جب کوئی شخص سرخ عینک اپنی آنکھوں پر لگائے تو جس چیز پر بھی نظر کرے گا وہ سرخ دکھائی دے گی اور اگر سبز رنگ کی عینک ہوگی تو سبز رنگ نظر آئے گا۔ اور اگر کسی گنبد پر مختلف رنگوں کے شیشے نصب کیے جائیں تو جس وقت سورج ان کے سامنے آئے گا تو اس کی مخلوط شعاع انھیں رنگوں سے (گھر کر گنبد کے) اندر نظر آئے گی۔ الحاصل ہر تجلی صوری و معنوی کا ایک مقام ہے اور یہ صورت خاص اسی سے نکلی ہے محقق عارف کو اسی مقام سے کام ہے نہ اس صورت کائنہ فاسدہ سے۔ جو ایک وقت تو جوش زن ہوتی ہے اور دوسرے وقت ساکن۔ اور محقق عارف کے نزدیک جب تجلی صوری جوش مارتی ہے اور پھر ساکن ہو جاتی ہے تو اس کا مقام منکشف ہو جاتا ہے اور نیز تجلی معنوی بھی جو اس کی ہم عناں اور دوش بدوش ہے معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جب تجلی معنوی جوش مارتی ہے اور ساکن ہو جاتی ہے تو اس کا منشا (مقام) منکشف ہو جاتا ہے۔ اور تجلی صوری بھی جو اس کی دوش بدوش ہے معین ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

دوسری قسم ارشادات کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ حضرت اقدس کے کلمات قدسیہ جو اسرار و رموز یعنی حقائق لاہوتیہ وجبروتیہ اور معارف لطائف انسانیہ اور احکامات شرعیہ کے بیان میں واقع ہیں ان میں بیشتر اس سے بلند ہیں کہ اہل ذوق و وجدان کے ذہن کی رسائی اس کے دامن تک ہوسکے اس کتاب میں ان کے تحریر کرنے سے جس کی بنیاد عوام وخواص کا افادہ ہے کوئی فائدہ نہیں ۔ اور اگر کوئی صاحب استعداد ان حقائق و معارف پر مطلع ہونے کا شائق ہے تو اس کو چاہیئے کہ آپ کی تصانیف تفہیمات الٰہیہ ۔ حجۃ اللہ البالغہ ۔ خیر کثیر ۔ لمعات ۔ ہمعات ۔ الطاف اقدس اور فیوض الحرمین وغیرہ کا مطالعہ کرے ۔ لیکن بعض انفاس نفیسہ اسرار و رموز کے سلسلے میں اور مبداء سلوک اور وسط و انتہا (مبتدی ۔ متوسط ۔ منتہی) کے آداب کے بارہ میں جناب ولایت مآب کے مستفیضین کے ارشاد میں تحریراً یا تقریراً صادر ہوئے ان کی تحریر سے خواہ وہ روایت لفظی ہو یا نقلی اس رسالہ کو مزین کیا جاتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ ھوالولی الموفق ۔

افادہ :۔ بُعد صوری (ظاہری دوری) مرشد اور مسترشد (رشد و ہدایت حاصل کرنے والے) کے مابین اگرچہ افاضہ (فیض دینے میں مرشد کے لئے) کو مُضر (مانع) نہیں ہے لیکن استفاضہ (فیض حاصل کرنے والے کے لئے) ضرور مُشکل (حائل) ہوتا ہے اس لئے کہ افاضہ بُعد کی صورت میں

Marfat.com

توجہ کلی صادر ہوتا ہے اور اس کے اہل کے لئے نفع بخش صورت یہ ہے کہ جبرزت کے طریقہ پر ہو اس کے باوجود اگر دوری کی صورت میں کسی فیض دینے والے سے استفاضہ (فیض حاصل کرنا) چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت، دلی فراغت کے اوقات میں سے اور خواہشات میں اعتدال کے ساتھ مقرر کرے اور ایک جگہ جو شور و شغب سے خالی ہو وہاں باوضو اور یکسو ہو کر جس قدر ممکن ہو نماز پڑھے پھر اسی جگہ بیٹھ کر اس کی صورت پر جس سے فیض حاصل کرنا چاہتا ہے اپنی ہمت کو دفع خطرات کے ساتھ ابعد متوجہ کرے اور اس (مرشد کی) صورت میں اپنے کو اس حد تک محو کر دے کہ وہ صورت، اس کے خیال و تصور میں قائم ہو جائے اور اس کی اسطرح مداومت (پابندی) کرے کہ مستفیض اور مفیض کے علاوہ تمام احوال و خیالات و خطرات یک قلم فنا ہو جائیں اور یہ حالت پہلے روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز ہی سے حاصل ہونے لگتی ہے اور اس دوران ایک قسم کا نوم اور جسم میں سستی پیدا ہوتی ہے اور ویسی ہی حالت ہو جاتی ہے جیسی نیند کی حالت ہوتی ہے جس وقت یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس کو ایک مناسبت اس روحانیت سے فیض کے ساتھ پیدا ہو گئی اور اس کا لوح قلب صاف ہو گیا۔ پھر اس (مرشد کی) صورت سے التجا اور استفاضہ کے بعد اس ملاحظہ کو روک کر (شغل برزخ سے فارغ ہو کر ذکر کو لازم کر لے خواہ وہ ذکر اسم ذات ہو یا ذکر نفی و اثبات۔ لیکن ضربات قویہ (ذکر جہر) اور دلجمعی کے ساتھ اگرچہ حبس دم نہ ہو۔ اور "ان اللہ محبوبہ وان لا محبوب سواہ" پر اس حد تک غور (ملاحظہ) کرے کہ

ے اللہ اس کا محبوب ہے اور اسکے سوا کوئی محبوب نہیں۔

Marfat.com

اس ہی سارے بدن اور رگ رگ میں سرایت کر جائے (من نیہ پا است از سرتا قدم) اور نفس اس عاشق کی طرح مضطرب ہو جائے جو محبوب کی ملاقات کیلئے آئے اور اس سے ملاقات نہ ہو سکے اس وقت اس کو خفقان قلب اور اضطرار نفس کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اور اس ذکر و شغل میں یہی کیفیت مطلوب ہے جب یہ چیز حاصل ہو گئی تو ذکر کو ترک کر کے اس ذوق و شوق کی کیفیت پر غور کرے جو ذکر کا حاصل ہے لیکن بے تاب عاشق کے لئے یہ ممکن نہیں ہے[1] کہ عشق کے شوق و اضطراب میں اختیار برتے یا بھوک سے بے تاب شخص مختصر غذا کھانے پر اکتفا کرے۔ حالانکہ اس کے پاس دوسری اشیائے خوردنی بھی ہوں۔ جب یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو پھر روزانہ دو ایک ساعت متوجہ ہو کر (مشغولی کرے) پہلے فیض دینے والے (مرشد) کی صورت پر غور کرے پھر اسکے بعد ذکر کی طرف۔ پھر کیفیت معہودہ (مذکورہ) کے اختصار پر اور بقیہ اوقات ذکر و ذوق و شوق سے غافل نہ رہے اور کثرت کلام (زائد گفتگو) سے محترز رہے[2] تا در نہ زنی بہ آنچہ داری آتش۔ ہرگز نہ شود حقیقت وقت تو خوش۔

افادہ: — جاننا چاہیئے کہ تمام آدمی فطرتاً یکساں نہیں ہیں ان میں سے بعض فطرۃً طور پر حجاب وہم میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اس طبقہ کا علاج یہ ہے کہ ان کے حق میں توجہ الی اللہ کو مخلوط بہ وہم کر دینا چاہیئے۔ مثلاً مرشد اس سے یہ کہے کہ اپنے قلب کو خالص چاندی کا ایک طبق فرض کر جس پر گل صنوبری لکھا ہوا ہے۔ اور اس پر لفظ اللہ مذہب بخط جلی لکھا ہوا ہے۔ اور اس صورت (نقش) کو دل میں جما کر قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اور بعید نہیں ہے اگر اس شغل

---

[1] اس کیفیت سے معراج شریف کے واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہوا کہ قف یا محمد فان ربک یصلی۔ (اے محمد توقف کیجئے کہ آپ کا پروردگار نماز پڑھ رہا ہے آپ نے جواباً فرمایا (صبر) کرو۔ لے)

[2] تمہارے پاس جو کچھ ہے جب تک اس میں آگ نہ لگا دو گے ہرگز وقت کی حقیقت تم پر اچھی طرح ظاہر نہ ہو گی۔

Marfat.com

کی بسم اللہ (ابتداء) کراتے وقت مرشد توجہ کرے اور اسکی قوت قویہ سے تکرار کرے یا مثلاً یہ کہے کہ لا کے لفظ کو ناف سے نکال اور وہ ایک نور ہے خالص چاندی کی شکل کا۔ اور اس کو ام الدماغ تک کھینچ کر قلب پہ ضرب مار۔ اور پھر اسکو ناف تک پہنچا یعنی الا اللہ کی بار کو۔ اور یہ سمجھ لے کہ چاندی کے اس دائرہ میں تیری پشت، دل اور سینہ گھرا ہوا ہے۔ اور اس دائرہ سے تیرے قلب و سینہ پر ایک شعاع ریزش کر رہی ہے۔ اور کمال شغل یہ ہے کہ مرکز اور دائرہ محیط ایک دائرہ ہو جائے سورج یا چاند کی شکل پر یا مثلاً مرشد یہ کہے کہ جب تو میرے سامنے بیٹھے تو میری آنکھوں سے ایک نور سفید نکل کر زمین پر پھیل جائے گا اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا تو اس نور کی طرف متوجہ ہو اور اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔ اور عقلمند کے لیئے ایک اشارہ ہی کافی ہے۔

افادہ :— اکثر اشخاص جنھیں راہ خدا کا شوق ہے ان کی استعداد اس قابل نہیں کہ ان کو حضور مجرد یا دوام محبت یا طمانیت قلبی کی کیفیت کیلئے مکلف (مجبور و مامور) کیا جائے۔ وہ صرف ذکر کو ہی صبح و شام اپنا مطمح نظر بنا لیتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ان کے حق میں آخرالامر ذکر کی مقدار مقرر کرنا چاہیئے۔ مثلاً ان سے یہ بتائیں کہ رات و دن میں چار ہزار بار تسبیح پڑھیں دو تین ماہ اسی تعداد پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ جب ان کا دل اس ذکر سے مانوس ہو جائے تو بالاخذ محبوب اور ہیئت شوقیہ کو اپنے لئے مشروط کر لیں۔ جب یہ چیز بھی قائم ہو جائے تب ذکر خفی[1] سکھائیں۔ میں نے جب اس بات پر غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ اکثر سالکوں کو اضطراب اس لئے پیش آتا ہے کہ

---

[1] میرے خاندان (خانوادہ کاظمیہ) میں بھی شغل برزخ بتصور قلب صنوبری اور نفی و اثبات کے اسی طریقہ کا جلسہ قلندریہ کیساتھ معمول ہے جو حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر بانی خانقاہ نے حضرت اقدس کے مسترشد حضرت شاہ ابوسعید بریلوی سے اخذ فرمایا تھا۔ — تقی انور

Marfat.com

اگرچہ وہ مجرّد اور شوقِ توحید کے معنی سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہیں لیکن طبیعت طوعاً کے حسب حال سفلیات کی کشاکش میں پڑکر اس کو قبول نہیں کرتے اور اسی وجہ سے ان کے حال میں گرہیں پڑ جاتی ہیں اور مختلف قسم کے شکوک پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ یہ سمجھ میں آیا کہ لوہاروں اور بادشاہوں کو یکساں نہیں سمجھنا چاہیئے۔

افادہ:۔ سینہ سے بجہد تمام نکال کر اور توجہ کے ساتھ بے حرف و صوت امرِ مجرد کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ غلبات جمعیت اور قلب کے یکسو ہونے میں نفی[1] و اثبات کے ساتھ بلا صرف اثبات کیساتھ مشغول ہونا چاہیئے جب یہ بات نصب العین ہو جائے تو سانس کو زیرِ ناف مقید رکھکر اس نصب العین کی اس وقت تک محافظت کرنا چاہیئے جبتک طبیعت ساتھ دے اور جب کسی قسم کی گرفتگی (قبض) محسوس ہو تو اس کو ترک کر کے اثباتِ مجرّد کی طرف رغبت کرنا چاہیئے جب نصب العین ہو جائے تو دوبارہ سانس کو زیر ناف مقید کر کے اس کی محافظت کرنا چاہیئے۔

افادہ:۔ امرِ منزّہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور یہ جان لینا چاہیئے کہ علم حضوری جس سے مراد شعور محض ہے امرِ منزہ مجرد تک نہیں پہنچتا جبتک علم العلم اسکو محیط نہ ہو جائے۔ جب ہم علم العلم تک پہنچتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں یا معمول و موضوع کر کے ایک حکم اس شے کے ساتھ شامل کر دیتے ہیں کہ جب ہم اس سے روگرداں ہوں تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ حضوری بحت کے علم کو جدا کرنا چاہیئے اور دل کو نفوس کونیہ سے اس طرح آزاد کر دینا چاہیئے کہ علم حصولی اس سے اٹھ جائے۔ اس طریقہ سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ انا کیا ہے اور اس کی شناخت کرنا چاہیئے کہ یہ انا کہاں تک پہنچتی ہے۔

---

[1] نفی لَآ اِلٰہَ۔ اثبات۔ اِلَّا اللّٰہُ۔ اثباتِ مجرد ھُو۔ تقی انور

Marfat.com

اور اس کی اصل کیا ہے۔ اس امر کے احکام کے بعد علم حصولی کو بھی حضرت حق کی طرف مصروف کرنا چاہیئے ہم کو اس بات میں شک نہیں کہ ایسے وقت میں علم حصولی منزہ قابل حصول ہو گا۔ اور جب علم العلم کے ساتھ مجرد کی طرف توجہ کرے تو اس کا علاج یہ ہے کہ علم العلم کو چھوڑ دینا چاہیئے اور علم صرف کو اختیار کرنا چاہیئے اور یقین کے ساتھ یہ جان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے تجرد کے متعدد درجات ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ جو ہے وہ زمان و مکان سے اس کا تجرد ہے اور محض اس تجرد کی بدولت اس کے بارہ میں ھواللہ کہہ سکتے ہیں حاصل یہ کہ اس کی کوشش کرے کہ مدرکہ کو تلفظ و احساس اور تمثیل و توہم کے قیود سے آزاد کر دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صورت کا ظہور (حصول) ہو گا اور دل برداشتہ نہ ہونا چاہیئے اور نہ ناامید ہونا چاہیئے۔

افادہ:- اکثر و بیشتر اوقات بزعم زاعم حضور مجرد حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ وہ واقعی حضور مجرد[1] نہیں ہوتا۔ اس کے لئے ایک آئینہ مقرر کیا ہے کہ زمین کثیف ہے اور پانی لطیف۔ اور اس کی لطافت تلون یا اثر کا زائل نہ ہوتا ہے گو اس کو چار یا چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور ہوا اس سے بھی (الطف) زائد لطیف ہے اور الطفیۃ کے معنی ہیں ان دونوں صفات کا انتہائی درجہ ہے۔ اور تمام صفات نفسیہ جیسے بھوک پیاس اور غصہ بہ سبب ہوا سے بھی لطیف ترین ہیں اور ان کی لطیف ترین کیفیت کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو ان کو تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ کسی شے میں سما سکتے ہیں اور صورت انسانیہ کلیہ انسانوں کے مخصوص اوضاع و اشکال

---

[1] یعنی جس کو وہ اپنے زعم میں مجرد سمجھتا ہے وہ مجرد نہیں ہے۔

Marfat.com

سے قطع نظر کرتے ہوئے ایک بسیط امر مجرد ہے جو صفاتِ نفسیہ سے بھی زیادہ الطف جوہر ہے اور اس کی الطفیت کے معنی کسی ایک شخص کی خصوصیات سے عدم تخصیص اور تمام افراد پر وحدت کے ساتھ اس کی نسبت کا استوار ہے [1] وکونہا شیئا من الاشیاء الخارجیۃ خارجیاً واحدًا اور حق تعالیٰ کی ذاتِ مجردہ ان سب سے زیادہ الطف ہے اور اس الطفیت، کے معنی کسی شے میں حلول نہ ہو سکتا ہے باوجود اس کے کہ اس کی نسبت تمام ممکنات کا استوار کئے ہوئے ہے۔ بحسب وجودعلیٰ انہ شیٔ واحد۔ اسی طرح ان امور کو بتدریج ملاحظہ کرنا چاہئیے۔ اور اپنے امرِ وجدانی کو ان میں سے ہر ایک پر قیاس کرنا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیر مجرد کو مجرد قیاس کرے

افادہ: ـــــ یقین کرنا چاہیئے کہ آدمی سے مراد دراصل اس کی صورت شخصیہ ہے جس کو نفسِ ناطقہ کہتے ہیں اور وہ صورت بوجہ لطیف اور دقیق ہونے کے ہر شخص کو معلوم نہیں ہوتی۔ ہم جو اثر اس پر ڈالتے ہیں اسکا طریقہ یہ ہے کہ اس کی کیفیاتِ لازمہ پر اثر ڈالیں تاکہ اس کی تبدیلی سے جوہرِ نفس کی تبدیلی میسر آئے اور نفس کے خاص لوازمات یہ ہیں جسکو ہمت کہتے ہیں۔ کوئی باہمت ہوتا ہے اور کوئی کم ہمت۔ علم وادراک اور تمام صفاتِ نفسانیہ یہ سب ہمت ہی کی تفصیل ہیں سے [2] ہمت ترا بہ کنگرۂ کبریا برد۔ ایں سقفِ خانہ (جسم انسانی) را بہ ازیں نردبان نخواہ۔ یا ہمت کی تبدیل کا ہم یقین نہ کریں تاکہ علم ضروری ممثل ہو جائے

---

[1] اس کا ہونا اشیاءِ خارجیہ میں سے ایک خارجی چیز ہے یعنی الور [2] ہمت تمکو عرش کے کلس تک لیجائیگی۔ اس گھر کی چھت اس سیڑھی سے بہتر نہ چاہو (یعنی اس راہ میں اصل چیز ہمت ہے اور بغیر ہمت کے یہ راہ طے نہیں ہوتی۔

Marfat.com

اور حق جل وعلیٰ کی یاد میں شجاعت غضب اور طرح طرح کی لذتوں کا التذاذ اور مرادات سفلیہ میں سے کسی مراد کی طرف انجذاب یہ تمام چیزیں شکست اور نابود ہو جائیں۔ جب ہم کو اس کا علم ہو گیا تو ہمیں یقین ہو گیا کہ تبدیلی ہمت ثابت ہو گئی اگر یہ بات دل کو متحقق (ثابت) ہو جائے تو تجلی الٰہی شام کو حاصل ہوئی تو تجلی الٰہی ضرور بالضرور بغیر فنائے ہمت کی کثرت کے صبح کو حاصل ہو جائے گی۔ یہ نہ ہو کہ آدمی ناامید ہو جائے اور اس سے زیادہ کوشش کو ناممکن سمجھے۔ اور یہ تفصیل بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ اپنی ہمت و ولولہ کو اللہ میں فنا کر دینا چاہیئے۔ اور خوب اچھی طرح غور کر کے یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہمت کیا ہے اور اس کی فنا کیسے ہوتی ہے ملے اے برادر تو ہمیں اندیشہ، مابقی تو استخوان دریشہ، گر گل است اندیشہ، تو گلشنی در بود خار ہمہ تو گلخنی۔ اس بیتاب و بیقرار عاشق مجنون صفت کی طرح جسکی زبان اور آنکھیں خشک ہو گئی ہوں اس حالت میں اگر اس کے سامنے کھانا لایا جائے تو اُسے کوئی لذت و مزہ نہ ملے اور اگر کوئی مشروب دیا جائے تو باوجود سلامتی حواس اور زیادتی نشاط اسکی شیرینیت اور نمکینیت میں کوئی امتیاز نہ کر سکے۔ حاصل یہ کہ اگر ہر مرد اپنے میں اچھی طرح غور کرے تو یقیناً یہ جان لے گا کہ اس کے دل کو ہر طرف رغبت ہے اور وہ رغبات متعددہ اس کی ہمت کا انقسام ہے لیکن جب ہمت ایک (یکسو) ہو جاتی ہے اور ایک ہی سمت رجوع کر لیتی ہے (یعنی کسی اور سمت توجہ نہیں رہتی) تو بیشتر یہ ہوتا ہے کہ آدمی مزیدار کھانا کھاتا ہے اور خوش ذائقہ مشروب پیتا ہے اور بہترین منظر دیکھتا ہے لیکن اپنے میں اس کی کوئی لذت نہیں

ملے اے بھائی تو اسی واہمہ میں الجھا ہوا ہے کہ جو کچھ تجھ میں بچا کھچا رہ گیا ہے وہ صرف ہڈی اور گوشت ہے اگر تو اپنے کو پھول سمجھے گا تو اپنے کو پھول نظر آئے گا اور اگر تیرا واہمہ تجھے کانٹا بنائے گا تو تو اپنے کانٹا سمجھیگا۔

Marfat.com

پاتا اسلئے کہ جب ہمت ایک جانب چلی گئی تو اس کے پیچھے پیچھے ادراکات جوا نبھی چلے جاتے ہیں۔ اگر آدمی اپنے میں بسعی بلیغ اس بات کا کھوج کرے کہ کلام کرے یا نظر انداز کر دے یا کپڑے پہنے تو اپنے میں اس کا شوق واستحسان نہ پائے نہ اس لیے کہ وہ بیہوش اور بے حس ہے بلکہ اس کو جو قوت مستحسنہ حاصل ہوتی ہے اور کسی امر مقدس کی وجہ سے اشتیاق پیدا ہوتا ہے وہ اسے ان تمام چیزوں کی طرف توجہ کرنے سے روکتا ہے چہ جائیکہ وہ حسد۔ غضب اور مہلکات دنیہ وغیرہ میں پڑے اور اسی طرح شوق وارادہ بھی۔ اور جزئیات ہمت میں سے ہر چیز گم ہو جاتی ہے اور آدمی یک رو دیکھت رہ جاتا ہے مجھے یاد ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ایک شاعر نے اپنے غلاموں کے متعلق شعر کہا اور ان کے حالات بیان کئے تو یہ بات شعر میں اس کی قوت مستحسنہ کی فنائیت پر دلالت کرتی ہے جب وہ کلی طور پر اپنے سے باہر نکل گیا تو اس وقت خدا بالمشافہہ متجلی ہوگا اور اگر جہتوں میں سے کوئی جہت باقی رہ گئی ہے تو تجلی شفاہی محال ہے کسے در ضمن کا چی قلبہ جوید۔ اضاع العمر فی طلب المحال۔

افادہ:۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس حالت کو ارادہ کی فنا کہتے ہیں اور امیر سید کلال اسکی مثال اس کوزہ سے دیتے ہیں کہ جب تک اس میں نمی باقی ہے وہ تصرف کے لائق نہیں ہے اور خواجہ نقشبند نے اس کو وجود سے نامزد کیا ہے ۔؎ عبارَاتُنا شَتّیٰ وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ وَکُلٌّ اِلیٰ ذَاكَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ۔ تمام اوقات یعنی صبح وشام دن ورات نشست وبرخاست میں اس بات کا خیال رکھکر کہ محبت تامہ کے وصف اور ایسی تجرید کامل جس سے کہ غفلت اور غیر کی محبت کا کسی طرح دخل نہ ہو اور

Marfat.com

سب نیست ہو جائیں یادداشت میں مشغول رہنا چاہیئے (یا بخود آتش توان زد یا دلے باید گداخت۔ گر دماغ عشق داری (۱) قدر ما کر دنی است) حضرت حق سبحانہٗ اس وقت تک ہر طلب کے لئے مورد جمع نہیں ہو سکتا جب تک جگر خون نہ ہو جائیں (طلب شرط است و غواصی کہ نقد آری بہ کف ورنہ ع۔ صدف راکے پسند آید کہ آوارہ شود گوہر (مولوی تاج الدین جذب کا کوروی) اور ہم خاک میں مل کر یکساں نہ ہو جائیں۔ اور اس سعادت عظمیٰ کے نزدیک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہر قصد و ہر عید ... جو اپنے میں پایا ہو معدوم نہ ہو جائے عرفت ربی الخ اگر اس عادت مستمرہ کا خرق افراد میں سے کسی ایک کے بارہ میں واقع ہو جائے (تو) وہ خود حساب سے باہر اور مستثنیٰ ہے۔ اس کا وظیفہ یہ ہے کہ راضی بہ رضا رہنا چاہیئے اور ادب کے ساتھ مقامات آئندہ کا طلب گار رہنا چاہیئے۔ انہ جواد رحیم بر کریم۔

افادہ:۔ کھانے کی قلت اور روزوں کی مداومت اگر مزاج پر بار ہو تو اس کو مزاج کے موافق کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ طبیعت کی تازگی اور شگفتگی رخصت ہو جائے کیونکہ کام اسی سے وابستہ ہے تخیلات[۱] تشبیہیہ تخیلیہ اگرچہ حقائق الٰہیہ یا امور عادیہ کے ادراک میں ہوں تو اس سے مغلوب اور متاثر ہونا اور اس کی طرف کھنچنا کاروبار کے مانع ہے۔ اس بات کو اچھی طرح غور کر کے سمجھنا چاہیئے اگر اضمحلال موجودات کے معنی ایک وجدانی بسیط امر کے تحت اس طرح ... پائیں۔ اوپر نیچے سے یورش کر لیں کہ اس سے علیحدہ ہونے کی گنجائش نہ رہے تو اس کی طرف محبت الخ

۱؎ اپنی خودی میں آگ لگا دینا چاہیئے یا پگھلنے والا (سوز و گداز والا) دل چاہیئے۔ اگر عشق کا دماغ تم رکھتے ہو تو یہ کرنا ہی پڑیگا۔ ۲؎ وہ خیالات جو قوت خیالیہ کی مدد سے مشبہ ہو کر ذہن میں آئیں۔

Marfat.com

کے وصف کے ساتھ ہمت کو جمع اور دوسرے تمام راستوں کا انسداد کرتے ہوئے رغبت کرنا چاہیے۔ اور اگر اس حد تک جوش نہ مارے (یعنی اتنی روحانی قوت حاصل نہ ہو)

تو بہتر یہ ہے کہ تعلقات اور پسندیدہ چیزوں کی نفی اور ہمت تو یہ کی مداومت، جو اس سے زائد اپنے حوصلہ میں نہ پاوے اپنے کو مشغول کر دینا چاہیے اس وقت تک جب تک اس معنی کی حقیقت کا سلطان ظاہر اور جلوہ گر نہ ہو جائے اور خود پر اتنی سختی نہ کرنا چاہیے کہ حواس پراگندہ ہو جائیں اور نشاط جس کو ہندی زبان میں اُمنگ کہتے ہیں ختم نہ ہو جائے کیونکہ کام اسی سے وابستہ ہے۔ صحت مزاج کی نگہداشت۔ حواس کی سلامتی طمانیت قلبی اور خلوص نیت باقی رہنا چاہیے اور کسی مسرت کے وقت حکیم ثنائی کے یہ اشعار پڑھ کر خلوت میں تواجد[1] کرنا چاہیے فقیر نے خود بھی ذوق و شوق کی کیفیت میں یہ دو اشعار پڑھے تھے اور ان کی تاثیر کا تجربہ کیا تھا ؎

زیں پس دست ما و دامنِ دوست | زیں پس گوشِ ما و ساقہ یار

فقیر نے اکثر اوقاتِ نشاط میں یہ دو شعر پڑھے ہیں اور ان کی تاثیر بھی دیکھی ہے

اے[2] دوست توئی دیدۂ بینائی من | ہم قوت و شنوائی و دانائی من
عشقم تو وہم تو دل غمدیدۂ من | و اندر دل غمدیدہ شکیبائی من

---

[1] تواجد کہتے ہیں وجد کی استدعا کرنا اور حالت وجد کا اظہار کرنا۔

[2] اے دوست میری بصارت و بصیرت میری قوت و طاقت میری سماعت اور میری عقل و فراست جو کچھ ہے سب تو ہی ہے میرا عشق اور میرا وہم و خیال اور میرا غمزدہ دل بلکہ میرے غمزدہ دل میں میرا صبر بھی تو ہی ہے۔

Marfat.com

افادہ: سالک جب خلوت اختیار کرے تو اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھے اور اصحاب کہف سے عبرت لے کہ کس طرح انھوں نے صدق ہمت اختیار کیا اور ان کے رب نے ان کے ارادہ کے مطابق ان سے ویسی ہی معاملت کی۔ آیۂ کریمہ میں ارشاد ہے کہ واذ اعتزلتموھم وما یعبدون من دون اللہ فأووا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ و یھیئ لکم من امرکم مرفقا، اور جاننا چاہیئے کہ آدمی کی ایک عقل معاش ہے جس سے امور معاشیہ انجام پاتے ہیں اور دوسری عقل معاد ہے جس سے وہ خوف، توکل و تسلیم اور اعمال خیریہ آراستہ کر کے اپنے امور معاد سر انجام دیتا ہے اور ایک اور عقل مقدس ہے جس سے اللہ کی معرفت پر دسترس حاصل ہوتا ہے۔ لاغیر ان عقول میں سے ہر ایک کا درجہ ایک دوسرے سے ممتاز سمجھنا چاہیے کہ یہ

لے اور جب تم نے ان سے اور ان لوگوں سے جو خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں کنارہ کشی کرلی تو چلو غار میں چل بیٹھو تمہارا پروردگار اپنی رحمت کا سایہ تم پر پھیلا دے گا اور تمہارے واسطے کام میں سہولت کے سامان مہیا کرے گا۔

ملا عقل کے تین اطوار ہیں۔ عقل معاش، عقل معاد، عقل مقدس۔ عقل معاش مادیات پر تصرف کرتی ہے۔ اس کا مقتضی معاشی امور کی انجام دہی ہے اور اس کے مدرکات مادی ہیں۔ عقل معاد امور دنیاوی میں تمیز کرتی ہے اور اس کا مقتضی روحانیت کا نفس پر غالب کرنا ہے اور اس کے مدرکات مجرد ہیں۔ عقل معاش دلائل کو دیکھتی ہے اور عقل معاد کا تعلق شعور سے ہے۔ دلائل کے ترک سے شعور غلبہ پاتا ہے اور اس غلبہ کی وجہ سے صاحب شعور انکار بر باطنیہ کے ظہور کو ان کے مبادات دیکھتا اور پہچانتا اور ان پر عامل ہوتا ہے یہی عقل کا تیسرا طور عقل مقدس ہے وہ منزل لوم بر باطنیہ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس کی نظر اسی پر رہتی ہے۔ (فن انوار)

Marfat.com

معرفت طمانیت کی کنجی ہے۔ جب عقل معاش کو ترک کر دیتا ہے تو عقل معاش کا کام عقل معاد سے پڑ جاتا ہے۔ اس وقت اہل وعیال اور مال وجاہ کی الفت ومحبت اس کے لیے مخل نہ ہوگی (لیکن) مگر یہ کہ حب کمال اور اس کی احادیث نفس باقی رہیں گی اور جب عقل معاد سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی تو وہ عقل الٰہی کے ساتھ باقی رہ گیا۔ اس وقت کوئی خطرہ اور حدیث نفس اس کا دامنگیر نہ ہوگا۔ پس ایسی مرتبہ اور نیستی محض کی طرف ترقی بغیر تابع کے میسر آجائے گی اور عقل معاش ومعاد کا ترک ان دونوں کی معرفت اور ان دونوں میں امتیاز کے بعد عزلت ونشیں کے وقت اتنا مشکل نہیں ہے اور اس سلسلہ میں نفی واثبات کی مدد سے ان دونوں کی نفی کا طریقہ ڈھونڈھنا چاہیے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہیے کہ عقل معاش کیا ہے اور اس کا کیا مقتضی ہے اور وہ کس چیز میں تصرف کرتی ہے اور اس کے مدرکات کا وزن کیا ہے نیز اسی طرح عقل معاد کیا ہے اور وہ کس چیز میں تصرف کرتی ہے کیا تم نہیں جانتے کہ برہانی رائے[1] شعری[2] رائے کے علاوہ ہے۔ جب برہانی رائے ضعیف ہوجاتی ہے اور شعری رائے غالب آجاتی ہے یا اگر اس کے برعکس ہوتا ہے (تو) مرد ذکی رائے برہانی کو جو افکار برہانیہ کا مبدأ ہے ان کے مبدأ سے دیکھتا اور پہچانتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور علوم برہانیہ کے طلب کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے اور بنظر غائر یہ معنی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

افادہ: سالک جب عزلت اختیار کرے تو اس کو قوی الہمت ہونا چاہیے

---

[1] برہانی رائے۔ قطعی یا یقینی امور

[2] شعری رائے۔ خیالی امور

Marfat.com

اور سینہ سے ایک زور و طاقت باہر نکالنا چاہیے تاکہ وہ وقت حاصل ہو جائے کہ مدرک اور مدرک ایک ہو جائیں اور متوجہ و متوجہ الیہ کا حجاب درمیان سے اٹھ جائے اور حیرت حائرہ (حیرت میں ڈالنے والی) حاصل ہو جائے اور فنائے کلی ظاہر ہو۔ اس وقت تجلیات الٰہیہ اس مشت خاک پر چمکنے لگتی ہیں۔ مصرعہ۔ حیف گر یک دانہ باشد حاصل دہقان ما۔ اس وقت سالک کا قصہ بالکل اس مجاہد امیر کی طرح ہوتا ہے جس نے تمام اسباب جنگ مہیا کر لیے ہوں اور فتح و ظفر سے اس کے احوال ظاہر ہوں۔ اور فریقین کے مابین مقابلہ و مقاتلہ پڑ گیا ہو۔ اس وقت اس کو نئے سرے سے زور لگانا چاہیے اور اپنی جان پر کھیل جانا چاہیے ورنہ یہ تمام سامان جنگ اور فوج کا اجتماع بے کار ہوگا۔ معاذ اللہ من ذالک۔ اس کا علاج یہ ہے کہ امواج جمعیت و فنا و گمشدگی کے تلاطم کے وقت مدرک ۔ ادراک ۔ اور مدرک کے اتحاد کی طرف توجہ کلی رکھنا چاہیے ۔ اور اس نیرنگی خیال سے مردانہ وار باہر آنا چاہیے ۔ کیف[1] لا والموجودات کلها تشترک فی الموجود المطلق الذی هو مفهوم انتزاعی وهذا من اجلی البدیهیات الیس ان بانه اعی هذا المفهوم حقیقة لولا لماصح الانتزاع الیس ان تلک الحقیقة هی الوحدة وحدة القصوی لا تعد ولا تکثر فیها الا بما تشبه الوهم و الخیال والاعتبار ، اور ہم کب تک وہم و خیال میں مبتلا و گرفتار رہیں گے

---

[1] کیونکر نہ ہو تمام موجودات مشترک ہیں وجود مطلق میں جو مفہوم انتزاعی ہے اور یہ بہت واضح دلائل میں سے ہے ۔ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے اگر یہ نہ ہو تو اس میں ملاحظہ کرنا ثابت ہی نہ ہو ۔ کیا وہ حقیقت وحدت قصوی نہیں ہے جس کا نہ عدد دیا جا سکے نہ کثرت مگر ایک وہم و خیال اور اعتبار کے لحاظ سے ۔

Marfat.com

اور حقیقۃ الحقائق سے محروم بیٹھے رہیں گے۔ واحسرتا واویلاہ۔ اگر اس نادانی کے لباس کو ہم چاک نہ کریں اور اس دریائے وحدت میں جہاں مدرک اور مدرک کا تقابل و مسامت ہے ہم غوطہ نہ کھائیں حتی لا یبقی عین و لا اثر (یہاں تک کہ کچھ نام و نشان باقی نہ رہے) جس طرح انسان کے اوہام جہلیہ اور افعال ناپسندیدہ ہمارے نزدیک لاشئے محض ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بھی زائد واضح اور روشن یہ دوئی اور من و توئی جو محض جہالت سے پیدا ہوئی حقیقت قصوی اور وحدت کبریٰ کے نزدیک لاشئے محض اور لیس صرف اور عدم بحت ہے۔ سبحان اللہ۔ ایک خیال ہمارا راستہ روک رہا ہے اور ہمارا مال و اسباب لوٹ رہا ہے اور ہم کو رجوع نہیں ہونے دے رہا ہے۔ حالانکہ اس کا نور ظاہر اور اس کی شعاعیں نگاہوں کو خیرہ کئے ہوئے ہیں اور ظلمت جہالت سرنگوں اور مخذول۔ وحدت قہری کی تلوار اس پر حملہ کرتی ہے اور اس کا سر کاٹ لینا چاہتی ہے اور اس کو نیست و نابود کر دینا چاہتی ہے تب وہ بھاگتی ہے اور بحکم اَلْغَرِیْقُ مُعَلَّقٌ بِکُلِّ حَشِیْشٍ (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) ہماری احادیث نفس کے ساتھ آ کر مل جاتی ہے دیکھنا چاہیئے کہ احادیث نفس جو من و تو جھگڑا تراشتے رہتے ہیں کیا وقعت رکھتے ہیں اور کس قدر زور آوری کرتے ہیں۔ اَلَا قَبَّحَ اللّٰہُ هٰذَا الْغَیْثَ وَهٰذَا الْمُسْتَغِیْثَ اگر اس نابکار ناہنجار کے مقابلہ سے جو بلا استحقاق معاندت و مسروری کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے ہم بیٹھے رہیں تو اللہ کی مخلوق میں سب سے کمزور اور ذلیل ہم ہوں گے۔ سبحان اللہ احادیث نفس ہمیشہ سے ہمارے گریبان گیر رہے ہیں

لے اللہ رسوا کرے اس قسم کے فریادی اور فریاد رس کو (یعنی جو کچھ ہم نے کہا اگر کسی نے اس کے خلاف طریقہ اختیار کیا تو وہ رسوا اور ذلیل ہو)

اور ہم کو حقیقی آرزوؤں و تمناؤں کے وصول سے باز رکھا ہے اور آج یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو شاہ وحدت کے سامنے شرمندہ کرے کہ دشمن اس کی مداخلت کئے ہوئے ہے اور اس کو اس کا موقعہ ہی نہیں دیتا کہ وہ اپنے لباس سے باہر آئے تاکہ ہم اس کو فنا کے گھاٹ اتار دیں۔ ہم کو اس شرمندگی کے غم سے مرجانا آسان اور بہتر ہے۔ ایک خنجر اپنے مار لیں اور اپنا نرخرہ بھی اڑا ڈالیں اور دوسرا خنجر اس ملحد کے سینہ میں اتار دیں تاکہ دوبارہ ہمیں شرمندگی نہ اٹھانا پڑے اور نہ یہ کافر مردود ہی باقی رہے اور شاہ وحدت اپنے اسی جاہ وجلال کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر شہنشاہی کرے ؎

من و تو گر فدا شدیم چہ باک [1] غرض اندر میاں سلامت اوست

جس نے اپنے سے ہاتھ دھولیے اور خود کو معدوم سمجھ لیا اور تمنا کی کہ خدایا میرے ہونے سے میرا نہ ہونا بہتر ہے (یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا) کاش ایسا نہ ہوتا کہ تیر علم ہم تک پہنچتا اور نہ تفنگ خبر ہم تک پہنچتی۔ [2] اور جو عدماً لاوجود معہٗ ولا قبلہٗ ولا بعدہٗ اس کو اس قسم کی باتیں کیا لغزش دے سکتی ہیں اور اس کی محبت اس کے دل میں کیسے جاگزیں ہو سکتی ہے جو چیز غلبات جمعیت میں مضمحل ہونے سے مقابلہ میں آتی ہے یہی حدیث نفس ہے جب ہم نے اپنے سے ہاتھ دھولیے اور مخالفت کرلی اور کوئی چیز اپنے نفس سے زائد مبغوض نہ نکلی کہ شاہ وحدت کا شوق ہم پر غالب ہوکر اور ہم کو اپنے سے بے جا کر اور ہمارا گریبان پکڑ کر کبھی زمین اور کبھی آسمان پر جھٹکا تا ہے اس حدیث نفس کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے عقل باور نہیں کرتی کہ وہ ہمارے

---

[1] ہم اور تم اگر قربان ہو جائیں تو کیا ڈر مقصد اصلی تو درا صل معشوق کی سلامتی ہے۔

[2] میں امید کرتا ہوں ایسے عدم کی خبر کے ساتھ کوئی وجود نہیں نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد

Marfat.com

عزم صحبت میں کوئی بدکاوٹ ڈال سکتا ہے یا اس سینہ میں داخل ہوسکتا ہے ۔

ہمیں ترسم[۱] کہ حافظ محو گردد — کہ شور سخت در سر دارم امشب

شاہ راہ[۲] بیخودی را رہبرے درکار نیست — می بباید از وجود خود نظر پوشید و رفت

(۱۳) وقت، قلم نے سرکشی کی اور ہر رطب و یابس جو بھی تھا لکھ دیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ سفر دیگر سفروں کی طرح نہیں۔ بل[۳] ھو اعظم شاناً و احوج الی قطع المودات ونقض المالوفات وبعدہ الوصل الی الوحدۃ الحقیقی..

۱؎ میں ڈرتا ہوں کہ حافظ فنا ہو جائے گا کیونکہ آج کی رات میں سخت شوریدہ سر ہوں

۲؎ بیخودی کی شاہراہ کو کسی ہمراہی کی ضرورت نہیں ہے۔

۳؎ بلکہ یہ سفر شان و عظمت کے لحاظ سے عظیم ترین سفر ہے اور زیادہ حاجت ہے محبتوں کے ترک کر دینے اور مالوفات کے چھوڑ دینے کی طرف۔ اور اس کے بعد وصال ہے اس وحدت حقیقی کی طرف۔

۴۳ عزلت اس وقت اختیار کرنا چاہیے جب بمنوائے الم نشرح لک صدرک اس کا سینہ کھل چکا ہو پھر عزلت کی حالت میں خطرات کی نوع کا دفعیہ قوی ہمت سے کرنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مدرک اور ادراک اور مدرک کو ایک جانے تاکہ تعلقات سے مجملاً نجات پائے۔ یہی خطرات دوئی اور من و توئی کا باعث ہوتے ہیں اور جناب وحدت سے سالک کی نظر کو مہجور رکھتے ہیں۔ یہی خطرات احادیث نفس کہلاتے ہیں اور تفرقہ کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو بالکلیہ خالی کرے اور قواعد اس کا مضمحل ہو کر علم کلی باقی نہ رہے۔ اس حالت میں مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہیں اور متوجہ و متوجہ الیہ کا بیچ درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ اور حیرت جامعہ حاصل ہوتی ہے یہی توحید وجودی یعنی ہمہ اوست ہے۔ اسی کو حضرت شاہ صاحب نے قلم کی سرکشی سے تعبیر فرمایا ہے اور ہر خشک و تر سے تشبیہ دی ہے۔ اور یہ توحید شوق کے غلبہ سے حاصل ہوتی ہے اور سالک کی زبان سے اس کے حاصل نہ ہونے پر واویلا کیا ہے۔ قنی اور

Marfat.com

افادہ: جس شخص کو توحید منکشف ہو گئی اور وہ مقام فنا پر پہنچ گیا اس کے لیے
تین چیزیں واجب ہیں۔ ایک تو نفس کا ہر تعلق سے مجرد ہو جانا ہے خواہ مال سے
ہو یا جاہ سے یا انسانوں میں سے کسی سے اور اس معنی کا حصول نفی و اثبات پر مداومت
کرنے سے قطع تعلق کے ملاحظہ کے ساتھ ہے۔ (یعنی نفی و اثبات کے ساتھ ساتھ
تفکر بھی جاری رہے) اور اس تفحص میں مالوفات سے (یہ) ضروری ہے کہ جس کو
اپنے دل سے متعلق پائے ابتدا ہی سے اس کی نفی کرے اور اس حالت توحید کی
دریافت میں مسئلہ یہ ہے کہ توحید کی حالت جو حق سبحانہ عطا فرماتا ہے اس لیے
ہے کہ نفس کی سختی اور اس کی جڑ اس سے منقطع ہو جائے اور اس کا انقطاع

لے اس توحید کی حالت حق سبحانہ کی کرامت ہے تاکہ نفس کا اصل قوام منکسر ہو جائے اور یہ انکسار
طاقت بشری سے باہر ہے یعنی توحید حق کا حصول وہبی ہے لیکن نفس کے امراض میں کوئی
جاہ کا طالب ہے کوئی مال کا اور دیگر امور کا ان کا علاج ذکر نفی و اثبات کے ذریعہ طلب کے اضداد
سے کرنا چاہیے۔ توحید حق میں فانی ہونا وجود حق میں بقا حاصل کرنا ہے جو دائمی حضور پر دلالت
کرتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فنا کے بعد ہی ذکر تجلی الٰہی ہو جاتا ہے جس کا اثر نفس و قسمہ پر یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ آثار حقانیہ ان سے حیات دنیوی قبر اور آخرت میں ظاہر ہوتے ہیں (حیات
دنیوی میں نفس کے خفیہ تعلقات (یعنی وہ خواہشات جن کے پورا کرنے پر قدرت نہ ہوئی اور نفس
پر چھپا رہ گئے) حب الٰہی سے بدل جاتے ہیں اور توحید ظاہر ہوتی ہے اور جاذبات ہر طرف سے
احاطہ کر لیتے ہیں۔ دوسرے یہ آثار حقانیہ نفس کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی غافل نہیں
ہونے دیتے چنانچہ ایسا شخص مرتے ہی مبعوث ہو جاتا ہے یعنی دوام ذکر سے فانی ہو کر حضور دائمی میں بقا
پاتا ہے جو قبر اور آخرت میں برقرار رہتی ہے تیسرے زبان کی حفاظت ہے کہ کسی غیر شرعی مسئلہ جو خواہ بس
کا سر اس پر ظاہر نہ ہوا ہو انکار نہ کرے اور نہ اولیاء اللہ کا منکر ہو کیونکہ یہ دونوں باتیں باعث
خذلان ہیں۔ تقی انور

Marfat.com

اگرچہ انسان کے بس میں نہیں ہے لیکن نفس کے مختلف اعراض (احوال) ہیں۔ (لہذا) اس کے اضداد سے اس کے لباسوں کو بدلتے رہنا چاہیے تاکہ صورت بقا کی استعداد حاصل ہو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پانی کو ہوا میں تبدیل کرنے کا ارادہ کرے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس کی ٹھنڈک کو حرارت سے تبدیل کر دے علی سبیل التجرید حتی یبلغ ذلک النصاب التام[1] جس طرح پانی ہوا میں تبدیل ہو جاتا ہے اسی طرح مرید کی فنا ہے اس کی تدبیر یہ ہے کہ نفس کے تمام مختلف اعراض جو تعلقات خفیہ ہیں نفس کو حُب الٰہی کے انواع سے مبدل کر دیں اور یہ چیز اگرچہ مشکل ہے لیکن جس پر توحید ظاہر ہوگئی اور جذب کے سیلابوں نے دائیں بائیں سے احاطہ کر لیا اس کے لیے آسان اور بہت ہی آسان ہے۔ دوسرے محافظت نفس ہے یعنی ایک لمحہ بھی اسے غافل نہ ہونے دے۔ عن ذکر اللہ بل عن ذکرہ بضم الذال[2]، اس لیے کہ آدمی جس طرح مرے گا اسی طرح مبعوث بھی ہوگا، کما تموتون تبعثون (جس طرح تم مرو گے اسی طرح اٹھائے جاؤ گے) اور فنا بھی موت ہے اور بقا بعث۔ جب دوام ذکر کے ساتھ فانی ہو جائے گا تو حضور دائمی کے ساتھ بقا حاصل ہو جائے گی اور اس مسئلہ میں جو دریافت ہے وہ یہی ذکر ہے کہ فنائیت کے بعد تجلی آلٰہی ہوتی ہے۔ پس اگر ذکر اس طرح ہو جو اس کے نسمہ اور نفس کا مستوجب ہو تو تجلی آلٰہی بھی مستوجب اور کامل ظہور فرمائے گی۔ پس آثار حقانیہ نسمہ و نفس پر دنیا یہ دنیا میں اور قبر میں اور (حساب کتاب کے دن) قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ تیسرے محافظت لسان ہے مسائل شرع کے انکار سے جس طرح تو دیکھتا

---

[1] تجرید کے طور پر تاکہ وہ پہنچا دے کمال تام کو۔

[2] اللہ کے ذکر سے بلکہ اس کی یادداشت سے (ذال کے پیش سے)

Marfat.com

ہے کہ علم توحید کے بعد علم شعر ہے جس کا سرا کبھی اس پر منکشف نہیں کیا ہے اور اس مسلہ میں اصل علم یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے وجود سے انکار اور ان کی مخالفت موجب خذلان ہے جو کمال کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے والا ہے

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

افادہ: اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ سالک کی رغبت علوم توحیدیہ اور دقائق شعریہ یا حکمیہ کی شمولیت سے ہوتی ہے۔ اور یہ دوسرے سے بہتر ہے۔ نیز جذبات توحیدیہ کی شمولیت لطائف صوتی (آواز) یا صورت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور یہ پہلے سے دوسرا ہے اور اس سب کا سبب یہ ہے کہ اس مرد کا میل طبعی شعر میں یا دقائق حکمیہ میں صورت و صوت کے ساتھ فانی ہو گیا ہے۔ جب جوہر نفس پر انکسار واقع ہوتا ہے، تو یہ انکسار (شکستگی) ان اشیاء کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے (شکل اختیار کر لیتا ہے) اور صاحب قال کا کام فاسد ہو جاتا ہے (یعنی وہ ان دقائق اور حکمتوں کی وہمی صورتوں کو مشاہدہ سے تعبیر کرتا ہے)۔ ......

...... شیخ الشیوخ نے اس کا نام ناسق رکھا ہے اور مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ کاش کردے وگذشتے۔

وکما وقع للعراقی فی المیزح بالطائف الشعریہ والجمالیہ

غیر معشوق ار تماشائی بود عشق نبود ہرزہ سودائی بود

ولعلک فتنت نفسک ایہا السالک وجابت قلبک مزدعا وانزعاجا

ایسی حالت میں لوگوں کی صحبت سے اور زیادہ باتیں کرنے، اشعار اور حکمت کے مضامین پڑھنے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ ایسی باریک بینی پر جو سانپ بچھوؤں سے زیادہ مضر ہے استغفار پڑھنا چاہیے۔

افادہ:۔ فنائے نفس اور صفائے نفس دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ فنا جہت

Marfat.com

مخلوقیت کا ہیئت خالقیت میں بغیر صفائی کے مقدور رہو تا ہے اور نفس کا علائق حسیہ سے اس حد تک مجرد ہو جانا کہ وہ آئینہ بن جائے "صفا" کہلاتا ہے اس آئینہ میں مبادی عالیہ کے علوم کی صورتیں منطبع ہوتی ہیں لیکن نفس کی اس حد تک صفائی محال ہے۔ وَکَذٰلِکَ انْعَکَسَ کُلُّ ذٰلِکَ لِاَنَّ کِلَاهُمَا لَا یَتَحَقَّقَانِ اِلَّا اَنْ اِلَّا بِمُنَاسَبَۃٍ شَدِیْدَۃٍ بَیْنَ هٰذَا الْعَبْدِ وَبَیْنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَصِفَاتِہٖ۔ اور اسی طرح ان سب کا عکس کیوں کہ یہ دونوں متحقق نہیں ہوتے مگر مناسبت شدیدہ کے ساتھ بندہ اور اللہ عزوجل اور اس کی صفات کے درمیان لیکن حضرات صوفیہ نظر دقیق سے اس مقام پر فرق کرتے ہیں اور صفائی نفس کے درجات ملحوظ رکھتے ہیں۔ جیسے شراب کو جب وہ آتشہ یا سہ آتشہ کریں تو ہر حال میں صورت خمریہ باقی رہے گی اور کدورتیں رفتہ رفتہ صاف ہوں گی اور لطیف سے لطیف تر اثرات پیدا ہوتے رہیں گے اور جب شراب میں نمک شامل کر دیں گے تو صورت خمریہ باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب سالک علائق حسیہ سے مجرد ہو جاتا ہے تو اس میں حُبِّ جاہ اور لطیفہ انا باقی رہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سالک کا تقیید اور تعین اس کی دوگانگی کا اثبات کرتا ہے ایسی حالت میں حب جاہ کے باعث وہ دعوائے الوہیت کا مرتکب ہوتا ہے لیکن کامل صفائی مستلزم فنا ہے کیوں کہ معرفت نسبتی جو عبد و معبود کے درمیان واقع ہوتی ہے مکشوفات کے لیے اہم مہم ہے اور اسی سے لطیفہ انا کی فنا ہوتی ہے۔

اور اس جگہ راز یہ ہے کہ علم مقدس علم فعلی ہے نہ کہ انفعالی۔ لہذا جو چیز عالم قدس سے بندہ پر افاضہ ہوتی ہے صور علمیہ اس علم کی مظہر ہوتی ہیں۔ اور اگر سالک کے جوہر نفس میں شکستگی پہلے ظہور کرتی ہے تو وہ لطائف ستہ کی تجدید

Marfat.com

کو اسی طرح توڑ دیتا ہے جیسے کسی تخت کو لوہے کے گرز سے توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور پھر ان ٹکڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے اسی طرح وہ توحید سے لطائف ستہ کو توڑ دیتا ہے اور لطیفۂ قلب کو توحید افعالی سے ایسا نابود کر دیتا ہے کہ وہ اپنی اصل یعنی صفت تکوین کی طرف راجع ہو جاتا ہے اور اس کا مزاج بھی جاتا رہتا ہے جیسے کہ تخت کی صورت مزاجیہ ٹوٹنے کے بعد جاتی رہتی ہے لیکن اس کی صورت ذہن میں باقی رہتی ہے اور اسی پر لطیفۂ روح وغیرہ کو قیاس کرنا چاہیے کیوں کہ یہ سب وجود و اعتبارات نفس ناطقہ کے ہیں وہ ان کو توڑ کر اپنے اصول کی طرف راجع کر دیتا ہے اور اسی طرح انا جو نفس ناطقہ کی علت صوریہ ہے اور حضرت ذات کی تجلی کا ایک شعبہ ہے اسی طرح جیسے دریا سے ایک حباب اٹھ کر عدم میں مخلوط ہو جاتا ہے اسی طرح حباب ہوا میں مخلوط ہو جاتا ہے[1] لہٰذا اس لطیفہ (انا) کا فی نفسہ کوئی مزاج نہیں ہے جس طرح زمین کو پانی سے مخلوط کرنے پر دونوں میں کسی کا کلی مزاج حادث نہیں ہوتا (یعنی ان دونوں کے امتزاج سے کوئی نیا مزاج پیدا نہیں ہوتا) لہٰذا یہ لطیفہ حضرت حق کی طرف عائد ہوتا ہے اور یہی فنا ہے اور یہ صفا کے ساتھ لازم ہے کیونکہ جب زمین

---

[1] ذرۂ بے مقدار کا یہی کمال ہے کہ اپنی موہومہ ہستی کو وجود مطلق کے صحرائے بسیط میں شامل کر دے اور حباب کی نمود بس اسی قدر ہے کہ وہ بحر کے خوان یغما سے اس کے امواج کے تلاطم کی بدولت اس نے ایک قطرہ سے بے آمیزش قدرت ہوا وجود جزوی بن کر انا کا دم مارتا ہے گویا حقیقت کا جو دستلاقی ہوتا ہے گر بحر ناپیدا کنار کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تو ایسے کو زد او وجود مطلق (بحر محیط) میں سے خود جدا نہیں آیا، دم سے مارتا ہے اور وجودی جزوی سے تکمیل پاتا ہے تب حقیقت کی یافت حاصل ہو جاتی ہے یہ کمال ذرہ کا یہی سلوک ہے۔

ما ہا ز ہوا بچم [illegible] نامہ منت ... ایں سخن [illegible] کلاہ ناز است

([illegible])

Marfat.com

سادی صفت ہو گئی اور مقدس ہیکل متیحز ہو گئی (جگہ حاصل کر لی) تو لامحالہ معلومات مقدسہ کی صورتوں کا اس میں چھپ جانا (ضرور) متحقق ہو جاتا ہے حاصل یہ کہ فنا اور صفا کا فرق مرید اور مراد کے فرق کے مثل ہے اور ہر مراد کا آخر دوسری مراد سے وابستہ ہے۔

افادہ:۔ فنا کی دو قسمیں ہیں ایک شفاہی دوسرے حجابی۔ پہلی قسم سالک کے نفس ناطقہ کا حقیقت ذات کے رنگ میں رنگ جانا ہے یعنی وہ تجلیات میں سے ایک تجلی ہے اور فنا کی یہ قسم جبلت پر مخصوص ہے اور وہ جبلت سالک کی صورت مزاجیہ کی سختی ہے کہ وہ تجلیات مکوّرہ (سمیٹنے والی) یا جذب قوی کے بغیر ظہور نہیں کرتی۔ جاذبہ اتنا قوی ہو کر سالک کی تمام قوتوں اور تدابیر پر غالب ہو اور اس وقت تک غالب و قاہر رہے کہ سر حد کمال کا وصول ہو جائے اور دوسری قسم جو حجابی ہے دو وجوہ سے ہوتی ہے حجاب یا تو فانی کی طرف سے ہوتا ہے یعنی اس کی فنا موطن علم میں متحقق ہوتی ہے نہ کہ حال میں اور ادنیٰ حوادث سے مغلوب ہو جاتی ہے یا اس کا جذب فنا سے پہلے ختم ہو جاتا ہے یہ جذب کا قصور ہے۔ یا حجاب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی فنا اسماء میں سے کسی ایک اسم میں ہوتی ہے فنائے ذاتی نہیں ہوتی۔

افادہ:۔ ہم نے اچھی طرح غور کیا فنائے شفاہی کے موانع کے بارے میں جس میں سے چند چیزیں ہم نے پائیں۔ ایک یہ کہ مرد کی مرادات سفلیہ میں سے کوئی مراد باقی رہ گئی ہو اور لامحالہ اس کی حد تک نفس ناطقہ اس سے علاحدہ نہ ہو۔ (الگ) ایسی حالت میں جذب طاری ہو تو فنائے حجابی ہوگی، دوسرے یہ کہ مرد کی محبت مزاج اور مادۂ جنون سے مخلوط ہو گئی ہو وہ ہر چند تمام مالوفات سے علاحدگی ہوتے اس کی تجرید اختلاط مزاج کی حد تک ہو۔ اس کی

فنا شفاہی نہیں ہے، لہذا اپنی بات کو بعض اقوال میں سلامتی مزاج اور وفور نشاط کے ساتھ ہم نے مشروط کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ باریک طبع ملا ذ خیالیہ اور تشبیہیہ اور نکتہ فہمی و لطیفہ گوئی سے طبعًا مجبول ہوتا ہے جو اس کے نزدیک تمام لذتوں سے زائد لذت بخش اور محبوبہ ہوتی ہے اور وہ سبک روح ہوتا ہے اور اس کی دقیقہ فہم تجلی اس کے دقیقوں کے مطابق ہوتی ہے شفاہی نہیں ہوتی۔ سفا ایک امر محمود ہے لیکن باریک طبعی اس کے علاوہ ہے اور لوگوں کی عادتوں میں ہونے کے علاوہ محمود نہیں ہے۔ دوسرے یادداشت دائم اس کو حاصل نہ ہو یا یادداشت ضعیف رکھتا ہو اور یہ تجلی دوسری حالت میں وہی یادداشت ہے فاذا ضعف ضعف التجلی۔ دوسرے یہ کہ اپنے کو دیکھنے سے قبل فانی ہو جائے اور یہ مسئلہ بہت ہی باریک ہے مقصد یہ کہ فرد پہلے حال میں مستغرق ہوتا ہے اور اس کی نگاہ حال کے ساتھ اس وقت تک محیط نہیں ہو سکتی جب تک اس میں مہارت نہ پیدا کرے۔ اس وقت اپنے میں غور کرے اور حال کو اپنے میں گم پاوے اور اس کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اس وقت دوسری ہوا چلے گی اور اس کو اس کی جگہ سے لے جائے گی۔ اور امر تجلی پورا ہوگا اور اس بیان سے مقصد وہ موانع پنجگانہ ہیں جس سے بصیرت رکھنے والا احتراز کرتا ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ سالک کو (اپنی) کوشش اور روش پر قائم رہنا چاہیئے تاکہ اپنا مقصد پورا ہو۔ بحمد اللہ جتنا علم روشن اس ناچیز کو عطا فرمایا معلوم نہیں کہ کسی دوسرے کو بھی عطا کیا گیا۔

افادہ:۔ جاننا چاہیئے کہ جو شخص باوجود احساس ہے وہ اپنے ادراک پر یقین نہیں کرتا لیکن رفتہ رفتہ اس کو علم یقینی سے پہچان لیتا ہے۔ پھر جب

Marfat.com

اس حالت سے ترقی کرتا ہے تو ان علوم کا تیقن حاصل ہوتا ہے اور اس پر مداومت اُسے محبوب و لذیذ معلوم ہوتی ہے اور اسرار و معارف ظہور کرتے ہیں وہ ان کو سب چیزوں پر اختیار و ایثار کرتا ہے اور قریب ہے کہ اس کو یہ یقین ہو جائے کہ احساس کوئی چیز نہیں ہے جو کچھ کمال ہے وہ یہی تعقل ہے اسی پر سلوک کا راستہ ظہور کرتا ہے اور حق بات معلوم ہو جاتی ہے پھر وہ پروا نہیں کرتا محسوس۔ موہوم۔ متخیل۔ محاط یا دریافت کرنے والے حس کی ادراک سے۔ اور وہ یادِ حق ہے جس میں سالک مستغرق ہو جاتا ہے اس حیثیت سے کہ اس کو نہیں جانتا نہ یہ کہ اس کو اطراف و جوانب سے علم و ادراک کے ذریعہ احاطہ کر لیتا ہے اور یہ معنی باطل محض ہیں ہرگز آسان نہیں۔ ہاں وہ یادِ حق اور وہ علم جس کو تعقل اور اک سے حاصل کیا ہے شروع شروع کبھی وہ متشکل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سالک امارت (نشانیوں) و علامت کا محتاج ہو جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ حق و باطل میں امتیاز حاصل کرے اور وہ امارت ہمارے نزدیک نفس کا تمام علوم سے مجرد ہو جانا ہے علاوہ اللہ کی محبت کے یکے بعد دیگرے اور ان سے فراموشی اس وقت باطل محو اور حق محکم ہو جاتا ہے۔ اور تجرید نام اور غلبۂ محبت کی زیادتی حاصل ہوتی ہے اور یہ امارت عوام کے لیے ہے نہ کہ خواص اور سمجھدار لوگوں کے لیے۔ پس ہیئت منجلا لیہ (منتی) کی صورت بوجود قصی میں اور اس میں استغراق غیر کے ادراک کے احاطہ سے بھی باہر ہے کیونکہ یہ ایسی حیرت جائزہ ہے جہاں سے نزدیکیاں [illegible] نظر نہیں آتیں [illegible]

افادہ [illegible] سالک کو کبھی تشبیہ [illegible] آتی ہے اور یہ چیز [illegible]

Marfat.com

کی تنگی اور غمی کا باعث ہوتی ہے جس کا کوئی سبب تعین نہیں ہوتا۔ پس وہ غیر داصل رہ جاتا ہے۔ لاچار تشویش کے اسباب اور وجوہ کا تفحص اور ... علاج ضروری ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ تشویش کا ظہور دو وجوہ پر ہوتا ہے یعنی وہ فنا فی اللہ کے قبیل سے ہے یا بعد فنا اور فنا سے مراد اس جگہ سالک کے نفس ناطقہ کا اللہ کے رنگ میں رنگ جانا ہے۔ اول وجہ ... ہے کہ تشویش فنا کے قبیل سے ہوتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانچ قسم پر ہوتی ہے۔ کبھی محبت و شوق کے فساد سے ہوتی ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ امور سلوک کا باعث سالک کی بقائے نشاط ہے جو ذات حق میں ہے اور ... یہی ایک امر ہوتا ہے اور اس کے انحصار سے ذات حق میں فنا حاصل ہوتی ہے۔ جب بعض سالک ... ریاضات شاقہ کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں اور بہت زائد بھوک و پیاس اختیار کرتے ہیں اور نفس کو اس کے مالوفات سے یک دم مقید کر دیتے ہیں تو یہ بات ان کے انقباض خاطر کا سبب ہو جاتی ہے اور قدرے وہ شوق جو اس سے قبل وہ رکھتے تھے۔ بسبب فتور حواس تشویش غم سے بدل جاتا ہے اور ان کو اس انقلاب کا کوئی احساس نہیں ہو پاتا۔ اور نہ اس کا کوئی سبب ہوتا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ جائز خواہشات نفس اور ریاضات شاقہ (جن سے فتور حواس پیدا ہو) کرنے سے لگام کو اس وقت تک روکے رکھے جب تک کہ وہ نشاطی کیفیت عود نہ کر آوے۔ پس شوقی کیفیت نفی و اثبات مع التوحید کی تکرار کے ذریعہ پھر سے حاصل کرے اور نشاط کی محافظت اور اس کی بقا کو لازم جانے اور بتدریج اس کو ذات حق میں منحصر کرے تو فانی ہو جائے گا۔ اور کبھی اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بقیہ نفس اور اس کی غفلت باقی رہ جاتی ہے اور سالک

Marfat.com

کے جو بزبین جو فی الجملہ ذہین ہوتا ہے اسی وجہ سے اپنے نفس کو شہوت مخصوصہ کی طرف راغب نہیں پاتا۔ لیکن خلودِ نفس سے ایک ظلمت اجمالی اس کے عالم میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس کو اس باریک بات کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ حیران و سرگرداں رہ جاتا ہے اور اس ظلمت کی وجہ سے اس پر غم و یاس غالب ہو جاتا ہے اور اس کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی اور اس کا علاج صرف شکستگی نفس ہے خواہ تزکیہ[۱] سے ہو یا تصفیہ[۲] سے جو شخص کرسخت مزاج ہے اس کے لیے تزکیہ زائد مناسب ہے۔ پانچویں وہ امور جن میں ذلت اور فنا رجاہ کا نفاذ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نفس پر گراں گزرتا ہے اور اس سے ایک قسم کی کراہت اور انقباض ہوتا ہے۔ اور جو ضعیف المزاج ہے اس کے حق میں تصفیہ زائد بہتر ہے اس لیے کہ اس کی ظلمت ضعیف ہے۔ قریب ہے کہ وہ ذکر کی مداومت اور خلوت کی شرائط کے ساتھ فنا ہو جائے گی۔ اور کبھی تشویش بزدلی کی وجہ سے ہوتی ہے جو سالک کی طبیعت میں موجود ہے۔ جب طویل مسافت اور راستہ کی دوری پر نظر کرتا ہے تو ناامید ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نفس ترک مالوفات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے اس کو فکر و غم لاحق ہوتا ہے اس کا علاج ترغیباتِ موثرہ اور حتمی وعدے ہیں مقصود کے پالینے کے لیے

۱۔ تزکیہ کہتے ہیں نفس کو صفات ذمیمہ کے عیوب سے پاک کرنا۔ اس کی امارگی و لوامگی سے مطمئنگی کی طرف لے جانا۔ یہ بلا ریاضت و مجاہدہ کے نہیں ہوتا ہے۔

نفس کی اصلاح پہلے کر ریاضت سے تزکیہ[۳]   بے تزکیہ نفسِ امّارہ ظلمانی ہیں

۲۔ تصفیہ کہتے ہیں دل کو غیر حق اور اپنی خودی سے پاک کرنا۔ اور بجز حق کے کسی کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا۔ اسی کو تطہیر قلب بھی کہتے ہیں۔ تقی انور۔

۳۔ شاہ تراب علی قلندر کاکوروی

اور امید دلانے والی حکایات سننا اور اپنے حالات کو مستحسن بنانا تاکہ سلوک پر جسارت اور جرأت اختیار کرے۔ اور کبھی اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ سالک رسوم کے ملابس اور فضول باتوں اور دیگر اشیاء سے بھاگتا ہے۔ اور نفوس کو نیز اس کے لوح ذہن میں آہستہ آہستہ قائم ہو جاتے ہیں اور اس کو اس کا کوئی شعور نہیں ہوتا۔ اور جب یہ مرض سرحد کمال پر پہنچتا ہے تو سالک اجمالاً اذیت پاتا ہے اور ان نقوش کو محبت و شوق کے ترک ہونے کی وجہ سے بالتفصیل ادراک نہیں کرتا۔ (دوا) اس کا علاج گوشہ نشینی اور عدم صحبت خلوت اور جمع ہمت کے ساتھ ذکر کی مداومت پر ہے تاکہ ان نقوش میں کمی ہو اور جب وہ پورے طور پر دفع ہو جائیں گے تو فنا حاصل ہو گی اور حق سبحانہٗ تعالیٰ متجلی ہو گا پھر اس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی اور کبھی ان افکار کی جہت سے ہوتا ہے جو شیطان اس کے دل میں ڈال دیتا ہے مثلاً طبیعت کو وصول سے ناامیدی کی طرف مائل کر دیتا ہے یا بعض فیض دینے والے امور میں عیب جوئی اور قدح کرتا ہے۔ اس کی مثال رنج شیطانی کا سوتے میں ڈرانا ہے (دوا) اس کا علاج ہمت کو کمال کی حد تک جمع کر لینا ہے اور ان خیالات و برائیوں کو عزم بالجزم کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ فنا کے بعد تشویش کا ظہور ہوتا ہے۔ پس وہ ضروری ہے نفس کے باقی رہنے کے سبب سے (جب تک کہ نفس کا زوال کلی طور پر ثابت نہ ہو گیا ہو نہ ہو جائے) اس طرح فنا حاصل ہو گی لیکن فنا کے بعد اس کو ایک قسم کا تعجب پیدا ہو کر مستحکم ہو گیا پس اس کی آفت عظیم ہو گی اور علاج مشکل ہو گیا اور ایسا مریض ہمیشہ مشوش الحال رہتا ہے۔ جب اس پر نفس غالب آجاتا ہے تو دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کبھی

Marfat.com

جب اس کو محتاجی، اولاد کی موت اور اپنے دشمنوں میں ذلت کے مصائب گھیر لیتے ہیں۔ تب اس کا حال صاف ہو جاتا ہے۔ پہلی حالت میں اس محبت و شوق کی وجہ سے جو اس کے دل میں ہے ایک تنگ دلی پیدا ہوتی ہے اور دوسری حالت میں وہ واویلا کرتا ہے یعنی نفس کو کسی حالت میں راحت نہیں ہے۔ اس کا علاج وہ ہے جس کا امیر سید کلال قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا ہے اور ان شاء اللہ اس کے بعد اس کا ذکر کیا جائے گا۔ حاصل یہ کہ اس سے انجذاب خاطر اور میلان بہ عروج کا انتظار کرنا چاہیے (منتظر رہنا چاہیے) جب یہ بات (چیز) حاصل ہو جائے تو رسوم (اموال و اولاد وغیرہ) سے مجرد ہونے پر مامور کرنا چاہیے تاکہ اس کو کسی چیز سے تعلق باقی نہ رہے پھر محبت تامہ حاصل کرنے کا حکم دینا چاہیے نیز ذلت تو یہ برداشت کرنے کا جو اس کے لیے سخت ہو حکم دینا چاہیے اور اس کے تحمل میں تقویت محبت اور سالوں برائیاں دکھلا کر اللہ کے ذکر کے ذریعہ تدبیر کرنا چاہیے۔

افادہ:۔ امیر سید کلال قدس سرہٗ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تک کوزۂ وجود تعلقات کی نمی سے خشک نہ ہو جائے تصرف کے خزانے میں رکھنے کے قابل نہیں ہے اور ان میں سے بعض کوزے ٹوٹ کر نکلتے ہیں (جن میں تعلقات کی نمی ہو تو ٹوٹتے ہیں) ان کا علاج یہ ہے کہ پھر ان کو باریک کرے اور دوسری مٹی شامل کرے شاید اس بار خالص اور پاکیزہ نکلے۔ غرضیکہ جو شخص ایک بار وجود میں مستغرق ہو گیا اگرچہ وہم کی فنا ابھی ناقص ہے لیکن اس کے لیے ایک قسم کا مرتبہ پیدا ہو گیا۔ پھر دوبارہ اس کو خزانِ تصرف میں جو کہ مطلب تک لے جاتا ہے نہیں لا سکتے لیکن اس وقت جبکہ طبیعت مصاحبہ قویہ

Marfat.com

ظاہری یا باطنی کے تصادم کے بعد رجوع ہو۔ تصادم (صدمہ) خواہ مال سے ہو یا اولاد سے یا جاہ سے۔ کبھی رجوع کا باعث ہو جاتا ہے۔

ماطلب بعد الدار عنکم لتقربوا۔ وتسکب عیناي الدموع لتجمدا

بعید نہیں ہے کہ کامل طور پر رجوع ہونے کے بعد پھر ذوق وشوق کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ اور اس بار عجز و قصور کے اعتراف کے بعد حضرت وہاب ایک راہ عطا فرمائے۔ اطباء کہتے ہیں کہ نزول الماء آنکھوں میں جب تک پورے طور پر نہ آجائے اس کا علاج (قدح کرنا) غلطی ہے اور کامل ہونے کی علامت عدم یافت ہے شوق یافت کے عدم کے ساتھ اس کے بعد ممکن ہے کہ نئے سر سے راستہ اختیار کیا جائے۔

افادہ:۔ حق سبحانہ کا ادراک کرنے والا اگر تمام اشیائے ثابتہ کے اضمحلال کو (فنا ہونے کو) اللہ کے وجود میں بجائے اس کی شرح کے رکھے تو موافق بیٹھتا ہے۔ (یعنی اگر تمام اشیائے ثابتہ کے وجود کو ہم باری تعالیٰ کے وجود میں نیست خیال کریں تو یہ درست ہے) اور اگر امر مجرد کا حضور بہ طریق حصول صورت اس کی شرح کی جگہ پر رکھیں تو بھی ٹھیک ہے (یعنی حصول صورت تمام اشیا کا اس کی ذات میں گم سمجھیں تو بھی صحیح ہے) ان سب کا مدرک نہ حس ظاہر ہے اور نہ حس باطن۔ اور نہ قلب جو کہ منبع اخلاق اور صاحب احوال ہے مثلاً خوف ورجا اور محبت وصلابت اللہ کے امر میں ایک امر دیگر ہے جو نہایت اعلیٰ اور اکمل ہے۔ اس سے یہ بہت تعجب خیز۔

؎ میں تم سے وطن کی دگرگی) دوری چاہتا ہوں تا کہ تم دل میں بس جاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تا کہ وہ خشک ہو جائیں۔ بقول مومن ؎

مانگا کریں گے اب تو دعا ہجر یار کی ۔ آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

(تقی انور)

ہے جب کہ خلاف کو ان امور کے ساتھ جب ان کی طرح باطن [illegible]
سے قلب کو تشویش ہوتی ہے تو دل غم زدہ ہو جاتا ہے کیونکہ [illegible]
پیدا کی ہے کہ اس کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے [illegible] کہتا ہے کہ میں
تشویش میں پڑا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب قلب مطمئن ہو تو اس کی مثال ایسی
ہے جیسے بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور اس کی فوج اس کی تابعداری کرتی ہے
اور اس طریقہ سے تمام امور انجام پا رہے ہیں اور جب قلب مشوش ہو تو اس کی
مثال ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک کام کر رہا ہے اور کسی کام کا حکم دے رہا ہے
لیکن کوئی اس کی بات بہ سمع قبول نہیں سن رہا ہے لیکن بادشاہ کی ذات کسی
حال میں متغیر نہیں ہے۔ اگر وہ شکایت کرتے تو قلب سے کرتے نہ کہ نفس ناطقہ
سے۔ اور ہر حال میں دل کو مضبوط رکھنا چاہیے۔

افادہ: جاننا چاہیے کہ آدمی کا قلب رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے
ایک انگشت جلالی۔ دوسری انگشت جمالی۔ تو ظاہر دل ہے کہ دونوں
کا مقتضا جلوہ گر ہو۔ انسان کی ان وحشتوں کو اس کی استعداد سے سمجھنا چاہیے
اور ہر وحشت ایک دوسرا ہی انجمن لاتی ہے۔ اگر تم کو یقین نہ ہو تو اس کا
تجربہ کر لو۔

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر[ل] ۔ آرے شود ولیک بخون جگر شود

اگر غور کریں تو معلوم کر لیں گے کہ طبیعت کو قلق دینے والی وحشت
جو مصائب جلالیہ کے ظہور کا باعث ہوتی ہے وہ دوسری ہے۔ پھر وحشت ایک
انس ہے رنگ کی وحشت اور مزاج کی وحشت بخلاف [illegible] کے جیسے ہی
طبع کو چھوڑ دیا اور اپنے کو مردہ سمجھ لیا تو وحشت سے دل مسرور ہو جائے گی۔

ل کہتے ہیں کہ پتھر مقام صبر میں لعل ہو جاتا ہے۔ ہاں ہو جاتا ہے لیکن جگر خون ہونے سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس قدر حسن و وصف یکتا تو پیدا کرے گی ہم کی ہو گی ہے

بے ادب گستاخ ہوں دعوتِ عشق ہے بے ادب   سوئے او می نگر و حیرت و قرار و طلب

ہے۔ یعنی جب کسی عاشق کا مقام شہود حق ہو اگرچہ وہ عین جمال ہے اور اس کا ہر جمال دوسرے قسم کا جمال ہے لیکن دیکھا جاتا ہے سو اس لئے کہ ہر جمال ایک جدا تماشہ دکھاتا ہے جمال جلالی پیدا ہوتا ہے اور جمال جمالی دوسرا۔ جب ہر فعل و باب حقیقی سے آتا ہے تو وہ بخشش تازہ ہے بحر اضمحلال کے نعمات کے مشاہدہ میں اور گم ہونے میں اور حیران رہ جانے میں لیکن اس سے لذت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے رونا ایک بخشش ہے اور ہنسنا دوسری بخشش۔ جب جمالی جلوے دل میں ہر سمت سے چمکتے ہیں اور ایک سمت سے آتے ہیں تو ان سب کو اسباب وصل کہہ سکتے ہیں نہ کہ اسباب ہجر و فرقت ہے

آب نیل است و بہ قبطی خون نمود   قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود

افادہ:- اپنے کو قیام لیل اور تعلق باطنی کی طرف شب و روز مشغول رکھنا چاہئے اگر کسی وقت خطرات کا ہجوم ہو تو یہ ذکر کرنا چاہئے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ کی دل پر ضرب کریں اس طرح کہ سب دل پر ہیں اور دل میں رکھیں اور بحمدہ کو حق سبحانہ کے نور پر جو عرش کے اوپر ساکن ہے ضرب کریں سبحان اللہ صفات محدثات سے تنزیہ ہے۔ اور بحمدہ اثبات ہے جو حضرت وجود کے مناسب ہیں اس ذکر کے درمیان فصل نہ کرے بلکہ تواتر کہے یہاں تک اپنے میں ایک انشراح کیفیت دیکھے اور اگر اس ذکر کے بعد

لہ ذلا، ننگ ہوں سو یا اور بے ادب یعنی بے شعور بچہ کی طرح آداب سے لاعلم ا... حالت بے قرار ہو کر بیچ اور دا... طلب کر

ٹہ نیل پانی ہے اور قبطی سے خون ہو گیا   موسیٰ کی قوم کے لئے خون نہ تھا پانی تھا

Marfat.com

نور عظم کا جو فرق العرش بنا کن ہے اس طرح پر خیال کرنا کہ وہی تجلی عین قیمت واقع ہو جاتا ہے تو نفی یاس اور رفع اندوہ اور انشراح خاطر کے لیے انتہائی مفید ہے۔ اس نور کی حقیقت بڑی عجیب ہے۔ الحاصل وہ عالم مثال سے ایک حقیقت آکیسہ ہے۔ اور بعید نہیں جو شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرش تکوین سے یہی مراد لی ہو اس لیے کہ تکوین بغیر مخالطت مثال نہیں ہو سکتی۔

افادہ:۔ شجاع کو لڑائی میں پہچان سکتے ہیں اور مومن کو کہ صبار و شکار ہے اور یہ مصائب کے ہجوم کے وقت اس کی صفت ہے ورنہ ہر بے سرو پا ایمان و اطاعات کا خیالی پکاؤ اپنے ذہن میں پکاتا رہتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ انما الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ۔ اور صبر سے مراد صرف جزع و فزع کا ترک ہی نہیں بلکہ اس طرح خوش رہنا کہ اگر اس مصیبت کو اس پر نازل نہ کرتے اور اس غم کو اس کے دل پر نہ پہنچاتے تو اس کی جزا (یا اجر) اس تک کیسے پہنچتی اور اس کا دل پژمردہ ہو جاتا اور وہ واویلا کرتا اور اگر پہنچ گیا تو گویا خشک سبزہ کو پانی مل گیا اور آب شیریں سے تشنہ لب کی تشنگی دور ہو گئی۔ ہر نئے درد کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس سے مدد ڈھونڈھنا چاہیے۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ بہت دقیق بات ہے۔

افادہ:۔ کشف و کرامات اور علوم و مکاشفات یہ سب آنے جانے والے ہیں صبح کو آتے ہیں اور شام کو چلے جاتے ہیں۔ لوگ اس کھیتی سے جو کچھ سرمایہ حاصل کرتے ہیں اور قبر میں اور جو کچھ ان کے سامنے ہوتا ہے وہ یہی یادداشت ہے اور بس لیکن وہ یادداشت نہیں جو علم حصولی کا ایک شعبہ ہے اور استحضار وہی ایمان بالغیب ہے جو ایمان لاتے وقت کسب کیا جائے۔ بلکہ ایسی یادداشت ہے جو جوہر نفس کے انکسار اور توحید میں اضمحلال سے حاصل ہو وہ، نہ حضوری ہے نہ حصولی۔ اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ دونوں کو قوت دو

Marfat.com

طاقت) اس یادداشت میں گم کر دینا چاہیے۔ سہ

بہر صفت کہ میسر شود بکن جہدے ‌ ‌ ‌ کہ خویش را بسر کوئے آن نگار کشی[1]

افادہ:- اعلم ان اصل السعادة الاخروية ثلاثة اشياء احدها ان يكون العقل ممتليا بالتصديق بان السعادة تنحصر في العبودية التامة المستوعبة بظاهر الانسان وباطنه وبمعرفة اسباب حصول هذه العبودية ومقدماتها وثانيها ان يكون القلب ذا همة وعزم قوي، اذا قصد شيئا لم يضعف عنه ولم يتكاسل دونه حتى يرتقي ذروة سنامه، وثالثها ان يكون النفس منقادة القلب في جبلتها، فاذا وجدت هذه الاشياء نزل من العقل خاطر حق، واستقر في القلب وتلقته بما اودع الله تعالى فيه من الهمة والعزيمة

جان لو کہ سعادت اخرویہ کی اصل (بنیاد) تین چیزوں پر ہے۔ ان میں سے پہلی یہ ہے کہ عقل اس بات کی تصدیق کے ساتھ معمور ہو کہ سعادت منحصر ہے عبدیت تامہ میں جو انسان کے ظاہر و باطن کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کو اس عبودیت اور اس کے مقدمات کے حصول کے اسباب کی معرفت ہو اور دوسرے یہ کہ قلب میں ہمت نافذہ اور عزم قوی کے ساتھ ہو۔ جب وہ کسی چیز کا قصد کرلے تو اپنے میں نہ کسی قسم کی کمزوری پائے اور نہ اس کے مقابلہ میں سست ہو یہاں تک کہ وہ ترقی کر جائے اس کی (قصد کی) بلند چوٹیوں تک۔ اور تیسرے یہ کہ نفس قلب کا فطرت کے اعتبار سے مطیع ہو۔ پس جب (نفس) ان اشیا کو پالے تو عقل سے وہ چیز نزول کرے گی جو

---

[1] تم سے جس طرح بھی ممکن ہو کوچۂ محبوب میں پہنچ جانے کی کوشش کرو۔

Marfat.com

فتولد هناك زاجر قوي يتوجه
الى النفس فيأخذ بتلابيبها
ويصرعها ويقلبها فعند
ذلك يحصل مقام التوبة
ومقام الارادة وهما
بمنزلة النواة الملقاة
في الارض الطيبة فاذا
اشتغل العبد بدوام
العبودية ظاهرا وباطنا
خلص منوّاته يكون بمنزلة
الماء في اصل الشجرة تورق
بسببه النواة وتنمو وهذا
الذي قلناه حقيقة السلوك
وامراض الانسلاك وان
كانت كثيرة جدا تنحصر
في اربعة انواع ان لا يكون
العقل ممتليا بالايمان والمعرفة
وان لا يكون القلب ذا عزيمة
في اصل جبلة وان لا يكون
النفس منقهرة تحت حكم
القلب وان يكون اشتغاله

حق ہے اور قلب میں جاگزیں ہو جائے گی
اور قلب اسے لے گا اس چیز کے ساتھ
جو اللہ نے اسے ودیعت فرمایا ہے یعنی
ہمت و عزیمت پھر اس جگہ ایک زاجر
قوی پیدا ہوتا ہے جو نفس کی طرف متوجہ
ہو کر اسے پکڑ لیتا ہے اور سرزنش کرتا ہے
اور پچھاڑ کر اس پر غالب آجاتا ہے۔
اس وقت مقام توبہ اور مقام ارادت حاصل
ہو جاتا ہے اور وہ دونوں ایک گٹھلی کی
طرح ہیں جو نرم زمین میں ڈال دیئے
گئے ہیں۔ پس جب بندہ ظاہر و باطن کے
اعتبار سے دوام عبودیت کے ساتھ مشغول
ہوتا ہے تو اس سے ایک نور خالص کر لیا
جاتا ہے جو بمنزلہ پانی کے ہوتا ہے درخت
کی جڑ میں جس سے گٹھلی نشوونما پاتی ہے
اور پھر پتے نکلتے ہیں۔ اور ہم نے
اسی کو حقیقت سلوک کہا ہے۔ اور امراض
سلوک اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ چار اقسام
پر منحصر ہیں۔ پہلی یہ کہ عقل ایمان و معرفت
سے بھری ہوئی نہ ہو۔ دوسری یہ کہ قلب
اپنی اصل جبلت میں عزیمت والا نہ ہو

Marfat.com

بالعبودية قليلا لا يسمن
ولا يغني من جوع. فالسعيد
من تفحص عن مرضه وعرف
سببه وعالج نفسه فان كان
قصور في الايمان والمعرفة
عالجه بتذكر مقدمات
تصحح عنده الايمان و
المعرفة، وان كان ضعف
في قلبه عالجه بمقدمات
بنهج عزيمة وان كانت
صفوته في نفسه عالج
برياضات قوية وان كان
قلة الاشتغال بكثر من
الطاعات بالعبودية، ومن
الامراض التي يكثر وقوعها
ويعظم بلاء ها ان يقبل
الانسلاك الى طريقة
اقوم اعلى الله تعالى
درجتهم، ثم يد فعه
الهواجس الطبيعية
عنها فيغوص في بحر الانقلاب

تیسری یہ
کہ نفس قلب کے حکم کے تابع نہ ہو (مغلوب
نہ ہو) چوتھی یہ کہ عبودیت کے ساتھ اس
کا اشتغال بہت تھوڑا ہو نہ موٹا ہو اور
نہ بے پرواہ ہو بھوک سے۔ پس نیک بخت
وہ ہے جس نے اپنے مرض کی تفتیش کی
اور اس کو پہچانا پھر اپنے نفس کا علاج کیا
پس اگر ایمان معرفت میں قصور پائے تو
اس کا علاج کرے ایسے مقدمات (باتوں)
سے یاد کر لینے سے جو اس کے نزدیک ایمان
و معرفت کی تصحیح کریں (کرتے ہیں)
اگر قلب میں ضعف ہے تو اس کا ایسی
چیزوں سے علاج کرے، جو عزیمت کے
طور پر ہیں اور اگر اس کو صفائی قلب
نصیب ہے تو ریاضات قویہ سے علاج
کرے اور اگر عبودیت کی طرف قلت
اشتغال (کم توجہی) ہے تو عبادات
کی کثرت کرے۔ اور وہ امراض جن کا
وقوع بہت زائد ہوتا ہے اور ان
کی بلائیں بہت عظیم ہیں ان کا علاج

Marfat.com

ويقعد غارب الهوى او
يسير كان لم يكن قطع عن
طريقتهم ثم بعد برهة
من الزمان يزجره زاجر
الالهي فيعوده الى الحق
ويرجعه حيث كان وهكذا
يبقى امرأ مترددا الى هذا
تارة وعلى ذلك اخرى
واحسن ما يعالج به هذا
المرض ان يلتزم المحاسبة
كل يوم مرة او مرتين فينفرد
بنفسه ويتوضأ ويصلي
ما قدر له ثم يتذكر الموت
ويحضره بين عينيه وربما
ينفعه ان يستلقي كهيئة
الموتى ويتصور انفكاك
الاهل والمال منه ويقول
اما بقلبه سرا واما بلسانه
جهراً لا اله الا الله ينوي
بذلك ان لا نافع له في
معاده الا اشتغاله بربه

یہ ہے کہ راہ سلوک میں قوم (صوفیا)
کے طریقہ پر چلنا قبول کرے. اللہ تعالیٰ
ان کے مدارج بلند فرمائے. پھر اس سے
(نفس سے) ہواجس طبیعیہ (وساوس)
کو. پھر وہ انقلاب کے سمندر میں غوطہ
لگائے گا اور خواہشوں کو جدا کر کے بیٹھ
جائے گا (خواہشات کو ترک کر دے گا) اور
ایسا ہو جائے گا گویا کبھی دیا تھا ہی نہیں
پھر تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد اللہ
کی طرف سے ایک تنبیہ کرنے والا اس
کو تنبیہ کرے گا اور اس کو حق کی طرف
لوٹا دے گا اور اس کو اس جگہ لوٹا دے گا
جہاں وہ تھا. اور اسی طرح باقی رہتا ہے
امر (یا وہ زندگی گزارتا ہے) متردد ہوتے
ہوئے کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف
اور اس مرض کے علاج کا سب سے بہتر
طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک یا دو بار
اپنے نفس کے محاسبہ کا التزام کرے پھر
منفرد ہو اپنی ذات کے ساتھ اور
وضو کر کے نماز پڑھے جس قدر ممکن ہو
پھر موت کو یاد کرے اور اسے پیش نظر

Marfat.com

وجد كلمة مشوقة زاجرة
اعادها مرات و يترك
المطالعة فهذه هي
الاسباب المهيجة العزيمة
(خذ) هذا، والحمد لله
اولاً وآخراً وظاهراً و
باطناً،

زبان پر یا اس کی صحبت میں ایسی چیز
کھول دے گا جو اسے نفع دے گی جو
اچھی طرح یہ عمل کرے تو خلوت کی
جانب رجوع کرے (خلوت میں جائے)
اور یہ بات بھی اسے نفع دے گی کہ
وہ روزانہ قوم (صوفیاء) کی کتابوں
میں سے کسی کتاب کے مطالعہ میں
مشغول رہے جیسے عوارف المعارف
اور احیاء العلوم اور مشغول رہے
تصحیح نیت میں شروع ہی سے اور
رجوع کرے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے
قلب کے ساتھ۔ پس جب کوئی کلمہ شوق
دلانے والا زجر کرنے والا پائے تو اس
کا اعادہ (کئی بار) کرے اور مطالعہ کو
ترک کر دے (یعنی جب یہ کیفیت
حاصل ہو جائے) پس یہی وہ اسباب
ہیں جو عزیمت پیدا کرنے والے
ہیں (اسے قبول کرو) والحمد للہ
اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔

Marfat.com

ظاهراً وباطناً حتى يجد
فی قلبه انشراحاً وفی نفسه
انزجاراً و يفعل ذلك كل
يوم مرة او مرتين وينفعه
ايضاً ان يتوضأ ويصلی ما
قدر له ثم يتوجه الی بعض
الصوفية المستعين بربهم
ظاهراً وباطناً ويستشعر فی
قلبه ادباً وخضوعاً وينوی
بمشاة ذلك معالجة مرضه
الذی اعتراه فلابد ان
يفتح الله علی لسانه او فی
صحبته ما ينفعه فاذا احس
ذلك رجع من ساعته الی
الخلوة ويقبل علی الذكر
وينفعه ايضاً ان يشتغل
كل يوم بمطالعة كتاب من
كتب القوم مثل العوارف
والاحياء وتصحيح نية فی
اول مطالعة ويرجع
الی الله تعالی بقلبه فاذا

رکھے اور بسا اوقات یہ چیز بھی مفید
ہوتی ہے کہ مردہ کی طرح چت لیٹے اور
اپنے سے اہل و مال سے جدا ہونے کا
تصور کرے۔ اور لا الٰہ الا اللہ یا تو
دل میں کہے یا بہ آواز بلند زبان سے
اس بات کی نیت کرتے ہوئے کہ اس
کے معاد میں کوئی نفع دینے والا نہیں
(اور) ظاہری و باطنی طور پر اپنے رب
کی طرف مشغول ہو۔ یہاں تک کہ پالے
اپنے قلب میں انشراح اور نفس میں
انزجار۔ اور روزانہ ایک یا دو مرتبہ
ایسا ہی کرے اور یہ بات بھی اس کو
نفع دے گی کہ وضو کرکے اپنے امکان
بھر نماز پڑھے۔ پھر بعض ان صوفیاء
کی طرف متوجہ ہو جو ظاہری و باطنی
طور پر اپنے رب سے مدد حاصل کرتے
ہیں۔ اور ادب و خضوع کے ساتھ
اپنے دل میں شعور پیدا کرے (ادب
کا خاص خیال رکھے) اور اپنے لاحقہ
مرض کے علاج کے سلسلہ میں اسی طرح
جدوجہد کرتا رہے۔ پس یقیناً اللہ اس کی

Marfat.com

فائدہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ راہ حقیقت کے سالک کو بہت
سی چیزیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض مقامات ایسے ہیں جن کو عبور کرنا سلوک میں ضروری
ہے اور بعض احوال وہ ہیں جو ان مقامات کی صور و اشباح ہیں جن کا حصول سلوک کیلئے
ضروری نہیں ہے کیونکہ عبرت مقامات کے ظہور سے ہے نہ کہ احوال کے ظہور سے۔ مثلاً انسان کے
ادوار میں طفولیت ہے۔ شباب ہے۔ ادھیڑپن ہے اور بڑھاپا ہے۔ اور ہر ایک کا ایک مقام ہے
لیکن قوت غضب اور بے قراری شباب میں احوال سے ہے کہ بعض میں یہ امور ظہور کرتے ہیں
اور بعض میں نہیں۔ اس راہ میں اول اول اذکار لسانی و قلبی میں مشغول رہنا ہے۔ اور یہ
پڑھنے والوں کے حق میں الف۔ با۔ تا۔ کے مثل ہے اس کا شمار مقامات میں نہیں ہے۔
پس اس وصف محبت کے ساتھ قلب کا اللہ سے دوام تعلق ہے۔ اور اسکی توحید محبت کی
توحید ہے جس سے مراد ماسوی اللہ سے قطع الفت ہے۔ اور یہ وہ مقام ہے جسکو حاصل کئے
بغیر کسی کام کا کشود نہیں ہوتا۔ اور اس مقام پر عجیب و غریب حالات اور واقعات
مثلاً خوف و رجا اور انس و ہیبت تجلی و استتار بعض کو پیش آتے ہیں
اور بعض کو نہیں۔ اور دوسرا مقام توحید افعالی ہے۔ اور اس سے مطلب تدبیر
الٰہی اجمالی کا انکشاف ہے موت و زیست و غیرہ کے تمام حوادث یومیہ اسکی تفصیل
لیکن افعال کے صدور کی رویت انعام اور ایلام (تکلیف دینا) اور منع و عطا ہے اور پھر وہ تاثیر
جو اپنے میں یا اپنے غیر میں دیکھے اسکو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے وصف شہود
کے ساتھ سمجھے۔ اس میں حال غالب ہوتا ہے۔ اور اس مقام کی نشانیوں میں سے
تفویض و توکل ہے۔ اور یہ مقام حاصل ہونے کے بعد مبدا حقیقی سے ان افعال کے
صدور کی عدم رویت سلوک کا نقصان نہیں ہے۔ مثلاً کسی کو کھیل کود کی تدبیر حرکات
کے صادر کرنے میں صور و اشباح میں واضح ہوئی۔ اب اگر تماشہ کیوقت
... سے حرکات کی تفصیل کا صدور نہ دیکھے تو کیا نقصان ہوگا۔ تیسرا مقام توحید
... لی ہے۔ اور اس سے مطلب وجود واحد میں تمام موجودات کے اضمحلال کا انکشاف
... اور اس کا ظہور دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ کہ تمام اشیاء کو خدا میں مشاہدہ کرے
دوسرے یہ کہ تمام اشیاء میں مشاہدہ کرے۔

Marfat.com

اور اس مقام کا آخر سالک کی انانیت کا حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات میں اضمحلال ہے۔ اور ذات وصفات حق کی طرف "اَنَا" سے اس کی نظر کا نفوذ ہے۔ اور یہی فنا ہے کہ سالک کو اپنا شعور نہ رہے۔ یا اس بے شعوری کا بھی شعور نہ رہے۔ (حالانکہ) درحقیقت یہ غیبت ہے فنا نہیں (نامرادی کی بھی طلب نہ رہے یہی پایان نامرادی ہے) لیکن یہ کہ حسن وکمال اور ان کے تعداد کی ہر صفت کو صفت حق دیکھے جو آئینہ ہائے نفس واحوال میں ظاہر ہیں بعض میں اسکی تفصیل ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض میں نہیں۔ اور چوتھا مقام توحید ذاتی ہے جس سے مراد ہستیٔ صرف کا وجدان ہے بغیر ملاحظہ اضمحلال کے اشیاء میں سے کسی شئی میں بسیط علم حضوری کے ساتھ کہ مدرِک بالکسر اور مدرَک بالفتح اور ادراک سب وہاں (اس مقام پر) بغیر تغیر وتبدل کے ایک ہیں۔ اور حقیقۃ الحقائق کے ساتھ تنبیہ وشعور سے حیرت وفراموشی ہے۔ اور اس مقام پر یہ ہے کہ خدا کا خدا میں مشاہدہ کرے اور پانچواں مقام وہ یادداشت[1] ہے جسے صوفیاء نے منظم رکھا ہے۔ اور اس وجدان سے مطلب وہی ہستیٔ صرف شہودی ہے کہ علم حصولی وحضوری دونوں اسکی تفسیر ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کہ وہ ایک واحد امر بسیط ہے اگر اسکو حصولی کہیں تو بھی درست ہے۔ اور اگر حضوری کہیں تب بھی بجا ہے۔ اور یہ یادداشت درحقیقت حضرت وجود سے ایک قسم کی بیداری ہے۔ جو اس ذرہ کا پیمانہ ہے (اور) اسکی استعداد کی اقتضا کے مطابق متجلی ہوا ہے۔ اور جب اس یادداشت نے اس کے دائرہ کو وسیع کر دیا۔ اور وہ بہت روشن ہو گیا۔ اور نفس ناطقہ اس میں مضمحل ہو کر اس کی شعاعوں کا عین ہو گیا تو صوفیاء کے نزدیک وہی بقا ہے۔ پس تجھ پر بھی یہی واجب ہے۔ کیونکہ یہ کبریت احمر ہے۔ پس یہ ہیئت مع تمام منتسبات کے سالک کی ہمت اور اس کے علوم میں سرایت کرتی ہے۔ اور یہ سرایت مبدء خوارق عادت ہو جاتا ہے۔ اور چھٹا مقام یہ ہے کہ نقطہ وجودیہ جو حقیقت انسانیہ میں ذات بحت کا نمونہ ہے۔ اور اسکو حجر بحت کہتے ہیں۔ ذات حق کا مع تمام کمالات

---

[1] اس سے مراد توجہ صرف بجز الفاظ وتخیلات سے ہے حقیقت واجب الوجود کی طرف۔ تقی انور

الہیہ کے انکشاف کرنیوالا ہوجاتا ہے۔ اصل تفصیل یہ ہے کہ انسان اجزائے کثیرہ سے مرکب ہے
جیسے صورت جسدیہ نسمیہ نفسیہ، روحیہ علینیہ۔ اور نقطۂ وجودیہ۔ اور صورتوں کے
اعتبار سے ہرایک کے احکام وخواص جداگانہ ہیں۔ کہ صورت معینہ انھیں خواص واحکام کا
منشا ہوگئی ہے پس حقیقت وجود صرف کے احکام خاص ہیں۔ اور اس کے ظہور کا منشاء وہی
وجود صرف ہے بغیر دوسرے جزو کی آمیزش کے لیکن دوسرے طبقوں کے احکام وخواص کے
غلبہ کی وجہ سے اس کے احکام مغلوب اور پوشیدہ ہوجاتے ہیں پس فنائے تام کے بعد
تمام طبقات مضمحل ہوکر وہی نقطہ وجودیہ اپنے احکام کے ساتھ مستقل ہوکر آئینہ کے شکل
ہوجاتا ہے۔ اور ذات الٰہی کا مع تمام اسماء وصفات وتدلیات انکشاف کرنیوالا
ہوجاتا ہے۔ اس پانی سے بھرے ہوئے حوض کی طرح ساکن جسمیں آسمان کے تاروں
کا عکس اتر آیا ہو۔ رہا تو اس مقام تدلی الٰہی ہے اپنے تمام کمالات کیساتھ سالک کے
نفس ناطقہ کی صورت میں۔ اور تجلی حق کبھی کسی ایسی صورت میں ہوتی ہے جو اس سے پیشتر
متحقق نہ تھی۔ اور اسی تحقیق تجلی کے ظہور کیوقت ہوئی جس طرح صورت ناریہ حضرت موسیٰ
علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وادی مقدس میں۔ اور ایک وقت ایسی صورت
میں اس طرح تجلی فرماتی ہے کہ اس سے پہلے بھی وہ موجود تھی لیکن اب تجلی الٰہی کے بعد
اسکی ایک دوسری تحقیق پیدا ہوئی (یعنی) وہ تمام تدلیات الٰہیہ سے حقیقت انسانیہ کہ
مستوی ہوکر اس طرح مقدس اور متدلی ہوئی جیسے رحمٰن کا اپنے عرش پر مستوی ہونا
اور اس مقام پر حق کے ساتھ تصرف فی الخلق ثابت ہوجاتا ہے۔ اور یہی سر ہے کہ آنحضرت
کا کف مبارک وزن میں امت کے ہزاروں (لاتعداد) کفوں پر (سے) راجح ہے۔ اور
اسی طرح چھوٹے چھوٹے کاغذ کے وہ ٹکڑے ہیں جن پر لا الہ الا اللہ مثبت ہے۔ وہ بڑی
بڑی کتابوں پر بھاری (افضل) ہیں اس لئے کہ اللہ کا نام ان میں سمایا ہوا ہے۔ اس لئے
کہ اسم اللہ عالم الفاظ میں تدلیات الٰہیہ میں سے ایک تدلی ہے پس حقیقتاً رجحان تدلی الٰہیہ
کے لئے ہے نہ کہ صورت بشریہ یا لفظیہ کے لئے سے

Marfat.com

ومن بعد هذه اماقدق صفاته[1] وماکمنہا اخطی لدی واجہل

یہ ان مقامات ہفت گانہ کا بیان ہے جو اکابر اولیاء اللہ کی راہ سلوک ہے جس کسی کی توفیق دستگیری کرے وہ یہ راہ طے کر کے انجام کو پہونچتا ہے. ورنہ زندگی بھر ایک یاد میں پڑا رہ جاتا ہے. اور اس کا جذب ختم ہو جاتا ہے. اور وہ رجعت قہقری کیساتھ مخلوق کی طرف پلٹ آتا ہے. العوذ باللہ الحور بعد الکور. اور بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ یہ سب لطور ضعف و اجمال کا ظاہر ہوتے ہیں. اور یہ ارادۂ ازلیہ کے سبب سے ہے کسی اور کو اس میں دخل نہیں. الحاصل شاعر نے انھیں سات مقامات کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ہفت شہر عشق را عطار گشت[2] ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

دوسرے یہ کہ اس جگہ ایک نکتہ یہ ہے کہ جس شخص نے سلوک شروع نہ کیا ہو. اور وہ ابتدائے حال میں قوی الہمت ہو. اور بڑا دلیر اور اپنے مزاج پر بڑا قابو ہو اسکے تمام آثار و احوال دلیری. بزرگی. اور تسلط کے رنگ میں ہوں گے. اور اگر ابتدائے فطرت میں یہ سب چیزیں نہ ہوں گی. تو اس قسم کی باتیں کہاں سے لائے گا. وہو الموفق نعم المولیٰ ونعم النصیر.

افادہ :- وصول ذات کے بعد انا کے ضمن میں. اور یادداشت بے کیف اور آگاہی مجرد کے حصول میں بعض وہ لوگ جنکو اس مرتبہ میں قیام اور توجہ کی مداومت اس طرح نہیں ہوتی. ان کا سلوک مکمل نہیں ہوتا لیکن وہ لوگ جن کی ہمت تدلی عظیم سے مل جوئی ہو. اور وہ اس پر اپنی نگاہیں گاڑے ہوئے ہوں. اور تدلی عظیم سے مطلب وہ حقیقت الہیہ ہے جسکی صورت علیہ عرش عظیم ہے (اور) اسکی ذات کی طرف توجہ عالم کی تمام استعداد کے مطابق اس ذات سے حاصل ہوئی ہے. اور اس نے عالم مثال میں ایک نوع سے ظہور فرمایا ہے. اور وہی تدلی ان تمام تدلیات کی اصل ہو

---

[1] اس کے بعد وہ چیزیں ہیں جنکی صفات دقیق ہیں. اور ان کا چھپانا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے.

[2] عطار عشق کے ساتوں شہروں میں گھوم چکے ہم ابتک ایک ہی کوچے کے پیچ و خم میں پھنسے ہوئے ہیں.

Marfat.com

جو خطیرۃ القدس اور دوسرے مواطن عالیہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہیں وہ بھی اس تدلی کی توجہ کے محتاج ہیں تاکہ ان کے اور ان کے مستفیدین کے درمیان رابطہ کا سبب ہو۔ اور اس بات کے حصول کا سبب اس شخص کی تحدیق بہ نسبت بے زائد قوی نہیں ہے جس کا آشیانہ یہ تدلی ہو گیا ہو۔ اور یہی افادہ سابقہ میں مذکور ہو چکا۔ اور یہ صرف اسکے لئے ہے جس نے اپنے کو اس کے حوالہ کر دیا ہو اور ہمت کلی اس میں صرف کر دی ہو۔

افادہ : حضرت حق سے تعلق قلبی کے باوجود سالک کو چند وظائف ظاہری بھی اپنے اوپر لازم کر لینا ضروری ہیں۔ اس لئے کہ مرد کامل وہ ہے جو بقدر نسمیہ اور نفسیہ میں سے ہر ایک کو ایک حصہ پہنچاتا ہے۔ یہ بات چشم دید ان سے محسوس کی جا سکتی۔ کیونکہ مجذوب خالص کو دار الجزاء میں وہ رفعت و عظمت حاصل نہیں ہے۔ جو سالک خالص کو ہے۔ ہاں وہ کمال جو اس میں فی نفسہ ہے وہ ایک دوسری ہی چیز ہے۔ اور دار الکسب اور دار الجزاء دونوں اس کمال کے مطابق مستوی ہیں[1] اور لا یکسب بقوی النسمۃ ولا یجازی علیہ حین ثبات علی افاعیل النسمۃ۔ جس طرح کوئی عارف میدان جنگ میں اور مال غنیمت تقسیم ہونے کے وقت عام لوگوں کے ہم رنگ ہوتا ہے اس کا عرفان ایک ایسی چیز ہے جس نے جزا کے لئے اس کو نہیں چاہا بلکہ وہ مطلوب لذاتہ ہے۔ اور تمام لطائف میں سے جو ہمارا اختیار کیا ہوا ہے تین وظیفے ہیں۔ ایک یہ کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ استعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء[2] من الدلجۃ۔ جب تہجد کے لئے اٹھے تو سات یا نو یا گیارہ رکعتیں پڑھے جس میں سورہ یٰسین، سورہ واقعہ۔ اور سورہ یوسف پڑھے۔ پھر ماثورہ دعاؤں میں سے جو دعا

۱؎ پہلے وہ قوائے نسمیہ کے ذریعہ کسب کرتا ہے یعنی کمال حاصل کرتا ہے۔ اور اس کسب پر اس کو بدلہ نہیں دیا جاتا افعال نسمیہ پر ثابت رہنے تک۔

۲؎ مدد حاصل کرو اللہ سے صبح کے وقت اور شام کے وقت اور رات کے آخری وقت۔

Marfat.com

اس کے وقت کے مناسب ہو پڑھے۔ اور دعا اتنی دیر تک پڑھے جتنی دیر میں سورۂ ملک اور اس کے مثل اور کوئی سورت پڑھی جائے۔ اور حصن حصین کی فصل دعا کو جیسا موقع ہے مطالعہ کرنا چاہیے۔ پھر تفکر و تعلق قلب میں جہاں تک ہو سکے مشغول رہے ۔۔۔

پھر سو بار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے پھر آفتاب بلند ہونے تک حضرت حق کی طرف تعلق قلبی سے مشغول رہے۔ پھر دو رکعت پڑھے اور آفتاب گرم ہونے کے قریب چار رکعت۔ تیسرے بعد عشاء سو بار تہلیل جلی (درمیان جہر) آواز سے پڑھے۔ پھر سورہ ملک یا مسبحات میں سے کوئی سورت پڑھے پھر بستر پر جائے۔ اور معوذات پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو پھونک کر اپنے پورے جسم پر پھیرے۔

افادہ: کسی حال میں توجہ بحضرت حق میں فتور نہ آنا چاہیئے۔ ورنہ نفع کو کسی حال میں شعائر اللہ اور علم باللہ سے مستغنیٰ رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ بدنصیبی کی علامت ہے۔ اور ہمیشہ تفسیر کے درس کو لازم رکھنا چاہیئے۔ اگرچہ دوسرے درس بھی ہوں اور بدنی و مالی عبادات کی رغبت میں اپنے کو معاف نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر جو وقت کے ساتھ متصف ہو جو عبادات کا مغز ہے تو اور زائد بہتر ہے۔ اس لیے کہ عاشق بجمال مشتاق ہے۔

افادہ:

برچند رت ز وصال من کم تابی
عشقم بود از شوق کیفیت عنابی

مستسقی را میان بحر ار یابی!
شک نیست کہ تشاکی بود از بہ آبی

سعادت مندوں کی صفت یہ ہے کہ لوگوں کو شغل باطن سے بھی فائدہ دینا چاہیے۔ اور اگر یہ وقت عدم حس سے مطلب غیبت بے میسر آئے تو اس کو توجہ کے اسباب میں سب سے بڑا سبب سمجھنا چاہیئے۔

افادہ: سالک کو بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ اور مشق ریاضت کرنے سے جو کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا نفس اس سے متلون ہو جاتا ہے۔ اس کو نسبت و سکینت کہتے ہیں۔ اور نسبت کی کئی قسمیں ہیں۔ اور جمہور اہل اللہ اقسام پنجگانہ میں

Marfat.com

دیا سے نماذ نہیں رہے ہیں۔ اور ہر قسم میں ایک خاص اثر ہے۔ اور علیحدہ طریقہ جس سے مراد حضرات الٰہیہ میں سے ایک حضرت ہے جس کی طرف متوجہ ہو کر سالک کا نفس ناطقہ اپنی فطرت کے مطابق اس کے احکام و کمالات کا عکس پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس آئینہ کی سی ہے کہ جب اسکو شمال کے مقابل کیا جائے تو شمال کے تمام ستارے اس میں منعکس ہو جائیں گے۔ اور جب اسے جنوب کی جانب پھیر دیا جائے تو جنوب کے تمام ستارے اس میں اتر آئیں گے۔ (اور) نسبت پنجگانہ میں سے ایک نسبت موجودات کی وجود واحد میں انمحلال کی نسبت ہے۔ اور نیز تمام اشیاء کا اس میں اندراج وقیام۔ اور اس نسبت کا اثر جو آفاق ہے وہ قلت تعرض ہے خیر و شر کے درمیان فرق کرنے سے (خیر و شر کی بحث میں زیادہ نہ پڑے)، اور اس استعداد کا اثر نفسی مرتبۂ اطلاق کا انکشاف اور لباس خصوصیت کا اتارنا ہے۔ اور کمالات الٰہیہ میں سے اس کمال کا منبع ابداع و خلق ہے جس سے مطلب اشیاء وجزد کی ایجاد ہے جس کا اول قدم اعلیٰ ہے پیر نوت اس کے بعد عرش اس کے بعد ماور اس کے بعد مرتبۂ خلق ہے۔ اور دوسری احسان کی نسبت ہے۔ اور وہ ایسی حالت ہے جو دو چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک ان انوار کا مطالعہ جو طہارت واذکار سے ناشی ہوتے ہیں۔ دوم نفس حقیقت الٰہیہ کی طرف خضوع و تعظیم کے وصف سے مطلع ہونا جس سے مطلب تدلی الٰہی ہے جو عرش عظیم کی صورت واستعداد کے مطابق صورت علمیہ سے متدلی ہوئی ہے۔ اور اس کا منبع وہی تدلی الٰہی ہے۔ اور اس کا اثر جزائے اول کے مطابق خطرات کا بیٹھ جانا ہے اور اطمینان کی یافت اور اس شخص کے بدن ونفس میں راحت، طمانیت قلبی کا حصول اور اس کے انوار حال کا انکشاف اور حدیث شریف اللهم اجعل فی بصری نورا و فی سمعی نورا اس پر دلیل ہے۔ اور یہ حدیث واغسل خطایای بالماء والثلج والبرد اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور اس کا اثر استعداد کے جزو ثانی کے مطابق معاد میں حضرت حق کی رویت ہے چنانچہ یہ حدیث شریف[1] انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر

---

[1] تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح دیکھتے ہو چودھویں رات کے چاند کو۔ اگر تم کر سکتے ہو۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ

Marfat.com

فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا۔ اس پر دلالت رکھتی ہے۔ اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی وہ تجلی جو آج کے دن مصلّی کے روبرو ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا صلی احدکم فان اللہ بینہٗ وبین القبلۃ وہی ہے کہ روز قیامت ان کا مشاہدہ کرے گا۔ دوسرا اس استعداد کا اثر فنا اور بقا ہے تیسرے نسبت انخراط جو ارواح میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے مطلب ہیئات نفسیہ انس و انشراح۔ اور تجرد کا ظہور اور ہیئت ملکیہ کا اختیار ہے۔ اور اس کا اثر وقت نیرہ اور مبشرات صادقہ اور برکات عظیمہ اور قبولیت دعا ہے۔ اور لوگوں کا اپنے خواب میں ان اشیاء کا مشاہدہ کرنا جو اس کے احکامات عظیمہ پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس کا منبع حظیرۃ القدس ہے۔ چوتھے نسبت عشق یعنی شوق و تعلق ہے۔ اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں جن کے اندر مغز خالص ہے۔ اور اس کُب سے مطلب اپنے اصل لطیفۂ وجود کا اپنے منبع کی طرف میل ہے جو ذات بحت ہے۔ اور ان میں سے بعض قسمیں وہبیہ ہیں۔ اور بعض کسبیہ اور بعض عادیہ۔ اور جب اوہام وغیرہ مرکب ہوتے ہیں تو سالک پر ایک خاص حالت غالب ہوتی ہے جسکو عشق کہتے ہیں اور جو لب (مغز) ہے وہی محبت ذاتیہ ہے۔ اور محبت ذاتیہ والے بہت کم ہیں۔ اور اس نسبت ذاتیہ کا منبع وہی مرتبۂ ذاتیہ ہے۔ اور پانچویں وہ ہے جو صورت عملیہ مثالیہ کی توجہ کے سبب سے ہے جو اوپر مذکور ہو چکی۔ اسکی مثال سالک کے نفس ناطقہ میں اس طرح نزول کرتی ہے جس طرح کسی حوض میں صاف شفاف پانی بھرا ہوا ہو۔ اور اس میں آفتاب کی روشنی منعکس ہوگئی ہو۔ اسی طرح سالک کے نفس ناطقہ میں تدلّی الٰہی کی مثال نے جو درحقیقت شخص اکبر ہے۔ اور اس سے مراد عرش عظیم مع ما فیہا ہے۔ حظیرۃ القدس سے ظہور فرما کر عکس پذیر ہوا۔ اور تمام کمالات الٰہیہ کا انکشاف کرنے والا ہوا۔ اور اس کا اثر معرفت تامہ اور حقائق کا لباس ہے۔ اور اس کا منبع

اے یعنی اگر تم سے ہو سکے کہ تم پر غلبہ حاصل نہ ہو سورج نکلنے سے قبل کی نماز کے سلسلہ میں اور سورج نکلنے کے بعد نماز کے سلسلہ میں تم ایسا کرو۔ سے جب تم میں سے کوئی پڑھے تو اللہ اسکے اور نماز پڑھنے والے کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔

Marfat.com

بحسب استیعاب جمیع کمالات وہی ذات الٰہی ہے۔ اور بعض وہ لوگ جو نفس کی ہئیت پر ہوتے ہیں ان میں یہ چیز متحقق نہیں ہوتی لیکن بینات و بمیہ کے ضمن میں۔

افادہ ۷: حضرت اقدس نے خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی کے التماس پر سلوک کے چند مسئلے میں چند رباعیاں نظم فرمائی ہیں۔ اور ہر رباعی کے ذیل میں اس قاعدہ مقررہ کی طرف ایک اشارہ فرمایا ہے۔

علمے کہ نہ ماخوذ ز مشکوٰۃ نبی است — واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است

جائے کہ بود جلوہ حق حاکم وقت — مانع شدن حکم خرد بو لہبی ست

اس رباعی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان علوم کا حصول جن کا ماخذ شرع محمدی نہیں ہے اس میں مشغول ہونا سلوک کے منافی ہے۔

دانی چہ بود نتیجہ تقویم اے دلدار — شغل دل تو ظاہر و باطن با یار

ایں را تو ای از درس عوارف عارف — واں نیز دگر بار بگیر از احرار

اس رباعی میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اصل کام اس راہ میں ظاہر و باطن کا لحاظ رکھنا ہے۔ ظاہر سے مراد ہے اوقات کا عبادتوں میں تقسیم کرنا اور باطن سے مطلب قلب کا تنبہ ہے۔ وہی ربط و تعلق (یعنی دل بہ یار و دست بہ کار) اور اگر کوئی اول کو چاہتا ہے تو کتاب عوارف سے بہتر نہیں ہے خصوصاً پانچواں اور چھٹا باب جس میں یہ مسئلہ واقع ہے اور اگر دوسرے کو چاہتا ہے تو احراریوں کی صحبت سے بہتر کہیں اور نہ حاصل ہوگا۔

در مذہب ما مست ز اسباب غرور — ذکرے کہ بود عاطل از انوار حضور

در حاشیہ نفی شو از خلق نفور — در جانب اثبات بر سوئے غفور

یعنی ذکر کی تاثیر کی شرط حضور و تعظیم ہے۔ اور خلق سے تنفر اور حضرت حق کی محبت کا اثبات ہے۔

مستی ز دل رشتہ طرائق افتاد است — بے مست شدن کار کسے نکشاد است

در ذکر خفی جہر بہ تخیل کردن — شرط است ز استاد طریقم یاد است

حضرت والد ماجد قدس سرہٗ جہر مفرط کے خیال رکھنے کی شرط فرماتے تھے کیونکہ جمع ہمت اور محبت

ل حاشیہ بر صفحہ آئندہ

Marfat.com

وشوق کا ظہور اس کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔

خواہی کہ مئے صرفِ محبت نوشی بایدکہ بہ تقلیلِ علائق کوشی،
دل را ز خیالاتِ جہاں صرف کنی چشم از صورِ جملہ عالم پوشی

اس میں اشارہ ہے نگہداشت[1] اور نظر بر قدم[2] اور زہد و تبذّل[3] پر

در عشقِ تو از جملہ جہاں بگذشتم واز ہرچہ بجز یادِ تو زاں بگذشتم
مقصودِ منِ بندہ بجز وصلِ تو نیست اندر طلبت از دل و جاں بگذشتم

اس میں اشارہ ہے اثنائے ذکر میں بازگشت کی طرف دفعۃً بعد دفعۃٍ یعنی بعد دیگرے،

دائم دلِ من پیشِ تو حاضر باشد چشمم بہ رخِ خوب تو ناظر باشد
در مذہبِ ما شرکِ جلی است صریح گر سوئے دگر خطرہ خاطر باشد

اس میں اشارہ ہے دوام یادداشت کی جانب۔

دانی چہ بود سہلِ کثیر البرکات در مشربِ اہلِ دل وجود عدمات
تحصیل علوم است بہ سعیٔ مانع در نفیِ خواطر درستہ جہات

عدم غیبت کو کہتے ہیں یعنی نسیان ماسویٰ اور وجود عدم ملکۂ غیبت کو کہتے ہیں۔ اور اسکا

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) سلسلہ احراریہ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار کا سلسلہ۔ احرار کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مقامات سلوک میں ایک مقام حفظ العہد ہے یعنی عہد کی پابندی۔ اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس سے مراد ہے ھوالوقوف عند ما حد لہ اللہ یعنی اس مقام پر ٹھہرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے محدود کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل میری تالیف "حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ تقی انور

[1] نگہداشت۔ اس سے مراد مراقبہ خواطر ہے جیسے کہ ایک سانس میں چند بار کلمہ طیبہ کو کہے بلا خیال غیر کے نیز نفس کو ذمائم و برائیوں سے بچانا، اسکو بھی نگاہ داشت کہتے ہیں۔ [2] یعنی پشت پا پر نظر ہونا کہ دل پراگندہ نہ ہو جس جگہ نہ چاہیں نظر پڑتے۔ اور اس سے اشارہ سیر عارف سے بھی بہ لحاظ قطع مسافات ہستی، در طے عقبات خود پرستی کے ہو سکتا ہے یعنی جس جگہ پہنچی ہوئی نگاہ، اس پر قدم رکھے [3] تبذّل۔ اس سے مراد بذل یعنی صرف کرنا ہے دوسروں پر ؎ نیم نانے گر خورد مردِ خدا بذل درویشاں کند نیم دگر۔ تقی انور

Marfat.com

حصول ارادہ کی پختگی اور ہمت میں ہے اور دل سے ہر چیز کا جھاڑ دینا ہے۔

خوش آں کہ بہ انوار وضو زنگین است ۔ زیرا کہ طہارت ز اصول دین است
تنویر دل و نفی خواطر خواہی ۔ اقوائے ذریعہ حصولش این است

یعنی جمعیت اور روشنیٔ دل اور ازالۂ خطرات میں تجدید طہارت بہت سے فوائد رکھتی ہے۔

تحصیل عدم اگر نہ دانی کردن ۔ باید نظر اہل فنا را جستن
ایں دائے عضال را دوائے ازیں ۔ در حکمت اہل دل نہ خواہی دیدن

یعنی اس گروہ کی نظر قبولیت عدم کے حصول اور خیالات پریشان کے دفعیہ کے لئے ایک کیمیائے عجیب ہے۔

آنانکہ ز ادنائی ہمی رستند ۔ با گنجِ انوار قدم پیوستند
فیض قدس از ہمت ایشان مجو ۔ دروازۂ فیض قدس ایشان ہستند

یعنی روح و سر کی تہذیب میں مشائخ کی ارواح طیبہ کی طرف متوجہ ہونا بے شمار فوائد رکھتا ہے۔

آں ذات کہ از قید جہت بیرون است ۔ از حیطۂ اسماء و صفت بیرون است
ہر مرتبہ زاں ذات نشانے دارد ۔ ہر چند ز تعیین ہمت بیرون است

ایضاً ۔ ہر مرکز رشد مظہر آں یار عجیب ۔ ظاہر شدہ از صورتش آثار عجیب
در لوح دل از ثبت کنی صورت او ۔ پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب

" ۔ قومے بکتابت احرف موصوف ۔ جمعے بتلاوت اسماء معروف
شخصے کہ ازیں قوم قدم پیش نہاد ۔ گشت است بایں صورت ذہنی مشغوف

ان تینوں رباعیوں میں تحقق توجہ کی طرف بوجہ خاص اشارہ کیا گیا ہے جس کے بارے میں خواجہ نقشبند قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور وہ حضرت حق کی صورت ذہنیہ کی پرورش کرنا ہے جو اس کی قوت مدرکہ میں اس طرح متمثل ہوتی ہے جیسے تجلی صوری صورت متخیلہ میں اور ہر ایک چیز کے چار وجود ہیں مکتوبی، ملفوظی، صورت ذہنی، وجود خارجی جس طرح

وجودِ ملفوظی و مکتوبی کی تاثیر اہل دعوت کے نزدیک ثابت ہے اسی طرح اس وجودِ ذہنی کی تاثیر کی محافظت نقشبندیہ کے نزدیک ثابت ہے۔

اے دوست تولی دیدہ و بینائی من — شنوائی و دانائی و گویائی من

عشقم تو و ہم تو دل غمدیدہ من — واندر دل غمدیدہ شکیبائی من

اسمیں اشارہ حق تعالیٰ شانہٗ کی توحید کی جانب ہے۔

افادہ :- اگر میں کسی کے لطیفۂ قلب کو جنبش دینا اور بیدار کرنا چاہوں تو اسکو جنبش دینے اور بیدار کرنے کا علاج عشق لطیف[1] ہے کہ اس مقام پر آگے بڑھنے میں ایک سرور اور پیچھے ہٹنے میں ایک وحشت پیدا ہوتی ہے۔ اور معشوق کی بعض ادائیں اور اس کی صورت قلب سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اس وقت اسکو نہ خواہش جماع ہوتی ہے اور نہ خواہش بوسہ اور نہ آلات طرب کا سننا اور نہ واعظ کے قول کو سن کر وجد حاصل ہونا۔ اسی طرح ذکر جہر کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور اگر میں اسکو لطیفۂ قلب سے روح کی طرف منتقل کرنا چاہوں تو اس کی منتقلی کا علاج طہارت و مناجات کی نسبت کا نسبت اویسیہ کے ساتھ مقترن کرنا ہے یعنی ابتداءً غسل و وضو کی کثرت کرنا۔ اور ان باتوں پر عمل پیرا ہونا جو سمعات میں میں لکھا گیا ہے۔ اور دوسرے حضور قلب کے ساتھ طویل سجدوں میں اپنے کو باب الٰہی پر ڈال دینا اور پیشانی رگڑنا۔ اور تیسرے بارگاہ رسالت میں بعد طہارت و تعظیم و خلوت و بیداری قلب درود شریف کی کثرت اور دلائل الخیرات اور قصائد مدحیہ کا ورد رکھنا اور اگر میں لطیفۂ عقل کو جنبش دینا اور بیدار کرنا چاہوں تو اس کا علاج مراقبات و انکا ریگا دینا۔ اور ہمت قویہ سے اس کی طرف متوجہ ہونا ہے حضرت شیخ محی الدین بن عربیؒ نے فرمایا ہے کہ میرا شیخ اس عمل میں مثل بلی کے ہے جو چوہے کے بل کی طرف متوجہ ہے یہ سبق ہم نے اسی سے سیکھا ہے۔ اور اگر میں اس کو لطیفۂ عقل سے لطیفۂ سر کی طرف منتقل کردوں تو اس کا علاج کثرت مراقبہ ہے سر کی لطافت کے باوجود تمام ماسویٰ سے قولاً اور عملاً

---

[1] وہ عشق جو انسان کے قلب یا فطرت میں لپٹا ہوا ہے۔

Marfat.com

اعراض کرتے ہوئے۔ اور یہ عمل بہت مشکل ہے۔ اور اگر نشست و برخاست ایسے شخص کے ساتھ میسر آجائے جس کا یہ طاقتور ہو تو اس کے ساتھ نشست و برخاست رکھے تاکہ کسی وقت یہ شعلہ اس میں اثر کر جائے جیسے ایک چراغ کا شعلہ دوسرے چراغ کی بتی میں اثر کر جاتا ہے۔ اور لطیفۂ خفیہ کے بیدار کرنے کا علاج لا موجود الا اللہ کا ملاحظہ ہے ماسوا سے انتہائی اعراض کے ساتھ اور ہمت کا جمع رکھنا اس معنی کے ساتھ اور اگر اسکا حاصل ہونا کسی ایسے شخص اور ہم مشرب کی صحبت پر منحصر ہو جو اس بات کا ملکہ رکھتا ہو تو جب تک اس کے رنگ میں نہ رنگ جائے اس کا شعلۂ شوق اس میں اثر نہ کر جائے، تب تک طالب اپنے نفس میں عروج کرے اور تمام غیر حاصل شدہ لطائف کا حصول اکساب (محنت وتوجہ) کیساتھ نہیں ہے بلکہ ایک ایسے امر کا ظہور ہے جو اس کی اصل میں متعین کر دیا گیا تھا یہ ایک عظیم النوالہ اور جلیل المنافع سمندر ہے۔ اور شاہد علیم الصلوات جل مجدہٗ پھر مجھے اس کی توفیق دے کہ میں اسے مزید شرح و بسط سے بیان کروں۔ اِنَّ اللّٰہَ علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر :-

افادہ :- حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ جبروت کی تکمیل کے بعد جب کوئی شخص اس کے نور کو لطیفہ قالبیہ پر ریزش کرنا چاہے۔ اور اس کے اعضاء و جوارح بھی میں رنگ جائیں تو اس کی تدبیر نماز اور ذکر ساقی کی کثرت ہے اس شرط کے ساتھ کہ ان اوقات میں جبروت کی توجہ سے غافل نہ ہو تاکہ نیا اکا مرد اس میں سرایت کر جائے

افادہ :- حضرت اقدس نے فرمایا کہ نقطۂ لاہوت کی ایک خاصیت ہے کہ وہ اس کے ساتھ متفرد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ باوجود اپنی عزت کی قرارگاہ میں استقرار کے کبھی حرکت بھی فرماتا ہے۔ اور اس جگہ متحرک اور متحرک الیہ ایک ہیں۔ اس کے باوجود ایک حرکت نفس الامری واقع ہے۔ اور وہ ہر موطن میں ایک علیحدہ حکم رکھتی ہے۔ اور یہ چیز اس نقطہ کے علاوہ اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔ الحاصل اس نقطہ سے ایک رقیقہ متحرک ہوتا ہے اور وہ ہر نشأت میں ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ نفوذ کرتا ہے۔ اور افراد میں سے ایک فرد کے ہیکل میں استقرار کرتا ہے۔ پھر ایک سے دوسرے پر

Marfat.com

طبقہ کے بعد دوسرا عروج کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی عزت کی قرار گاہ پر پہونچ جاتا ہے اور اس مستقر میں احکام عجیبہ پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دوسرے طبقے رفتہ رفتہ اس نقطہ کی عبودیت کو بجا لاتے ہیں۔ اور اس کی دید اور ہستی کا بہ زبان حال انکار کرتے ہیں۔ اور اس اعتبار سے یہ نقطہ اپنے اوپر ایک جوش وخروش طاری کر لیتا ہے۔ اور یہی افراد کی توحید ہے۔ اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ عالم میں کوئی خبر دینے والا۔ اور حکایت کرنے والا نقطۂ لاہوت سے نہیں ہے مگر ایک شخص جو فرد ہے اور اس کی وحدت نہ نوعی ہے نہ جنسی نہ شخصی۔ بلکہ ایک دوسری ہی چیز ہے۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے چاند کی حوض میں منعکس ہو پھر وہ پانی ختم ہو جائے۔ اور وہ تالاب دوسرے پانی سے بھر جائے تو وہی صورت پھر اس میں منعکس ہو جائے گی۔ اور ان ہیاکل کے بھی خاص احکام ہیں جس کی وجہ سے بعض افراد بعض سے ممتاز ہیں۔ اور اس نقطہ کا حکم سب میں ایک ہے اور منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ فریق محبت ذاتیہ رکھتے ہیں۔ اور اس نقطہ کا اپنی تجلی گاہ قرار گاہ کی طرف میلان محبت ذاتیہ ہے۔

افادہ:- حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اگر کاملین کا وجود جو بخشش الٰہی کا ذریعہ ہیں نہ ہوتا تو کوئی شخص اللہ نہ کہتا۔ اور اس اسم مبارک کا کوئی مفہوم نہ ہوتا۔ اور اس بات کی تحقیق یہ ہے کہ نفس جزئیہ وہی نفس کلیہ ہے جو باوجود اپنی کلیت کے نفس جزئیہ کا عین ہو جاتا ہے۔ اور ایک حالت میں وہ کلیت پر بھی رہتا ہے۔ اور جزئیت پر بھی۔ اور جو کچھ نفس کلیہ میں مندرج ہے۔ اور جس کی تفصیل تمام موجودات ہیں۔ وہ نفس جزئیہ میں بھی موجود ہے لیکن بہ تفاوت درجات۔ اس کا ظہور وہ خرابہ ہے جو سبب تقاضائے شکل عالم نفس کلیہ کے نزول کے وقت نفس جزئیہ کی صورت ہو جاتا ہے۔ اور تجلی اعظم نے ایک قسم کے رعب وغلبہ سے نفس کلیہ میں اس حد تک ظہور فرمایا ہے کہ اس کے کل میں ساری ہو گیا ہے۔ اور نفس کلیہ اس سے پُر ہو گیا ہے۔ بس بعض نفوس جزئیہ میں اس تجلی کا ظہور اسی غلبہ ورعب کی طراوت سے ہے لیکن فی الجملہ احکام کے رنگ کیساتھ یہ نفس جزئیہ بھی دستلون، رنگین ہو گیا ہے لیکن نگاہ اتحاد اس تجلی اعظم پر رکھتا ہے جو مرتبہ

Marfat.com

کلیہ میں ہے۔ پھر یہ تمام رنگ (تھوڑا تھوڑا کرکے) قدرے قدرے زائل ہونے لگتے ہیں۔ اور ان کا دامن اس آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور پاک ہونے کے بعد تجلی عظیم کے ساتھ پوری مطابقت جو اس نفس کلیہ میں ہے اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ اس کی انا بکلی انا ہو جاتی ہے۔ اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کی پوری انا تجلی اعظم ہو جاتی ہے۔ پھر اس ظہور کے تعلق کے ساتھ اس نفس جزئیہ میں اس تجلی کا علم ادراک بوجہ من الوجوہ تمام نفوس میں ساری ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ لفظ اللہ کو جو اس کی ذات مقدس کا نام ہے۔ اور ایک حیثیت سے وہی تجلی ہے زبان سے نکالے اور اس کا ذہن اس کے مسمی کی طرف نہ پلٹے اور اس سے کچھ نہ سمجھے۔ (جو عارف کامل ہے وہ اسم ذات کے ذریعہ مسمائے ذات تک پہونچ جاتا ہے یعنی اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔

افادہ :- حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر اس وقت تک تمام لوگوں کی ارواح حظیرۃ القدس میں جمع ہیں۔ اور ان کے اس اجتماع کی خاصیت یہ ہے کہ دقیق علوم آسان ہو گئے ہیں۔ اور یہ کہ اب تک کوئی ایسا نگاہ میں نہیں ہے جو مبداء اول سے (براہ راست) علم اخذ کر رہا ہو بلکہ ان کی ساری پونجی یہ ہے جو وہ حظیرۃ القدس سے حاصل کرتے ہیں جیسے یہ خود لاتعداد ہیں ویسے ہی ان کی شانیں بھی بے شمار ہیں بعض پورے اور کامل ہیں کہ اس میں ان کا چہرہ اچھی طرح سے منطبع ہو جاتا ہے۔ اور بعض ناقص ہیں جن میں روشنی و چمک کے سوا کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب اس آئینہ کو آفتاب کے مقابل رکھدیں تو اس کی روشنی اور سفیدی اس آئینہ کے ذریعہ زمین پر پھیل جاتی ہے لیکن ان آئینوں کا رنگ فی الجملہ اس روشنی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یک تاثیر پیدا کرتا ہے اور گناہوں پر کثرت مواخذہ کا سبب بھی ان کا اجتماع ہے۔ اور علم تواریخ کی اشاعت کا سبب بھی یہی اجتماع ہے۔ اور طریقوں اور مذاہب کے اختلاف کا سبب بھی یہی ہے۔

افادہ :- خواجہ محمد امین نے فقیر کاتب حروف کو لکھا کہ ایک عزیز نے حضرت اقدس سے یہ سوال کیا کہ معارف وجدانیہ کے حاصل ہونے پر عرفان کے یقین کی وجہ یعنی از روئے عقل (عقلی حیثیت سے) منکشف نہیں ہوتی کہ یہ کیا ہے؟ جناب حضرت ولی نعمت

Marfat.com

دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ ہماری اصطلاح میں وجہ یقین ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کی حقیقت میں ایک نقطۂ وحدت ہے جسکو ہم جبروت کہتے ہیں اور وہ اس سے مطلب ذات ہے۔ اور اسی نقطہ سے ایک امر مجرد مثل تجلی کے پیدا ہوتا ہے۔ اور عارف کے متخیلہ میں جیسے ایک صورت دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ صورت شرح خیال میں اس طرح منشرح اور منفسر ہو جاتی ہے کہ عارف کو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ وہ علانیہ کہتا ہے کہ یہ معرفت ہیں نے خدا سے حاصل کی ہے۔

افادہ :۔ نیز خواجہ موصوف نے تحریر کیا کہ ایک عزیز نے حضرت اقدس کی خدمت میں مولانا روم کے اس شعر

آں یکے نا وردہ استثنا بگفت   جان او با جان استثنا ست جفت

کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کے معنی مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ بعض انبیاء علیہم السلام عدم استثناء پر ماخوذ ہوئے تو اولیاء کس شمار میں ہیں۔ پس حضرت اقدس نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ کاملین دو قسم کے ہیں۔ ایک تو اولیاء عامہ ہیں۔ وہ سلوک کے بعد مرتبۂ فنا پر پہونچیں۔ اور پھر فنا کے بعد ان کو صورت بقاء حاصل ہو تو صورت بقا اسی ابتدائی حالت پر واقع ہوگی جس پر انھوں نے ابتداء میں سلوک کیا تھا۔ پس اس حالت میں وہ عوام کی صورت پر ہوں گے۔ اور عوام یقیناً ترک آداب اور ترک سنن زائدہ پر ماخوذ نہیں ہیں۔ اور جان او جان استثنا ست وحدت کے یہی معنی ہیں یعنی وحدت میں استغراق اور اس میں کثرت کی دید اور ان حقائق کے انکشاف کیوجہ سے بقا کے وقت عوام کے سکون کی طرح اسکو ایک سکون عطا کرتے ہیں جو طبعاً طالب فوق سے ہے۔ اس لئے کہ تجرد و ارادہ نے ایک طرح تفوق حاصل کیا تھا۔ اور بقا کی حالت میں بھی وہی صفت نفسانیہ دوسرا رنگ اختیار کرکے عود کریں گے۔ برخلاف انبیاء اور ان کے وارثین کی استعداد کے جو آگ کے شعلہ کے مثل ہے۔ اور وہ ہمیشہ بلندی کا طالب ہوتا ہے۔ ان کو

لہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اس کی شرح آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

فنا کے بعد جب بقائی خاصیت بنائیں ہر چند بصورت اولیٰ کہ سالک کی ابتدا یہ سیر ہوتی ہے ان کی بقا ہو جائیگی لیکن ان کی بندی کی طلب حقیقتاً ختم نہیں ہوتی بس ان کی استعداد ہر ترک ادب پر مواخذہ کی مقتضی ہے۔ لہذا عدم استثنا و ہر اگرچہ وہ زوائد میں سے ہوں تب بھی ماخوذ ہوتے ہیں (حسنات الابرار سیئات المقربین)

افادہ ۸:۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اِنَّ رُوْحَ القُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ اَنَّ نَفْسًا لَّا تَمُوْتُ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ۔ اس حدیث میں اشارہ ہے علم سلوک کی دقیق معرفت کی طرف۔ اور وہ یہ ہے کہ آدمی توجہ الی اللہ کی ابتدا میں افعال کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ ایک قدریہ طریقت میں۔ ہرچند شریعت کے اعتبار سے سُنی ہوتا ہے۔ بعد ازاں توحید کے ساتھ ترقی کرتا ہے پھر تمام عالم کی حرکات کو کٹھ پتلیوں کے تماشہ کی طرح جو پردہ کے پیچھے سے مستند ہے ایک فاعل کے ساتھ مستند دیکھتا ہے۔ اور وہ اس عالم میں طریقتاً جبری ہے پھر دونوں صفتیں اس میں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور ایک کی رویت دوسرے کی رویت کے مانع نہیں ہوتی۔ اور اس حالت میں وہ (یعنی سالک) جبر و قدر میں متوسط ہو جاتا ہے۔ الایمان بین الخوف والرجاء۔ اور امر بین الامرین کا قائل ہو جاتا ہے۔ اور رتبہ اہلسنت کے مرتبہ کی طرف رجوع کرکے طریقت میں سنی ہو جاتا ہے پھر اسکو دوسری پوشاک پہناتے ہیں۔ اور اس کی نگاہ میں اسباب کو کمزور و سست کر دیتے ہیں۔ ہرچند کہ یہ اسباب اسکی توحید کے منافی نہیں ہیں بلکہ اسباب جتنے زائد ہوتے گئے اس کی توحید بھی زائد ہوگی لیکن باوجود اس سب کے وہ طلب میں اختصار اختیار کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی زبان کے کھل جانے اور احوال کے جاری ہو جانے سے مستغنی ہوتا

لہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روح القدس نے میرے قلب میں یہ بات پھونک دی ہے کہ کسی کو اس وقت تک موت نہ آئیگی جبتک کہ اس کے رزق کی تکمیل نہ ہو جائیگی۔ پس تم طلب کرتے رہو اچھے اور عمدہ طور پر۔

لہ یعنی سیر دوں کے چکر میں نہیں پڑتا۔

Marfat.com

اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ان سب سے چھوٹا ہو۔ دیکھو یہ ہے۔ اور یہی حالت اولیاء اللہ کی ہے اور دوسری حالت مقام انبیاء اور ان کے وارثانِ کاملین کی ہے جو اس سے مشرف ہوتے ہیں نیز اسی طرح آیہی اوّل حالت میں زبان سے تو ذکر کرتا ہے لیکن اس کا دل عین ذکر نہیں ہوتا پھر وہ ترقی کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اس کا دل عین ذکر ہو جاتا ہے اور وہ ذکر زبانی سے بے نیاز ہو جاتا ہے بلکہ اسکو کرہی نہیں سکتا پھر اس کی زبان و دل کے درمیان تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے یعنی اس کی زبان لوگوں سے گفتگو میں متکلم ہے اور اس کا دل عین ذکر ہے اور یہ حال اولیاء اللہ کا ہے۔ پھر اسکو ایک دوسرا لباس پہناتے ہیں۔ اور اسے ذکر کی رغبت دلاتے ہیں۔ اور ذاکرین کے مقام پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے۔ اور اسی لئے انبیاء باوجود اپنے کمال کے مرجع خلائق تھے۔ اور سب سے زائد زاہد اور عبادت گذار۔ تم نے نہیں دیکھا کہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

ترک استثنا مرادم قسوت است | نے ہمیں گفتن کہ عارض حالت است
اے بسا ناوردہ استثنا بگفت | جان او با جان استثنا است جفت

---

[1] ترک استثنا، یعنی انشاء اللہ نہ کہنا، سے میری مراد قساوت قلبی وسنگ دلی ہے، کیونکہ یہ ایک عارضی حالت ہے۔ یہی نہ کہنا چاہیئے۔ اور بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ کے بغیر بات کہی لیکن ان کی جان انشاء اللہ کی روح کے ساتھ جفت و ملی ہوئی ہے، ترک استثنا سے مراد غفلت قلبیہ ہے نہ کہ لسانیہ۔ کیونکہ اگر غفلت قلبیہ کے ساتھ زبان سے کہہ دے تو بھی مفید نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناظر قلوب ہے اور فرماتا ہے ؎ ما درون را بنگریم و حال را ما بروں را ننگریم و قال را۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ "انما الاعمال بالنیات" یعنی اعمال کی نیکی و بدی قصد پر موقوف ہے۔ اس مقام پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے "وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ" کسی شے کے واسطے یہ ہرگز نہ کہنا چاہیئے کہ ہم کل ایسا کریں گے مگر یہ کہ اس کے ساتھ انشاء اللہ کہا جائے۔ اور اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا غداً اجیبکم یعنی کل تم کو جواب دوں گا۔ اس میں آپ کی زبان مبارک پر

Marfat.com

اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال استثنا کے معنی سے متصف تھے لیکن اس کے باوجود ان کا ترک استثنا پر مواخذہ کیا گیا۔ اور چند روز وحی موقوف رہی

(پیوستہ از گزشتہ) لفظاً انشاء اللہ نہیں آیا۔ کیونکہ اس وقت تک انشاء اللہ کہنے کا حکم نہیں آیا تھا مگر بمصداق حسنات الابرار سیئات المقربین (نیکوں کی اچھائیاں وخوبیاں مقربین کی برائیاں ہیں، ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے) اس ترک پر بھی وحی کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ مگر پھر وحی آئی اور اس کے ساتھ یہ آیت بھی نازل ہوئی چنانچہ اس آیت کو پڑھ کر آپ نے فرمایا امتثل انشاء اللہ۔ یعنی میں انشاء اللہ فرماں برداری کروں گا۔ اس آیت کے بموجب ترک استثنا قولاً بھی حرام ہوگیا۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مولانا قدس سرہ نے یہ کیوں فرمایا کہ زبان سے کہنا عارضی عادت ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر کشاف و بیضاوی میں لکھا ہے کہ یہ نہی تادیبی ہے لہذا ترک استثناء حرام ور مذموم وہی ہے جو قساوت قلبی کے ساتھ ہو۔ اور ترک لسانی باوصف تذکر قلبی حرام نہیں ہے اس کے علاوہ یہ قصہ قبل نزول آیۂ کریمہ مندرجہ بالا ہے لہذا مولانا کا ارشاد بھی اسی عہد کے احکام کے مطابق ہے۔ دوسرا اعتراض آیۂ کریمہ کے شان نزول کے سبب یہ وارد ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لحظہ یاد الٰہی سے غافل نہ تھے اور آپ کی جان استثنا رکھتی بے شبہ جنت تھی (اتصال رکھتی تھی) پھر ترک لسانی کی وجہ سے کیوں وحی میں تاخیر ہوئی۔ حالانکہ اس وقت تک یہ آیت بھی نازل نہ ہوئی تھی۔ جواب۔ بمصداق حسنات الابرار سیئات المقربین۔ ان کے لئے یہ ترک لسانی بھی آنحضرت کے خلاف شان قرار پایا۔ اور وحی میں صرف توقف ہوا نہ کہ عجز مثل انبیاء کے۔ کیونکہ کچھ ہی عرصہ بعد پھر وحی آئی۔ اور کفار کو جواب دیا گیا۔ جواب سے عجز نہیں ہوا۔ اس سب کا مطلب یہ ہے کہ انشاء اللہ زبان پر آنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں ہونا کافی ہے لیکن بہت لوگ ایسے ہیں جو زبان سے استثنا نہیں کہتے۔ اور ان کا کام نہیں رکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی جان استثنا سے اتصال رکھتی ہے۔ لہذا ان کو عجز نہیں ہوتا۔ لہذا قلوب میں قساوت و بے پروائی منجانب اللہ نہیں ہے۔

نقی انور

بعد ازاں یہ آیت ولا تقولن لشئ انی فاعل ذالک غدا الا ان یشاء اللہ
نازل ہوئی۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام یقیناً حقیقت استثناء سے متصف تھے لیکن
باوجود لفظاً استثناء کے ترک پر مواخذہ ہوا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلالت
زعم میں یہ کہا کہ اَنَا اَعْلَمُ پس اس بات پر وہ عتاب کے لگئے۔ الحاصل انبیاء اور
کے وارثان کے ظواہر سیر فی اللہ و باللہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد قصد الی اللہ کی
مائل ہوتے ہیں۔ اور اس کا سر یہ ہے کہ سالک کی اصل فطرت کی صورت پر
بقا دی جاتی ہے پس انبیاء اور ان کے ورثاء اصل جبلت میں ایسی وضع پر مخلوق
ہوئے ہیں کہ ان کی قوت ملکیہ انتہائی طاقت ور ہوتی ہے۔ اور ان کی قوت بہیمیہ
قوت کے باوجود ملکیہ رنگ سے رنگی اور اس سے متاثر ہوتی ہے۔ اس چراغ کی لو کی
جو بالطبع مائل بہ بلندی ہے اور فنا کے بعد جو صورت ان کو عطا کی جاتی ہے تو وہ وہی میل
بہ بلندی اور قوت بہیمیہ کا قوت ملکیہ کے ساتھ رنگ جانا ہے۔ بخلاف ان کے غیر کے
اور تمام اہل سلوک کے اقوال مختلفہ کے درمیان یہی وجہ ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے
یہ تحریر فرمایا ہے ؎

موسیٰ اندر درخت آتش دید | سبز تر می شد آں درخت از نار
شہوت و حرص مرد صاحب دل | ایچنیں واں دایں چنیں انکار

اور خواجہ نقشبندؒ کے بعض متبعین نے لکھا ہے کہ فانی و باقی غضب عامی غضب سے زائد
سوزش ہے۔ اور سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فنا و بقا حاصل ہونے کے
بعد ایک دوسرا مجاہدہ پیش آتا ہے۔ اور پھر دوبارہ نفس کی شکستگی لازم ہوتی ہے۔
ان میں سے ہر ایک نے ایک مقام کی خبر دی ہے۔ اور اقوال کا اختلاف احوال کے اختلاف
کے لئے ہے۔ اور یہ مسئلہ علم سلوک کی باریکیوں میں سے ہے۔ فتدبر تترشد۔

افادہ ۶:۔ ایک سائل نے حضرت اقدس سے یہ سوال کیا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا
کہ اسم اللہ مجھ پر ایک رسی کی شکل میں نازل ہوا اور مجھ کو گھیر لیا۔ آپ نے ارشاد
فرمایا کہ یہ اسم مبارک الفاظ و کلمات کے نشأت میں تدلیات الہیہ میں سے پہلی تدلی ہے

Marfat.com

اور عالم مثال میں اسکی ایک عظیم شان ہے۔ اور یہ واقعہ اس کی بعض تحقیقات مثالیہ کے ملاحظہ سے ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میرا نفس ناطقہ مثل آب جاری کے سیلان کر رہا ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب خطرات خارجیہ ختم ہو جاتے ہیں تو نفس ناطقہ اپنے علم حضوری کے ساتھ آدمی کی صلب تحقق سے نکلکر مستقل ہو جاتا ہے۔ پانی کا سیلان اسی علم حضوری کی نمائش ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اپنے کو فنا جان رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سیر فانی کی انتہا ہے۔ حق اول حال میں سالک کی نظر میں بصورت اشیائے خارجیہ متجلی ہوتا ہے اور پھر آخر میں اس شخص کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر ایسے میں ظاہر و مظہر کے درمیان فرق کرنے کے ساتھ نظر کرے اگرچہ علم اجمالی ہو تو یہ سیر نفسی ہے۔ اور اگر حق کو حق میں دیکھے اس معنی کے ساتھ کہ اس چیز کو جس کو خارج میں دیکھتا تھا یا اپنے نفس میں دیکھتا تھا بغیر کسی دوسری چیز کے ملاحظہ کے دیکھے اور جانے تو یہ اقوام عوام کی نسبت سے تجلی ذاتی ہے۔

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی جماعت دعاؤں یا آیات قرآنی پر مداومت کرے۔ اور ایک مدت اس سے اللہ کا تقرب تلاش کرے اس طرح کہ جب وہ اس دار فانی سے انتقال کرتے ہیں تو ان اعمال کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ اور اسے اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ اور بہ نظر استحسان اسکو منظور رکھتے ہیں اسی طرح ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ والے اس سے اشتغال اختیار کرتے ہیں پھر اسی وضع پر زمانے اور صدیاں گذر جائیں تو ان دعاؤں اور عزائم میں ایک نورانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اگر کوئی حروف ان الفاظ کے وسیلے سے جو جود ہی کے سیلان کا خواستگار ہو تو اس کے آثار و برکات ظاہر ہونگے۔ ورنہ اگر نفس دعاؤں کے معنی دوسری عبارتوں سے ادا کرے تو کوئی اثر نہ دے گا۔ اور یہ اسرار الہیہ میں سے ہے۔ اس معنی میں دعائے سیفی کو کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر وہ دعا جو اس وضع سے عمل میں لائے جو کہ سیفی کرے۔ مثلاً دلائل الخیرات کہ اس زمانہ میں ملک عرب میں بکثرت لوگ اس سے اشتغال رکھتے ہیں۔ اگر کوئی کسی خاص

Marfat.com

مذہب میں اس سے عطائے الٰہی کا نزول چاہے اس شرط پر کہ یہ نفس بھی نئی جمعیت اور برکت وتاثیر رکھتا ہو۔ تو جب یہ نتیجہ حاصل ہو جاتی ہے تو وہ شخص اس معنی کو اس شمس سے برقرار رکھتا ہے۔ اور اس کو اپنے حصول مقاصد کا وسیلہ بنا لیتا ہے۔ اور ہرگز اسکی تاثیر کے خلاف نہیں کرتا۔

افادہ : خواجہ محمد امین کے چند مرویات میں سے جو انھوں نے حضرت اقدس کی خاص مجلسوں سے استفادہ کئے اور ان کو ضبط تحریر میں لے آئے۔ ان اوراق میں لفظ بہ لفظ لکھے جاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ جب تجلی اعظم اپنے ظہور کی مقتضی ہوئی کہ جب ظہور ہو اور اپنے کو معرض وجود میں لاکر جلوہ نمائی کرنی چاہی جلوہ گر ہوئے اور انسان کو اپنے سے روشناس کرانا چاہا کہ وہ اس کا قرب تلاش کرے پس تنزل فرما کر بعض ان اشیاء کے ضمن میں اپنی تعریف کی جو بنی آدم کو بارگاہ حق کی طرف لیجاتی ہیں۔ پس وہ اشیاء شعائراللہ سے موسوم ہوئیں یعنی قرآن اور کعبہ اور نبی اور نماز سے یہی مراد ہے اور ان شعائر کی اشیاء کا داعیہ بھی بعض شمائل اول کے ساتھ ملا اعلیٰ میں متعین ہو گیا ہے۔ اور ان داعیوں سے ہر فرد کی حقیقت نے اس موطن میں تمثل اختیار کیا ہے۔ اور اس کے ظل نے عالم شہادات میں ظہور کیا ہے۔ اور ہم بعض تمثیلات شیار کو ملا اعلیٰ میں ان اشیاء کے حقائق جانتے ہیں برخلاف بعض متاخرین نقشبندیہ کے کہ ان کی اصطلاح نفس کلیہ کے عیلی حقائق کی خبر دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ مدرکات کا اختلاف فیوضات الٰہیہ کے اختلافات سے ہے۔ اور ہر شخص کا ادراک افاضہ الٰہیہ کے موافق ہے اور ہر شخص کے اخبار اس کے ادراک کے موافق ہیں۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کی تحقیق چند وجوہات پر مبنی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے نفس ناطقہ کی جبلت کسی صفت کیساتھ واقع ہو۔ کیونکہ خسائس و رذائل کی طرف رغبت کبھی ان میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور بعض میں سے ان پر وحی کا نزول ہے اور ان کو آگاہ کرنا اچھی بات کی

Marfat.com

اچھی نئی در بری بات کی برائی پر نیز صبر کے استحسان اور صبر کے ہیجان پر تاکہ وہ بارگاہ الٰہی سے امور خیر کی طلب کریں اور اللہ عزّ اسمہ سے تمام چیزوں کے شر سے پناہ ڈھونڈیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی ایسے کام کے ارتکاب کا داعیہ جو موجب بغض و شر ہو ان کے نفس سے متحسس ہو تو وہ اس کو کسی برہان و دلیل سے دفع کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی طلب کریں اور شر سے پناہ ڈھونڈھیں تاکہ وہ دلیل ان کے اور ان کے نفس کے درمیان حاجب ہو جائے۔ جیسا کہ احسن القصص یعنی سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ کے اس قول[1] ولقد همت به وهم بها لولا ان رأى برهان ربه ۔ کی تصریح کی گئی ہے۔

افادہ: ۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ سافلہ کی توجہ تجلی اعظم کی طرف ملاء اعلیٰ کی وساطت سے اور ان کے ضمن میں ہے۔ اور اس قسم کے ملائکہ سافلہ من توجہ میں عوام الناس کے برابر ہیں۔ اور لطائف عالیہ اور ان کی کیفیات کے ادراک سے عاجز ہیں لہٰذا ملاء سافل کا انجذاب اکثر طاعات و عبادات کے انوار سے جو لطائف سافلہ کی ترتیب کا ثمرہ ہے ان کو طبعًا حاصل ہے۔ اسی وجہ سے وہ جس جگہ یہ دیکھتے ہیں کہ وہاں محفل ذکر منعقد ہے۔ یا تلاوت قرآن ہو رہی ہے یا بکثرت نمازیں پڑھی جا رہی ہیں تو ان تمام پر ان کی توجہ زائد ہوگی۔ اور ان کا یہ انجذاب طبعی ہے جیسے پروانہ کا انجذاب روشنی کی طرف۔

افادہ: ۔ ایک روز مشائخ کی غیبت ارواح کے سلسلے میں بات چل نکلی کہ بعض طالبین نے ان میں سے کسی سے حق توسّل پیدا کیا۔ اور پھر کسی دوسرے سے استفادہ کا خیال آیا اور پہلے کی طرف سے بدعقیدگی اور ناخوشی مشاہدہ ہوئی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس عالم کی بقا کا اثر ہے جو مرید کے تخیل میں عتاب و غضب کی شکل

---

[1] اور وہ عورت تو یوسف کے ساتھ ارادۂ بد کر چکی تھی۔ اور اگر یوسف کو اپنے پروردگار کی دلیل اس وقت نہ سوجھی ہوتی تو وہ بھی اس عورت کے ساتھ ارادۂ بد کر بیٹھے ہوتے۔ پارہ ۱۲، سورہ یوسف رکوع ۳

Marfat.com

میں منتقش ہوتا ہے۔ اور (وہ) ارواح طیبہ ابتداء ہی سے اس عالم میں ایسی کیفیات میں مستغرق ہیں کہ ان امور کی طرف ان کو بالکل توجہ نہیں ہے۔ اگر کوئی اس عالم کے رسوم وغیرہ سے تنہا اور علیحدگی حاصل کر کے متوجہ ہوتا ہے تو کوئی چیز اس کے درک کے مانع نہیں ہوتی چنانچہ میں نے خود بارہا آزمایا ہے کہ بعض ارواح طیبہ نے خلاف استقلال کلی سے متوجہ ہو کر اور اس روح کو اپنی طرف درآمد کیا اور اسی وقت سے [illegible] میرے عزیز بزرگ کی روح مبارک کی طرف توجہ ہوگئی تو ایسا نہیں ہوا کہ یہ توجہ اس توجہ کے فیض کے مانع ہوئی ہو بلکہ اپنے قیود وہمی کے سوا فیوض کا سدِ راہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر ان قیود سے آزادی میسر آجائے تو ہر سمت سے استفاضہ افیضان جاری ہو جائے گا۔

افادہ:- نفس ناطقہ جو ارواح نسمی کے ساتھ متعلق ہوا اس کی علیحدگی اصلاً متصور نہیں ہے۔ ہر چند کہ نسمہ امراض کی شدت اور بدن کے اضمحلال کی وجہ سے ضعیف ہوتا ہے لیکن اس طرح پر کہ نفس ناطقہ کا تعلق بالکل اس سے زائل ہو جائے یہ نہیں ہوتا لیکن اجزائے نسمہ کی تحلیل مفارقت کی صورت میں بدن کو پہنچتی ہے۔ اور بدن سے مفارقت کے بعد بدن کا حق بالکل اس سے ختم ہو جاتا ہے۔

افادہ:- ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ فرماتے تھے جب کسی میں عقل، علم و عشق یکجا ہو جائیں تو وہ خلافت کے لائق ہے۔ اور میں نے ان تینوں چیزوں کو نظام الدین میں پالیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان تین چیزوں میں محبت کو بھی شامل کر لیا ہے یعنی جب یہ چاروں جمع ہیں۔ وہ پورے طور پر خلافت و ارشاد کے لائق ہے۔ یعنی جب صاحب محبت مقتدا ہوتا ہے تو ایک جم غفیر اس کی دولت صحبت سے استفادہ کرتا ہے اس لئے صاحب محبت کا فیض [illegible] کے مقابلے میں بہت زائد ہوتا ہے۔ اور مدت دراز تک اس کا طریقہ قائم اور منتظم رہتا ہے۔

افادہ:- ارشاد فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم باللہ اور علم باحکام اللہ۔ عالم باللہ تو وہ ہے جو ولایت عرفانی کا عارف ہے اور عالم احکام اللہ ولایت احسانی کا عارف ہے اور ولایت [illegible] از وہ ہے جیسے اہل حدیث اور متکلمین اہل ہیں اور اس ولایت کا حصول تمام صحابہ کی عصمت سے وابستہ

Marfat.com

ہے۔ اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے اعتصام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل۔ اور تمام کا ملین کو تجلی اعظم کا مشاہدہ۔ اور تمام ماسوی پر اس کے غلبہ کا عرفان اور وراثت نبوت سے مراد یہی ولایت ہے۔ اور جو بھی صاحب ولایت ہو وہ اتباع اور اقتداء کے لائق ہے۔ اور لوگ اس کی متابعت سے لغزشوں سے محفوظ رہتے ہیں اور ولایت عرفانی سے مراد وحدت ذات کا انکشاف اور کثرت میں اس کا تنزل ہے۔ جو اس کے جذب کا منشاء ہے۔ پس وہ ہر چند ارکان اسلامیہ پر قائم رہنے کی کوشش کرے اور ذکر و فکر میں اہتمام کرے۔ اور باوجود اس سب کے محظورات شرعیہ (ممنوعات شرعیہ) کے ارتکاب سے محفوظ نہیں رہتا۔ پس ایسے شخص کی متابعت جو ولایت عرفانی رکھتا ہو۔ اور ولایت احسانی سے خالی ہو اس کے متبعین کے لیے نقصان رساں اور صحیح راہ سے ان کی دوری کا باعث ہے۔ اور جو ان دونوں ولایتوں یعنی ولایت عرفانی اور ولایت احسانی کا جامع ہے۔ وہی وارث کمال نبوت ہے۔ اس کے متبعین البتہ صحیح سلامت منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ اور جو صرف صاحب ولایت احسانی ہے یا صرف صاحب ولایت عرفانی تو ہر چند کہ اس کے سینہ نفس کی شدت نے بعض کمالات کو قبول کرکے ذات الٰہی کے ساتھ ایک ربط پیدا کر لیا ہے لیکن وہ لائق ارشاد نہیں ہے۔ اس کی اتباع اور اس کی اقتداء نہیں کرنا چاہیے۔

افادہ: میں نے عرض کیا کہ مبتدی جو ذکر میں مشغول ہوں تو وہ ذکر خواہ اسم ذات ہو یا نفی و اثبات۔ کیا اثنائے نماز میں بھی دل کو اسی کیفیت کے ساتھ ذکر میں مشغول رکھیں یا اسے ترک کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اذکار کی مشغولی کا ترک اثنائے نماز میں زیادہ بہتر ہے۔ اور نماز کے ارکان اور اس کے موکدات و مستحبات کی ادائیگی میں ظاہری و باطنی طور پر توجہ رکھنا اہم ضروری ہے۔ اور اگر کوئی اس سبب کے باوجود دل سے غفلت سے ذکر میں مشغول رہے تو کوئی نقصان اور خلل نماز میں نہ پڑے گا۔

افادہ: صوفی بیگ خاں کابلی حضرت اقدس کی آستاں بوسی سے مشرف ہوئے اور بہت عرصہ خدمت اقدس میں حاضر رہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ بزرگوں میں سے کس کے

Marfat.com

ساتھ نسبت کا غلبہ رکھتے ہو۔ بیگ نے ایک بزرگ میر سیف الدین (جو کابل میں تھے اور ایک واسطہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری سے متصل ہوتی ہے) کا نام لیا۔ اور انکسار اً کہا کہ ایسی بے معنی نسبت جس کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے کیا بیان کی جائے۔ حضرت اقدس نے اس کی تسکین کے لئے فرمایا کہ اتنی ہی نسبت کافی ہے (ہم نے عہد کیا یا در کھنے کا اگرچہ وہ یاد نہ رہے) اس کا حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں (بزرگوں) کا دامن پکڑنا اور ان سے عہد بیعت کرنا ایک معتمد علیہ امر ہے۔ گرچہ ان عہد و پیمان کے حقوق کی رعایت کما حقہ ظہور نہ کرے (مثل ہے کہ قافیہ تنگ شود بس است) نیز صوفی بیگ خان کابلی کی گفتگو کے دوران آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ نسبت نقشبندیہ خلوت کے مقابلہ میں جلوت میں زائد رونق یافتہ ہے برخلاف دوسرے اکابر کی نسبتوں کے کہ ان کی نسبتوں کی جلا خلوت میں بہت زائد ہے۔ اور خلوت کی رعایت ان کے نزدیک بہت زائد ہے۔ اور نسبت قدیم نقشبندیہ اس وقت دو خاندانوں میں بغیر زیادتی و کمی کے پائی جاتی ہے ایک خاندان خواجہ محمود خاوند کا۔ اور دوسرا خاندان میر ابو العلیٰ کا۔ ان کی وضع اصلی میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ برخلاف دوسروں کے۔ کہ ان میں طریقہ میں کچھ تبدیلی آگئی ہے۔

افادہ :۔ میں نے عرض کیا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو حضرت جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ میں اس بندہ کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو۔ اور تمام ملک ملکوت (آسمانوں اور روئے زمین) میں یہ ندا کر دو کہ تمام ارواح واجسام میرے بندے کی دوستی پر آمادہ ہو جائیں۔ اور علم حدیث کی رو سے یہ افادہ کیا جاتا ہے کہ ملاء اعلیٰ میں اس کے نام کا چرچا پھیل جاتا ہے کیا ایسا ہی ہے۔ یا کوئی دوسری تاویل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ افراد محبوبین میں سے ہر فرد کا ذکر ملاء اعلیٰ میں اس کے نام کے تعین کے ساتھ ضروری نہیں ہے بلکہ یہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کاملین کا مرتبہ ہے۔ اور اس سے مراد اس جگہ اعمال صالحہ اور ملکات مقبولہ کا تمثل ہے ملاء اعلیٰ میں جو اس شخص کا مصدر ہو گیا ہے۔ اور ان ملکات واعمال کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتی ہے۔ اور وہ اس سے راضی

Marfat.com

ہوا ہے۔ دراس کی اسی رضامندی کو محبت سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہی روحانین وجسمانین کی دوستی کا سبب ہے کس شخص کیو سطے۔ واللہ اعلم

افادہ :۔ ایک بار دوران تقریر اس حدیث شریف مَن رَاٰنِی فِی المَنَامِ فَقَد رَاٰنِی فَاِنَّ الشَّیطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِی کے معنی ارشاد فرمائے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت کا دیکھنا دو طرح پر ہے۔ ایک رویائے الہیہ۔ دوسرا رویائے ملکیہ۔ رویائے الہیہ یہ ہے کہ دیکھنے والے کی روح آئینہ کی طرح ہو۔ اور عالم قدس کے ساتھ پوری مناسبت پیدا کرے۔ اسی وجہ سے آنحضرت کی روح کریمہ اس آئینہ میں منعکس ہو جاتی ہے۔ اور دیکھنے والے کے حق میں اس قسم کا خواب بشارات عظیمہ اور کرامات فخیمہ کا مقتضی ہوتا ہے۔ اور یہ شاذ ہوتا ہے۔ اور رویائے ملکیہ یہ ہے کہ اس کا دیکھنے والا کمال محبت کے سبب سے جو آنحضرت کی نسبت رکھتا ہو تو اسی محبت کی صورت کو آنحضرت کی صورت میں مشاہدہ کرے گا یا آپ پر بقصد تعظیم وتکریم صلوٰۃ وسلام بھیج کر اس پر مداومت کرے تو اس کی دلی تعظیم وتکریم آنحضرت کی صورت کے ساتھ ممثل ہو کر اس کی نظر میں جلوہ گر ہوگی۔ یہ بیان فرماتے ہوئے آپ نے مثالاً یہ فرمایا کہ ایک فاحشہ عورت نے جس نے اپنی ساری عمر معاصی میں گذاری تھی ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا اس سے کہہ رہا ہے کہ اپنے گھر تیار رکھو آج حضرت سرور کائنات تمہارے یہاں تشریف لائیں گے جب وہ بیدار ہوئی تو پورے طور پر متنبہ ہوگئی۔ اور رقت ونفرت اپنی بداعمالی سے دل میں محسوس کر کے تمام اسباب مناہی اپنے گھر سے دور کر دیئے۔ اور شراب کے برتنوں کو توڑ ڈالا۔ اور صبح ہی سے پورے گھر کو پاک وصاف کر کے رات کے انتظار میں بیٹھ گئی۔ اور خواب کی حالت میں حضور کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئی۔ اور اس کے چھ ماہ بعد تک زندہ رہی اس مدت میں پوری ثابت قدمی اور استقلال سے کمر بستہ رہی اور اعمال خیر کی توفیق یافتہ رہ کر مقربین کے درجہ پر فائز ہوگئی۔ اور یہ

سا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا بدمنوشتہ

Marfat.com

خواب بھی رویائے الہیہ کے قبیل سے تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

افادہ :- حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ نسبت پیری و مریدی درحقیقت نسبت پدری و پسری ہے۔ اس نسبت کی رعایت اور اس رابطہ کی حفاظت لازمی ہے جس طرح اگر لڑکے سے کوئی لغزش ہو جائے جو باپ کی رنجیدگی کا سبب ہو تو اس کی وجہ سے نہ بطور پدری میں خلل پڑے گا اور نہ اس حرکت کیوجہ سے باپ اس کو اپنی فرزندی سے خارج کرے گا۔ ہر چند وہ باپ کی مرضی کے خلاف چلے لیکن اس کی وہ نسبت باقی رہیگی۔ اسی طرح اگر مرید سے کوئی لغزش ہو جائے تو شیخ کو چاہیئے کہ وہ اس کے ساتھ ایسی معاملت نہ کرے جو اس کے اور اس کے مطلوب کے درمیان حجاب ہو جائے یعنی مریدوں کو مثل فرزندوں کے جاننا چاہیئے۔ اور ان کی لغزشوں سے درگذر اور صرف نظر کرنا چاہیئے۔ اور تمام امور میں ان کا معاملہ مثل پدر با فرزند ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور جس میں یہ حفظ مراتب اور اس کی قابلیت نہیں ہے۔ اس کو اس کام میں عجلت نہ کرنا چاہیئے۔ اور طالبین کے امور کی تولیت سے جو اولاد معنوی ہیں احتراز کرنا چاہیئے۔ اسی ضمن میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص جس نے ہم سے رابطۂ بیعت قائم کیا تھا۔ اور انتہائی خصوص رکھتا تھا بمقتضائے تقدیر ایک وقت عنان نفس اس سے چھوٹ گئی اور ایک ایسی حرکت اس سے سرزد ہوگئی کہ حد شرعی کا مستوجب ہوا۔ چنانچہ ہم نے اس کو سزا دینے میں عجلت کی لیکن ہمارے اور اس کے درمیان جو نسبت تھی اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ اور نہ اس سے دل ہٹا بلکہ اس وقت اس کی شدت حاجت مزید مخالطت و ملاطفت کی باعث ہوئی۔ اگرچہ پہلے وہ محتاج تھا تو اب اور زائد محتاج ہوگیا۔ اور اس کا حال اس حالت میں اور زائد اصلاح و ترحم کا مقتضی ہوا۔ اور اسی قسم کی بات اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی بیان فرمائی کہ اپنے بعض اصحاب سے کچھ نامناسب باتوں کے صادر ہونے

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) ۔۔ (میری صورت نہیں بن سکتا)

Marfat.com

اظہارِ ملال فرمایا۔ جب چند روز اسی ناراضگی میں گذر گئے، تو ایک دن حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میری رنجیدگی فلاں کی نسبت اس لئے نہیں ہے کہ وہ اپنے اصل مقصد سے دور جا پڑے۔ بلکہ میرا مقصد محض اس کی اصلاح ہے تاکہ وہ متنبہ ہوکر آئندہ اس قسم کے افعال سے پرہیز کرے یعنی اس گروہ کا ملال (شیخ کی) نفسانیت سے نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ اس حد تک پہونچے کہ مرید اور مراد جس سے مطلب حق سبحانہٗ ہے، کے درمیان رکاوٹ بن جائے۔ العیاذ باللہ اور یہ حدیث شریف بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اللھم انی اتخذت عندک عھدًا لن تخلفنیہ فانما انا بشر فای المومنین آذیتہ او شتمتہ او لعنتہ او جلدتہ فاجعل ھالہ صلوۃ و زکوۃ و قربۃ تقربہ بھا الیک یوم القیمۃ۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ سعادت دنیوی کی متعدد قسمیں ہیں ان میں سے ایک سعادت نفسانی ہے۔ اور اس سے مراد نشاطِ قلب (سکون و طمانیت قلب) وانبساطِ خاطر کا دوام اور باطن کی عدم تشویش ہے۔ اور دوسری سعادت بدن کی صحت و عافیت اور ظاہری تندرستی ہے۔ اور تیسری سعادت اسباب معاش کی انجام دہی ہے۔ اس طرح کہ رنج و محنتوں کی سختیاں اس کے حال کو پریشان نہ کریں۔ اور اپنے ہم عمروں اور ہمجنسوں میں عزت و آبرو سے گذر ہو۔ اور چوتھی سعادت سلسلہ نسل و نسب کی بقا کے لئے وجود اولاد ہو۔ پانچویں یہ کہ ملک و مال اور جاہ و حشم حاصل ہو کیونکہ ظاہری عزت و تعظیم اس سے وابستہ ہے۔ چونکہ ان تمام سعادتوں کا بالاستیعاب ایک شخص میں جمع ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے ان میں سے جو سعادت بھی آدمی کو نصیب ہوجائے اسے غنیمت سمجھے اور اللہ کا شکر ادا کرتا رہے۔

افادہ:۔ حقیقت الحقائق کی طرف میلان جو آدمی کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور جس کا نام محبت ذاتیہ ہے۔ اس کا منشا ہستی خاص کا ہستی مطلق کے ساتھ انجذاب ہے اور یہی شوق و انجذاب اس وجود مطلق کے ساتھ وجود مقید کے اتصال کا باعث ہوتا ہے

؎ حاشیہ بر صفحہ آئندہ۔

Marfat.com

جب یہ دونوں جز و کل آپس میں مل گئے۔ اور مرتبۂ اتصال متحقق ہوگیا تو وہ کمالات جو مرتبہ اطلاق میں تھے اس مقید میں بحسب اقتضائے وقت وحال جلوہ گر ہوئے۔ اور اس وقت انانیتِ مطلقہ کی وسعت و بے نشانی کے انطباق سے انانیت مقیدہ کی تنگنائی میں ایک ہمہ گیر انگار و بار پیدا ہوگیا۔ اور ایک جدا حالت اور ایک دوسرا رنگ ظاہر ہوگیا اور جس حالت کا شہود اس کا موجب ہو جاتا ہے کہ تمام عالم کو اپنے میں دیکھتا ہے۔ اور جب اس سے مزید ترقی ہوئی اور محویت کلی حاصل ہوگئی تو عبادت و اشارت بھی گم ہوگئی اور عالم سے کلیتاً فراموشی اختیار کر لی۔ اور حقیقۃ الحقائق کا محقق منجلی رہ گیا۔ اس حالت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عارف ہے یا ولی کہ۔ ع آنجا ہمہ آنست کہ برتر زبیان است

ے
گاہ خورشید و گہے دریا شوی | گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی
تو نہ این باشی نہ آں در ذات خویش | اے بروں از وہما و زبیش بیش
اے زبونی نفس با چندیں صور! | ہم منزہ ہم مشبہ خیرہ سر

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ نبوت کی دلائل کے اثبات میں

(صفحہ گزشتہ کا حاشیہ) ۱؎ اے اللہ میں نے تجھ سے ایک عہد لے رکھا ہے تو اس کے خلاف نہیں کرے گا کیونکہ میں ایک بشر ہوں مومنین میں سے کسی کو اگر میں تکلیف پہونچاؤں یا گالی دوں یا لعنت کروں یا ماروں تو ان چیزوں کو تو اس کے لئے رحمت وصفائی کا ذریعہ کر دے اور ایسی قربت کر وہ قیامت کے روز تجھ سے قریب ہو۔

۲؎ تو کبھی سورج ہو جاتا ہے اور کبھی دریا (یعنی ان دونوں میں متجلی ہو جاتا ہے) کبھی کوہ قاف اور کبھی عنقا (یعنی بے نشان ہو جاتا ہے) اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے اور نہ وہ بلکہ وہم و ادراک سے بھی بالا تر ہے۔ اے بے نقش تنے مظاہر کے ہوتے ہوئے بھی تیری وجہ سے اہل تشبیہ اور اہل توحید بھی حیران ہیں (اگر اس سے خطاب انسان کامل کی طرف سمجھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ اے انسان کامل تو مرتبہ فنا سے مرتبہ بقا پر پہنچا ہے لہذا اے نقش یعنی بے نشان ہونے کی صورت میں تمام عالم میں بذریعہ فیضانِ عام نمایاں ہے۔ اور مشرک و موحد سب تیرے ہی جلوؤں سے حیران ہیں۔ نہ تجھے مشرک کہہ سکتے ہیں اور نہ موحد)

Marfat.com

لوگوں کے متعدد طبقے اور طریقے ہیں جمہور علماء نے معجزات وکرامات کے ظہور کو دلائل میں سب سے زائد قوی رکھا ہے جن کا صدور انبیاء کے علاوہ محال ہے۔ اور امام رازیؒ نے آنحضرتؐ کی نبوت کے اثبات میں ایک دوسرا طریقہ بیان کیا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ صدیاں گذر جانے کے بعد عام مخلوق کی ہدایت کے لئے ظاہر ہوئی اور وہ تمام عالم جو ظلمات جہل وضلالت سے بھر گئے تھے اور انبیاء علیہم السلام کے علوم محرف ہو رہے تھے اور مٹ رہے تھے تو داعیۂ الہی عام لوگوں پر رحم وکرم کا مقتضی ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو جو رحمت عالمیاں ہیں ارسال فرمایا اور تمام مشرق ومغرب کو اس نیر اعظم اور مظہر اتم کے نور سے منور کیا اور اسلام کا جھنڈا تمام اطراف عالم میں غلبہ کے ساتھ نصب کر دیا پس وجود کہ غایت نبوت کی علت ہے آنحضرتؐ کے دعویٰ صدق پر دلیلوں میں سب سے اول ہوگا۔ اور ہمارے نزدیک ایک دلیل جو آنحضرتؐ کی نبوت کے اثبات پر ظاہر اور قوی ہوگی وہ شریعت مطہرہ کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ از روئے وجدان یہ معلوم ہے کہ نوع انسانی کی تکمیل کے لئے افراد خاص سے قطع نظر یہی کتاب وسنت درکار ہے پس اگر کسی کو اللہ تعالیٰ فراست سلیمہ عطا فرمائے تو یقیناً وہ سمجھ جائے گا کہ نوع آدم کی تکمیل انہیں دونوں اصلوں سے وابستہ ہے۔ اور ہدایت عام اس کے بغیر متصور نہیں پس آنحضرتؐ کی امت کیطرف قرآن وسنت کی تبلیغ آپؐ کی نبوت کی عظیم دلیل ہے۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عقائد حقہ کے علوم میں سے ایک قسط (حصہ) اپنے فضل سے الہام فرمائی۔ اور وجدان سے اسے سمجھایا تو ہم بغور اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو اشاعرہ کے مذہب کے مطابق پاتے ہیں۔ اس طرح کہ اگر ان علوم وہبیہ مجردہ کو ایسی عبارت سے جو عوام کی خاص پسند میں ہے ادا کرنا چاہوں تو وہی مذہب اشاعرہ ہوگا بلا فرق۔ پس ان کا مذہب عقل ونقل ووجدان کے زائد موافق ہے اور کتاب وسنت پر منطبق ہے۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ تمام مخلوق کے سلسلہ میں انبیاءؑ واولیاءؒ

Marfat.com

کی شفاعت میں حکمت ایسے وجدان سے ظاہر ہوئی ہے کہ جب گنہگار لوگ عذاب وعقاب کے مستوجب (مستحق) ہوں تو داعیہ الہیہ بمقتضائے رحمت گنہگاروں کے گناہوں کے امراض کی شفا اور عذاب جہنم سے ان کی خلاصی فرما دے۔ اور اس داعیہ کی صورت اولاً انبیاء واولیاء کے احجار بحتیہ میں منطبع ہوگی۔ اور یہ انعکاس وانطباع صحرائے عصیاں میں پڑے ہوؤں کے لئے شفاعت کا سبب (واعتماس بمعنی غوطہ لگانا) اور پہلا شخص جو اس کا دروازہ کھولے گا وہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ پھر ان کے بعد اور انبیاء پھر اولیائے کاملین پھر اور پھر اور۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اولیائے کاملین کو بھی حیرت ہوتی ہے لیکن ایسی حیرت نہیں جو قلق واضطراب پیدا کرے۔ یا وہ اپنی معرفت میں شک رکھتے ہوں بلکہ ان کی حیرت کیفیاتِ عظیمہ کے وارد ہونے کی وجہ سے ہے ان کے احجار بحتیہ پر جو عقل وقلب کے ادراک سے خارج ہے۔ اور بہ واسطہ سر وروح ان کی کیفیات کا پرتو عقل و قلب کی جانب نفوذ کرتا ہے۔ اور عارف اس کی تعبیر سے عاجز آکر حیرت میں پڑجاتا ہے۔ اور کبھی اس عجز کو قلق واضطراب کے تغیر سے تعبیر کرتا ہے لیکن یہ قلق وجدان کی لذت و راحت کے منافی نہیں ہے بلکہ موجب زیادتیِ لذت ہے جیسا کہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں

ے بلبلے برگِ گلے خوش رنگ در منقار داشت
ولندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت

گفتمش در عینِ وصل ایں نالہ و فریاد چیست
گفت مارا جلوۂ معشوق دریں کار داشت

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ حضرت والد بزرگوار اور عم محترم

لہ ایک بلبل اپنی چونچ میں خوش رنگ پھول کی پتی لئے ہوئے نالہ وزاری اور آہ وفریاد کر رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ اس وصال میں تو یہ نالہ و فریاد کیوں کر رہا ہے۔ کہنے لگا کہ معشوق کے جلوے نے ہی مجھے اس میں لگا رکھا ہے

Marfat.com

قدس سرہما تسکین و اضطراب کے مسئلہ میں جو اہل وجدان کی اصطلاح ہے مختلف الرائے تھے ہمارے حضرت اقدس صفت قلق کو ہر حال میں اس راہ کے سالکوں کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔ اور اس کیفیت کا انفکاک (علٰحدگی) دونوں عالموں (نشاٗت) میں اس گروہ سے ناممکن سمجھتے تھے اور برخلاف اس کے حضرت عم محترم قدس سرہٗ تسکین و آرام اس زمرہ کی سعادت دائمی سمجھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ عارف وصول کے بعد ہمیشہ ہمیشہ سکون و آرام میں رہتا ہے۔ اور مطلوب کی یافت ہونے پر قلق و اضطراب سے محفوظ ہو جاتا ہے لیکن اختلاف مذکورہ کے مسائل کا حل اور ان دونوں کے درمیان مطابقت یہ پائی گئی کہ ہمارے حضرت اقدس کی مراد قلق و اضطراب کے لفظ سے صرف شوق و اشتیاق کی کیفیت ہو سکتی ہے کیوں کہ یہ بات یعنی یہ کیفیتِ شوق ان عزیزانِ عالیشان کی ذاتی صفت ہے اس لئے کہ لطیفۂ قلبیہ کا کمال اس صفت کے کمال کے ساتھ وابستہ ہے پس حقیقت شوق کی کیفیت کا انفکاک (علٰحدہ یا جدا ہونا) اس لطیفہ سے یقیناً مسلوب (باہر نکلا ہوا) ہے خواہ اس عالم میں ہو یا اس عالم میں اور شوق کی زیادتی ان حضرات کے حال کیلئے ضروری ہے۔ اور حضرت عم بزرگوار قدس سرہٗ کی مراد کلمۂ تسکین سے غالباً قیود بشری کا اضمحلال اور لباس کونی سے تجرد تام اور تنگنائی عالم سے مکمل خلاصی اور لطیفۂ روحیہ کے حکم کا غلبہ کہ انس و راحت اس کے لوازمات ہیں اور حقیقۃ الحقائق سے اتحاد و اتصال اور حضرت بیرنگ کے ساتھ یک رنگی ہوگی۔ پس لامحالہ یہ احوال موجب تسکین و آرام اور لذت و راحت ابدی ہیں۔ اور ان کی اصطلاح میں قلق و اضطراب سے مراد بعد و مہجوری و نایافت ہے نہ کہ حالتِ شوق۔ فلا اختلاف فی الحقیقۃ (یعنی یہ اختلاف صرف لفظی ہے حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے)

افادہ:- ایک روز حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ ہندی شعر جو حضرت محبوب صمدیت سیدنا شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہٗ کی جانب منسوب ہے پڑھا۔

شعر
دنیا اندھیری چاندنی راتا نیکی بوجھو میتم ناتا

آپ نے اس کے معنی اس طرح بیان فرمائے کہ دن سے مراد مرتبۂ ظہور اور رات سے مراد

Marfat.com

بطون ہے دن کی مثال عالم شہادت ہے اور رات کی عالم غیب سے ہے۔ اور برخلاف قیاس دن کی تاریکی سے مراد ہے عالم شہادت میں کمالات خفیہ کا عدم ظہور اور ان کمالات کی پوشیدگی تاریکی سے نسبت پائے ہوئے ہے۔ اور روشنی شب سے اشارہ ہے عالم غیب کے حقائق الہیہ کا وجود۔ اور اس عالم میں ان کا غایت ظہور اور اس نشأت میں ان کا غایت بطون۔ یہی وجہ ہے جو وہ نور و ظلمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ ہماری نسبت کا حصول دوام محبت انتظار کی زیادتی اور کمال محبت پر موقوف ہے۔ اور ہماری نسبت تمام نسبتوں میں جامع نسبت ہے۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی کا رسالہ جو اذکار و اشغال سلوک و آداب نقشبندیہ کے بیان میں ہے اس کو اپنے بچپن میں حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے پڑھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان اعمال و اشغال کا تعلق استحسان کیساتھ اور ایک محبت دل میں قائم ہے جو دوسرے اشغال سے نہیں ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے مشہور مشائخ طریقت کے اذکار و اشغال و اعمال پر بھی اطلاع بخشی ہے بروایت تحقیق عطا فرمائی ہے لیکن رغبت دلی اور محبت قلبی بیشتر انھیں اشغال نقشبندیہ کی جانب ہے۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ نسبت اویسیہ اپنی انفرادیت کے ساتھ (حسب استعداد تعین سالک) تہذیب روح کا اثر ہے۔ اور اس نسبت والوں کی متعدد اقسام ہیں ان میں سے ایک جماعت ان اویسیوں کی ہے جن کو آنحضرت کی روحانیت سے براہ راست فیض حاصل ہوا ہے اور اپنی ترقی کو یقین کے ساتھ اسی مرتبہ پر منحصر سمجھتے ہیں اور کاملین میں سے کسی اور کی طرف رجوع تربیت ظاہری میں اس خیال کے ساتھ بے فائدہ سمجھتے ہیں کہ شیخ کل اور تمام مشائخ کے سلاسل کا منتہیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ پس جو شخص بھی آپ سے فیضیاب ہوگیا اسے دوسرے کی تربیت کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

اور دعا لانکہ اس کا سبب حقیقت کار سے ناواقفیت ہے۔ اس لیے کہ فیض دینے والا جنید کہ جامع کمالات ہے لیکن اس نسبت کا استفاضہ بغیر لطیفۂ روحیہ کی قوت کی وساطت کے نہیں ہے۔ پس یقیناً (ان کو) ان کمالات کا افاضہ ہو گا جو اسی لطیفہ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور نیز استفاضۂ روحی تیرے طبعی پر ہوتا ہے کہ اس میں ایک نسبت سے دوسری نسبت کی طرف منتقلی (اپنے) ارادہ واختیار سے نہیں ہوسکتی پس یہ شخص دوسری نسبتوں کے استفاضہ کے لئے جو لطائف آخری تک پہونچانے والے ہیں تکمیل میں مرشد ظاہری کا محتاج ہے۔

افادہ: ایک موقع پر تاثیرِ صحبت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک شہزادہ فقراء اسلام و نیز دیگر فقراء کی صحبت رکھتا تھا۔ ایک روز ایک شاخ اور پھول ہاتھ میں لیکر حاضرین مجلس کے سامنے لایا (اور یہ کہا) کہ اگر تاثیر صحبت محقق ہے۔ اور اس کی کوئی اصلیت ہے تو یہ سبز پتے جو اس پھول کے ہم صحبت ہیں۔ اس کی خوشبو اور اس کا رنگ قبول کر لیتے۔ ایک جوگی جو اس مجلس میں موجود تھا اس نے دو پتے دار شاخ مع پھول کے لیکر ریزہ ریزہ کر دی اور پھر اسے ایسا مسلا کہ وہ ایک ذات اور ایک رنگ و بو ہو گئے۔ اور سبز و سرخ کی تمیز درمیان سے اٹھ گئی۔ پھر اس کو شہزادہ کے سامنے رکھدیا وہ سمجھ گیا کہ یہ اس کی بات کا جواب ہے۔ پھر جوگی کیطرف خطاب کرکے کہا کہ ہاں لیکن بڑی مشقت اور دقتوں کے بعد۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ کی زیارت کے وقت پہلی ہی توجہ میں ادراک حیاتی کی کیفیت اس بقعۂ شریفہ میں ادراک ہوئی لیکن عقل نے اس گھر کے بارے میں جو پتھر اور اینٹ کا بنا ہوا ہے حیات کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر میں متامل ہوا۔ اور بہ نظر غائر اس کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ اس مکان رفیع الشان کی ابتدائے تعمیر سے لیکر اس وقت تک تمام ملاء اعلیٰ تعظیم و توقیر کی صفت کے ساتھ اسکی طرف منجذب ہیں۔ اور انطباع وانعکاس اور ان کی ہمتوں کے پرتو نے ملاء سافل میں ایک قوی تاثیر پیدا کر دی ہے۔ اور تمام ملائکہ ارضیہ

Marfat.com

کو اس مقام کی طرف متوجہ اور مجذوب کر دیا ہے، اور انھوں نے فوج در فوج تمام اطراف وجوانب سے اس کا احاطہ کر لیا ہے۔ اور وہی روحانیوں کے نفوس کی تاثیر ان کا انجذاب ہے جو بصورتِ حیات نظرِ وجدان میں دکھائی دیا تھا۔

افادہ :۔ ایک بار بعض ان معمر (سن رسیدہ) لوگوں کے بارے میں بات چل نکلی جو بعض صاحبانِ کشف کے نزدیک صحابیت سے معروف ہیں۔ جیسے ابو سعید حبشی۔ اور ابوالرضا رتن۔ فرمایا کہ ہر چند ان کا وجود اور ان کی طویل العمری بعید از قیاس نہیں ہے لیکن ان صحابہ کی بزرگی و عظمت جو آنحضرت کے فیضِ صحبت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جن کی صحابیت نقلِ مستفیض سے (حدیث شریف) ثابت ہے۔ ان عزیزوں کے بارے میں قیاس نہیں کرسکتے اور اربابِ کشف کے مکاشفہ کی محفوظیت کو مطلقاً غلط کہہ دینا (بھی) لازم نہیں ہے خصوصاً ایسے وقت (عصرِ حاضر) جب کہ آثار برکات غیبیہ البیہ جو محض اسماء وصفاتِ حق سے ناشی ہوتے ہیں۔ اور قوائے فلکیہ کے آثار جو ارواح افلاک سے ناشی ہیں سخت نادر ہیں کہ ان دونوں مرتبوں (آثار برکات غیبیہ البیہ و آثار قوائے فلکیہ) کے درمیان تمیز شاید ہی کسی کو میسر آتی ہو اور یہ مسئلہ بڑی باریکی رکھتا ہے کہ ہر شخص اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کبھی قوائے فلکیہ کے اقتضاء سے بلندی اور عظمتِ مقام بنی آدم میں سے کسی ایک فرد کی مخصوص ہوتی ہے۔ اور قوائے مذکورہ کے اقتضاآت اس فرد کے نفس کے اقتضاآت سے امتزاج قبول کرتے ہیں پس یقیناً اس فرد کا ارادہ نفس اپنے اختیار سے بھی اور روضۂ نامی پر مندفع ہوتا ہے جو اکثر لوگوں میں مقبول ہوتا ہے۔ اور خاص و عام کے نزدیک قلوب کے انجذاب اور شہرت کا باعث ہوتا ہے۔ اور بعض احجار متبرکہ اور تمام تبرکات کی شہرت بھی اسی معنی پر محمول ہے۔ کہ برکات فلکی کی تاثیر ان اشیاء میں واقع ہے اور بارگاہ عالی میں ان کے انتساب کا سبب ہوئی ہیں۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ شیخ عبدالرحمٰن انبہٹی قدس سرہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے۔ اور آپ کی قبر مبارک کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ اور حضرت خواجہؒ کی طرف بڑی عنایتوں اور کرامتوں

Marfat.com

سے سرفراز ہوئے جن میں ایک یہ بھی تھی کہ حضرت خواجہؒ نے ان سے فرمایا کہ تو ہم میں فانی ہوگیا ہے۔ اور تیری فنا نے ہمارے اندر تحقق قبول کرلیا ہے۔ اور ہماری محبت نے تیرے ظاہر و باطن میں تصرف کرلیا ہے۔ اب ہم میں اور تجھ میں اتحاد اور یگانگت کلی ہوگئی۔ اور تیری ہستی ہماری ہستی کے ساتھ اور تیرا دوام ہمارے دوام کے ساتھ ضم ہوگیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سے الطاف عنایات ملاحظہ کئے۔ انتہی۔

ان کلمات ذوقیات سے مراد اسوقت بشارۃ حاضرین میں سے ایک شخص کو اس نسبت خاصہ سے نوازنا مقصود تھا

افادہ :- حضرت اقدسؒ نے ارشاد فرمایا کہ مجذوبوں میں ایک گروہ ایسا ہے جو صفت محبوبی سے مخصوص ہے لیکن وہ اس صفت کی بقاء کو بوجہ کمال محبوبیت مجازی کے تشبہ میں منحصر سمجھتے ہیں۔ اور عورتوں کی وضع اختیار کرتے ہیں۔ اور ان کا ہی ایسا لباس پہنتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ مردوں کی عادت و فطرت طائفۂ نساء کی محبوبیت سے منسوب ہے (عورتوں کی محبوبیت کیطرف منسوب ہے) اور اس تشبہ میں اس مرتبہ کے حق کو باقی رکھنا علی وجہ الکمال سمجھتے ہیں حالانکہ قیاس مع الفارق ہے اور اس کے بالکل برعکس ہے (محبوبیت حقیقی کو محبوبیت مجازی پر دیکھیے) لانا خطائے محض اور غلط صرف ہے۔ اس مغالطہ کا سبب یہ ہے کہ اس جماعت کے نفوس فطرتاً سفلی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے حقائق عالیہ مجردہ کی جانب ان کو ادراک خالص حاصل نہیں ہوتا۔ اور عالم اطلاق کے غوامض کو جب تک وہ مشرح ہوکر اس عالم میں ظاہر نہ ہوجائیں ان کی نشاندہی وہ نہیں کرسکتے۔ اور اپنی فطرت اصلی کے مطابق ان تقیدات میں گرفتار رہ کر تجرد واطلاق سے دور جا پڑے ہیں۔ بعض مجذوبوں میں سے بیت وخوب میں ایسی ... کی دستخط کو ارادۂ حق سے نسبت دیتا ہے لیکن ان الفاظ سے تعبیر دے ... تھا کہ نامکیر نے بھی ایسا

لہ یعنی عقلی طور پر ان کا انکار ضرور لازم ہے کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ بنی آدم کے کسی فرد کو ازواج افلاک اور مرتبہ فیہ الیہ سے استفاضہ کا موقع ملے اس لئے عقلی طور پر ابوالرضا رحمۃ اللہ علیہ کے شرف صحابیت سے انکار کرنے میں تامل کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

بھی جایا۔ اور اس کی مراد عالمگیر سے اللہ تعالیٰ تھا۔ اور یہ کلام بھی تشبیہات میں گرفتاری پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بجز بادشاہ ظاہری کے یاد نہیں کر سکتے (اسی اثنا میں) فرمایا کہ احمد آباد سے گذرتے وقت موسیٰ سہاگ کی قبر پر جانا ہوا جو ایک مشہور مجذوب تھے ان کے تمام متبعین عورتوں کی شکل میں تھے۔ اور اس تشبہ میں انھیں کے مقلد تھے انھوں نے بیان کیا کہ ایک بار احمد آباد میں شدید قحط پڑا اور عوام و خواص نے موسیٰ سہاگ کی طرف رجوع کیا۔ اور وہ بارش کی طلب کرنے (دعا) کیلئے نکلے اور اس مقام پر جہاں نماز استسقاء پڑھی جاتی تھی اس طرح پر جو ادب کے منافی تھا آسمان کی طرف منہ اٹھایا۔ اور ایک ڈھیلا لے کر آسمان کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اگر آج بارش نہ ہوئی تو میں یہ لباس سہاگ اتار پھینکوں گا۔ اور اس کو اس پتھر سے ریزہ ریزہ کر ڈالوں گا۔ لوگ بیان کرتے تھے کہ اسی دن بارش ہوئی۔ اور لوگوں نے قحط سے نجات پائی۔

افادہ:- اثنائے گفتگو میں نفوس کی استعدادات کے بارہ میں جن کی تفصیل لمعات میں شرح و بسط سے لکھی ہے نیز نفس نفیسہ کی حقیقت کے انکشاف اور بندگی کی استعداد شریف کے بارہ میں حضرت اقدس سے دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ استعدادات اور نفوس جو لمعات میں مذکور ہوئے ہیں ان نفس اور استعدادات کے علاوہ ہیں لیکن (دیکھو) مختصراً ان کی تعریف یہ سمجھانی کہ نفس عالیہ بھی ہوتا ہے۔ اور بہیمیۃ ضعیفہ بھی لیکن ان کا ضعف علوم بہیمیہ کے اخذ کرنے میں مخل نہیں ہوتا۔ اور لطائف بارزہ اصطلاحی کے مرتبے اور لطائف کامنہ تجاذب نہیں رکھتے باہم ایک دوسرے کو کھینچتے ہیں، اور ان دو مرتبوں کے درمیان تیسرا مرتبہ بھی ہے جو علوم حقہ کے استفادہ کیلئے مستعد رہتا ہے۔ اور نوامیس کلیہ اور معارف حقائق مجردہ مع الفرق بینہما ہیں۔ یعنی لطائف بارزہ کے اصطلاحی معنی اخذ علوم شرائع ہے بغیر علوم باطنہ کے اختلاط کے اور لطائف کامنہ کے اصطلاحی معنی ہیں علوم باطنہ کا تجاذب (بغیر ظاہری علوم شریعت کے)

افادہ:- حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے حقائق و

Marfat.com

و معارف کے کلام میں سنت اور ان علوم میں ان کا عدم تکلم یہ ہے کہ عام لوگوں کی عقلیں ان اسرار کی حامل نہیں ہو سکتیں اور غیر مدرک کی تصدیق عقل و فہم کے محالات سے ہوتی ہے اور انبیاء کی تصدیق و انقیاد کی مخالفت ان کی ضلالت ابدی کا سبب ہو جاتا ہے لہٰذا یہ حضرات جو خاص و عام کے لئے رحمت ہیں ان کلمات سے ناطق نہیں ہوئے اور ان کو تکلیف مالا یطاق نہیں دی گئی۔ اور وہ علوم جن کی نوع انسانی کے ذہنوں اور عقلوں نے تصدیق کی بیان فرمائے تاکہ جو شخص طبع سلیم رکھتا ہے انکار نہ کرے۔ اور فطری و عقلی طور پر ان کا مطیع و منقاد ہو جائے۔ نیز اسی طرح ان کے ورثاء نے بھی ان حقائق و معارف میں اظہار کلام سے پرہیز کیا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی متابعت میں اپنا قدم استوار رکھا ہے۔ اور ایک لفظ بھی قطعی طور پر جو لوگوں کی لغزشوں کا سبب ہو زبان سے نہیں نکالا ہے۔ اور حقائق و معارف میں کلام نہیں کیا ہے۔ ہاں اپنے محرمانِ خاص کے سامنے اور ان اوقات میں جن میں اغیار کا وجود نہ ہو۔ اسی ضمن میں اپنی ذات شریفہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم کو چالیس سال تک بھی کوئی ایسا نہ مل سکے جو ہماری بات (حقائق و معارف) کو سمجھ سکے تو ہم اس سلسلہ میں کوئی بات نہ کریں گے۔ اور زبان نہ کھولیں گے۔ اور جو ان باتوں کے سننے کے لائق ہے فضل ایزدی سے اس کے حق میں زائد امید ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ے گفتگوئے طوطی از آئینہ می خیزد علی
گر نباشد سینت خاں ما نفس در کار نیست

ے اے علی طوطی کی گفتگو آئینہ سے ظاہر ہوتی ہے اگر سینت خاں نہ ہوں تو ہم سانس بھی نہ لے سکیں۔

Marfat.com

افادہ: ایک بار اثنائے تقریر اس حدیث شریف نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام جو عباس بن مرداس سے مروی ہے۔ اور جسے ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے:۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاجیب انی قد غفرت لہم ما خلا الظالم فانی آخذ للمظلوم منہ قال ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم فلم یجب عشیتہ فلما اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی ما سأل قال فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال تبسم فقال لہ ابوبکر وعمر بابی انت وامی ان ہذہ لساعۃ ما کنت تضحک فیہا فما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک۔ قال ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ عزوجل قد استجاب دعائی وغفر لامتی اخذ التراب فجعل یحثوہ علی رأسہ ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رأیت من جزعہ، اس کے معنی اس طرح بیان فرمائے کہ سرور کائنات کی عنایت وشفقت امت پر آپ کے قلب مبارک سے ہمت قویہ کے انبعاث کا سبب ہوئی۔ اور وہ دعا جو مغفرت عامہ در گزر گناہوں اور لغزشوں اور محو معاصی کے ازالہ پر مشتمل تھی بارگاہ الٰہی میں پیش کی اور حضرت ربوبیت کی جانب سے آپ کی ہمت شریفہ کے مقابل دریائے رحمت جوش زن ہوا اور تمام گنہگاروں کی گناہوں کی سیاہی کو محو کر دیا بجز ان چند اشقیا کے جنہی استعداد نے اصل فطرت میں اس عنایت کی قبولیت سے منکر ہوئیں۔ یعنی جو شقاوت ازلی میں مبتلا رہے۔ اور ان کے موانع کی شدت اور استعداد خصوصی نے ان کو اس مغفرت کے وسیع دائرے سے محروم رکھا۔ نعوذ باللہ منہا۔

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ بزرگی کی سعادت ایک نعمت ہے جو اس راہ میں ارباب تحقیق میں سے کسی ایک کی تقلید کے ساتھ وابستہ ہے اور کمالات کا ظہور اور ان حضرات کی نسبتوں کے آثار کا حصول بغیر اس کے کبھی ظاہر نہیں ہوتا۔ پس جو شخص متابعت پر ثابت قدم ہے اس کا کشود کار اور قوی واحکام کے آثار

لہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی شام کو (یعنی ۹ ذی الحجہ) کو اپنی امت کی مغفرت کیلئے دعا فرمائی۔ بقیہ بر صفحہ آئندہ

Marfat.com

کا ظہور (ور فکر اور رویت طبیعت (طبعی خیالات) اور ذہن کی جولانی اس میدان میں کام نہیں آتی ہے۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی میراث علوم شرائع ہیں جس کے عام و خاص سب محتاج ہیں۔ اور ان کی دعوات عامہ انہیں علوم کی جانب ہوں بس قوت حفیظ اور اس علم کے اسناد کا اتصال بلاشک موجب برکات عظیمہ اور فضائل جلیلہ ہے۔ اور تصحیح و تجوید اور سلسلہ اسناد کتب حدیث اور قرآن عظیم کے بعد بیشمار فوائد و برکات اور اطمینانِ ظاہری کا میں نے اپنے میں مشاہدہ کیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

افادہ:۔ ارشاد فرمایا کہ مقربین کا ایک گروہ ایسا ہے جن کی زبان انکے حالات بیان کرنے کے تابع نہیں ہوتی اور اولیاء کاملین کا ایک فرقہ ایسا ہے جس کو اللہ نے اس کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ اور وہ اپنے کمالات کی تعریف و توصیف میں اس شرح و بسط کیساتھ جن کا ان کو حکم ہوتا ہے دفتر کے دفتر لکھ ڈالتے ہیں۔ اور یہی وہ حضرات ہیں جو اپنے میں حقیقت الحقائق کے سریان کو کلیۃً پاتے ہیں۔ اور (بس

(بسلسلہ صفحہ گذشتہ) پس اللہ نے آپ کو جواب دیا (آپ کی دعا قبول فرمائی) کہ میں نے بخش دیا سب کو سوائے ظالم کے کیونکہ میں مظلوم کا بدلہ ظالم سے لوں گا۔ آپ نے فرمایا اے رب اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرما اور ظالم کو بخش دے پس جواب نہیں دیا۔ آپ کو اس کی شام کو (آپ کی یہ دعا نہیں قبول فرمائی) جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو پھر آپ نے دوبارہ وہی دعا فرمائی۔ آپ کو اس چیز کا جواب دیا گیا جس کا آپ نے سوال کیا تھا (یعنی دعا قبول فرمائی گئی) راوی نے کہا کہ آپ ہنسے یا آپ نے تبسم فرمایا۔ پس حضرت ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ حضور پر قربان ہوں یہ تو ایسی ساعت ہے جس میں آپ ہنستے نہ تھے (یعنی مزدلفہ کی رات تو عبادت کی رات ہے اس میں ہنسنے کا کیا موقعہ تھا) اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ نے فرمایا کہ دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری امت کو بخش دیا۔ تو وہ مٹی لیکر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور واویلا کرنے لگا۔ مجھے اس کے واویلا کرنے پر ہنسی آگئی۔

Marfat.com

حقیقت میں متعین دیکھتے ہیں۔ پس وہ جو کچھ کہتے ہیں از خود کہتے ہیں۔ اور اگر کسی چیز سے تعبیر لیتے ہیں تو از خود لیتے ہیں اور یہی وہ گروہ جس کا تمام مخلوق پر احسان ہے۔ اور یہی وہ وہ فرقہ ہے جو جود الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اور اگر ان کا درمیان نہ ہوتا تو کوئی اللہ کہنے والا اس کی معرفت پر رسائی حاصل نہ کرتا بلکہ کوئی شخص اس اسم اعظم سے آشنا نہ ہوتا اور اگر اس کے بارے میں ان کی توجہ مددگار نہ ہوتی تو کوئی سالک التفات وانجذاب کے شرف سے تجلی اعظم کی جانب فائز نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی رحمت کے لیے ان عظیم ہستیوں کے انجذابیہ کو اپنی تجلی کی صورت کا جس سے مطلب اللہ ہے آئینہ بنایا۔ اور ان کے انجذابیہ کو اس تجلی کا آئینہ بنا کر تمام لوگوں کے قلوب میں اس صورت کے انعکاس کا سبب بنایا۔ اور اس صورت کا انطباع ان نفوس میں اس اسم کی حقیقت کے انجذاب کا سبب ہوگیا ہے پس یہ وہ احسان عظیم سب پر ثابت ہوگیا۔ ان مقربین کی قدر و منزلت ہر کم حوصلے کے حوصلے سے باہر اور ان کی تعریف و توصیف عام دلوں کی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ نقشبند قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ ایک سرائے میں قیام فرما ہوئے ایک عزیز کو دیکھا کہ حمام سے نکلا اور آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ دوستوں میں سے کسی نے ہمکو نہیں پہچانا۔ اور نہ پہچاننے کی وجہ یہ ہے کہ ہم بے نشان ہیں۔ اور اس آیۂ کریمہ یا اھلَ یثرب لا مقامَ لکمْ کی تفسیر شیخ احمد قشاشی سے نقل فرمائی کہ انہوں نے ایک لطیف اشارہ اس کے معنی میں کیا ہے یعنی اہل یثرب سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ورثاء ہیں اور لا مقامَ سے اشارہ ان کا مقام بے نشانی ہے کہ کوئی نشان ان کی بے نشانی سے گرد گوش بھی نہیں کر سکتا

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی تباہی و بربادی اپنے نفس کے خطرات سے ہوتی ہے جو اس کے اندر سے جوش مارتے ہیں۔ اور اس کی راہ کے مانع ہوتے ہوتے ہیں۔ اور منجملہ ان خطرات کے یہ بھی ہے۔ ۔ ۔ اولیاء اللہ میں سے کسی کے ساتھ بدگمانی پیدا ہوئی اور پھر اس کے دل میں قائم ہوگئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ باب حصول سے درجہ قبول تک اس کی مردودیت کا سبب ہوگئی۔ پھر افاضل عصر میں سے ایک کا قصہ بیان

Marfat.com

فرمایا کہ جب زمعذیں کے سفر کے دوران ایک شہر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ اور وہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ سے بیعت تھے لیکن وہ بزرگ چنداں علم ظاہری نہ رکھتے تھے اور حقائق و معارف بیان کرنے میں اور خصوصاً شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کے کلام پر جو علم وافر پر موقوف ہے ان کی زبان جاری نہ ہوتی تھی۔ اور یہ مرد فاضل حقائق و معارف کے بیان پر عدم قدرت سے تردد میں پڑ گئے تھے۔ اور ان بزرگ کی کمی کی وجہ سے اس کے کام میں ایک عظیم خلل پڑ گیا۔ یہاں تک کہ وہ نسبت باطنی کی برکتوں سے محروم رہ گئے ان کو چاہئے یہ تھا کہ یہ خطرہ ان کا قاطع راہ نہ ہوتا اور ان کی عقیدت میں فساد نہ پیدا ہوتا اور یہ عزیز ان بزرگ کے کمالات معنویہ اور علوم باطنیہ سے مستفید ہوتے اور اپنی نسبت کو ان کی ساتھ درست کرتے۔

افادہ :۔ خوف اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کا بے نیام ہونا دشمنوں کے دفعیہ کے لئے مخصوص ہے پس سمجھدار آدمی اپنے احوال و اوقات میں امتیاز کرے اور اپنے اوضاع و اطوار کی تفتیش کرے اگر مرضی حق کے تابع اور فرمان حق کے مطابق پائے تو چاہئے کہ خائف نہ ہو۔ اور خوف کو اس وقت اپنے میں راہ نہ دے بلکہ دامن امید مضبوطی سے تھامے کیونکہ اس وقت اس کا نفع امید [illegible] پر منحصر ہے۔ اور اگر اسے امر حق اور رضائے الٰہی کے خلاف سمجھے تو اس وقت اس کے لئے زائد مناسب در نفع بخش "خوف" ہے۔ اور اس حالت میں خشیت کے ساتھ تمسک اس کے لئے مفید ہے کیوں کہ اللہ کی نارضامندیاں دشمنان معنوی ہیں جو اس تلوار کے بغیر دفع نہیں ہوتیں۔ اور ان دشمنوں کا قتل جو اسلام کے سلوک در استوں میں اہم سلوک ہے مطمح نظر رکھے۔ اور جب تک ان کی پیش قدمی نہ رک جائے اس تلوار کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

افادہ :۔ حدیث شریف الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر کے معنی اس طرح بیان فرمائے کہ بنی آدم کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جس کے لئے دنیا قید خانہ اور عقبیٰ جنت ہے۔ اور یہ عام مسلمانوں کا گروہ ہے۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جس کے لئے دنیا جنت اور عقبیٰ دوزخ بیت قید خانہ ہے۔ اور یہ گروہ کفار کا ہے۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا

Marfat.com

ہے جن کے لئے یہ دنیا اور وہ دنیا رضوان در رضوان اور بہشت در بہشت ہے ۔ اور یہ گروہ عزیز الوجود اور نادر ہے ۔ اور شارع علیہ السلام نے ان کے حال کے سلسلہ میں بہت ہی مختصر خبر دی ہے (اشارہ کیا ہے) اور یہ گروہ عرفاء باللہ کا ہے جو حقیقت واحدہ مطلقہ کے مشاہدہ میں ہے جس کا تمام موجودات عالم میں سریان ہے ، اس جہان سے آنجہانی ہو گئے ہیں اور مفیض کریم جل شانہ نے محض اپنی عنایت سے قیود کونی کے حجابات کو ان کے پردۂ بشریت سے (اٹھا دیا) زائل کر دیا ۔ پس وہ نعمتیں موعودہ جو دوسروں کو آخرت میں بڑی محنت و مشقت سے حاصل ہوتی ہے ان کو دنیا ہی میں بغیر مشقت و محنت کے عطا فرمائیں ۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جنکو اس نے کوئی نعمت عطا فرمائی لیکن خود ان کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی ۔ اور اس دنیا میں اس نعمت کو ان سے پوشیدہ رکھنے میں مصلحت الٰہی یہ ہے کہ ان کا حواس انعام کے قابل ہو سکیں اس دنیا میں اس انعام کی دید کے قابل ہو جب وہ اس دنیا سے انتقال کریں گے تو ضرور اس حقیقت کا بے پردہ مشاہدہ کریں گے ۔ اور بعض بندگان خدا ایسے ہیں جن کو اس نے نعمت بھی عطا فرمائی اور اس نعمت کا علم و شہود بھی انھیں عطا فرمایا تاکہ اس آیۃ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث کے مطابق نعمت کا شکر ادا کریں ۔ اور اس کے عطا فرمانے والے کی قدر و منزلت پہچانیں ۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ توجہ الی اللہ کی تین قسمیں ہیں ایک ذکر زبانی ۔ دوسری ذکر قلبی ۔ تیسری توجہ صرف ذات مجردہ کی طرف ۔ اور یہ تینوں قسموں میں سب سے اعلیٰ قسم ہے ۔

افادہ :۔ سالک کی باطنی لغزشوں کے ازالہ کے سلسلہ میں حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ سالک اگر صاحب مقام قلب ہو تو اس کو آگاہ کرنا

Marfat.com

جائے۔ اور اس کے خصائل ذمیمہ کے جزئیات و کلیات پر اسے واقف کرنا چاہیے۔ اور اس
کی بری باتوں پر اسے متنبہ کرنا چاہیے۔ اور وہ اذکار و اشغال جو اس کے حال کے مناسب ہوں
تعلیم کرنا چاہیے تاکہ وہ مہذب ہو جائے۔ اور وہ [illegible] اس سے دور رہو ہیں
اور اگر وہ مقام قلب سے روح وسر کی طرف گذرنے والا ہے تو اس کے اس کے حال پر چھوڑ
دینا چاہیے۔ اور اس کے حال سے کوئی تعرض نہ کرنا چاہیے کیونکہ جب وہ اپنے مقام اصلی پر
واصل ہو جائے گا تو یقیناً یہ اوصاف اس میں باقی نہ رہیں گے۔ اور صاحب سر و روح
معالجات وقت کا محتاج نہیں ہے کیونکہ اس کے اخلاق خود بخود تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور
اس کو بآسانی تہذیب نفس میسر ہو جاتی ہے۔

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ عقلاء زمانہ اس بات کو ضروری
سمجھتے ہیں (اور زور دیتے ہیں) کہ دل کے تعلق کا حشر ایک سمت نہ دوسری سمت عقل کے فساد
سے ہے۔ بلکہ وہ منتشر ہو ایک سمت دل کی طرف اور دوسری سمت دوسری طرف ہو وہ عقل و
فہم کی برتری ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ دونوں صورتیں ان کو راہ سے بھٹکانے والی ہیں۔ اور
اس بات نے ان کو سیدھی راہ سے دور کر دیا ہے اس لئے کہ دل کا تعلق جب متعدد سمتوں
کی طرف ہوتا ہے تو بجز تشویش و تفرقہ کی زیادتی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور دو دلی
(دو دلی) سوا حیرانی و پریشانی کے کوئی فائدہ نہیں دیتی خصوصاً سلوک و تصوف میں۔
جب تک یہ شخص یکدل و یک رو و یکسو نہ ہوگا یعنی ساری توجہ ایک ہی جانب مرکوز نہ ہو
گی۔ اور ایک ہی مقصد پر صرف ہمت نہ رکھے گا۔ تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اپنی باطل
کوشش پر کمربستہ ہو گیا۔ اور تضییع اوقات کی۔ اس قسم کے آدمیوں سے کسی چیز کی کوئی
توقع نہ رکھنا چاہیے۔ کیوں کہ وہ غلط راستہ پر پڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں۔

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ کے مشائخ کی غیرتیں جن کا
عوام و خواص میں ذکر ہے (اس سے) یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس گروہ نے نفس کے باقی رہنے
والے ہیجان کا نام غیرت رکھ دیا ہے۔ اگرچہ اکابر سلف سے اس سلسلہ میں کچھ چیزیں منقول
ہیں لیکن ان کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ ان میں اس کے ساتھ ساتھ ہیجان نفس کے

Marfat.com

ہزار ہا اوصاف محمودہ تھے۔ اور انھوں نے ایسے کارنامے انجام دیئے جن کا اس زمانہ میں واقع ہونا بہت مشکل ہے۔ صرف ان دور کے عزیزوں میں یہ بات ہے کہ ان لوگوں کی ہمت کا صرف غیرتوں کے بارے میں فقر۔ خداترسی۔ اور درویشی سے مناسبت نہیں رکھتا ہو (یعنی جو بات متقدمین میں تھی وہ نہیں ہے) یقین کرنا چاہیئے کہ ان تمام چیزوں کا منشا غلبۂ نفسانیت ہے۔

افادہ ۹۱ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ وہ درویش جس کے دل میں حکومت وسلطنت کی رغبت پیدا ہو اور وہ ظاہری طور پر یہ محسوس کرے کہ یہ الہام حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہے تو اسے قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ اس کی بات کا اعتبار کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نفس وشیطان کا مفتون ومغلوب ہوگیا ہے۔ اس لئے کہ سلطنت کا وجود اور امر ملت کا انتظام اس امت کے اولیاء میں سے الہام حق کے ساتھ کسی میں واقع نہ ہوگا سوا حضرت امام مہدی آخرالزماں کے کہ وہی الہام الٰہی سے ان دونوں امروں (باتوں) کے قائم کرنیوالے ہوں گے۔ اور ان کے علاوہ جو اس کا مدعی ہو اس کی ان باتوں کو جھٹلانے اور تکذیب کا اعلان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی رغبت (دعویٰ وخواہش امارت وامامت) نفسانیت کے سبب ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی عابد پر فضیلت اس صورت میں درست ہوگی کہ وہ تمام فرائض صوم وصلاۃ اور زکوٰۃ وحج اور سنن مؤکدات اور آداب کا پابند ہو اور محرمات ومکروہات ومشتبہات سے بچتا رہے۔ اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ کے ارتکاب سے محفوظ ہو تو اس وقت یہ عالم البتہ عابد پر فضیلت رکھنے والا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک بھی چیز عالم سے فوت ہوجائے تو اسم "عالم" اس پر منطبق نہ ہوگا اور ان کا شمار علماء میں نہ ہوگا کیونکہ علم بغیر عمل کے عالم کے لئے وبال ہے اور وہ عابد جس کو فرائض۔ ارکان اسلام اور ضروریات دین کا علم نہ ہو اسکو بھی عابدوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ عمل بغیر علم کے شیطان کا وسوسہ ہے۔ اور جاہل کی عبادت عین ذلت ورسوائی۔

[illegible] حضرت اقدس کے ارشاد ہو [illegible] کو اپنے وحدت "درویش" ایک درویش(؟) سے پڑھیں تو زاہد واضح ہوتی ہے۔ [illegible] حضرت کے بعض دیگر شاہدات [illegible] حق، اپنے صاحبزادوں کے متعلق اور شاہ محمد اسحٰق [illegible]

Marfat.com

افادہ: ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اکثر بزرگوں کے آستانوں اور ان کی قبروں پر زیارت کے لئے حاضری دیتا ہوں۔ اور بعض مقامات پر انس وراحت اور سکون وآرام اپنے میں محسوس کرتا ہوں سوا حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے مزار مبارک کے کہ وہاں کسی قسم کی راحت اور وحشت کا اثر نہیں پایا جاتا۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی حضور سے امیدوار ہوں کہ اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ اور اس راز سے آگاہ فرمائیں حضرت قدس نے فرمایا کہ بعض کاملین ایسے ہیں جن کی ارواح قیود بشری سے آزاد اور مقتضیات جسمانی کی آلائشوں سے پاک ہوئی ہیں ان کی توجہ ذات بحت اور بے نشانی صرف کی طرف ہے اور (لہذا) جو شخص بھی ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جائے گا اس کے حال میں کوئی تغیر نہ ہوگا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی آئینہ خانہ میں داخل ہو۔ اور اس کے وہ جس سمت بھی نگاہ کرے گا اپنے ہی کو دیکھے گا۔ اور اپنے سوا کچھ نظر نہ آئے گا حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ اسی گروہ سے ہیں۔ اور بعض وہ اہل ولایت جن کی ارواح ان کی قیود سے مجرد نہیں ہوئی ہیں۔ اور ان کی توجہ کلی طور پر مرتبۂ حدق کی طرف نہیں ہے۔ اس وجہ سے ان کا التفات ایک طرح کی مناسبت وہاں سے زیارت کرنے والے کی جانب ہوتا ہے۔ اور یہ شخص بھی اس التفات کا اثر اپنے میں محسوس کرتا ہے

افادہ: عبادات مشروعیہ کی حکمت جیسے نماز۔ روزہ۔ زکوۃ اور تلاوت قرآن وغیرہ کی شرح کرتے ہوئے اس طرح ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر ایک حق ہے۔ اور وہ حق توحید۔ نفی شرک اور عبادتوں کی ادائیگی سے ادا ہوتا ہے۔ اور یہ ایک کلام رمزی ہے بوجہ تنگی عبارت کے اس سے زائد بیان نہیں کرسکتے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ آدمی کی روح میں ایک لطیفہ انتہائی باریک امانت (ودیعت) رکھا ہے جو تجلی اعظم کی طرف منجذب ہے۔ جیسے لوہے کا مقناطیس کی طرف انجذاب۔ اور (جب) کبھی یہ لطیفہ سر روح کے غواشی (پردوں) میں ہوتا ہے پس دل وسر وروح بھی اس کے انجذاب کے ساتھ منجذب ہوجاتے ہیں جسطرح چابک کی

Marfat.com

بکر ہی کا اثر توسن (گھوڑے) کے جسم پر ہوتا ہے جب وہ گھمائی جاتی ہے۔ اور کبھی بغیر غواشی (اسباب و ذرائع کے) رغبت کرتا ہے۔ اور یہ بات اہل کمال کیساتھ مخصوص ہے۔ بہر تقدیر یہ انجذاب عبادات کا خواہاں ہو گیا ہے۔ اور عبادات انجذاب کو کامل کرنیوالی اور تربیت کرنے والی ہوتی ہے۔ اور گناہ وغیرہ اس کے انجذاب کے عوارت کو روکنے والے ہیں۔ پس اس لئے اس لطیفہ کے اقتضاء کو حق تعالیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ حق ایک لطیفہ ہے جو لطائف سر میں ذات حق کا نمونہ ہے۔

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے مقام عین ثابتہ[1] کے انکشاف سے قبل راہ سلوک کا مقلد ہے اور تقلید کی کشاکش میں گرفتار رہتا ہے اور خواہشات و مرادات اس کے حال کو پریشان کرتے رہتے ہیں لیکن جب توفیق الٰہی سے اپنے عین ثابت کے شہود پر فائز ہو جاتا ہے تو تقلید اور دوسری تمام زحمتوں کی تنگی سے فراغت حاصل ہو جاتی ہے اور عین ثابت کے مشاہدہ سے اصل مطلب حضرت وجود کے انوار میں سے ہو رہا ہے کی معرفت جو اس رحمت الٰہیہ مظہر ہے کی تمامیت ہیں ... کو نمایاں ہیں۔ اور ... تقدیر کے راسخ ہونے کے بعد اور اس مقام ذات کے تحقق کے بعد اپنے کو حضرت وجود کے تمتع میں محبوب پاتا ہے۔ اور اس راہ میں انبساط و سرور اس کو گھیر لیتے ہیں جس کی وجہ سے دوسری مقتضیات طبعیہ اور ارادات نفسیہ اس کو تکلیف نہیں پہونچاتے اور پریشان نہیں کرتے کیونکہ اس کے احکامات و ماجریات جو اس کے لئے مقسوم ہو چکے ہیں۔ وجوب کیساتھ جمع ہو جاتے ہیں (لازم ہو جاتے ہیں)

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ بعض معارف عظیمہ کا کشف بار بار واقع ہوتا ہے جس سے فرحت و سرور میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور اس انبساط کا وجود اس کے تحریر کرنے پر مجبور و آمادہ کرتا ہے گو کہ ہم اس کو بار بار لکھ چکے ہیں اور متعدد بار بیان کر چکے ہیں لیکن اس کا جمال دوبارہ جب دوبارہ جلوہ گر ہوتا ہے تو

---

[1] یہ ایک حقیقت ہے حضرت علمیہ میں جو علم حق میں ثابت ہے اور اس نے اب تک وجود خارجی کی بو نہیں پائی ہے۔

Marfat.com

دل کو ایسی مسرت و سرور عطا کرتا ہے کہ اس کو تحریر کرنے کے لئے دل بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہے۔ اور وہ تجربہ ہے کا انکشاف۔ اور اس کی اشاعت ہے۔ اور اس کے ساتھ اپنے علم کا علاقہ اور اس پر اپنا اعتماد لطیفہ انا کے علم کے علاوہ (ہے) کہ وہ علم کے ساتھ اختلاط نہیں کرتا۔ اور اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ توحید ہے اور زمانہ گذرنے کے بعد اس علم کا تعقب یعنی عظمیٰ کی طرف ہوگا۔ اور تجلی اعظم کی طرف علم کے تعقب کا مطلب ہے کہ ابھی یہ عمارت اس کا عام ہے اور وہ جسم۔ اور اس کے بعد وہ عالم ہوگا۔ اور معلوم یعنی یہ شخص اس کی شعاعیں اور شیون ہو جاتا ہے۔ پھر ذات کی تعلیم اپنے نفس کے ساتھ علم حضوری ذات معلوم ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں (جب یہ ہو گیا تو، فنائے ممکن (ثابت) متحقق ہو گئی۔ اور حادث معدوم ہو گیا۔ اور سوا قدیم واجب کے کچھ باقی نہ رہا۔ سفر ختم ہو گیا۔ اور نقطہ صبیہ اپنی اصل سے مل گیا۔[1]

افادہ: حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے ساتھ بہت سی معاملتیں رکھتا ہے۔ اور کبھی اس کا ارادہ کسی محبت والے پر مشقت کے القا کے متعلق ہوتا ہے لیکن محبوبیت کا منصب چونکہ تکلیف و مشقت کے بار کا متحمل نہیں ہے لہٰذا ایک قسم کی ملاطفت و نرمی سے اس بار کے برداشت کی اس کو طاقت دیتے ہیں تاکہ اس کا دل اسے خوشی خوشی گوارا کر لے[2]۔ چنانچہ بعض متقدمین کے بارے میں دنے منقول ہے کہ وہ ترکِ عبادت پر مامور ہوئے۔ اور انھوں نے اپنی فطرت سلیمہ کے حکم کے مطابق اس امر کی حکمت کو دریافت کرتے ہوئے اور حق ربوبیت و مراتب عبود کے احکام کو تولتے ہوئے اور حدوث و قدوم کے کارخانہ کے نظام کو سمجھتے ہوئے یہ دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو ترک عبادت اور ترک عبودیت کی تکلیف سے معذور رکھ کیونکہ میری راحت و آرام تو تیری بندگی ہی میں ہے۔ پھر وظائف عبادات و ریاضات کی پابندی میں پورے ذوق و شوق سے قدم بڑھا دیا۔ اور اس کے

---

[1] كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام [2] لا يكلف الله نفسا الا وسعها

Marfat.com

وریاضت ومشقت) بغیر ان کو چین نہ آیا۔ اور اس جگہ یہ معلوم ہوا کہ ترک عبادت کے حکم سے مراد اسکو غیر مکلف کرنا نہیں تھا بلکہ مجاہدات وریاضات میں اس کی دفع کلفت کا ارادہ تھا تاکہ یہی مشقت عین اس کی راحت ومسرت ہو جائے۔ اور ایسا ہی محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے عرض لی ربی بطحاء مکۃ لیجعلہا ذہبا[1] اور یہ اس بات کی مشعر ہے کہ تنعم اور خوشحالی کا ترک اختیاری ہوتا ہے اور بطحاء ذہبا من اللہ تعالیٰ سے مطلب ہو لطف وانعام اور اس محبوب رب الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں دراس کا) اختیار دینا ہے۔ ہرچند کہ آنحضرت کیلئے فقر مقدور و مطلوب تھا اس کے علاوہ یہ چاہا کہ اپنے اختیار سے اس بات کو اپنے لئے ترجیح دیں تاکہ محبوبیت کا مقتضا وجود میں آجائے اور مشقت عین لطف ہو جائے۔ واللہ اعلم (یعنی فقر آپ کا اختیاری تھا)

افادہ:۔ آیۃ کریمہ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ[2] کی تفسیر میں حضرت اقدس کے جوبلند افادات محفوظ رہے یہ ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ادوار متعاقبہ کی تدبیریں قرانات کلیہ کے بہت سے اقتضاء ہیں یعنی ایک دورہ کے اختتام کے بعد جب دوسرے دورہ کا کشود مقصود ہوتا ہے تو تمام احکام وآثار واوضاع واطوار اس دورہ کے اقتضاء کے مطابق تجلی اعظم کے برزہ مثالیہ سے جس کا ثبوت عالم مثال میں ہے۔ ادوار دوار کے اطوار واوضاع کا مبدأ ومنشا بمقتضائے مصلحت کلیہ دفعہ دفعہ کرکے عالم شہادت کی طرف انتقال کرتا ہے۔ اور یہ سارا عالم ان احکام وآثار کے رنگ کے انتشار سے رنگ جاتا ہے۔ جب تک یہ دورہ باقی ہے اس کی مقتضیات اس سلسلہ سے تجاوز نہ

---

[1] میرے رب نے مکہ کے میدان کو میرے سامنے کیا تاکہ وہ اسے سونے کا کر دے۔

[2] وہی آسمان سے لیکر زمین تک ہر امر کا انتظام کرتا ہے پھر تم لوگوں کی دنیاوی گنتی کے مطابق ہزار برس کی مدت کا ایک دن ہوگا۔ اس دن تمام انتظام کا نتیجہ اس کے حضور عالی میں گذرے گا۔

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اور جب اس کی مدت بقا انجام کو پہنچ گئی اور وقت فنا متحقق ہو گیا تو وہ تمام رسوم وعادات مقتضیہ اس کی مجتمع ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ عالم مثال سے اپنے مبدأ کی طرف عروج کریں گے۔ اور ان کے اصل الاصول کی طرف رجوع کرنے کے بعد اس موطن کو دورۂ جدیدہ کے احکام کے نزول کی بھی ضرورت پڑے گی۔ اور اسی طرح ہوتا رہے گا۔ جب تک اللہ چاہے گا۔ اور اس نزول احکام کو یدبر الامر من السماء کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کے اس رجوع اور اپنے مبدأ میں مل جانے کو ثم یعرج الیہ کے کلمہ سے ظاہر فرمایا۔ واللہ اعلم

افادہ: ایک بار میں نے اس حدیث شریف کے بارے میں دریافت کیا جو لوگوں میں مشہور ہے اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب[1]۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ احادیث کی کتابوں میں گو یہ حدیث بعینہ ثابت نہیں ہے لیکن اس کے مثل دوسری حدیث صحیح پائی جاتی ہے قول اللہ اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم[2]۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہر زمانہ میں صوفیاء کا ایک گروہ ایسا پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ارتکاب معاصی کے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ الحاصل بعض افراد کے حق میں رحمت الٰہیہ بغیر انکی توبہ کے بھی گناہوں کی مغفرت کا سبب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ یہ نادر ہوتا ہے۔ اور بعضوں کو توبہ اور ندامت کی توفیق عطا کر کے ان کے گناہوں کی تلافی کر دیتا ہے اور نجاست و میل کچیل سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ اور اس بات کو شاذ ہونے کی وجہ سے شرع نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ اور نہ اس قسم کی باتوں سے تعرض کیا ہے۔ برسبیل تذکرہ اس کی مثال دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے ایک معصوم شخص کو خواب میں دیکھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اس شخص نے ہماری طرف متوجہ ہو کر آسمان کی

---

[1] جب اللہ کسی بندے کو پیار کرتا ہے تو گناہ اس بندے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔

[2] اللہ بدر والوں کے باطن پر مطلع ہوا جو تمہارا دل چاہے کرو میں نے تمکو بخش دیا ہے۔

Marfat.com

طرف نظر کی اور اس کے آسمان کی طرف نظر کرنے سے یہ سمجھ میں آیا کہ اس کا اشارہ قضا وقدر کی جانب ہے یعنی جو کچھ بھی از قسم گناہ اس پر گذرا ہے وہ سب تقدیر الٰہی سے ہے اور ان معاصی نے اس کے نفس کو ملوث نہیں کیا۔ اس جگہ یہ بات سمجھ میں آئی کہ بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں کہ گناہ ان میں کچھ اثر نہیں کرتا۔ اور نہ ان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات مذکور ہوئی گو بہت کم ہوتی ہے۔

افادہ: ایک دن میں نے عرض کیا کہ آنحضرتؐ کی صورت کریمہ کا خواب میں اس طرح مشاہدہ ہونا جیسا محدثین نے لکھا ہے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خواب میں دکھائی دینے والی صورت صرف مثالی ہے اس کو صورت شہادیہ پر قیاس کرنا مع الفارق ہے اور اصل صورت سمجھنا بعید از قیاس ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ بعض نفوس تو ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدرت عطا فرمائی ہے کہ اپنی جسمانی صورت کو رابطۂ محکم کی قوت سے جس سے وہ اس صورت کو ظاہر کرتے ہیں محافظت کرتے ہیں۔ اور اسی صورت کے ساتھ دیکھنے والے کی نظر میں اپنے کو دکھاتے ہیں پس یقیناً آنحضرتؐ کی روح مطہرہ اسی رابطہ تو یہ ہے صورت جمیلہ شہادیہ کے تمثل و تشکل میں اقوی و ابلغ ہے " فلا استبعاد فی رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلک الصورۃ الاصلیۃ" پس حضور کو حضور کی اصلی صورت میں دیکھنا بالکل بعید نہیں ہے۔[1]

افادہ: اس حدیث شریف جسکو نسائی نے روایت کیا ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت دخل علی سائل مرۃ وعندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرت لہ بشیٔ ثم دعوت فنظرت الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما تریدین ان لا یدخل بیتک شیٔ ولا یخرج

---

[1] حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک بار میرے پاس ایک سائل آیا اور حضورؐ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ پس میں نے اس کو کوئی چیز دینے کا حکم دیا۔ پھر میں نے اس کو بلایا اور دیکھا کہ وہ چیز جو اسے دی گئی ہے کتنی ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے گھر میں نہ داخل ہو کوئی چیز۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

بعلمك قلت نعم قال فهلا یا عائشۃ ولا تحصی فیحصی اللہ علیك کے معنی بیان فرمائے کہ افرادِ انسانی میں سے ہر ایک کے نفس خاصہ کی ایک شریعت ہے۔ اور آنحضرتؐ نے اس جگہ اپنے نفس مطہرہ کی شریعت مختصہ کے بیان کا ارادہ فرمایا۔ اور آپ کی شریعت میں جملہ خصوصیات میں سے اپنے گھر میں دولت کا جمع نہ کرنا اور اپنی شریعت خاصہ کی خصوصیت کا اقتضا اپنے اہل بیت پر اس کی تنبیہ ہے۔ اور یہ اس بارہ میں ارشاد ہے کہ حضور کی متابعت و موافقت کے التزام میں غفلت نہ کریں یعنی جمع کرنے کی طمع نہ کریں اور خرچ کا حساب نہ کریں۔

افادہ:۔ عشرہ مبشرہ کی تخصیص کے بیان میں (اور) ان کو جنت کی بشارت کے سلسلہ میں ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت ایسا ارشاد فرمایا کہ ان صحابہ کرام کے لئے دارالسلام کی بشارت خصوصی کے سلسلہ میں آن واحد میں بحکم وجدان جو کچھ (مجھ پر) ظاہر ہوا وہ ان کا تین خصلتوں سے متصف ہونا ہے (اور) ان اکابر صحابہ کے علاوہ دوسروں میں اس کا پایا جانا بالاتفاق معدوم ہے۔ ایک شرافت نسبت دوسرے ہجرت اولیت تیسرے آنحضرتؐ کی موافقت و متابعت و نصرت پر ابتدائے اسلام سے وقت وفات تک استقامت بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی اس پر قائم رہنا۔ گو کہ یہ بات بطریق آحاد دیگر تمام صحابہ میں بھی واقع ہے لیکن اجتماعی حیثیت سے ان کا وجود حضرات عشرہ مبشرہ کی ذوات قدسیہ میں ان کی فضیلت و خصوصیت اور بشارت کے سبب سے ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

(خواجہ محمد امین کی مرویات ختم ہوئیں)

دیوستہ از گذشتہ) اور وہ نہ نکلے تمہارے علم سے (یعنی تم نے فلاں کو اتنا دیا اور اپنے گھر میں اتنا باقی ہے)۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ! شمار کر کے نہ دو (ایسا نہ ہو) کہ اللہ بھی تم پر شمار کرنے لگے۔

Marfat.com

فَصلٌ فی تمیز الملتیَن

افادہ: حدیث متواتر میں آیا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ، اور صحابہ کرام کی فضیلت کا راز ان لوگوں پر جو ان کے بعد ہوئے یہ ہے کہ وہ واسطہ ہیں پیغمبر اور اس جماعت متاخرہ کے درمیان غلبہ اسلام کی وجہ سے جو ان کے ذریعہ ہوا نیز ان کے ذریعہ علم حاصل ہوا۔ سمجھو اگر سمجھ سکتے ہو کہ امر ملت کی مشابہت اس دیوار کی ہے جس کی اوپر کی ہر اینٹ نیچے کی اینٹ پر جمی ہوئی ہے۔ اور اس کے قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں تک کہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ اسی طرح ہر قرن متاخر قرن متقدم کی منت پذیر ہے میں اسلام کی روشنی علوم و ہدایت اور تشریح میں احسان مند ہے۔ تاکہ صاحب شرع یہ کام مکمل ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے شریعت کو بلا واسطہ لائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کوئی کافر اگر آج مسلمان ہونا چاہے تو اس کو کفر اور رسوم کفر سے نکلنے کے لیے کس قدر سخت محنت و تندہی کرنا پڑے گی۔ اسلام کی ابتدائی باتیں، مسائل، یاد کرے۔ اور ان سے متحقق و متخلق ہو جائے (یعنی اپنے اخلاق و عادات چھوڑ کر اسلام کے اخلاق و عادات اختیار کرے)۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اساتذہ اور مشائخ کرام پر رحمت نازل فرمائے جنہوں نے ہم کو اپنے آغوش تربیت میں پرورش کیا۔ پہلا کلمہ جو ہم کو سکھایا کلمہ اسلام تھا۔ اور پہلا طریقہ جو ہم کو بتایا وہ اسلام کا طریقہ تھا اور دشوار گذار مشقتیں ہمارے سر سے دور کر کے ہمارے لیے آسانیاں پیدا (فراہم) کر دیں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور کامل رحمتیں ان پر بھی ہوں جنہوں نے ہمارے ان اساتذہ اور مشائخ کرام کو اپنے آغوش تربیت میں لے کر محنت شاقہ سے آزاد کیا اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ

Marfat.com

حضورؐ کی خدمت میں صلوٰۃ تامہ اور تحیات کاملہ کا تحفہ پہنچے اور ہر وہ مسلمان جو بعد میں بھی اس ملت حقہ سے مستفید ہوں۔ علماً اور عملاً۔ ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ دل و جان سے ان کا احسان مند رہنا چاہیئے۔ تاکہ اپنے آباء ظاہری و باطنی کے ساتھ ہم نیکی کرتے رہیں۔ اور ان کی نافرمانیوں سے دور رہیں۔ والحمد للہ رب العلمین

افادہ:۔ خذ ذا جوامع الکلم عنی۔ خذ ذا جوامع الکلم عنی۔ سر توحید کا انکشاف ولایت خاصہ کے ارکان میں سے ایک بہت بڑا رکن ہے اور ایک طلسم شریف لیکن جب حد سے متجاوز ہو جائے اور قوت بہیمیہ اس کی موافق بن کر اس کو دہریت کی جانب کھینچے۔ اور رب و مربوب کے احکام و اوہام خلط ملط کر دے۔ اور حقائق اشیاء ثابتہ کے قوانین کو اٹھا دے تو یہ سم قاتل ہو جاتا ہے۔

افادہ:۔ ورع و تقوی تہذیب نفس کے اصولوں میں سے ایک دوسرے کے بہت مشابہ ہیں لیکن جب وہ حد سے تجاوز کر گئے تو ایک قسم کا وسواس پیدا ہو جاتا ہے جو جنونی کر دیتا ہے۔ اور وہ اس کو ورع کہتا ہے۔ اور اپنی اس غلطی پر دجائے متنبہ ہونے کے دھوکا کھا جاتا ہے۔

افادہ:۔ جب کوئی علم مبداء فیاض سے ریزش کرتا ہے تو اس نفس کیلئے اس جگہ سے استعداد تام ضروری ہے اس لئے کہ تجلی متجلی لہ کی حسب استعداد ہوتی ہے اور جب استعداد تامہ ہو تو ممکن ہے کہ یہ علم خیال کا تراشیدہ ہو (یہاں) سوال یہ اٹھا اور یہ اشتباہ پیدا ہوا کہ اس کا فیصلہ کیسے کیا جائے (تو) اس اشتباہ کا فیصلہ یہ ہے کہ ایک شخص ہے جس کو تمکین تمام کے ساتھ پیدا کیا ہے علوم متضادہ اس کو مشوش نہیں کرتے۔ اس کا مزاج ہر اس مشتبہ چیز کی تمیز کے لئے جو عالم میں پیش آوے ایک مسطر (آلہ) ہے۔ اس علم کو اس کے لئے پیش کرنا چاہئے اور وہ صورت حال کو سمجھے (دیکھے) اور اپنے ہر جوہر شفاف کو مقابل کرے تو اس جگہ سے ایک چنگاری نکلے گی اور وہ چنگاری دو احتمالوں میں سے ایک کی تصحیح کرے گی۔ اس کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

افادہ:۔ قواعد طب سے ثابت ہو گیا ہے کہ آدمی کے بدن میں سودا کا ہنستا

Marfat.com

حواس کو معطل کر دیتا ہے۔ بس (اسے ایسا معلوم ہوتا ہے) کہ وہ نیند میں ہے۔ حالانکہ وہ جاگتا ہوتا ہے اور (اسے یہ محسوس ہوتا ہے) کہ وہ تنہا ہے حالانکہ وہ مجلس میں بیٹھا ہوتا ہے۔ اس قسم کے آدمی پر آنے والے حادثات اور دل کی پوشیدہ باتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ اور وہ ان کو بیان کرتا ہے۔ اور اس کو عرف عام میں مجذوب کہتے ہیں اور حقیقت میں اس کا نام مجنوں ہے۔ اولیاء اللہ کے دفتر میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگرچہ عوام اس سے خرق عادات وکرامات دیکھتے ہیں۔ اور اس سے اعتقاد عظیم رکھتے ہیں کبھی اسباب سماویہ خوادث میں صورت حادثہ پر اجماع کرتے ہیں۔ اور اس سے ملکوت میں ایک صورت مثالی منقش ہو جاتی ہے۔ اور اس (تصویر) مثالی سے افراد انسانی میں سے اہل صفا کے نفوس پر اس کی روشنیاں منعکس ہو جاتی ہیں۔ اگر اس کا انعکاس قلب پر پڑا تو عزم وہیبت کی صورت پیدا ہوتی ہے اور اگر عقل پر پڑا تو مکاشفہ و واقعہ کی صورت میں ہوتا ہے کبھی یہ شخص تفصیل جانتا ہے اور کبھی نہیں جانتا۔ بہرحال وہ اس کو اپنے دوست واحباب سے بیان کرتا ہے۔ اور وہ اسکو اس کے مقامات میں لکھ لیتے ہیں۔ اور تاثیر ہمت پر قیاس کرتے ہیں۔ اور ارباب خرق اسباب کا نظام شمار کرتے ہیں (یعنی وہ لوگ جن کو قوت ملکیہ حاصل ہو اور کرامات ان سے ظاہر ہوں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں سبب پایا جاتا ہے) حالانکہ حقیقتاً اس جگہ کچھ نہیں ہوتا بجز ان روشنیوں کے انعکاس کی قبولیت کے جو عالم ملکوت میں بمنزلۂ خواب کے ہیں۔ اور ان مقامات نویسوں کو اس قسم کے بہت سے اشتباہ درپیش ہوتے ہیں۔

افادہ:۔ احوال نفسانیہ جیسے وجد و زہد و قناعت۔ سب دو اصل کی ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک مزاج طبیعت جو ہیأت نفسانیہ کا مقتضی ہے۔ اور دوسری طلب پر جمع ہمت۔ بس وہی مزاج طبیعت کے تغیر کا مقتضی ہے۔ اگر مرد راہ عشق کا سالک نہیں ہے تو عشق میں نشاۃ اور مطعومات کی طرف رغبت ہوتی ہوتی ہے۔ اور اگر سلوک اختیار کر لیا تو وہ سب خدا کے لئے اور راہ خدا میں صرف ہو جاتا

Marfat.com

ہے ۔ اور اسی لئے خلق سے نفرت بر مقام کے سالک کو نہیں ہوتی ۔ جب تک کہ اس کے مزاج پر سودا کا غلبہ نہ ہو جائے ۔ اور اس وقت تک لذت (وجد) حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ بخار منی دماغ تک نہ پہنچ جائے ۔ پھر ان احوال کے لوگ بھی دو قسم کے ہیں ۔ ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے جن پر احکام مزاج غالب ہیں ۔ اور نفس ناطقہ کی تہذیب ان احوال کے ساتھ ضرورتاً نشأت کے مطابق ہے ۔ اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن پر نفس ناطقہ کی ہیأت غالب ہے ۔ اور اس وجہ سے بحکم ضرورت مزاج کا تغیر نشأت کے مطابق ہے ۔ اور دونوں قسموں کے درمیان تمیز کرنا علوم کی باریکیوں میں سے بہت باریک بات ہے ۔ جو اہل تمکین کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوتی ۔

افادہ :- بنی آدم کی دعائیں حظیرۃ القدس کی جانب بلند ہوتی ہیں ۔ اور کتنی ہی بار شکستہ ہو کر خلع و لبس کی صورت میں مختلط ہو کر تجلی اعظم کی شعاع میں مل جاتی ہیں ۔ اور نیز ملائکہ علویہ جن کا انتشار نوع انسانی کی تکمیل کیلئے ہے ۔ ان دعاؤں کو بہ سمع قبول سنتے ہیں ۔ اور ان کا استماع بخشش کے دروازہ کا کھٹکھٹانا ہوتا ہے ۔ ان دونوں کی ترکیب سے اصل تاثیر پیدا ہوتی ہے ۔ اور زمین کی جانب اتر کر الہام و احاطہ اور تقرب سے تصرف کرتی ہے ۔ یہاں تک کہ وہ دعائیں متحقق ہو جاتی ہیں ۔ اگر نظام اسباب کو ہم ملاحظہ کریں کہ وہ جزم نہیں ہوا اور اگر ان دونوں چیزوں کے ساتھ دعاؤں کے ارتفاع کے نظام کو اور اسکے زمین کی طرف نزول کو ہم ملاحظہ کریں یہ بھی منجزم نہیں ہے ۔ اب وہ حوادث جو دعا کے مخلوق ہوئے ہیں ۔ دو قسم کے ہیں ۔ ایک قسم وہ ہے جو استجابت دعا کی صورت میں حظیر القدس میں متمثل نہیں ہے ۔ اس جگہ پر نشأت کے احکام کی غایت غالب تر ہے ۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ ملکوت میں انعقاد اور اس کی تجلیات اس سے زائد ہیں جو خارج میں دیکھا اور سنا جاتا ہے ۔ اور اسباب استجابت کے احکام کی رعایت اس قسم میں بہت زائد غالب ہیں ۔ اگرچہ عرف عام کے مطابق صورت حادثہ کوئی عجیب چیز نہیں ہے ۔،،

Marfat.com

ویقال فی مثل ذالک ھذا یقال لہٗ عند اللہ عظیم وھذا لا یزنُ[1] عند اللہ جناح بعوض ۔

افادہ :۔ ہر خرق عادت اور ہر عجیب واقعہ جو انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتا ہے عارف کی نظر میں لطائف نفس کے کسی لطیفہ یا قوائے فلکیہ کی کسی قوت کیطرف جو ان کے وجود میں پنہاں رکھا گیا ہے یا ملاءِ اعلیٰ کی تائید جو مثل ایک متصل آبشار کے ان کے نفوس پر ریزش کرتی رہتی ہے یا خصوصیت وقت کے اقتضاء پر مبنی ہے جب ان اسباب پر نظر پڑتی ہے تو خوارق عادات عادات ہو جاتے ہیں ۔ جیسے قوّت محسوسہ میں جو پتھر رستم اٹھا سکتا ہے یا جو کمان رستم کھینچ سکتا ہے عام لوگوں میں سے کوئی اٹھا یا کھینچ نہیں سکتا ۔ ہزاروں میں سے ایک پہلوان ایسی قوت وشجاعت اور زور آوری کا مظاہرہ کر سکتا ہے ۔ اسی طرح افعال نفسانیہ جیسے فراست دذہانت وشجاعت میں بھی ہزاروں میں سے ایک فرد صدیوں میں مسعود ساعتوں میں ایسا پیدا ہوتا ہے جو ان صفات کا حامل ہو اور دوسروں میں ان صفات کا عشر عشیر بھی نہ ہو ۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ سل اللہ ان یطعمھم فان اللہ تعالیٰ عودک الاجابۃ تو انھیں معنوں کیطرف اشارہ فرمایا ہے لفظ عودک میں اس مضمون کی طرف لطیف اشارہ ہے ۔ جب یہ مسئلہ تحریر ہو گیا تو ایک مشکل درپیش ہوئی کہ خرق عادت درحقیقت عادت ہی ہے اور معجزہ درحقیقت معجزہ ہے ۔ ایسے ضعیف لوگ جنکو اتنی قوت نفسانیہ نہیں ملی جتنی پیغمبر ان کو ملی ہے تو وہ کس طرح ایسی قوت کا اظہار کر سکتے ہیں ۔ ہم ان اشکال کے حل کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ دراصل مرسلین کا انقیاد مرسل الیہم پر واجب ہونا امر بیّن ہے ۔ جیسے گھوڑے پر چارہ کھانا ۔ درندے پر گوشت کھانا ۔ اور بچہ پر ماں کے پستان سے دودھ کھینچنا واجب ہے ۔ اسی طرح پیغمبر کے لئے رشد و ارشاد اور مرسل الیہم کے لئے اس کا

---

[1] اور یہ چیز اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہیں رکھتی ۔

Marfat.com

مطیع و منقاد ہونا واجب ہے ۔ یہ سب ایسے پھول ہیں کہ ان سب کی مختلف صورتوں کی اصل صورت نوعیہ ہے لیکن لطف الٰہی بنی آدم کے ہر فرد کے ساتھ علیحدہ معاملت کے لئے صورتِ نوعیہ کے خواص کی نسبت سے تنزل فرماتا ہے ۔ اور لوازمات میں سے کسی ایک لازم کو جو عادت کے طور پر بنی آدم میں عام اور مسلم ہوگئی ہے لے لیتا ہے اور اس کو اقتضاءِ خواص نوع کے مقام پر اقامت بخشتا ہے جیسے طاعات حق جن کو خدائے تعالیٰ نے انعام کے طور پر ہر فرد متوسط طور پر ادا کرتا ہے جو حجت کی اصلیت کے مطابق ۔ اسی طرح انبیاء کی نبوت کا اثبات معجزات پر مبنی ہے ۔ اور یہ ان کے شرفِ نفس پر ۔ نیز اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نفوس ملاءِ اعلیٰ سے ملحق ہیں ۔ اور یہ انبیاء ہی کا خاصہ ہے کیوں کہ اصل نبوت ان کو ہی دی گئی ہے ۔ بس عوام کے ادراک میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ اگر کوئی کو بادشاہ کسی شخص کو اپنا وزیر بنائے تو وزارت کی ظاہری علامت یہ ہوگی کہ وہ اپنی پرانی عادت کو تبدیل کرے ۔ یہ اس کی سچائی کی دلیل ہوگی ۔ یہ علم حق اس علم مالوف میں شامل ہوگیا ۔ اور ایک نے دوسرے کی جگہ لے لی لیقضی اللہ امراً کان مفعولاً ۔ جس طرح افراد انسانی کی یہ نسبت جو وجوب انقیاد کی مقتضی ہے یعنی وہ بادشاہوں کے احکام کی تعمیل سیاسی معاملات میں کرتے ہیں کیونکہ بادشاہ سیاسی رازوں سے واقف ہوتا ہے ۔ اسی طرح شریعت کے راز سے کسی شیخ کو واقفِ اسرار بناتے ہیں ۔ اور اس سے مستفیض ہونا شرط صحبت پر مبنی ہے ۔ اور یہ اس شیخ کے شرفِ نفس اور ملاءِ اعلیٰ سے علماً اور عملاً اتصال پر دلالت کرتا ہے ۔ اور اللہ کی مرضی پر راضی رہنا بھی مشروط ہے ۔ اور علوم حقہ خصوصاً احکامِ شریعت اور کلام نفسی کے اجراء سے مستفیض ہونا بمنزلۂ جریان نہر (نہر کے جاری ہونے کی طرح) بسوئے نفس پیغمبر ہے لہذا سحر و طلسم خوارق کی حد سے نکل آئے ۔ کیونکہ جو خوارق عادات سحر و طلسم کے حصول کے لئے کئے جاتے ہیں ان میں دنیاوی مفاد مدنظر ہوتا ہے ۔ اور وہ علم کسبی ہوتا ہے لیکن احوالِ قدسیہ معجزات کی حد میں داخل ہوگئے تو کہ ان کی شناخت عارف ہی کر سکتا ہے کہ جب آنحضرت فتح مکہ میں بابِ کعبہ کو پکڑ کر کھڑے ہوئے

Marfat.com

اور صنادید قریش کی ایک جماعت کو جنھوں نے آپ کی ایذا رسانی میں سعی بلیغ کی تھی اور ان کے سینے حضورؐ کی عداوت سے بھرے ہوئے تھے دیکھا کہ سب جمع ہو کر کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کیا کہنا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ آپ اخ کریم ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ (کیا) قصہؑ یوسف دہرانا چاہتے ہو۔ کہنے لگے ہاں۔ فرمایا میں بھی کہتا ہوں لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ کینہ وحسد ان کے دلوں سے (چشم زدن) میں نکل گیا۔ اس لطف کی وجہ سے یہ عجیب حادثہ پیش آیا۔ اور ان لوگوں کے قلوب کی صفائی بلاشک خرق عادت ہوئی لیکن اس خرقِ عادت کی اصلیت (وہ) قوتِ زہرہ تھی جس نے بہ نفس نفیس آنحضرتؐ میں جوش مارا اور ان قوائے زہرہ کو جو ان کفار کے نفوس میں تھے ہیجان میں لائی۔ اور دونوں نے مل کر عجیب علاج کی صورت ظاہر کردی۔ اور ایک عجیب انجذاب وروح وراحت و بہجت وسرور ظاہر ہوا۔ اور اسی طرح وہب بن عمیر آنحضرتؐ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا۔ اور آپ نے اس کو بعض امور عینہ (خفیہ ارادہ قتل آنحضرت) پر مطلع فرمایا۔ اس اطلاع دینے کے درمیان آنحضرتؐ کے نفس سے عجیب قوتِ زہرہ برآمد ہوئی۔ اور وہب کے نفس پر مثل چنگاری کے گری۔ اور اس کی رعونت کو کلیۃً جلا ڈالا۔ اور ایسا ہی واقعہ ثمامہ ہرزمانی اور ہند زوجہ ابوسفیان کے ساتھ پیش آیا۔ یہ سب قوتِ زہرہ ہے جو صاحبِ دولت کے نفس سے نکل کر دوسروں کے نفوس تک پہنچتی ہے۔ اور ان کے قوائے کامنہ کو ہیجان میں لاتی ہے اور عجیب طلسم ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح جنگ بدر میں قوت مریخیہ نے قوت شمسیہ سے دوچند شامل ہو کر آنحضرتؐ کے نفس نفیس سے جوش مارا۔ اور اسی طرح فتح مکہ میں قوت مریخیہ قوت شمسیہ سے تنگی پاچوگنی قوت سے مل کر بہ نفس نفیس آنحضرتؐ میں جوش زن ہوئی۔ اور غائب کو اپنا مسخر کیا۔ اور ایک ماہ کی مسافت تک آپؐ کا رعب طاری رہا۔ اور اسی طرح حجۃ الوداع کے دن قوت مشتری قوت شمسیہ کیساتھ۔ قوت قمر قوت زہرہ کے ساتھ۔ قوت زحل قوت عطارد کے ساتھ آپس میں ایسی مل گئیں کہ ایک جز ہوگئیں۔ یہاں تک کہ تینوں ایک ہوگئیں

Marfat.com

اور عالم میں عجیب تسخیر و تالیف و فرمان و تشریف پھیلا دی۔ جاہل کہے گا کہ یہ معجزے نہیں ہیں اس لئے کہ جو شخص بھی ایسے طالع میں پیدا ہوا اس سے بھی ایسے ہی معجزے سرزد ہوں۔ اور یہ ہمیشہ نہیں ہوتا ہے (یعنی معجزات صرف انبیاء علیہم السلام کیلئے مخصوص ہیں)

افادہ :۔ مزامیر کو حلال جاننے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم مزامیر کی آوازوں سے لذت پاتے ہو یا نہیں۔ اور اس کہنے سے اس کی غرض یہ معلوم ہوئی کہ اگر ان نغمات کو تم اچھا سمجھتے ہو تو اس کے سننے پر انکار اور احتراز نہ کرتے۔ میں نے کہا تم نے بات کا سلسلہ شروع کیا اب اپنے حواس کو جمع کرو اور سمجھو اگر سمجھ سکتے ہو۔ ہاں میں اس کی خوبیاں سمجھتا ہوں۔ اور اس سے بہت زائد لذت یاب ہوں۔ اگر چند روز میں اس پر مداومت کروں (پابندی) تو اس کا خوف ہے کہ اس میں گم نہ ہو جاؤں۔ اور تمام اشغال سے باز رہوں۔ لیکن دو چیزیں اس کی مانع ہیں۔ ایک شرعی۔ دوسری طبعی۔ مانع شرعی یہ ہے کہ ہر چند اپنی حد ذات میں کریم مطلق کے اطلاق نے اپنے کرم بے علت سے تشرع کی قمیص مجھے پہنائی ہے اور میری لذت اس میں رکھی ہے جو شرع کے موافق ہو۔ اور جو چیز خلاف شرع ہو اس سے مجھے نفرت دی ہے وہ نفرت مجھے اسکی اجازت نہیں دیتی کہ میں اس قسم کی چیزوں کی طرف مشغول رہوں اور مانع طبعی یہ ہے کہ میری شرافت نفس اس کو جائز نہیں سمجھتی ہے کہ میں بدعتیوں کی مجلس میں بیٹھوں۔ اور امردوں یا نامحرم عورتوں کا گانا سنوں۔ یا کسی غیر شریف عورت سے نکاح کروں۔ شرافت نفس جس سے مطلب اعراض نفس ہے اس قسم کی حرکات سے اصل فطرت کے مطابق اوضاع خسیسہ سے مجھے روکنے والی ہے۔ اگر تم عقل سلیم رکھتے ہو تو ایک دقیق نکتہ اس سے زائد میں بیان کروں؛ جس طرح میرا نفس شرافت رکھتا ہے اسی طرح میری جان جاں جو میری جان کا خلاصہ ہے وہ بھی شرافت رکھتی ہے۔ اور اس کی شرافت یہ ہے کہ وہ فطرتاً اس بات سے مانع ہے کہ میری جان جاں میں تجلی اعظم کے نقوش کے علاوہ کوئی اور نقش منطبع ہو۔ میری فطرت ایسی پر

Marfat.com

پیدا کی گئی ہے کہ اس میں تجلی اعظم ہی کا نقش منطبع رہے جس طرح انگوٹھی کے نقوش موم میں اور جو کچھ تجلی اعظم کے علاوہ ہے اس کے نقوش کے انطباع سے میری جان جاں انکار کرتی ہے۔ اور ایک قسم کی الفت و نفرت رکھتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا بھید ہے جو میں نے سید البشر شفیع یوم المحشر علیہ الصلوات والتسلیمات سے میراث میں پایا ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلَا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا وَمَا یَنْبَغِیْ لِمَنِ اتَّخَذَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَلِیْلًا اَنْ یَتَّخِذَ غَیْرَ اللّٰہِ خَلِیْلًا۔ اَوْکَمَا قَالَ:۔

افادہ :۔ بعض صفات محمودہ صفات غیر محمودہ کے ساتھ مشتبہ ہوتے ہیں اور نادانوں پر دشوار ہوتے ہیں جسطرح بعض مواد میں جُبن حلم کے ساتھ اور حلم جبن کے ساتھ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ کراہیت کے مقام پر ہوتا ہے۔ اسی طرح بہت سے نافہموں کی نگاہ میں عالی ہمتی اور تشویش مختلط و ملتبس ہوتی ہیں اور مل جاتی ہے، عالی ہمتی نفس کی پاکیزگی کی صفت ہے جو عنصر کے میل کی طرح اپنی مطلع باطنی کی طرف رغبت کرتا ہے (یعنی) بعض ان مناصب شریفہ کی طرف جو اس کی جبلت میں رکھے ہوں لیکن اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ وہ بالفعل اس نفس میں متحقق ہو جائیں پس نفس طبعی طور پر اس کی طرف رغبت کرتا اور اس کی طلب کرتا ہے۔ اور اپنے قوائے عقلیہ وعملیہ کی افواج کو اس کی تحصیل پر مقرر کرتا ہے۔ اور یقیناً آخر کار اس مطلب (مقصد) پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور تشویش سے مطلب یہ ہے کہ آدمی اصل فطرت میں ماؤف (بے بس) ہوتا ہے۔ اس کی ظلمتِ نفس سے ایک بخار جو سودا کے بخار کے مثل ہوتا ہے نکل کر اس کے قوائے عقلیہ کی طرف صعود کرتا ہے۔ اور اس کے حزم (عاقبت اندیشی) کو مشوش اور عقل کو تیرہ و تار کر دیتا ہے۔ اس حالت میں جو مقصد اسنی اس کو نظر آتا ہے وہ مناصب دینیہ کے عادات واستحسان سے اسکو محقق پاتا ہے۔ اور اس کے فقدان سے وہ رنجیدہ ہوتا ہے۔ نہ اس کے قوی اس کا تقاضہ کرتے ہیں۔ اور نہ اس کے نفس کی جبلت میں وہ ودیعت رکھے گئے ہیں۔ اور نہ قوائے عقلیہ وعملیہ کے

Marfat.com

اعمال ان مطالب کے حاصل کرنے میں اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پس تشویش اور عالی ہمتی میں فرق کئی وجوہ سے پیدا ہوتا ہے۔ عالی ہمتی میں استعداد اس کے مطلب (مقصد) کے مناسب ہے۔ اور اس مطلب کا اجمال اس کے نفس میں ودیعت رکھا ہے اور اس کی تفصیل دوسرے سے وابستہ کردی گئی ہے اور اعمال قویٰ اسی کے مطابق متحقق ہوتے ہیں۔ آخر کار اس امر پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور تشویش میں استعداد مناسب نہیں ہے۔ اور نہ اس کی طلب میں کوشش کرے۔ اور نہ استعداد و اجمال ودیعت کیا کیا گیا ہے۔ اور نہ انجام کار اس پر فائز ہوگا۔ اور اگر کوئی دوسری خواہش اور مطلب اس کے پیش نظر ہو جائے تو اس کو حاصل کرنے کی بھی خواہش اس میں پیدا ہو جائیگی اس کی مثال بر جائی آدمی ...... کی ہے جس طرح کوئی آدمی جسکو عرف عام میں فقیر بن فقیر کہتے ہیں جو نہ عقل معاش رکھتا ہے۔ اور نہ شجاعت و کفایت۔ اگر طلب سلطنت اس کے دماغ میں آشیانہ بنالے تو اس کو ارباب جنون میں شمار کریں گے (برخلاف اس کے) اگر کوئی شہزادہ جو عقلمند بھی ہو اور شجاع بھی (اور اسی کے ساتھ) تالیف قلوب اور ہر دلعزیزی بھی حاصل ہو وہ اگر سلطنت حاصل کرنیکی کوشش کرے تو اس کو عالی ہمت شمار کریں گے۔ جب یہ بات واضح ہو گئی تو جان لینا چاہیئے کہ مرضیٔ الٰہی ہر اس شخص کے حق میں ہے جو امور دینیہ و دنیا ویہ سے اس کو طلب کرتا ہے۔ اور اس کے قویٰ اس کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں۔ اور فکر و تشویش میں پڑنے میں مرضیٔ الٰہی یہ ہے کہ استقامت نفس طلب کرنا چاہیئے۔ اور وہ اقسام نفس میں سے ہر قسم میں موجود ہے قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِسْتَقِیْمُوا ولن تحصوا۔ اکثر افراد بنی آدم اس کے مستعد ہیں کہ اپنی قوت بہیمیہ و سبعیہ کو پابند شرع کریں۔ اور طہارت و عبادت و مناجات کے انوار سے منور ہوں۔ نہ یہ کہ فنائے بحت اور مقامات توحید پر پہنچ جائیں۔ ان کو سوا اس مطلب کیلئے مقدور بھر کوشش کرنا اور نایافت کی تشویش میں متالم ہونا ان کے کاروبار میں مانع ہے۔ اور اگر سالک خود اپنی استعداد کا تعین نہ کر سکے تو اسے کسی متمکن (اہل دل) کے

Marfat.com

پاس جانا چاہیئے۔ اور اس سے استفسار کرنا چاہیئے۔ ذالکَ تقدیرُ العزیزِ العلیم۔

تیسری قسم ان بزرگوں کے اقوال و احوال کے سلسلہ میں جو حضرت اقدس سے نسبت و قرابت رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں شیخین جلیلین (جو حضرت اقدس کے بڑے اور چھوٹے ماموں صاحبان ہیں) کے ذکر سے ابتدا کی جاتی ہے۔ اگرچہ بندہ کاتب حروف کا ارادہ یہ ہے کہ اگر توفیق الٰہی شاملِ حال ہو جائے تو ان دونوں حضرات کے مآثر میں مع بعض دیگر اصحاب کے ذکر کے ایک علٰحدہ رسالہ ترتیب دے لوں کہ اس رسالہ میں بھی جو اس خاندانِ عالیشان کے بزرگوں پر مشتمل ہے اور جن کی خدمت میں یہ غلام شرف اندوز رہا ہے۔ اور ان کے واردات، واقعات، افادات اور کرامات سے سعادتِ دوجہانی کا ذخیرہ اندوز ہوا ہے۔ تاکہ اگر دوبارہ تائید الٰہی سے اس ارادہ کو عمل میں لانے کی توفیق حاصل ہو تو مصداق ھو المسک ما کررتہ یتضوع (وہ ایک ایسا مشک ہے کہ تم اس کو جتنا زائد گھسو گے وہ اتنی ہی خوشبو دے گی) ورنہ بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کلیتاً اس دولت سے محروم بھی نہ رہے، قدرے ان بزرگوں کے حالات بھی شامل کرتا ہے۔ چونکہ یہ قسم موضوع ان بزرگوں کے ذکر میں ہے جو حضرتِ اقدس سے نسبت و قرابتِ خاص رکھتے ہیں۔ لہٰذا اصولاً، الاقرب فالاقرب کے قاعدہ کے مطابق پہلے حضرت اقدس کے دونوں بھائیوں کا ذکر ہونا چاہیئے تھا لیکن حضرت اقدس کے حکم کے مطابق جو حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہے شیخین کا ذکر مقدم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بیان قدرے احوال کرامت اشتمال واقوال اسرار مالا مال صاحب مقامات عالیہ وکمالات ظاہرہ، صاحب ریاضات و مجاہدات کثیرہ ومعارف عظیمہ الراسخ فی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ جامع علوم ظاہری و باطنی حضرت عارف باللہ شیخ عبداللہ ادام اللہ ظلال ارشادہم جو حضرت اقدس کے بڑے ماموں صاحب ہیں اور غلام کاتب حروف کے والد ماجد۔

افادہ۔ اس فقیر نے ثقہ لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت قبلہ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد قبلۂ ارباب معرفت وشہود کعبۂ اصحاب ذوق وجود مظہر کامل اللہ الصمد حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ العزیز نے ایک مبشرہ میں حق تعالیٰ کو تجلیٔ صوری کیساتھ دیکھا کہ ایک بچہ کی انگلی پکڑ کر لایا اور فرما رہا ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ اس بچہ کو تجھے دیدوں انھوں نے عرض کیا کہ خداوندا بندہ تیرا ہے جہاں تو چاہے اس کا وجود ظاہر فرما (جس کو تو چاہے عطا فرما) اس مبشرہ کے بعد ہی حضرت قبلہ پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے دست حمایت میں تربیت پائی۔

افادہ۔ حضرت جدامجد کے (خادمین میں سے) ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ ابتدائً حضرت قبلہ تحصیل علم کی طرف زائد راغب نہ تھے اور نہ پابند۔ ایک روز میں نے حضرت مرشدی قدس سرہٗ سے ان کے عدم شوق کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا " اے فلاں تم کیوں فکر کرتے ہو یہ لڑکا جیسا ہونے والا ہے وہ ہوکر رہے گا " پس آپکے اس فرمانے نے ظہور کیا ایسا حضرت قبلہ نے خود زبان شریعت سے بیان کیا کہ میں عربی میں شرح ملاجامی تک پڑھ چکا تھا لیکن میرا حال یہ تھا کہ کچھ بھی ترکیب عبارات معلوم نہ تھی۔ جب والد ماجد کے حضور میں درس لینے جاتا تو ناچار

Marfat.com

درس کی مقدار بھر مطالعہ کر کے لیجا تا تھا لیکن صحت اعراب اور ان کی اغلاط سے کوئی خاص واقفیت نہ تھی (عبور نہ تھا) ایک روز میں مطالعہ کر رہا تھا اور اعراب قاعدۂ نحوی کے خلاف زبان سے نکل رہے تھے اسی اثنا میں میرے ماموں شیخ بدر الحق (وہاں) پہونچ گئے اور اس کو سنکر مجھے ان کی اغلاط پر مطلع فرمایا اور صحت فرمائی اور ان کی تراکیب کے طریقے بتائے۔ جب اس دن حضرت والد ماجد کے حضور سبق پڑھنے گیا اور تمام عبادت صحیح پڑھی تو آپ نے امتحاناً مجھ سے پوچھا کہ آج عبارت کو تم نے صحیح کیسے پڑھ لیا جب میں نے آپ سے اسکی وجہ عرض کی تو بہایت مسرور ہوئے اور اسی وقت سے میرے مطالعہ کا فتح باب ہوگیا اور ذہن کھل گیا اور مطالعہ کا اس حد تک شوق پیدا ہوگیا کہ بیشتر تو پوری پوری رات مطالعہ میں گذار دیا کرتا تھا اور اپنے تمام ہم سبق طلباء کو بلکہ وہ جو پڑھائی میں مجھ سے کبھی آگے تھے سب کو درس دینے لگا اور انھوں نے مجھ سے کتب متداولہ (مروّجہ) پڑھیں

افادہ :۔ حضرت قبلہ تحصیل علوم کے بعد اشغال طریقت میں مشغول ہوئے جس میں بڑی سخت ریاضتیں کیں اور متعدد چلے کھینچے یہاں تک کہ (ایک وقت ایسا آیا) کہ انوار طریقت اور اسرار حقیقت پر فائز ہو گئے اور اپنے والد ماجد (مرشد حقیقی) کے حضور میں صاحب تصرف اور مشکلات حل کرنے میں ماہر ہو گئے اور درس و تدریس کا کل کاروبار انھیں کے متعلق ہوگیا اور والد ماجد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد وتلقین پران کے سجادہ نشین ہوئے اور ان کے والد کے تمام کارکردہ اصحاب نے آپ سے رجوع کیا اور آپ کی خدمت میں ظاہری و باطنی استفادہ کیا اور تعظیم و توقیر خادمانہ بجالاتے تھے اور حضرت قبلہ نے بھی فقراء اور طلباء کی رضا جوئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور افادۂ علوم اور افاضۂ اسرار پر کمربستہ ہوئے استقامت میں راسخ القدم اور عالی مرتبہ ہوئے اور باوجود تمام امور پر کلیتاً ثابت قدم رہنے کے پھر کمر استرشاد باندھ کر مرشد مرشد شیخ بزرگ

Marfat.com

امام الطریقہ قطب الحقیقہ حضرت شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ العزیز کے آستانۂ فیض آشیانہ پر دہلی میں حاضر ہوئے اور اپنی مشیخت کو یکسو رکھکر تجدید بیعت کی اور از سر نو سلوک شروع کیا ایک سال تک آپ کی خدمت میں آستانۂ کرامت آشیاں پر قیام کرکے فیوض حاصل کیے یہاں تک کہ اس شعر کے مصداق ہوگئے ؎ کان للہ بودہٗ در ما مضیٰ ۔ تا کہ کان اللہ لہٗ آمد جزا

حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ نے اجازت ارشاد بلا واسطہ عنایت فرمائی اور اس مضمون کی مثال تحریر فرما کر مرحمت فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الصراط المستقیم	سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم کو صراط مستقیم
ووفقنا العروج الی معارج المنهج القویم	کی ہدایت دی اور راہ سلوک کے معارج کی طرف عروج
والصلوٰة علی رسوله محمد صاحب الخلق العظیم	کی توفیق دی! اور درود ہو اسکے رسول محمد صلی اللہ
وآله واصحابه الهداة الی النعیم المقیم اما بعد	علیہ وسلم پر جو صاحب خلق عظیم ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر
فیقول العبد الضعیف النحیف الراجی الی رحمة الرب	جو نعیم مقیم کی جانب ہدایت دینے والے ہیں۔ اما بعد بندۂ ضعیف و نحیف
المعین عبد الرحیم بن وجیه الحق والدین غفر الله	رب معین کی رحمت کا امیدوار عبدالرحیم بن وجیہ الحق والدین
له ولوالدیه واحسن الیهما والیه لما تفتشت	اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے اور
الشیخ عبید الله بن مخزن الحقائق والمعارف	اس کے اور ان کے ساتھ نیک سلوک فرمائے کہتا ہے کہ جب میں نے
الشیخ محمد قدس سره اشغال الطریقة القادریة	شیخ عبیداللہ بن مخزن حقائق و معارف شیخ محمد قدس سرہ
والچشتیة والنقشبندیة والمداریة زاد الله	میں طریقہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ اور مداریہ،
لاهلهم شرفا وعزا. رأیت فیه آثار الفناء	اللہ تعالیٰ اسکے اہل کو شرف و عزت بخشے، کے سلسلہ
والبقاء والوارداتها واسرارها فاجزته الارشاد	میں تفتیش کی تو ان میں فنا و بقا کے آثار اور اسکے
للطالبین والسالکین الی الله والبسته خرقة	الوار و اسرار مشاہدہ کیے پس میں نے ان کو طالبین
المشائخ قدس الله اسرارهم کما اجازنی و	و سالکین کے رشد و ارشاد کی اجازت دی۔ اور انکو
البسنی مشائخ الطرق المذکورة نسن صحبة	مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم کا خرقہ پہنایا جس طرح

Marfat.com

فکانما صحبنی ویدہ کیدی فمن بایعہ فکانما بایعنی، وایضاً اجزتہ لدرس التفسیر والحدیث، اللھم ارزقنی ایای وایاہ الاستقامۃ علی سجادۃ المشائخ واجعل الاٰخرۃ خیراً من الاولی بعزتک ورحمتک نبیک وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم، اللھم وفقہ لما تحب وترضیٰ

مشائخ طرق مذکورہ نے مجھکو مجاز کیا اور خرقہ پہنایا جس نے ان کی صحبت اٹھائی اس نے (درحقیقت) میری صحبت اٹھائی ان کا ہاتھ (یعنی) میرا ہاتھ ہے جس نے ان سے بیعت کی اس نے مجھ سے بیعت کی نیز میں نے ان کو حدیث وتفسیر کے درس کی اجازت دی ہے۔ اے اللہ مجھکو اور ان کو مشائخ کرام کے سجادہ پر استقامت عطا فرما اور آخرت کو اپنی عزت ورحمت اور اپنے نبی کریم اور ان کے آل واصحاب کی حرمت کے طفیل سے دنیا سے بہتر بنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے نبی لوگوں سے کہدو) کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔ اے اللہ ان کو ان باتوں کی توفیق عطا فرما جن کی تیری مرضی ہے اور جن کو تو پسند کرتا ہے۔ ....

اور اپنی مہر خاص کے نزدیک دستخط فرما کر یہ الفاظ تحریر فرمائے اللھم ارزقہ الاستقامۃ واجعلہ صاحب الکرامۃ " اے اللہ ان کو استقامت عطا فرما اور صاحب کرامۃ بنا"

افادہ:۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ جو کسی جگہ کے صاحب ولایت ہوتے ہیں ان کی ہمت کو اس دیار کے لیے فائدہ پہونچانے والا اور نقصان کو دفع کرنیوالا بنا دیتے ہیں اور اس چیز کو عالم مثال میں متمثل اور مشبح کر دیتے ہیں۔ اور اس دیار میں افاضۂ برکات کا ذریعہ بنا دیتے ہیں اور وہاں والوں کو انکا مسخر ومطیع کر دیتے ہیں اور ان کے خیر خواہ کو مقبول اور بدخواہ کو مخذول بنا دیتے ہیں اور یہ بات بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے ماموں صاحب کو اللہ ان کو سلامت رکھے عطا فرمائی تھے۔ ایک واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ کو

Marfat.com

عوام وخواص کے قلوب میں قبولیت عامہ (مہر دلعزیزی) عطا فرمائی (اس وقت سے) تمام امراء وغرباء۔ اور فقراء آپ کے معتقد میں اور اپنی مقصد برآری میں دعا وتوجہ وتعویذات وغیرہ میں آپ سے رجوع کرتے ہیں۔ اور آپ کے قدموں کی برکت سے برکات حاصل کرتے ہیں اور اپنے مسائل کا حل آپ کی کلید توجہ و ہمت سے وابستہ پاتے ہیں اور حضرت قبلہ خود بھی دوسروں کی مصالح کی خاطر بذات خود شدت وکلفت اختیار فرماتے ہیں اور متعلقین کی حاجت برآری اور غرباء کے ساتھ سلوک کرنے میں بے اختیار مال ودولت صرف کرتے ہیں اور تمام مخلصین کی دینی ودنیوی آسائش میں قلباً اور قالباً کوشش فرماتے ہیں یعطا اور بخشش انکی جبلت ہے دنیاوی مال ومتاع کی ان کی نگاہ میں کوئی قدر وقیمت نہیں ہے بارہا فرمایا کہ اکثر اوقات خواب میں سیم وزر نجاست کی صورت میں مجھے نظر آتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ہاتھ اور پیر نجاست میں ملوث ہوگئے ہیں اور شدت نفرت سے میرے پورے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور اس وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتوحات ہونے والی ہیں اور پھر ایسا ہی ہوتا بھی ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ مال ودولت درحقیقت نجاست کے سوا کچھ نہیں۔ اور حضرت قبلہ کو اللہ تعالیٰ نے لباس جبروت عطا فرمایا جس کے رعب وہیبت سے کسی کو آپ کے سامنے بجز ادب وتعظیم کے مجال سخن نہیں ہے اور نہ ہر شخص آپ کے روبرو بے جھجک بات کرسکتا ہے

افادہ:۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان کی ہمت جس چیز سے وابستہ ہوتی ہے اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اور واقعتاً تصرفات آفاقی حضرت قبلہ سے بکثرت ہوئے اور جس کام کا قصد فرماتے ہیں وہ گو کہ لوگوں کی نگاہ میں کیسا ہی سخت ہو لیکن آپ کے حسب منشا ہوتا ہے اور اگر عملی کاموں میں مثل عمل ختم خواجگان وغیرہ کرتے ہیں تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ خلاف پڑے۔ چنانچہ ایک بار اطراف بارہ کے ایک ظالم شخص نے ایک امیر کی بیٹی سے اسکی وفات کے بعد بغیر اس کے گھر والوں

Marfat.com

اور اعزہ کے رضامندی کے شادی کرلی اور اس کا تمام مال واسباب از قسم نقد وجنس جو بھی اسکے گھر میں تھا بالجبر لے گیا اور حد سے زائد اسکی بے حرمتی و بے عزتی کی۔ اس لڑکی کے اعزہ نے اس سلسلہ میں حضرت قبلہ سے عرض کیا اور اپنی آتش اضطراب آپ سے بیان کی ایسا کہ آپ کے قلب مبارک کو خود بھی بہت قلق و تکلیف ہوئی۔ اور جب اس ظالم کا ظلم (آپ پر) ثابت ہوگیا تو آپ نے اپنی توجہ اس طرف مبذول فرمائی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ اطمینان رکھو انشاء اللہ اس ظالم کو اسکی سزا ملیگی آپ کے اس فرمانے کے مطابق بہت دن نہ گذرے تھے کہ اس ظالم شخص اور اس کے بھائیوں کے مابین دشمنی ہوگئی اور (رفتہ رفتہ) اس حد تک نوبت پہونچ گئی کہ جنگ چھڑ گئی اور اس میں وہ مارا گیا رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ اس لڑکی کے ولی اسکو مع تمام اسباب خانگی کے جسطرح وہ لے گیا تھا لے آئے اور اس طرح ان سب کو تشفی خاطر حاصل ہوگئی۔

افادہ:۔ حضرت اقدس نے متعدد بار فرمایا اور تجربہ بھی ہوا کہ جس کسی نے بھی حضرت قبلہ کی خلاف مرضی کوئی کام کیا تو وہ ضرور مخذول (ذلیل) ہوا اور اس کا کام تہ و بالا ہوگیا۔ چنانچہ ایک شخص کا جو آپ کے والد ماجد کے ساتھیوں میں سے تھا اپنے بعض شرکاء سے جھگڑا ہوگیا اس سلسلہ میں طرفین نے حضرت قبلہ کو حکم مقرر کیا اور وہ مخلص بڑی منت و سماجت کر کے آپکو اپنے گھر لے گیا اور اس قضیہ کا فیصلہ کرنیکی آپ سے استدعا کی آپنے فرمایا کہ اے فلاں مجھے دوستی کا پاس ہے اس لئے تمہارے لئے بہتری اسی (میں تمہاری خیر خواہی یہ دیکھتا ہوں) کہ اس کا فیصلہ کسی دوسرے سے کر والو۔ اس نے عرض کیا کہ اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میرے فیصلہ سے تم خوش نہ ہوگے اور یہ چیز تمہاری تکلیف کا باعث ہوگی ہم نہیں چاہتے کہ اس سے تمہیں کوئی تکلیف پہونچے اس نے عرض کیا اگر حضور ہمارا گھر بار بھی دیدیں تب بھی ہمکو قبول ہے ہم ہرگز عدول حکمی نہ کریں گے۔ آپ نے پھر وہی بات فرمائی اس نے پھر وہی جواب دیا آخر آپنے فرمایا کہ تمکو اختیار ہے جو بات تھی وہ میں نے تم سے بتادی۔ اب تم جانو

Marfat.com

اور ہمارا کام۔ پھر بہت بحث و مباحثہ کے بعد جو کچھ از روئے شرع آپ نے بہتر سمجھا اس سلسلہ میں فیصلہ فرمایا۔ اور آپ کے اس فیصلہ پر اس مجلس میں موجود تمام رؤسا بار ہو اور طرفین راضی ہو گئے پھر وہ مجلس برخاست ہو گئی کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اس مخلص کے احباب نے اس سلسلہ میں گفت و شنید کر کے اس کی طبیعت کو منحرف کرا دیا۔ جب حضرت قبلہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا جس کا مجھے پہلے سے اندیشہ تھا اور میں کہتا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا ماشاء اللہ کان اور پھر تھوڑی مدت نہ گذری تھی کہ وہ ساری مصالحت درہم برہم ہو گئی اور ان میں آپس میں مقاتلہ ہوا جس میں وہ شخص مع اپنے لڑکے اور رفقاء کے مارا گیا۔ نیز اسی طرح حضرت قبلہ کے مخلصین میں سے ایک شخص نے مرضیٔ مبارک کے خلاف غلط روش اختیار کی جسکی وجہ سے آپ اس سے بہت بددل ہو گئے اور تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ اس کے سارے کام نہایت درہم برہم ہو گئے اور وہ ایک حادثہ میں زخمی ہو گیا وہ لوگ اسے مردہ کی طرح اٹھا کر لے گئے اور افاقہ ہونے کے بعد اسکو قید کر لیا اور ایک مدت تک اسے مقید و پابزنجیر رکھا پھر اس نے حضرت قبلہ کی خدمت میں بڑی توبہ و منت سماجت کروائی آپ نے اس کے حال زار پر شفقت و توجہ فرمائی جس سے اس کو رہائی حاصل ہوئی اور اس کے کام کو خوب فروغ ہوا پھر اسکو ایک ظالم و جابر شخص نے ناحق قید کر کے قتل کر دیا جس سے قلب مبارک کو نہایت صدمہ ہوا اور اس واقعہ کو بہت دن نہ گذرے تھے کہ وہ ظالم بھی اس طرح سے ہلاک ہوا جس کا لوگوں کو گمان بھی نہ تھا۔ اور اس واقعہ سے بہت سے لوگوں کو عبرت حاصل ہوئی اور جاننا چاہیے کہ حضرت قبلہ کو جب کسی کی نسبت انقباض خاطر ہوتا ہے تو عادت شریفہ یہ ہے کہ کبھی اسکے حق میں بد دعا نہیں فرماتے لیکن آپ کا انقباض دل پر اثر لئے رہنا (ہی) اس کے لیے موجب وبال ہو جاتا ہے بلکہ اس کے ذکر سے ہی سکوت فرما لیتے ہیں اور اپنے سامنے اس شخص کا ذکر کرنے سے بھی لوگوں کو منع فرماتے ہیں۔

افادہ :۔ حضرت اقدس نے بارہا فرمایا کہ وہ نہایت صائب الرائے ہیں اور واقعتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات مجمع کمالات کو عقل معاش کے ساتھ ساتھ عقل معاد بھی بدرجۂ کمال عطا فرمائی ہے کہ باوجود اسکے مہمات دنیوی میں غور و خوض سے انتہائی نفرت

Marfat.com

رکھتے ہیں اور حتی الامکان اس قسم کے امور دوسروں کے سپرد فرماتے ہیں لیکن جو تدبیر اور رائے آپ کی ہوتی ہے وہی سب سے بہتر اور صائب ہوتی ہے

اس دور میں عبادات و ریاضات میں متقدمین مشائخ کی یادگار ہیں۔ تقریباً چالیس سال سے باوجود ضعف و نقاہت کے بجز ایام ممنوعہ افطار نہیں فرماتے وہ کبھی قطرۂ آب سے۔ اور خواہ سفر ہو یا حضر صحت کی حالت ہو یا بیماری کی قیام لیل کبھی فوت نہیں ہوتا اور اوقات کو منضبط و معمور رکھنے کے بہت پابند ہیں ایسا کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ہے ان کا وقت یا تو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کی تدریس میں صرف ہوتا ہے یا اوراد و وظائف میں لیکن اوقات مراقبہ میں ان سے کوئی فتور نہیں پڑتا عام مجلسوں میں بھی خلوت در انجمن کے شغل کے پابند ہیں کہ باوجود آمد و رفت کی کثرت کے مذکورہ امور پر مکمل پابندی اور پورا اہتمام رکھتے ہیں اور اسی ضمن میں لوگوں کے مطالب و مقاصد بھی ادا فرماتے ہیں اور بیشتر اوقات ساکت و صامت رہتے ہیں اگر بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو بہت مختصر بات کرتے ہیں اور کبھی کبھی تصوف کا درس مثل فصوص شیخ اکبر اور مثنوی مولانا روم بھی دیتے ہیں اور حقائق و معارف اور وحدت الوجود کے بیان میں محققانہ ذوق و مذاق رکھتے ہیں ایسا کہ توحید وجودی اور توحید شہودی میں کوئی مخالفت نہیں رہتی ہے۔ اور خلاف شرع صوفیوں سے نفرت عظیم رکھتے ہیں ۱۳۱۲ھ میں حضرت اقدس کی رفاقت میں حج کے لئے تشریف لے گئے نو ماہ مکہ معظمہ میں اور چار ماہ مدینہ منورہ میں قیام فرمایا دو حج ادا کئے اور ۱۳۱۳ھ میں واپس وطن تشریف لائے۔ الحاصل ان کا وجود باجود آیۃ من اللہ ہے

افادہ:۔ مخدومی شاہ اہل اللہ سلمہ اللہ برادر خورد حضرت اقدس نے (جن کے کمالات کا ذکر آگے آئیگا) فرمایا کہ میں نے حضرت قبلہ کو اپنے سامنے دیکھا کہ آپ کی جبین مبارک سے دونوں ابروؤں کے درمیان ایک نور ساطع نکل کر معیت

[illegible] بت ذات آپ کی جبین مبارک سے ظاہر ہوئی۔ [illegible]

Marfat.com

ساعت میں اسکے مشاہدے میں محو رہا پھر وہ نور میری نظروں سے غائب ہوگیا

افادہ :۔ حقائق آگاہ شاہ نور اللہ نے قصبہ بڈھانہ سے جو تھوڑے عرصہ سے انکا مسکن ہے بندہ کاتب حروف کو لکھا کہ قریب وقت صبح میں حالت نیم خوابی میں تھا کہ مجھے ٹھنڈک معلوم ہوئی چاہا کہ چادر اوڑھوں لیکن بوجہ کاہلی اس میں دیر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ آئے اور چادر میرے اوپر ڈال دی اس طرح کہ ٹھنڈک کی تکلیف ختم ہوگئی اور بدن گرم ہوگیا اور میں آرام سے سوگیا اور یہ گرمی صبح تک باقی رہی اور اسوقت یہ افاضہ فرمایا کہ نسبت عشق توحید آمیز ایسی ہو کہ وہ شعور میں حاضر وموجود رہے اور ماضی ومستقبل کو بھول جائے اور یہ القا ہوا کہ صوفی ابن الحال کے یہی معنی ہیں اس آگہی سے عجیب لذت حاصل ہوئی علی الصباح حضرت قبلہ کا والا نامہ مجھے موصول ہوا۔

افادہ :۔ نیز شاہ صاحب نے بیان فرمایا کہ جب میں نے حضرت قبلہ سے متوسطات پڑھکر شاہجہاں آباد جانے کا ارادہ کیا تو شب میں آپ سے اپنا ارادہ بیان کیا فرمایا بہتر ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ سورہ واقعہ بعد نماز مغرب وعشاء پڑھ لیا کرو انشاء اللہ اس کے ورد کی برکت سے کبھی فاقہ میں مبتلا نہ ہوگے مجھے اسی وقت یقین ہوگیا کہ آپ نے جو فرمایا وہ محض از روئے وجدان ہے ورنہ اسوقت اسکا کوئی موقعہ اور ذکر نہ تھا اور نہ میرے دل میں اس کا خیال ہی تھا بہرحال آپکے فرمانے کے بموجب میں نے اسکو اختیار کرلیا (پابندی کرلی) اور اس وقت سے (لیکر) اب تک تیس سال سے اوپر ہو چکے ہیں کبھی فاقہ میں مبتلا نہ ہوا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

افادہ :۔ میرے بیٹے (صاحبزادے) عبدالرحمٰن نے اللہ ان کو مقام احسان عطا فرمائے اور حلاوت عرفان کا ذائقہ نصیب کرے ۲۱ ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۰ھ کو مبشرہ میں دیکھا کہ ایک (جگہ) مکان ہے جیسے حضرت قبلہ اور بندہ کاتب حروف اور فرزند کو ر جا رہے ہیں حضرت قبلہ نے آپ سے فرمایا کہ آگے آگے چلو یہاں تک کہ ایک وسیع میدان میں پہونچے جہاں بڑے بڑے خیمے نصب ہیں اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس مقام پر ...

تشریف فرما ہیں جب اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چند لوگ دروازہ پر بیٹھے ہیں حضرت قبلہ نے ان سے اس مکان میں داخلہ کی اجازت چاہی دربانان مذکور نے اجازت دی ہم خیمہ کے اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ایک مجلس عظیم منعقد ہے اور بکثرت لوگ جمع ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے ہیں آپ کی ریش مبارک سیاہ ہے اور ردائے الوزیر ہلکے ہلکے تل ہیں۔ اور چادر مبارک کو بطور اضطباغ دوش مبارک پر ڈالے ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے آگے بڑھ کر بتعظیم سلام عرض کیا۔ آنحضرت خطبہ چھوڑ کر منبر سے نیچے اترے اور دو تین قدم آگے بڑھے اور حضرت قبلہ نے بہ کمال انقیاد (عقیدت) وخضوع آپ کے قدمہائے مبارک پر سر رکھدیا آنحضرت نے ان کو اٹھا کر گلے لگا لیا پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دینے میں مشغول ہو گئے اور خطبہ سے فراغت کے بعد منبر سے اتر آئے راوی کہتا ہے کہ منبر کے نیچے اس فقیر کاتب حروف کو شرف بغل گیری سے مشرف فرمایا (معانقہ فرمایا) اور راوی نے شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ پھر جب مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو ایک خوان لایا گیا جس ایک سفید دستار بہت بڑی اور ایک پرانا پیوند لگا ہوا لباس رکھا ہوا تھا آپ نے حضرت قبلہ کو حکم دیا کہ اس دستار کو اپنے سر پر باندھ لو۔ وہ کھڑے ہوئے اور اپنے سر پر باندھ لیا اس کے بعد اس چادر کو اوڑھنے کا حکم دیا اسکو بھی انہوں نے اوڑھ لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دستار میری ہے اور یہ چادر ابراہیم کی۔ راوی کہتا ہے کہ ہم جب اس جگہ کھڑے ہوئے تھے تو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے ہم کو حضرت قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا اسوقت میرے دل میں آیا کہ شاید آپ ہم کو حضرت قبلہ کی قدم بوسی کا اشارہ فرما رہے ہیں پس میں اسیوقت حضرت قبلہ سے قدم بوس ہوا لیکن یہ شک رہا کہ آپ کے اشارہ کا مطلب ان کی قدمبوسی تھی یا ان کی بیعت کا اشارہ تھا بعد ازاں اس مجلس سے باہر نکلے اور لوگوں نے ہر طرف سے ہجوم کر لیا اور ہر شخص کوئی چیز طلب کرنے لگا۔

ف چادر کو بغل کے نیچے سے لا کر کاندھے پر ڈالنا۔

Marfat.com

جس طرح کسی بادشاہ کے ملازمین و خدمتگار انعام کی درخواست کرتے ہیں جاننا چاہیے کہ اس حدیث شریف من رآنی فقد رأی الحق ومن لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قیل یا رسول اللہ وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن او یری لہٗ کے مطابق اس قسم کے مبشرات کو مناقب عظیمہ میں شمار کر سکتے ہیں

افادہ :۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراسے خواب میں مشرف ہوا آپ نے مجھے بہت سی مٹھائی عطا فرمائی، میں نے اسمیں سے بہت سی مٹھائی لیکر کھالی اور وہ بوجہ زیادتی میرے اطراف دہن سے بہنے لگی اور میں اسکو فرطِ ذوق سے کھانے لگا اور بقیہ خوان سر پر رکھ کر لوگوں میں تقسیم کر دی

افادۂ دیگر :۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ آنحضرت نے اپنی پشت مبارک کی میرے سر سے ٹیک لگا کر میرے سر کو اپنا تکیہ بنایا اور اپنا پورا بوجھ (وزن) اسپر ڈال کر آرام سے بیٹھ گئے اور میں نے اس حالت میں اپنے سر کو بغایت ادب خفیف سی جنبش بھی نہ دی (کہ مبادا آپ کے آرام میں خلل پڑے) اور شدت ذوق کی حالت مجھ پر طاری تھی

افادۂ دیگر :۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں آپ کے دہن مبارک کے اندر بیٹھا ہوا ہوں انہیں ایام میں میرے ماموں شیخ بدر الحق نے مجھے لوگوں کو وعظ کہنے کا حکم فرمایا میں نے ان کی فرمائش پر ضرور تاً مشکوٰۃ اور تنبیہ الغافلین کے مضامین کا لوگوں کو وعظ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اس واقعہ کی تعبیر یہی تھی

افادۂ دیگر :۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ ایک مکان

لہ جس نے مجھکو دیکھا اس نے یقیناً اللہ کو دیکھا اور نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہ رہیگی سو مبشرات کے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سچا خواب جسکو مومن دیکھتا ہے یا اسکو دکھایا جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

نہایت بلندی پر بنا ہوا ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ آنحضرت ؐ کا ہے میں اسکے اندر داخل ہوا دیکھا دو چارپائیاں بچھی ہوئی ہیں ان میں سے ایک پر آنحضرت ؐ کا سر اور ریش مبارک نظر آرہی ہے معلوم ہو رہا تھا کہ ایک نمونہ ہے جو اس پر بنا دیا گیا ہے اور جو دوسری چارپائی ہے وہ خالی ہے اور اس مکان میں عمدۃ العارفین شاہ ولی اللہ کو بھی میں نے دیکھا پس لوگ مجھے مبارکباد دینے لگے پھر میں چونک پڑا

افادۂ دیگر :۔ ایک بار رمضان کی ستائیسویں شب کو آنحضرت اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں فرمایا کہ میں ملائکہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حلقۂ ذکر میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان سے آجا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آج شب قدر ہے اور واقعتًا اس رات ایک عجیب نورانیت اور انشراح تھا

افادۂ دیگر :۔ حضرت قبلہ نے ایک بار ماہ رمضان میں فرمایا کہ اس ماہ شب قدر کے بعض آثار تیرھویں شب میں معلوم ہوئے واللہ اعلم

افادۂ دیگر :۔ حضرت قبلہ نے ایک بار رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور فرمایا کہ جب میں ستائیسویں شب کو تہجد کے وقت اٹھا اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوا اس وقت اچانک اپنی حقیقت کو سجدہ ریز پایا اور نیز مسجد کو سجدہ ریز دیکھا اس وقت یہ معلوم ہوا کہ آج شب قدر ہے

افادۂ دیگر :۔ حضرت قبلہ ایک بار ماہ رمضان ۱۲۳۵ھ کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف میں تھے فرمایا کہ طاق راتوں میں جب پچیسویں رات ہوئی میں نماز تراویح میں تھا ناگاہ میرے قلب میں یہ الہام ہوا کہ آج شب قدر ہے لیکن اسوقت شب قدر کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوئے جب میں نماز اور اوراد و وظائف سے فارغ ہوا تو مجھے نیند نے آلیا یہاں تک تہجد کا وقت آگیا۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حجابات اٹھے ہوئے ہیں میں نے وہاں سے بسرعت تمام لپک کر

Marfat.com

بعض دوستوں کو بیدار کیا اور مسجد سے باہر آکر اس کے صحن میں کھڑا ہو گیا جس جگہ پر نگاہ ڈالتا تھا اسکو نورِ ذات میں فانی پاتا تھا اور میں نے اس بات کا بچشم ظاہر مشاہدہ کیا نہ علمی طور پر اسی وقت میں نے وضو کیا اور نماز تہجد پڑھی اور دعا مانگی اور اسوقت تک یہ بات جلوہ گر اور مشہود تھی۔ جب ایک ساعت اس میں گذر گئی اور میں اپنے اوراد میں مشغول ہو گیا تب وہ آثار غائب ہو گئے

افادۂ دیگر:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک بار ایک شخص نے فوج جمع کر کے پھلت پر چڑھائی کر دی اور تمام مویشی ہنکا لے گیا بعض برادرانِ وطن ان مویشیوں کو چھڑانے کیلئے اس کے پاس گئے اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ اس ظالم نے ان سب کو قید کر لیا ہے اور کل پھر دوبارہ کثیر فوج لے کر لوٹ مار کریگا اس خبر وحشت اثر سے تمام اہل قصبہ پریشان اور مضطرب ہوئے اور یہ قصہ حضرت مرشدی قبلہ گاہی کے حضور میں عرض کیا۔ حضرت قبلہ گاہی نے وقت عشاء فرمایا کہ اس آفت و مصیبت کے دفعیہ کیلئے تمام لوگ نماز استخارہ پڑھکر ختم خواجگان پڑھیں ہم نے آپ کے فرمانے کے مطابق اٹھکر وضو کیا اور نماز شروع کی اثناء نماز میں نے دیکھا کہ قصبہ کے چاروں سمت بہت مضبوط و مستحکم دیوار کھنچی ہے جس میں کوئی آمد و رفت کا راستہ نہیں ہے۔ نماز سے فراغت کے بعد اس واقعہ کو حضرت قبلہ گاہی سے عرض کیا فرمایا کہ اب اطمینان ہو گیا اور یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس قصبہ کی شامل حال ہے۔ چنانچہ صبح کو وہ تمام لوگ جو گئے تھے صحیح سلامت واپس آگئے اور اس ظالم نے پھر قابو نہ پایا

افادۂ دیگر:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک بار میں اعتکاف میں بیٹھا ہوا تھا جب ۲۹ رمضان ہوئی اور لوگ رویت ہلال کے منتظر ہوئے اور لوگوں کو گمان غالب تھا کہ آج چاند ہو گا اسی دن میں عصر کے وقت ایک ضرورت سے اعتکاف سے باہر آیا۔ ایک گرگرا کو دیکھا کہ میرے سامنے آئی اور کہا کہ آج چاند نہیں ہے میں نے یہ واقعہ اپنے دوستوں سے بیان کیا پھر ہر چند لوگوں نے تفتیش کی

Marfat.com

اور بڑی کوششیں کیں لیکن نہ چاند دکھلائی دیا اور نہ کہیں سے چاند کی اطلاع آئی۔

افادہ دیگر :- ان ایام میں جب مغلیہ افواج سادات کے مقابلہ کو نکلیں اور پھلت کے قریب پڑاؤ ڈال کر محاصرہ کیا اور سادات کی فوج بھی قصبہ کے دوسری سمت خیمہ زن ہوئی اور میدان جنگ کے لئے یہ قصبہ مقرر ہوا اسکی وجہ سے قتل و غارت گری کے خوف سے لوگوں کے دلوں پر ایک اضطراب عظیم طاری تھا کہ اس آفت کبریٰ سے کس طرح نجات ہوگی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں ایک روز مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک پرندہ مور کے مشابہ مسجد کے دروازے پر آکر میرے مقابل بیٹھ گیا اور میری جانب منھ کرکے دو تین بار کہا کہ دفع ہوگئی دفع ہوگئی (اس سے) یہ معلوم ہوا کہ اس قصبہ سے آفت کے دفعیہ کی خبر دے رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ویسا ہی ظہور بھی ہوا کہ باوجود اس کے کہ معرکۂ عظیم قصبہ کے قریب ہی ہوا اور ایک عام قتل ہوا اور ملک غارت گری کا شکار ہوا لیکن یہ قصبہ بہمہ وجوہ محفوظ رہا۔

افادہ دیگر :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ نصف شب کے بعد میں ایک ورد کا پابند تھا ایک رات اتفاق سے مجھے نیند آگئی اور اس کے ورد کا وقت نکل گیا۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ ارواح ہجوم کئے ہوئے ہیں اور ان کی اس قدر کثرت ہے کہ میرے لئے وہ جگہ تنگ ہوگئی ہے میں اٹھا اور اس وظیفہ میں مشغول ہوگیا اور وہ بدستور رجوم کئے رہے یہاں تک کہ میں قرأت مقررہ سے فارغ ہوگیا۔

افادہ دیگر :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک رات میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ رہا تھا ناگاہ اس کلمہ کی حقیقت کے نور کا شعلہ جو تجلی حق تعالیٰ ہے بصورت غبار ظاہر ہوا میں دیکھ رہا تھا کہ جب وہ نور جوش مارتا ہے تو نفس کے پندار کی ظلمت غائب ہوجاتی ہے اور جب وہ شعلہ فرو ہوجاتا ہے تو وہ ظلمت بخار ضعیف کی طرح نمودار ہوتی ہے۔ پھر جب وہ شعلہ جوش مارتا ہے تو وہ صورت دخانیہ نابود و معدوم ہوجاتی ہے۔ اس حالت میں دل بہ غایت تعجب اسے ڈھونڈھتا تھا اور نہیں پاتا تھا تہجد کے وقت سے

Marfat.com

لیکر صبح تک اسی کیفیت کے تماشہ میں محو رہا ۔

افادہ :- ایک روز حضرت قبلہ امام ناصرالدین رضی اللہ عنہ کے مرقد اطہر کی زیارت کو قصبہ صونی پت تشریف لے گئے اور ان کی قبر منور کے قریب مراقب ہوئے جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ وہ ان کی روح مبارک مثل آفتاب ۔ آب کے ہے جس کی شعاعیں اطراف و جوانب سے منعکس ہو رہی ہے ۔

افادہ :- حضرت قبلہ کو ایک بار ایک سخت مرض لاحق ہوا ان ایام میں آپ فرماتے تھے کہ ارواح کا اتنا زائد ہجوم ہے اور میرے ساتھ وہ اس طرح اختلاط کر رہے ہیں کہ منہ ۔ ہاتھ ۔ بغل غرضکہ ہر جگہ انھیں پا رہا ہوں جو بظاہر اعمال و اولاد کے مؤکل ہیں بس رات و دن انھیں سے مناسبت ہے اور انھیں سے سلام و کلام ہے ۔

افادہ :- انھیں ایام مرض میں جب اس شدت مرض سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ کیا کوئی گانے والا موجود ہے جو مجھے گانا سنائے (اس وقت) ایک گانے والا حاضر ہوا اور آپ کے حکم سے اس نے گانا شروع کیا اسی اثناء میں اس فقیر سے فرمایا کہ عالم ناسوت سے انقطاع کلی ہو گیا ہے ۔ گویا یہ عالم ایک عالم وہم و خیال تھا جو غائب ہو گیا یا ایک خواب تھا جو فراموش ہو گیا ۔ پھر دوسرے وقت اس فقیر نے عرض کیا کہ عالم ناسوت سے جب اس حد تک انقطاع ہو گیا تو پھر نسبت کا کیا حال ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ نسبت کیا معنی "ہمہ اوست" ۔ فقیر نے عرض کیا کہ جی ہاں یہی مراد ہے ۔ بس آپ پر ایک جوش و خروش کی کیفیت طاری ہوئی ایک نعرہ مارا اور فرمایا کہ "ہمہ اوست" "نہ ہمہ از وست" ۔ بلکہ فقط ایک چیز ہے یعنی وحدت صرف ہے اور بس ۔

افادہ :- حضرت قبلہ جب حج کو تشریف لے گئے ماہ رمضان میں مکہ معظمہ میں روزانہ شب کو بیارہ عمرہ ادا فرماتے اور مبارک راتوں میں ساری ساری رات بیدار رہتے تھے اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے تھے اور عشرۂ اخیرہ میں مسجد حرام میں مواجہہ شریفہ میں بیت اللہ میں اعتکاف فرمایا اور ان دنوں میں جبکہ آپ حرمین شریفین

Marfat.com

میں قیام پذیر تھے اکثر اوقات حدیث شریف کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے چنانچہ اس دوران تمام صحاح ستہ اور مسند دارمی اور موطا امام مالک اور شفا قاضی عیاض کو بغور و خوض تلاوت فرمایا اور بکثرت کلام پاک ختم کیے۔

افادہ :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ عرفات میں ان تمام مخلصین کے حق میں جو حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ کے مرید ہیں اور وہ لوگ جو ہم سے رابطہ رکھتے ہیں ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ دعا مانگی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی امید ہے کہ وہ قبول ہوگی اور اکثر دوستوں کی طرف سے طواف بیت اللہ اور مسجد حرام اور مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات میں نمازیں ادا کیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے اسکی قوی امید ہے کہ اس کے فوائد ان کو حاصل ہوں گے ۔

افادہ :- حضرت قبلہ مکہ معظمہ میں قیام کے دوران شب کے وقت بکثرت طواف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اکثر اوقات طواف کعبہ کے دوران حقیقت کعبہ کو دیکھتا ہوں کہ میری طرف متوجہ اور نگراں ہے اور جب حجر اسود سے ہاتھ ملتا ہوں اور اسے بوسہ دیتا ہوں تو یہ نظر آتا ہے کہ وہی حقیقت میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچ رہی ہے ۔ اور جب اپنے سینہ کو ملتزم سے ملاتا ہوں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میری حقیقت بیت اللہ کی حقیقت میں پیوست (جذب ہو کر فنا ہو گئی ہے۔

افادہ :- حضرت قبلہ جب مدینہ طیبہ پہونچے اور مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔ فرمایا کہ میں اکثر اوقات جب مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ درمیان سے حجابات اٹھ گئے ہیں اور اپنے کو حجرۂ کریمہ میں پاتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ بغایت شفقت مجھکو اپنے سینۂ اسرار گنجینہ سے لگائے ہوئے ہیں اور جسطرح بچوں کو از فور شفقت و محبت سینے لپٹاتے ہیں اسی طرح پیار و محبت کا برتاؤ فرما رہے ہیں ۔

افادہ :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس دوران جب میں مدینہ منورہ میں تھا بعض اوقات آنحضرت ؐ کے مواجہہ شریفہ میں بعض دوستوں کیلئے سفارش اور دعا کرتا تھا

Marfat.com

اور اس حالت میں بعض دوستوں کی حقیقت کو اپنے قریب دیکھتا تھا لیکن ان میں سے ایک شخص کو دیکھتا تھا کہ وہ محجوب ہے اور گویا مواجہ شریفہ سے میری پشت پر چھپ رہا ہے اور متعدد بار یہ بات ظاہر ہوئی (اور اسکی وجہ سے) متفکر ہوا ہر چند غور کیا لیکن وجہ سمجھ میں نہ آئی (معلوم نہ ہو سکی) آخر جب وطن پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص ان دنوں بری حرکتوں میں مبتلا ہو گیا تھا اس بات سے واضح ہو گیا کہ اس کی محجوبیت کا یہی راز تھا۔

افادہ۔ حضرت قبلہ نے بندہ کاتب حروف سے اپنے ابتدائے سلوک کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ پہلے حضرت مرشدی والد ماجد قدس سرہ نے اسم ذات (اللہ) کا تصور قلب صنوبری پر نقش کرنے کی تعلیم دی اور اس پر اسم مذکور کی ضرب سانس کی آمد و رفت کے ساتھ مع اس نقش کے معائنہ و ملاحظہ کے تعلیم فرمائی۔ آپ کے حسب الحکم میں نے اسکے عمل پر مزاولت کی (مشق) اور مداومت حاصل کرلی (اس کا پابند ہو گیا) لیکن کسی قسم کی کوئی کیفیت ظاہر نہ ہوئی پھر آپ نے شغل نفی و اثبات اس طریقہ سے جو اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا معمول رہا ہے تعلیم فرمائے۔ آپ کے تعلیم فرماتے ہی نفی کی صورت ظاہر ہوئی پھر تھوڑے عرصہ بعد مجھے اعتکاف میں بٹھایا اور خود بھی معتکف ہوئے اور بار ہا مجھ پر توجہ فرمائی ان ایام میں صورت اثبات (الا اللہ) نور محیط کے رنگ میں جلوہ گر ہوئی اور پھر دوسرے اعتکاف میں شغل اسم ذات با اسم متکلم یعنی پہلے بتقدیم اسم متکلم اور دوبارہ اس کے برعکس اس طرح پر کہ اسم متکلم اسم ذات کے نیچے مغلوب ہو جائے یعنی بجائے اسم متکلم اسم ذات تعبیر کیا جائے۔ اور اسکا معائنہ زیر ناف تعلیم فرمایا۔ میں نے شغل مذکور کو اختیار کیا یہاں تک کہ اس کے فوائد ظاہر ہوئے اگرچہ طبیعت اس کیفیت کی مغلوب نہ ہوئی لیکن دل ان تمام کیفیات سے ہستی صرف (یعنی وجود ذات واحد) سے متعلق ہو گیا بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مد بغیر اس کے کچھ نہیں ہوتا یعنی ہمہ اوست کے ملاحظہ اور دید کے بغیر کشود نہیں ہوتا۔ پس میں اسی شغل میں منہمک اور مشغول ہو گیا۔

Marfat.com

اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ باوجود آنکھیں کھلی ہونے کے تمام اشیاء نگاہوں سے غائب ہو جاتی تھیں (پھر فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس بات کا معائنہ وملاحظہ نفی و اثبات کے ساتھ بہتر ہے اور اسکو بارہا آزمایا ہے (پھر فرمایا کہ میں جب حضرت شیخ بزرگ عبد الرحیم قدس اللہ اسرارہم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اللہ اول اللہ آخر اللہ ظاہر اللہ باطن اللہ محیط کا شغل تلقین فرمایا بفضل الٰہی ان تمام اشغال کے (ثمرات ظاہر ہوئے) فوائد حاصل ہوئے۔ اور فرمایا کہ دوسرے سلسلوں کے اشغال کی بھی اسی طرح اجازت ملی ہے اور دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے اور فقیر کاتب حروف سے فرمایا کہ دوسرے سلاسل کے اشغال جو رسالہ چشتیہ میں لکھے ہوئے ہیں ان پر بھی تھوڑے تھوڑے دن عمل کرنا چاہیئے تاکہ اگر کسی کو تعلیم دو تو جلد اثر ہو۔ اور فرمایا کہ میں نے اعمال میں سے ایک عمل سورہ مزمل کا اکتالیس مرتبہ بعد غسل ایک پیر سے کھڑے ہو کر اور دوسرے پیر کی جگہ عصا بغل میں لے کر کیا اور اسکی اجازت کی سند (بھی) حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ سے مجھے پہونچی۔ اور ان کو شاہ ارزانی سے جو دعوات[1] کے حاکم تھے۔ اور سورہ یٰسین کا عمل سات بار روزانہ میرے ورد میں ہے اور اسکی متعدد طریقوں سے اجازت حاصل ہوئی ہے اور مشاہدہ کے آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ اور اس کے ختم کلاں کا طریقہ ستر مرتبہ روزانہ ورد رکھنا ہے۔ اور فرمایا کہ اسم یا بدیع العجائب بالخیر کا ختم کئی بار باشرائط کیا ہے اور ان سے برکات حاصل ہوئی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اسم یا باسط کا نقش دو پائی دستر روزیک میں نے لکھا ہے۔ اور اس اسم کو جسطرح سے اجازت دی گئی ہے باشرائط پڑھتا ہوں اور حضرت قبلہ دعائے حرز یمانی موسوم بہ دعائے سیفی کو روزانہ تین وقت (یعنی اشراق۔ ظہر اور عشاء) پڑھا کرتے تھے۔ غرضکہ ان تمام اعمال واشغال وغیرہ کو بالتفصیل بیان فرمایا اور بندہ کاتب حروف کو اجازت عطا فرمائی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

---

[1] یعنی موش ان کے قبضہ میں تھے اور اعمال، دعوات میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھی۔

Marfat.com

افادہ :- حضرت قبلہ ایک بار اعتکاف میں تھے فرمایا کہ ان ایام میں تین شبانہ روز ایسے گذرے کہ جب بھی اپنے کو تلاش کرتا تھا پتہ نہ ملتا تھا بڑی تلاش کے جستجو سے ایک چیز حاصل ہوگئی ۔

افادہ :- حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ ایک رات میں بیدار ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ہاتھ چارپائی کے نیچے آویزاں ہے اور اس سے ذکر جاری ہے اور وہ بے اختیار حرکت وجدیہ کر رہا ہے اور اس حرکت و گردش کیوجہ سے قدرے قدرے طویل و عریض ہوتا جاتا ہے بالآخر وہ اتنا لمبا چوڑا ہوگیا کہ پورا حجرہ جسمیں لیٹا ہوا تھا اس کے لئے چھوٹا پڑگیا پھر بتدریج ذکر اس سے کم ہونے لگا اور اس حرکت کے مطابق آہستہ آہستہ ہاتھ بھی ساکن ہوگیا اور اس کا وجود بھی چھوٹا ہوتا گیا یہاں تک کہ اپنی اصلی حالت پر آگیا ۔

افادہ :- حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ میں ایک بار چلہ میں بیٹھا ہوا تھا اور لوگوں کی آمد و رفت بند کئے ہوئے تھا ۔ انھیں ایام میں ایک وقت میں خواب سے بیدار ہوا (بچشم ظاہر) دیکھا کہ حجرہ کی دیوار کا حجاب درمیان سے اٹھا ہوا ہے ۔ ایسا دیوار کی پشت پر تمام لوگ نظر آرہے ہیں اسوقت میں نے خود سے کہا کہ تو لوگوں سے خلوت اختیار کرکے (یہاں) تنہا بیٹھا تھا اب وہ سب ختم ہوگیا اور (اب تو) یہ خلوت مکمل جلوت ہوگئی ۔ اسی اثناء میں اس مکان میں جسمیں میں بیٹھا ہوا تھا نظر پڑی ہر ہر ذرہ میں کل عالم نظر آرہا تھا ۔ اپنی طرف نظر کی تو تمام ذرات عالم اور موجودات کو اپنے میں پایا ۔ اور تمام عالم کا اپنے مراتب وجود کے ہر جزو میں مشاہدہ کیا ۔ اس قصہ کے خاص الفاظ کاتب حروف کے ذہن سے محو ہوگئے لیکن مطلب یہی تھا ۔ مفہوم ایسا ہی تھا ۔

افادہ :- حضرت قبلہ ایک بار چلہ میں بیٹھے ہوئے تھے (کہ) ایک عجیب حالت ظاہر ہوئی کل عالم کا قیام اپنے سے پایا اور اپنی حقیقت کو تمام ذرات عالم کا قیوم دیکھا ۔ اس حالت کو اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا ۔ آپ نے سنکر فرمایا کہ یہی تجلی ذات ہے

Marfat.com

افادہ :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کی ہستی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور یہی وحدت کی دید ہے اور اگر کبھی اشیاء کا وجود نمودار ہوتا بھی ہے تو وہ ایسا جیسے کوئی شخص خواب میں کچھ دیکھتا ہے پھر جاگنے کے بعد ان خوابوں کی صورتوں کو (صورمنامیہ کو) ملاحظہ کرتا ہے اس ملاحظہ کے دوران یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تحقق خارجی میں کوئی حصہ نہیں ہے کثرت در وحدت کا شہود بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

افادہ :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ قرآن عظیم کیسا تھا ایک عجیب و غریب نسبت حاصل ہوئی (ایسا کہ) کسی کو سماع میں دلکش نغموں سے بھی وہ سرور و انبساط حاصل نہیں ہوتا جو ہم کو قرآن سننے میں حاصل ہوا اگر رات و دن اسی میں گذر جائیں تب بھی سیری نہ ہو اور میں نے اپنی حقیقت کو قرآن کی حقیقت میں متحد پایا۔

افادہ :- ایک بار رمضان المبارک میں حضرت قبلہ کی خدمت میں یہ غلام قرآن عظیم پڑھنے کا شرف حاصل کر رہا تھا اسی اثناء میں حضرت قبلہ نے اس فقیر کی طرف متوجہ ہو کر دو تین بار یہ آیت تلاوت فرمائی فَفِرُّوا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ بس یہی کلمہ میرے لئے گویا راہِ خدا کے سلوک کا تخم شوق ہو گیا اور اسی وقت سے اپنے میں انجذاب پانے لگا۔

افادہ :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ طریقت میں اول ذکر ہے خواہ زبانی ہو یا قلبی۔ اور سالک کو اس وقت سوائے تلفظ کے ذکر سے کوئی حظ نہیں ہے (یعنی سالک کا کام صرف ذکر کرنا ہے) اور نہ وہ دوسروں سے ممتاز ہے سوائے اس کے کہ یہ شخص متلفظ بہ ذکر ہے اور دوسرے نہیں ہیں۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کا دل ذکر سے آرام پاتا ہے اور اس لفظ سے ایک حظ اور لذت و آرام پاتا یہاں تک کہ جب وہ اس سے منقطع ہو جائے تو وہ متألم و ملول ہو اسکے بعد یہ ہوتا ہے کہ شوق مذکور پیدا ہوتا ہے اور وہ لذت و آرام جو اس سے قبل ذکر سے حاصل ہوتا تھا اب اسے قرار نہیں ہوتا (یعنی شوق بڑھتا ہے) اور دل

دیکھا کہ ... میں اسکی طرف سے تم کو صاف طور پر ڈراتا ہوں۔ پارہ ۲۷ ذاریات۔ رکوع ۳

Marfat.com

اس حال سے مطمئن نہیں ہوتا اور بمنزلہ خیال ضعیف کے ایک چیز اپنے میں پاتا ہے۔
اور جب اس کا وجدان قوی تر ہو جاتا ہے تو حضور و شہود کے مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے۔
بعد ازاں اس میں شہود کیساتھ ایک بساطت ادراک کرتا ہے اور بتدریج اسمیں
وسعت پیدا کرتا ہے اور اس وقت ھو کے معنی ہر جگہ اسکا نصب العین ہو جاتے ہیں اور سالک
کی انانیت اب بھی (اپنی) جگہ پر رہتی ہے لیکن ضعیف بمنزلہ خیال کے۔ بعد ازاں
اس معنی کا شہود روز افزوں غالب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس درجہ پر فائز ہو جاتا
ہے جہاں بے تکلف اسے اَنْتَ سے خطاب کر سکتے ہیں۔ اس حالت میں بھی
انانیت باقی رہتی ہے لیکن شہود تمام حاصل ہو جاتا ہے۔ بعدہٗ اس شہود میں سالک
کی انانیت فنا (نیست) ہو جاتی ہے اور ہمہ اوست کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے
اور بغیر مدرک کے صرف ادراک باقی رہ جاتا ہے۔ بعد ازاں ہستی صرف تجلی فرماتی ہے
اور اس کے تجلی فرماتے ہی، اس مقام میں اَنَا اَنْتَ اور ھُوَ سب گم ہو جاتے
ہیں اور ہستی صرف کی حقیقت اور وجود بحت رہ جاتا ہے اور بس۔ اور یہ سب
توحید حقیقی کے حاصل ہونے کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔

افادہ:۔ حضرت مجدد فرماتے تھے کہ قلب کی بصیرت جب نصاوت میں
سرایت کرتی ہے تو سالک کہتا ہے کہ میں خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں
اسیطرح وہ بصیرت کان ہاتھ اور تمام اعضاء میں جاری و ساری ہو جاتی ہے
پس اس بناء پر کسی کا یہ کہنا کہ میں خدا کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ دیکھ رہا ہوں اسکی یہی
توجیہ ہے۔

افادہ:۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ طریقہ علیہ نقشبندیہ میں شغل نفی و اثبات
اسطرح ہے کہ پہلے لَا کو ناف سے کھینچکر داہنے سینہ کی طرف سے ذرا بلند اوپر
لے جاتے تھے اور پھر وہاں سے اِلَّا اللّٰہ کی دل پر ضرب لگاتے ہیں۔ اور اس میں مشق
کرتے ہیں۔ آگاہی بھی اسیطریقہ سے ظہور کرتی ہے کہ نفی کی کیفیت نیچے سے اوپر تک
ظہور کر کے سب کا احاطہ کر لیتی ہے اور ہستی حق کا ظہور اوپر سے غلبہ پا کر سالک کی

Marfat.com

حقیقت کو اپنی گرفت میں لے لیتاہے گویا ایک چیز ہے جو ظاہر سے باطن کیطرف جاری اور یادداشت میں ایک اسم جو قلب کے اندر سے اسم ذات کو کھینچکر ایسی آواز پیدا کرے جیسی تانبے کے برتن کی آواز نکلتی ہے دکھتا کے) اور اس آواز کی محافظت کرتے ہیں جس طرح شعبۂ احمدیہ[1] میں مقرر ہے۔ آگاہی اس صورت سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو باطن سے ظاہر بدن اور فوق کی جانب ہوتی ہے۔ جس طرح شیخ المشائخ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ نے بھی اسی بات کیطرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان کے جذبہ کی نسبت کا ظہور بدن پر بھی ظاہر ہوتا ہے لیکن وہ نیچے سے اوپر کی طرف کھینچتا ہے الخ اور اس کا سِر یہ ہے کہ جب سالک کا خیال ابتدا سے اس بات کا عادی ہوجاتا ہے تو حق تعالیٰ بے ظہور وشہود اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی کے مطابق اسی طرح جلوہ نما ہوتا ہے اور وہ آگاہی جو نفی و اثبات کی مشق سے حاصل ہوتی ہے وہ سالک کی ہستی میں سے کچھ باقی نہیں چھوڑتی کہ اس جگہ نفی تمام کے بعد وجہ اللہ کا ظہور ہے برخلاف اس آگاہی کے جو اسم ذات کے شغل سے حاصل ہوتی ہے اور وہ سالک کی ہستی کو حق کے رنگ میں رنگ دیتی ہے اس صورت میں اسکی انانیت باقی رہتی ہے اس لئے صاحب اسم ذات کی توجہ کی تاثیر بہت زائد (تیز اور سریع الاثر ہے) کیوں کہ وہ بقاء انانیت کے خواص میں سے ہے برخلاف صاحب نفی و اثبات کے کہ وہاں فنا سے متعلق ہے۔

افادہ :- ایک دن اس فقیر نے حضرت قبلہ کی خدمت میں "اللہ سمیع" "اللہ بصیر" "اللہ علیم" کے شغل کے بارے میں جو طریقہ علیہ قادریہ میں مقرر ہے استفسار کیا آپ نے اس کے انتہائے ذکر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر صفت کی صورت پر جو تجلی فرمائی ہے اور اس میں اپنے صفات کی ہر صورت کیسا تھ

[1] حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شاخ احمدیہ بھی ہے۔

Marfat.com

متجلّی ہوا ہے (تو وہ) اس لیے کہ (وہ) وہی ذات ہے جو اس صورت پر نمودار ہوئی ہے۔ اور وہ ذات تمام صفات کی جامع ہے مثلاً جس طرح صفتِ علم میں تمام صفات کے ساتھ ظہور فرمایا ہے اسی طرح بصر و سمع وغیرہ میں۔ صاحب لمعات بہت اچھا فرما گئے ہیں کہ اَلْحَقِیْقَۃُ کَالْکُرَۃِ (یعنی حقیقت مثل ایک گیند کے ہے) یعنی گیند میں جس جگہ (بھی) انگلی رکھو گے وہی اس کا درمیان ہوگا۔ پس اگر کسی پر ایک صفت کامل منکشف ہو جائے تو اس کے ضمن میں تمام صفات کا عرفان اُس کو حاصل ہو جائے گا۔ صاحب گلشن راز کیا اچھا کہہ گئے ہیں ؎

لہ دل یک قطرہ را گر بر شگافی　　　برون آید از و صد بحر صافی

اور اس قسم کے اشغال اسی بات کے لیے مقرر ہوئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جس طرح وہ ذات بے کیف ہے اور تمام قیود و تعینات سے مطلق (آزاد) اور تمام اطوار سے ظاہر ہے اسی طرح اسکی صفات بھی مطلق اور بے کیف ہیں اور تعینات جو بے شمار اور لاتعداد ہیں وہ ظاہر ہو کر بھی اسی طرح اپنی بے رنگی پر ہیں مثلاً صفت بصر بے شمار تعینات کے ساتھ ہر ذی بصارت میں ایک علٰحدہ طریقہ اور جدا طور پر اور مقررہ انداز کے مطابق ظاہر ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود اپنی بے رنگی پر ہے (آپ یہ سب بیان فرما رہے تھے) کہ اسی اثنا میں کہیں دور سے بانسری کی آواز گوش مبارک میں پہونچی۔ فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس بانسری کی آواز ایک خاص تعین رکھتی ہے کہ اطلاق و بے کیفی اسکی آواز میں ہے اور اسی ایک آن میں

لہ اگر ایک قطرہ کا دل چاک ہو اور جو کچھ اس میں مخفی ہے ظاہر ہو۔ اور قطرہ قید خودی سے آزاد ہو جائے یعنی تعین اٹھ جائے تو باوجود اس کے کہ قطرہ دریا کا جزو صغیر ہے اسی قطرہ سے جو قید تعین سے مطلق ہوا ہو تو سو بحر صافی کیا صد ہزار بحر صافی ظاہر ہو جائیں کیونکہ قطرہ کی حقیقت کل دریا کو شامل ہے یہی کیفیت ہر شئی کی ہے گیہوں کے ایک دانہ کو لیجیے کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دانہ میں اس گیہوں کی جو جنتیں ہے جسے آدم علیہ السلام نے نوش کیا تھا۔ صافی کا لفظ نہایت لطیف ہے۔ کہ در نفس لا زمہ تعین میں جب تعین نہ رہا کہ صافی ہیں چونکہ اصل و نسل کی حقیقت ایک ہے اور اسکا ظہور جزو و کل میں یکساں ہے اور اس کی تجلیات غیر متناہی ہیں۔ تعلی اور

Marfat.com

ہزاروں اسکو سنتے ہیں اور ہر سننے والے کے کان میں اپنے اسی تعین کے ساتھ سریان کئے ہوئے ہے لیکن اس سب کے باوجود وہ اپنے مقام صرافت پر ہے اور کسی کی مقید نہیں ہے بلکہ جس جگہ کوئی سننے والا موجود نہیں ہے تو (بھی) (اپنے ضمیر کے علاوہ) وہ خود موجود ہے۔

افادہ:۔ ایک بار ایک فاضل شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں خواجہ حافظ کے اس مصرعہ حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو۔ حافظ کے بارہ میں دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّکَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ احسان سے مطلب عبادت میں وہ حضوری ہے جو مرتبۂ رویت و دید پر پہنچ گئی ہو۔ اور اگر حضوری اسطرح میسر نہیں ہے یعنی عدم عینیت ہے تو ایسا کا تحفظ اس میں ہے کہ اس ذات تعالیٰ کو اپنا نگراں سمجھے کیونکہ اس کیفیت کا ملکہ اس کیفیت (دید و شہود) تک پہونچانے والا ہوجاتا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ اِحْفَظِ اللہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس فاضل نے اسکو قبول کیا۔ پھر سوال کیا کہ صوفیا جو اشغال فرماتے ہیں وہ یہی لفظ اللہ کا تلفظ ہے یا اس کے علاوہ۔ پھر اس سے وصول بذات منزہ کس طرح ظاہر ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ اسم کو عین مسمّیٰ کہا ہے اور حدیث میں آیا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ پس جب کوئی اس اعتقاد کے ساتھ اسم مبارک کا شغل اختیار کرے تو وہ ضرور مثمر وصول بذات منزہ ہوگا۔ اس نے اسکو بھی تسلیم کرلیا۔

افادہ:۔ ایک عزیز نے حضرت قبلہ کی خدمت میں سوال کیا کہ نفی و اثبات

لہ احسان سے مطلب یہ ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت اس طرح کرو گویا اسکو دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ نہ ہو تو یہ سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے ۔ لہ اللہ کو یاد کرو تم اسکو اپنے سامنے پاؤ گے ۔ لہ میں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں۔

Marfat.com

کے معنی صوفیاء کے نزدیک کیا ہیں آپ نے فرمایا لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ پھر فرمایا کہ صوفیہ صافیہ کا مذہب جبر متوسط ہے یعنی ظاہر میں قدریہ ہو تاکہ احکام شرع بجا لانے میں تمام افعال کو اپنے سے مستند رکھے اور باطن میں ایک دوسری چیز ہوگی یعنی اس کی نگاہِ بصیرت میں تمام افعال و سکنات و حرکات مستند بہ ذات حق ہوں کہ اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ[1]۔

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ نسبت طریقت کی راہ علٰحدہ ہے اور طاعات واعمال کی راہ علٰحدہ۔ چنانچہ اول (نسبت طریقت) جو ہے وہ کیفیات علیہ اور تجلیات الٰہیہ تک پہنچاتی ہے اور دوسری (طاعات واعمال کی راہ) انوار و برکات تک پہنچاتی ہے۔ اور یہ دوسری اس عالم کیساتھ بہت زائد مناسبت رکھتی ہے اور وہ گویا اشیاء بیرونی میں سے ہے بخلاف اوّل کے۔ اور بعض اشخاص میں اول کیساتھ مناسبت پائی جاتی ہے اور گویا دوسری کی اسکو خبر واطلاع ہی نہیں ہے۔ اور بعض میں دوسرے کے ساتھ مناسبت ہے اور پہلے کی کوئی خبر نہیں ہے۔

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک وقت واضح ہوا کہ اَنَا ضمیر متکلم کے معنی میں ہے جو حدیث قدسی فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ کے لفظ اُعْرَفَ میں واقع ہو کر تمام لوگوں میں مضمر ہے بلکہ تمام اشیاء میں اسی کا ظہور ہے اور یہی سر ہے حب نمود اور تمام موجودات میں اپنے اظہار کمال کا بلکہ وہ محبت بھی جو ایک کو دوسرے سے ہوتی ہے وہ اسی سبب سے ہے کیونکہ انانیت ایک ہے جو دونوں چیزوں میں ظاہر ہے پس حقیقت میں یہ حب اپنا کمال ہے جب یہ معرفت ظاہر ہوگئی تو مظاہر کی تعداد نظر سے اوجھل ہو گئی وہی ایک انائے مطلق بے نسبت واعتبارات باقی رہ گیا۔

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اسمائے الٰہیہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے اعتبارات

---

[1] تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا۔

Marfat.com

ہیں لیکن نفس الامر میں (یعنی حقیقت میں) مثلاً پانی میں ایک اعتبار تبرید کا ہے جو معد اق مبرد ہے اور دوسرا طہارت۔ اور تیسرا ازالہ تشنگی جو کہ اسمائے مشتقہ کے انتزاع کا منشا ہو گیا ہے (یعنی ذات ایک ہے صفات بہت ہو گئے ہیں) (پھر) فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے علوم میں سے ہر علم کے مقام و منشاء پر اطلاع بخشی ہے۔ انشاء اللہ اسکو بیان کیا جائے گا۔

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے صوفیہ کے اس قول اَلعِلمُ ھُوَ الجَھلُ کی تحقیق میں فرمایا کہ علم کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت اس کی ذات عالم کی نسبت کے ساتھ ہے اس حیثیت سے وہ حضوری ہے اور دوسری جہت اس نسبت کے ساتھ ہے جو اس کی ذات سے خارج ہے اور اس حیثیت سے وہ کسبی اور حصولی ہے اور اس جہت سے وہ عالم و معلوم کے مابین دوگانگی و اثنینیت کی مقتضی ہے۔ اور عرف عام میں اسی جہت سے معروف (مشہور) ہے پس حقیقۃ الحقائق کے ادراک میں جب تک علم حصولی درکار ہے توحید کا انکشاف کما حقہ نہیں ہوتا اور جب اس علم سے روگردانی کرلی اور علم حضوری سے کام پڑ گیا (تو) توحید منکشف ہو گئی پس علم توحید جہل ہے علم حصولی سے۔

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ظہور وحدت دو طرح پر ہے۔ ایک صور معانی و علوم کے ساتھ جیسے تنزہ و لطافت و روحانیت غالب ہے۔ دوسرے صور اعیان کے ساتھ جس میں حکم کون غالب ہے پس جو شخص صورت اوّل میں توحید کا مغلوب ہو گیا اس کے تصرفات کی اتنی قوت اور اس کی وفات کی اتنی بقا معلوم نہیں ہوتی اور وہ شخص جس نے صورت ثانی میں توحید میں فنا پیدا کی اسکے تصرفات قوت کے ساتھ اور اسکی موت کے بعد باقی نظر آتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

افادہ:۔ حضرت قبلہ (ایک بار) مخدوم جلال الدین قدس سرہ کے عرس کے موقع پر ان کی قبر شریف کی زیارت کو موضع بھلا وہ تشریف لے گئے وہاں لوگوں کا ایک انبوہ عظیم تھا اور ایک کثیر ہجوم ان کی قبر کو بوسہ دیتا تھا

Marfat.com

حضرت قبلہ وہاں تھوڑی دیر کھڑے رہے اس کے بعد مقبرہ کے اندر سے باہر آکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ آدمی جب تک قید حیات میں رہتا ہے اور اس میں ہر چند یادِ حق کرتا ہے اور ترقیات کرتا ہے لیکن بہ سبب تعلقِ جسمانی اسکو بشریت ناسوتیت سے کلی طور پر نجات میسر نہیں ہے اور جب اس عالم سے انتقال کر گیا تو ناسوتیت بشریت سے مکمل طور پر نجات حاصل ہو کر صفت لاہوتیت غالب ہو جاتی ہے لہٰذا وہ مسجودِ خلائق ہو جاتا ہے۔

افادہ :- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تمام عالم علم الٰہی میں ثابت ہے اور حقیقتاً وجودِ علمی کے سوا کچھ نہیں ہے مگر اس جگہ تفصیل ہے جو ایک مثال سے واضح ہوتی ہے مثلاً ہم نے اپنے خیال میں ایک بڑے درخت کی بیج کی صورت قائم کی اور جو کچھ اس بیج میں شاخوں۔ پھولوں۔ پتوں اور پھلوں کی قابلیت ہے۔ سب کو علیٰ سبیل الاندماج یا بحیثیت الاندراج[1] تصور کیا پھر اپنے خیال میں ان شاخوں وغیرہ کو مرتبۂ بعد اخریٰ ظہور بخشا یہاں تک کہ پورا درخت مرتب ہو گیا بس دونوں مراتب میں وہ خیالی درخت کہ ایک اس کا اجمال ہے جو مرتبہ تخم میں تھا اور دوسرا اسکی تفصیل جس نے حسبِ قابلیت ظہور پایا (یہ سب) سوا خیال کے اور کچھ نہیں ہے پس حقائقِ عالم کو علی وجہ الاول صورِ معلومہ سے نامزد کیا ہے اور وجہ ثانی پر اسکا وجود خارجی رکھا ہے اور یہ دونوں حالتیں علم میں موجود ہیں پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ الاعیان الثابتۃ ما شمت رائحۃ الوجود[2] تو ان کی رائے بہت صحیح ہے اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ عالم کا ایک وجود خارجی ہے وہ بھی درست کہتے ہیں پس جس کسی کو مذکورہ معنی مشہود ہو گئے تو وہ اپنی ہستی متعینہ کو محض فانی و نیست پاتا ہے چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ (اس حالت میں)

---

[1] داخلی یا شاملی طور پر۔

[2] اعیان ثابتہ نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی۔

Marfat.com

چالیس سال ہوگئے اپنے کو ڈھونڈھتا ہوں اور نہیں پاتا ہے

افادہ:- حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں قرآن سن رہا تھا جب آیت وَلَا تُکْرِهُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ پڑھی گئی تو انوار مختلف نمودار ہوئے (اور) اس سلسلہ کے نوروں نے جدا ظہور کیا۔ الفاظ کا نور علحدہ ظاہر ہوا اور کلام اللہ کی حیثیت کو نیہ متمیز اور روشن ہوئی اور ہستی حق کا نور صرف جو اس میں متجلی تھا یگانہ منکشف ہوا پھر سب کو ایک نور کی حقیقت میں پایا اور یہ سب اقسام اسی ایک نور سے مشہود ہوئے پھر جب آیت نور پر پہونچا یعنی اللہ نور السموٰت والارض تو اس کے معنوں سے ایک سکون و طمانیت و ٹھنڈک حاصل ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ صورت جو ظاہر ہوئی تھی اسی آیت کے پڑھنے سے ہوئی جس نے اس کے پڑھنے پر سبقت کی (یعنی اس کے پڑھنے سے پیشتر ہی وہ ظاہر ہوگئی) اور ایک مدت سے جو اس کے معنی میں تردد تھا وہ کلیتاً رفع ہوگیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

افادہ:- حضرت قبلہ فرماتے تھے کہ ایک بار حافظ نے آیت کریمہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ پڑھا تھا اسکے سنتے ہی یہ ظاہر ہوا کہ مشکوٰۃ سے مطلب عالم ناسوت و ملکوت ہے اور زجاجہ سے مراد حضرت حق کے صفات اور نور ذات سے مطلب یعنی ذات کا عالم میں ظہور بغیر صفات کے توسط کے نہیں ہے بعد یہ معرفت حاصل ہونے کے یہ معنی محسوس ہوگئے

ا اپنی لونڈیوں کو حرام کاری پر مجبور مت کرو۔ ت اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اسکے نور کی مثال اس طاق کی سی ہے جس میں چراغ رکھا ہوا ہو اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہو اور قندیل اس قدر شفاف ہو کہ گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ پورب کے رخ واقع ہوا اور نہ پچھم کے رخ ایسا تیل [illegible] اگرچہ اسکو آگ [illegible] بھڑک اٹھے گا غرض ایک نور نہیں بلکہ نور علیٰ نور ہے۔

Marfat.com

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ قرآن عظیم سب کا سب توحید کا بیان ہے لیکن اسی وضع پر جس پر وحدت نے لباس غیر و غیبت میں ظہور فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کو لفظ غائب سے تعبیر فرماتا ہے کبھی صیغہ تکلم سے اور کبھی خطاب سے اور ارشاد ہے کہ غیب میں اور خطاب میں بھی اور تکلم میں بھی وہی ذات واحد حقیقی ہے۔

افادہ:۔ ایک بار حضرت قبلہ نے ایک حافظ کو یہ پڑھتے سنا کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ فرمایا ہاں سمیع و بصیر کے عالم موجودات میں جسمیں بھی سماعت و بصارت ہے اس کے مقابل کون ہے اس لئے کہ جو بھی اس کے سوا ہے سماعت و بصارت کی صفت میں وہ اسی سے مخصوص ہے (بی یبصر و بی یسمع)

افادہ:۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جس جگہ تقید ہے اس کا قدم کی طرف میل ہے اور اس کا سر یہ ہے کہ مرتبہ اطلاق میں کمالات بہت ہیں اور جس قدر تقید اختیار کرتا ہے کمالات کا دائرہ اس تقید کے مطابق تنگ ہو جاتا ہے پس مقید کو وہ کمالات تقید کی حالت میں حاصل نہیں ہوتے۔ اور ہر شی اپنی اصل فطرت کیساتھ طالب کمال ہے اور مطلق کو وہ کمالات جو مراتب تقید میں ظاہر ہوتے ہیں سامنے موجود و حاضر ہیں اس لئے مقید ہر مطلق کو اپنا کمال سمجھتا ہے۔

افادہ:۔ ایک دن حضرت قبلہ کے سامنے یہ آیت مذکور ہوئی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (۲) آپ نے (۲)

۱؎ اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ۲؎ اور اے پیغمبر صبر کرنے والوں کو اللہ کی خوشنودی اور بخشائش کی خوشخبری سنا دو جب ان پر مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی عنایت ہے اور رحمت ہے۔ اور یہی راہ راست پر ہیں۔ سپارہ ۲، سورہ بقرہ، رکوع ۱۹۔

Marfat.com

کر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو تمام مصائب و حوادث کو صرف اسی ذات کی طرف سے دیکھتے ہیں رو بیتاً نہ کہ علماً بلکہ ابتلاء کے وقت جب توجہ اور میل مبتلا کی طرف ہوتا ہے تو ان مصائب و آلام کے مشاہدہ میں ایک ایسی لذت ہوتی ہے جو کہ لذات سے اعلیٰ ہے۔ جس طرح مجنوں کہ جب لیلیٰ نے اس کا کاسہ (برتن) توڑ دیا تو اس نے رقص کیا اور فرط لذت سے وجد کرنے لگا گویا اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ اور جب یہ دانش و بینش قوت حاصل کر لیتی ہے تو اپنی ہستی اور اس کے لوازم کو بھی اسی کے ساتھ مستند پاتی ہے بلکہ وہی ہے جو سب کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے پس شرک سے خلاصی کی ابتدا اسی سے ہے۔ اور اگرچہ نعمات حاصل ہونے میں بھی یہی معاملہ ہے لیکن از بس کہ حصول نعمات کی وقت اکثر لوگوں میں غفلت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور مصیبت کے وقت بے اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اس حالت (مصیبت) میں اس دولت کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

افادہ :- حضرت قبلہ نے ان تینوں آیتوں۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَاجَّ اِبْرٰھٖمَ[۱] اور اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ[۲]۔ اور وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی[۳] جو لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ[۴] کے بعد میں کی تاویل میں ایسا فرمایا کہ جب آیت سابقہ میں رشد کا غی سے امتیاز ذکر فرمایا (واضح) بطور تنبیہ اس مدعا پر ان تین قصوں کو جو رشد کے صور ظہور میں بطرز، لا الٰہ اور الا اللہ ... دو طرفہ ... رشد ... الطغیان ... واضح فرمایا تاکہ اس معنی پر کلی بصیرت حاصل ہو جائے اور غی ... رشد ... وجود ذاتی ... ہو جائے

---

[۱] کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص کو جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا [۲] یا اسی طرح اس شخص کو جس کو ایک گاؤں سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ [۳] اور جب حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے کہا کہ اے پروردگار مجھے دکھا کر تو مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ پارہ ۳ رکوع ۲۳ سورۃ بقرۃ [۴] دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے ۔۔۔ ہدایت (صاف طور پر) ظاہر اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ پارہ ۳

رکوع ۲ ۳ سورۃ بقرۃ

Marfat.com

افادہ: حضرت قبلہ نے اس آیت لَنْ نَصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ[1] کے بیان میں فرمایا کہ چونکہ آدمی کی تخلیق ارضی ہے اسی لیے ان میں ان کی فطرت کے مطابق فطری اور طبعی طور پر ان کھانوں کی رغبت جو زمین سے پیدا ہوتے ہیں غالب ہوتی ہے لہذا وہ کھانے جو آسمان سے اتارے گئے تھے چونکہ طبیعت ارضی کا حکم ان پر غالب تھا لہذا وہ اس سے اعراض کر کے ارضی کھانوں کی طرف مائل ہو گئے اور طعام آسمانی کا نزول حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رغبت کے مطابق تھا اور ان کی طبیعت پر روحانیت کا حکم غالب تھا اور ملکوت کے رنگ میں رنگ گیا تھا۔ لہذا انھوں نے اسکو بحسب مناسبت اس عالم سے کھینچ لیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

افادہ: حضرت قبلہ نے فرمایا کہ عالم کا وجود اعداد کے مثل ہے جیسے حساب کرنے والا اپنے ذہن میں ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دیکر اکائی۔ دہائی، سیکڑہ۔ ہزار۔ دس ہزار بلکہ لاکھوں تک بڑھاتا رہتا ہے اور ہر خاص مرتبہ کے احکام صادقہ نفس الامریہ اس کے ذہن میں متحقق ہو جاتے ہیں اور اس جگہ ہر فرد دوسرے فرد سے اپنے حکم خاص کے ساتھ متمیز و منفرد و متقرر[2] ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں ہے۔ حالانکہ ان تمام احکام و اعداد کا اس کے ذہن سے خارج کوئی پتہ و نشان نہیں ہے۔ بس اسیطرح اس عالم کی صورتوں کو علم الٰہی نے کثرت بخشی ہے اور ان میں کا ہر فرد ان احکام و خواص کے ساتھ جو مخفی صادق و راست میں اسی بوطن میں متمثل ہے اور وجود خارجی کی کوئی بو تک نہیں رکھتا اور اس کا صدق احکام اسکے خارجی عدم تحقق کیساتھ تناقض نہیں رکھتا۔

---

[1] ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ جو نباتات زمین سے اگتی ہیں ہمارے لیے پیدا کردے۔ پارہ ۱، رکوع ۷، سورۃ بقر۔۔۔۔۔۔

[2] ثابت۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

افادہ:- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بزرگوں نے خلوت خاص کا شغل مقرر کیا ہے۔ اور اس سے مطلب یہ کہ (جیسے) کوئی شخص تنہا خلوت میں بیٹھے اور اپنے خیال کو اپنی مرغوب تصویر پر قائم کرے تاکہ جہاں تک ہو سکے صورتوں کے تخیل میں دور دور چلا جائے اور رزم و بزم کی ایک صورت قائم کرے پھر اس حالت میں یہ غور کرے کہ یہ تمام کارخانہ صرف اس کے خیال میں مرتب ہے وہی ایک حال ہے جو ان کثیر صورتوں کے ساتھ برآمد ہوا ہے اور خارج میں ان تمام صورتوں کا کوئی پتہ اور نشان نہیں ہے۔ اور اس کثرت عالم کو اسی قیاس پر لاوے (پھر) تب اس شغل کی تکرار کثرت کی نیستی کا فائدہ اور توحید کا ظہور بخشتی ہے۔

افادہ:- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ "اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح" کی آیت میں اسکی ہستی کے ظہور کے اسباب و اطوار کا بیان ہے جو کثرات کے تمام مراتب ہیں۔ اور سالک پر کبھی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی گویا تاریکی میں ایک چراغ روشن ہو گیا اور چراغ روشن ہوتے ہی ساری ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ نیز اسی طرح ظہور حق ہوتے ہی سالک کی نگاہوں سے یہ تمام کثرت غائب ہو جاتی ہے۔ اور ہستی حق کے نور کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ پھر فرمایا کہ کثرات کیساتھ نسبت بود ہے یا نمود کیونکہ حقیقت میں نمود ایک بود ہے لیکن ایسی بود جو اس نمود کی بود نہیں وہی بود حقیقی ہے۔

افادہ:- حضرت قبلہ نے فرمایا کہ وجود حق بالا اصل ہے سوائے وجود کے کچھ نہیں ہے۔ اور جسکو عدم کہتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں ہے (یعنی (ایک) وجود ہے جو ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لوٹتا اور گردش کرتا رہتا ہے۔ اور لوگ اس سے عدم کا مفہوم مراد لیتے ہیں فقیر نے عرض کیا کہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎ ہر چیز کہ غیر اوست مانند عدم ز ابجے دارد کہ نمائے ہست

Marfat.com

فرمایا کہ حق درست ہے ہم بھی یہی سمجھتے ہیں ۔

افادہ :۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جس طرح صفات الٰہیہ نے علم و سمع و بصر و قدرت سے انسان میں ظہور کیا ہے اسی طرح صفت تخلیق و تکوین ظاہر ہوئی ۔ چنانچہ یہ بات خیال و اندیشہ میں روشن ہے کہ ہر دم اس میں ایجاد و اقدام ہے (کل یوم ھو فی شان) ۔

افادہ :۔ ایام مرض میں ایک دن مخلصین میں سے ایک کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جسطرح ہمارے اور تمہارے خیال نے صورت اختیار کی ہے اور صور خیالیہ نمودار ہوئی ہیں اسی طرح ہمارے وجودات حضرت حق کے صور علمیہ ہیں ۔

افادہ :۔ (ایک روز) حضرت نے اس فقیر کی زبان سے مرزا بیدل کے یہ اشعار سماعت فرمائے ۔ چونکہ میں نے مضامین توحید کو اپنی خوش آوازی سے رنگین و پرکشش کر دیا تھا اس لئے آپ بہت خوش ہوئے اور کبھی کبھی فرمائش کیا کرتے تھے اور بہت محظوظ ہوتے تھے ۔

ای جامۂ رنگیں کہ تو داری ببر اوست	اے گل چمنی حیرت عریانی خود باش
دستے کہ بخود حلقہ کنم در کمر اوست	نہ ہیں پیش غبار من موہوم پہ گیرید
خوش باش کہ خود را تو نمودن ہنر اوست	تمثالی بغیر از اثر شخص چہ دارد

صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ۔ سلہ ہر وہ چیز جو اسکی غیر ہے اسکی مثال عدم کی سی ہے ایک اسم رکھتی ہے لیکن کوئی مسمیٰ نہیں ہے ۔ سلہ اے میرے چمن کے گل شاداب و تازہ اپنے ظاہر ہونے کی حیثیت پر آگاہ ہو یعنی تیرے ظاہر ہونے سے جو حیثیت مذکورہ تجھے حاصل ہو گی اس سے واقف ہو ۔ یہ صفات کا جامہ رنگا رنگ جو تو زیب تن کئے ہوئے ہے وہ دراصل معشوق حقیقی کے جسم کا جزو لاینفک ہی ہے وایسا جزو جس کی تقسیم نہ ہو سکے ۔ میرے موہوم غبار کے سامنے اسکو حائل بنا کر وہ ہاتھ جس سے میں اپنی ذات کا احاطہ اور حلقہ کئے ہوئے ہوں اگر نگاہ بے اعتبار کے حجابات درمیان سے اٹھ جائیں تو وہ ہاتھ

Marfat.com

اِفادہ: جاننا چاہیے کہ ان اوراق کی تسوید یہاں تک پہونچی تھی کہ حضرت قبلہ کی رحلت کا حادثہ دلخراش و جاں کاہ واقع ہوا۔ اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ماہ شعبان ۱۲۶۳ھ ابتدائے عشرۂ اخیرہ سے حضرت قبلہ نے غیر معمولی مجاہدہ کا اپنے اوپر التزام فرمایا کہ حتی الامکان ایک ساعت بھی آرام پر راضی نہ ہوتے تھے دن بھر مراقبہ و اوراد میں گذارتے اور رات کو قرآن سننے سے (جو فرزندم محمد آفاق اللہ تعالیٰ ان کو ان کے نام کی طرح علم و عمل میں برتری عطا فرمائے پہلی محراب میں پڑھتے تھے) پورا اہتمام رکھتے تھے۔ اور جب رمضان کا عشرۂ اخیرہ آیا تو بہ نیت اعتکاف مسجد میں اقامت فرمائی ۲۷ رمضان کو جس دن کہ ختم قرآن تھا نہایت خوش ہو کر شکر الٰہی ادا کیا اور فرمایا کہ الحمد للہ اللہ کے فضل و کرم سے یہ تمنا بر احسن وجوہ پوری ہوئی۔ بیس انتیسویں رمضان سے مزاج اقدس میں قدرے کسلمندی لاحق ہوئی لیکن اس کے باوجود اوراد و وظائف معمولہ میں کوئی کمی و فتور نہ پیدا ہوا۔ دوسری شب جو شب عید تھی اعتکاف سے فارغ ہو کر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور معمول کے مطابق گھر سے باہر آگئے اور نماز عشاء سے فارغ ہونے کے ایک ساعت بعد حرارت نے غلبہ کیا (اس حد تک کہ بہزار دقت و خرابی و مشقت و کلفت تمام) وقت صبح حجرہ سے مسجد تشریف لا کر نماز فجر ادا کی لیکن مصلیٰ پر بیٹھے رہنے کی (جلوس مراقبہ کی) طاقت نہ پا کر حجرہ میں واپس آگئے۔ اور اس فقیر کو حکم دیا کہ مصلیٰ پر جا کر نماز عید پڑھا آؤ۔ جب آپ نے میرے اس رنج و غم اور

حاشیہ صفحۂ گذشتہ۔ دراصل مقصود اصلی کی کر ذات سے وابستہ ہیں یہ نسبت فنا و بقا سے حاصل ہوتی ہے۔ تعالیٰ اللہ شانہ العزیز موت حقیقی یہ کیا اثرات ختم کرتی ہو کیونکہ جب تک یہ حقیقی سے وابستہ نہ ہو جاتا تب تک وجود بشری خاک ہے۔ اور پھر بھلا وہ کس صفت کا پیش اصلی خیال ہیں پست سے پست رہو کہ ہم جو نمایاں ہو گئے ہیں یہ بھی بہ مصداق آیۂ کریمہ کل یوم ہو فی شان "اسی معشوق حقیقی ہی کی کرشمہ سازی" اور اسکے ہزاروں جلوؤں میں ایک جلوہ ہو بقول جگر

چاہتا ہے عشق رازِ حسن عریاں کیجیے یعنی خود کھو جائیے ان کو نمایاں کیجیے تمی اور

Marfat.com

آپ کو تنہا چھوڑنے میں مذبذب دیکھا تو مزید تاکید سے فرمایا کہ یہ ملت کا شعار ہے اسے جا کر ضرور ادا کرنا چاہیئے۔ القصہ اس روز سے رفتہ رفتہ مرض میں اضافہ ہی ہوتا گیا اور سوائے نماز پنجگانہ بیٹھ کر ادا کرنے کے کوئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی۔ انھیں ایام میں ایک روز اس فقیر نے عرض کیا کہ حضور نے اس چلہ میں بنفسِ نفیس طاقت سے کہیں زائد اجتہاد فرمایا۔ فرمایا کہ کیا کیا جائے اوقات غنیمت ہیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے (ایک) شغلِ طریقت کی استدعا کی آپ نے باوجود ضعف و نقاہت بیٹھ کر اسکو شغل طریقت تعلیم فرمایا۔ انھیں ایام میں ایک روز فرمایا کہ بیماری نے غلبہ پالیا ہے اور علاج فائدہ نہیں کر رہا ہے دوا ترک کر دینا چاہیئے اور خدا کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ ماہ شوال کی بارہویں شب جو شب جمعہ بھی تھی نماز مغرب ادا فرمانے کے ایک ساعت بعد اس طرف سے توجہ منقطع ہوگئی اور عالم قدس کی طرف کلیتاً متوجہ ہو گئے۔ بس ثلث اخیر جو صادق مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے مطابق اِذَا کَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِیْرِ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا[1] تھی اور تدلی الٰہی کا وقت قریب تھا اور مصداق حدیث قدسی اِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً[2] ظاہر ہوا اور آپ کی روح پر فتوح نے عالم ناسوت کی پستی کے تعلق سے آزاد ہو کر رفیق اعلیٰ سے وصال فرمایا اور نور نے نور میں مل کر عالم کو اس جہان کے خاک نشینوں کی نظر میں تیرہ و تار کر دیا۔ آفت کبریٰ برپا ہو گئی اور جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ وقت غسل یہ فقیر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ انوار چہرہ مبارک سے ایسے تاباں و درخشاں تھے کہ معلوم ہوتا تھا آفتاب کی شعاعیں جبین مبارک سے پھوٹ رہی ہیں۔ پس والد بزرگوار کے

---

[1] رات کے آخری تہائی حصہ میں ہمارا رب آسمانِ دنیا کی جانب نزول فرماتا ہے.....

[2] اگر وہ میری جانب چل کر آئے تو میں اس کی جانب دوڑ کر آؤں گا........

Marfat.com

مزار فیض آثار کے برابر آسودہ خواب ہوئے رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً حضرت اقدس نے جب مصیبت زدوں کی تعزیت و تسلی کے لئے وطن کرامت مسکن (دہلی) سے تشریف لاکر مقبرہ میں مزار اقدس کے قریب نشست فرمائی تو بعد مراقبہ و توجہ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں قبروں میں ایک عجیب و غریب کیفیت ہے۔ ایک کیفیت میں شہود روشن ہے اور انوار اکمل ہیں اور دوسرے میں شہود مجمل ہے اور انوار غالب اور مفصل ہیں گویا دونوں ایک دوسرے کی متن و شرح ہیں۔ اور میاں شاہ اہل اللہ جیو نے فرمایا کہ جس وقت میں انکے مزار کے نزدیک بیٹھتا ہوں تو ایسا ادراک کرتا ہوں کہ گویا موت نے ان میں حلول نہیں کیا ہے کیونکہ آپ جسطرح اپنی زندگی میں مخلوق کی حاجت برآری کے لئے متوجہ رہتے تھے اب اس حالت (بعد الوفات) میں بھی بلا کسی فرق کے اسی طرح انکی توجہ محسوس ہوتی ہے۔ جب حضرت اقدس نے آپ کے حادثۂ جاں کاہ اور بیماری کا قصہ سنا تو فرمایا کہ ایام بیماری اور ان کی وفات روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض اور رحلت کی مدت کے مثل ہوئی (اور اس سلسلہ میں بھی) آپ کو اقتدائے نسبت سنیہ میسر آئی۔ وللہ الحمد۔

افادہ:- حضرت اقدس فرماتے تھے کہ میں ان کو دیکھتا ہوں تو اس عجب و ہیبت و عظمت کا ادراک وارد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَھُوْنَ۔

افادہ:- جاننا چاہیے کہ حضرت قبلہ کے خلفاء میں سے ایک ارشاد مرتبت ہدایت منقبت شاہ محمد معصوم ہیں جو شیخ بزرگ حضرت جدی قدس سرہ کے اصحاب میں سے تھے اور ایک مدت تک آنجناب کے حضور فیض گنجور سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے پھر ان کی رحلت کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں آکر استفادہ

[illegible]

Marfat.com

باندھی اور ریاضات و مجاہدات کئے اور جنگلوں اور آبادیوں میں بہت زائد چلے کھینچے اور فضائل و کمالات حاصل کئے ۔ حضرت قبلہ نے ان کو قابل اجازت دیکھ کر حرمین شریفین جاتے وقت شرف خلافت سے مشرف فرمایا ۔ شریعت میں راسخ القدم اور مستقیم الاحوال ہیں اپنے اختیار و ارادہ سے اپنے کو مشیخت میں نہیں ڈالا اور اس کار و بار میں مشغول نہیں ہوئے اس وقت موضع نکڑ میں جو اطراف میسر وارہ کے مواضعات میں سے ہے آبادی کے باہر ایک زاویہ بن کر کمال قناعت سے بہ فراغت تمام گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ دوران سلوک ایک وقت انوار لطائف اس آفتاب کی شعاع کے مثل ظاہر ہوئے جو پہاڑ سے گھر میں مختلف رنگوں کے ساتھ سرخ و زرد وغیرہ ہر ایک سے زائد روشن پڑتی ہے ۔ اور ایک نور سیاہ (سواد اعظم) انھی لطیف و شریف نظر آیا ۔ اور اسی اثنار میں یہ دیکھا کہ ہم کو تمہاری طرف سے اوپر لیجا رہے ہیں ۔ رفتہ رفتہ ایک بلند مقام پر پہونچا وہاں حضرت خواجہ بابا شماسی کے سامنے مجھکو کھڑا کر دیا انھوں نے مجھ پر ایک نگاہ ڈالی ۔ میں نے دیکھا کہ ایک رشتۂ نورانی ان کی دونوں آنکھوں سے نکلا اور میری طرف آنے لگا پھر ارشاد فرمایا کہ اس رشتہ کو اپنے دل میں لے لے پس اس رشتہ کا ایک سرا میں نے اپنے قلب پر رکھا اور دوسرا سرا انھوں نے اپنے قلب پر رکھا ۔ بعد ازاں ایک غیبت طاری ہوئی ایسا میں بے خود ہوگیا ۔ دوسرا واقعہ یہ بیان کیا کہ ایک وقت لطیفۂ قلبیہ کا نور مثل شمع ظاہر ہوا جس کی روشنی سے بدن کے باطنی احوال نظر آنے لگے ۔ اور ایک واقعہ یہ بیان کیا کہ وہ لطیفہ جس کا مقام دونوں ابروؤں کے مابین ہے ۔ اور جو ایک سمت زائد مائل ہے اور دوسرے لطائف سے زائد قوی ہے ۔ ایک وقت ایک نور اس ... پر ان سجہ جس میں اس نور سے بہرسی پھر وہاں سے جا در کر کے حد نگاہ تک تمام اشیا کو پر کر دیا اور مجھکو بے خود کر دیا ۔ اور ایک بار ایسا ہوا کہ بازار کا نتھا

اور میں اس مسجد میں جو اس کے مقابل تھی بیٹھا ہوا تھا کہ ایک قوت و تاثیر اسی لطیفہ سے نکلی اور تمام اہل بازار کو مسخر و مغلوب کر دیا ایسا کہ اگر میں اپنا ہاتھ بلند کرتا تو تمام بازار والوں کے ہاتھ بلند ہو جاتے تھے۔ اسی طرح جو کچھ میں کرتا تھا وہی سب وہ بھی کرتے تھے لیکن باوجود اس سب کے کسی کو کوئی شعور نہیں تھا۔ اور ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا کہ ایک وقت یہ مشاہدہ ہوا کہ ایک نور عرش سے اس لطیفہ کی جانب جو تارک سر اور اس کے نیچے ہے فائض اور باہم متصل ہے۔ پھر ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا کہ ایک بار میں حجرہ میں معتکف تھا دیکھا کہ اس کی چھت کا حجاب درمیان سے اٹھ گیا اور حضرت حق نے بصورت ستارہ اسمیں تجلی فرمائی اور کُنتُ کَنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اُعرَف مجھ سے تکلم فرمایا اور اس کے معانی و اسرار بیان فرمائے اور اس قسم کی بہت سی باتوں سے کلام لیا۔

Marfat.com

بیان قدرے از کلمات معارف سمات وحالات کرامت آیات قدوۃ ارباب محو وفنا۔ عمدہ اصحاب صحو وبقا حضرت عارف باللہ شیخ حسیب اللہ قدس سرہ جو حضرت اقدس کے چھوٹے ماموں صاحب تھے اور بندۂ کاتب حروف کے عم مکرم

وہ شریعت و طریقت کے علوم کے جامع تھے اور تمام صفات سے متصف تھے۔ ان میں عنفوانِ شباب ہی سے آثارِ شجاعت ظاہر تھے فنون تیر اندازی و برق اندازی میں بڑے ماہر تھے متعدد بار کفار سے مقابلہ ہوا ایک ایک تیر میں ان سب کو جہنم رسید کر دیا خط نستعلیق میں کمال رکھتے تھے۔ جواں مردی۔ تقویٰ۔ اور طہارت ان کی فطرت تھی۔ بمصداق من المہد الی اللحد عفت وعصمت میں پیدا ہوئے اور نشو ونما پائی اور انھیں صفات میں اس عالم سے رخصت ہوئے۔ عفو وحلم کی خصلت اس حد تک رکھتے تھے جو دوسروں میں متصور نہیں ہو سکتی۔ متبعین و ملازمین کی گستاخی۔ شوخی اور بے ادبی سے اس طرز پر تبسم وشگفتہ روئی کیساتھ درگذر فرماتے کہ دیکھنے والے متحیر رہ جاتے تھے غرضکہ اس سلسلہ میں حضرت غفور حلیم کے اخلاق سے متخلق تھے بلکہ ان دونوں ناموں سے متحقق تھے گویا بے آمیزش نفس ایک روح مجسم تھی۔ اور گویا اس مقام کے خاتم تھے۔ ارادۃ اللہ اور راضی برضا رہنے کی صفت میں اس کے اہل کمال سے سبقت لے گئے تھے۔ وجود کی نیستی ونفی ازسرتاپا ترشح تھی۔ غرضکہ چاروں خصلتیں جن سے مطلب طہارت وخضوع اور جوانمردی وبہادری۔ اور انصاف پسندی ہے۔ اور تمام خوبیوں کا دار ومدار انھیں صفات پر ہے ذات شریفہ میں علیٰ وجہ الکمال تھیں۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظ قرآن پاک سے فراغت پا کر محراب سنائی[1] اس کے بعد تحصیل علوم میں مشغول ہوئے

---

[1] ذات احدیت میں عبدیت کے ساتھ محو ہونا۔ اور اصطلاحاً صحو سے مراد محویت کے بعد بیداری ہے۔

اور یہ لاتاخذہ سنۃ ولا نوم کا رتبہ ... تو ...

Marfat.com

بعض کتابیں والد ماجد حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ سے پڑھیں اور بیشتر اپنے برادر معظم حضرت شیخ عبید اللہ سلمہم اللہ تعالیٰ سے پڑھیں اور تکمیل کتب حضرت شیخ بزرگ شاہ عبد الرحیم قدس سرہٗ سے کی نیز والد بزرگوار سے اشتغال طریقت حاصل کرکے سلوک کیا اس کے بعد جب ان کے والد نے اس جہان سے رحلت فرمائی تو امام الطریقہ قطب الحقیقہ حضرت شیخ بزرگ شاہ عبد الرحیم قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں سعادت اندوز ہوکر وہ تمام اشغال بڑی محنت و لگن ہی سے حاصل کئے۔ یہاں تک کہ مرتبۂ کمال وتکمیل کو پہونچے۔ اور حضرت شیخ بزرگ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرماکر اس عبارت کی مثال عنایت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الصراط المستقیم والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد الهادی الی المنهج القویم وصاحب الخلق العظیم وعلی آله واصحابه هداة طرق الوصول الی الله الرؤف الرحیم، اما بعد فیقول الحقیر الفقیر عبد الرحیم بن وجیه الحق والدین الدهلوی غفر الله له ولوالدیه واحسن الیهما والیه ان الولد الصالح التقی [illegible] بن منبع الحقائق والمعارف شیخ محمد الپهلتی قدس سره لازم صحبتی وتعلم منی علم التفسیر والحدیث والتصوف ولقیة اشغال الطریقة العلیة القادریة والچشتیة والنقشبندیة کثر الله

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت دی اور درود وسلام ہو اسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو راہ راست کیطرف ہدایت دینے والے اور اخلاق عظیمہ کے حامل ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر جو وصول الی اللہ کی جانب ہدایت دینے والے ہیں۔ مابعد بندہ حقیر فقیر عبد الرحیم بن وجیہ الحق والدین الدہلوی اللہ تعالیٰ اسکے اور اسکے والدین کی مغفرت فرمائے اسکے اور انکے ساتھ نیک سلوک فرمائے کہتا ہے کہ ولد صالح متقی، پاکباز حبیب اللہ ابن چشمۂ حقائق ومعارف شیخ محمد پھلتی قدس سرہٗ نے میری صحبت کو لازم کیا اور مجھ سے علم تفسیر حدیث تصوف

Marfat.com

طالبيها واوصل الله سالكيها فرأيته
اسرارها وانوارها وآثارها، فاستخرت
الله سبحانه الإجازة لارشاد طالبي
وصول الله وسالكي السالكين الى الله
فامرني والهمني سبحانه تعالى ان
اجيزه الإيصال الارشاد فاجزته
لارشاد الطالبين ولكمال السالكين
اجازة ظاهرة عامة بحضر من المشائخ
العظام والعلماء الكرام والفقراء ذوي
الاحترام كما اجازني مشائخ الطرق المذكورة
قدس الله اسرارهم. يده كيدي
ومن بايعه فكانما بايعني، ومن بايعني
فكانما بايع النبي صلى الله عليه وسلم
وعلى آله واصحابه افضل الصلوٰة
واكمل التحيات واسأل الله لاجله
الاستقامة والسداد على الطريق المستقيمة
والثبات والدوام على الطريقة العزيمة
وايضا اجزته التعليم علم التفسير والحديث
والتصوف وبالله التوفيق الرفيق
والحمد لله رب العالمين. آمين.
وهذا بعض اسامي المشائخ قدس الله
اسرارهم

اور بقیہ اشغال سلاسل طریقت یعنی طریقہ عالیہ
قادریہ چشتیہ، اور نقشبندیہ حاصل کئے، اللہ تعالیٰ
ان کے طالبین کو زیادہ اور سالکین کو وصل
کرے۔ میں نے ان میں اسکے اسرار و انوار و آثار مشاہدہ
کئے پس میں نے اس سلسلہ میں (اجازت دینے کے لئے)
وصول و سلوک الی اللہ کے طالبین و سالکین کے
رشد و ہدایت کے لئے اللہ سے استخارہ کیا اس نے
مجھے اس بات کا حکم و الہام فرمایا کہ ان کو رشد و ہدایت
کی اجازت دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو مشائخ
عظام۔ علماء کرام۔ اور فقرائے ذوی الاحترام
کی موجودگی میں طالبین و سالکین کے رشد
ارشاد کی اجازت دی جس طرح مشائخ
طرق مذکورہ نے مجھکو اجازت دی۔
ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے ان سے بیعت
کی اس نے مجھ سے بیعت کی اور جس نے
مجھ سے بیعت کی گویا اس نے نبی سے بیعت
کی میری دعا ہے کہ اللہ ان کو راہ مستقیم
پر استقامت و مداومت عطا فرمائے نیز
میں نے ان کو علم تفسیر۔ حدیث۔ اور تصوف
کی تعلیم دینے کی بھی اجازت دی اور میں
دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق رفیق
عطا فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین...

اور یہ مشائخ گرامی کے نام ہائے مبارک کے نقل ہے ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد اجازت ارشاد پا کر وطن آئے اور مسند ہدایت پر بیٹھکر علوم ظاہری وافاضۂ اسرار باطنی میں مشغول ہوئے۔ ہمیشہ قرآن وحدیث کے درس کے پابند رہے ۔ اور تمام عمر ریاضت ومجاہدہ میں بسر کی۔ بہت سے چلّے کھینچے اور چند چلّے ایسے کھینچے جس میں باوجود عدم اجازت کے سکوت محض اختیار کیا اور صرف اپنے کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ ایک عالم نے ان کے فیض صحبت سے نور باطنی حاصل کیا اور جس شخص کے سلوک میں آپ اپنی توجہ مبذول فرماتے ضرور اس میں اس کی استعداد کے مطابق برکت ظاہر ہوتی۔ ایک شب اس بندۂ کاتب حروف پر بھی بسعیٔ تمام توجہ فرمائی۔ اور اس فقیر نے بارہا ان کے حلقۂ مراقبہ میں جلوس حاصل کیا۔ امیدوار ہے کہ بحکم ھُمْ قَومٌ لَا یَشقیٰ جَلِیسھُمْ[1] ان کی برکات سے محروم نہ رہے گا۔ اور احکام شریعت کے اسرار اور اہل سنت کے عقائد میں رسوخ وبصیرت وتحقیق رکھتے تھے اور حقائق و معارف کے وجدان میں انبیاء علیہم السلام کے وارث تھے۔ توحید وجودی کا جس طریقہ پر محققین کا مذہب ہے اعتقاد رکھتے تھے لیکن ان پر مشرب توحید شہودی غالب تھا اور جب ارکان واحکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اس کے اسرار حسب تحقیق بیان فرماتے تھے اور اس قسم کے امور میں اس فقیر کو اکثر اوقات خطاب سے مخصوص فرماتے تھے اور اس کے لکھ لینے کا اشارہ فرماتے تھے اور اسکی طرف متوجہ رہتے تھے۔

افادہ:۔ حقائق آگاہ شاہ نور اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان ایام میں جب ہماری ابتدائی تحصیل کا زمانہ تھا ایک بار حضرت والا اعتکاف اربعین (چلّہ) سے عید کے دن مزین ہوکر باہر آئے اس وقت ہم پہنچے اور سلام کیا آپ نے اس حالت میں میری طرف ایک نگاہ ڈالی۔ آپ کے نگاہ ڈالتے ہی میں نے دیکھا کہ گویا مجھ میں ایک گرہ پڑی ہوئی تھی جو کھل گئی اور اس وقت اس سے زائد مجھے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔ آٹھ نوسال بعد اس بات کو آپ کے خدام میں سے ایک سے بیان کیا۔ انھوں نے حضرت کی خد مت

---

[1] وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

Marfat.com

میں اس کا اظہار کر دیا آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اس نے ہماری منت (احسان) کو یاد رکھا ہے۔ اس واقعہ کے بعد ایک دن میں حضرت والا کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ فلاں شخص تجھ سے ایک چیز بیان کرتا ہے (نقل کرتا ہے) میں نے عرض کیا کہ ٹھیک کہتا ہے آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات تمہیں یاد ہے بھولے نہیں ہو میں نے عرض کیا (جی ہاں مجھے یاد ہے پھر آپ نے بہت کرم و عنایت فرمائی۔

افادہ:۔ آپ فرماتے تھے کہ ابتدائے حال میں (جب میں) حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھا اور سلوک کر رہا تھا ایک روز کسی کام کے سلسلہ میں بازار گیا تھا اس وقت میرا دیدۂ بصیرت وا ہو گیا اچانک ایک راہ گیر پر نظر پڑی میں نے دیکھا کہ اس کے تمام حرکات اس کی ہستی مستند دکھائی دیتے ہیں یعنی فاعل حقیقی کا فعل ہے جس نے اس صورت میں ظہور کیا ہے۔ چونکہ اس سے پیشتر اس قسم کی بات ظاہر نہ ہوئی تھی اس وجہ سے بہت تعجب ہوا اس وقت سے کبھی وہ صورت ظاہر ہوتی تھی اور کبھی پوشیدہ ہو جاتی تھی اور اسکے پوشیدہ ہونے سے دل اس کے دیکھنے کا پھر مشتاق ہوتا تھا۔ انھیں ایام میں ایک روز جب کہ سلطان فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹھکر دارالخلافت میں داخل ہوا۔ اور وزیر اعظم سید عبداللہ خان قلعہ سے استقبال کے لیے مجمع کثیر کے ساتھ نکلا۔ اور صاحبزادگان بمقتضائے صغرسنی گھر سے تماشہ دیکھنے کے لیے باہر آئے ہوئے تھے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ پس اس وقت جب کہ ہزاروں کا مجمع تھا ایک عجیب صورت ظاہر ہوئی کہ تمام کو بمنزلہ ایک فعل واحد پر میں نے دیکھا یعنی ایک حقیقت فعلیہ ہے جس نے ہر ایک جگہ پر ایک دوسری صورت سے جلوہ گری کی ہے۔ بعد ازاں بتدریج وہ ادراک ملکہ ہو گیا۔

افادہ:۔ حضرت والا فرماتے تھے کہ ایک بار میں نماز عشاء کی امامت کر رہا تھا جب رکوع میں گیا تو دیکھا کہ میرا سر غائب ہو گیا پھر اس صورت کا دیکھنا میرے ذہن میں بھی منظور ہو گیا۔ پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھا تو سر نو یہی حالت پایا

Marfat.com

پھر جب رکوع وسجود میں پہونچا تو وہی پہلے والی حالت ظاہر ہوئی۔ ان کیفیات سے میں تعجب کر رہا تھا آخر بمرور ہمہ وجود اپنے کو معدوم پایا اور فنائے کلی حاصل ہو گئی۔

افادہ :- حضرت والا نے فرمایا کہ ایک بار میں چلہ میں بیٹھا ہوا تھا اچانک میری نظر اپنے پر پڑی دیکھا کہ مجھ میں ایک نور سونے کے رنگ کا ایسا پیدا ہوا جس سے تمام اشیاء کی حقیقت ظاہر ہوئی اس طرح جیسے چراغ کی روشنی میں اندھیرے کی چیزیں نظر آتی ہیں میں اس نور سے تمام اشیاء کی حقیقتوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور یہ صورت دوپہر تک نمودار رہی بعد ازاں ایسی کیفیت ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا میری آنکھوں پر ایک پردہ باندھ دیا گیا ہے اس سے انتہائی اضطراب اور ناقابلِ بیان رنج پیدا ہوا۔ تمام رات اسی حالت میں گذر گئی دوسرے دن اشراق کے وقت پھر وہی گذشتہ کیفیت رونما ہوئی پس میں حقیقتوں کے تماشا میں محو ہو گیا میری پہلی نظر اس درخت پر پڑی جو مسجد کے صحن میں تھا میں نے دیکھا کہ اسکی جڑ کی جانب سے فیضِ الٰہی ظاہر ہوا اور دو شاخ ہوتی ہو کر بلند ہوا زمین دوز آتش بازی کے رنگ میں اس سے پھلجھڑیاں چھوٹ رہی ہیں اور مخصوص ترتیب شکلوں پر بلند ہو رہی ہیں اور اس وقت بجد امثال کی حقیقت واضح ہوئی۔ اور معلوم ہوا کہ مَلکوتُ السمٰوٰت والارض سے مراد یہی وجوداتِ نورانیہ ہیں جنہوں نے تمام اشیاء کو اس عالم میں جو ناسوت سے مافوق ہے منور کیا ہے۔ اور اسی طرح اسی نور کیساتھ جس چیز کی طرف مثل چوب و سنگ و آہن نظر کرتا تھا اس کا وجود نورانی جو ظلال الٰہی کے سوا دیکھ رہا تھا اور ان اسمائے الٰہیہ کے عکس میں جو تمام اشیاء کے اصل الاصول ہیں مثلاً اسم مبارک المتین جو پتھر اور لوہے کا اصل الاصول ہے مشاہدہ کر رہا تھا اور اسوقت اپنے وجود کو ایسا پا رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا دریائے محبت کے فوارہ کے مثل ہے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسی سمندر سے جوش زد ہے۔ اور اسی سمندر میں گر رہا ہے۔ اور رات دن سیر آفاقی میں رہتا تھا۔

Marfat.com

جب اللہ کے فضل و کرم سے یہ سیر بہ تفصیل میسر ہوگئی (تو) سیر نفس کی طرف رجوع ہوا پس میں نے دیکھا کہ پہلے پاؤں کی راہ سے اپنے بدن میں داخل ہوا اور اس نور سے اول ہر جز و کی حقیقت کا علیحدہ علیحدہ مشاہدہ کیا نیز ہر اس چیز کے مقام کا جو عالم کبیر میں موجود ہے اپنے وجود میں ادراک کیا یہاں تک کہ اپنے سر کی سیر تک پہونچا۔ پس اس کے اور پیشانی کے درمیان ایک سنہرے رنگ کا نور ظاہر پایا (دیکھا) جوتے کی لکڑی کے مثل تھا اور آسمان سے باتیں کر رہا تھا ——

اور وہ نور جس چیز کو چاہتا ہے اپنے احاطہ اور اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ گویا وہی حس مشترک ہے جس سے ادراک پیدا ہوتا ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ تمام حواس ظاہری و باطنی جیسے سماعت و بصارت و حافظہ و خیال وغیرہ ایک انگلی کے برابر بمنزلہ چراغ کی لو کے ہیں، مختلف رنگوں کے ساتھ بعض زرد بعض سرخ ہر رگ و پے میں جوان قوتیں ودیعت کیے ہوئے ہیں فیض الٰہی سے ان زبانوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس تیل کی طرح کہ جب وہ فتیلہ پر پہونچتا ہے تو شعلہ ہو کر نمودار ہوتا ہے اور یہ دکھائی دیا کہ فیض پشت کی دونوں جانب سے جا کر آ رہا ہے اور منھ کی جانب شعلہ زن ہے اس وقت یہ واضح کیا گیا کہ یہی سر ہے جو شارع علیہ السلام نے منھ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ بعد ازاں یہ ظاہر ہوا کہ شانۂ چپ کے نیچے سے مضغۂ صنوبریہ قلبیہ کی جانب ایک نور سرخ رنگ ریزش کرتا ہے اور اس جگہ سے ایسا انتشار و ارتفاع قبول کرتا ہے جو تمام آفاق کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور اس نور سے یہ دکھائی دیا کہ ناف کے مقابل جانب چپ ایک چیز ہے اور واقع میں زہرہ وہی ہے اس سے تین چار انگل کے فاصلہ پر ایک نور شعلہ دار شعلہ زن ہے اور اس میں قدرے کدورت بھی ہے اور اسکی شعلہ زنی سراسر فخر و نازش ہے اس حد تک کہ گویا تمام عالم کے کمالات اس میں مقید ہیں اور ایسا واضح ہوا کہ نفس یہی ہے۔ اور یہ لطیفہ جب اس لطیفہ سے آمیزش کرتا ہے تو پورے طور پر توجہ الی اللہ ہو جاتی ہے

Marfat.com

اور اسی سبب سے وہ لَایَسَعُنِی اَرْضِی وَلَاسَمَائِی وَلٰکِنْ یَسَعُنِی قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤمِن[ئ] کا مورد ہوجاتا ہے اور اسی شعلہ زنی کے درمیان یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس لطیفہ سے جس کا مقام بالائے حاجب یمین ہے ایک تنبیہ اس نفس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کے ظاہر ہوتے ہی اسکی شعلہ فشانی ختم ہوگئی اور وہ کلی طور پر پوشیدہ ہوگیا۔ اور معلوم ہوا کہ وہ لطیفہ زاجرہ روح ہے۔
دوسری بات یہ منکشف ہوئی کہ مسامت قلبیہ مضغیہ بالائی جو بائیں سمت لطیفہ کا حاجب ہے انتہائی نورانی صنوبری شکل پر جس کے سر کی نوک سیاہ ہے اور وہ معلق رہتی ہے اور اس مضغۂ صنوبریہ کو اس لطیفہ کے ساتھ انتہائی باریک نورانی دھاگہ کی طرح ایک تعلق ہے۔ اور اس لطیفہ کی کیفیت یہ ہے کہ ایک جگہ پر اسکو قرار نہیں ہے۔ وہ کبھی اپنی منقار کو لطیفہ سمعیہ میں اور کبھی بصریہ میں اور کبھی وہمیہ و متخیلہ و حافظہ میں ڈالتا ہے اور اسکی وجہ سے ان حواس و قوی میں ادراک پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ مکشوف ہوا کہ وہی لطیفۂ مدرکہ ہے جو اس کی حقیقت قلب میں ہے اور اس کے قلب کی وجہ تسمیہ حواس ظاہرہ اور قوائے باطنہ کے ساتھ اس کا تقلب ہے۔ بعد ازاں تارک سر میں وہ لطیفہ جو چنے کی دال کے برابر ہے اور ایک جہت رکھتا ہے نمودار ہوا اس سے خطوط نورانیہ سورج کی شعاعوں کی طرح نکلتی ہیں اور تمام اشیاء کا احاطہ کرلیتی ہیں اور عرش سے گذر کر ذات مقدس کی طرف پہونچ رہی ہیں اور اس وقت عرش عظیم جو کہ محدود ہے اس میں ناچیز محض ہوجاتا ہے اور اسکی کوئی انتہا نہیں ہے۔ عروج روحی بھی اسی طرز پر ہوتا ہے اور نفخ روح جو مدلول نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ہے وہ بھی اسی راہ سے ہے اور یہ میں نے دیکھا کہ حقیقت انا جسمیں (ایک) لطیفہ ودیعت کیا ہوا تھا اسی راہ سے گذر کر ذات میں فنا ہوگیا اور میرا حال یہ تھا کہ جس وقت چاہتا تھا

ئ میری سمائی نہ آسمان میں ہے اور نہ زمین میں لیکن میری سمائی میرے مؤمن بندہ کے قلب میں ہے

Marfat.com

اس راہ سے عروج کرتا تھا پس انا کا اضمحلال ذاتِ الٰہی میں علیٰ وجہ الکمال پوری طرح متحقق ہوگیا پھر نہ عبودیت تھی نہ نمود اور یہ معلوم ہوا کہ ادائے امانت میں جو آیت کریمہ ان تودوا الامانات الیٰ اھلھا میں وارد ہے اسی رجوعِ انانیت کی طرف اشارہ ہے اس ذات تعالیٰ کی طرف جو اس راہ سے ہوتی ہے اور انانیت سے مراد انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال[1] فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا کی آیت ہے جس کو مرتبۂ انسانیت میں امانت رکھا ہے اور کان ظلوما جھولا کے معنی اختیارِ ظلوما جھولا ہے۔ اس کا ظلم یہ ہے کہ اس امانت کو وہ اپنے سے سمجھا اور جہول اس وجہ سے ہے کہ اس نے یہ نہ جانا کہ اس میں بجز امانت اور کچھ نہیں ہے۔

افادہ: حضرت والا نے فرمایا کہ ایک روز میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک چیز ہے ایسی جیسی لڑکیاں کپڑے کے ٹکڑوں سے آدمی کی شکل پر بناتی ہیں (گڑیاں بناتی ہیں) اور رنگ برنگی گڑیاں میرے سامنے ڈال دی جاتی ہیں اور مجھکو اسکے تماشہ میں بہت لذت مل رہی ہے اور میں اس نظارہ سے تعجب کر رہا ہوں اور رفعت حاصل ہو رہی ہے۔ پھر مجھکو اس سے ایک ملال پیدا ہوا میں نے اس میں سے ایک کو پکڑ کر غور کیا تو دیکھا کہ وہ پرانی پتیاں میں ایک رنگ برنگی ہیں۔ اور دوسری سادی ہیں رپس میں اس سے بہت متنفر ہوا اور اس گڑیا کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر جب ان کپڑوں کو ایک دوسرے سے کھولا تو اس کے اندر سے ایک انگلی برآمد ہوئی پھر میں ہوشیار ہوگیا جب اس واقعہ کی تعبیر میں میں نے غور کیا تو یہ بات منکشف کی گئی کہ اس گڑیا کی شکل

---

[1] ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں اور زمینوں پر پیش کیا تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اسکو اٹھالیا۔ بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا۔......

Marfat.com

سے مراد نفس تھا جس کا مقام ناف کے برابر ہے اور وہ مختلف رنگ جو دکھائی دے رہے تھے اس کے خطرات تھے جو اس لطیفہ پر جو قلب کے مقابل داہنی سمت مثل آئینہ کے ہے ڈالتا ہے۔ اور یہ الہام فرمایا کہ اس کے دفعیہ کا علاج بھوک ہے پس میں نے اس کو اختیار کیا۔ جب ایک مدت گذر گئی تو اس جگہ سے جو نفس کا مقام ہے ایک شور اٹھا اور آسمان تک پہونچ گیا پھر سوخت (ختم) ہو گیا اسی طرح چندروز یہ شور و غوغا میں سنتا رہا۔ پھر میں نے اس کو اسی جگہ سے اکھاڑ ڈالا دیکھا کہ اس کی جڑ کے ریشے مثل پیاز کے ریشوں کے ہر طرف سے نکل رہے ہیں اور معلوم ہوا کہ وہ جڑیں (رگیں) قبول اور اسکی طرح طرح کی خواہشات اور اس کے تعلقات تھے۔ جب اسکی وہ تمام رگیں (جڑیں) اکھاڑ ڈالی گئیں تو سکون واطمینان حاصل ہو گیا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔

افادہ:- حضرت والا نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ جب مجھ پر توحید ظاہر ہوئی تو اپنے وجود کو ایک نقطہ کی طرح ہستی حق کے دائرہ کے درمیان پاتا تھا بعد ازاں جب انانیت فنا ہو گئی تو اس کی ہستی کو اپنے میں ایسا پایا جیسے ہوا کھال میں جس سے کر لوہار اپنی بھٹی دھو نکتے ہیں اور یہ ادراک ہو رہا تھا کہ تمام آثار اسی سے مستند ہیں۔

افادہ:- حضرت والا نے فرمایا کہ انانیت فنا ہونے کے بعد انفس بندہ پر آفاق کا حکم کرتا ہے اور یہ صاحب مقام اپنے نفس کو اپنے غیر سے ممتاز نہیں پاتا اور اسی مقام میں حدیث نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والتسلیمات لایؤمن[1] احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب بنفسہ[2] متحقق ہوتا ہے۔

افادہ حضرت والا نے فرمایا کہ سالک پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ

---

[1] موجب نجاست کو خارج کرے [2] تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ ....

Marfat.com

اس کی حقیقت کی توجہ عالم ارواح کی طرف ہو جاتی ہے اور اس وقت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارواح اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔ اور اس فقیر نے اکابر طرق قدس اللہ اسرارہم کی ارواح سے عالم معاملہ ورؤیا میں صحبت اٹھائی ہے اور فیوض و برکات حاصل کیے ہیں بعضوں کی صورت کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور بعضوں کے مزارات کی زیارت کی ہے چنانچہ ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ مسجد کے جنوبی در میں تشریف فرما ہیں اور حضرت قبلہ گاہی مسجد کے صحن میں ہیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص تھوڑے نیاز کے بتاشے لایا حضرت قبلہ گاہی نے مجھ سے شربت بنانے کا اشارہ فرمایا۔ میں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے شربت تیار کر کے اور اسے چھان کر حاضر کیا۔ حضرت قبلہ گاہی نے پیالہ میرے ہاتھ سے لیا اور خود بقصد ادب و تعظیم اسکو حضرت سید صاحب کی خدمت میں پیش کیا آپ نے تعظیماً حضرت قبلہ گاہی کو بابا کہا اور پیالہ ان کے ہاتھ سے لیکر سیر ہو کر پیا اور بقیہ دوسروں کو تقسیم فرما دیا۔ اور ایک بار شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کی شکل نورانی ہے اور سر مبارک پر سفید دستار ہے اور بالا بند سیاہ ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ کے مزار پر انوار کی زیارت کا شوق اگرچہ مجھے بہت زائد تھا اور اس سے مجھے بہت قلق تھا بلکہ قریب تھا کہ مزار شریف کی زیارت کا میں احرام باندھ لیتا اور سفر کے لئے روانہ ہو جاتا اسی اثناء میں میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ گویا حضرت مجدد میرے حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا فیض ہر جگہ ہے (آپ کے اس فرمانے سے) وہ رنج و کلفت دور ہو گیا۔ اور تسکین ہو گئی۔ اگرچہ اس خواب میں آپکی صورت مبارکہ کا میں نے معائنہ نہ کیا تھا۔ اور میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مچھلیوں کی صورت میں مشاہدہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ تمام شجر و حجر مچھلیوں کی صورت سے پر ہیں اور ہر جگہ ہزاروں لاکھوں مچھلیاں پیدا ہیں بعض کی شکل پوری اور بعض کی ناتمام

Marfat.com

وفات تمام۔ اور بعض ایسی ہیں کہ ایک مچھلی بہت بڑی ہے اور اس کے اندر بہت سی مچھلیاں (مندرج) ہیں لیکن وہ سب اسی حوتِ اعظم کی حیات سے (کی بدولت) زندہ ہیں۔ اس وقت میں نے پڑھنا شروع کیا (پڑھنے لگا) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اور جب لفظ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ میری زبان پر جاری ہوتا تھا تو میں دیکھتا تھا کہ اس کلمہ سے ایک سر پیدا ہوتا ہے اور ان تمام مچھلیوں میں داخل ہو جاتا تھا اور اس کی وجہ سے سب کو مسرت و خوشی حاصل ہوتی تھی جس طرح مصنوعی (کپڑے کے بنے ہوئے) شیر وغیرہ ہوا بھرے ہوئے ذکر جوان کو جنبش دیتی ہے پس میں نے معلوم کیا کہ یہ صورتیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح ہیں اور امرالصلوٰۃ کا نکتہ تمام انبیاء کے ساتھ میں نے پایا اور ان کے تشبیع ارواح کا سر بصورتِ ماہی مولوی روم قدس اللہ سرہٗ کے کلام سے دریافت کرسکتے ہیں آپ نے فرمایا ہے

ہرکہ دید آں بحر را او ماہی است ہرکہ دید اللہ را اللّٰہی است[1]

پھر فرماتے ہیں۔

ہر کہ جز ماہی است زآبش سیر شد واں کہ بے روزی است روزش دیر شد[2]

---

[1] جس نے اس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے جس نے اللہ کو دیکھ لیا وہ اللّٰہی ہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ تمام موجودات میں جو حق کا مشاہدہ کرتا ہے وہ اللّٰہی یعنی ولی کامل ہے۔ اور جس کی نظر بحر (سمندر) کی طرف ہے اور موجودات کو بصورت جہاں دیکھتا ہے وہ مثل ماہی (مچھلی) ہے۔ لہٰذا جسم انسانی جس کو عالم ظاہر ہی سے تعلق ہے وہ مثل ماہی کے ہے پس جہان مثل دریا کے ہے۔ اور تن مثل ماہی کے ....

[2] جو مچھلی کے علاوہ ہے اس کے پانی سے سیر ہوا۔ جو بے روزی ہے اس کا وقت ضائع ہوا (واضح رہے کہ حسب استعداد جبلّی انسان تین قسم کے ہیں اول عارف کامل وعاشق واصل جو آبِ حق یعنی عشق حق اور تجلیاتِ حق سے کبھی سیر نہیں ہوتے جس طرح مچھلی پانی سے کبھی سیر نہیں ہوتی۔ بقیہ آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

اور ایک بار مخلصین میں سے ایک شیخ تربیت نے توجہ کی استدعا کی جب میں خلوت میں بیٹھا اور ان پر توجہ کرنا چاہی تو دیکھا کہ صاحب سلسلہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کھڑے ہیں بسرخ و سفید رنگ ۔ نورانی شکل ۔ میانہ قد ۔ گٹھا جسم ۔ اس صورت کا مشاہدہ کرتے ہی شیخ مذکور پر ایسی غیبت طاری ہوئی کہ انھیں اپنا ہوش نہ رہا ۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے حجرہ کے طاق کی طرف ہاتھ دراز کیا اس کے ہاتھ دراز کرنے میں کچھ آواز پیدا ہوئی جس سے وہ چونک پڑے ۔ اور کہا کہ ایک مدّت سے اسی بے خودی اور غیبت کی تمنا و آرزو تھی اب یہ جاکر میسّر آیا ۔ اور ایک بار میں نے اپنے کو دیکھا کہ ہوا پر جنازہ وار جا رہا ہوں (اڑ رہا ہوں) یہاں تک کہ شہر اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مقبرہ میں پہونچا اور ان کی قبر شریف کی زیارت کی ۔ میں نے اس مزار پُرانوار کو سنگ سفید کا دیکھا اور اس مقبرہ کے احاطہ کو دُودر کا پایا ۔ جب میں نے خادمین سے (لوگوں سے) اس مقام کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بھی ویسی ہی نشاندہی کی جیسا میں نے مشاہدہ کیا تھا ۔

ایک بار میں نے اپنے کو دیکھا کہ ایک کنویں میں جا رہا ہوں ۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ہر ہر زینہ پر حضرت پیر دستگیر (غوث الاعظم) اور حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہما کی صورتیں جلوہ گر ہیں ۔ یہ دیکھ کر میں مؤدب ہو گیا ۔ اور اپنے پیروں کو احتیاط سے رکھنے لگا ۔

افادہ :- حضرت والا نے فرمایا کہ ایک شب میں نے واقعہ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ ایک چارپائی بچھی ہے اور آپ اس پر تشریف فرما ہیں ۔ اور سفید کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ کپڑے ایسے ہیں جیسے عورتیں اپنے شوہروں کی زندگی میں پہنتی ہیں ۔ اور اس سے متصل ایک دوسری

پیوستہ از صفحہ گذشتہ ۔ دوسرے فرمایا یعنی عام مسلمان جن میں ہدایت حاصل کرنے کی استعداد ہے تیسرے وہ لوگ جو ناقابل دید اور بدبخت ہیں ۔

Marfat.com

چارپائی ہے جس پر تین دوسری ازواج مطہرات بیٹھی ہیں اور ان کے کپڑے رنگین ہیں لیکن اس وضع کے ہیں جیسے بیویاں اپنے شوہروں کے بعد پہنتی ہیں۔ اور ان کی عمریں حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے بہت کم معلوم ہوتی ہیں۔ مجھے اس وقت بہت شرم آئی اور غایت ادب فرطِ خجالت سے اپنے کو اس بات پر ملامت کرنے لگا کہ ازواجِ مطہرات کے سامنے آنا کمالِ بے ادبی ہے۔ پر اسی حال میں یہ بات دل میں القا ہوئی کہ تو توان کا فرزند ہے (اولاد ہے) اور فرزندوں کا اپنی ماؤں اور دادیوں کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

افادہ:۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ایک بار عرس کی مجلس تھی۔ اور ہم شیخ ابوالفتح اور شیخ ابوالفضل کے روضہ کی دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک نور مثل برق دونوں قبروں سے نکلا اور بشدت تمام مجھ میں سرایت کر گیا ایسا کہ میں سخت مضطرب ہوا۔ اور قریب تھا کہ اچھل کر رقص کرنے لگوں۔ اور نعرے ماروں کہ یکایک (اسی وقت) حضرت قبلہ گاہی مرشد برحق کی صورت نمودار ہوئی اور مجھکو تسکین بخشی۔ اگرچہ اس وقت بظاہر نہ میری کوئی چیخ نکلی اور نہ اضطراب ظاہر ہوا لیکن میں نے دیکھا کہ میری حقیقت رقص کر رہی ہے اور اس سے ایک اضطراب عظیم برپا ہے۔ اور یہ حال تقریباً ایک ساعت تک مجھ پر طاری رہا جب میرے ظاہر میں کوئی حرکت وجنبش پیدا ہوئی تو وہ نور دو شعلوں کے رنگ میں میری دونوں آنکھوں کی راہ سے باہر نکلا اور میرے مقابل دو شخص ایسے بیٹھے ہوئے تھے جن کو سماع اور رقص سے کوئی مناسبت نہ تھی۔ ان دونوں شعلوں کو ان میں آویزاں کر دیا پس دونوں نے یک بیک جست کی اور وجد و رقص عظیم کیا۔

افادہ:۔ حضرت والا نے فرمایا کہ توحید وجودی اور توحید شہودی کے درمیان فرق جو اس فقیر کو سمجھایا وہ بیان کرتا ہے۔ توحید وجودی یہ ہے کہ فی الحقیقت ذات کے سوا کوئی موجود نہیں ہے (لا موجود الا اللہ)

Marfat.com

جو کچھ وجود ہے صرف ذاتِ حق کے لئے ہے۔ جیسا عرفا نے تحقیق فرمایا ہے۔ اور یہ مسئلہ حق ہے لیکن ازروئے علم لدنّی کے ہے۔ یہ خود شہود میں نہیں آتا مگر جسکو اللہ چاہے وہی ازروئے عرفان سمجھا ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ توحیدِ وجودی اور توحید شہودی جو کچھ اس فقیر کو سمجھائی ہے اسکو وہ بیان کرتا ہے کہ توحیدِ وجودی حقائق کا مسئلہ اور نفس الامر کا بیان ہے۔ عارف کے عرفان سے قطع نظر کرتے ہوئے جو وجود میں واقع ہو خواہ وجوبی ہو یا امکانی خارجی ہو یا ذہنی۔ وہمی ہو یا خیالی۔ سب اس کے انواع واقسام کے ساتھ ثابت ہے اور ذاتِ حق کا بلا شرکت غیرے کوئی غیر موجود نہ ہا ہے۔ اس لئے کہ موجود بے وجود نہیں ہوتا اور کسی چیز کو اس کے ساتھ (حق کے ساتھ) نسبتِ عینیت بھی نہیں ہے اس لئے کہ یہ بات بھی ایک قسم کی تحقیق چاہتی ہے تاکہ اس منشاء کے ساتھ عینیت کا انتزاع ہو اور وہ ماسوائے ذاتِ الٰہی میں مفقود ہے اور یہ حق بات ہے اور نفس الامر کے مطابق ہے۔ اور احوال کی قبیل سے نہیں ہے کہ کسب سے تعلق رکھے بلکہ جب تک (خود) کسی کو اپنا علم ذاتی عطا نہیں فرماتا وہ اس کو حاصل نہیں کر پاتا۔ اور (یہ) یافت کی قبیل سے ہے۔ دید کی قبیل سے نہیں ہے۔ اور نفس الامر کا بیان ہے نہ یہ کہ آدمی جو کچھ دیکھتے ہیں۔ وہ امور شہودیہ کے اعتبار ہوتے ہیں۔ قولہٗ قدس سرہٗ۔ اور جو کچھ طالبین ازروئے مشاہدہ دیکھتے ہیں اس کا سبب دوسرا ہے۔ چونکہ صورا کو ان صفحۂ خیال میں بسبب تلبیس انتقال پائے ہوئے ہیں اور ذکر کی نورانیت میں رنگ گئے (اس لئے) وہ ان نفوس کو نورانیت کے ساتھ ملون دیکھتا ہے اور یہ سیر آفاقی کے وقت (ہوتا) ہے لیکن جب طالب اس مقام سے گذرجاتا ہے تو نفوسِ خیالیہ سے ذہول اختیار کرتا ہے۔ اور اپنے خیال میں نفس کی صورت کو رنگین پاتا ہے۔ اور صورتِ خیالی سے نفس زائل نہیں ہوتا مگر جس کو اللہ چاہے۔ اس لئے کہ خیال حیطۂ نفس میں ہے کاتبِ حروف کہتا ہے کہ توحید شہودی جو احوال کی قبیل سے ہے اور حالتوں

Marfat.com

میں سے ایک حالت کا بیان ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو سیر آفاقی کے وقت پیش آتی ہے۔ اور اس سے مطلب ہے نفوس اکوان کو ذاکر کے نور سے منور دیکھنا۔ سالک اگر مرتبۂ یادکرد میں ہے یا نور مذکور میں۔ اور اگر توجہ اور یادداشت کا ملکہ اسے حاصل ہوگیا ہے تو اس کا سبب ہے کہ جب سالک کا نفس اس نور کے ساتھ متلون ہوگیا۔ اور بمنزلہ عینک اکوان کی رویت کے لئے مخصوص ہوگیا۔ تو اس نفس کے ساتھ وہ جس چیز پر بھی نظر ڈالے گا اس چیز کو اسی ایک نور سے منور دیکھے گا اور اس کو حق تعالیٰ کا شہود سمجھے گا۔ اور یہ بھی ایک وجہ رکھتی ہے لیکن ذکر اور نورِ ذکر میں فرق کرنا بغایت دقیق ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے جو سالک کو سیر نفس کے وقت پیش آتی ہے۔ اور اس سے مطلب ہے نفس کو ہیئت ... کے ساتھ نورِ یادداشت سے متلون دیکھنا یعنی جب سالک توجہ کے ساتھ اکوان سے گذر جائے (تو) اس وقت اس کی توجہ اس کے نفس میں منحصر ہو جاتی ہے اور اکوان سے ذہول رونما ہوتا ہے۔ اور اس حالت میں اسکی نظر مثل نور کے جا کر ایک وجدانی صفت شئی پر جو اس کا نفس ہے اور متنور بنور الٰہی ہے مشہور ہو جاتی ہے اور اس شہود سے اسکے نفس کو ذہول نہیں ہوتا اسلئے کہ خیال نفس کا مستلزم ہے۔ اور یہ شہود کا خیال ہے۔ میں نے آپ سے ایسا ہی سنا ہے قول قدس سرہٗ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ کے قول کے معنی میں کہ اہل اللہ فنا و بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے ہی میں دیکھتے ہیں۔ اور جو کچھ پہچانتے

لہ یادکرد۔ ذکر لسانی اور قلبی کو کہتے ہیں۔ یاد ضد فراموشی ہے اور اصطلاح میں غیر حق کو فراموش کرنا اور نور حق کے بحر مواج میں مستغرق ہونا اور اپنی خودی کو نیست و نابود کرنا اور اسم کی یاد سے مسمیٰ میں پہونچنا اور اس میں گم ہونا۔

لہ اس سے مراد توجہ صرف مجرد الفاظ اور تخیلات سے ہے حقیقت واجب کی طرف۔ اور یہ بغیر فنائے تام اور بقائے کامل کے حاصل نہیں ہوتی ....

Marfat.com

ہیں اپنے ہی میں پہچانتے ہیں۔ ان کی حیرت اپنے ہی وجود میں ہے۔ انتہی.....
اور اس سے اشارہ انھیں دو لفظوں "می بینند و می شناسند" کی طرف ہے اور انھیں دونوں مرتبوں میں فرق ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ لفظ "می بینند" سے اشارہ "توحید شہودی" کی طرف ہے جو دید و شہود سے تعلق رکھتا ہے اور لفظ "می شناسند" سے اشارہ "توحید وجودی" کی جانب ہے جو معرفت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ معرفت بھی معرفتِ وجود کے حصۂ خاص کا تحقق حاصل ہوئے بغیر جو اس مظہر خاص کا حصہ ہے جو کہ نفس سالک ہے میسر نہیں آتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ یہ پہچان لیتے ہیں کہ تحقق اور ہمارا وجود دراصل حق کا ہی وجود ہے ہمارا نہیں ہے۔ تو تمام ممکنات کا تحقق بھی وہی سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔ اور اس کلام سے غرض یہ ہے کہ توحید وجودی نفس الامر کی حقیقت کا بیان ہے مکاشف کے کشف اور شاہد کے شہود سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ اور توحید شہودی حالات بیان کرنے کے قبیل سے ہے جو سالک کو دکھائی دیتا ہے (کیلئے ظاہر ہوتا ہے)۔

افادہ:۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اکثر اہل شہود حق کا مشاہدہ عوالم میں کرتے ہیں اور مبتدی عالم ناسوت میں خواہ وہ وجود نورانیہ ہو عالم ارواح میں۔ خواہ عالم ملکوت میں خواہ عالم جبروت میں اور اس کا سبب ان عوالم کے ساتھ علاقۂ حبی ہے۔ پس جب تک کہ انسلاخ کلی کما تنسلخ الحبۃ من[۱] ... نہ ہو کر وہی ان عوالم کے ساتھ ارتباط کا سبب ہے ظاہر نہیں ہوتا ... اہل شہود ... سے باہر نہیں آتا۔ اور جب بفضل الٰہی اس سے باہر آگیا تو شہود نفسی پیش آتا ہے۔ اور پھر جب اس کے کرم بے غایت سے اپنے وجود کی محبت سے مراتب کی طرف سے منسلخ (علحدہ) ہوگیا تو اس وقت وہ بے رنگی اور بے نشانی سے مشرف ہو...

---

[۱] جس طرح دانہ اپنے چھلکے سے الگ ہوتا ہے۔

Marfat.com

لیکن جب اس کو اس کی حالت پر واپس کر دیں (عروج سے نزول کرے) یعنی وہ سیر عن الحق الی الخلق کے وقت شہود حق فی النفس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ نفس کو صورتِ خیالی سے ذہول نہیں ہوتا اس کے باوجود وہ بے رنگی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس لفظ حیرت سے (جو حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے اس قول میں واقع ہوا ہے کہ "ان کی حیرت اپنے (ہی) وجود میں ہے") اشارۃً اسی بےرنگی کی جانب ہو۔ واللہ اعلم۔

افادہ :- حضرت والا نے فرمایا کہ جب تک (اپنا) وجود علمی بھی باقی ہے فنائے اکمل بھی اتم نہیں ہے۔ اور جب تک وجود علمی کی بساط جس سے مطلب قوت عرفانیہ ہے لپیٹ نہ دی جائے فنائے حقیقی جس سے مراد موت ہے میسر نہ آئے گی اور یہ بات بوجہ اکمل سوائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے میں معلوم نہیں ہوتی۔ اور ان کے فضائل جو بعض احادیث میں مروی ہیں ان سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہٗ ان ینظر الی میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافۃ۔ او کما قال۔ اور کسی دوسرے کے بارہ میں یہ لفظ معلوم نہیں کہ وارد ہوا ہو۔

افادہ :- حضرت والا نے فرمایا کہ ایک روز مقام قرب میں غور کی نگاہ گئی تو ہر چند نظر دوڑ گئی لیکن وہ جہتِ خاص جو حضرت علی مرتضیٰ میں تھی اس سے زائد کسی میں نہ دیکھی گئی۔ اور اس جہت میں کسی دوسرے کی ان پر فضیلت نہیں دکھائی دی (اور) آپ اس جہت (یعنی مقام قرب کے) اعلیٰ مرکز کے اوپر ہیں۔ اور اسی لئے آپ ہی مبداءِ عرفان ہوئے ہیں

لہ جو اس بات پر واقف ہونا چاہے کہ مردہ کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے۔

Marfat.com

افادہ :- حضرت والا نے فرمایا کہ اکابر قدس اللہ اسرارہم کا قول ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ اور بعض دوسرے حضرات کا قول ہے کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ۔ دونوں اقوال صحیح اور صادق ہیں (گو کہ متضاد ہیں) اس لئے کہ طال لسان سے مطلب وہ معرفت ہے جو اسماء و صفات کے مرتبہ میں ہو کیوں کہ جب ظہور اسمائی کے اطوار منکشف ہوتے ہیں اور ان کے علوم و اسرار ظاہر ہوتے ہیں تو وہ ہر علم کو غنیمت شمار کرتا ہے۔ اور بوقت ضرورت اس کے اظہار میں عجلت کرتا ہے اور کلّ لسانِ ذات ساذج کی معرفت میں ہے جو بے نشان اور بے رنگ ہے۔ اور اس بے رنگ کے ساتھ جو علم کے احاطہ اور ادراک کی حد سے خارج (باہر) ہے اور جو اسکے مقابل ہوتا ہے وہ فانی ہو جاتا ہے نہ اس سے کوئی مطلب لیا جا سکتا ہے نہ بیان کیا جا سکتا ہے۔ اور شیخ سعدی شیرازی کے اس قول ع کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد کے یہی معنی ہیں۔

افادہ :- حضرت والا نے فرمایا کہ ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ جب حق تعالیٰ ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے اور اس کا کوئی مکان نہیں ہے تو معراج میں فوق العرش عروج سے کیا مطلب (کیا نکتہ ہے) میں نے جواب دیا کہ عرش اور جو کچھ اس میں ہے سب عالم چون سے ہے اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے مرتبۂ وجوبی میں کہ کمال انسانی کا مطلب اس مرتبہ کا قرب و وصول ہے جو بے چون ہے۔ اور چون جب تک مقام چونی میں ہے اسکو بے چون کا وصول علمی و ذہنی سے زائد نہیں ہے اور جب عالم چون سے خروج جس سے مطلب عروج فوق العرش ہے جو خارجی اور نفس الامری متحقق ہے تو قرب خارجی اور

۱ؔ جس نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی اسکی زبان شل ہو گئی۔ ....

۲ؔ جس نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی اسکی زبان تیز ہو گئی۔ ....

Marfat.com

اور وصول حقیقی بے چون تک میسر آتا ہے اور چونکہ اس مقام عالی کی استعداد صرف سرور کائنات ؐ کے ساتھ مخصوص تھی تو یہ صورت واقع ہوئی۔[1]

افادہ ۶: (ایک روز) حضرت والا کے حضور میں اس حدیث لیغان[2] علیٰ قلبی وانی لاستغفر اللہ کل یوم مائۃ مرۃ ؐ کا ذکر ہوا اور جو کچھ علماء وعرفاء نے اسکی توجیہ بیان کی ہے وہ بیان ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ عروض غین کا سر یہ ہے کہ آنحضرت ؐ کے قلب مقدس کو ذات بحت (جو تمام شیون ونسبت واعتبارات سے معرا ہے (اور) غیب مطلق ہے) کا مشاہدہ میسر تھا وہ درجہ آنجناب ؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس کا چھپنا آناً فاناً لازم ہے پس وجود بشریت کے ساتھ مشاہدہ کالبرق الخاطف ہوتا ہے اور ہر آن یہ تجلی واستتار ہو یہ ممکن نہیں اور یہ کہ تجلی دائم ہو بغیر نسبت واعتبارات کے تو یہ بھی نہیں ہے[3] اور غین سے اشارہ وہی استتار ہے۔ اور اسی سبب سے دوام استغفار کی حاجت ہوئی تھی۔

افادہ ۷: حضرت والا نے اس آیت کریمہ کی تاویل کے سلسلہ میں فرمایا وَمَنْ اَحْسَنُ[4] دِینًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ کہ اس اسلام سے مراد حقیقت ہے اور اسکی تفصیل اس حدیث[5] لا یؤمن احدکم

---

[1] زدریا موج گوناگوں برآمد ۔ زبے چونی برنگ چوں برآمد

[2] میرے دل میں خواہشیں آتی رہتی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔

[3] یعنی تجلی صفاتی دائمی ہوسکتی ہے تجلی ذاتی دائمی نہیں ہوسکتی۔ تعق الوز

[4] اور اس شخص سے اچھا کس کا دین ہوسکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا اور وہ نیکوکار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے۔ پارہ ۵ سورہ نساء۔ رکوع ۱۸۔

[5] تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش اس چیز کے (دین اسلام) تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔ بے چون وچرا اس پر عمل کرے)

Marfat.com

یَکُوْنَ ھَوَاہُ تبعًا لِمَا جِئتُ بِہٖ اور اس کا اختیار کرنا سوا احکام شریعت کے التزام کے بعد شریعت سے مراد ابراہیم حنیف کی ملت ہے اور نیز یہ اسلام ورا احسان ہر آدمی خاص عامرہ ہے اور استغال دائم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اسلام حقیقی جو ثمرہ طریقت ہے وہ بعد تہذیب نفس ریاضات شاقہ اور جذبہ الہیہ سے ہے۔ اور معرفت طریقت میں ضمن میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ شریعت سے مراد ان احکام کا بیان ہے جو قرآن مجید۔ احادیث۔ تفاسیر۔ شروح اور کتب آداب میں ہے (اور) عبادات واذکار واعمال صالحہ اور افکار اور فضائل شکر وصبر وغیرہ کی تفاصیل منجیات انجات دلانیوالی چیزیں) اور مہلکات کا بیان جو رزائل میں۔ اور طریقت یہ ہے کہ جو کچھ بیان ہوا اسکو اپنے نفس کی بسبب ریاضات شاقہ کے تملیک بنالے اور اپنے آدریت کے تحت لاوے اور جب تک اس کا مالک (اختیار وقابو) نہ ہو جائے گا حقیقت پر نہ پہونچے گا۔ اور حدیث لایومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ مرتبۂ حقیقت کا بیان ہے اور کہنے والے کی بات کہ یہ حدیث شریف شاہد ہے

افادہ:۔ حضرت والا نے فرمایا کہ شرع کے وارد ہونے میں سر یہ ہے کہ آدمی عالم خلق وامر سے مرکب ہے جب وہ مرتبۂ روح پر تھا جو عالم امر سے تعلق رکھتا ہے تو اس کو تقدیر الہٰی کا مشاہدہ حاصل تھا۔ اور اس کے حکم میں مقہور اور فانی تھا۔ اور نیز حکم روح کے غلبہ کے وقت سے لے کر اس وقت تک۔ اور جب بشریت میں آگیا جو خلق سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ارادوں اور اختیارات نے ظہور کیا اور مشاہدۂ قدر مخفی ہوگیا۔ اور احکام معاش ومعاد پیدا ہوئے تو (اور) ایک ضرورت ظاہر ہوئی کہ دونوں افعال اسے کرنا چاہیئے۔ اور قریب تھا کہ اس سلسلہ میں استقلال اور ہٹ دھرمی استقلال۔ ضبوطی اور استبداد رائے جو انانیت کا منشا ہے ظاہر ہوا ہے) اللہ تعالیٰ نے شرع نازل فرمائی اور امور معاش ومعاد میں اوامر ونواہی مقرر کیئے تاکہ آدمی ان افعال میں تگ ودو

Marfat.com

کرے اور اپنے کو احکام اللہ میں دے ڈالے اور اپنے ارادوں کو یک سو
رکھ کر کالمیت بین یدی الغسال[۱] کے تصرفات میں ہو جائے اور احکام الٰہی میں
اسکو فنا حاصل ہو جائے اور فنا جو (اصل) مقصود ہے اور بندگی کی حقیقت
ہے ہر حال میں اس کو حاصل ہو جائے۔ پس جو شخص خلاف شرع چیزوں کا
مرتکب اور اپنے نفس کا تابع ہے وہ فنا سے بے بہرہ ہے۔ واللہ اعلم۔

افادہ:۔ حضرت والا نے اس حدیث قال رسول اللہ دعونی
ما ترکتکم فانما اھلک من کان قبلکم کثرۃ سوالھم و اختلاف
انبیائھم[۲] کے بارہ میں فرمایا کہ اسلام انقیاد ہے شرائع الٰہیہ کا بغیر فضولی
کے اور جب شارع علیہ السلام نے قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ
علی بصیرۃ[۳] بیان کیا ہے اور وہی مقدار نافع ہے سوال اور تحقیق و تدقیق
سے بجز فضول کے جو مورث ہلاکت ہے کچھ بھی نہ ہوگا ۱۳م

افادہ:۔ حضرت والا نے اس حدیث شریف ان ذکرنی فی ملاء
ذکرتہ فی ملاء خیر منہ[۴] کے معنی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ
شخص جس کی تاثیر سے جماعت کے نفوس میں ہماری یاد پیدا ہوتی ہے وہ
جسوقت ذکر کرے تو تمام نفوس اس کے ذکر سے پُر ہو جائیں۔ پس ہم بھی اس
کا ذکر ملا خیر میں کریں گے (یعنی فاذکرونی اذکرکم) یعنی اسکو محبوب کرلیں گے

---

۱ جیسے مردہ غسل دینے والے کے سامنے ۲ مجھے چھوڑ دو ان باتوں کے پوچھنے سے (یعنی وہ
باتیں مجھ سے نہ پوچھو جن کو میں نے بیان نہیں کیا ہے کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ کثرت سوال
اور اپنے انبیاء پر اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے) ۳ کہہ دو یہ راستہ تو یہ ہے میں خدا کی
طرف بلاتا ہوں از روئے یقین و برہان سمجھ بوجھ کر پارہ ۱۳ رکوع ۱۱ سورۃ یوسف۔
۴ جو مجھے یاد کرے جماعت میں میں اس کو یاد کروں گا ایسے مجمع میں جو اس سے
بہتر ہے (یعنی ملائکہ میں)

Marfat.com

کہ تمام عالم یعنی ملائکہ اور جن وانس وغیرہ اسکی محبت سے پُر ہو جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرَئِيلَ اِلٰی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ۔

افادہ:۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ایمان میں زیادتی بحسب کمیت ثابت ہے چنانچہ آیۃ کریمہ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ اسی پر دلالت رکھتی ہے اور اس کا مقتضیٰ وہ احادیث ہیں جو اس بارہ میں وارد ہیں اور وہ بھی بحسب ظاہر یہی ہے اور از روئے کشف و وجدان ایسا ہی متحقق ہوا ہے اور ایک حدیث میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کا ایمان ستر آدمیوں کے ایمان کے برابر ہوگا وہ بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی ایک بہت بڑی جماعت ایک شخص کے ایمان کے ساتھ متلون ہو جائے گی۔ اور اس جماعت میں ہر ایک کا ایمان ایمان کا (ایک) جزو ہوگا پس اس کا ایمان بسبب اجزاء کی کثرت کے ستر آدمیوں کے ایمان کے برابر ہوگا۔ اور یہی سر ہے کہ ایک شخص بمنزلہ امت (پیشوا) نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں وارد ہوا ہے كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ ۔۔۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب میں يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ واقع ہوا اور اگرچہ کیفیت کی زیادتی کی بھی یہ آیت متحمل ہے لیکن بظاہر از روئے احادیث اور یقینا از روئے کشف و وجدان وہی اول ہے۔ (یعنی وہ معنی جو اوپر بیان ہوئے)۔

افادہ:۔ حضرت والا نے فرمایا کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اس سے زائد جاننے والا ہے اس شخص کے بارہ میں کہ اس کی معاملت خلق کے ساتھ کیسی تھی اگر اس کی معاملت خلق کے ساتھ اچھی تھی تو تم بھی اس کے ساتھ ویسی ہی معاملت کرو اور اگر وہ معاملہ ۔۔۔ تھا تو تم بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ے تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھے (پارہ ۲۶ رکوع ۱ سورہ الفتح

Marfat.com

اور اس میں سر یہ ہے کہ شریعت کی تکمیل دراصل حق اور خلق کے ساتھ حسنِ معاملت ہوتا ہے لیکن حق اللہ کی ادائگی میں اگر کمی ہو تو اللہ کی رحمت اسکے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ اور حقِ خلق کے سلسلہ میں سلطان الحکم غلبہ کا حکم لاتا ہے (یعنی حقوق العباد کے سلسلہ میں اللہ بری کا ہے) اور اس نے حقوق العباد کے سلسلہ میں جو قانون بنا دیا اس میں ردو بدل اور معافی نہیں) اور حاصلِ کلام بدمعاملہ ہونا ہے اس شخص کے ساتھ جس پر خلق کا اطلاق ہوتا ہے خواہ قتل کے ساتھ ہو خواہ کسی دوسرے طور سے وبال ونکال کا سبب ہوتا ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص جو ہنوز مرتبہ ملقیہ میں ہے (یعنی عالم وجود میں نہیں آیا ہے) خلق کا اطلاق اس پر بھی واقع ہوا ہے ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ (یعنی گو کہ وہ ابھی رحم مادر ہی میں ہے لیکن خلق کا اطلاق اسپر ثابت کر دیا گیا) اس جگہ سے اسقاطِ حمل کا حکم مستنبط ہوتا ہے (یعنی جب اس (نطفہ) پر مخلوق کا حکم نافذ ہو چکا جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہے تو اب اسقاطِ حمل ممنوع ہو جائے گا) کیوں کہ وہ اتصاف کے درجہ میں ممنوع ہے اور اسقاطِ حمل بنیادِ رب کو ڈھا دینا ہے برخلاف عزل کے کہ وہ منی کا ضائع کرنا ہے اور ہنوز (ابھی تک) نطفہ کا حکم جو رحم میں قرار پانے کے بعد ہوتا ہے اور اس پر جعل کا اطلاق آتا ہے وہ نہیں لیا۔ (یعنی عزل کی صورت میں جعل کا اطلاق ہوتا ہے خلق کا اطلاق نہیں ہوتا) اور بنیاد الرب کا حکم نہیں پایا جاتا کہ اس کا انہدام سبب الاعتراض ہو جائے۔ اور بعضوں نے اسکو مکروہ جانا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

افادہ :- حضرت والا نے مولانا روم قدس سرہٗ کے اس شعر ؎

من ز قرآں مغز را بر داشتم　　استخواں پیش سگاں انداختم

کے معنی یہ بیان فرمائے کہ قرآن دو قسموں میں وارد ہوا ہے اسکی بعض آیات محکمات

؎ پھر ہم نے اس کو ایک نطفہ بنایا مضبوط (محفوظ) جگہ میں۔

Marfat.com

ہیں اور بعض متشابہات ۔ محکمات جو ہیں وہ ہُنّ اُمّ الکتاب بمنزلہ مغز کے ہیں۔ اور متشابہات وہ ہیں جن کا نزول محض امتحان و اختبار کے لیے ہے اور وہ بمنزلہ استخواں ہیں پس جو لوگ راسخون فی العلم سے ہیں وہ محکمات کو برائے تبعیت وعمل اختیار کرتے ہیں ۔ اور جن لوگوں کے قلوب حق سے پھرے ہوئے ہیں اور کجی کے شکار ہیں وہ متشابہات میں پڑے ہیں ۔ پس اس شعر میں اسی بات کی تشریح فرمائی ہے ۔

افادہ :۔ حضرت والا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کاملہ اور حضور دوام طلب کرتے رہنا چاہیئے (یعنی کسی حال میں بھی رابطہ نہ ٹوٹنے پائے) ۔

افادہ :۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ایک بار ایک عزیز نے جو صاحب ارشاد اور بزرگ و صالح تھے ۔ میرے سامنے اشغال طریقت میں سے ایک شغل بیان کیا مجھکو وہ اچھا معلوم ہوا میں نے اس پر عمل کرنے اور مشق کرنے کا قصد کیا جب اس مجلس سے اٹھا اور گھر جانا چاہا ابھی دروازہ ہی پر پہنچا تھا کہ یہ آیت مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ بطریق الہام دل میں القا کی گئی ، اس سے معلوم ہوا کہ سلوک میں جو جو اشغال ، ہمارے بزرگوں کے معمولات میں رہے ہیں ہمارے حق میں بھی یہی مرضی ہے اسی وقت سے وہ شغل کرنے کا قصد میرے دل سے جاتا رہا اور شب میں اس عزیز نے بھی واقعہ میں دیکھا اور مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا تم دونوں بھائی راستہ میں سوار جا رہے ہو اور میں زمین پر کھڑا ہوں میں تمہیں آواز دے رہا ہوں لیکن تم میری طرف مطلق التفات نہیں کر رہے ہو ۔ ہم تم نے قدرے توقف کیا ۔ اور روانہ ہو گئے ۔ اور ہماری طرف متوجہ نہ ہوئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو تمہاری راہ ہے وہی درست ہے ۔

افادہ :۔ حضرت والا نے ایک بار یہ مکتوب حضرت اقدس کو تحریر فرمایا کہ :۔

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین حضرت میاں شاہ ولی اللہ جیو"

فقیر حسیب اللہ کی طرف سے بعد سلام معلوم ہو کہ فقیر کے آنے کا قصد تھا کہ تربیت باطنی الٰہی

Marfat.com

(یعنی اللہ کی جانب سے میری تربیت ہورہی تھی) کے سبب سے جو الطاف خفیہ میں نہیں پہنچ سکتا دوسرے حضرت قدس سرہٗ کی روحانیت سے ایک اشارہ معلوم ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ

جو کچھ مکالمات و مشاجرات (باہم بحث و مباحثہ اور اختلافات) آپ کے اور فلاں کے درمیان ہوئے تھے بظاہر اس کے دل میں گرانی اور تنگی کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ آنجناب سے اسکی خواہش ہے کہ معاف کریں اور دعا و توجہ کریں کہ اس کیفیت سے چھٹکارا ہو اگرچہ اب آپ کی طبیعت میں گرانی باقی نہ رہی ہوگی لیکن گذشتہ کیفیت کا (اگر) کچھ اثر باقی ہے (تو اسکو بھی ختم کردیں)....

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ)۔

افادہ:۔ حضرت والا نے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ بزرگ عبدالرحیم قدس سرہٗ کو ایک مجلس میں امیر عصمت اللہ سہارنپوری سے جو اس دیار کے اکابر علماء میں سے تھے ملاقات کا اتفاق ہوا انھیں بظاہر تصوف سے جس میں بیعت و ارادہ و مجاہدہ ہے اور جس کا ثمرہ مکاشفہ ہوتا ہے اعتقاد نہ تھا پس حضرت شیخ بزرگ نے میر مذکور سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ کہاں کے مرید ہیں انھوں نے کہا کہ کیا یہ بات طریقۂ شرع سے ثابت ہے جو اس کی پابندی کرنا چاہیئے حضرت شیخ نے فرمایا کہ حجج شرعیہ میں تین چیزیں ہیں۔ کتاب۔ سنت۔ اور اجماع مجتہد کا قول بھی حجت ہے۔ اور یہ بات ان تمام سے ثابت ہے میر نے کہا کہ کس طرح ہے اسکی وضاحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب وہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ اس آیت میں ابتغاء وسیلہ سے مراد کیا ہے

۱؎ اے لوگو! جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ شاید تم فلاح پاؤ

Marfat.com

نے جو کچھ بعض مفسرین اعمال صالحہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے اس لیے کہ ایمان مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ خطاب مومنین سے ہے (یعنی ایمان والے سے یہ کہنا کہ ایمان لاؤ یہ ایک مہمل سی بات ہے) اور اعمال صالحہ تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا ہے (یہ بھی وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ میں داخل نہیں ہیں) اور یہ بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ قاعدۂ عطف مغایرت چاہتا ہے (یعنی اتقوا اللہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کے معنوں میں مغایرت ہے چونکہ معطوف اور معطوف علیہ ہم معنی نہیں ہوتے) اور ذکر میں ترتیب اصلی عقلی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز ہے جو تقویٰ کے بعد ہوتی ہے اور یہی چیز ارادت اور مرشد سے بیعت ہے۔ اس کے بعد مجاہدہ و ریاضت ہے تا کہ فلاح حاصل ہو جس سے مطلب ذاتِ حق کا وصول ہے۔ پس میر مذکور نے بہت رد و قدح کے بعد اسے قبول کیا اور اعتراف کیا (پھر) آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا كَيْفَ أَصْبَحْتَ مُؤْمِنًا حَقًّا قَالَ مَا حَقِيقَةُ إِيمَانِكَ الخ

پس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیداری اور بھوک جو جہاد کا ایک شعبہ ہے تخلیہ و تحلیہ (خلوت و جلوت) کے ثمرات اسی سے حاصل ہوتے ہیں نیز غیبی امور کا کشف حاصل ہوتا ہے اس حدیث سے اس کے التزام کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔ اور یہی تصوف کا طریقہ ہے پس ہزاروں لاکھوں علمائے عارفین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور اپنے خود کو اس کا عامل رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قول ہے جو مشہور ہے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ لولا السنتان لهلك النعمان

ترجمہ: یعنی اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا (یعنی حضرت امام ابوحنیفہ نے دو سال حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں فیوض و برکات حاصل کیے)

Marfat.com

اور حضرت فریدالدین عطارؒ کے حق میں آپ کیا کہتے ہیں میر صاحب نے کہا کہ وہ عالم تقہ تھے آپ نے فرمایا کہ انھوں نے یہ کہا کہ یہی دو سال ایسے تھے کہ امام نے اس مدت میں امام جعفر صادقؓ کی خدمت میں رہ کر باطنی استفاضہ کیا۔ پس میر معترف ہوئے اور حضرت والا کی خدمت میں استفاضہ کا قصد کیا لیکن ان کے سفر دکھن کے سبب یہ بات عملی جامہ نہ پہن سکی۔ (ممکن نہ ہو سکی)

افادہ: حضرت والا نے فرمایا کہ میں ایک دن میر ابو سعید (جو حضرت شیخ بزرگ عبدالرحیم قدس سرہ کے مخصوص مرید تھے) کے گھر گیا مجھکو وہ اندر لے گئے اور دکھلایا۔ میں نے دیکھا کہ وہ خوب صاف ستھرا ہے اور وہاں اثاث البیت کے قسم سے کچھ نہیں ہے سوائے ایک چارپائی۔ ایک تخت۔ ایک گھڑا اور ایک ڈلائی کے جو حضرت قبلہ گاہی نے ان کو عطا فرمائی تھی۔ آپ تجرید تام اور تفرید کامل رکھتے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ میری ہمشیرہ ہمیشہ مجھ سے میرے گھر میں لڑکے کی ولادت کے سلسلہ میں بمبالغہ تمام دعا کی استدعا کیا کرتی تھیں اور اس کے لیے مصر رہتی تھیں چنانچہ میں نے دعا کی۔ اس کی قبولیت بھی معلوم ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فرزند پیدا ہوگا لیکن ہم نہ ہوں گے۔ پس جب ان کی زوجہ حاملہ ہوئیں اور ولادت کے دن قریب آئے تو آپ نے اس عالم سے رحلت فرمائی۔ آپ کی وفات کے بعد لڑکا پیدا ہوا

افادہ: ماہ شعبان ۱۱۵۹ھ سے ہی آپ نے بہ نیت اربعین قصد اعتکاف فرمایا۔ اسی رات بخار آ گیا۔ دو تین روز تک تو آپ نے کسی سے اس کا اظہار نہ فرمایا۔ آخر جب مرض میں شدت ہوئی تو ناچار خلوت سے باہر آئے یہاں تک کہ پورا رمضان تکلیف میں گذرا ہر چند علاج کیا لیکن خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ آخر اپنے برادر معظم حضرت شیخ عبیداللہ سے عرض کیا کہ اس مرض میں کوئی دوا فائدہ نہیں کر رہی ہے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ بغیر آپ کی دعا و توجہ شریفہ کے مرض رفع نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ کی استدعا پر حضرت والا نے دعا فرمائی۔ شب کے وقت واقعہ میں دیکھا کہ دو تین اوباش ہیں جو مسجد کو منہدم اور بلکہ بنیاد تک سے کھود ڈالنا چاہتے ہیں آپ نے ان کو بہ زجر بلیغ منع فرمایا وہ آپ کی اس تنبیہ سے باز آئے۔ علی الصباح آپ نے ان کو مژدہ شفا سنایا۔ پس ایسا ہی واقع ہوا کہ فی الفور شفا ظاہر ہوئی۔ اور کوئی مرض باقی نہ رہا چند ماہ بعد جب ماہ جمادی الآخر آیا مرض نے پھر عود کیا اور پھر تخفیف ہو گئی۔ اسی اثنا میں ایک پھوڑا سر کے پچھلے حصہ میں نکل آیا اور رفتہ رفتہ بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ۲۸ ماہ مذکور قبل صبح روز دوشنبہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور رفیق اعلیٰ سے واصل ہو گئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ تاریخ دفنا "وارث جنت" ۱۱۶۰ھ

Marfat.com

بیان قدرے از احوال فضائل اشتمال صاحب علم و یقین و عرفان مبین مخدومی حضرت شیخ صلاح الدین قدس سرہٗ جو حضرت اقدس کے برادر علاتی اور عمر میں آپ سے بڑے ہیں۔

ان کے والد خواجہ ابو جعفر قتال کی اولاد میں ہیں جو دہلی کے سربر آوردہ اکابرین میں سے تھے اور خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے تھے۔ فن طبابت میں کمال رکھتے تھے، اور انھیں دست شفا حاصل تھا بکثرت لوگ آپ کے علاج سے صحتیاب ہوئے فن تیراندازی میں اپنے زمانہ کے ماہرین میں شمار کئے جاتے تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ایک بار بہت دور سے ایک درخت پر جو اگرچہ خشک تھا لیکن بہت موٹا اور سخت قسم کی لکڑی کا تھا ایسا تیر مارا جو اس درخت میں ترازو ہو گیا (یعنی آرپار ہو گیا) چونکہ آپ میں فطرتاً اخفا و کتمان تھا آپ نے دیکھا کہ مبادا یہ بات مشہور نہ ہو جائے اور چونکہ آپ قوی ارادہ تھے اس لئے آپ نے اس تکہ کو دونوں طرف سے کاٹ کر مخفی کر دیا۔ (یعنی اس کا نشان مٹا دیا) اور کبھی آپ کا تیر کسی ٹیلہ پر اتنی تیزی سے پڑتا تھا کہ اس کے پر جگہ کی تنگی کی وجہ سے ٹوٹ کر گر جاتے اور تیر سوفار[1] تک اس میں پیوست ہو جاتے تھے۔ فطری صفائی حاصل ہونے کی وجہ سے ریاضت و مجاہدہ کے بغیر ہی باطن کی راہ ان پر کھول دی گئی تھی۔ توحید شہودی کا مذاق رکھتے

---

[1] تیر کا دہن۔ لوک

Marfat.com

تھے اور ملحدین زمانہ (دہریوں) سے بہت ناخوش رہتے تھے۔ بندہ کاتب حروف نے حضرت شیخ حبیب اللہ قدس سرہ کی زبان اسرار بیان سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ وہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند قدس سرہ کی روحانیت سے مستفید و فیضیاب تھے۔ اور حضرت خواجہ بزرگؒ نے واقعہ میں ان پر توجہ فرمائی تھی اور ایک تاثیر ڈالی تھی۔ اور کبھی کبھی اپنی ہمت باطنی سے بھی کام لیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ سپاہیانہ وضع پر گذر کرتے رہے لیکن جب سے طریقۂ فقر اختیار فرمایا اس وقت سے نہایت درجہ استقامت اختیار کی اور اہل دنیا سے کبھی کسی قسم کے طلبگار نہ ہوئے۔ بلکہ التکبر مع المتکبرین تواضع کا طریقہ اختیار کیا [۱]

فقیر کو ہے تکبر امیر سے لازم کہ عاجزی میں یہاں فقر کی حقارت ہے

شاہ تراب کاکوروی

(خاکساروں سے خاکساری تھی سربلندوں سے انکسار نہ تھا) (حالی)

افادہ:۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ آخر مرض الموت میں شیخ صلاح الدین نے بیان کیا کہ ایک روز شیخ صدر العالم یعنی ان کے چچازاد بھائی آئے اور کہا کہ آج شب میں نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ فرمارہے ہیں کہ شیخ صلاح الدین کے پاس جاؤ اور ان سے توکل کے معنی دریافت کرو۔ نکتہ اس سوال اور مسؤل عنہ کی تخصیص میں معلوم نہیں ہے ـ شیخ صلاح الدین نے فرمایا کہ اس کی تخصیص میں نکتہ یہ ہے کہ آج رات ہم فاقہ سے تھے اور جس سے بھی قرض مانگا نہ ملا۔ اور آج دن میں بھی اسی طرح ہم فاقہ سے ہیں لیکن اس کے باوجود دل نہایت قوی ہے اور فقر اور وضع فقراء سے پریشان نہیں ہے بلکہ اس سے

---

[۱] تکبر کرنے والوں کے ساتھ تکبر کرنا ہی تواضع ہے۔

Marfat.com

خوش وقت اور مسرور ہے اور کہا قال

افادہ : حضرت شیخ حبیب اللہ قدس سرہٗ نے بیان فرمایا کہ مخدومی شیخ صلاح الدین نے ایک بار شاہ فخر عالم سے جوان کے ابن عم ہوتے ہیں کہا تھا کہ میری موت قریب آگئی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کی قضا مبرم ہے یا معلق ۔ انھیں ایام میں ان کو مرض شدید لاحق ہوا ۔ اسی حالت میں میری زبانی شاہ فخر عالم سے کہلا بھیجا کہ اب یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ بالفعل میرے مرشد کی دعا پر میری قضا معلق ہے اور یقین ہے کہ اس سلسلہ میں وہ ضرور دعا فرمائیں گے ۔ پس اس مرض کی شدت انتہا درجہ کو پہنچ گئی یہاں تک کہ امید حیات منقطع ہوگئی اور لوگ تجہیز و تکفین کی فکر کرنے لگے اس وقت شیخ بزرگ حضرت عبدالرحیم قدس سرہٗ نے دعا فرمائی اسیوقت روح نے معاودت کی اور شفائے کلی حاصل ہوگئی

افادہ : حضرت شیخ حبیب اللہ بیان کرتے تھے کہ مخدومی شیخ صلاح الدین قدس سرہٗ نے بیان کیا کہ میں نے ایک دن ایک بڑھئی کو کچھ کاموں کے سلسلہ میں بلایا ۔ اس نے وہ کام حسب دلخواہ نہ کیا ۔ جب میں نے اس کو دیکھا اور اپنی مرضی کے مطابق نہ پایا تو انتہائی ناخوش ہوا ۔ اور اسی ناراضگی اور ناخوشی کے عالم میں میں نے اس سے کہا کہ کیا تم اندھے تھے جو تم نے ایسا کیا ۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس کی بینائی جاتی رہی اور وہ اندھا ہوگیا اور واویلا کرنے لگا کہ اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے ۔ میں اس ماجرے سے بہت حیران و پریشان ہوا اور افسوس کیا کہ ایسا کیوں کہا اور یہ حرف میری زبان پر کیوں آیا ۔ پھر میں نے من ت کی

افادہ : جناب (حضور) کا بحالت سماع ایک خاص سر تھا ۔ میں نے ثقہ لوگوں سے سنا ہے کہ مرض الموت میں جب کہ انتہائی ضعف و نقاہت تھی اور بوجہ سقوط قوی بلا استعانت دیگرے کروٹ بھی نہیں لے سکتے تھے ۔ ایک گانے والے

Marfat.com

والے نے ایک شعر انتہائی پر درد آواز میں گایا۔ آپ کو اس وقت ایسا وجد آیا کہ ایک جست ماری اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی روز اس عالم سے انتقال فرمایا۔

لہ آپ پر چشتیت کی نسبت غالب تھی اور ذوقِ سماع گویا آپ کا سلوک تھا۔ بہت سے بزرگوں کے اس قبیل کے واقعات پڑھے اور سنے ہیں۔ اپنے بڑے دادا صاحب (حضرت شاہ حبیب حیدر قلندرؒ) کے ایک مخلص و نظر یافتہ مرید مولوی نظام الدین حیدر صاحب عباسی کاکوروی (ڈپٹی ڈائرکٹر اگریکلچر) کا واقعہ اپنی نو عمری میں اپنی آنکھوں دیکھا ہے۔ حضرت شیخ کے واقعہ کے بالکل مماثل۔ مئی ۱۹۶۱ء تھا۔ موصوف کے قم معدہ پر کینسر کا موذی مرض تھا۔ جسم اتنا لاغر ہو چکا تھا کہ صرف ہڈیوں اور کھال کا ڈھانچہ تھا۔ خود سے جنبش کرنے کی بھی طاقت و قدرت نہ تھی۔ مگر اپنی تکالیف پر بے پناہ صبر و برداشت کی قوت تھی کہ شکوہ کرنا تو در کنار اظہار بھی نہ کرتے تھے۔ عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔ بیشتر اوقات آنکھیں بند کئے اپنی مشغولی پاس انفاس میں رہتے تھے۔ ہاں یہ دونوں حضرات (حضرت صاحب مدظلہٗ اور والد ماجد) روزانہ عیادت کے لئے جب تشریف لے جاتے تھے اس وقت مولوی صاحب موصوف کے چہرہ پر مسرت کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ مسکراتے رہتے۔ بات کرتے بھی تو عارفانہ انداز میں۔ اس حالت میں بھی آدابِ طریقت کی جو پابندی ملحوظ رہتی اس کی اب مثال نہیں۔ حالانکہ عمر میں میرے دادا صاحب (حضرت شاہ تقی حیدر قلندرؒ) سے عمر میں چار سال بڑے تھے۔ انتقال سے ایک روز قبل دونوں حضرات اور ہم دونوں بھائی نیز کاکوری کے اور بھی چند اصحاب بیٹھے تھے کہ منشی عزیز علی صاحب علوی (مفتی محمد رضا صاحب انصاری فرنگی محلی کے ماموں) آگئے اور مولانا رومؒ اور بعض دیگر اکابرین کا کلام بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اشارہ کیا (کچھ سناؤ) وہ مولانا رومؒ کا کلام سناتے رہے پہلے تو آنکھوں

Marfat.com

حاشیہ ماسبق۔

آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ ذرا دیر بعد سارے جسم میں تھرتھراہٹ کی کیفیت پیدا ہوگئی چہرہ سرخ ہوگیا۔ یکایک جست لگا کر اٹھ بیٹھے۔ اندیشہ ہوا کہ گر نہ جائیں دونوں حضرات نے بڑھ کر سنبھالا پلنگ پر لٹا دیا اور ان کے سینہ پر ہاتھ رکھے رہے۔ عزیز علی صاحب کو اشارہ کر کے منع کر دیا وہ خاموش ہوگئے۔ یہ جذب و سرور کی کیفیت دوسرے روز انتقال کے وقت تک طاری رہی۔ انتقال کے روز صبح کو بعد الفجر میرے والد صاحب مدظلہ کو اپنے قریب بلا کر بہت رازدارانہ طریقہ پر بیان کیا کہ "تھوڑی دیر قبل ایک بقعہ سفید انتہائی چمکدار اوپر سے چھت توڑ کر آیا اور مجھ کو ڈھانپ لیا اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اور میرے سینے کے اندر داخل ہو کر قلب کو اس طرح دبایا جیسے نچوڑا جاتا ہے اس کے بعد وہ بقعہ بلند ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہوگیا جو لذت و لطافت پیدا ہوئی ہے حضور سے کیا بیان کروں" یہ واقعہ بہت آہستہ اور نحیف آواز میں بیان کر سکے۔ آنکھیں بند کر لیں انتقال سے ذرا دیر قبل اونچی آواز میں جس کا لہجہ انتہائی عاجزانہ و خوشامدانہ تھا یہ مصرعہ پڑھا۔ اے عشق۔ آؤ جی۔ ارے آجاؤ آؤ بھی۔ ذرا دیر بعد روح نے پرواز کی۔ مولوی صاحب موصوف کا ایک شعر ان کے حال کا مظہر ہے۔

افسون ورد و ذکر بصوفی گذاشتم

من کار دو جہاں زنگاہے برآوردم

نگاہِ کرم ہی وہ کیمیا ہے جس سے مراتب سلوک دم بھر میں طے ہو جاتے ہیں جب کہ خام دلوں کو نہ معلوم کتنی ریاضتوں مجاہدوں کی بھٹی میں تپنا پڑتا ہے پھر بھی یقین نہیں کہ مقصد اصلی تک رسائی ہوئی یا نہیں۔

جائے کہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند

مست شراب عشق بیک آہ می رسد

ان سے بڑے بھائی مولوی محمد حسن صاحب عباسی کا واقعہ انتقال بلا کسی ظاہری علالت و تکلیف کے [illegible] میں ہوا تھا (اس وقت میری عمر اگرچہ چار سال تھی) لیکن اس واقعہ کی شہرت کئی سال رہی اخبارات حق و حقیقت میں بھی شائع ہوا تھا اس لئے یاد ہے) انھوں نے عشاء کی نماز

Marfat.com

بیان قدرے احوال کرامت اشتمال وکلمات معرفت سمات جامع اوصاف کمال مظہر اسرار ذی الجلال قدوۂ ارباب انتباہ۔ زبدۂ مقربان حضرت الٰہ حضرت شاہ اہل اللہ سلمہ اللہ جو حضرت اقدس سے حقیقی برادر خورد ہیں

ان کی ولادت سے قبل ایک روز حضرت شیخ بزرگ شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ نے حضرت اقدس کو اہل اللہ کے نام سے پکارا گھر کے خدام نے عرض کیا کہ ان کا نام مبارک تو ولی اللہ ہے اور حضور اس نام سے پکار رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب ان کا ایک بھائی پیدا ہوگا یہ اس کا نام ہے جو میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ بس تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ پیدا ہوئے اور اسی نام سے موسوم ہوئے اور وہ درحقیقت اسم با مسمیٰ یعنی اہل اللہ ہی ہیں۔ ایام طفولیت سے ہی تقویٰ وطہارت اور علم وفضل میں

ادا کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی مولوی نظام الدین حیدر صاحب سے جو اپنی کوٹھی کے دوسرے کمرہ میں تھے پکار کر ان کے ایک شعر کا دوسرا مصرعہ دریافت کیا ۔

اے عشق ہمتے کہ کنم قلعہ پاش پاش

تیغے زنم بہ حاجب و شاہے بر آورم!

اس شعر کو پر جوش آواز میں دہرایا اور خاموش ہو گئے۔ بعد میں مولوی نظام الدین صاحب قریب پہنچے تو دیکھا کہ روح پرواز کر چکی تھی۔ آپ تین بھائی تھے (ملا حسن فرنگی محلی کے نواسے تھے) تینوں بھائی ذاکر وشاغل اور بڑے با اصول تھے۔ دنیاوی وجاہت کے باوجود اس سے بالکل مستغنی۔ بڑے فیاض وکنبہ پرور تھے۔ حسن معاملت وپاکیزگی میں فرد تھے۔ مختصر حال "جا بایان کاکوری" تذکرۂ حبیبی حصہ دوم میں ہے۔

Marfat.com

شونما پائی۔ فطرت صافی۔ طبیعت عالی۔ ذہن رسا۔ رائے صائب۔ نکتہ سنجی اور روشن فہمی
شل آفتاب کے ہیں. تمام کتب مروجہ حضرت اقدس سے پڑھ کر تکمیل کی۔ ذہانت فہم اور
یک بینی میں عالی رتبہ رکھتے ہیں اور علمی مباحثوں میں طبیعت نہایت دشوار پسند ہے۔
ناب اللہ کی خدمت کیلئے ایک رسالہ لغات القرآن مشتمل بر شرح غریب قرآنی اور بعض
جہات ضروریہ و بعض آیات مختصر اور کافی کے متعلق تالیف فرمایا کہ طالب علم کو تفاسیر
سے رجوع کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور رسالہ چار باب مشتمل بر عقائد و فقہ و عبادات و
ذکار و نصائح و حِکم ضروریہ لکھے جو نہایت مفید ہے اور علوم صناعی میں جیسے نجوم و
ل اطلاع کامل رکھتے ہیں اور طب میں دست رسا و فراست حاصل ہے۔ موجز القانون
ں بعض ضروری مسائل جو مصنف سے رہ گئے تھے اضافہ کر کے رسالہ کو پورا و مکمل کیا
کن اس فن میں حذاقت کے باوجود بمقتضائے بے پروائی علاج و معالجہ کی طرف
شغول ہوتے تھے۔ ایک دن ایک واقعہ میں دیکھا کہ ایک بزرگ عزیز ایک ہاتھی
سوار جن کے ہاتھ میں ایک لمبا ڈنڈا ہے آئے اور ان سے کہا کہ میں تم کو مبارکباد
ینے کے لئے آیا ہوں اور یہ بشارت لایا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے علاج
سے شفا پائی یا یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفا پائی اس بات سے
ن کو نہایت مسرت و سرور ہوا اور اسی وقت سے خدام کو یہ حکم دیدیا کہ جس وقت
ی کوئی مریض آجائے تو فوراً مجھے اطلاع کرو جس حال میں بھی میں ہوں اور فرماتے
تھے مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص کے علاج کی وجہ سے درجہ قبولیت حاصل ہوا۔ اس
دوران دو ایک فقیروں کے علاج کا اتفاق ہوا تھا شاید بمقتضائے حدیث قدسی
مرضت فلم تعدنی اسی نسبت سے اس معنی نے ظہور کیا۔ شاعری اور
نشاء پردازی میں نادرالبیان ہیں۔ نظم انتہائی دلپذیر اور نثر لطائف و ظرائف سے
پُر نہایت متین و بے نظیر لکھتے ہیں۔ ایک قصیدہ فارسی زبان میں مشتمل بر بیان

Marfat.com

معجزات نظم فرمایا اور دوسرا رسالہ عقائد منظوم تھا۔ تقریباً بارہ سال کی عمر میں حضرت والد بزرگوار قدس سرہٗ سے بیعت کی اور اشغال طریقت حاصل کئے از بسکہ فطرت صافی رکھتے ہیں لہذا تھوڑی ہی توجہ سے مورد برکات طریقت اور انوار حقیقت کی شعاعوں کے مظہر ہو گئے۔ اسرار ولایت کے بیان میں متکلمین محققین کے طور طریقوں کو صوفیا کے طور طریقوں جمع فرماتے ہیں اور آپ کی تصانیف میں سے ایک رسالہ فوائد ہے جس میں آپ نے بکثرت معارف طریقت اور اسرار حقیقت بیان فرمائے ہیں۔ شریعت میں راسخ القدم ہیں۔ اخلاق میں نہایت متانت اور توکل میں بلند مرتبہ پایا ہے۔ اہل دنیا کے مزخرفات کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتے، اور عقل معاد کی طرح عقل معاش بھی علیٰ وجہ الکمال ہے اور کفایت اور عدالت اور اصابت رائے اور تدبیر بے نظیر بدرجہ اتم ہے ان تمام اوصاف کے باوجود ان تمام امور اور تمام کمالات سے قطع نظر کرتے ہوئے کان لم یکن سمجھتا ان کی فطرت کا مقتضیٰ ہے اور اپنے کو لاشئے محض اور منکسر المزاج رکھتے

افادہ: حضرت اقدس نے اپنے پہلے سفر کا جب قصد فرمایا تو دستار خلافت آپ کے ہی سر پر باندھی اور اجازت ارشاد و بیعت عطا فرما کر حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ کا جانشین کیا اور فرمایا کہ جس طرح ہم کو حضرت والد ماجد سے خرقہ پہونچا ہے ہم نے بھی اسی طرح ان کو دیا سب لوگوں کو چاہیئے کہ ان کو حضرت بزرگ قدس سرہٗ کی جگہ پر سمجھیں، اب وہ چند واقعات اور کلمات جو ان سے بلفظہٖ منقول ہیں تحریر کیے جاتے ہیں۔

افادہ۔ طریقہ کمال ان خصلتوں پر موقوف ہے۔ تزکیہ۔ تصفیہ تجلیہ۔ تزکیہ سے مطلب ہے اپنے اعمال و افعال ظاہری کو شریعت مصطفوی سے آراستہ و پیراستہ کرنا۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر[1] ۔ خلاف پیمبر کسے رہ گزید۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

---

[1] تمہارے لیے رسول خدا کی پیروی کرنی بہتر ہے (اسوۂ حسنہ کی اتباع)

بقیہ برصفحہ آئندہ۔

Marfat.com

اور تصفیہ سے مطلب ہے طبیعت کی صفائی اور دل کو صفات ذمیمہ سے پاک و صاف کرنا۔
اور تجلیہ سے مطلب ہے اوصافِ کریمہ سے اسے متصف کرنا۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ دونوں رباعیاں اس سلسلہ میں کافی و وافی ہیں۔ ؎

خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ ۔ دہ چیز برون کن از درونِ سینہ ۔ حرص و امل و غضب
دروغ و غیبت ۔ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ ۔ ؎ خواہی کہ شوی بمنزلِ قرب مقیم
ده چیز بہ نفسِ خویش فرما تعلیم ۔ صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ۔ تفویض و توکل و رضا و تسلیم ۔

(جب قلب و قالب رزائل کی آلودگی سے مطہر و مصفا ہو جاتے ہیں تو وہ حقیقۃ الحقائق کی تجلیات کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور تخلیہ سے اشارہ ہے دل کا خس و خاشاک سے خالی اور ماسوی اللہ کی محبت سے جھاڑ کر پاک و صاف کر دینا تاکہ کوئی مطلوب و محبوب بجز ذات حضرت بیچوں اس کے دل میں جاگزیں نہ ہو اور کارگاہِ بشریت میں جن ضروریات پر نظر پڑے سوائے ایسی چیزوں کے جو لابدی ہوں (بقدر کفاف) دوسری چیزوں کی طرف مائل و راغب نہ ہو۔ وللہ درّ من قال ؎
حرص قانع نیست بیدل ورنہ ز اسبابِ معاش ۔ آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست
اور اس مقام کا حصول دوام ذکر سے کہ لذات کو ختم کرنے والا اور موت الالام ہے۔
اور تجلیہ سے مطلب ہے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم و محبت جس قدر بھی ممکن ہو کرے۔ اور اس دولت کا حصول یا تو اہل دل کی صحبت سے ہوتا ہے جو اس کے

صفحہ گذشتہ کا بقیہ (یعنی اس شخص کو جسے خدا سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو ۱۲ پیغمبر کے (بتائے ہوئے) راستہ کے خلاف جس نے دوسرا راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود تک نہ پہونچے گا ۱۲ اگر تم اپنا دل آئینہ کی طرح صاف و شفاف کرنا چاہتے ہو تو یہ دس چیزیں (یعنی) حرص۔ آرزو۔ غصہ۔ جھوٹ۔ غیبت۔ کنجوسی۔ حسد۔ ریا۔ غرور۔ اور کینہ دل سے نکال دو ۱۲ اگر مقام قرب میں بسنا چاہتے ہو تو یہ دس چیزیں (یعنی) صبر۔ شکر۔ قناعت۔ بردباری۔ یقین۔ تفویض (سپردگی) توکل۔ رضا اور تسلیم اپنے نفس کو تعلیم کرو ۵ ۔۔۔ آہ حرص قانع نہیں ہے ورنہ اسباب معاش سے جو کچھ ہم کام میں رکھتے ہیں ان میں سے بیشتر کام کے لائق نہیں ہے (۵)۔

Marfat.com

آفتاب دل کی شعاعوں سے مثل ذرہ تاباں و درخشاں ہوجاتا ہے۔ یا مداومت ذکر مع لزوم الفکر جو اسم ذات یا نفی واثبات کا طریقہ ہے حاصل ہوتا ہے اور عطائے الٰہی جس نااہل پر اسکی سابقہ استعداد کے بغیر بھی توجہ فرمادے تو اس کے دل میں ایسی قوی کشش اور محکم انجذاب ڈال دیتی ہے کہ وہ خواہ مخواہ بطوع خاطر یا بالاکراہ اپنا سر گریبان حضوری سے اٹھا ہی نہیں سکتا۔[۱] ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

افادہ ۷۔ (آپ نے فرمایا) ۲۴ رمضان المبارک کو اچانک سوگیا۔ دیکھا کہ ایک محفل منورہ سجی ہوئی ہے اور بعض حضرات طریقت کی ارواح جمع ہیں اور مسجد کے دروازے پر نیند کے مسئلہ میں بحث کر رہے ہیں۔ آخرکار روئے سخن اس نیازمند کی جانب کرکے کہا کہ تم بھی جو کچھ جانتے ہو بیان کرو۔ اور جو راستہ اختیار کیے ہوئے ہو وہ طے کرو۔ میں نے اس پر عرض کیا کہ ان بحر ذخار علوم و احکام اور سرچشمان عقول و احلام کے ہوتے ہوئے میری کیا مجال کہ اس دقیق مسئلہ میں زبان تحقیق کھولوں۔ اللہ کی یہی نعمت کیا کم ہے کہ اس نے اس مجلس مقدس میں حاضری کا شرف بخشا اور ان حضرات کی بساط تقرب پر جن کے حق میں لَا یَشْقیٰ جَلِیْسُھُمْ واقع ہے مجھے جگہ عطا فرمائی۔ فرمایا کیا حرج ہے۔ ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ ہر شخص اپنی معلومات کے مطابق جو کچھ جانتا ہے کہتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے تلاش کرتا ہے۔ ناچار میں نے عرض کیا کہ فقیر کی تحقیق یہ ہے کہ دروازہ بند ہونے کی صورت میں اگر سونے والا مسجد سے باہر ہے تو مکروہ ہے ورنہ کوئی حرج نہیں۔ (میری) اس بات کو سن کر تمام حضرات نے تحسین و آفرین کی گویا حقیقتاً مسئلہ کا جواب یہی تھا۔ اس اثناء میں جو کچھ ان باتوں کا مقصد تھا میں

صفحہ گذشتہ کا بقیہ۔ (یعنی بہت سی غیر ضروری چیزوں کو بوجہ اپنی حرص کے ہم نے ضروری قرار دیا ہے۔

[۱] بکجا کھینچ لیسوں بہتیرے۔ تم نے چلے نیکر بیٹھا رہے۔ بہتوں کو تو نے خود کھینچ بلایا بعضوں نے راستے طے نہیں کیا [illegible] نہیں کیا تھا (حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی)

Marfat.com

سوتا رہا تھا کہ مسجد میں نوم سے مراد وہ غفلت ہے جو حسب تقاضائے بشری بنی آدم کو آرام کیلئے ضروری ہے جیسا کہ حدیث انہ لیغان علی قلبی ۔ اور نافق حنظلة والی حدیث سے واضح ہوتا ہے ۔ پس اگر غفلت اس طرح کی ہے جو حضور اجمالی و صفائی قلب کے مانع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں سمجھنا چاہئے اس لئے کہ (اس قدر) یہ نوع بشر سے ممتنع الانفکاک ہے (جدا نہیں ہو سکتی) اور جو کچھ ممتنع الانفکاک ہوتا ہے اس کا وجود حکم عدم میں ہے اور اگر اس طرح پر ہے کہ خواب غفلت سے افاقہ اور سِنة الفطرة سے جاگنے کے بعد نور اور صفائی قلب کا کوئی اثر جو سابق الحال میں بسبب حضوری حاصل تھا باقی نہیں رہا اور اپنے کو اجنبی محض اور بیگانہ صرف پاتا ہے ، اور اپنی نسبت میں داخل ہونا محض امور مستانفہ میں سمجھتا ہے ۔ پس ابرار و اخیار کے طریقہ میں لاچار کراہت تنزیہی کا حکم دے سکتے ہیں ۔ اور سادہ بعض سالکین کو کراہت تحریمی کی نشاندہی کی جا سکتی ہے ۱؎

افادہ ۔ انی قد رأیت رؤیا عجیبة رزقنا اللہ ایاکم من برکاتہ ۔ واما بنعمة ربک فحدث ، کانی فی مجلس ناس علیهم سیما الصالحین حوالیہ حیاض وانهار مغفوف ۔ باشجار وازهار اذ نودیت بان هناک شجرة موسی علیہ السلام التی تجلی علیہ الرب تبارک وتعالی وهو الان متجلی علیها فانطلقت الیها فاذا هی شجرة التمر الهندی لیست بقصیر عظیم ولا حدیثة صغیرة خضرة اوراقها فی غایة الکمال ونضرة اغصانها فی نهایة الجمال اذا نظر الیها حصل حضورہ تعالی اکمل حضور وتظهر نسبة سریان الواجب فی الممکنات ومعیتہ بهم ابلغ ظهور ولا یمکن

میں نے ایک عجیب خواب دیکھا اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے ہمکو ، تم کو اور سب کو نوازے ۔ اور اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرو ۔ میں ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہوں جن کے چہروں پر صالحین بندوں کی چمک ہے ۔ ان کے چاروں سمت حوض اور نہریں ہیں جو گھری ہوئی ہیں درختوں اور پھولوں سے ۔ اچانک مجھے آواز دی گئی کہ یہ وہ درخت ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی ہوئی تھی ، اور وہ اس وقت بھی اس پر متجلی ہیں ۔ میں اس کی جانب چلا جب قریب پہنچا تو دیکھا [illegible] املی کا درخت ہے نہ بہت بڑا نہ بہت چھوٹا ۔ [illegible] پتے نہایت سبز اور شاخیں نہایت شاداب ۔ جب میں نے اسے دیکھا تو حق تبارک و تعالیٰ

۱؎ اس کا مقصد صرف سونے کے لئے مسجد میں آنا ہے ۔

Marfat.com

ان يحصل في هذا العالم لكن ليس هناك نار ولا شعلة الا نور في نور وظهور على ظهور فخوطبت ان هذا من بلوغ العبد. والحمد لله على ذالك فخطر ببالي ان المراد بالنار في الكتاب هو النور الذي تأنس به موسى عليه السلام وقال سآتيكم منها بقبس او اجد على النار هدى اي سآتيكم من ذالك النور بهداية تامة يحصل بها ما يحتاج اليه من قبس او هادي طريقة فيكون كلمة من للابتدا او لا للتبعيض ولا ينافيه شئ من الاحاديث او ما نقل ان موسى عليه السلام علق حشيشا بعصا واراد ان يحطب فانما هو مستفاد من قصص اليهود . والله اعلم بالصواب

کی حضوری مکمل طور پر حاصل ہوئی۔ اور واجب فی الممکنات کے سریان کی نسبت ظاہر ہوئی۔ اور اس کی معیت بدرجہ اتم۔ کہ اس عالم میں اس کا حصول ممکن ہی نہیں لیکن وہاں آگ تھی نہ شعلہ مگر نور ہی نور تھا اور ظہور ہی ظہور۔ پھر میں مخاطب کیا گیا کہ یہ بلوغ عبد میں سے ہے (یعنی جہاں تک بندہ کی رسائی ہو سکتی ہے) والحمد للہ علی ذالک۔ پھر میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ کتاب اللہ میں آگ سے مراد وہ نور ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام مانوس ہوئے وقال سآتیکم منہا بقبس او اجد علی النار ھدی یعنی سآتیکم من ذالک النور بہدایۃ تامۃ یعنی تمہارے پاس لاؤں گا اس نور سے ہدایت تامہ جس سے ضرورت پوری ہوگی۔ پس کلمہ "من" ابتدا کے لیے ہے نہ کہ تبعیض کے لیے۔ اور احادیث میں سے کوئی چیز اس کے منافی نہیں۔ جو یہ منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی سے پتے جھاڑے تھے اور اس سے ایندھن چاہا تو وہ یہود کے قصوں سے مستفاد ہے واللہ اعلم بالصواب۔

افادہ :۔ ایک روز واقعہ میں حضرت ذوالجلال والکمال کی رویت سے مشرف ہوا۔ گویا ایک لکڑی ہے مجوف ایک دائرہ کی شکل میں تقریباً ایک گز بقدر قامت انسانی ایک گول جو بی کی طرح پر جس کو کنویں میں ڈالتے ہیں۔ بلور کی طرح صاف، شفاف اور براق یا قندیل کی طرح جس کا ظاہر باطن کا ترجمان ہے۔ اور اس کا باطن انوار بے کیف و بے چگونگی سے پر ہے ایک ستون پر آسمان کی گردش کی طرح اس طرح گردش کر رہا ہے کہ اس کا نور ساکن اور قائم ہے اور اس کا گولہ گردش کر رہا ہے جس وقت بصیرت کی نگاہ اس کے ظاہر پر پڑتی ہے تو فنا فی اللہ کی حالت ظاہر ہوتی ہے

Marfat.com

اور جس وقت اسکے باطن پر غور حاصل ہوتا ہے تو بقا باللہ کی حالت طاری ہوتی ہے
اور گوش ہوش سے ایسا سنائی دے رہا ہے کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اس کا ظاہر مقام
تشبیہ ہے۔ اور باطن مقام تنزیہ۔ اور اس کا دورہ (گردش) جو ہے وہ موجب
بقائے عالم ہے۔ وہ جسوقت ساکن ہو جائیگا تو خدا کے سوا سب کچھ معدوم ہو جائیگا
اور کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام منصۂ ظہور پر
جلوہ گر ہوگا۔ اس جگہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کارخانۂ وجود ایک عجیب طرح
کا اختلاف رکھتا ہے جسکی ایک سمت نقد صرف اور تنزیہ محض ہے کہ لا تدرکہ
الانہام ولا تحیط بہ الاوہام اور بالفرض تصفیوں کے بعد اگر وہاں تک
ادراک ملکوتی راہ پاوے اور تعلق قبول کرلے (تو) وہ بواسطہ مقام تشبیہ ہے
یعنی اس کی (باطن کی) حکایت کرتا ہے اور اس کی دوسری سمت تکیف (خوشی یا
ناخوشی) وتکدر صرف گویا کسی طرح کا تنزیہ بت کوئی ربط اور کوئی راہ نہیں رکھتا
اور ان کے درمیان مختلف مقامات میں تشبیہ بہ تنزیہ اور تنزیہ بہ تشبیہ۔ ہر شخص
اپنی استعداد کے مطابق جس مقام کی طرف ترقی کرتا ہے ذات حق کو اسی وضع پر پاتا
ہے۔ پس ہر ایک مشبہ اور منزہ سے مصیب معذور ہے دکل واحد علی ما خلق
علیہ مجبور لا تشبیہا یأباہ العقل والنقل ویستنکف فی الفرع والاصل

افادہ:۔ ایک رات میں نے مجذوب کی حقیقت کو سالک کی حقیقت
کے قریب دیکھا گویا سالک پوری تعظیم کے ساتھ پیش آرہا ہے۔ اور مجذوب کے
پیروں کو بوسہ دے رہا ہے اور مجذوب سر جھکائے حالات دریافت کرتے ہوئے
سالک کے پیروں پر گر پڑا۔ اور کہا کہ سابقیت آپ ہی کے لئے ہے لیکن اس تعظیم
تکریم کے باوجود مجذوب نے ہاتھ بڑھا کر دستار اس کے سر سے اتار لی یہ فقیر اس
واقعہ سے یہ سمجھا کہ سالک وہ ہے کہ باوجود اسکی نسبت مع اللہی کے غلبہ کے اسکے
قوائے عقلیہ ایسے واقع ہوئے کہ انوار الہیّہ کے تشعشع سے اسکی نگاہ بصیرت میں کسی
قسم کی سستی واضمحلال واقع نہیں ہوتا بلکہ اس کے سلوک وصول کا راستہ اسکی وہی

Marfat.com

قوت مدرکہ ہو سکتی ہے۔ برخلاف مجذوب کے کہ اس کے قوائے ادراکیہ کی سستی و کمی کے ساتھ ساتھ اسکی نسبت ایسی قوی اور غالب ہوتی ہے کہ مبادی خلوت میں قوت عملی کی شمولیت ضعیف ہے اس وجہ سے کہ اسکی نسبت قوی ہے۔ اور سالک کی فطرت اصلی میں ادراک قوی رکھا گیا ہے اس لئے اسکی نسبت ضعیف نہیں ہے۔ پس سالک ظاہری و باطنی کمالات کا جامع ہو اور مجذوب صاحب باطن صرف لیکن وہ قباحت جو بعض سالکین میں مخوف ہو وہ حُبِ جاہ اور خواہش ثروت ہے پس خلع عمامم سے کنایہ اس کا ازالہ ہو اور دستار اتار لینے کا مطلب اسکو دفع کر دینا ہے۔

افادہ:۔ ایک رات خواب میں ایک جم غفیر جواریوں اور شرابیوں کا دیکھا گیا بعض ان میں سیاہ رُو بعض ننگے بدہوش بڈھے خراب خستہ حال خاک مذلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا حال دیکھکر ایک طرح کی ظلمت قلب پر غالب ہو گئی ایسا کہ میرے حاسۂ بصر پر بھی ایک تیرگی کا حجاب طاری ہو گیا۔ میں اس قوت کے ازالہ کے لئے نماز میں مشغول ہو گیا لیکن اس کے باوجود ظلمانیت کا اثر پورے طور پر دفع نہیں ہوا اس جگہ یہ سمجھ میں آیا کہ عالم مجازات میں گناہوں کا ارتکاب مردوں کی ارواح پر زندوں کی حالت کے مشابہ کیفیات ڈالتا ہے (اور) اس عالم میں نشہ آور اشیاء کا مبادن کے زوال کے بعد ایک شدید ظلمت لاتا ہے کہ اسکا حاسۂ ادراک اپنی شراب نوشی کے عمل سے سخت ایذا پاتا ہے۔ چنانچہ اس کا اثر اس عالم میں محسوس ہوتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ اس عذاب کے باوجود دوسرے

صفحہ گذشتہ کا حاشیہ۔ سلہ جو مخلوق، زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گی۔ سلہ عقل و فہم کی کا ادراک کر لیتی ہیں اور نہ وہم و خیال اس کا احاطہ کر سکتے ہیں سلہ ہر ایک جس حال پر (فطرت پر) پیدا کیا گیا ہے وہ مجبور ہے کہ فتنہ ہے و بلکہ حقیقتاً ایسا ہی (ہے) اس سے انکار کرتی ہے عقل اور نقل۔ اور یہی چیز کھلے گی فرع ہیں اور اصل ہیں۔

سلہ ناسوت۔ بعض حضرات ملکوت کو بھی ناسوت میں شمار کرتے ہیں۔ یعنی ملکوت۔ عرش۔ ناسوت

Marfat.com

قسم کے عذابوں سے بھی عذاب دیا جائے۔

افادہ:۔ رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات جو حقیقت میں مطلع انوار صبح سعادت اور مظہر آثار فخر اقبال تھی عالم خواب میں خواجہ بزرگ حضرت معین الدین چشتی اور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ اسرار ہما کی ارواح کی ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا۔ گویا ایک عالیشان مجلس منعقد ہے۔ اور یہ دونوں بزرگ اس جگہ تشریف فرما ہیں۔ اور غالباً درمیان میں سرود بھی ہے محفل سرود و سماع منعقد ہے، اور اکثر حاضرین پر وجد اور شوق و ذوق کی کیفیت غالب ہے ان شیخین میں سے ایک اس محفل کے کنارہ پر کھڑے ہوئے، اور دوسرے ان کے مقابل دوسرے کنارہ پر کھڑے ہوئے۔ اسی اثنا میں ان حضرات کی توجہ وجیہہ سے اس فقیر کی حالت میں تغیر پیدا ہوا۔ اور بے اختیار مثل گرد باد دبگولہ، غلطاں ویچاں مجلس کی ایک سمت سے دوسری سمت جاتا تھا۔ ان حضرات میں سے جسکے قریب پہونچتا تھا تو ان کی ایک قوی نسبت تیز آندھی کی طرح میری طرف پہنچتی تھی۔ اور ان کی قوت تحریک سے میں دوسری طرف متحرک ہو جاتا تھا پھر اس طرف نے بھی تیز آندھی کی طرح ایک نسبت پاتا تھا جسکے سبب سے پھر پہلی سمت دوڑ جاتا تھا۔ اسی تگ و دو میں ایک آواز سنی کہ وہ فرمارہے ہیں کہ "واسکی نسبت اسی معنی کی نسبت رکھتی ہے" اگر اس قدر مشترک کی میں تشرح کروں جو دونوں بزرگوں کی نسبت سے میں نے پائی ہے (تو) وہ یہ ہے کہ وہ محض اسم ذات تھا اس کیفیت کیساتھ کہ اسم عین مسمیٰ ہو گیا کلمہ اللہ کو عین اللہ دیکھتا تھا گویا ایک سمت سے دوسری سمت تک میں عین اللہ میں گردش کر رہا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی نسبت فائضہ میں اشتراک کے بعد ایک انتہائی باریک فرق ہے جسکے بیان سے عاجز کے زبان وقلم دونوں قاصر ہیں۔ موقت یہ علم و ادراک ہوا فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

Marfat.com

ارشاد: ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک قطع کر کے بطور تبرک پانی کے برتن میں رکھے ہوئے ہیں اور اب تک ان میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور ایک گانے والا ہندی زبان میں گا رہا ہے کہ چار روز سے مسلسل یہ بات (ذہن) میں آرہی ہے کہ مجتہدان دین (اور) علمائے شرع متین ابھی نسبت مع اللہ میں راسخ القدم ہیں گو کہ ان کا سلوک سالکین طریقت کی روش پر ہو یا نہ ہو یعنی جو شخص چار روز دنیا میں خدا کے ساتھ ہو اس کی روح کی پذیرائی بدن سے نکلنے کے بعد حیات ابدی و سرمدی سے ہو جاتی ہے۔ خواہ اس کا کمال اتقیا و ابرار کے طریقہ پر ہو خواہ اہل سلوک ذوی الافکار کی وضع پر ہو۔ ہر چند کہ یہ راستوں میں قریب ترین ہے لیکن وہ رسم و طریقہ جس کے لئے کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

صنما رہ قلندر سزد ار بمن نمائی
کہ دراز و دور بینم رہ و رسم پارسائی

ا؎ اے صنم! قلندر (عشق حقیقی) کا راستہ لاؤ و بہتر ہے اگر تم مجھے دکھا دو کیوں کہ رسم پارسائی کی راہ بہت دور و دراز ہے۔

Marfat.com

رادیارسائی یہ ہے کہ اعمال صالحہ پر کثرت مداومت سے ظاہر پر ایک نور اور دل پر ایک سرور ظاہر ہوتا ہے اور صفائی قلب وجلائے قالب میسر آتی ہے جو انوار ذکر اور آثار فکر کے مثل مشابہ ہوتی ہے

افادہ ایسا واضح ہوا کہ بنی نوع انسانی کے مقابلہ میں بہائم وطیور کو حضرت علام الغیوب کی طرف سے مستقبل کا زائد علم عطا ہوا ہے لیکن مختصر طور پر بلا اطلاع اسباب وبلیات۔ اور چند جو بوڑھے اور طویل العمر ہیں وہ اس کمال میں زائد ہیں۔ چنانچہ ایک دن خواب میں ایک کوے کو دیکھا کہ اس کی کئی ہزار سال کی عمر ہے اور بوجہ ضعف وسستیِ بدن دوسرے کوے کی پشت پر سوار ہے۔ اور بعض لوگ اس سے حصولِ مراد ومطالب کی درخواست کر رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ عجیب ماجرا ہے کہ انسان حیوان سے علوم کی معلومات حاصل کرے اور اعلیٰ اسفل سے استفادہ فوائد کرے۔ میرے اس تعجب پر عورتوں مردوں بڑوں اور چھوٹوں کے ایک جم غفیر نے استعجاب کیا ـــ مسلم الثبوت اور بدیہی تحقیق یہ ہے کہ حیوانات آئندہ ہونے والے واقعات کو بنی آدم سے زیادہ جانتے ہیں۔ خصوصاً کوے کی اقسام جن کی طویل العمری اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس بارہ میں اپنے ہم جنسوں میں افضل واکمل ہے۔ پھر اس فقیر نے بھی بعض متوقع باتوں کا سوال کیا اور اس نے اس کے ہونے کا جواب دیا

Marfat.com

جب دوبارہ حصول کی مدت کی تعین اور وصول کے بارہ میں استفسار کیا تو اس نے جواب دیا اما علی ھذا التفصیل فلا نعلم الا قلیلا ۔ فانتبھت من المنام وتنبھت ھذا المرام والعلم عند اللہ الملک العلام

افادہ : ایک دن مجلس میں برسبیل قصہ بعض ملحدین وقت یا مذہبین زمانہ کے اقوال کا ذکر نکلا جو ہمارے دین متین کے قاعدوں اور اصولوں پر شکوک وشبہات کا اظہار کرتے ہیں اسی درمیان اس فقیر کی زبان پر گذرا کہ رسول الثقلین علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے عموم رسالت کے اثبات کے بیان میں مخالفین ومخاصمین کو خاموش ولاجواب کر دینے کے لیے دلائل اقناعیہ کے سوا کوئی دلیل ہے ہی نہیں اس سلسلہ میں بات یہاں تک بڑھ گئی کہ مناظرہ کے وقت اپنے قول کے اثبات (بات کی پچ میں) میں اور پے درپے کلام میں میں مخالف کی طرف چلا گیا (یعنی جوش میں آکر اس کے خلاف بحث کرنے لگا) رات کو خواب میں ایسا دکھلایا گیا کہ دو فرشتے آسمان سے نیچے اترے جو دو یکہ رنگ گھوڑوں پر سوار تھے دو خوبصورت جوانوں کی شکل میں عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور میری تاک میں کھڑے ہیں اور میں یہ چاہ رہا ہوں کہ کسی طرح اپنے کو ان کے ہاتھوں سے بہ لطائف الحیل (کسی بہانہ سے) رہا کراؤں اور ان کی نظروں سے بچ کر کسی گوشے میں چھپ کر نکل جاؤں ناگاہ ان دونوں میں سے ایک شخص نے اپنے گھوڑے کو کدایا اور دو انگلیوں سے میرا بازو پکڑا اور گھوڑے کی زین کے آگے (خانہ زین پر) رکھ دیا اس طرح کہ اس کی گرفت کا اثر اور اس کی دونوں انگلیوں کا دباؤ تین روز تک میں محسوس

لہ ایسی دلیل جو مخالف کو خاموش کر دے (مسکت دلائل)

Marfat.com

کرتا رہا بعد ازاں وہ اوپر کی طرف چلے گئے۔ ایک کے پیچھے دوسرا کبھی وہ سیدھے
بلندی کی جانب اڑاتے تھے اور کبھی پرندوں کی طرح آسمان کے افق پر چکر لگاتے
تھے۔ یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک بہت پرانی عمارت اور ایک
وسیع الفضا محل نظر آیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نشانیوں میں سے کوئی نشانی
اور تبرکات میں سے کوئی تبرک مثل قدم شریف وغیرہ وہاں موجود ہے۔ مجھ کو
اس مکان کے کنارے پر اتار دیا۔ اور اس پوری سیر و پرواز میں مجھے سرزنش
اور فہمائش کرتے جاتے تھے کہ تم ہی ہوا میں کنکوا اڑاتے تھے۔ کیا تمھارے لئے
یہ مناسب تھا کہ ان خرافات میں ملوث ہو اور میں معذرت کر رہا ہوں اور ان
ناروا باتوں سے انکار کر رہا ہوں کہ میں نے کبھی بچپن میں بھی پتنگ بازی نہیں
کی چہ جائیکہ ایام جوانی اور ادھیڑ عمر میں لیکن وہ میری باتوں کو نہیں سنتے اور
لعنت ملامت کرتے جاتے ہیں۔ ناچار میں نے کہا کہ التائب من الذنب
کمن لاذنب له ۔میں نے کیا یا نہیں کیا۔ کھیلا یا نہیں کھیلا بہر حال میں
توبہ واستغفار کرتا ہوں کہ دوبارہ اس کام کا مرتکب نہ ہوں گا انھوں نے کہا اچھا
وضو کرو۔ میں نے وضو کیا۔ پھر کہا دو رکعت نماز پڑھو۔ میں نے نماز پڑھی۔ پھر
کہا استغفار پڑھو میں نے استغفار پڑھا پھر کہا (اب) جاؤ جیسے ہی انھوں نے
یہ بات کہی میں جاگ پڑا۔ اس خواب کی تعبیر اور اس عتاب و خطاب کی تاویل
میں ایک تردد دل میں جاگزیں ہوگیا۔ اور ایک اضطراب طاری ہوگیا۔ آخر
کار ایسا سمجھ میں آیا کہ دراصل یہ معاتبت اباطیل میں اس انہماک کی وجہ سے
تھی جو اقاویل باطلہ اور شبہات آمیز باتوں میں تھی۔ ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔
(یعنی میرے بے بنیاد خیالات کی طرف انھوں نے تنبیہ کی اور یہ

Marfat.com

کہا کہ آپ ان خرافات اور لہو و لعب میں نہ پڑیئے۔ آپ تو کسب علوم و معرفت کے لئے ہیں نہ ان بیکار باتوں کے لئے)۔

افادہ : ایک رات خواب دیکھا کہ اس شخص کی روح کو جسم کی آلودگی سے مجرد کر کے بلندی کی طرف لے گئے یہاں تک کہ اینیت ختم ہوگئی اور وہاں سے محیط الاعظم کے اوپر لے گئے جس کی مجازاً تعبیر کر سکتے ہیں وہاں تجرد محض محسوس ہوا (یعنی میں علائق مادی سے مجرد ہوگیا) لیکن اس تمام سیر کے باوجود جہت علو منقطع نہیں ہوئی پھر اسی اثنا میں عین تجرد بحت کی حالت میں اپنی محرومی کے احساس نے اس طرح مکدر کیا جیسے گلاب صاف میں تار عنکبوت (مکڑی کا جالا) حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ طبقہ کدر منقطع ہوگیا (کدورت کی حالت ختم ہوگئی) پھر تجرد اول کا مجرد صافی جو اطمینان قلب کا باعث تھا میسر آیا۔ اس جگہ یہ سمجھایا گیا کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد تیری روح کو چار گھڑی میں اس مقام تک ہم پہنچا دیں گے۔ اور ایسا ادراک ہو رہا تھا کہ حق کے راستہ میں اس طرح مجرد ہو کر گذرنا اس شخص کے حق میں ہے جو سب سے پہلے عاقبت میں دکھلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تمھارا معبود ہے اور مومنین اس سے منھ پھیر لیں گے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہو سکتا۔ بعد ازاں رویت ذات سے مشرف فرمائیں گے۔ واللہ اعلم

عین شہود حق دیکھیں

افادہ ۲۱ رمضان المبارک کی شب میں عالم ارواح کی سیر واقع ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ ارواح کا اپنے جسموں سے جدا ہونے کے بعد آناً فاناً اور زماناً فزماناً ایک قوی تحلیل اور محکم اضمحلال تشخصات جزئیہ کے آس پاس راہ پاتا ہے جیسے نمک اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ رفتہ رفتہ اسی پانی میں تحلیل ہو جائے گا اسی طرح ان کے عوارض جسمانیہ کا انفکاک آہستہ آہستہ

Marfat.com

تاخیر کے ساتھ ان سے ملحق ہوجاتا ہے۔ یہاں تک جزو لا یتجزی[1] اور انانیت صغریٰ میں سے کوئی نقطۂ بسیط چیز وجود میں باقی نہیں رہتا۔ گویا تاریک راتوں میں روشن ستارے دور سے تاباں و درخشاں دکھائی دیتے ہیں اور وہ ہمہ تن عالم تجرد کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور بقیہ آثار جسمانیہ کا ازالہ کرتے ہیں۔ اسی درمیان حضرت قبلہ گاہ قدس اللہ سرہٗ کی روح پرفتوح کا شرف ملازمت حاصل ہوا اس طرح پر کہ بغیر امر بسیط جو عالم کون و فساد کی تراکیب سے مراحل سے بہت دور ہے کوئی دوسری چیز محسوس نہیں ہوتی مگر صرف وہی روشنیاں جو انتہائی سفیدی و براقی میں اپنی ہی قسم میں سے ہیں اور یہاں بہنچکر یہ معلوم ہوا کہ وہ بھی آثار تشخص رکھتی ہیں ان کو بھی چھوڑ دیں اور صرافت اصلی سے ملحق ہو کر انانیت کبریٰ میں داخل ہو جائیں۔ اسی کے درمیان ایک چھوٹا ستارہ ہے جو حافظ علیم اللہ جلیلیؒ کی روح کی نشاندہی کر رہا ہے اسی صفت سابقہ اور ارواح باقیہ کے ساتھ جو بیشمار تھیں اس کی تفصیل معلوم نہیں ہوئی۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

افادہ: رمضان المبارک کی متبرک راتوں میں سے ایک رات صبح سے قبل میں مراقبہ میں تھا کہ ناگاہ لطیفۂ قلبی گویا ہوا کہ مخزن علوم غیب اس وقت کھول دیا گیا ہے جو سوال کیا جائے گا فوراً اس کا جواب دیا جائے گا۔ دل متفکر ہوا لیکن سوا چند امور کے اور کچھ یاد نہ آئے جو پوچھے جاتے اور جو کچھ اس سے سوال واقع ہوا اور اس کے جواب سے ممتاز ہوا یہ تھے۔

سوال: اعمال جوارح کا کیا ثمرہ ہے اور حضرت حق کی حضوری میں ان سے کیا فائدہ ہے؟

---

[1] ایسا جزو جس کی تقسیم نہ ہو سکے۔

Marfat.com

جواب : حضور صرف مثمر جمعیت اور سرور قلب ہے اور اجسام کے انسلاخ کے بعد حضرت حق کا ظہور ہے۔ اور اعمال جوارح نعمات خارجیہ کے اضافہ کیلئے مؤثر ہیں جیسے حور و قصور اور انہار و اشجار۔

سوال :۔ مذہبوں اور ملتوں میں کون سا مختار ہے؟

جواب :۔ وہ جس میں توجہ الی اللہ ہو وہی بہتر ہے (قائم و باقی ہے) اور توجہ الی اللہ کے لئے یہ مقرر کیا ہے کہ انسان اپنے مقدم (عالم آخرت) کی طرف اپنے وسیلے کے ذریعہ (وسیلہ ڈھونڈتے ہوئے) بڑھتا رہے اس حالت میں کہ پیٹ زمین سے لگا ہو اور حق سے عاجزی کرتا رہے (توجہ الی اللہ کے لئے عاجزی کے ساتھ اپنے علو کی طرف وسیلہ اختیار کر کے حرکت کرنا شرط ہے۔)

سوال :۔ دعاؤں کو اس زمانہ میں کیوں عشر تاثیر نہیں ہے؟

جواب :۔ روح کی قوت بسبب قرب انقضائے دورہ (باقی) نہیں رہی ہے واللہ اعلم بمرادہ۔

سوال :۔ اہل سلوک سے کشف و کرامت کے آثار کیوں نادر الوجود ہیں؟

جواب :۔ اکثر اس زمانہ میں تقرب الی اللہ بسبب ذکاء طبع غالب ہے (وہ اپنی سمجھ کے مطابق یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم کو تقرب حاصل ہو گیا) اور مقامات باطنیہ عبور سرسری واقع ہوتا ہے۔ اور یہ (مقامات باطنیہ پر عبور) متانت اور کثرت ذکر کا ثمرہ ہیں۔

سوال :۔ احقر کے احوال کیا ہیں؟

جواب :۔ ذکاء فطرت

سوال :۔ اخوی شاہ محمد عاشق کے احوال کیا ہیں

جواب :۔ میں ایک انتہائی چمکدار تانبے کا ٹکڑا (؟) کا مجھے دکھایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے۔ جواب ملا استقامت

افادہ :۔ ایک بچہ کی حالت نزع کے وقت جبکہ اس کی زندگی سے پوری

Marfat.com

مایوسی تھی اور اس کی وفات کا انتظار تھا کہ عام و خاص کو یہ دکھائی دیا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور اس کا نزول دیوار کے سرے تک دکھائی دیا۔ اس سے یقین ہو گیا کہ «ما نتنزل الا بامر ربک» لیقضی الامر۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور واقع ہو گی۔ یا صحت از مرض یا عروض با مرض۔ اسکی صورت یہ تھی کہ ابرک کی ایک لوح سبز رنگ کا ہی براق جسکی لمبان دو بالشت سے کچھ کم۔ اور اس کا عرض پانچ چھ انگل ایک طرف مربع شکل اور جو کچھ اس کے درمیان ہے وہ مدوّر۔ اس مصوّر شکل کے مطابق۔

افادہ:۔ ایک رات جب نیند سے آنکھیں کھولیں تو ایک ستارہ اپنے سامنے افق پر تاباں و درخشاں دیکھا گویا چشمک زنی کر رہا ہے۔ اور یہ معنی اس کی طرف سے میرے دل میں ڈالے گئے کہ میں مبدا فیاض کا دریچہ ہوں یعنی قبض و بسط کی حرکت جو مجھ میں ہے وہ ارباب طلب کے سلوک کے لئے ایک دروازہ ہے۔ اور کیفیت حضوری کے افاضہ کے لئے ایک راہ ہے گویا اس ستارہ کی تاثیر اسی بات کے لئے مخصوص ہے حالانکہ اہل نجوم نے اس بات کی نسبت مشتری کی طرف کی ہے اور وہ دوسرا تھا۔ اس کے بعد پھر میں نے کتنا تلاش کیا نہ پایا۔

افادہ:۔ ایک دن ایسا مشہود ہوا کہ حضرت حق بلا کیف تشریف لائے اور ساعت بہ ساعت اس فقیر کے متصل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ سینہ میں داخل ہو گئے پھر دل میں اتر گئے حتیٰ کہ عین انا ہو گئے۔ اسوقت تینوں احوال یکجا تھے یعنی غیبت حضور اور انانیت۔ اس کے بعد میں ہوشیار ہو گیا۔ اور دل میں ایسی راحت اور سینہ میں وہ سکون و آرام پایا کہ زبان سے اسکی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ اور شاہ بوعلی قلندر قدس سرہٗ نے وجد کی حالت میں اسی طرف اشارہ کیا ہے یعنی کہنہ پیارے یعنی اِنْ جاءَ المحبوب بیت الحبیب ماذا یفعل بہ ویعامل معہ۔[1]

---

[1] اگر محبوب محب کے گھر میں آئے تو محب محبوب کے ساتھ کیا برتاؤ کریگا۔

Marfat.com

افادہ:- ایک روز صبح سے قبل جامع مسجد شاہجہانی میں ایک نور دکھائی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک ستون ہے جو آسمان سے زمین تک ثابت و قائم ہے اور اسکا احساس فہم و ادراک کے قبیل سے نہ تھا بلکہ مثل محسوسات و مبصرات سے تھا۔ اس نور کے ستون کا آخری حصہ ایسی ہوا کے کثیف اجزاء سے جو پانی یا مکانات سے ملحق اکٹھا ہو جاتے ہیں مشابہ ہوا تھا۔ اور اسکی نورانیت تشعشع ولمعان کی وجہ سے تھی بلکہ ایک دوسری ہی کیفیت تھی جو این و آں سے خارج تھی۔ ہر چند اس کا احساس حاسۂ بصر سے تھا لیکن گویا اسکو بلا تقابل و محاذات بھی پایا جا سکتا تھا۔ پس اس جگہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس عالم میں اس نور کا ادراک حاسۂ بصر سے بلا شرط مقابلہ و محاذات کیا جا سکتا ہے جب کہ کدورات بشریہ رفع ہو چکے ہوں پہلی اور آخری بات یہی ہے کہ میں نے حضرت دلجب الوجود کے نور بحت کو بچشم سر دیکھا اور کوئی تحیز و تمکن اور شعاع کا اتصال رائی کا مرئی کے ساتھ نہ تھا اور ذات حق کے اور کوئی شئی حائل نہ تھی۔ اور دوسرے عوارض جسمانی بھی موجود نہ تھے۔ اور اس معاملہ کے اختتام کے بعد ایسا دل میں القاء ہوا کہ اللّٰہ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد یہی نور ہوگا کہ اس عالم کی بقا اسی نور کے سبب سے ہے نہ یہ کہ دوسرے تعلقات یا تکلفات اختیار کئے جائیں جیسے کہ کہا گیا کہ اللّٰہ منور السمٰوٰت والارض وموجدھا بلکہ اس عالم میں حضرت حق کا ظہور اسی نور خاص کے لباس میں ہوتا ہے جو تمام افراد نور سے اتم واکمل ہے[۳]

افادہ:- ایک روز شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی بوستاں دیکھ رہا تھا جب ان اشعار پر پہونچا تو وہ بتقاضائے وقت پسند آئے اور دل میں انکو مکرر زیر لب

دو تیم جگر کرد روزے کباب ... کہ می گفت گوئندہ باریاب

سے ۱ لہ

---

[۱] اللہ آسمانوں اور زمین کو منور کرنے والا۔ اور ان کا موجد ہے [۲] یعنی توحید شہودی کے تکلفات برطرف اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ ہی نور ہے [۳] دو شعروں نے ایک روز میرے دل کو کباب کردیا ابھن ڈالا جسکو ایک قبول گانے والا گا رہا تھا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دریغا کہ بے ما بسے روزگار　　بروید گل و بشگفد نوبہار
بسے تیر و دی ماہ و اردیبہشت　　بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت

ناگاہ بلا سابقہ خیال آئے ہوئے میں دیکھ رہا ہوں کہ دل ایک شعر کے ساتھ مترنم ہو۔ جب میں نے کان لگائے اور غور کیا تو یہ شعر تھا۔

ت۲ چوں بدانستی کہ ظل کیستی　　فارغی گر مردہ و گر زیستی

اور پے در پے یہ بات دل میں ڈالی جاتی رہی کہ موت کی حسرت و الم اس شخص کے لائق ہے جو اپنی حقیقت کو عوارض جسمانی سے جدا اور متمیز نہ پہچانتا ہو۔ اور غم و الم کے فقدان سے اپنے کو الگ نہ کرے لیکن یہ کہ جو اپنی ہستی کو رب العالمین کی ہستی کا ظل جانے اور اپنے وجود کو حضرت ارحم الراحمین کے وجود کا پرتو دیکھے اس کو موت کا کیا غم اور موت سے کیا تکلیف۔ کہ جو کچھ یہ بلا و ابتلا اور تصرف و تمزق ہے لباس پر ہے۔ پہننے والے کو کیا تکلیف اور پہنانے والے کو کیا دشواری۔ والعلم عند اللہ الملک القہار۔

افادہ :۔ اکثر دل میں آتا ہے کہ کسی کو صنعت تحریر یا تقریر کی قوت عطا ہوتی ہے تو کوئی دقیق سے دقیق نکات و معانی ایسے نہیں ہوتے جن کو وہ بیان نہ کر سکتا ہو۔ اور کسی حالت و مقام میں ایسی کوئی کیفیت پیدا نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ اسکو تحریر

ت۱ افسوس کہ ہمارے بغیر زمانہ بہت بار پھول اگائے گا۔ اور نوبہار شگفتہ کرے گی تیر، دی۔ اور اردیبہشت مہینے بہت آئیں گے لیکن ہم ہوتے اینٹ اور مٹی ہوں گے۔ ت۲ اگر تم یہ جان لو کہ کس کا سایہ ہو تو موت و زیست کے خیال سے فارغ ہو جاؤ۔ ت۳ پھر دل میں ڈالا گیا کہ حسرت اور موت سے الم اس کے شایان ہے جو اپنی حقیقت کو اپنے عوارض جسمانی سے جدا نہ پہچانتا ہو۔ اور جب تک اس غم و الم کے فقدان کے قریب جو کچھ مکمل ہو گا ہو جائے (یعنی اسکی ہستی میں غم و الم ہے اور اسکی ہستی میں غم و الم کا فقدان کیونکہ ہستی نامکمل ہے اور اس کا وجود مکمل ہے) لیکن ہستی اپنی ہستی کو رب العالمین کی ہستی کا ظل جانے اور اپنے وجود کو ارحم الراحمین کے وجود کا پرتو دیکھے تو اسکو موت کا کیا غم اور کیا تکلیف یہ بلا و ابتلا اور تصرف و تمزق تو لباس پر ہے پہنانے والے کو کیا تکلیف اور پہننے والے کو کیا دشواری۔ فقط ترجمہ

Marfat.com

عبارت میں آسانی سے بیان کرسکتا ہے۔ برعکس اس فہم اور برخلاف اس وہم کے۔ ایک رات شام سے صبح تک ایسی حالت گذری اور عجیب کیفیات دل پر اس طرح چھائی رہیں کہ زبان سے ان کا اعتراف ممکن ہی نہیں اور بجز اس کے کہ اقرار اپنی لکنت اور بہرہ پن کا تھا نہیں کہہ سکتے کہ کیا تھا اور کیا نہ تھا اور نہ لکھ سکتے کہ کیا دیکھا اور کیا دکھلایا گیا والعلم عند الملک الودود۔

افادہ :۔ ایک چڑیا کو میں نے دیکھا کہ دیوار پر گھونسلا بنا رکھا ہے اور دیوار کے نیچے دانہ چننے کے لئے اپنا سر گھونسلہ سے باہر نکالے نیچے اترنے کے لئے تیار بیٹھی ہے اچانک وہ خود اسی جگہ بیٹھی رہ گئی اور ایک صورت اس سے جدا ہوکر زمین پر آئی اور دانہ چنا پھر بطریق رجعت قہقری اپنی اصل سے جاکر مل گئی اور اس انفصال و اتصال کے مابین ایک خط تھا جسے اسکی "حبل ندلی" سے تعبیر کر سکتے ہیں جیسے مکڑا اپنے لعاب سے ایک رسّی بناتا ہے اور اس کے ذریعہ چڑھتا اترتا ہے۔ اور اس خط کے ہر ہر حصہ میں درحقیقت اسکی صورتیں ظاہر تھیں۔ پس یہ معلوم ہوا کہ گویا دیوار کے اوپر سے نیچے تک چڑیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ اور اس پرندہ کا دانہ چننا گویا بطور متعاقبہ کی وساطت سے اس دوسری طرف کے پرندہ کا دانہ چننا ہے۔ اور اس کا فعل اس اصل پرندہ کیطرف جو اپنے گھونسلہ میں بیٹھا ہوا تھا اس ماجرے اور مکاشفہ کی دید کے سلسلہ میں چند باتیں میرے دل میں ڈالی گئیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بنی آدم کو اس قسم کی کرامات اور خرقِ عادات صفائی باطن اور انجلائے مواطن کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ بعض حیوانات کو جو انسان کے مشابہ ہوتے ہیں بلا سابقہ کسب و اجتہاد اپنی اصل خلقت ہی میں حاصل ہوتا ہے اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ عالم ان کے انتقالات و انفصالات اسی طرح ہوں گے کہ اس کی حقیقت سے اس کے ارادہ کے ہمراہ کالبد منفصل ہو جاتا ہے کہ جہاں چاہے جائے اور جب چاہے لوٹ آئے۔ اور اپنی اصل کا عین ہو جائے۔ ان کے مابین ایک ذریعہ ہے جو موافقت اور علٰحدگی کا متحمل ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ملائکہ علویہ و سفلیہ اور منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت حق کی تجلی نار و نور کی صورت میں اس قسم کی ہے کہ اسکی

[illegible]

اصل حقیقت کو حلول و تداخل نہیں ہے لیکن ایک بے کیف ظہور اور بیچوں بروز ہوتا ہے جو انی انا اللہ رب العالمین متحقق و ثابت کرنے والا ہو سکتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اس صورت طاریہ کثیفہ پر اس امر بے کیف کا حکم محال ہے

ایں معیت در نیاید عقل و ہوش[1] زیں معیت دم مزن بنشیں خموش

والعلم عند الملک المتعال۔

افادہ :- عوارض جسمانیہ کے مرتفع ہونے کے بعد روح انسانی کو ایک عجیب سیر درپیش ہوتی ہے جو ہر لحظہ اور ہر لمحہ ایک دوسری کیفیت کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اگر وہ اہل سعادت میں سے ہے تو اسکی سیر میں ایک جداگانہ لذت و مسرت اور نئی ترقی ہے۔ اور نعوذ باللہ منہا اگر وہ اہل شقاوت میں سے ہے تو اس کی ہر بات میں ایک الم اور ایک مزید نقصان حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ مسرت و خوشی جو بسبب دولت عموم کے خصوصی منزلت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر[2] ہے اس لئے کہ اس عالم میں کوئی شخص علاوہ عرفاء کے عالم علم سے بھی آگاہ نہیں کسی عالم تک پہنچنے کا کیا سوال۔ اور عرفاء بھی جو اس دولت علمی سے فائز ہو گئے ہیں اور اسکو لذتوں میں سب سے بہتر لذت سمجھتے ہیں وہ اس کا پرتو ہے اور یہ اس کا عشر عشیر ہے جو آخرت میں حاصل ہونیوالا ہے جس طرح ہیشگاہ خیال میں اس کی صورت سیر مصور کردی ہے جس طرح عود کو جب آگ پر رکھتے ہیں تو آہستہ آہستہ اس کا دھواں اجزائے کثیف سے بلند ہو کر ہوا کے ذریعہ دور تک پھیل جاتا ہے اور مشام عالم میں پہنچتا ہے۔ اور ان کا دماغ اس سے ایک لذت وافر اور حلاوت متکاثر اٹھاتا ہے۔ یہی ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا عین رأت ولا اذن سمعت الخ۔ واللہ اعلم۔

---

[1] یہ معیت عقل و سمجھ میں نہیں آسکتی اس معیت کے سلسلہ میں دم نہ مارو اور خاموش رہو۔

[2] جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے قلب پر اس کا خطرہ گذرا۔

Marfat.com

افادہ :- الحمد للہ الذی جعل الروح من عالم الامر والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد افضل البشر وفی القدر وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الحشر والنشر۔ اما بعد فہٰذہ مما الہمنی اللہ وعلمنی بنوال وجودہ فی تجلی وجودہ انہ متجلی فی عوالم الملک والملکوت بتجلیات ذاتیہ وصفاتیہ اما عالم الاجساد فہو من تجلی صفات جمالیۃ او جلالیۃ واما عالم الارواح فہو من تجلیات ذاتہ تعالیٰ وتقدس۔ فلما اراد اللہ سبحانہ خلق آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خمّر طینتہ علی مقتضیٰ ظہور صفاتہ فی عالم الناسوت۔ ثم تجلیٰ علیہ بذاتہ فنفخ فیہ من روحہ وامر الملٰئکۃ بسجودہ۔ فنفخ الروح فیہ فلیس الا تجلیہ تعالیٰ فی مضغۃ قلبہ محجوبا بحجب نورانیۃ بعضہا انور واظہر وازہر من الاخر ولولا ہٰذہ الحجب لما امکن تکیف المنزہ وتحیز المقدس الا تریٰ الشمس لا تریٰ الا من وراء السحاب والا فاین التراب ورب الارباب فہٰذہ الحجب ہی اللطائف الستۃ التی جرت اسماءہا علی السن الصوفیۃ من القلب والروح

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے روح کو عالم امر سے بنایا۔ اور درود و سلام ہو ہمارے سردار محمد افضل البشر پر اور ان کے آل واصحاب پر اور تابعین پر قیامت تک اما بعد :- یہ وہ باتیں ہیں جو اللہ نے مجھے الہام کیں اپنے کمال بخشش سے اپنے وجود کی تجلی میں کہ وہ ملک وملکوت کے عوالم میں اپنی ذات وصفات کی تجلیات کے ساتھ متجلی ہوا عالم اجساد وہ ہے جس میں اس نے اپنے صفات جمالیہ یا جلالیہ سے تجلی کی۔ اور عالم ارواح وہ ہے جس پر وہ اپنی ذات پاک سے متجلی ہوا (عالم ارواح اسکی ذات کی تجلی سے ہے) پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو عالم ناسوت میں انکی مٹی کو اپنی صفات کے ظہور کے مطابق خمیر کیا پھر اس پر تجلیٔ ذاتی فرما کر روح پھونکی اور فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم فرمایا پس روح کا ان میں پھونکنا صرف اللہ تعالیٰ کی تجلی ہے ان کے مضغۂ قلب میں محجوب نورانیت کے حجابات میں ان میں بعض حجابات زائد روشن اور چمکدار ہیں ایک دوسرے سے۔ اگر یہ حجابات نہ ہوتے تو منزہ کا کیف اور مقدس کا جگہ پر ہونا ممکن نہ ہوتا۔ تم سورج کو بغیر بادل کے پیچھے دحجاب کے نہیں دیکھ سکتے۔ ورنہ کہاں مٹی اور کہاں رب الارباب۔ یہ حجابات وہی لطائف ستہ[1] ہیں جو صوفیا کی زبانوں پر جاری ہیں یعنی قلب، روح،

---

[1] ان کی تفصیل لطائف القدس میں ملاحظہ ہو

والسر والخفي والاخفى . فمنها ان نور الباصرة
موضوعة في رطوبة .. طبقات وتحفظها
رطوبات لا يمكن بقاؤها في تلك الرطوبة
الرقيقة قائمة في حدقة ضيقة الا بحفظها
بالطبقات بعضها فوق بعض كذلك يستحيل
ان يتعلق ما هو في غاية القدسية و
ونهاية التنزه عن الكيفية بمتعلق مضغية
او علقية بغير وسائط اللطائف اللطيفة
والطبقات اللطيفة وقد مثل لدن او
الهمني هذا الامر ... مشعلة حمراء
في رقة رقيقة بيضاء يتلألأ اشعتها
وراء الحجاب بحيث صار لونها مائلا الى صفرة
كالشمس عند طلوعها او غروبها في افق
السماء ولقد بان عند ذالك سر قول من
قال من عرف نفسه فقد عرف ربه
فان المدرك اذا ادرك نفسه المشار اليه
بانا الاولى وجدة تحققا وتعينا وراء التعين
الجسماني الفاني ، ثم اذا اغمض العيون
وجد عند ذلك تحققا آخر وراء التحقق
الاول وتعينا حذاء التعين المقدم و
هكذا وهكذا الى ان يصل علمه بانا
الثاني المشار اليه بقوله وفي الاخفى انا
وما هذا الا نقطة واجبة تجلت في كسوة

سر خفی اخفی جیسے آنکھ کی روشنی یعنی رطوبت میں
ودیعت کی ہوئی ہے۔ اور اسکی رطوبتیں ذاتہ محفوظ
رکھتی ہیں۔ اسکی بقا اس رطوبت رقیقہ میں ممکن نہیں
ہے کہ وہ آنکھ کے تنگ ڈھیلہ میں قائم ہو مگر یہ کہ طبقات
اسکو محفوظ رکھتے ہیں جو تلے اوپر ہیں۔ اسی طرح یہ
بات محال ہے کہ متعلق ہو وہ چیز جو نہایت قدوسیت
اور پاکیزگی میں ہے کیفیت سے مضغیت یا علقیت
کے تعلق کے ساتھ بغیر ان لطائف لطیفہ اور طبقات لطیفہ
کے۔ اور مجھے مثال دی گئی ... اور الہام کیا گیا کہ یہ امر
... ایک سرخ رنگ کے یاقوت کی طرح ہے جو نہایت
چمکدار اور آب و تاب رکھنے والا ہے اسکی شعاعیں
حجاب کے پیچھے سے جھلکتی ہیں اس حیثیت سے کہ ہو گیا ہے اسکا
رنگ زردی مائل سورج کے طلوع و غروب ہونے کی
طرح آسمان کے افق میں اور اس وقت من عرف نفسہ فقد عرف
ربہ کا سر ظاہر ہوا کیونکہ مدرک نے جب اپنی ذات کا
ادراک کیا جسکی طرف انا سے اشارہ کیا جاتا ہے انا کے
اول میں۔ تو ایک تحقق اور تعین جسمانی فانی تعین کے
علاوہ پایا۔ پھر جب آنکھ بند کی تو ایک دوسرا تحقق
پایا جو تحقق اول کے علاوہ تھا۔ اور اس کا تعین تعین
مقدم کے مقابل۔ اور اسی طرح تعین ہوتا رہا۔ اور اسی
طرح اس کا علم انائے ثانی تک پہونچا جسکی طرف اسکے قول
"وفی الاخفی انا" میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک
نقطۂ واجبہ ہے جو امکانیت کی پوشاک میں متجلی ہوا ہے

Marfat.com

امکانیة ذلك ان نعبر عنه او نمثله بالشمس فی المرآة او القمر ماء الفرات او السراج فی الفانوس نارہ منورة ونورہ محسوس وهذا هو الذی مثل الله به تبارك وتعالى نور نفسه فی کتابه العزیز فقال الله نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوة فیها مصباح وبعد ما صورت هذه التصاویر وقررت هذه التقاریر لا یخفی علی من شام الحق ولا یخفی انه هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم ـ

اور ہم پر اس مضمون کی تعبیر لازم ہے۔ اسکی مثال یہ ہے جیسے سورج کا آئینہ میں یا چاند کا فرات کے پانی میں متمثل ہونا۔ یا چراغ کا فانوس میں ہونا۔ اسکی آگ روشنی دینے والی اور اس کا نور محسوس ہے (یعنی نار دراصل نور ہی) اور یہی وہ مضمون ہے جسکی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح سے مثال دی ہے۔ اور اس کے بعد ان تصاویر کی صورت کھینچ دی ہے۔ اور ان تقاریر کو ثابت کردیا ہے جس نے حق اور اخفی کو جانا۔ اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی کیوں کہ وہی اول وآخر اور ظاہر و باطن ہے۔ اور ہر چیز کا جاننے

۱؎ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے روح کو عالم امر سے بنایا (عالم امر وہ عالم ہے جس میں حقیقت محمدی کے انوار احوال بن کر ظاہر ہوئے۔ روح حقیقت محمدی کا وہ حال ہے جو ربوبیت کا مظہر ہے۔) اور درود وسلام ہو قیامت تک ہمارے سردار افضل البشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے آل واصحاب اور تابعین پر۔ امابعد: یہ وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال بخشش سے اپنے وجود کی تجلی کے دوران مجھے الہام کیں کہ وہ ملک وملکوت کے عوالم میں اپنی ذات وصفات کی تجلیات کے ساتھ متجلی ہوا ہے (ملک سے مراد عالم اجساد اور ملکوت عالم ارواح کو کہتے ہیں) عالم اجساد وہ ہے جسمیں اس نے اپنے صفات جمالیہ یا جلالیہ کو روشن فرمایا۔ اور عالم ارواح وہ ہے جسمیں اپنی ذات کو روشن کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا

Marfat.com

تو عالم ناسوت میں انکی مٹی کو اپنے صفات کے ظہور کے مطابق خمیر کیا پھر اس پر اپنی ذات کی تجلی فرمائی پھر اس میں روح پھونکی۔ اور فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا (یعنی آدمؑ میں اپنی ذات وصفات کو روشن فرما کر ان کو ربوبیت کا مظہر بنایا۔ اور فرشتوں کو جو افعال عالم سے متعلق اور تدبیر عالم کے لئے عقول سے پیدا کئے گئے ہیں ان کے سجدہ کا حکم فرمایا۔ یعنی افعال وصفات کو عبادت ذات کا ذریعہ بنایا) پس ان میں (آدمؑ میں) روح کا پھونکنا ان کے مضغۂ قلب میں اللہ تعالیٰ کی تجلی ہے۔ اور اس تجلی کی نورانیت مضغۂ قلب کے پردوں میں محجوب ہے۔ بعض پردے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ روشن اور چمکدار ہیں۔ اگر یہ حجابات نہ ہوتے تو منزّہ کا مکیّف ہونا اور مقدس کا جگہ پر ہونا ممکن نہ ہوتا۔ (یعنی وہ نور ذات جو لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار ہے اور جس کی گنجائش زمان ومکان میں نہیں ہے قلب مومن میں نہ سما سکتا۔ جیسے ہم سورج کو بغیر حجاب کے نہیں دیکھ سکتے۔ کہاں مٹی اور کہاں رب الارباب۔ یہ حجابات لطائف ستہ ہیں۔ صوفیاء کی زبانوں پر ان کے نام۔ قلب، روح، سر، خفی۔ اور اخفی ہیں۔ جیسے آنکھ کا نور آنکھ کی رطوبت میں ودیعت ہے۔ اور رطوبت آنکھ کو محفوظ رکھتی ہے آنکھ کے نور کی بقا اس رطوبت میں ہے۔ وہ آنکھ کے تنگ ڈھیلے میں قائم نہیں رہ سکتا لہٰذا اور طبقات جو ایک کے اوپر ایک ہیں اسکو محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس چیز کا جو انتہائی قدسیت اور پاکیزگی میں ہے کیفیت مصنوعیت یا مخلوقیت کے تعلق کے ساتھ بغیر ان لطائف لطیفہ اور پاک طبقات کے قائم ہونا محال ہے۔ اور مجھے مثال دی گئی۔ اور اس بات کا الہام کیا گیا کہ ایک سرخ رنگ کے یاقوت کی طرح جو نہایت چمکدار اور آب وتاب رکھنے والا ہے اور اس کی شعاعیں حجاب کے پیچھے سے اس طرح چمکتی ہیں۔ مگر ان کا رنگ زردی مائل آسمان کے افق میں سورج کے طلوع وغروب ہونے کے رنگ کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ اور اس وقت من عرف نفسہ عرف ربہ کا سر ظاہر ہوا (یعنی لطیفۂ نفس کا زردی مائل لطیفۂ روح کا سرخ

Marfat.com

رنگ ہے جو حجابات کے باعث نفس میں زردی مائل ہو گیا ہے (یہ راز کھل جانیکے بعد) جب ادراک کرنیوالے نے اپنی ذات کا ادراک کیا جسکی طرف انا سے اشارہ کیا جاتا ہے تو پہلے تحقق میں ایک تعین فانی جسمانی تعین کے علاوہ پایا ، پھر جب آنکھ بند کی تو ایک دوسرا تحقق پایا جو پہلے تحقق کے علاوہ تھا ۔ اور اس کا تعین پہلے تعین کے مقابل تھا ۔ اور اسی طرح ایک تعین دوسرے تعین کے مقابل ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کا علم انا دانائے ثانی تک پہونچا جس کی طرف وَفِی الاخفیٰ انا میں اشارہ ہے ۔ اور یہ ایک نقطۂ واجبہ ہے جو امکانیت کی پوشاک میں متجلی ہوا ہے ۔ تم ان معنوں کی تعبیر اس طرح کرو ۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے سورج کا آئینہ میں متمثل ہونا یا چاند کا فرات کے پانی میں یا چراغ کا فانوس میں ہونا ۔ اس کی آگ روشنی دینے والی ہے ۔ اور اس کا نور محسوس ہے (یعنی نورٌ علیٰ نور کا مطلب ہے کہ انائے حقیقی کا نور محسوس نہیں ہے لیکن جب وہ انائے انسانی میں پوشاک امکانیہ میں ظاہر ہوتا ہے تو نور محسوس بن جاتا ہے) اور اسی مضمون کی مثال اللہ نور السمٰوات والارض الخ ہے اور اسی کے بعد ان تصاویر کی صورت کھینچ دی ہے (یعنی نفس ، قلب ، سر ، خفی ، اخفیٰ اور انا ان تعینات مدرکہ کی تصاویر میں جو ایک دوسرے کے مقابل قائم ہوتی رہیں ۔ اور من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ کی تفسیر بن گئیں) اور ان تصاویر کو ثابت کر دیا ہے ۔ یہ بات اس پر کھل جائیگی جو مخفی اور اخفیٰ کو جان لے گا ۔ کیونکہ وہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے ۔ اور ہر چیز کا جاننے والا ہے ۔ نقی انوار

افادہ ۸ : رمضان المبارک کی بعض راتوں میں خواب میں ایسا دکھایا گیا کہ تقریباً دو ورق کا ایک مکتوب نفوس کی تکمیل کے بیان میں عالم غیب سے ظاہر ہوا اسکی عبارت انتہائی صاف لکھی ہوئی ملی جلی نثر و نظم میں تھی ۔ گویا بعینہ فقرات خواجہ احرار تھے کہ پوری ہمت توجہ الی اللہ اور اعراض من حب غیر اللہ میں صرف کرنا چاہیئے ۔ اس کا پہلا شعر جو ان تمام بیانات کا خلاصہ تھا یاد رہ گیا باقی سب

Marfat.com

لاحقِ نسیان ہوگیا۔ ؎

چناں در عشقِ حق باید عدم با سازو سامانے [1]
نہ تن ماند نہ جاں ماند بماند جانِ جانانے

---

[1] اپنے کو عشقِ حق میں ایسا فنا کر دینا چاہیئے کہ جسم باقی رہے اور نہ جان بلکہ صرف جانِ جاناں رہ جائے

Marfat.com

ذکر حضرت اقدس کے ان بعض اصحاب کا جن کے بارے میں معزز اور موقر خطابات مختصر طور پر صادر ہوئے ہیں۔ اور آپ نے اپنے بعض مکاتیب میں خامۂ گہربار سے یہ تحریر فرمایا کہ نعمات الٰہی جو جانی دوستوں کے حق میں مشاہدہ کی گئی ہیں۔ ان کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے

اے کہ نعمتہائے تو از حد فزوں ※ شکر نعمتہائے تو از حد بروں
عجز از شکر تو باشد شکر ما ※ گر بود فضل تو مارا رہنموں[1]

منجملہ ان کے وہ ایک دوسرے کے مابین (سے) انتہائی محبت رکھتے ہیں۔ اور ہر شئے میں شرکت پسند ہیں۔ اور اشیاء کی طلب میں خواہ وہ دنیوی ہو یا اخروی۔ غیبت ہو یا حضوری۔ غرضکہ اتحاد قلبی میں ایک ہی جسم و جان ہیں۔ یہ پاکیزہ خصلت جب تک ان میں باقی و قائم رہے گی۔ انشاء اللہ حضرت اقدس کی نورانیت بڑھتی ہی رہے گی اور اس سب کے ساتھ ساتھ مستلذات دنیا سے ترک رغبت مگر بقدر ضرورت۔ اور مالک جل جلالہ پر اس کے مظاہر میں ترک اعتراض کی صفت ہے۔ اور یہ صفت جس وقت تک بھی ان میں باقی رہے گی۔ ان کے مراتب میں ترقی ہوتی ہی رہے گی

---

[1] اے وہ ذات جس طرح تیری نعمتیں حد سے زیادہ ہیں اسی طرح تیری نعمتوں کا شکر بھی حد امکان سے باہر ہے۔ للہذا شکر سے عاجز ہونے کا اقرار کر لینا ہی تیرا شکر ہے۔ مگر یہ اقرار عجز بھی اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ تیرا فضل و کرم ہماری رہنمائی کرے۔ اور ہمارے شامل حال ہو۔

Marfat.com

اس حقیر کے دل میں آپ کی محبت نے مل کر ایک خمیر بنایا جس سے شاخ و برگ پیدا ہوئے۔ انشاء اللہ ہر ایک کے بارے میں مفصل طور پر لکھا جائے گا۔ اور جاننا چاہیئے کہ اس بندہ کاتب حروف نے ان بزرگوں کے حالات کے بیان میں ہر فرد کے سلسلہ میں آنجناب نے جو کچھ تصریحاً یا وضاحتاً سنا بیشتر اسی پر اعتماد اور اکتفا کیا۔ اور اگر کسی چیز کا اپنی فہم ناقص سے اس میں اضافہ کیا تو اس کو بھی حضرت اقدس سے مکرر عرض کیا جب اس کو تقریری طور پر آپ سے سن لیا تب تحریر کیا۔ الحمد للہ وہو ولی التوفیق وفی جمیع الاحوال خیر رفیق۔

Marfat.com

ذکر قدرے در احوال واقوال قدوۂ طالبان راہ عمدۂ سالکان حق آگاہ عالم الفروع والاصول جامع المنقول والمعقول صاحب الذوق والوجدان کامل المعرفۃ والایقان عرفان پناہ شاہ نور اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ جو حضرتِ اقدس کے بزرگترین خلیفہ اور قدیم اصحاب اور احباب کاملین میں سے ہیں۔

بدو شعور ہی سے علم وفضل کی تحصیل پر مجبول ومفطور تھے اور توفیق واصلاح سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ ایام طفولیت ہی سے اپنے حسن ادب کی وجہ سے حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ کے منظور نظر تھے۔ ابتدائی کتابیں شیخ بدرالحق سے پڑھیں جو حضرت اقدس کی والدہ کے ماموں تھے اور آپ کے خلفاء اور علماء راسخین میں سے تھے منجملہ ان سب کے حضرت شیخ بزرگ اور حضرت جدی قدس اللہ اسرارہما کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور ہر دو بزرگوار کے حضور میں مقاماتِ طریقت سے فیضیاب تھے متوسطات کی چند کتابیں کاتبِ حروف کے والد ماجد سے پڑھیں اور جملہ کتب کی تحصیل حضرت اقدس سے کی۔ فہم سلیم۔ جودت ذہن اور استقلال وثابت قدمی بدرجہ کمال فائز ہیں۔ روشن الدولہ ظفرخاں کے مدرسہ میں طالب علمی کے دوران وظیفہ یاب رہے۔ انھیں ایام میں ایک دن حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ کے مزار پرانوار کے نزدیک حضرت اقدس کے پاس (آپ بھی) بیٹھے ہوئے تھے آنجناب نے اس صاحب مزار کے اشارہ کے بموجب ان کو بیعت کا حکم دیا انھوں نے اسکو نغمہ من نفحات اللہ جان کر قبول کیا۔ اور اسی مجلس میں شرف بیعت حاصل کیا اور آنجناب کے اشغال طریقت میں سے ایک شغل کا استفاضہ کیا۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت مرشد حقیقی نے ان کی استعداد واستغنائے کامل ملاحظہ فرما کر

Marfat.com

اور ہمت قوی و بلند دیکھ کر وظیفۂ ظفر خانی کے ترک کرنے اور فقر اختیار کرنے کا حکم دیا۔ ارشادِ عالی ان کے دل پر اثر انداز ہوا۔ باوجود اس کے یہ وظیفہ صرف والدہ ماجدہ کی خدمت اور ان کی خوشنودی و رضامندی کے لیے قبول اور اختیار کیا تھا لیکن اِذَا جَاءَ نَهرُ اللهِ بَطَلَ نَهرُ عيسىٰ[1] سب کو ترک کر دیا اور تجرید تام اختیار کر کے اپنے مرشدِ برحق کے حسب الحکم کفنی پہن لی۔ بعدہٗ جب مرشد برحق نے ان کے دل کو علومِ رسمیہ (علومِ ظاہری) کے دقائق اور ان کے غلو میں شغفِ تمام دیکھا۔ اور اس بات کو راہِ سلوک میں حارج پایا تو مذاکرہ علمیہ کی مجالس میں جانے سے علٰحدگی کا حکم دیا۔ انھوں نے حسب الحکم تھوڑے ہی عرصہ میں اس ریاضت کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ اسی دوران وہ دشوار گزار اور سخت سفر درپیش ہوا جو حضرتِ اقدس نے پہلی بار اختیار فرمایا تھا آپ نے جو خدمات شاقہ انجام دیں کسی اور سے نہ ہو سکیں۔ سفر کی مشقتوں پر صبر اور تمام رفقاء کی خدمت از قسم طعام و بار برداری۔ مریضوں کی تیمار داری اور مختلف الطبع ہمراہیوں کی رضاجوئی حلم اور خندہ پیشانی کے ساتھ بغیر کسی اظہار ملال و کلال کے جس طرح اپنی بے نفسی سے ان سے وجود میں آیا کسی دوسرے سے ممکن نہیں گویا وہ سفر آپ کے لیے سخت مجاہدہ اور ایمان کی کسوٹی بن گیا جب ان کی استعداد کھرے (خالص) سونے کی طرح ہو گئی تب حضرت اقدس کی عنایاتِ بے غایت کے مرکز و مقصد اور انوار و اسرارِ ولایت کے مہبط ہو گئے۔ اس سفر مبارک سے واپسی کے بعد حضرتِ اقدس قصبہ بُڈھانہ جو آنجناب کے مخلص مریدین کی اقامت گاہ تھا تشریف لائے ہوئے تھے وہاں آپ کو از خود و قبیلِ الہاماتِ الٰہیہ سے تھا خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ پھر اس کے بعد علومِ ظاہری کے درس کا حکم دیا اور رشد و ارشاد کے کام پر مقرر فرمایا۔ آپ کی توجہاتِ عالیہ کی برکت سے ایک عالم ان کے فیضِ تربیت اور صحبت کی برکت سے صحرائے جہالت سے نکل کر علم و فضل کی روشن منزل اور راہِ حق پر پہنچ گیا۔ اور ضلالت کی پستیوں سے نکل کر ہدایت کی

---

[1] جب اللہ کی نہر آئی تو عیسیٰ کی نہر باطل ہو گئی۔۔۔

Marfat.com

بلندیوں کو چھونے لگا۔ اور گرد ونواح کے بکثرت مشائخ دل وجان سے آپ کے مطیع ومعتقد ہو گئے۔ ان کے ایک شاگرد نے ان کے بڈھانہ پہنچنے کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے۔ ع اے آمدنت باعثِ آبادی ما۔

۸ ۳ ۱ ۱ھ

بالجملہ آپ کی ذات مجمعِ کمالات ہے۔ اور آپ متصف بہ اوصافِ حمیدہ ہیں اور فطرتاً تمام خصائلِ ذمیمہ سے پاک ومنزہ ہیں بغیر ریاضت ومجاہدہ کئے ہوئے۔ اور قلب وروح کا تصفیہ وتجلیہ حضرت مرشد برحق مدظلہٗ کی توجہ سے علیٰ وجہ الکمال بغیر کوشش ومحنت کے حاصل ہو گیا۔ مقاماتِ سلوک میں قانع اور متوکل ہیں۔ دنیا اور اہلِ دنیا سے بے پروا اور ان کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے۔ اور اس میں ثابت قدم ہیں۔ وجد وشوق میں انتہائی لطیف حالت وولہ وذوق میں ایک شریف کیفیت رکھتے ہیں۔ اور تحمل اور بردباری میں بلند مرتبہ حاصل کیا۔ ان کا وجود گویا حلم مجسم ہے جس میں درشتیٔ مزاج نام کو نہیں ہے اور صفتِ عدالت میں انتہائی کمال رکھتے ہیں۔ مخاطبات ومکاتبات اور تقریر وتحریر اور مباحثۂ علمیہ میں ایک خاص اعتدال ملحوظ رکھتے ہیں جس سے بہتر ممکن نہیں۔ اور ہر ایک سے اس کے مناسبِ حال معاملت کرتے ہیں۔ اور قولاً وفعلاً ایسے مرتبہ پر پہنچے ہیں جو دوسروں میں پایا جانا محال ہے۔ کاتبِ حروف کے نزدیک حسنِ اخلاق وآداب میں امامت کی لیاقت ان کے لئے مسلّم ہے جناب حضرت مرشدنا ومولانا نے مندرجہ ذیل مثال اپنے قلم سے تحریر فرما کر آپ کو عطا فرمائی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ تعالیٰ فی عبادۃ نفحات ومن تلک النفحات بالنسبۃ الیٰ اخینا الفاضل اللبیب الکامل الحبیب الشیخ نور اللہ بن معین الدین البہتی نور اللہ ظاہرہٗ وباطنہٗ	بیشک اللہ تعالیٰ معرفت کی خوشبو دینے والی عبادت میں ہے، اللہ تعالیٰ ان عبادات کو قبول فرماتا ہے جس میں اخلاص ومعرفت کی خوشبوئیں ہیں۔ اور ان نفحات میں ہمارے فاضل وذہین بھائی

Marfat.com

بنورِ مرضیاتہٖ وطہر بارزہ وکامنہ ۔ زیرک عقلمند وکامل دوست شیخ نور اللہ
بظہورِ ذکرہٖ وطاعاتہٖ ان حیثیتہ مس بن معین الدین کھلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے
باطنہ لتحصیل علومِ الدین مِنَ الحدیث ظاہر و باطن کو اپنی مرضیات کے نور سے منوّر
والتفسیرِ والفقہ والاصلین وغیرہما فرمائے اور ان کے لطائف بارزہ وکامنہ کو اپنے
وقادہ الیہ فتاکد خاطر الطلب فی قلبہٖ ذکر کے ظہور اور اپنی عبادات سے مطہر فرمائے
وصار حثیثاً علیہ تا آں کہ اشارہ بہ سلوک ان کی باطنی حیثیت علوم دین کی تحصیل کیلئے جیسے
شاں فرمودند کہ ثم جاء المدد تترٰی، وزید لہ تفسیر، حدیث، اصول حدیث وفقہ اور اصول
یترقّی مرۃً بعد اخرٰی وبسیر فی الامم فقہ وغیرہ میں مسلّم ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے
الذی اراہ اللہ لنا وسار فیہ عباد اسکی (علم دین) طرف متوجہ فرمایا۔ پس طلب
اللہ الصالحون قلیلنا ندرت فیہ توجہ کی دھن ان کے دل میں راسخ و مستحکم ہو گئی
المحبۃ وفلک رھابِ المسلکۃ ثم التفات اور وہ اسکی طرف جولاں ہو گئے پھر ان
انانیتہ وجالت فی میادین التوحید تقویۃ کے سلوک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
ثم خلص الی الشھود الصراح ثم رجعہ ارشاد فرمایا کہ: پھر اعانتِ الٰہی ان کے
من حیث کان السراج وھٰذہٖ ھی شاملِ حال ہوئی اور وہ برابر (روز بروز)
طریقۃ السلف والخلف الصالحین ومما ترقی کرتے رہے اور اس گروہ میں شامل
انشدت فیہ ۔ لقد بلوتک فی سلب ہو گئے جن کو اللہ نے ہم کو دکھایا اور اس
وعتب ؛ فما وجدتک الا خالص گروہ میں اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو
الذھب ؛ ولم تنم بنورِ اللہ الا انّہٗ ؛ گئے۔ ہم میں کم لوگ ایسے ہیں جن میں توجہ کی
عما قلیل یکون النور فارتقب ۔ محبت شاذ ہوتی ہے۔ اور انھوں نے اقتدار
کی دوڑ کو ترک کر دیا (یعنی دنیاوی جاہ ومنصب کی جانب کبھی رغبت نہیں رکھی) پھر ان کی انانیت
ختم (فنا) ہو گئی۔ اور وہ توحید کی ہویت کے میدانوں میں جولاں ہو گئے۔ پھر خالص کر لیے گئے
شہودِ اصلی کی طرف اور لوٹا دیئے گئے اس مقام کی طرف جہاں چراغ تھا (یعنی شریعت و
طریقت وحقیقت کی طرف (یعنی رجوع الی الحقیقت لازم کیا گیا) اور یہی سلف و خلف صالحین

Marfat.com

کا طریقہ ہے اور یہ اشعار اسی کی طرف مشعر ہیں۔ میں نے تمہاری آزمائش کی راحت و تکلیف دونوں حالتوں میں۔ پس میں نے تم کو پایا خالص سونا۔ اور تم نور اللہ سے اس لئے موسوم کیے گئے کہ وہ کم جگہوں پر ہوتا ہے (یعنی نورِ الٰہی کم مقامات پر ہوتا ہے) ہر شخص اور ہر مقام اس کا اہل نہیں ہوتا کہ اس پر نورِ الٰہی ظاہر ہو۔ اس بات کو ذہن نشین کر لو اللہ تمہارے نورِ ایمان میں برکت عطا فرمائے۔

اور ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ جب بھی تمہاری طرف نظر جاتی ہے تو ایک نیا ہی سرور حاصل ہوتا ہے۔ تمہارا لطیفۂ خفیہ آگاہ اور مست اور تم مست قلب کے حامل اور فطری استقامت و متانت رکھتے ہو اور دنیا سے ترکِ التفات خود تمہاری جبلت ہے۔ اور اسی قسم کے الطاف والے ہمیشہ اپنے اصحاب میں ممتاز اور احباب میں قابلِ رشک ہوتے ہیں۔ الحاصل ان کا مبارک وجود عطائے الٰہی ہے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

افادہ:- خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم نے اپنے دست مبارک سے ایک کاغذ پر تحریر فرمایا کہ "اس زمانہ میں ایسا شخص جس کی صحبت میں لوگ بیٹھیں وہ میاں نور اللہ ہیں"۔

افادہ:- رشاد فرمایا کہ میں ایک روز قیلولہ میں تھا اور بین النوم و الیقظہ کی حالت طاری تھی (اس دوران) اور وہاں موجود لوگوں کی باتیں سن رہا تھا اچانک بعض اہلِ قبور ظاہر ہوئے جن کا حال یہ تھا کہ چہرے سیاہ تھے اور دانت منہ سے باہر نکلے ہوئے تھے جن سے بدبو آرہی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت تکلیف ہوئی اور میں نے چاہا کہ ان کو اپنے سے دور رکھوں کہ اتنے میں دو شخص نمودار ہوئے اور مجھ سے ایک جانب اشارہ کرکے کہنے لگے کہ اس مقام عجیب کو دیکھو۔ میں نے نظر اٹھائی تو قصبہ بڈھانہ اور بعض دوسری جگہوں کی قبروں کو دیکھا ان میں

Marfat.com

بعض وہ تھے جن سے زندگی میں میری ملاقات تھی۔ اور بعض وہ تھے جن کے میں نے صرف نام سنے تھے اور ان کو جانتا نہیں تھا ان دونوں شخصوں نے مجھکو بتایا کہ وہ فلاں فلاں ہیں۔ اور بیشتر ایسے تھے کہ میں نے نہیں پہچانا غرضکہ ان میں اکثر و بیشتر عذاب میں مبتلا تھے اور تھوڑے نجات یافتہ کہ باوجود تنگی گور کے جو عذاب کی ایک قسم ہے لیکن اس میں کچھ عذاب کی تخفیف ہے۔ اور اس کا قسم مثل بہا... ہوا ہوگیا ہے۔ اور ہر قسم کے عذاب سے (معذب ہیں) جیسے سانپ بچھو کے کاٹنے اور دوزخ اور لوہے کے گرزوں سے مارے جانے سے اور ایسی بدبو جو اس عالم میں کسی نے نہ سونگھی ہوگی بدن کے ہر حصہ سے آرہی ہے۔ ایک قبر میں یہ معاملہ ہے۔ اور دوسری قبر میں نعمت و آرام ہے۔ اور ایک کو دوسرے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اور چند ایسے لوگوں کو دیکھا جنھوں نے ترک دنیا اختیار کیا پھر اس پر قائم نہ رہے اور ان کے دل میں اسباب (دنیا) کی طلب غالب آئی اگرچہ بظاہر (وہ) ترک پر رہے وہ نہایت تنگی اور عتاب میں ہیں۔ اور اکثر اہل دنیا جنھوں نے فرائض کی پابندی اور منہیات سے اجتناب کیا یا اجتناب کا ارادہ رکھا اور عیش مباح میں مشغول رہے عالم قبر میں عیش و آرام میں ہیں ان کے احوال دیکھنے سے ایک اضطراب اور جھرجھری میرے بدن پر طاری ہوئی اور گریہ غالب آیا ایسا کہ دو ایک ساعت میں کانپتا رہا۔ اور گریہ و ہائے ہائے کرتا رہا اور اہل مجلس دیکھ رہے تھے۔ ہوش آنے کے بعد بھی ایسی حالت رہی کہ جس وقت بھی اس حالت کو یاد کرتا تھا بے اختیار ہو جاتا تھا اور گریہ و بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی چند ساعت بعد سکون ہوگیا۔ وَاللّٰہ اَعلم بحقیقۃ الحال۔

افادہ :- انھوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک مبشرہ میں دیکھا کہ آنحضرتؐ اپنے دولت کدہ میں جو مدینہ منورہ میں تھا تشریف فرما ہیں اور ہم باہر کھڑے آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ ایک ساعت گذرنے کے بعد آپ اپنے دولتکدہ سے باہر تشریف لائے۔ اور اس مقام پر جو مثل دیوانخانہ کے ہے تشریف فرما ہوئے

Marfat.com

اور کسی شخص نے اس بندہ کاتب حروف کا نام لے کر کہا کہ تم اور ایک دوسرا شخص جو تمہارا ہم نام ہے اس مجلس عالی میں اجازت یافتہ (عام) اور آپ کی قربت و شرفِ جلوس سے مشرف ہو۔ اور ہم مواجہہ شریف میں کھڑے ہیں کہ اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپؐ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ حضور! معاویہ کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی برائی کی ہے تو اس کے لڑکے نے کی ہے۔ اور لڑکے کے اعمال کا وبال ونکال باپ پر نہیں ہوتا۔ اور جس شخص نے ہماری صحبت اٹھائی ہے اس کے بارے میں اگر کوئی شخص بے ادبی کرے ہم اس سے خوش نہیں ہیں۔ اور گویا یہ الفاظ آپؐ نے اس لئے فرمائے کہ اس نے صرف معاویہ کہا تھا بغیر کسی تعظیمی لفظ کے۔ پھر میں بیدار ہو گیا

افادہ :- انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک روز میں انفاس العارفین میں شیخ الہداد قدس سرہٗ کے حالات پڑھ رہا تھا جس میں ان کی غلبۂ بے خودی کی کیفیت مرقوم ہے کہ اتنے میں فرزندم عطاء اللہ آ گئے اس وقت میرے دل میں آیا کہ اب یہ بے خودی کی کیفیت کسی میں نہیں پائی جاتی۔ شب میں حضرت مقدس مدظلہم العالی کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تمہارے ہی دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ اور آپ میں ایک بے خودی اور مدہوشی کی کیفیت جوش زن ہے۔ ایسا کہ یہ فقیر بھی متاثر ہوا۔ اور اس پر بھی بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی جب نیند سے بیدار ہوا تب بھی اس بے خودی کا اثر باقی تھا۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے جو وسواس عارض ہو گیا تھا وہ رفع ہو گیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

افادہ :- انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص جو صوفیوں کا لباس پہنے ہوئے ہے پوچھ رہا ہے کہ نمازِ سلوک شرعی کس طرح ہوتی ہے میں نے کہا کہ میں اس نماز کو ادا کرتا ہوں دیکھ لو۔ پھر میں نے وضو کیا اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھی۔ اور قیام میں بجائے قرأت کے ماثورہ دعائیں معانی پر غور کرتے ہوئے اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھیں۔ اس سے طمانیتِ قلب

Marfat.com

اور مشاہدۂ انوار حاصل ہوا۔ پھر جب رکوع میں گیا تو بجائے تسبیح کے توحید افعالی پورے طور پر ظاہر ہوئی جس کے مشاہدہ کا اس سے قبل اتفاق نہ ہوا تھا جب سجدہ کیا تو اپنے وجود کی فنا حاصل ہوئی اور اپنے وجود میں سے کچھ باقی نہ رہا مگر وہی ایک موجودِ مطلق۔ اور ان تینوں حالتوں میں محبت و شوق کا رنگ بدرجۂ اتم حاصل تھا پھر جب دوسرا سجدہ کیا تو یہ وجود بھی گم ہوگیا۔ اور شوق محض بے کیف کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ پھر میں نے سلام پھیرا۔ اس شخص نے کہا کہ میری غرض اسی نماز سے تھی۔ اور سالک کو اسی طرح سلوک کرنا چاہیے (کہ اصل یہی نماز ہے)

افادہ:۔ انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک روز میں قیلولہ کے وقت سو گیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور مجھے بیدار کرکے یہ خبر دی کہ ایک شاہ بادی تمہارے دیکھنے کے لئے (ملاقات کے لئے) آرہا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کوئی درویش صاحب شان ہوگا۔ میں اٹھا وضو کیا اور آراستہ ہوکر (تیار ہوکر) بیٹھ گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک عورت آئی اور اس کے ہمراہ ایک دوسری عورت ہے اور وہ آکر میرے پہلو میں زانو سے زانو ملاکر بیٹھ گئی۔ اس بات سے مجھے سخت تعجب اور پریشانی ہوئی کہ یہ کون عورت ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔ (انھوں نے) لوگوں نے کہا کہ یہ فاحشہ (بدچلن) عورتوں میں سے ہے جس کا نام شاہ بادی ہے۔ آخر اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہنا شروع کیا کہ میری تم سے ایک غرض ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ایک ایسا تعویذ چاہتی ہوں کہ فلاں فلاں حاکم مجھ پر مہربان ہوجائے میں نے کہا کہ اس قسم کے تعویذ لکھنا میرا کام نہیں ہے مجھے معاف کرو لیکن وہ اصرار کرتی رہی اور نہیں مانی۔ مجبوراً میں نے کاغذ و قلم لے کر لکھا کہ "خداوندا! اپنی صفتِ غفوری سے اس عورت کو اس فعلِ بد سے نکال دے اور توبہ کی توفیق عطا فرما۔ یہ لکھ کر میں نے کاغذ موڑا اور اس کو دیدیا وہ اس کو لے کر ہدیہ کا وعدہ کرکے خوش خوش چلی گئی کہ مقصد حاصل ہونے کے بعد اس کو پورا کردوں گی۔ اس واقعہ کو دس دن گذرے تھے کہ ایک دولت مند

Marfat.com

شخص نے اسکو نکاح کا پیغام دیا اور پھر اپنے عقدِ نکاح میں لے آیا، پس وہ اپنے کردارِ بد سے تائب ہوئی۔

افادہ :- انھوں نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت صاحب قبلہ مدّ اللہ ظلہ العالی قصبہ بڈھانہ میں تشریف فرما تھے، ایک شخص نے ایک چھوٹی شیشی میں گلاب پیش کیا، خادم نے اسے اٹھا کر طاق پر رکھدیا، چونکہ وہ شیشی بہت خوب صورت تھی (اس لئے) فقیر کے دل میں آیا کہ خالی ہونے کے بعد یہ شیشی ہم لے لیں گے پس جسوقت آپ نے قصبۂ مذکور سے پھلت پور کی طرف کوچ فرمایا، وہ خادم اس شیشی کو معہ دیگر سامان ایک چھوٹے سے (تھیلا) اپنے ساتھ لے گیا، (مجھے اس وقت (بھی) کئی بار یہ خیال آیا کہ وہ شیشی میں اس سے لے لوں لیکن مانگنے کی نوبت نہ آئی اور اس کی خواہش دل سے زائل نہ ہوئی، پھر آپ کے تشریف لیجانے کے بعد خدام کو آپ کے حجرۂ مقدس کی جس کے طاقچہ میں وہ شیشی مذکور رکھی ہوئی تھی متعدد بار صفائی اور جھاڑ و وغیرہ کا اتفاق ہوا اور تمام طاقوں کو صاف کیا کوئی چیز از قسم شیشہ اس میں نہ پائی گئی، بعد ازاں جب ماہِ رمضان المبارک آیا، اور ستائیسویں شب ہوئی تہجد کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس وقت گلاب ہوتا تو استعمال میں آتا اتفاقاً میرا ہاتھ اسی طاق پر گیا دیکھا تو وہ شیشی گلاب سے بھری ہوئی طاق پر رکھی ہے، میں متعجب ہوا اور پھر اس میں سے تھوڑا گلاب لے کر استعمال کیا اور پھر اس شیشی کو اسی طرح طاق پر رکھدیا صبح کو جب اس طاق کو دیکھا تو اس پر کچھ نہ تھا۔

افادہ :- انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک بار میں مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت مقدس مدظلہم العالی کے بعض اخلاق حمیدہ متصور ہوئے اور اس کی وجہ سے ایک طمانیت و سرور حاصل ہوا، اس کے بعد خیال آیا کہ چونکہ حضرت مقدس مرتبۂ جامعیت رکھتے ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ آپ

Marfat.com

ہر جزوی امر میں استمداد اتنی مفید نہ ہو۔ پھر خیال آیا کہ نہیں آپ سے استمداد ہر امر میں مفید اور حصول مقصد میں موثر ہے گو حضرت مقدس اس جانب اپنی توجہ عالی مبذول کریں یا نہ کریں۔ پھر اس کے بعد وہ ملائک جو تدبیر عالم پر موکل ہیں متصور ہوئے اور وہ آپس میں کچھ بات چیت کر رہے ہیں۔ اور ان سے ایک آواز سنائی دے رہی ہے اور وہ آواز ایسی ہے جیسے شور و غل کی ہوتی ہے اور دور سے سنائی دیتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ بس میں نے کان لگا کر غور کیا تا کہ سنوں کہ کیا نظام عالم کے سلسلہ میں گفتگو کر رہے ہیں تو صرف لفظ "اَصْلِحْ" سمجھ میں آیا۔

افادہ:- آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا پایا گیا کہ ۱۲ صفر ۱۳۵۷ھ روز شنبہ کو حضرت مرشد حقیقی مدظلہ سے یہ عرض کیا کہ بے اختیار یہ دل چاہتا ہے کہ جلد سے جلد پہونچکر حضور کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کیا کروں لیکن بعض مجبوریوں کی بناء پر اس دولت کے حصول میں تاخیر ہوتی ہے حضرت مقدس نے فرمایا کہ تمہاری یہ مجبوریاں ظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجبوریوں کو بھی دور فرمائے گا وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی ان محبت آمیز باتوں سے جو اس عاجز کے حق میں آپنے فرمائیں دل کی بیقراری اور بڑھ گئی یہاں تک تصور یہ خیال جمال مبارک کے مشاہدہ اور نظارہ سے ہمہ وقت لطف اندوز ہونے لگا۔ آپ کی برزخ مستقل قائم ہوگئی اور یہ جذب و محبت قلبی تمام وجود عنصری میں اس طرح سرایت کر گئی جس طرح پانی خشک ریت میں سرایت کرتا ہے اور میری ساری جسمانیت اس کی معیت و محبت کی کیفیت سے پُر ہوگئی۔ یہاں تک کہ پورے جسم نے اس حرارت کو محسوس کیا جس طرح کوئی شخص نشہ آور چیز کھائے یا پئے تو اس کا اثر ظاہری طور پر بھی سارے بدن میں ہوتا ہے اور اس وقت ایک صورت مثل صورت عنصری کے جناب مقدس سے جدا ہوئی اور اس عاجز کے بدن میں حلول کر آئی...

Marfat.com

سر سر میں اور ہاتھ ہاتھ میں اسی طرح باقی دیگر اعضا ، اور اس حسرت دافسوس نے جو آپ کی دوری کے خیال سے دل کو محسوس رہی تھی اسمیں سکون ہو گیا اور اس صورت کا حلول اب تک باقی ہے اور اب بھی نگاہوں سے غائب نہیں ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہو گا۔ اور اب تو وہ کیفیت یعنی صورت مبارک کی جدائی دمنقلی سب بچشم سر محسوس ہے ، والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

افادہ :- آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک وقت غیبت حاصل ہوئی ، معلوم ہوا کہ وجود وحیات اور تمام موجودات کی بقا ، خود فراموشی کے بعد جلوہ ذات الٰہی میں ہے ۔ اور تعجب یہ ہے کہ سارا عالم غفلت کے باوجود وجود وحیات میں ہے ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود اس کے کہ ذات الٰہی تمام میں ساری ہے اور احاطہ ومکان وکیف سے متصف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ماوراء عالم میں اس کا ایک وجود ہے اور کیف واحاطہ ومکان ہے ، برخلاف اس عالم کے احاطہ وکیف کے ۔ اور اس وجدان کی تحقیق حضرت مرشد حقیقی دامت افاضاتہم نے ارشاد فرمائی کہ حقیقۃ الحقائق کی اصل باوجود اس کے کہ مظاہر کثیرہ میں متجلّی ہوئی ہے اور ہر جگہ ایک حکم پیدا کیا ہے لیکن ہر قید سے منزّہ ہے ۔ اور منجملہ اس کے شخص اکبر کے قلب میں تجلّی فرمائی ہے اور اس تجلی سے ملکوت پر اس عکس کے اعتبار سے ایک نورانی عکس پڑا ہے اگر کسی چیز کا اس عکس کے اعتبار سے اثبات کریں اور اس کی براقی اور شعاع انگیزی بیان کریں تو بجا ہے ۔ سالک کے لئے یہ کافی ہے کہ اس کی نگاہِ معرفت اس عکس نورانی کی طرف متوجہ ہو اور عقیدۂ خیر اس کے دل میں متمثل ہو جائے لیکن تنزیہ وتشبیہ میں تحقیق اس طرح جمع ہے جیسا مذکور ہوا ۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ہر زندہ کی زندگی (اور) بلکہ ہر موجود کا وجود حضرت وجود کی تقویم سے ہے اور یہ وجود میں نفس الامری ہے خواہ اس بات سے آگاہی ہو یا نہ ہو ، بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ سالک پر

ے حاشیہ بر صفحۂ آئندہ ۔

Marfat.com

یہ ارتباطِ نفس الامری استغراق اور استہلاکِ علمی کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ ہر زندہ کی حیات معرفتِ حق کی وجہ سے ہے پھر جب بعض عاقلوں کو موجود دیکھتا ہے تو اشکال میں پڑ جاتا ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ اس سالک کے نفس میں حضرت وجود کا علم حضوری وہی اس کا نفس الامری ارتباط ہے پس اپنا حال اس پر غالب آتا ہے اور تمام چیزوں میں ارتباط کو اسی لباسِ علمی سے متلبس دیکھتا ہے اور یہی تحقیق ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

افادہ:- انھوں نے فرمایا کہ حبِّ جاہ و مال اور کبر و ریا اور تمام رزائل اور تہذیبِ نفس سے تخلیہ اور حمائد سے تجلیہ جیسے رضا۔ توکل تسلیم وغیرہ نوعِ انسانی سے مقصود بالذات ہے اور یہی ہے قرب و کمال اور شریعت اس کا بیان ہے اور یہ کمال حقیقتاً (مکمل طور پر) انبیاء علیہم السلام کی ذاتوں کے سوا کسی میں نہیں بلکہ ممتنع ہے کہ کسی دوسرے کو حاصل ہو۔

اور فنا اور بقاء کا طریقہ مع اسکے لوازم کے جو راہِ ولایت ہے اسکے حصول کا وسیلہ ہے مقصودِ اصلی نہیں ہے (اور) فنا و بقاء سے غرض اس کمال کا حصول ہے اور یہ کمال مخصوص صحابۂ کرام کو ایک طرح کی صحبتِ عالیہ کی نسبت سے حاصل ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کے لئے متصور نہیں ہے پس وہ اس کمال کے حصول کے ساتھ اگر اس فنا و بقا سے باز رہے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے[1]۔ اور وہ چیز جس کی افرادِ کاملین خبر دیتے ہیں وہ اپنی

صفحہ گذشتہ کا حاشیہ۔ یعنی تنزیہ کے عکس سے تشبیہات کی تجلیات ظاہر ہوتی ہیں اور سالک ان کا مشاہدہ کرتا ہے اور تشبیہ میں اسے ایسا استغراق ہو جاتا ہے کہ اپنے کو بالکل فانی محسوس کرنے لگتا ہے پھر جب اس عالم میں باوجود استغراق کے بعض اہلِ عقل کو فانی اور مستہلک نہیں پاتا تو اسے تعجب ہوتا ہے۔ تقی انور

[1] مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ (جس نے مجھکو دیکھا اس نے حق کو دیکھا)

Marfat.com

ذات کے اعتبار سے حسن وخوبی کا حامل ہے اسکی تعریف نہیں کی جا سکتی (اور) اس کو افراد کاملین کا کمال نہیں کہہ سکتے اگر انبیاء علیہم السلام بھی اس کی خبر نہ دیں تو بھی بعید نہیں ہے۔

افادہ :-

شاھدت فی صلوٰۃ من صلوٰۃ المغرب ان من العوالم عالمًا غیر عالم المثال الذی تتشبح فیہ صور الاعمال تحققت فیہ حقائق الاشیاء الثابتۃ فی نفسہا وحقائق العقائد الحقۃ وحقائق الاحکام التی لاتبدل الادیان والملل وحقائق العبادات والاحکام فیہ وجودًا اصلًا مثلًا الصلوٰۃ بحقیقتہا التی ھی التعظیم للہ تعالیٰ من العبد متحققۃ فی ذالک العالم وھیأتہا المخصوصۃ لاذکر بہا فیہ وعلیٰ ذالک القیاس سائر الاعمال فاذا شاھدہ العارف ذالک العالم یجد بین حقیقتہ وحقیقۃ الاعمال اتصال ولا یجد صور الاعمال یعرف ان تکالیف الشریعۃ رفعت عنہ اذا التکلیف تعلقت بصور الاعمال ورأیت ان لون ذالک العلم ابیض محمرۃ	میں نے ایک روز مغرب کی نماز میں عوالم میں سے ایک عالم کا مشاہدہ کیا جو عالم مثال کے علاوہ ہے جس میں اعمال کی صورتیں متمثل ہوتی ہیں اس میں اشیائے ثابتہ کے حقائق اپنی ذات کے اعتبار سے متحقق ہوئے اور حقائق عقائد حقہ نیز ان احکام (الٰہی) کے حقائق جو ادیان وملل سے تبدیل نہیں ہوتے اور حقائق عبادات واحکام اس میں اصل وجود کے ساتھ ہیں۔ جیسے نماز اپنی حقیقت کے ساتھ اور وہ اللہ کی تعظیم ہے بندہ کی جانب سے جو اس عالم میں متحقق ہے اور اسکی ہیأت مخصوصہ کا ذکر (یعنی قیام وقعود وسجود وغیرہ کی حالتیں) اس عالم میں نہیں کیا گیا اور اسی قیاس پر تمام اعمال ہیں، پھر جب عارف اس عالم کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کی حقیقت اور اعمال کی حقیقت کے درمیان اتصال پاتا ہے اور اعمال کی صورتیں نہیں پاتا۔ وہ اس بات کا عارف ہوتا ہے کہ تکالیف شرعیہ اس سے اٹھالی گئی ہیں اس لئے کہ تکلیف اعمال کی صورتوں کے ساتھ متعلق ہوتی ہے اور میں نے

Marfat.com

خلطت فيه وحقائق الاشياء كأنها جواهر نثرت والعلم عند الله ......

دیکھا کہ اس علم کا رنگ سفید سرخی مائل (اسمیں سرخی مخلوط ہے) اور حقائق اشیاء گویا وہ چھٹکے ہوئے جواہر ہیں اور علم اللہ کو ہے

افادہ :-

ارى فيما مضى أن ذاته تعالى تجانى الموجودات ووجوداتها عين وجوده تعالى وذاته تعالى هو وجود بمعنى ان الوجود الجهة الجامع لجميع الحياة والاعتبارات والمعانى من حيث انه غير واضح فيه واحد منها حتى هذه الحيثية الصارى مرتبة الذات من انه غير واضح فيه هذه الاعتبارات قاطبة لا يشذ عنها واحد هى مرتبة الالوهية والمعبودية وهاتين المرتبتين غير مدركة بالعقول ومن حيث انه تجلى لواحد من تلك العبارات هو الممكن المعاهد باختلاف العبارات فى الشرف ومراتبه والعموم ومراتبه والقوة ومراتبها وغيرها ومقابلها اختلفت الموجودات الممكنة باختلافاتها المحسوسة والمعقولة باشتراك بعضها ببعض فى بعض المعانى انتزعت فى اسامى الاجناس ...

آپ نے فرمایا مجھے دکھایا گیا ماسبق میں کہ ذات باری تعالیٰ تمام موجودات سے الگ ہے اور اس کے (موجودات) کے وجود عین وجود تعالیٰ ہیں۔ اور ذات باری تعالیٰ وہ وجود ہے اس معنی میں کہ وجود جہت جامع ہے حیات اعتبارات اور معانی کے لئے اس حیثیت سے کہ وہ ذات غیر واضح ہے اسمیں (یعنی) موجودات میں ایک منفرد وجود ہے یہاں تک کہ حیثیت بھی ذات کا ایک مرتبہ ہے اس حیثیت سے کہ یہ اعتبارات اس میں پوری طرح واضح نہیں ہیں نہیں چھوٹتا ہے اس سے کوئی یہی مرتبۂ الوہیت اور معبودیت ہے۔ اور یہ دونوں مرتبے غیر مدرک ہیں (یعنی عقل سے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا) اور اس حیثیت سے کہ وہ متجلی ہوا ان اعتبارات میں سے کسی ایک اعتبار سے (کیلئے) وہ ممکن ...

Marfat.com

الثلاثة الشمعة من حيث انها مدورة
ومن حيث انها متشكلة باشكال أخر غير
انها من حيث هي اعتبار محض موجودة
في مراتبها لا يضر وجود ولحد لا بالاخرى
ثم تبدل ظني ورايت ان ذاته تعالى
ليس هو وجود بحت بل وجود مفاض
اول من ذاته تعالى وراء الوراء و
نسبة تعالى به تقرب نسبة العلة
بالمعلول لا نسبة الظاهر بالمظاهر
والاستغراق في المفاض الاول
نوع من التشبيه والعلم عند الله
تعالى وللراسخين من العلماء والظن
الآن ايضاً ان توجه المبتدي الذاكر
باسمائه الذاتية اقرب الى الذات
من توجه الواصلين الى غير الذات
اذ ينفذ نظر السالك في ضمن ذكره
اللساني اذ القلبي الذات الصرف بعقلية
عن التجليات ونظرهم مقصور دون
الذات والله اعلم۔

عبارات کے مختلف ہونے کی وجہ سے تصرف در
اس کے مراتب میں عموم اور اس کے مراتب میں
قوت اور اس کے مراتب وغیرہ نیز اسکے علاوہ
اور اس کے مقابلہ موجودات ممکنہ اپنے اختلافات
محسوسہ اور معقولہ کی وجہ سے معانی میں ایک
دوسرے کے اشتراک کی وجہ سے مختلف ہو
گئے (اور) اور اجناس وانواع میں متنوع
ہو گئے۔ ان مراتب ثلاثہ کے مندرج
ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے موم، وہ
اپنی ذات کے اعتبار سے ایک حیثیت سے
مدور ہے اور دوسری سے مشکل، اور
ایک حیثیت سے مختلف شکلوں میں متشکل
ہے سوا اس کے کہ وہ اپنے مرتبہ اطلاق کے
اعتبار سے اعتبار محض ہے۔ اور موجود
ہے اپنے مراتب میں۔ ایک کا وجود دوسرے
میں ضرر نہیں کرتا۔ پھر بدل گیا میرا گمان
اور میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ وجود بحت
نہیں ہے بلکہ وہ وجود مفاض ہے جو ذات
وراء الوراء سے بھی اول ہے (یعنی ایک
ایک ایسا وجود ہے جو افاضہ کیا گیا ہے
اس کی ذات سے جو وراء الوراء ہے اور
اور ذات تعالیٰ کی نسبت اسکے وجود کے
ساتھ علت و معلول کی نسبت کی طرح ہے

Marfat.com

اور ظاہر کی مظاہر کے ساتھ نسبت کی طرح نہیں ہے اور استغراق خاص اوّل میں تشبیہ کی ایک قسم ہے۔ اور علم اللہ کو اور علماء راسخین کو ہے۔ اور اب میں یہ گمان کرتا ہوں کہ مبتدی کی توجہ جو اس کے اسمائے ذاتیہ کے ساتھ ذاکر ہے ذات کے زیادہ قریب ہے بہ نسبت واصلین کی توجہ کے غیر ذات کی طرف۔ جس وقت کہ نافذ ہوتی ہے سالکین کی نظر اس کے ذکر لسانی کے ضمن میں۔ اس لیے کہ ذکر قلبی میں ذات صرف مقصود ہوتی ہے عقل کے اعتبار سے تجلیات سے۔ اور ان کی نظر مقصور ہے اس ذات کے علاوہ۔ [۹]

---

[۹] تشریح۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ماسبق میں دکھایا گیا کہ ذاتِ باری تعالیٰ تمام موجودات سے الگ ہے اور اس کے وجودات عین باری تعالیٰ ہیں (یعنی حقیقت محمدیؐ کے مشاہدہ کے بعد اس سلسلہ میں یہ دکھایا گیا کہ ذات باری تعالیٰ تمام موجودات سے الگ ہے۔ جاننا چاہیئے کہ موجودات کی ابتدا عرش سے ہوتی ہے۔ اور عرش کے نیچے کی ساری کائنات موجودات میں شامل ہے جن کا مشاہدہ اللہ جسے چاہتا ہے کراتا ہے وجودِ حق کے عین میں) اور (موجودات کے لئے) ذاتِ باری تعالیٰ اس معنی میں وجود ہے کہ وجود حیات اعتبارات اور معانی کے لیے حجت جامع ہے۔ (یعنی بغیر وجود کے حیات و اعتبارات و معانی قائم نہیں رہ سکتے) اس حیثیت سے کہ وہ ذات غیر واضح ہے یہ حیثیت بھی ذات کا ایک مرتبہ ہے کیوں کہ یہ اعتبارات وجود میں پوری طرح واضح نہیں ہیں، حالانکہ اس سے کچھ چھوٹا بھی نہیں ہے۔ (یعنی حیات و معانی و اعتبارات وجود میں اجمالی طور پر ظاہر ہوتے ہیں) یہی مرتبۂ الوہیت و معبودیت ہے۔ اور یہ دونوں معانی غیر مدرک ہیں (یعنی ان کا مشاہدہ بھی نہیں ہوتا) اور اس حیثیت سے کہ وہ ان اعتبارات میں سے کسی ایک اعتبار سے متجلّی ہوا یہ ممکن اور عقل کے نزدیک مقرر ہے (موجودات) عبارات کے مختلف ہونے کے باعث جیسے شرف اور اس کے مراتب میں (یعنی موجوداتِ ممکنہ کو بعض دوسرے موجوداتِ ممکنہ پر شرف حاصل ہے۔

Marfat.com

عموم اور اس کے مراتب میں (یعنی بعض موجوداتِ ممکنہ میں عمومیت پائی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کے مراتب میں) قوت اور اس کے مراتب وغیرہ میں (یعنی خوراک کی اشیاء میں بھی مراتب ہیں) نیز ان کے علاوہ اور ان کے مقابل کی موجوداتِ ممکنہ اپنے اختلافات محسوسہ اور معقولہ کی وجہ سے معناً مختلف ہو گئے اور ایک دوسرے کے اشتراک سے اجناس و انواع ظہور پذیر ہوئے ، ان مراتبِ ثلاثہ (یعنی حیات - اعتبارات اور معانی) کے اندراج کی مثال ایسی ہے جیسے موم اپنی ذات کے اعتبار سے ایک حیثیت سے مدوّر ہے اور دوسری حیثیت سے مشکل اور ایک حیثیت سے مختلف شکلوں میں مشکل ہے ۔ سو اس کے کہ وہ اپنے مرتبۂ اطلاق کے اعتبار سے اعتبارِ محض ہے اور اپنے مراتب میں موجود ہے ایک کا وجود دوسرے کے وجود کو ضرر نہیں پہونچاتا ، پھر میرا گمان بدل گیا اور میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ وجودِ بحت نہیں ہے بلکہ وجودِ مفاض ہے جو ذات وراء الوراء سے بھی اوّل ہے ۔

اور ذات تعالیٰ کی نسبت اس کے **مجعولات** کے ساتھ علت و معلول کی نسبت کی طرح ہے اور ظاہر کی مظاہر کے ساتھ نسبت کی طرح نہیں ہے اور مفاضِ اوّل میں استغراق تشبیہ کی ایک قسم ہے (یعنی وہ استغراق جس میں یہ دکھایا گیا از قسم تشبیہ تھا کیوں کہ اس میں شعور حاصل تھا ، اور علم اللہ کو اور علماء راسخین کو ہے ۔ اب میں یہ گمان کرتا ہوں کہ مبتدی کی توجہ جو سکے اسمائے ذاتیہ کے ساتھ ذاکر ہے ذات سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت واصلین کی قلبی توجہ کے کیونکہ قلبی توجہ میں عقلاً ذات صرف اپنی ذات کے علاوہ تجلیات سے مقصود ہوتی ہے ۔ اور ان کی نظر ذات کے علاوہ کا احاطہ کر لیتی ہے (یعنی مبتدی کی توجہ اسمائے ذاتیہ کی جانب رہتی ہے جس کا احاطہ ذاتِ صرف کئے ہوئے ہے لیکن واصلین کی قلبی توجہ عقلاً اپنی ذات کے علاوہ ذاتِ صرف کی تجلیات کی جانب ہوتی ہے جو یہی اسمائے ذاتیہ میں جو ذاتِ صرف کے علاوہ ہیں ۔ تقی اور

Marfat.com

افادہ :-

انی لاری فی هذه الایام ان فی
الخیر بالله جزء له نسبة الی الذات
البحت کنسبة الجزء الی الکل غیر انه
یشبه الجزئی الی الکلی من جهة تطابق
الذات لذالك الجزء وعرفان هو
البتة والخیرة بنفسه الذی هو
عین الذات ولا یسع استناد الکمال
والمقام والحال لا ثمه تفرید ولا
توحید ولا فناء ولا بقاء ولا غیبة
ولا حضور ولا قبض ولا بسط ولا
انس ولا وحشة ولا تجلی ولا استتار
ولا یقال انه کمل بعد ان لم یکن
له ذالك اذ هذه المراتب فی
نشأة اللطائف من مظاهر الوجود
الصادر الاول الذی منبسط علی
هیاکل الموجودات وهو فوق الوجود
وکل موجود من العقول والملائکة
والارواح والافلاک والعناصر
وکل جزء من اجزاء الانسان فکماله
هو التشبه بالوجود الظاهر فی العوالم
الذی یظن انه عین الذات او
التقرب والاتصال بما فوقه الذی

میں دیکھتا ہوں اس زمانہ میں خیر باللہ میں ایک
جزو ہے جس کی نسبت ذات بحت کی طرف ایسی
نسبت کی طرح ہے جیسے جزء کی نسبت کل کی
طرف سوا اس کے کہ وہ مشابہ ہے جزئی سے
کلی کی طرف ذات کے تطابق کے سبب سے
اس جزء کے لئے، اور عرفان وہ یقینی ہے اور
اختیار بنفسہ جو کہ عین ذات ہے اور نہیں وسعت
رکھتا ہے کمال مقام اور حال کے استناد کی
اس جگہ نہ تفرید ہے نہ توحید، نہ فنا ہے نہ
بقا۔ نہ غیبت ہے نہ حضور، نہ قبض ہے
نہ بسط، نہ انس ہے نہ وحشت، نہ تجلی ہے
نہ استتار اور نہیں کہا جاتا کہ وہ کامل ہوا
بعد اسکے کہ نہ تھا اس کے لئے کمال (یعنی یہ
نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کمال حاصل کر کے
کل کے مراتب حاصل کر لئے کیوں کہ جزء کل کی
گنجائش نہیں رکھتا) اس لئے کہ یہ مراتب لطائف
کی نشأت میں مظاہر وجود سے جو صادر اول
ہے جو پھیلا ہوا ہے موجودات کی صورتوں پر
اور وہی (صادر اول) فوق الوجود ہے
اور ہر موجود جیسے عقول، ملائکہ، ارواح
افلاک، عناصر اور اجزائے انسان میں سے
ہر جزو بس ان سب کا کمال وہی تشبہ
ہے اس وجود سے جو عوالم میں ظاہر ہے

Marfat.com

ھومن ثم واصفی مظاھر الظاھر
فاما الجزء الموصوف فانہ ھو المخصوص
بقرابۃ الذات واری انہ لا یعم نوع
الانسان بل یخصوص بعض منھم ولیس
ھو داخل فی نوعیتہ ولا ھو من لوازمہ
الا انہ تخصیص الانسان بہ من بین
الموجودات کلھا اذ ھو المظھر الاتم
وھو حامل الامانۃ واری انہ بنیۃ
ذالک الجزء لیس من کمال النبوۃ اذ
کمالات النبوۃ والولایۃ تحت الوجود
وھو عالی من ذالک فلا اجد حرجاً
ان تخلعہ ..... والعلم عند اللہ
والراسخین بعلمہ ۔

اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ عین ذات ہے
یا تقرب اور اتصال اپنے مافوق سے جو کہ
اس جگہ ظاہر کے مظاہر کے وضع کرنیوالے
ہیں لیکن وہ جزء موصوف ذات کے تقرب کے
ساتھ مخصوص ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ
وہ نوعِ انسان پر عام نہیں ہے بلکہ ان میں
بعض کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ اس کی
نوعیت میں داخل نہیں ہے اور نہ اس کے
لوازم سے ہے مگر یہ کہ انسان کی تخصیص اسکے
ساتھ تمام موجودات کے درمیان ہے کیونکہ وہ مظہر اتم حاملِ بارامانت ہے۔
اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس جزء کی اصل
نبوّت کا کمال نہیں ہے۔ اس لیے کہ نبوّت
ولایت کے کمالات تحت الوجود میں اور
وہ اس سے بلند ہے۔ پس میں اس میں کوئی
حرج نہیں پاتا۔ ....
اور علم اللہ کو اور علماء راسخین کو ہے۔

تشریح :- میں اس زمانہ میں خیر باللہ کو دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک جزء ہے جسکی نسبت ذات بحت کی طرف ایسی نسبت کی طرح ہے جیسی جزء کی نسبت کل کی طرف ہوتی ہے (یعنی شاہ صاحبؒ نے خیر باللہ کی نسبت کا مشاہدہ فرمایا، اور معلوم کیا کہ اس کو ذات بحت سے ویسی نسبت ہے جیسی جزء کو کل کے ساتھ ہوتی ہے) سو اس کے کہ وہ مشابہ ہے جزئی سے کلی کی طرف ذاتی تطابق کے سبب سے اس جزء کیلئے

Marfat.com

(یعنی جس طرح جزو میں وہ سب کچھ ہوتا ہے جو کل میں ہے سوا وسعت و گہرائی کے یعنی کل میں وسعت و گہرائی ہوتی ہے جو جزو میں نہیں سماتی۔ لیکن جزو کی بہت نشاۃ کل کے ساتھ مکمل ہوتی ہے، اور اس کے لیے عرفان یقینی ہے اور آگاہی بہ نفس نفیس عین ذات ہے (یعنی خبیر باللہ کو عرفان حاصل ہونا یقینی ہے کیونکہ خبیر یعنی آگاہی ذات بحت کی صفت نہیں بلکہ حق کا وہ کمال ہے جس سے وہ اپنی ذات کا وصفات کا ادراک کرتا ہے۔ اور یہ کمال یا شان ذات اور ہر صفت پر پھیلی ہوئی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ذات بحت صفات کا خزانہ اور حق کی ملکیت ہے اور حق اپنی انا سے اپنی ذات اور ملکیت کا ادراک کرتا ہے پس آگاہی جو عرفان کا دوسرا نام ہے حق کا کمال ذاتی یعنی انائے حق ہے جو ذات وصفات پر پھیلے ہونے کے باعث عین ذات ہے) اور (خبیر باللہ کو عرفان یا آگاہی کا کمال حاصل ہے لیکن اس کی نسبت جزئی ہونے کے باعث وہ (کمال، مقام اور حال کے استناد کی وسعت نہیں رکھتا۔ اس جگہ نہ تفرید ہے نہ توحید۔ نہ فنا ہے نہ بقا۔ نہ غیبت ہے نہ حضور۔ نہ قبض ہے نہ بسط۔ نہ انس ہے نہ وحشت۔ نہ تجلی ہے نہ استتار۔ اور نہیں کہا جاتا کہ وہ کامل ہوا بعد اسکے کہ نہ تھا اس کیلئے کمال (یعنی وسعت و گہرائی نہ ہونے کے باعث اس میں متذکرہ کمالات و مقامات واحوال حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔) کیونکہ یہ مراتب لطائف کی نشأت میں مظاہر وجود سے جو صادر اوّل ہے جو پھیلا ہوا ہے موجودات کی صورتوں پر (یعنی ذات باری تعالیٰ سے جو وجود و عدم سے بھی پرے ہے، سب سے پہلا صدور حضرت وجود کا ہوا لہٰذا وہی صادر اوّل ہیں اور یہ سارے مراتب انھیں کے لطائف کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں اور خود حضرتِ وجود تمام موجودات کی صورتوں پر پھیلے ہوئے ہیں) اور حضرت وجود ہی فوق الوجود ہیں اور ہر (لطیف) موجود جیسے عقول۔ ملائکہ۔ ارواح۔ افلاک۔ عناصر اور اجزائے انسان میں سے ہر جزو (یعنی وہ لطائف جن سے انسان کی شکل بنی ہے یعنی نفس و قلب و

Marfat.com

روح و سر و خفی و اخفیٰ و انا) پر پھیلے ہوئے ہیں پس ان سب کا کمال وہی تشبہ ہے اس وجود سے جو عوالم میں ظاہر ہے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ عین ذات ہے با قرب و اتصال اپنے ما فوق سے جو کہ اس جگہ ظاہر کے مظاہر کے وضع کرنیوالے ہیں (یعنی ان سب مراتب کا کمال یہی ہے کہ انھوں نے حضرت وجود سے جو منزہ ہیں تشبہ حاصل کر کے اپنی صورتیں اور شکلیں پائی ہیں۔ اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ منزہ وجود عین ذات ہے اور اپنے ما فوق یعنی ان مراتب سے قرب و اتصال رکھتا ہے جو ظاہر کے مظاہر کے وضع کرنے والے ہیں) لیکن وہ جزو موصوف (خبیر باللہ) ذات کے تقرب کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ اس کی نوعیت میں داخل نہیں ہے نہ اس کے لوازم سے ہے مگر یہ کہ انسان کی تخصیص اسکے ساتھ تمام موجودات کے درمیان سے ہے کیوں کہ وہ مظہر اتم ہے اور وہی حامل امانت ہے (یعنی خبیر باللہ کو ذات بحت سے خصوصی قرب حاصل ہے جو نہ اسکی نوعیت میں داخل ہے یعنی ہر انسان کے لئے نہیں نہ اسکے لوازم سے ہے یعنی محض عنایت سے ہے البتہ اس عنایت محض کے لئے مخلوقات میں سے انسان کی تخصیص ہے جو مظہر اتم اور حامل بار امانت ہے۔) اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس جزو کی اصل نبوت کا کمال نہیں ہے اس لئے کہ نبوت و ولایت کے کمالات تحت الوجود ہیں اور وہ (خبیر باللہ) اس سے بلند ہے پس اس میں کوئی حرج نہیں پاتا (یعنی خبیر باللہ کمالات تحت الوجود سے اس لئے بلند ہے کہ وہ کمال ذاتی حق یعنی آگاہی یا عرفان کی نعمت کا حامل ہے جس کے باعث اس کی فنا انائے حق میں ہو گی۔ یہی وہ مخصوص تقرب ہے جو بغیر یکتائی کے حاصل نہیں ہوتا) اور علم اللہ کو اور علمائے راسخین کو ہے تعی الوزر ...

نوٹ۔ اس مشاہدہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب بحر المعانی حضرت شیخ ابو جعفر مکی خلیفہ خاص حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بھی یہی نسبت حاصل تھی فرماتے ہیں۔ بقیہ بر صفحہ آئندہ

Marfat.com

افادہ :۔ کبھی سالک اپنی ذات کو اس طرح پاتا ہے کہ اسکی ذات کا نقطہ (تجربت) جو اس کا خلاصہ ہے ذاتِ باری عزّ اسمہٗ سے جو اس کی اصل ہے اس طرح پیوستہ ہے جیسے قطرہ دریا میں۔ اور یہ پیوستگی فنائے انا اور اضمحلال علم انا کے علاوہ ہے جو مبدء توحید (یعنی احدیت) میں ہوتی ہے اور یہ پیوستگی اور اس کی یافت سوائے اس نقطہ کے کسی مدرک کو نصیب نہیں ہوتی۔ اور پھر وہ سالک دیکھتا ہے کہ اس کی مراد عوالم قدس میں سے ایک عالم میں ایک وجود مقدس نورانی ہے جو اس کے وجود عنصری کے مقابل ہے اور اس وجود مقدس نورانی کو وجود عنصری سے دو نسبتیں ہیں ایک اعتبار سے یہ وہ نسبت ہے جو رب کو مربوب سے یا عابد کو معبود سے ہوتی ہے۔ جو تصرف اس وجود عنصری کو حاصل ہے وہ اس نے وجود مقدس سے قبول کیا ہے اور یہ وجود عنصری اپنی توجہ اس وجود مقدس کی طرف رکھنے سے اپنے میں برکات ملاحظہ کرتا ہے اور اس توجہ کو اپنا کمال سمجھتا ہے (یعنی جو تصرف اور مدرکات وجود عنصری میں ہیں ان کو

دوش آں بتِ من دست در آغوشم کرد　　بگرفت بقہر حلقہ در گوشم کرد
گفتم صنما ز عشق تو بگدازم　　لب بر لب من نہاد و خاموشم کرد

یعنی کل میرے اس بت نے میری کمر میں ہاتھ ڈال کر زبردستی مجھے
احدیت سے اپنی آغوش میں کھینچ لیا۔ بہ الفاظ دیگر ید قدرت کے جاذبہ نے مجھے احدیت سے آغوش ذات میں پہونچایا۔ وہاں پہونچکر میں حق سے مخاطب ہوا اور میں نے کہا میں تو تیرے عشق میں نالہ کناں ہوں۔ اس نے میرے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ کر کہا چپ رہ تو وہی ہے جو میں ہوں اور انائے حق میری انا ہے۔ اور پھر بڑے ذوق سے "ان فی الجنۃ سوقا یباع فیھا الصور" کی تشریح فرمائی ہے۔
تعی النور ....

Marfat.com

اس نے وجود مقدس سے قبول کیا ہے، بہ الفاظ دیگر وجود عنصری ایجابی ہے (اور وجود مقدس سلبی) وہ سالک وجود مقدس کے برکات وجود عنصری میں ملاحظہ کرتا ہو اور ان کو اپنا کمال جانتا ہے اور دوسری نسبت متعین ان دونوں وجودوں میں اسی کے تعین سے متعین ہے۔ اور دونوں کی حقیقت ایک ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ایک مقدس ہے دوسرا خسیس۔ ایک تابع ہے دوسرا متبوع۔ وجود مقدس کی روشنیاں خسیس کی اثر انداز ہوتی ہیں اور خسیس کی ظلمت وجود مقدس کا حجاب ہو جاتی ہے نتیجتاً سالک کو بیک وقت دو یافتیں حاصل ہوتی ہیں ایک اسکے ذات کی پیوستگی اسکی اصل یا حقیقت کے ساتھ دوسرکر وجود عنصری کے مدرکات کی توجہ اپنے وجود مقدس کی جانب جسے سالک کی معبودوری کہا جا سکتا ہے (یعنی عبد و معبود کی یکتائی در ربط و ارتباط) بلکہ بعض اوقات مدرکات بھی یہی ادراک کرتے ہیں۔

افادہ:-

قَد كنت اشاهد منذ زمان اِضمحلال الوجودات في الوجود الواحد مَع تطور الاطوار المختلفة في الاحوال والاوقات فوقتاً تغلبُ رؤية الوحدة في الكثرة في الوحدة وتارة في الوحدة الصرفة الذهول، امّا سِواها غير تلك الاطوار والكيفيات، ثمّ من حين نسبتها اِلى الذات جلّ شانه خارجة عَن النسبة المعقولة والوجدانية

میں مشاہدہ کرتا تھا وجود واحد میں موجودات کے فنا ہونے کے وقت سے اطوار مختلفہ کے مختلف طور پر ہونے کا احوال و اوقات میں۔ پس کبھی رویت وحدت کثرت فی الوحدت میں اور کبھی وحدت صرف غالب ہوتی تھی اور کبھی ذہول (فراموشی) ہوتا تھا (یعنی اس کے ماسوائے خود فراموشی) اور (کبھی) ان کے علاوہ دوسری کیفیات بھی طاری ہوتی تھیں۔ پھر اس کی نسبت کے (وقت) سے ذات کی طرف جو خارج ہے نسبت معقولہ وجدانیہ سے یعنی عینیت، جزئیت، بعضیت محمولیت اور مظہریت وغیرہ وغیرہ سے (یعنی

Marfat.com

مِن العينية و الجزئية والبعضية
وَالمجعُولية وَ المظهرية وَغيرهَا
.ن مَالهابذاته تعالىٰ شانه
بَرِئٌ عَن تعبيرٍ بنسبة وَعَن
جَميع التعبيرات وَكذَا النسبة
تلك النقطة فى مراتب تحققه
الهى، فيقال فيها انه انسَان
من عالم الناسوت والمثال و
الروح وغيرها ليست هى من
النسبة المتعارفة المدركة و
وخط تلك النقطة متن المعرفة
شئ غير الاضمحلال والمشاهدة
والفناء وخارج عن كميات
النسب وكيفياتها المعتبرة
عِند اهلها بل لا يمكن اَن
يوصف به الا تمثيلاً وتشبيهًا
بالتنبيه والتيقظ بنفسه وعرفت
ان معرفتها هذه لا مستمرة لا
باستمرارهَا غير متجددة وعرفت
ان وجود تلك النقطة ليس
من لوازم الانسانية بَل مِن
خَصَائص بعض الافراد وشاهدت
فى ذيل هذا ان الوجود الواحد

اس نسبت کا ادراک اس طور پر نہیں ہے جو نسبت مجعولہ
وغیرہ کی طرح ہوتی ہے اور اس کا ادراک وہی
شخص کرسکتا ہے جس پر یہ کیفیات وارد ہوں)
بلکہ اس (نسبت) کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے
جس کی شان نسبت کیساتھ تعبیر کرنے سے بری
ہے نیز تمام تعبیرات سے اور اسی طرح اس نقطہ
کی نسبت اس کے تحقق کے مرتبہ میں ایک امر الٰہی
ہے پس اس نقطہ کے بارہ میں یہ نہیں کہا جاتا
کہ وہ انسان ہے عالم ناسوت سے عالم مثال
سے اور عالم روح سے ، اور اس نقطہ کا غیر
نہیں ہے نسبت متعارفہ مدرکہ سے ۔ اور اس
نقطہ کا خط معرفت کا متن ہے اور وہ ایسی
شئے ہے جو غیر فانی ہے اور مشاہدہ میں آنے
والی نہیں ہے اور نسبتوں کی کمیات وکیفیات
معتبرہ سے خارج ہے ان کے اہل والوں کے
کے نزدیک ۔ بلکہ تمثیلاً ۔ اور تشبیہاً تنبیہ اور تیقظ
بنفسہ کے اعتبار سے اس کا وصف ممکن ہی نہیں
اور میں نے یہ جان لیا کہ اس کی یہ معرفت اس
کے استمرار کے ساتھ جاری رہنے والی ہے ۔
اور متجدد نہیں ہے (یعنی حادث نہیں ہوتی رہتی
ہے) نیز میں نے جانا کہ اس نقطہ کا وجود لوازم
انسانیہ میں سے نہیں ہے بلکہ بعض افراد کی خصوصیات
سے ہے اور اسی ضمن میں میں نے یہ بھی مشاہدہ کیا

Marfat.com

الذی کنت عرفتہ عین الحق تعالیٰ
شانہ مابعین بل الذات متعالیہ
انہ دائما ہو مظہر من مظاہرہ
ورأیت ان بعض الاحکام الذی
اعتقدت بہ فی سابقۃ
الزمان لایخلو عن تشبیہ بل
انما ہو تعالیٰ من الانسان
بما ہو انسان فی وراء الوراء
ثم ما فی وراء وامّا معرفۃ
النقطۃ فالاحکام فیہا کلہا کاذبۃ
واقدام البیان عنہا خاطئۃ
ہذا ما فی الحال. وہو اعلم
بحقیقۃ الحال والمآل،

کہ وہ وجود واحد جس کو میں عین حق سمجھا تھا وہ
عین حق نہیں ہے بلکہ وہ ذات اس سے بلند ہے
کہ وہ ہمیشہ اپنے مظاہر میں سے کسی ایک مظہر سے
ہو۔ اور میں نے دیکھا کہ جن احکام پر میں نے
گزشتہ زمانہ میں اعتقاد رکھا تھا وہ تشبیہ سے
خالی نہیں تھے بلکہ وہ (اللہ) انسان سے
بلند ہے ان چیزوں کے ساتھ جو انسان میں
ماوراء الوراء ہیں اور پھر وہ چیز جو اسکے بھی
وراء ہے لیکن نقطہ کی معرفت اس میں کل احکام
کاذب ہیں (یعنی نقطہ کا وجود امر موہوم ہے)
اور نقطہ کے بیان کے اقدام میں خطا ہے (یعنی
نقطہ کی معرفت دشوار ہے) صورت حال اس
وقت یہ ہے اور حقیقت حال کو اللہ
زائد جاننے والا ہے۔

تشریح

ذات باری تعالیٰ کی تعریف یہ ہے کہ اس پر کیا، کہاں، اور کیسے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لیس کمثلہ شئی۔ اسی لئے ذات باری تعالیٰ میں تفکر سے منع کیا گیا ہے اسکے لیے صرف تذکر ہے۔ جو کچھ علم وعرفان سے معلوم یا مشہود ہوتا ہے ذات باری تعالیٰ اس کے مافوق ہے۔ محققین کے مشاہدات کی انتہا عالم قدس کا پہلا شخص ہے۔ ہر محقق اپنے علم وعرفان کے مطابق اسی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے مختلف محققین نے مختلف اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ اسی کو حقیقت محمدیؐ، تجلی اعظم۔ اور وجود واحد کہا جاتا ہے اور پھر اعتبارات کی رو سے یہی قلم، عقل کل۔ اور روح کلی بھی کہلاتا ہے۔

Marfat.com

جب ذات باری تعالیٰ نے عین سرورمحض میں اپنی ذات کا عرفان چاہا تو یہ شخص ذات باری تعالیٰ کے بالمقابل مشہود ہوا۔ قل ہو اللہ احد کی رُو سے یہی احد ہے اور اسی کے امر سے تخلیق ہوتی ہے۔ اللہ غنی عن العلمین۔ اسی شخص کا اجراء حضرت وجود پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ شخص ذات باری تعالیٰ کا اعتدالی تعین ہے۔ اور اس اعتبار سے اسکو حقیقت محمدیؐ کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حیات دنیوی میں اعتدالی تعین صرف لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل، کے وقت حاصل ہوتا تھا اور بقیہ اوقات میں لیغان علی قلبی کے ذریعہ نبوت و ولایت کے امور سرانجام پاتے تھے اسی اعتدالی تعین کا نام عالم امر میں احد۔ عالم روحانیات میں اَحْمَدْ اور عالم ناسوت میں محمدؐ ہے شاہ صاحب کی اس عبارت کہ " وہ وجود واحد جسکو میں عین حق سمجھا تھا وہ عین حق نہیں ہے بلکہ وہ ذات اس سے بلند ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مظاہر میں سے کسی ایک مظہر سے ہو " کا یہی مطلب سمجھ میں آتا ہے یعنی شاہ صاحبؒ کو حقیقت محمدیؐ کی ذات باری تعالیٰ سے یکتائی کا مشاہدہ نہیں ہوا کیونکہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ تقی انور

Marfat.com

ذکر درباره حالات کرامت سمات وکلمات حقایق آیات زبدہ اصحاب فضائل وعرفان خلاصہ ارباب ذوق ووجدان حافظ عبدالنبی المخاطب بہ حافظ عبدالرحمٰن جو حضرت اقدس کے خلفائے معتبرمیں ہیں

کتاب وسنت کے علوم کے عالم اور شریعت وطریقت وحقیقت میں کامل ہیں۔ آنجناب سے حدیث میں صحاح ستہ وغیرہ کی کتابیں پڑھیں نیز باطنی علوم واسرار اخذ کیے۔ ان کے تمام معارف درحقیقت حضرت اقدس ہی کے معارف ہیں۔ جنھوں نے ان کے آئینہ باطن میں بغایت صفاو جلا اپنا پرتو ڈالا ہے۔ ان کے تمام علوم واقعتاً آنجناب ہی کے علوم ہیں جو ان کی وسعت استعداد دیکھتے ہوئے ان پر وارد ہوئے ان کے حال پر نظر کرنا حضرت اقدس کے کمال تصرف اور قوت فیض پر زیادتی وافزونی ایمان کا باعث ہے۔ اور حقیقتاً ان کے تمام کمالات افاضی ہیں جس میں کسب کو دخل نہیں ہے۔ رزائل سے تخلیہ اور فضائل کا تجلیہ ان کی ذات میں وہبی ہے جس میں ان کے حصول کی کوشش کی گنجائش نہیں ہے۔ ان کا رات ودن میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہیں گزرتا۔ یا تو مراقبہ میں رہتے ہیں یا نماز ومناجات میں یا تلاوت قرآن میں۔ معمولی اوقات میں ایک خاص وضع رکھتے ہیں جس سے بہتر متصور نہیں ہوسکتا اور امور معاشیہ کی طرف قطعی کوئی التفات نہیں ہے

Marfat.com

ذکر معاش سے بے نیاز ہیں) باوجود اہل وعیال ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ان کا وجود شریف صرف ملکیہ ہے جو لباس بشری میں مجسم ہے۔ غرضکہ ان کے کمالات ذات ملکی صفات اس سے بالاتر اور کیا ہو سکتے ہیں جو حضرت اقدس نے اس مثال میں اپنے دست مبارک سے ان کے لیے تحریر فرمائے۔

ان اللہ تبارک وتعالی الطافا خفیۃ بعبادہ من بواطنھم بغیر ادراکھا ونعما ھنیۃ فیما بینہ وبینھم من جھۃ جذبھم الیہ بحذاق فھم معانیھا۔ ومن تلک الالطاف الخفیۃ والنعم الھنیۃ فی حق اخینا فی اللہ الصالح المفلح المعمور باطاعات اوقاتہ المغمور فی بحار الحسنات انفاسہ الحافظ عبد الرحمن بن الحافظ نظام الدین التنوی نزیل دلی بلدۃ اقامتھا احسن اللہ الیہ فی الدنیا والعقبی واجزل علیہ نعمہ فی الاولی والاخری ان ساقہ الی والھمہ طلب الطریقۃ الخاصۃ الصوفیۃ منی۔ ثم اللہ البصر فی سلوک سھلھا وغیرھا ووعرھا) وتحمل الشدائد فی طی خصبھا وقفرھا وفقہ الاھتمام بالمراقبات والتوجھات وکشف علیہ التوحید ومنح النسب المعتبرۃ عند القوم

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ ان کے باطن میں بغیر ان کے ادراک کے پوشیدہ مہربانیاں ہیں اور مبارک نعمتیں ہیں جو اس کے اور ان کے مابین ہیں بوجہ ان کے جذب کے اس کی طرف۔ ان کے معانی کے فہم کے آگاہ کرنے سے اور وہ مخفی مہربانیاں اور مبارک نعمتیں ہمارے دینی بھائی کے حق میں ہیں۔ جو صالح اور فلاح پانے والے ہیں ان کے اوقات اطاعتوں سے معمور اور انفاس نیکیوں کے سمندر میں غرق ہیں حافظ عبدالرحمن بن حافظ نظام الدین تنوی حال مقیم دلی۔ اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ میں ان کے ساتھ احسان فرمائے اور ان کو بیش از بیش نعمتیں عطا فرمائے۔ اس نے ان کو میرے پاس بھیجا اور مجھ سے صوفیاء کے خاص طریقہ کے طلب واخذ کرنے کا الہام کیا۔ پھر ان کو بصیرت عطا فرمائی طریقہ صوفیہ کے سہل اور مشکل سلوک میں۔ نیز اس کے سرسبز و شاداب اور غیر آباد میدانوں

Marfat.com

ونسبة الاحسان والنسبة الاويسية
ونسبة يادداشت ونسبة التوحيد
ونسبة العشق وعاملہ باشياء من
خرق العوائد واذاقه حلاوة المناجات
ورزق اللذة فی اصناف العبادات
ترااى لہ نور الارواح وسومر بمسامرات
لطيفة واطلع علی شئ من خواص الاسماء
والآيات مع [illegible] مناسبة ظاهرا و
باطنا للله والرسول ولمشائخ الطريقة
وسلامة صدره من الغل والحسد
وقلة ميله الی الحرص وطول الامل
وقوة صبره فی الشدائد والامراض
وعدم احساسه لتلك الآلام
عند اشتغاله بالعبادات الی كثير من
الطاف الله يطول بيانها ويعسر
تعدادها .

کے طے کرنے میں سختیوں کے برداشت کی قوت
عطا فرمائی نیز ان کو مراقبات اور توجہات میں
اہتمام کرنے کی توفیق دی اور ان پر توحید کے اسرار
منکشف فرمائے ان کو وہ نسبتیں عطا فرمائیں جو
صوفیا کے نزدیک معتبر ہیں (جیسے، نسبت احسان
نسبت اویسیہ نسبت یادداشت نسبت توحید اور
نسبت عشق (وغیرہ) اور ان کو عامل کیا ان چیزوں کے
ساتھ خرق عادات سے (یعنی ان کو خرق عادات کی
قوت عطا فرمائی) ان کو مناجات کی شیرینی چکھائی
اور ہر قسم کی عبادتوں میں لذت عطا فرمائی ارواح کی
روشنیاں دکھائیں اور راز و نیاز کی دلکش باتیں ان
کے گوش گزار کیں اور ان کو اسماء و آیات کے خواص
پر ظاہر و باطن کی تصویر کے ساتھ مطلع کیا (یعنی اسماء
و آیات کی شکلیں بھی تصویر کے طور پر انھیں دکھائی
گئیں) ان کے سینہ کا کینہ سے محفوظ ہونا۔ ان کی خواہش
کا حرص اور طول امل کی جانب کم ہونا سختیوں اور بیماریوں
ان کا صبر کرنا۔ اور ان تکالیف کا عبادتوں میں مشغول ہونے کے وقت
احساس نہ کرنا۔ یہ سب عنایات خداوندی ہیں جن کا بیان طویل اور تعداد و شمار مشکل ہے۔

اور نیز اپنے قلم الہام رقم سے بعض مکاتیب میں ان کے حق میں اس عنوان سے تحریر فرمایا کہ اگر جب بھی حافظ عبدالرحمٰن کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو گویا یک روئی و یک جہتی وفا باہم ان کی صورت میں متمثل ہوتی ہے۔ وہ لطائف سے باخبر اور قیامت کے روز امت واحدہ کے برگزیدہ ہیں اور

Marfat.com

ہمیشہ حضرت اقدس کے منظور نظر اور رات دن آپ کی توجہات عالیہ کا مرکز ہیں۔ جو شخص آپ سے علالتوں میں شفا کا استفاضہ کرتا ہے تو تعویذ و دعا وغیرہ اس کو عنایت فرماتے ہیں۔ گویا اس قسم کی برکات کے افاضہ میں حضرت اقدس کے جارحہ (اعضا) کے مثل ہیں۔ ان کے کشف و کرامات کے واقعات بکثرت ہیں جو اپنی جگہ پر لکھے گئے ہیں۔ پھر بھی ان میں سے بعض ان اوراق میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ کچھ روایت بالمعنیٰ کچھ روایت باللفظ

افادہ:۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک بار شام کے وقت مجھے شدت سے بھوک معلوم ہوئی اور کھانا میسر نہ آیا جب عشاء کا وقت آیا تو میں اپنے ایک دوست کے پاس جو میرے گھر سے تھوڑے فاصلہ پر رہتے تھے مدد کی امید میں گیا، اور عشاء کی نماز ان کے ہمراہ پڑھی۔ لیکن جب انھوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی تو میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ تو نے عبث مجھکو اس لغو حرکت میں ڈالا۔ اس خطرہ کا آنا تھا کہ بے انتہا سرور پیدا ہوا اور کھانے سے بے نیازی پیدا ہوگئی۔ مطلق خواہش باقی نہ رہی، اور بھوک بالکل غائب ہوگئی، وہاں سے لوٹتے وقت ایک امیر کے گھر کی طرف سے گزر ہوا اس کے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر یہ خیال آیا کہ سبحان اللہ ایک کے لئے تو یہ دولت و حشمت ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ اپنا ہی پیٹ پالنا مشکل ہے اس خطرہ کا آنا تھا کہ بین النوم والیقظہ کی حالت طاری ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب و غضب نازل ہے اور وہ (عذاب و غضب) بصورت طاؤس ہوا سے اتر رہے ہیں۔ اور وہاں کے باشندوں کا گوشت اپنی چونچوں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اس طرح کہ نہ وہ مرتے ہیں اور نہ جیتے ہیں۔ اسی حالت میں انھوں نے اس فقیر کی طرف رخ کیا۔ حکم ہوا کہ اس کا شمار دنیا والوں میں نہیں ہے اس سے کوئی مزاحمت نہ کرو۔ اور وہ دنیا دار تھے۔ پس انھوں نے مجھ سے منھ پھیر لیا۔ اس وقت میں نے توبہ کی کہ آئندہ دنیا کی خواہش نہ کروں گا۔ اسی وقت یہ الہام

Marfat.com

ہوا کہ جو شخص یہ درود پڑھے وہ عذاب دوزخ سے نجات پائے۔ اللّٰھم صلی علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد بعدد کنہ، دکن فیکون

افادہ :- آپ نے تحریر فرمایا کہ میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ اس مقام پر جہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا مزار ہے حاضر ہوں اور ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا یہ شعر گنگنا رہا ہوں

؎ یاحبیب الاِلٰہ خذ بیدی   مالعجزی سواک مستندی

اور اس کے ذریعہ بارگاہِ رسالت میں عرض پرداز ہوں اور حضرت خواجہ اپنی مزارِ مبارک کی جگہ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں آپ پر یہ شعر سننے سے وجد طاری ہوا اور آپ رقص فرمانے لگے حتیٰ کہ وہ چارپائی بھی رقص کرنے لگی اور میں اپنی اسی نغمہ سرائی میں مشغول رہا اور میرا حال یہ تھا کہ کسی چیز کی طرف ملتفت نہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ چارپائی سے نیچے اترے اور بکمالِ عنایت اس غلام کی طرف متوجہ ہوئے، اور دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر غلام کے سر پر رکھی اس کا رکھنا تھا کہ میری حالت متغیر ہوگئی اور آپ کی نسبت و برکات مجھ میں سرایت کر گئیں

افادہ :- آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک بار میں نے خواب میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھا کہ اپنی مزار مبارک کی جگہ پر استراحت فرما ہیں، میں نے آپ کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ حضور نے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مرتبۂ ولایت پر پہونچے گا اور اس بات کا دستار عطا فرمانے سے جو واقعۂ سابقہ میں تھا استنباط کیا وہ وعدہ پورے طور پر متحقق نہیں ہوا اگرچہ تھوڑا بہرہ ور ہوا ہوں لیکن کمال کب حاصل ہوگا، آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ ابوجہل کو میں ماروں گا۔ باوجود اس کے کہ حق سبحانہٗ نے یہ چاہا لیکن تم نے دیکھا کہ کس قدر تدبیر و سعی اور جنگ کے بعد یہ واقع ہوا۔ (یعنی تم ابھی انتظار کرو اور دیکھو کہ کیا صورت نظر آتی ہے)۔

Marfat.com

افادہ :- آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک مجذوب تھا جو ایک نانبائی کی دکان پر بیٹھا رہتا تھا اور کسی سے بات چیت نہیں کرتا تھا۔ مرنے کے بعد اس کو واقعہ میں میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے ساز اور سرود رکھے ہوئے ہیں اور وہ نانبائی سے کہہ رہا ہے کہ اسے لے اور بجا۔ اس نے اسے لے کر بجانا شروع کیا۔ اس مجذوب کو غصہ آگیا اور ساز اس کے ہاتھ سے یہ کہہ کر چھین لیا کہ تو بجانا نہیں جانتا اور خود بجانا شروع کیا اور گویا بجانے سے مراد ذکر و کیفیت اور اس کے معنی کے ساتھ حالت کے تحقق کا ارادہ تھا۔ جب خود ہاتھ میں لیکر بجانا شروع کیا تو ایک عجیب حالت طاری ہوئی اور ایک دوہرہ ہندی زبان میں جس کے معنی نفی و اثبات ہیں گانے لگا۔ ایسا کہ نفی کے وقت وہ خود فنا ہو گیا اور حق جل وعلیٰ اس میں متجلی ہو گیا۔ اور اس وقت اس کا یہ حال تھا کہ ناف سے لے کر سر تک بجلیاں چمک رہی تھیں۔ اس واقعہ نے گویا مجھ کو یہ سمجھایا کہ ذکر اس طرح کرو کہ نفی کے وقت تم خود فنا ہو جاؤ۔ اور صرف وجود حق باقی رہ جائے۔ پس اس کیفیت نے مجھ میں انتقال کیا۔ پھر بارہا میں نے اس طریقہ سے ذکر کیا۔ واللہ الموفق

افادہ :- آپ نے تحریر فرمایا کہ جب حضرت مرشد حقیقی دامت برکاتہم نے رمضان ۱۴۱۱ھ کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف فرمایا اور برادر عزیز خواجہ محمد امین آپ کی مجاورت کے شرف سے مشرف ہوئے اور مجھ کو بعض مجبوریوں کی بنا پر یہ سعادت میسر نہ آئی تو مجھے بڑا افسوس ہوا رات کے وقت واقعہ میں دیکھا کہ مسجد کے دروں پر ایک قنات کھڑی کی گئی ہے۔ اور اس کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درود شوق کی مجلس ہے اور اس میں شوق انگیز کلمات بیان ہو رہے ہیں اور اس شوق کی کیفیت نے اس فقیر کا احاطہ کر لیا اور پوری مجلس سے رنگ لے رہا ہوں سے داخل ہوئے گویا سینہ بسینہ اور رضا محمد مدنی سرنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہیں۔ اور آپ کے جذب صحبت سے بے تاثر بیٹھا رہے۔ اسی اثنا میں آنکھ کھل گئی پھر ان کی گل اور ذوق سے سمجھا کہ امر

Marfat.com

اگرچہ تمام اثنا صحبت اپنے میں پا رہا ہوں لیکن دل میں یہ حسرت وافسوس ہے کہ اندر کیوں نہیں ہوں۔ اچانک اسی حالت میں یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر ظاہر ہوئے۔ اور مجھ میں سما گئے اس کیفیت کے ہوتے ہی عالم دگرگوں ہوگیا اور وہ اضطراب مبدل بہ راحت وسرور ہوگیا۔

افادہ :- آپ نے تحریر فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ اس حجرہ میں جو حضرت مرشد حقیقی کی اعتکاف گاہ ہے بیٹھا ہوا ہوں۔ دیکھا کہ طاق کے اوپر سے ایک نور سفید میری طرف اترا جس میں سے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث کی صدا نکل رہی ہے اور میں جان رہا ہوں کہ یہ نور کلمہ مبارک ہے اور یا حی یا قیوم کا تلفظ بھی اس میں ہے۔ پھر وہ میرے دامن میں آیا اور اس کے اثر نے میرے ظاہر و باطن کا احاطہ کر لیا اور میں اس کلمہ کو بہ لذت تمام پڑھنے لگا۔ اسی اثنا میں حضرت اقدس تشریف لائے اور استفسار فرمایا کہ کیا پڑھ رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ کلمہ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث کو اس طور سے میں نے پایا ہے اور اسی کو پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ خوب پڑھ رہے ہو اور خوب پا رہے ہو۔ اب ہوشیار ہو جاؤ کہ ایک بزرگ جن کی اب تک میں نے زیارت نہیں کی ہے تشریف لا رہے ہیں جس وقت وہ آجائیں مجھ کو خبر کر دینا۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ لیکن اس جگہ کوئی نہیں ہے کدھر سے آئے گا۔ فرمایا کہ اس حجرہ کی سطح سے آئے گا۔ اور وہ دی "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث" ہے۔ جیسے ہی آپ تشریف لے گئے ایک روح مجسم حجرہ کی سطح سے ابھر کر ظاہر ہوئی اور فضا میں حضرت کی جانب حجرہ کے دروازہ کی سمت رواں ہوگیا اور اسے ہاتھ سے حضرت کی سمت اشارہ کر رہی تھی کہ "اد" ۔ جب حضرت اقدس اس وقت تشریف نہ لائے تو وہ ہوا میں تحلیل ہوگئی۔ میں نے ہر چند اپنی طرف قصد کیا اور کوشش کی لیکن وہ میری طرف نہ آئی اور میں مشتاق ہی رہ گیا اور وہ مجسم شتہ ملک کاتا ہوبین بنے جب ہی

افادہ :- انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک بار میں نے واقعہ میں دیکھا کہ گویا حضرت مرشد حقیقی مد اللہ ظلہم العالی مسجد شریف کی محراب کے متصل تشریف فرما ہیں اور یہ غلام بھی حاضر ہے۔ آپ نے اس غلام کے حال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ادخلت طریقنا (کیا تم ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکے ہو) قلت نعم دخلت (میں نے عرض کیا جی، ہاں میں داخل سلسلہ ہو چکا ہوں) پھر آپ نے بیعت کے لئے دست مبارک بڑھایا میں نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں میں دیدیئے۔ اس وقت میں سمجھ گیا کہ کوئی مخصوص نعمت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے کہ میں تو پہلے ہی سے آنجناب کے غلاموں میں منسلک ہوں۔ اور شرف بیعت حاصل کئے ہوئے ہوں۔ اسی حال میں میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی صورت حضرت اقدس کے سر مبارک پر جلوہ گر ہے اور آپ کے کلام اسرار التیام سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ ایک مغلوبیت کی کیفیت رکھتے ہیں جو آپ کے متغیر حال سے ظاہر اور عیاں ہے۔ اور آپ کے اس تغیر و کیفیت نے مجھ میں بھی اثر بلیغ کیا۔ پھر اسی حال میں اپنے دہن مبارک کو اس فقیر کے منھ پر رکھ کر "اِحزب" "اِحزب" فرمانے لگے اور اس لفظ سے اس وقت "فرد" کی معنی ذہن میں پہنچ رہے ہیں۔ پس یہ کہنا اور تصرف کرنا اس صورت کا درجہ بدرجہ نیچے آرہا ہے۔ گویا حضرت اقدس القا فرما رہے ہیں اور میں اس کو اپنے میں جذب کر رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ فقیر کی منھ کی راہ سے داخل ہوا اور قلب تک پہنچ گیا اور آپ کی اس کیفیت اور القا کا اثر و لذت مدتوں رہا۔

انھیں نے تحریر فرمایا کہ ماہ رمضان المبارک کی پچیسویں شب کو بعد نماز مغرب عادت معمولہ کے مطابق دعا مانگ رہا تھا یکبارگی میں نے دیکھا کہ حال شب دگرگوں ہو گیا اور جسم میں ایک تبدیلی ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے دعا میں ایک عجیب قسم کی حلاوت و جمعیت میں نے پائی۔ پھر عشاء کے وقت فرض نماز اور تراویح میں رقت و سرور قلب میں

Marfat.com

اور تمام لطائف میں آرام وراحت میں نے پائی۔ لیکن رقت وسرور پیش دستی کر رہا تھا رغالب آرہا تھا، بعد ازاں جب نماز سے فارغ ہوا اور حضرت مرشد حقیقی کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو دل میں آیا کہ حضرت اقدس سے یہ استفسار کروں کہ کیفیت سرور اور رقت قلب کس ستارہ سے منسوب ہے لیکن عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اسی وقت اس رات کی کیفیت میں غور کیا تو ظاہر ہوا کہ ہیئت فلکی مستحسن ومسعود ہے اور آثار افلاک ونجوم بلکہ ان سب کے آثار ارواح بالذات ظہور کرتے ہیں اور روحانیات اس کے ضمن میں اور تجلی اعظم کی توجہ افلاک کے ضمن میں مقتضی ومستدعی ہوکر روحانیات مستحسنہ کے تولد کا باعث ہوئی[1] پوری رات جب بھی میں نے غور کیا یہی عالم پایا کہ اسی ہیئت سے امور خیر متولد ہوئے اور آئندہ بھی نشو ونما پاکر اپنے کمال پر پہنچ جائیں گے۔ اور پھر نزول کریں گے۔ اور ان کی صورتوں کو مجملاً میں دیکھ رہا تھا۔ اور صبح کے وقت روحانیات کا ظہور اور زائد ہوگیا۔ اور ان کو حضرت تجلی اعظم نے سعادت کے ساتھ منضم کر کے غلبہ بخشا پھر اس وقت کلیتاً دعا میں مشغول ہوا اور حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم اور آپ کے اصحاب رفع اللہ درجاتہم کی نعمت کے شکرانہ • دعا گوئی میں مشغول ہوگیا۔ اسی ضمن میں جب میں نے خواجہ محمد امین کا نام لیا تو دیکھا تعالی درمعانی ان کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں اور وہ میری دعا سے مستغنی ہیں۔ اور نیز اس شب میں قوت علوم اور ادراکات کا حدوث اور ان کا بلوغ بہ کمال دکھائی دیا۔ اور اس وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسری عظیم القدر رات بھی اس ماہ میں باقی ہے لیکن بہ سبب اختصار یہ واضح نہ ہوا کہ اس کی برکات کس قسم کی ہوں گی[2]

---

[1] یعنی تجلی اعظم کی توجہ افلاک کے ضمن میں اس کی مقتضی ہے کہ روحانیات مستحسنہ کو پیدا کرے۔ [2] یعنی رقت وسرور تمام کواکب کی تاثیرات سے بھی کسی ایک سے نہ تھی۔

Marfat.com

افادہ :- ایک بار رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اس عشرہ میں دو باب مفتوح ہوئے اور ان دونوں بابوں کی کیفیات و علوم منزل ہو کر ایک ہی باب میں ہو گئے جن کا فتوح سبقت پا کر اور غالب و مقدم ہو کر علوم و کیفیات مطلقہ اور حقائق نفس الامریہ ہو گیا ہے۔ (یعنی وہ دو علوم جو مجھ پر منکشف ہوئے انھوں نے سبقت پا کر و مقدم و غالب ہو کر) جو اپنے مبدأ کی طرف نسبتاً خیر محض ہیں۔ گو بہ نسبت اس عالم کے شر ہوں۔ اور (وہ) لطائف خفیہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ عالم تکوین سے ہیں۔ اور دوسرے باب میں جس کی فتوح کا نزول مؤخر ہے وہ کیفیات اور علوم مفیدہ ہیں اور وہ لطائف بارزہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور ان کیفیات میں پیش دستی انھیں لطائف کی ہے۔ اور اس کا فتح باب ملاء اعلیٰ اور جبریل کی وساطت سے ہے اور شرع ان کیفیات کا مقتضی ہے۔ اور اسی سے وہ اس کو رنگین دیکھتے ہیں مگر بنی آدم میں سے دو چند جو درجہ اقویت یافتہ ہوئے ہیں اور شب قدر جو انوار صاعدہ کی حامل اور فتح و فتوح کو نازل کرنے والی ہے وہ یہی ہے اور پورے سال میں ان دونوں بابوں کی تفصیل ہوتی ہے باب اول کے آثار ملاء اعلیٰ کی مرضی سے نہیں ہیں لیکن وہی غالب اور سب سے زائد ہیں۔ اور باب ثانی کے آثار (نزول) مقبول اور ان کی مرضی سے ہیں لیکن وہ قلیل ہیں۔

افادہ :- انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک بار یہ معلوم ہوا کہ ان ایام میں (اس دوران) جو لوگ بیمار ہو گئے ہیں ان کا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں کہ بارگاہ رب العزت میں اسم "سلام" کے ساتھ التجا و رجوع کریں۔ اور اس کے اعداد ایک دائرہ میں کر کے (تعویذ بنا کر) اپنے پاس رکھیں اور اس کا دیکھنا اور دیکھنا پڑھنے کے مقابلہ میں زائد مفید ہوگا۔ اور پڑھنے کے لیے ایک مکمل مناسبت ہونا چاہیے اور وہ دیر میں میسر ہوتی ہے۔ غرضکہ ایسی چیز عمل میں لائیں کہ اسم "سلام" کے قویٰ اس کی ذات کے مطابق خاکی ہوں نیز اس کے مشابہ اور مظہر ہوں اور اس کو مثلث، مربع اور مخمس شکلوں میں لکھنے سے اسم "سلام" کا موکل

Marfat.com

اسے قبول نہیں کرتا وانکار کرتا ہے، لہٰذا دائرۂ مدوّر صرف اعداد کے ساتھ اس صورت (۱۳۱)
سے لکھنا چاہئے۔ اور دائرہ سے مراد یہ ہے کہ گویا اس اسم کے معنی آسمان سے اترتے ہیں۔ پس اگر
سات تک دائرہ کھینچ کر اس میں اعداد بھرے جائیں تو زائد بہتر ہے اور اپنے گھر میں لگانے نیز
گلے میں باندھنے میں نہایت مفید ہے۔ اور اگر مال ومتاع کی حفاظت کے لیے لکھ کر اس میں
رکھیں تو وہ محفوظ رہے۔ اور اس اسم کے ذریعہ آگ سے بھی پناہ ڈھونڈھنا چاہئے۔ اور اگر
کوئی جست کی انگوٹھی پر کندہ کرا کر ہاتھ میں پہنے تو بھی انھیں فوائد کی مثمر ہے۔ اور اگر ان ایام میں
اس اسم کے عدد سو بار صبح کے وقت اور اسی قدر عصر کے بعد سے لے کر عشا کے وقت تک لکھنے
کا التزام کرے تو ایک عالم اس کی برکت سے تمام بلاؤں، آفتوں، بیماریوں اور آگ سے
محفوظ رہے گا۔ اور جتنا ہی اس کو کثرت سے لکھا جائے گا آثار کثیرہ ظاہر ہوں گے۔ اور دوسری
وضع یہ ہے کہ چونکہ اسم "سلام" کے قوائے معنوی ماساریقا[1] ہر شئی میں موجود ہیں۔
لہٰذا حوادث سے سلامتی اسی کی وجہ سے ہے اس وقت تک جب تک کہ دوسرا اسم جو ہلاکی
کا مقتضی ہے غالب نہ آئے۔ پس ان قوی کو اسی راہ سے اپنی جانب جذب کرنا چاہئے۔ اور یہ اسی
کے لئے ہے جو اس کا عارف ہوتا ہے اور اس کو جذب لینے کا طریقہ جانتا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے
تو اس اسم کے اشباح ومظاہر سے توسل کرے تاکہ اس اسم کے آثار وبرکات نازل ہوں۔
اور یہ چیز دو طریقوں سے ہے ایک تو یہ کہ اسم "سلام" کے ساتھ توسل تدبیر کلی کو متحرک
کر دیتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ یہ توسل حقیقت تک پہونچا دیتا ہے اور عین اسم "سلام"
کہ اس عالم میں متعدد جگہ اس کا ظہور ہے اس جگہ سے اس کے آثار وبرکات کھینچے جاسکتے
ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس اسم کے قوائے ذاتی واصلی جو اس عالم میں موجود ہیں ان کو جس
طرح بھی چاہے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اور نظامات کلیہ کی بقا میں سعی اس اسم کو اپنا عامل

---

[1] ماساریقا اور عروق ماساریقا کی تفصیل الطاف القدس اور اس کے حواشی میں ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

کردیتی ہے۔ چنانچہ ایک جبار عنید (سرکش ظالم) نے یہ قصد کیا کہ عالم کو ہلاک کر دے تدبیر سے یا قتال سے یا مال کے ذریعے سے۔ اس (اسم) نے اس کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ نیز نظام جزئی کی بقا میں سعی سے جس طرح کسی جاندار کو بھوک پیاس کی حالت میں (جو اس کی ہلاکت کا باعث ہے) کھانا اور پانی دیا یا کسی مصیبت زدہ کو پناہ دی یا کسی غمگین کو تسلی و تسکین دی یا کسی کے اہل و عیال کے اخراجات برداشت کئے یا کسی کا دوا علاج کیا یا تیمار داری کی یا وہ طریقہ جو مال و جان کی ہلاکت و ضیاع کا سبب ہو اس کو اکھاڑ پھینکا اس قسم کی باتیں اسم سلام کے قوا کو بعینہ کھینچ کر لے آتی ہیں۔ اور اس شخص کے اہل و مال اور توابع کی سلامتی کا سبب ہو جاتی ہیں۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ تو ما ینفع الناس عام ہے جو اس آیت کا ایک جز و ہے اور ایسا نفع جو بقا و سلامتی کا سبب ہوتا ہے۔ الغرض اور تجارا کران کی نیت درست ہو تو وہ اسم سلام کے جود کا واسطہ بن جاتے ہیں۔ اور اس حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے دنیا میں کیا کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے درگزر کرتا تھا اور مالدار کو مہلت دیتا تھا۔ اللہ نے اسی سبب سے اس کو بخش دیا اور یہ حدیث بھی اسی مقام پر دلالت کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بیمار تھا تو نے عیادت نہ کی میں بھوکا تھا تو نے کھانا نہ کھلایا۔ بنی آدم نے عرض کیا کہ اے رب العالمین تو بیمار اور بھوکا کیسے رہ سکتا ہے تو تو خود رب العالمین ہے۔ فرمایا کہ میرا فلاں بندہ بیمار اور بھوکا تھا نہ تو نے اس کی عیادت کی اور نہ کھانا کھلایا اس کی عیادت کرنا در اصل میری ہی عیادت کرنا ہے۔ اور اس کو کھانا کھلانا درحقیقت مجھے ہی کھانا کھلانا ہے۔ یعنی تدبیر کلی اور داعیہ کلیہ جو کہ نفاذ اشیاء کے مقتضی تھے تو اگر وہ یہ کرتا تو حق کا خادم ہو جاتا۔ اور جزو دہ کو دبے داعیہ اور تدبیر کلی کے ہم بن ہوئے کہ یہ شخص خود فانی ہو کر حق کے ساتھ باقی ہو گیا (جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ) یعنی میں ان تمام چیزوں کا عین ہو گیا جاتا ہوں الخ۔

پس جو تو اس کے لئے کرتا ہے وہ میرے ہی لئے ہوا۔ اور جب یہ درست ہوا کہ اس کی سمع و بصر میرے ہی سمع و بصر ہیں تو یہ کہنا جائز ہے کہ اس کو کھانا کھلانا دراصل مجھ کو ہی کھانا کھلانا ہے اور اس کی عیادت کرنا حقیقتاً میری ہی عیادت کرنا ہے۔

افادہ :- آپ نے فرمایا کہ لطیفۂ قلب کی تہذیب دراصل یہ ہے کہ محبت کلی (یعنی وہ محبت جو ذات حق کو تمام مظاہر کے ساتھ متحقق ہے) اس کو نصیب ہو جائے اور لطیفۂ روح کی تہذیب یہ ہے کہ روح کو تمام عالم کا قیم پائے جس طرح وہ بدن کی قیم خاص ہے اور لطیفۂ سر کی تہذیب یہ ہے کہ تمام انانیات (عالم و تشخصات عالم) کی معرفت کلی طور پر اس کو حاصل ہو جائے اور جب بعض الٰہی تجلی اعظم متحقق ہو جائے تو تمام ابدال و اوتاد و خضرؑ کی ارواح و حقیقت کعبہ وغیرہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔ اور تدبیرات کلیہ اس سے مربوط اور وابستہ ہو جاتی ہیں۔

افادہ :- انھوں نے تحریر فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے ساتھ مناسبت کی دو قسمیں ہیں ایک تو توجہ الی اللہ کی جہت سے کہ وہ اس کو اپنی جبلت کے مطابق رکھتے ہیں اور اسی توجہ کے باعث وہ حظیرۃ القدس میں [illegible] ہیں اور سب سے سابق (مقرب) ہیں اور نزول قضا و حمل قضا کی رو سے اول ہیں اور وجود الٰہی کے وسائط ہیں اور ہمیشہ اس چیز کا سوال کرتے رہتے ہیں جس میں نوع کے اعتبار سے بنی آدم کی بھلائی ہے۔ اور یہ معنی فیضان الٰہی سے ناشی ہے کہ وہ اپنی جبلت[1] کے مطابق ان کے [illegible] ہیں۔ اور کبھی تقاضائے فیضان اس عالم سے ہوتا ہے جس طرح ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فیصلہ (مقدمہ) کو یہ کہہ کر مرفوع کرایا۔ [illegible] کا اس سلسلہ میں کیا حکم ہے تو آنحضرت کی ہمت ملاء اعلیٰ کی جانب

حاشیہ: [illegible] اور جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتے [illegible] ہیں [illegible] [1] [illegible] کی باعث [illegible] جس کو [illegible] دیکھتا ہے [illegible] جیسے مخصوص [illegible] سے متعلق ہے

Marfat.com

متوجہ اور ملحق ہوئی۔ اور جب آپ کا فکری ارادہ ان کو فکرگاہ تک لے آیا اور انھوں نے اس کو قبول کر کے اور اپنے میں لے کر موقف عرض تک پہنچا دیا۔ پس اس کے سبب سے بارگاہ رب العزت سے حکم صادر ہوا اور جبریل سے فرمایا گیا کہ وہ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیں۔ غرضکہ اس توجہ میں جو ملاء اعلیٰ رکھتے ہیں بعض اشخاص ایک شرکت پیدا کر لیتے ہیں اور اسی کی جانب منجذب ہو جاتے ہیں گو کہ بحسب قالب بشری اس عالم میں ہوں جس طرح اگر کئی چراغ ہم یکبار روشن کریں تو ان سب کی شعاعیں جمع ہو کر متحد ہو جائیں گی۔ ملاء اعلیٰ کے ساتھ ان کا اتصال اسی طرح ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو ملاء اعلیٰ کے مبدأ اور اس قسم کے اشخاص کے درمیان ہے جو بحسب قالب اس عالم میں ہیں۔ ان کی وساطت سے فیض الٰہی کے نزول کی حکمت کے لیے تعین کا حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور اپنی اصل کی طرف رجوع متحقق ہو جاتا ہے جس طرح نہروں کا رجوع دریا کی طرف ہو کر صرف دریا رہ جائے اور نہروں کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے وہی ہے جو اس کا اول ہے، وسط ہے اور آخر ہے متصل فی نفسہٖ ہے (یعنی ایک نظر آتا ہے) وسط کے جنبش دینے سے سارا دریا لہریں لیتا ہے۔ اور یہ کمال بہت نادر ہے۔ اور اس کا سمجھنا صاحب حال کے سوا دوسرے کے لئے نہایت دشوار ہے اور اس تعین سے مراد یہ ہے کہ جبرئیل وحملۂ عرش اور نبی وکامل اسی تعین سے ہوئے اس کے بعد کہ ان دونوں مادوں کی اصل اپنے مبدأ کے ساتھ جو اس کا فیضان ہے متحد ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع سے مراد دوسری ہی رجوع ہے جو تمام عالم کے رجوع سے ماوراء ہے کیونکہ تمام عالم کا موطن بھی دوسرے موطن سے ہے اور رجوع بھی اسی موطن کی طرف ہے برخلاف ملاء اعلیٰ اور کاملین کے فرقہ کے جو ملاء اعلیٰ سے ملحق ہیں۔ ان کی شان خدا کی شان اور ان کا ظہور دلوں اسی شان میں ہے اور اسی شان کا یہ مقتضیٰ تھا کہ حضرت ابراہیم کے حق میں تمام ملاء اعلیٰ متوجہ ہو کر ان کی تکلیف نہ دیکھ سکے اور قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم کا حکم صادر ہو گیا اور حضرت ایوبؑ کی بیماری سے سارا حظیرۃ القدس متاثر ہو گیا اور حضرت ایوب کی ندا پر سب نے

Marfat.com

منادی ہو گئے۔ اور خطاب ہوا کہ فاستجبنا لہٗ فکشفنا ما بہٖ من ضر[1]۔

افادہ:۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ بعض صورتوں میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کاملین (جو انبیاء کے نائب ہیں) کا قصد و ارادہ اس عالم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کی توجہ کھینچ کر لے آتا ہے۔ اور ارادۂ الٰہی کو قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام[2]، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تقلب وجہ (بار بار آسمان کی طرف دیکھنا) فول وجھک کے حکم پر مقدم تھا۔ اور بعض مقام پر انبیاء اور کاملین کے لئے اس کام پر جس پر وہ مامور ہیں داعیہ اور ارادۂ الٰہی مقدم اور باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ امرنی ان احرق قریشاً الخ

---

[1] ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو جو تکلیف تھی وہ دور کر دی۔ پارہ ۱۷۔ سورہ انبیاء رکوع ۵۔

[2] (اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیں گے جس کو تم پسند کرتے ہو۔ پس تم اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔ پارہ ۲۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۱۷۔

Marfat.com

بیان دربارہ فضائل وکمالات وکلمات الہام آیات خازن امین جواہر اسرار الٰہی وحامل متین انوار لامتناہی خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی الکشمیری جو حضرت اقدس کے مخصوص احباب اور بزرگ ترین اصحاب میں ہیں

جب تک اپنے وطن مالوف میں رہے۔ بمقتضائے فطرت صافی اہل دل کی صحبت میں نشست و برخاست۔ اور ان برگزیدہ لوگوں سے خاص الفت رکھتے رہے۔ پھر وہاں سے بسلسلہ تجارت نکلے۔ جب لاہور پہنچے اور چند روز وہاں قیام کیا تو وہاں بھی اس گروہ عالیہ کی عنایات کے مرکز ہوئے۔ یہاں تک کہ قسمت کے مطابق شہر شاہجہاں آباد پہنچے۔ اور کچھ عرصہ بمقتضائے کمال عقل معاش کاروبار تجارت میں مشغول رہے۔ آخر کار توفیق الٰہی کے قائد نے خواجہ محمد ناصر نقشبندی کی رہبری میں جو حضرت شیخ محمد زبیر سرہندی قدس سرہ کے سربرآوردہ خلفاء میں سے ہیں ولایت مآب حضرت اقدس کے حضور میں پہنچا دیا۔ اور آپ کے جذب محبت نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور ان کی مخفی استعداد سے عقل معاد کے کمال نے ظہور کیا۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ تمام کاروبار کو ترک کر کے آستانہ فیض آشیانہ کی مجاورت اختیار کر لی۔ اور خدمات خاصہ کی ادائگی پر کمربستہ ہو گئے اور اس کے ذریعہ بے شمار ظاہری وباطنی فیوضات حاصل کئے۔ اور آپ سے حدیث وتفسیر کی کتابیں استفاضہ کیں۔ اور آپ کے بعض خاص مسودات کو اپنی سعی بلیغ سے بحسن وخوبی سرانجام دیا چنانچہ مثنوی

Marfat.com

شرح احادیث موطا اور اس کا ترجمہ اور کتاب قرۃ العینین و رسالہ فوز الکبیر فی اصول التفسیر و فتح الخبیر و رسالہ الانصاف فی باب الاختلاف و رسالہ عقد الجید فی مسائل الاجتہاد والتقلید وغیرہ یہ سب انھیں کے حسن اہتمام کی بدولت پردہ کی زینت بنے اور اس بات سے آنجناب کے تمام مستفیدین پر اپنا حق ثابت کیا نیز سب کو اپنا مرہون منت کیا۔ غرضکہ اس سلسلہ میں وہ سعی بلیغ کی کہ حضرت اقدس نے بغایت بندہ نوازی فرمایا کہ "میں تم کو اپنے اعضاء کے مثل سمجھتا ہوں"۔ اور اس قدر و منزلت کے سبب حضرت اقدس کے تمام مسترشدین میں سربلند ہو گئے۔ اور محبت و قدر و قیمت اور رضامندیت میں اس درجہ پر فائز ہو گئے کہ اگر کسی وقت آنجناب سے اپنے لئے دعا کے خواستگار ہوتے تو ان کی طرف سے اس جواب اور ان عنایات سے سرفراز ہوتے کہ "اب تم جداگانہ دعا کے محتاج نہیں رہے ہو۔ تمہاری محبت مرکوز باطن ہو چکی ہے دل میں گھر کر چکی ہے جس چیز کی اللہ سے اپنے لیے درخواست کی جاتی ہے اسی کے مثل تمہارے لیے بھی چاہی جاتی ہے اور جو دعا اپنے لئے کی جاتی ہے اس میں تم بھی شامل و شریک رہتے ہو"۔ اس قسم کی خصوصیات کی بدولت آپ کے تمام اصحاب میں قابل رشک ہو گئے۔ اور اس مرتبہ سے بلند و بالا مرتبہ اور کیا ہو گا کہ محب محبوب کے باطن میں جاگزیں ہو کر اس کی زبان سے اپنی فنا کی شہادت سن لے۔ "اللّٰھم ارزقنا نصیبا منہ"[1] اور ان کے لئے بکمال خصوصیت ایک دعا اسرار خاصہ کے نکات کے ساتھ مشتمل بر توسل تحریر فرمائی اور اس کو "اعتصام الامین بحبل اللّٰہ بذریعہ توسل ولی اللّٰہ" سے موسوم فرمایا تاکہ وہ اس مناجات کے ذریعہ بارگاہ قاضی الحاجات میں عرض پرداز ہوں۔ بندہ کاتب حروف بھی ان کے طفیل اس کے شرف اجازت سے مشرف ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالک حمد ایوافی کرمہ ویکافی نعمہ۔ اور اجازت نامہ میں تمام مصنفات خاصہ کی روایت اور تمام مرویات خلص تخصیص ہو

---

[1] اے اللہ ہم کو بھی اس سے ایک حصہ عطا فرما۔

Marfat.com

ان کے نام آنجناب سے صادر ہوئی تھیں ان کے ذکر کا عنوان قلم کرامت رقم سے اس عنوان سے تحریر فرمایا کہ اخی فی اللہ وعتبۃ نصحی ومعدن اسراری خواجہ محمد امین اکرمہ اللہ بشہود کا الدائم ۔ اور بعض مکتوبات میں جو شاہ نور اللہ کے نام تحریر فرمائے ہیں اس میں خواجہ صاحب موصوف کے حال کی ان کلمات مرحمت آیات سے خبر دی ہے ۔ کہ جب بھی خواجہ محمد امین کی جانب نظر اٹھتی ہے تو اپنے اور اپنے دوستوں کے حق میں بے انتہا محبت اور فدائیت کلی مشاہدہ ہوتی ہے ۔ ان کا لطیفۂ روح ترقی پذیر اور ان کے حسن اخلاق وعادات جبلی ہیں ۔ نیز اپنے بعض مکاتیب میں ان کے حال کی اس انداز میں خبر دی ہے " اور ان کے لطائف عزیز میں قوت واستقلال کی جو امتیازی کیفیت ہے وہ دو جہتوں سے ہے ۔ ایک قلب کی جہت سے جو روح کے نزدیک ہے اور دوسری روح کی جہت سے جو قلب کی جانب مائل ہے (یعنی ان کے لطائف عزیز میں قوت واستقلال کی وجہ سے قلب وروح دونوں ان کی جانب مائل ہیں) غالب یہ ہے کہ طہارت وعبادت اور نسبت اویسیت کے نتائج کا ظہور اور یادداشت اور وہ انس ومحبت جس کی وجہ سے اہل اللہ کے ساتھ الفت ومحبت زائد ہوتی ہے ۔ وہ ان میں بدرجہ اتم ہے) پس الحمد للہ آپ کے حسب بشارت ان باتوں کے آثار وانوار ان کی ذات میں جلوہ گر ہوئے ۔ اور رسالہ "شفاء القلوب" (جو حضرت اقدس کی تصنیف ہے) کے اکثر مطالب انھیں کے نام سے مخصوص ہیں بلکہ اس کی تالیف صرف انھیں کی وجہ سے ہوئی ۔ خوبی ، استواری اور انشاء پردازی میں مشاق ہیں ۔ ایک رسالہ مرشد حق کے فضائل میں تحریر کیا ہے ۔ اور اس کے کچھ حصہ میں آپ کے حقائق ومعارف انتہائی خوبی اور لطافت کے ساتھ جمع کئے ہیں اور ایک جزو لطیف مناجات میں مثنوی کا بھی ہے جس میں کمال سوز رقت وشیرینی ہے اور مناجات میں حضرت ولی نعمت کے فضائل ومناقب کو انتہائی ملاحت اور حسن ادا سے شامل کر کے وسیلہ بنایا ہے ۔ اس میں سے چند اشعار بطور نمونہ

Marfat.com

یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ الغرفۃ تنبئ عن البحر۔ (ایک چلو پانی سمندر کی خبر دیتا ہے)

نظم

خداوندا باہ جانِ غمناک
بہ چشمِ خونفشاں و سینۂ چاک

بنام آں کہ جان خاک رہ اوست
قلم شیدائے روئے چوں مہِ اوست

بآں مہر سپہر رہنمائی
بآں اعجوبۂ صنعِ الٰہی

بآں دریائے علمِ بیکرانہ
بآں قطب جہاں فرد زمانہ

بآں غواص بحرِ بے نشانی
بآں سیاح اقلیم معانی

بآں مشکل کشائے مستمنداں
چراغ افروز بزم نقشبنداں

حکیم نکتہ دان سرِّ اشیاء
مراد حکمت تعلیم اسماء

بآں جان و جہان زندگانی
بآں روح روان شادمانی

بآں درِّ ثمینِ کانِ وحدت
بآں نورِ مبینِ جانِ کثرت

بآں خورشید برجِ فضل و ارشاد
بآں نجمِ ہدایت قطبِ اوتاد

بآں عینِ ظہورِ نورِ ہستی
بآں مرآتِ وجہِ حق پرستی

بآں دانا رموزِ پردۂ غیب
بآں کشافِ حسنِ ذاتِ لاریب

بآں عکسِ جمالِ ذاتِ مطلق
چہ عکسے گشتہ اندر ذاتِ ملحق

ابو الفیاض نام قدسیانش
بنازم من ازیں تعظیم شانش

زکیے اُمتی گفتش پیمبر
رسولِ مجتبیٰ آں بدرِ انور

قدم بنہادہ اندر ملک اشباح
بنام احمد شبے خوانند ارواح

امام و مقتدا و قبلہ گاہم
ولی اللہ شاہِ دیں پناہم

تنم را خاکِ راہِ ایں حرم کن
سرم زیرِ خاکساری محترم کن

Marfat.com

مرا مجبور مفگن از در او	کہ تا چوں حلقہ بشتم بر در او

اے خدائے بے نیاز غمزدہ جان کی آہ خون برساتی ہوئی آنکھ اور چاک سینہ کے ساتھ اس نام کو وسیلہ بناتے ہوئے عرض پرداز ہوں جس کی خاکِ راہ میری یہ جانِ حزیں ہے اور اس کے روئے انور کا عاشق میرا یہ قلم ہے۔ اس کو اپنا وسیلہ بناتے ہوئے ملتجی ہوں جو آسمانِ رہنمائی کا آفتاب اور تیری مخلوق میں تیری صناعی کا حیرت انگیز نمونہ ہے علم کا ایک بحرِ ناپیدا کنار۔ یگانۂ آفاق، نادرِ روزگار اور اپنے زمانہ کا قطب ہے بے نشان بحرِ مواج کا غوطہ زن اور ملکِ حقیقت کا سیاح ہے۔ حاجت مندوں کا حاجت روا اور نقشبندیوں کی محفلِ مقدس کا روشن چراغ ہے۔ اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا پرکھنے والا اور تسلیم اسرار کی حکمت کا اصل مقصد ہے۔ اور اپنی زندگی کی جان وجہان کو وسیلہ بناتے ہوئے تیری بارگاہ میں سرِ نیاز خم کرتا ہوں جو مسرت اور شادمانی کی روح فجان، وحدت کی کان کا بیش قیمت گوہرِ آبدار، جان کثرت کا نورمبین فضل وارشاد کے برج کا آفتاب۔ اوتاد کا قطب۔ ہدایت کا ستارہ۔ نورِ ہستی کا عین ظہور۔ وجہ حق پرستی کا آئینہ۔ حجاباتِ غیب کے رموز کا دانا۔ ذاتِ لاریب کے حسن کو بے نقاب کرنے والا ذاتِ مطلق کے جمال کا عکس اور عکس بھی کیسا جو اس کی ذات میں ملحق ہو چکا ہے۔ اس کا نام پاک "ابو الفیاض" ہے اور میں اس کی اس عظمت وشان پر نازاں ہوں۔ وہ جس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ میری امت کا سب سے ذکی شخص۔ ابھی نے ملکِ اشباح میں قدم نہیں رکھا کہ اس کی ارواح نے احمد کے نام سے

---

[1] حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ سے آپ نے ملاءِ اعلیٰ میں ان کے لقب کی بابت استفسار کیا۔ اس پر انھوں نے جواب دیا کہ میرا لقب ابو الفیض اور تمھارا ابو الفیاض ہے۔ [2] فیوض الحرمین میں اس کے متعلق آپ کا مشاہدہ درج ہے۔ [3] یعنی امثال وتصورات پر اکتفا نہیں کی بلکہ حقائق کا مشاہدہ کیا۔

Marfat.com

نہ کی. وہ میرا امام ومقتدا میرا قبلہ گاہ. میرا ملجا وماوی ہے. اس کا نام نامی ولی اللہ ہے. اے اللہ میرے اس جسم خاکی کو اسی آستانہ کا پیوند کر دے اور میرے سرِ نیاز کو اس خاکساری کی بدولت سرفرازی عطا فرما. اور مجھ حلقہ بگوش غلام کو اس کے در دولت سے جدا نہ فرما۔" غرض کہ ان کی ذات مجمع الصفات نادرات میں سے ہے۔

افادہ :۔ انھوں نے حضرت اقدس کی تمام عنایات ونوازشات نقل فرمائیں. دمجلہ ان کے ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ جو بمصداق منطوق انّ ولیّ اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین ہمارے تمام امورِ معاش ومعاد کا متولی ہے۔ اس نے ان کو بھی اپنے فضل اور اس عنایت سے مخصوص فرمایا ہے. اور اس نعمت کے اظہار کا سبب یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوا ہے کہ تمھارے حق میں بھی جناب متولی الامور للعباد کے تَوَلّی سے ایک حظ شامل ہوا ہے. یعنی اس کی بارگاہ میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ امور معاش ومعاد کی کارسازی تمھارے حق میں مشہود ہو گئی ہے. انشاء اللہ بطور کشف کسی وقت بطور نمونہ تم کو بھی اس مرتبہ کا نمونہ دکھا دیا جائے گا تاکہ تمھارا دل مطمئن ہو جائے والحمد للہ علیٰ ذالک

افادہ :۔ حافظ جیو صاحب نے تحریر فرمایا کہ ایک بار بارھویں ربیع الاول کی رات بطریق الہام خواب میں یہ معلوم ہوا کہ آج رات شب قدر ہے پس میں جاگ پڑا اور اسی وقت وضو کر کے نماز شروع کی جتنی نماز مقدور بھر تھی پڑھی پھر سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مرشدی ومولائی مد اللہ ظلہم العالی کی خانقاہ کے صحن میں آنحضرتؐ کی روح شریف حاضر ہے. اور یہ فقیر اور حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم کے بعض اصحاب یعنی خواجہ محمد امین وغیرہ آنحضرتؐ کے

ے میرا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے کتاب برحق نازل کی اور وہی نیک لوگوں کا دوست دار ہے۔ پارہ ۹۔ سورۂ اعراف رکوع ۲۴۔

Marfat.com

مقابل دمؤدب، بطور حلقہ کھڑے ہیں۔ اور ہر ایک کے سینہ سے نورانی شعاعیں کے خطوط آنحضرت کے نور شریف کے نور سے متصل ہو گئے ہیں، بلکہ باہم مل گئے ہیں۔ ان کی جانب سے ایمان واخلاص، اور محبت کا ترشح ہے اور آنحضرت کی جانب سے عنایت وشفقت۔ اور آنجناب سے ایک شعاع جوان کی طرف فائض ہے اسی مقدار میں ہے جوان لوگوں کے سینوں کے مقابل ہے سوا خواجہ محمد امین کے۔ کہ آنجناب کی طرف سے جو نور ان کی طرف فائض ہے وہ بہت بڑا ہے ایسا کہ ان کا مکمل طور پر احاطہ کر لیا ہے۔ اور گویا آنحضرتؐ اس کلام کے القا سے متکلم ہو رہے ہیں کہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور تم سے راضی وخوش ہوں۔ اگرچہ خطاب عام تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دراصل اس سے مراد خواجہ مذکور ہی ہیں اور دوسرے ان کے طفیلی۔ پس آنحضرتؐ کی پوری توجہ والتفات اور ان کی عظمت ورعب مجھ میں سرایت کر گیا اور اس وقت ان کے بارہ میں ایسی قبولیت مشاہدہ ہوئی کہ کوئی دوسرا اس خصوصیت کا نظر نہ آیا۔ اس سبب سے بیدار ہونے پر داس، محبت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اللھم ارزقنا زیادۃ محبتہ۔ فی اللہ۔

افادہ: عرفان پناہ شاہ نور اللہ نے فرمایا کہ ... بار رمضان میں ... خواجہ محمد امین نماز میں مشغول تھے۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ ... نے خواجہ صاحب موصوف کا احاطہ کر لیا ہے اور اسی نور کی قوت ... ان ... حرکات تیزی سے ظہور کر رہے ہیں۔

افادہ: انھوں نے بیان کیا کہ رمضان کی پچیسویں ... شب ... یا کچھ کم تھا اور نیند کا غلبہ تھا خواب میں دیکھا کہ حضرت ... ہیں ... کا تمام اس شب کے ورود وبرکات کے حصول ... تھم کا ... ہیں۔ اسی اثنا میں ایک انجذاب اور وجد قوی، اور رقت تمام قلب میں ... ہوئی۔ اور یہ معلوم

Marfat.com

ہوا۔ آج رات شب قدر ہے۔ اسی وقت عین وجد و بکا کی حالت میں (آپ نے) فقیر کاتبِ حروف کے سامنے آکر دونوں ہاتھ پکڑے اور مسکرا کر فرمایا کہ تم کو یہ حالت جو حاصل ہوئی ہے اس وقت کسی اور کو میسر نہیں ہوئی۔ اور میں اس گریہ و شوق میں رقت و تملق عہ (انکساری فروتنی) کر رہا ہوں۔ اسی اثنا میں بیدار ہو گیا اور حضرت کے حکم کے مطابق (جو خواب میں آپ نے تیمم کا حکم دیا تھا) تیمم کیا۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر دعا میں مشغول ہو گیا۔ لیکن طبیعت نے ساتھ نہ دیا۔ پھر سو گیا۔ اور دوبارہ اطمینان و آرام کے آثار دل میں پائے۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس موجود ہیں اور میں اپنے خواب کی کیفیت اور شب قدر کی برکات بیان کر رہا ہوں۔ اور آپ بھی تصدیق فرماتے جاتے ہیں۔ صبح تک یہی حالت رہی۔ صبح کو حضرت اقدس کے حضور میں یہ سب عرض کیا نیز حافظ صاحب موصوف سے بھی بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ آج کی رات رقت و برکات کی رات تھی تمھاری حالت سچی ہے اور پھر فرمایا کہ میں دوستوں کے لیے دعا میں مشغول تھا تم کو ایک کیفیت عظمی میں مستغرق پایا اور اس کیفیت کا کچھ اثر مجھ پر بھی پڑا

افادہ:۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ ہم جانتے ہیں کہ تم کشمیر کے باشندے ہو لیکن اب یہ معلوم ہوا ہے کہ تم حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہو۔ اس کے بعد اس خواب کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ حضرت شعیبؑ کو خطیب الانبیاء کہتے ہیں یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تمہارے ذریعہ ہمارے بعض علوم رائج ہوں گے۔

افادہ:۔ انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایسا معلوم ہوا کہ آخر تک حضرات اکابر سلسلہ

عہ۔ ادھر میر ... اور ادھر میں سراپا عجز و نیاز ہو رہا ہوں ... میں ناز ... [illegible]

Marfat.com

ذکر خیر کے ساتھ اپنے حقوق کی ادائیگی کے مستحق ہیں (یعنی ان کا ذکر خیر بغرض تعظیم کرنا چاہیے کہ یہ ان کا حق ہے) گو کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت تقدم و تاخر کے اعتبار سے کم اور زیادہ ہو لیکن افادہ کا منصب اپنے حق کی ادائیگی کا طالب ہے خواہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ کیوں کہ اگر فاضل کی تعظیم دوسرے فواضل کو چھوڑ کر کی جائے تو سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور آنحضرت ؐ جو سلسلہ کے منتہی ہیں ان کے علاوہ کوئی فاضل منظور نظر نہ ہوگا ایسی صورت میں آنحضرت ؐ کے علاوہ دوسرے فواضل کی وساطت کا فائدہ پوشیدہ ہو جائے گا۔

افادہ:۔ انھوں نے تحریر فرمایا کہ ایک[1] روز دل حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کے اسرار کی کیفیت میں متفکر تھا کہ جراد ذہب کا اس کثرت سے نزول ان کے جیب و داماں پر اور صحن و بام میں اور ان میں سے ایک بھی اگر باہر گر جاتی تھی تو اسے نہیں چھوڑتے تھے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے لہٰذا اس کو تلاش کر کے لاتے تھے اور اما اغنیتک (کیا میں نے تم کو غنی نہیں کیا) کا خطاب اور اس کا جواب بلیٰ ولکن لا غنیٰ عن برکتک (میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہو سکتا) میں مستغرق

---

[1] ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ بہت کثرت سے ٹڈیاں آنا شروع ہوئیں اور جب ان کے گھر میں گریں تو سب سونے کی ہو گئیں۔ ان میں سے ایک ٹڈی گھر سے باہر گری تو آپ اسے بھی اٹھا لائے کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ رحمت جب متوجہ ہوتی ہے تو اس کو چھوڑنا نہ چاہیئے بلکہ بچا کر نا چاہیئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ حالت ان اصولوں میں شمار ہوتی ہے جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ان کی فرماں برداری اور اطاعت کی وضاحت ہوتی ہے۔ تقی انور

Marfat.com

تھا۔ اور کسی سے پوچھنے نہیں پایا تھا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ غیب سے اس کا سر مجھ پر منکشف کر دیا جائے۔ زوال کو ظہر کی نماز میں یہ افاضہ فرمایا گیا کہ حضرت ایوب کے ایک گری پڑی ٹڈی لے اٹھا لانے میں یہ اہتمام باوجود اس کے کہ ان کو اس کی ضرورت نہ تھی اپنے آقا کے دی نعمت کے ادب کا اقتضا تھا۔ جب منعم حقیقی بندہ پر انعام فرمائے تو وہ باین النظر میں وہ کتنا ہی ادنیٰ و معمولی کیوں نہ ہو لیکن عبودیت اور بندگی اس کی مقتضی ہے کہ یہ تعظیم و احترام قبول کرے اور یہ تعظیم درحقیقت حضرت مفضل و منعم کی ہے نہ نعمت و انعام کی۔

افادہ:۔ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں نعمہائے الٰہیہ کے احصار میں جو حد سے گزر گئیں تھیں متفکر تھا اور پھر اس نشاط و سرور کی فکر میں استغراق ہوا۔ تو یہ بات دل میں ڈالی گئی کہ عنایات الٰہی اس سے زائد مخفی ہیں جو دل میں گزر رہا ہے (جیسا کہ الہام کیا گیا)۔

افادہ:۔ آپ ایک دن صبح کے وقت حضرت اقدس کے سامنے حلقۂ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس عبارت سے ملہم ہوئے۔ "بہترین کاغذ وہ ہے جس پر کلام حق لکھا جائے اور بہترین بندہ وہ ہے جس میں ہماری صورت ظاہر ہو۔"

افادہ:۔ ایک بار رمضان المبارک میں جب کہ آپ معتکف تھے اس علم کا باب آپ پر کھلا کہ انسان اس وقت تک انسان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا فیض متعدی نہ ہو (فیض نہ پہنچائے)

افادہ:۔ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک بار وتر پڑھنے کے بعد آخر شب میں رو بقبلہ بیٹھا ہوا تھا کہ میرے کان میں ایک آواز آئی کہ پھلت کے لوگ کوئی محنت نہیں کرتے اسی اثنا میں حضرت صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ پھلت والوں کے قلوب شرف آفتاب پر ہیں علہ

علہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

افادہ: آپ نے بیان فرمایا کہ میں ایک روز اعتکاف میں بیٹھا ہوا تھا کہ بطور القاء الہام یہ ظاہر ہوا کہ توجہ بوجہ خاص جو اکابر نقشبندیہ کی اصطلاح ہے ایک قانع دحجاب ارشاد رکھتی ہے جس کا سمجھنا مشکل ہے۔ پھر دو تین روز بعد یہ اطلاع بخشی گئی کہ ایسے شخص کے ساتھ نسبت کے رابطہ کا طریقہ جس کی حقیقت میں تجلی اعظم پورا ظہور رکھتی ہے یہ بھی توجہ بوجہ خاص ہے۔ سالک بتدریج اس منزل میں پہنچتا ہے، بہت مفید اور انتہائی نافع ہے۔ پس حضرت اقدس نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ بھی اس کلمہ کے (توجہ بوجہ خاص) بطون سے ایک بطن ہے۔

افادہ: آپ نے فرمایا کہ نعمت کا کمال شکر یہ ہے کہ تمام اسباب اور وسائل کی تعظیم نیز مسبب الاسباب تک وصول ہیں اس منعم علیہ کے قلب و جوارح پر ظہور پائے اور اس سلسلہ کی عظمت اس کی نظر میں متمثل ہو جائے۔ بس اسی وجہ سے خضوع و انکسار ان وسائط سے ہر ایک کے مناسب ظاہر ہوتا ہے تاکہ حضرت رب الارباب کی عظمت کامل طور پر اس کے دل پر غالب ہو جائے۔ اور وہ ان تمام وسائط کو اللہ کے جود کا مظاہر اور ان کی تعظیم کو حق سبحانہٗ کی تعظیم کا تتمہ کہے۔ اس وقت الحمد للہ اسی سے حاصل کرے گا۔

افادہ: آپ نے فرمایا کہ ایک دن مولانا روم کا یہ شعر

نغمہ آمد شما را دیدہ رفت ہر کرا دریافت جان بخشید رفت

مجھ کو یاد آیا اور بہت تحیر ہوا۔ اسی تحیر میں ایک قسم کا نغمہ ظاہر ہوا۔ اسی درمیان یہ فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمہ تن نغمۂ الٰہیہ ہیں اور قرآن عظیم بھی نغمہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۔ ان کے طالع سے آفتاب کو نسبت ہے۔ ان کو وہبی طور پر ملتا ہے کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں ہے جس طرح آفتاب دوسرے سیاروں سے کچھ نہیں لیتا بلکہ ان کو دیتا ہے۔ (نقی انور)

Marfat.com

اور یہ سب نفحات جدا جدا تفصیل رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مثل نہیں ہیں۔
اس کے بعد افاقہ ہوگیا۔

افادہ :- آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کے ساتھ افادہ واستفادہ کی گفتگو کر رہا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ افادہ واستفادہ کے طریقہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ شخص کسی ایسے کامل کے سامنے بیٹھے جو عالم تجرد کے ساتھ توجہ کلی رکھے اور وہاں سے اس کے دل پر الوانِ فیوض ریزش کریں۔ اور اس کے دل سے بغیر اس کے تعمل کے (عمل کیے ہوئے) کیفیات عجیبہ حاضرین میں سے ہر شخص کے حال کے مطابق ان کے باطن پر فائض ہوں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک جماعت کسی کامل کے حلقہ میں اپنے کو داخل کرے اور وہ (کامل) اپنے ارادہ سے حاضرین میں سے ہر ایک کے حال کی طرف متوجہ ہو کر افاضۂ برکات کرے۔ اور ہر ایک وقتی استعداد کے مطابق اس سے فیضیاب ہو۔ پس بیدار ہو کر اس واقعہ کو حضرت اقدس کے حضور میں عرض کیا۔ آپ نے تصدیق واقعی فرمائی اور مقام اول کو انبیاء کے مقام سے تعبیر فرمایا کہ دراصل ان کا اس عالم کی طرف توجہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام کے واسطہ سے اس عالم پر مترشح ہے وہ قسم اول کے مثل ہے اور قسم ثانی کا ولایت عامہ کے خواص کی طرف اشارہ فرمایا اور طور اول ہم کو دکھایا جو اس صاحب دورہ (قطب الاقطاب) کا طریقہ ہے۔

افادہ :- آپ نے فرمایا کہ ایک وقت ایک علم عجیب افاضہ ہوا۔ (یعنی) ہر تجلی منشا خلق ہے۔ ایک تجلی حیوان کی موجد ہے اور دوسری تجلی دوسری مخلوق کی موجد، یہاں تک کہ آخری تجلی انسان کی ایجاد کا سبب ہوگئی۔ پس جب آدمی کو رفتہ رفتہ اس تجلی کی طرف رجوع ہوتا پڑتا ہے تو لامحالہ وہ انا الحق کہنے لگتا ہے اور یہی تھا جو کہنے والے نے انا الحق کہا۔ لیکن وہ وہ انا الحق نہیں ہے جو زبان زد اہل توحید ہے

Marfat.com

بلکہ اس کے لیے زبان وبیان اور نام ونشان ہے۔ اور وہ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب حجابات بشریہ کا انبوہ چھٹ جائے اور صرف وہی ایک تجلی رہ جائے اور اس وقت اناالحق کہنا اسی تجلی سے صادر ہے۔ پس اس کو حضرت اقدس کی حضور میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ علم حق ہے اور تجلی مذکور سے مطلب مبدأ ہے۔

Marfat.com

مختصر بیان احوال سعادت اشتمال سالک واجد صوفی ماجد شیخ محمد عابد جو حضرت اقدس کے دعوت طریقت کے اجازت یافتوں میں ہیں

ابتداءً فوج میں ۔ ہے۔ لیکن بمقتضائے صفائی فطرت وعلو استعداد راہِ خدا کا شوق پیدا ہوا۔ اور چشمہ فیض وبرکت عارف باللہ الصمد حضرت شیخ محمد اور امام الطریق القدیر قطب اللہ العظیم حضرت شیخ عبدالرحیم قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں حاضر ہو کر اشغال طریقت استفادہ اور برکات صحبت حاصل کیے اور اذکار و اشغال کی مداومت کی بدولت کمال کا ذوق وشوق اور ارباب وجد وحال کے احوال کی معرفت حاصل کی۔ ان صحبتوں کے اختتام کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں کمر بندگی باندھی۔ ربیاس سپاہیانہ اتار کر اپنے کو کلیتاً مجردانہ طور پر آپ کے حضرت اقدس سپرد کر دیا۔ یہاں تک کہ بہ فضل کارساز حقیقی فتح باب ہوا اور حجابات اسرار اٹھ گئے اور نسبت قوم کے شاہدنے بوجہ احسن جلوہ گری فرمائی۔ اور اس طائفہ علیہ کے مواجید ظاہر ر وجد آگیں کیفیات ظاہر ہونیں ہوئے۔ پھر آنجناب سے رشد وارشاد کی اجازت پا کر بہ استقامت تمام مسند آرائے افادہ وافاضہ ہوئے۔ اور آنجناب نے جو مثال ان کے لیے تحریر فرمائی اس میں ان کو ان الفاظ سے مشرف فرمایا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اخانا الصالح الراغب فی اتباع حبیب اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ المستھتر بذکر اللہ وتفکر فی الاء اللہ الشیخ محمد عابد زاد اللہ فی توفیقہ صحب سیدی الوالد وجدی لامی قدس اللہ اسرارھما واخذ منھما اشغال الطرق الثلاث النقشبندیۃ والجیلانیۃ والچشتیۃ وعملھا مدۃ طویلۃ، وصحب بعدھما الفقیر عفا اللہ عنہ والحقہ بسلفہ وحصلت سکینۃ الباطنۃ والیادداشت علی ما احب. ثم انہ شرح اللہ صدری ان اختارہ داعیا الی اشغال الطرق الثلاثۃ وارتضیہ مرکبا لفیض محبۃ للموفقین من عباد اللہ والھمنی انہ حقیق بان یوخذ عنہ الاشغال ویستضیٔ بنور صحبتہ السالکون وان اللہ جاعل فی صحبتہ الناس خیرا. فمہا انا اجیزہ لیبلغ الاشغال

بیشک ہمارے صالح بھائی شائق حبیب اکرم کی اتباع کے مشہور اللہ کے ذکر سے اور اس کی نعمتوں میں تفکر کرنے والے شیخ محمد عابد اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ وہ میرے والد ماجد اور میرے جد مادری قدس سرہما کی صحبت میں رہے اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ و جیلانیہ و چشتیہ کے اشغال حاصل کئے۔ اور طویل مدت تک ان پر عامل رہے۔ پھر ان کے بعد اس فقیر کی صحبت میں رہے جس میں ان کو حسب دلخواہ سکینت قلبی، روحانی تسکین اور یادداشت حاصل ہوئی۔ پھر اللہ نے میرے سینے کو اس بات کے لئے کھول دیا کہ میں ان کو تینوں طریقوں کے اشغال کی دعوت دینے کے لیے منتخب اور بندگان خدا کی تعلیم و تلقین کے لیے پسند کروں تاکہ وہ توفیق یافتہ بندگان خدا پر محبت الٰہی کا افاضہ کریں اور اللہ نے مجھے اس بات کا الہام کیا کہ وہ یقیناً اس لائق ہیں کہ ان سے اشغال اخذ کئے جائیں اور سالکین ان کی نور صحبت سے روشنی حاصل کریں۔ اور اللہ ان

Marfat.com

والاوراد التی سمعھا منی ومن سید — کی صحبت میں بھلائی پیدا کرنے والا ہے۔ اب
المذکور وعمل بھا ورای آثارھا — میں ان کو اس بات کا اختیار دیتا ہوں کہ وہ اشغال
الی من توسم فیہ الخیر من الناس الخ — واوراد کی تبلیغ کریں جو انھوں نے مجھ سے اور میرے
سیدین مذکورین سے اخذ کئے ہیں اور ان پر عمل کیا ہے اور ان کے فوائد ان لوگوں میں مشاہدہ کئے ہیں
جن میں بھلائی کے نشانات روشن تھے۔

غرض کہ احکام شریعت میں پورا رسوخ اور وظائف طریقت میں اجتہاد دوام رکھتے تھے۔ حکم نالق
اور بے رنگی حقیقت میں ناقابل بیان رنگ ورنگینی رکھتے ہیں۔ ان کی ذات تمام خوبیوں
کی جامع اور بسا غنیمت ہے۔

افادہ:۔ انھوں نے بیان کیا کہ نادر شاہ کے حملہ سے کچھ پیشتر میں نے آنحضرتؐ
کو ایک واقعہ میں دیکھا کہ آپ سراپا نور ہیں اور آپ کا لباس بھی نور ہے۔ اور آپ شاہجہاں
آباد کے حالات مجھ کو دکھلا رہے ہیں پھر ایسا ہی واقع ہوا۔

افادہ:۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ذات حق ایک دریا
ہے اور اس شخص کا وجود اس دریا میں مثل حباب اٹھ رہا ہے اور اس میں اس دریا
کے ساتھ ایک محبت وشوق پیدا ہوگیا ہے۔ پھر جب اس دریا میں تلاطم برپا
ہوا تو وہ حباب اس میں فنا ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس حباب کی کوئی صورت
باقی نہیں رہی۔ لیکن ایک محبت وشوق اس قطرہ میں اب بھی باقی ہے۔

Marfat.com

بیان قدرے دربارۂ احوال استقامت اشتمال صاحب شرف لطیف ذی المقام المنیف میاں محمد شریف جو حضرت اقدس کے خلیفہ ہیں

صوفی متشرع . صاحب الاستقامت اور پرہیزگار . ان کی جائے پیدائش ملک سندھ ہے . وہیں ابتداءً شیخ کلیم اللہ دہلوی کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ کی کی خدمت میں سلوک . اشغال طریقت کی مشق اور ریاضیات و مجاہدات میں ترقی کرتے رہے . بعد ازاں . والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا . کے حکم کے مطابق فضل الٰہی نے حضرت اقدس کی طرف رہنمائی کی اور سعادت ازلی کے جاذبہ نے اس دیار سے کشاں کشاں آستانہ رفیع المنزلت پر پہنچا دیا . چونکہ اعلیٰ استعداد کے حامل تھے لہٰذا ان تمام گزشتہ کمالات کو باد ہوائی سمجھ کر مقصود اصلی کی سعی پر کمر بستہ ہوئے . اور بحکم ؎

ع بدریا چوں رسد سیلاب آغازِ سفر باشد

سیر ماہے ہے آفاقی سے گزر کر اور از سرنو سلوک کر کے سیر انفس میں قدم رکھ دیا اور مرشد حقیقی کے کارکشا توجہات سے تھوڑی ہی مدت میں لطائف نفس کے کمالات پر واقفیت حاصل کر لی . اور بمصداق من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ . مرتبہ کمال و تکمیل پر پہونچ گئے .

؎ کان للہ بودہٗ در ما مضیٰ · تا کہ کان اللہ لہٗ آمد جزا

Marfat.com

اور خیر مسند وارشاد کی اجازت پاکر وطن لوٹ آئے اور رشد وہدایت کی مسند پر متمکن ہوئے۔ ان تمام کمالات کے علاوہ ان میں ایک نادر صفت بھی ہے جو موجودہ دور میں ان کی ذات کے علاوہ کسی میں نہیں پائی جاتی لیکن جس کو اللہ چاہے اور وہ یہ ہے کہ شراب وصال سے سیرابی کے باوجود تشنگی کامل ہے کہ ہر سال وطن مالوف سے جو کم وبیش ہزار میل کی مسافت پر ہے طے کر کے حضرت مرشد حقیقی کے آستانہ بوسی کے شرف سے مشرف ہوکر تازہ بہ تازہ فیوض جدیدہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔[1]

شربت الحب کاسا بعد کاس　　فما نفد الشراب وما رویت

اس قحط الرجال کے دور میں بیان حال کی طلب رحال ومقام کی طلب، ان میں بے مثل ہے۔ غرضکہ ان کی ذات صاحب آیات اس صفت میں اکابر سلف کی یاد دلاتی ہے اور طالبان خلق کی آگاہ ساز ہے۔ جناب حضرت ولی نعمت دام مجدھم نے جو مثال ان کو مرحمت فرمائی اس میں اس طرح کی عنایات فرمائیں۔

دخل علینا فی شهور سنة ثلث وخمسین من المائة الثانية عشر اخونا فی اللہ الراغب فی الوصول الی اللہ محمد شریف بن خیر اللہ مهاجرا بطلب الطریقة الصوفیة وکان عالج اعمال الطریقة واشغالها ومراقباتها قبل ذالک مدة وعرف غورها ونجدها وتفحص عن سینها وشینها وعرفته بلطائف النفس و

ہمارے پاس آئے ۱۲۵۳ھ کے مہینوں میں ہمارے دینی بھائی شائق وصول الی اللہ محمد شریف بن خیر اللہ مہاجر طریقہ صوفیہ کی طلب میں۔ اس سے قبل انھوں نے ایک مدت تک اعمال واشغال ومراقبات سے (اپنے نفس) کا علاج کیا تھا اور اس کے نشیب وفراز کو پہچان لیا تھا اور اس کی اچھائیوں وبرائیوں کو تلاش کر لیا تھا پس میں نے ان کو لطائف نفس اور مقامات

---

[1] میں نے شراب محبت کے جام پر جام پیے نہ شراب ختم ہوئی نہ میں ہی سیراب ہوا

Marfat.com

المقامات المستوية على كل لطيفة والنسب المختصة بكل لطيفة و النسب التي عليها مدار الطريق المشهورة و عرفته كيفية نقل التلميذ من لطيفة و نسبة و سائر الدقائق المهمة و عرفته كيفية اظهار خوارق العادة و توجهات المورثة لها كل ذالك كما فتح الله علي و فهمني و بارك لي في ما ورثته عن مشائخي معرفة كل ذالك كما ينبغي و زنته بالميزان الذي اعطانيه ربي فوجدته صحيحا والحمد لله.

فهما اذا اجيزه لارشاد الطالبين بالطريقة الصوفية على تنوعها و لالباس الخرقة لهم والتوجه اليهم والصحبة معهم والبسته الخرقة

مستوی ہر لطیفہ کے اور ہر لطیفہ کی مخصوص نسبت اور وہ نسبت جس پر طریقہ نقشبندیہ کا دارومدار ہے شناخت کرا دیئے نیز ان کو شناخت کرادی شاگرد کے ایک لطیفہ سے دوسرے لطیفہ اور ایک نسبت سے دوسری نسبت کی طرف منتقل ہونے کی کیفیت (یعنی شاگرد اپنی موجودہ حالت سے کس طرح ترقی کی جانب منتقل ہوگا) نیز تمام اہم باریکیاں۔ اور میں نے ان کو شناخت کرادی خوارق عادات کے اظہار کی کیفیت اور وہ توجہات جو خوارق عادات کو پیدا کرنے والی ہیں) یہ سب جیسا کہ کھول دیا اللہ نے مجھ پر اور مجھے سمجھ عطا فرمائی اور میرے لئے ان تمام چیزوں میں برکت دی جس کا میں اپنے مشائخ سے وارث ہوا۔ ان سب کی معرفت جیسا کہ لائق ہے دیکھ جب میں نے کو اپنے پروردگار کی عطا کردہ میزان میں کیا تو اس کو درست پایا اور تمام تعریف اللہ کیلئے ہے۔ اب میں ان کو اجازت دیتا ہوں طالبین کے

الصوفية الخ. یعنی رشد و ارشاد کا طریقہ صوفیہ پر مع اس کے اقسام کے نیز خرقہ پہنانے کا اور ان کی طرف توجہ کرنے کا اور ان کے ساتھ صحبت رکھنے کا اور خرقہ صوفیہ کی نسبت کا۔

Marfat.com

بیان قدرے از فضائل و جلائل صاحب علم المؤید والعرفان المسدد سیدی شرف الدین محمد جو حضرت اقدس کے خاص شاگرد ہیں

ذہن کی سلامت روی اور قوت ادراک کی تیزی میں بیشتر صاحب استعداد حضرات میں ممتاز ہیں۔ خوبی صفات اور حسن اخلاق میں یکتائے روزگار ہیں۔ رذائل سے معرا اور فضائل سے مالا مال نیز احکام شریعت کے ساتھ تزکیۂ ظاہر اور آداب طریقت کے ساتھ تصفیۂ باطن ان کی ذات ستودہ صفات میں فطری ہے۔ صوفیۂ صافیہ کے مشرب سے جبلی طور پر سیراب ہیں اور اس طائفہ علیہ کے ذوق و شوق سے غذائے روحانی حاصل کرتے ہیں۔ علوم قوم (صوفیہ) میں فہم رسا رکھتے ہیں اور ان کی اصطلاحات کو خوب سمجھتے ہیں۔ گو کہ درحقیقت انھیں میں سے ہیں لیکن بظاہر سپاہیانہ وضع اختیار کئے ہیں۔ حضرت اقدس کے علوم خاصہ حاصل کرنے میں پورا انہماک رکھتے ہیں۔ اور آپ کے اسرار کے ادراک میں مکمل طور پر فائز ہیں۔ چوں کہ فطرت صافی اور استعداد عالی رکھتے ہیں لہٰذا آنجناب کے بعض معارف کے پرتو فگن ہو گئے۔ چنانچہ رسالہ نقادۃ التصوف جو عقائد کے اہم مسائل پر ان کی تصنیف ہے اور اس میں ادیان کے اختلافات کا اسرار اور انبیاء کے طریقہ کا امتیاز اور تکلیف و مجازات (اس کی جزا) اور معاد جسمانی کے اسباب اور مسئلہ جبر و اختیار کا بیان ہے۔ اس سب کی نہایت محققانہ تحقیق کی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ان کو اپنے قلم کرامت رقم سے اس انداز سے مشرف فرمایا۔

Marfat.com

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امابعد
وہاب کریم جل مجدہٗ کی عنایات میں سے نفوس ذکیہ کے لیۓ افاضۂ ثلج و
یقین ہے بوجہ عقائدِ حقہ کے اور راہ حق کے افادہ کے جو رہائی دلاتا ہے
لغو شبہات سے اور ابہام اور توجیہ مذاہب مختلفہ کے درمیان ہو جانے
سے اور اس فقیر کے سامنے یہ بات حق الیقین کے ساتھ مقرر ہو گئی ہے کہ
جب تک کسی شخص کے نفس ناطقہ نے صورت علمی کو مبداُ فیاض سے قبول
نہیں کیا ہے ۔ اور اس کے عین ثابت میں اس نور کو ودیعت نہیں رکھا گیا ہے،
اس علم کے بارہ میں کلام کرنا تحقیق اور فکر کی جہت سے گویا یہ بات اس کے
نفس سے پیدا ہوئی ہے، کوئی اصلیت نہیں رکھتی ۔ کما قال العارف الجامی
؎ جامی اوصاف مے صاف نیارد گفتن

گر نہ فیضش رسد از باطن خمِ بے دردے

اور اس گروہ میں سے وہ لوگ جو اس نعمت مبارکہ سے سرفراز ہیں ان میں
ہمارے برادر دینی شرف الدین محمد بھی ہیں جو خصائل سنیہ وہبیہ و کسبیہ سے
متصف ہیں ۔ اور رسالہ نقاوۃ التصوف میں بلند معارف اور عقائدِ حقہ کی
تنقیح کی تحریر کی ان کو توفیق دی گئی ہے میں نے اس کا از اول تا آخر مطالعہ کیا
میں نے اس کو راسخۃ المبانی اور صحیحۃ المعانی پایا ۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف پر اپنی
نعمتوں کی بارش نازل فرمائے اور اس کے ساتھ جود و کرم سے تمام احوال
میں معاملت فرمائے اور دین و دنیا میں جو بھی اس کی تمنائیں ہیں ان کو
پورا فرمائے ۔ آمین آمین ۔ آمین ۔

کتبہٗ الفقیر حقیر الی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن شیخ
عبد الرحیم کان اللہ تعالیٰ لہ ۔

Marfat.com

اور دوسرا رسالہ موسومہ بالوسیلۃ الی اللہ بھی انھیں کی تصنیف ہے۔ اس میں ایسا مسئلہ بیان کیا ہے جو عطیہ الٰہی اور اسرار ولی اللّٰہی کے چشموں میں سے ایک چشمۂ جاری ہے جو حضرت ولی الفضل والاحسان نے محض بطور امتنان ان کو عنایت فرمایا ہے۔ اور امید ہے کہ اس بات کا کشف آنجناب کے معارف خاصہ کے بہت سے مغلق مسائل کا کھولنے والا ہوگا چونکہ مسئلہ مذکورہ اس طائفہ علیہ کے فدویت گزیں اور دل عقیدت میں جاگزیں ہے لہٰذا وہ اس کو اس کے ذکر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ان اوراق میں لکھتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ان اول التعینات لحضرۃ الوجود المطلق الشان الکلی الذی لہٗ صلاحیۃ کل شان و اعتبار و اضافۃ یقال لہٗ فی لسان الصوفیۃ حقیقۃ الحقائق والبرزخ الاولیٰ والوحدۃ و فی ھذہ المرتبۃ کل التعینات والحقائق مندمجۃ والصوفیۃ قالوا بالکشف والوجدان انہ الحقیقۃ المحمدیۃ و فی وجدان الافقر انہٗ لہٗ حقیقۃ ھو بیان ھویۃ فی تعینات الوجوبیۃ و ھو التجلی الاعظم فی حاق وسط النفس الکلیۃ الانسان الکبیر و علیہ ینطبق الاسماء

بیشک حضرت وجود مطلق الشان کا پہلا تعین وہ کلی ہے جس کے لیے صلاحیت ہر شان اور اعتبار اور اضافت کی ہے جس کو صوفیاء کی زبان میں حقیقۃ الحقائق، برزخ اولیٰ اور وحدت کہا جاتا ہے اور اس مرتبہ میں کل تعینات و حقائق مندمج ہیں اور صوفیا نے کشف و وجدان سے یہ کہا ہے کہ وہ حقیقت محمدیہ ہے اور وجدان افقر (یعنی فقیر (میری) کی جہاں تک رسائی ہے) میں یہ ہے کہ وہ ایک حقیقت ہے اور وہی ہویت کا بیان ہے تعینات وجوبیہ میں اور وہ تجلی اعظم ہے انسان کبیر کے نفس کلیہ کے وسط میں جس پر تمام [illegible] منطبق ہیں اور تعینات امکانیہ میں ہویت اور وہ

Marfat.com

التسعة والتسعون وهوية فی
تعینات الامکانیة وهو محمد
صلی الله علیه وسلم ومن ههنا
قال الشیخ الکبیر رضی الله عنه بادنی
تسامح للتجلی الاعظم انه الحقیقة
المحمدیة کما فی باب السادس
من الفتوحات المکیة وانتبه علی
ذالک عن الحقائق عبارة عن
الذات المتلبسة باحکام تلک الحقائق
فی حضرة العلم والموجودات عبارة
عن الذات المتلبسة باحکام
تلک الحقائق وآثارها فی حضرة
العین فاذا اظهرت الکثرة من
الوحدة الحقیقة بمراتبها متفاوتة
من الافراط والتفریط والاعتدال
بین تلک الشیون ومن البدیهی
ان نسبة المرتبة العالیة الی
ذالک الشان الکلی اتم واولی
من نسبة غیره من المراتب
فاولویة نسبة التجلی الاعظم
الیه بدیهی لا یخفی علی من له

حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس جگہ
شیخ کبیرؓ نے فرمایا ہے ادنیٰ تسامح کے ساتھ
تجلی اعظم (کیلئے) کے بارے میں کہ وہ حقیقت
محمدیہ ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ کے چھٹے باب
میں ہے اور آگاہ کیا ہے اس بات پر حقائق
سے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ ذات متلبس ہے
اپنے شیونات سے حضرت علم میں اور موجودات
سے مراد وہ ذات ہے جو ان حقائق کے احکام
اور اس کے آثار کے ساتھ حضرت عین
(عین حقیقت) میں متلبس ہے۔ پس جب
اس ذات نے ظاہر فرمایا کثرت کو وحدت
حقیقیہ سے اس کے مراتب کے ساتھ اس
اعتبار سے کہ وہ (مراتب) متفاوت ہیں۔
(باہم فرق رکھتے ہیں) افراط و تفریط اور
اعتدال سے جو ان شیون کے درمیان میں
ہیں اور یہ امر بدیہی ہے کہ مرتبہ اعلیٰ یہ کی
نسبت اس شان کلی کی طرف اتم و اولیٰ ہے
مراتب میں سے اپنے غیر کی نسبت سے۔ پس
تجلی اعظم کی نسبت اولیت بدیہی ہے اور
یہ بات اس پر پوشیدہ نہیں ہے جس کی
طبیعت صاف ہے۔ لیکن نبی کی نسبت کی

Marfat.com

لطف قريحة اما اولوية نسبة محمد
صلى الله عليه وسلم فمن تتبع
احوال الكمل واخلاقهم من بدء
النوع الانسانى الى اخره لا يخفى
عليه ايضا ان احواله واخلاقه
صلى الله عليه وسلم كان فى حاق
وسط الاعتدال ففيه صلى الله
عليه وسلم الى ذالك الشان الكلى
اتم واولى من جميع الافراد الكاملين
والضرب بهذا مثالا ذالك الشان
الكلى بمنزلة الدائرة المحيطة و
جميع افراد الكاملين بمنزلة النقاط
المحاطة فيها فى نسبة كل واحد من
تلك النقاط الى ذالك المحيط نسبة
متفاوتة اقرب الى جانب وابعد
عن جانب الا نسبة النقطة المركزية
فانها الى جانب المحيط سواء فللمركز
مزيدة خصوصية بالمحيط ليس
لتلك الخصوصية نقطة اخرى
فالحكم بان المحيط حقيقة المركز
اولى من غيره لان توجه المحيط

اولویت پس جس نے کاملین کے احوال اور
ان کے اخلاق کی اتباع کی آغاز نوع انسانی
سے اس کے آخر تک تو اس پر بھی یہ بات
پوشیدہ نہ ہوگی کہ نبیؐ کے احوال واخلاق
اعتدال کے وسط میں تھے. پس اس میں یہ
بات ہے کہ نبیؐ اس شان کلی کی طرف اتم و
اولیٰ ہیں تمام افراد کاملین سے اور اس کی
مثال بیان کرنا دہ یہ ہے کہ وہ شان کلی
دائرہ محیط کے مرتبہ میں ہے اور تمام افراد
کاملین ان نقطوں کے مرتبہ میں ہیں جو اس
میں گھرے ہوئے ہیں. ان نقطوں میں سے
ہر نقطہ کی نسبت اس محیط کی طرف ایک ایسی
نسبت ہے جو باہم فرق رکھتی ہے. ایک جانب
سے قریب ہے اور دوسری جانب سے
بعید لیکن نقطہ مرکزیہ کی نسبت تمام اطراف
سے برابر ہے پس مرکز کو محیط کے ساتھ
ایک مزید خصوصیت ہے جو دوسرے نقطہ
کو نہیں ہے. پس اس طور پر حکم کرنا کہ محیط
مرکز کی حقیقت ہے یہ اولیٰ ہے اس کے
غیر سے. یوں کہ محیط کی توجہ اپنے تمام شیون
کے ساتھ مرکز سے برابری کے ساتھ اور

Marfat.com

بجميع شيونه المركز على السواء والى غير من تلك النقاط بغلبة بعض شيونه ومغلوبة بعض آخر فاذا تمهد هذا فليعلم ان بروز الحقائق مرة بعد اخرىٰ من المسلمات عند الصوفية كما قيل الياس وهو ادريس عليهما السلام يعنى بذالک ان حقيقتهما واحدة ظهرت فى شخصين وبرزت فى صورتين وهذا ليس تناسخ فيقول الحقيقة المحمدية هى حقيقة الحقائق ظهرت فيه صلى الله عليه وسلم باكمل الوجوه لكن لا بد لها من ظهورين فى مظهرين آخرين هما وارثاه صلى الله عليه وسلم وشارحا كماله و صدقها عليه صلى الله عليه وسلم وعلى هذين الوارثين كصدق الصورة النوعية على اكمل افراد بصلاحية المادة بظهورها بتمامها وعدم منعها بوجه من الوجوه لكنه صلى الله عليه وسلم اقدم

از نقاط کے علاوہ کی طرف اس کے بعض شیون کے غلبہ سے اور بعض دوسرے شیون کے مغلوب ہونے سے۔ جب یہ تمہید بیان ہو چکی تو یہ جاننا چاہیے کہ ایک حقیقت کے بعد دوسری حقیقت کا ظاہر ہونا (عالم وجود میں آنا) صوفیاء کے نزدیک مسلمات سے ہے جیسا کہا گیا ہے کہ حضرت الیاس وہی حضرت ادریس ہیں (یعنی اس سے یہ مراد لیتے ہیں) کہ ان کی حقیقت ایک ہے جو دو شخصوں میں ظاہر اور دو صورتوں میں نمایاں ہوئی۔ اور یہ تناسخ نہیں ہے۔ پس وہ کہتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ وہی حقیقۃ الحقائق ہے جس میں نبی کریم مکمل طور پر ظاہر ہوئے ہیں لیکن اس کے لئے دوسرے دو مظہروں میں دو ظہور ضروری ہیں وہ دونوں آپ کے وارث اور آپ کے کمال کی شرح کرنے والے ہیں۔ اور اس کا (حقیقۃ الحقائق) صدق آپ پر اور آپ کے دونوں وارثوں پر صورت نوعیہ کے صدق کی طرح ہے۔ کامل ترین افراد پر مادے کی صلاحیت کی وجہ سے اپنے پورے

Marfat.com

واسبق وهما تابعاه فهو الافضل و
تلك الظهورات الثلثة حقيقة
الحقائق اقتضتها الحكمة الازلية
والرحمة الالٰهية قال تعالیٰ وما
ارسلناك الا رحمة للعالمين
لان الموجودات مظاهر لحقائق
وهى منتسبة من حقيقة الحقائق
ولها جهتان جهة الاشتمال و
الاحتواء على جميع الحقائق وبهذه
الجهة العالم كله مظهرها ولو
بواسطة وجهة المعدودية فى
عداد الحقائق وبهذه الجهة
لها مظاهر خاصة اما فى المرتبة
الوجوبية فقد عرفت. اما فى
المرتبة الامكانية ففى كل عالم
لها انموذج وظهور فى حاق وسطه
اما فى النوع الانسانى فهؤلاء
الثلثة لان الكمالات مرجعها
الى اصلين النبوة والولاية وحقيقة
الحقائق جامعة لها لان حقيقة
النبوة برزخية بين الحق والخلق

ظہور کے ساتھ اور بوجہ من الوجوہ اس کے
منع نہ ہونے کے سبب سے. لیکن آپ سب
سے پہلے اور سب سے سابق ہیں اور وہ
دونوں آپ کے تابع. پس آپؐ افضل
اور یہ ظہورات ثلثہ (یعنی آپ اور آپ کے
دونوں وارث) حقیقۃ الحقائق ہیں (جب)
حکمت ازلیہ اور رحمت الہیہ اس کی مقتضی
ہوئی (تو) اللہ نے فرمایا "وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین" کیوں کہ تمام موجودات
مظاہر ہیں حقیقۃ الحقائق کے لئے اور وہ
حقیقۃ الحقائق سے نسبت رکھتے ہیں اور اس
کی دو جہتیں ہیں. ایک جہت اشتمال دوسری
جہت احتواء تمام حقائق پر. اور اس جہت سے
تمام عالم کل کا کل اس کا مظہر ہے اگرچہ
بالواسطہ ہو اور دوسری جہت جہتِ معدودیت
ہے اور وہ بھی حقائق میں سے ہے اور اس جہت
کے خاص مظاہر ہیں. مرتبۂ وجوبیت میں تو
تم نے اسے پہچانا. لیکن مرتبہ مکانیہ میں پس
ہر عالم میں اس کا ایک نمونہ ہے اور ایک ظہور
ہے. وسط عالم میں. لیکن نوع انسانی میں
وہی تین ہیں. کیوں کہ کمالات کا مرجع دو

Marfat.com

وھی اصل البرازخ وحقیقۃ الولایۃ
القرب باللہ وھی اقرب الحقائق
الی اول الاوائل. فلما فتح باب النبوۃ
وبعث الانبیاء علیھما السلام و
اتسعت دائرۃ النبوۃ درجۃ بعد
درجۃ اقتضت الحکمۃ والرحمۃ
ان تظھر حقیقۃ الحقائق فی حاق
وسطھا ظھورا تاما لا یتصور ظھورا
اعلیٰ منہ ، قال النبیؐ بعثت لاتمم
مکارم الاخلاق وقال تعالیٰ الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی فسخ الشرائع بشریعتہ و
ختم الشرائع بشریعتہ وختم
النبوۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو
اول مظھر لتلک الحقیقۃ. لکن
لما کان المقصود اتمام حقائق
النبوۃ واتقانھا فکل ما ظھر منہ
صلی اللہ علیہ وسلم فھو من
باب النبوۃ وحقائقھا واحکامھا
وآثارھا ولم یتکلم صلی اللہ علیہ
وسلم بحقائق الولایۃ واسرارھا

دو اصل کی طرف ہے (یعنی نبوت اور
ولایت۔ اور حقیقۃ الحقائق اس کی جامع
ہے کیونکہ حقیقت نبوت حق اور خلق کے
درمیان ایک برزخ ہے جو برزخوں کی
اصل ہے اور حقیقت ولایت قرب باللہ
ہے جو اقرب الحقائق ہے اول الاوائل
(ذات) کی طرف۔ جب باب نبوت کھل
گیا اور انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے
اور دائرہ نبوت درجہ بدرجہ وسیع ہوتا گیا
تو حکمت اور رحمت اس کی مقتضی ہوئی کہ
حقیقۃ الحقائق اس کے عین وسط میں ظہور
تام کے ساتھ اس طرح ظاہر ہو کہ کوئی ظہور
اس سے اعلیٰ متصور نہ ہو۔ نبی نے فرمایا کہ "میں
اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کی
تکمیل کروں" اور اللہ تعالیٰ نے " الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی "، فرما کر اور شریعتوں کو اپنی شریعت
سے منسوخ کر دیا۔ اور آپ پر نبوت ختم کر دی
گئی۔ پس آپ ہی اس حقیقت کے سب سے
پہلے مظہر ہیں۔ چونکہ حقائق نبوت کا اتمام و
استحکام مقصود تھا لہٰذا ہر وہ چیز جو آپ سے

Marfat.com

بقصور افهام اکثر الخلق الا برمز و ایماء مع الخواص فبعد بقی حقائق الولایۃ واسرارھا مکتوماً لمصلحۃ العامۃ فلما ختمت النبوۃ والفت احکامھا ورسخت فی نفوس الانسانیۃ واحاطت بھا حیث لم تبق رتبۃ التزلزل فیھا کما قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم "یئس الشیطان ان یعبد غیر اللّٰہ فی جزیرۃ العرب" اقتضت الحکمۃ ان تظھر حقایق الولایۃ بارزۃ ویتسع دائرتھا فظھر للولایۃ فی ھذہ الامۃ المرحومۃ شان خاص لم یکن من قبل لکن اتساع دائرتھا ایضا تدریجی لان استعدادات اللاحقین ولاسباب اخر ایضا کما لا یخفی علی من تتبع احوال الصحابۃ والتابعین وطبقات الصوفیۃ فلما اتسعت دائرتھا و استعدت النفوس استعدادا تاما ظھرت حقیقۃ الحقائق فی حاق وسطھا فی مظھرھا الثانی لیتقن

ظاہر ہوئی وہ باب نبوت اور اس کے حقائق واحکام و آثار سے ہے۔ اور نبی نے ولایت کے حقائق و اسرار کے سلسلے میں مخلوق کی کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے کلام نہیں فرمایا لیکن خواص سے رمز و اشارہ سے پس اس کے بعد ولایت کے حقائق باقی رہے اور اس کے پوشیدہ اسرار مصلحت عامہ کی وجہ سے۔ پھر جب نبوت ختم ہوگئی اور اس کے احکام جمع کر دیئے گئے اور وہ نفوس انسانیہ میں راسخ ہوگئے اور اس کو اس طرح گھیر لیا کہ اس کے متزلزل ہونے کا شبہ باقی نہ رہا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا کہ جزیرۃ العرب میں غیر اللہ کی عبادت کی جائے"۔ تو حکمت الٰہیہ اس کی مقتضی ہوئی کہ حقائق ولایت کھل کر ظاہر ہوں اور اس کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ تو (لہٰذا) اس امت مرحومہ میں ولایت کے لیے ایک خاص شان ظاہر ہوئی جو اس سے قبل نہ تھی۔ لیکن اس دائرہ کی وسعت بھی تدریجی ہے کیونکہ

Marfat.com

قوانين حقائق الولاية منها القول
بوحدة الوجود ولوازمها وتدوين
قواعد اسرارها واحكامها وآثارها
وهو الشيخ الاكبر والنور الازهر
محي الدين محمد بن العربي رضي الله
عنه فهو الفاتح انجام الولاية الخاصة
المحمدية اما كونه فاتحا فلانه نبه
الكتب في الحقائق وتعين قواعدها
وتفصيل مجملها بحيث لم يتيسر
لاحد قبله كما قبله على من تتبع
مصنفاته اما كونه خاتما فلان حقيقة
الحقائق ظهرت في هذا المظهر لاجل
اظهار حقائق فينا التي هي اصل الولاية
فتحقيق الشيخ رضي الله عنه بهذه
الجهة مقصود اولي بحيث لم يصح
لاحد بعده فهو خاتم لهذا التحقيق
الاولي وكل من تحقق بحقائق الولاية
التي فتحت بالشيخ فمنه الشيخ في
رقيبته علم اولم يعلم لانه الفاتح
السابق كما قال منه محمد صلى الله
عليه وسلم في رقيبته الشيخ لانه

لاحقین کی استعدادیں اور دوسرے اسباب
بھی ہیں اور یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں ہے
جس نے احوال صحابہ، تابعین اور طبقات
صوفیہ کی اتباع کی۔ پھر جب اس کا دائرہ
وسیع ہو گیا اور نفوس استعداد تام کے ساتھ
مستعد ہوئے تو حقیقۃ الحقائق اس کے وسط
میں اپنے مظہر ثانی میں ظاہر ہوئی تاکہ وہ حقائق
ولایت کے قوانین کو مستحکم کر دے۔ اسی میں
ایک قول وحدت الوجود۔ اس کے لوازم۔
اس کے اسرار کے قواعد اور اس کے احکام و
آثار کی تدوین ہے۔ اور وہ (مظہر ثانی)
شیخ اکبر، نور ازہر محی الدین محمد ابن عربی ہیں
جو ولایت خاصہ محمدیہ کے انجام کے فاتح ہیں
لیکن ان کا فاتح ہونا اس لئے ہے کہ انھوں
نے حقائق کی تفصیل کے سلسلہ میں آگاہ کیا
ہے اور اس کے قواعد متعین کئے ہیں اور
اس کے (حقایق کی) مجمل طور پر تفصیل کی ہے
اس حیثیت سے یہ بات ان سے قبل کسی کو
حاصل نہیں ہوئی۔ اور جس نے آپ کی تصانیف
کا تتبع کیا اس پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔
لیکن آپ کا خاتم ولایت محمدی ہونا تو

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سابق فی مظہریۃ
حقیقۃ الحقائق وشرط لمظہریۃ
الشیخ لہا لذالک. قال
فالفصوص بعد تحقیق طویل
فی حق خاتم الولایۃ
فہو حسنۃ من حسنات
الرسول ثم لما دونت علوم
الولایۃ وقواعد صاد قوانینہا
وبحقیقۃ النفوس الکاملۃ
باصولہا وفروعہا وغلب
علی الاستعدادات المختلفۃ
نتائجہا وثمراتہا ومر الدہور
والعصور (الاعصار) وتطاولت
الیہا ایدی الافکار اختلطت
علوم الولایۃ لعلوم النبوۃ
بشدۃ غموضہا اختلاطا
صعب التمیز بینہما بل اختلط
العلوم کلہا من النافعۃ و
الضارۃ لاختلاط الناس
عربہم وعجمہم والاختلاط
استعداداتہم ولتمارس

تو اس لئے کہ حقیقۃ الحقائق اس مظہر
میں ظاہر ہوئی ہم میں حقائق کے اظہار کی
وجہ سے. جو کہ اصل ولایت ہے. پس
شیخ رضی اللہ عنہ کی تحقیق اس اعتبار سے
مقصود اول ہے. اس حیثیت سے کہ یہ
تحقیق ان کے بعد کسی کے لئے صحیح نہیں
ہے کیونکہ آپ خاتم تھے اس تحقیق اول
قصدی کے لئے (یعنی جو کچھ آپ نے لکھ
دیا اس کے بعد اب تصوف کا کوئی مسئلہ
ایسا نہیں ہے جس پر کوئی قلم اٹھا سکے
اور نہ کسی کے بس کی بات ہے) اور جو
شخص حقائق ولایت کے ساتھ متحقق ہوا
جو شیخ کے ذریعہ مفتوح ہوئی پس شیخ کا
احسان اس کی گردن پر ہے. اس نے
جانا ہو یا نہ جانا ہو (خواہ وہ سمجھے یا نہ سمجھے
کیونکہ فاتح سابق آپ ہی ہیں (فتح باب
آپ ہی سے ہے) جیسا کہ (آپ نے)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ذات کے
لئے تعلیم حاصل کی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم حقیقۃ الحقائق کی مظہریت میں سابق
ہیں اور شیخ کی مظہریت کے لئے شرط ہیں

Marfat.com

العلوم وتداول الكتب بينهم
تيسر بكل احد من الناس
ان يحمل اى عبارة من اى
علم شاء على وفق مذاقه
بطريق فن الاعتبار ويستدل
بها على دعواه وهو لا يدرى
ان حملها بطريق الاعتبار
وان فن الاعتبار لا ينافى
به الاستدلال فاشتبه الامر
على نفوس المستعدين
وتعسر التحقيق لها بالعلوم
على خيالها - فاصيبت المصيبة
واستطارت البلية كل الجهات
حتى ان الزنادقة والملاحدة
تستّروا فى زى الصوفية
وتطاولت ايديهم
بعبارات القران العظيم
والاحاديث النبوى صلى
الله عليه وسلم وكلمات
المشائخ الكبار وحملوها
على غير المراد فضلّوا واضلّوا

اس لئے شیخ نے فصوص میں طویل تحقیق کے
بعد کہا ہے خاتم ولایت کے حق میں۔ پس
وہ ایک نیکی ہے نبی کی نیکیوں میں سے۔ پھر جب
علوم ولایت اور اس کے قاعدے و قوانین
مدون کئے گئے، اور نفوس کاملہ کی حقیقت
اپنے اصول و فروع کے ساتھ مرتب کی گئی
اور اس کے نتائج و قواعد استعدادات مختلفہ پر
غالب آئے اور زمانے و اوقات گزرتے رہے
اور فکروں کے ہاتھ اس کی طرف بڑھے
اور ولایت کے علوم نبوت کے علوم کے
ساتھ مخلوط ہوگئے۔ اس کی سخت مشکلات
کی وجہ سے اور ان کی استعدادوں کی اختلاف
وجہ سے اور علوم کے ساتھ مشق و مہارت
ہونے کی وجہ سے اور کتابوں کے مستعمل ہونے
کی وجہ سے ان لوگوں کے درمیان۔ پس ہر
شخص کے لئے یہ بات آسان ہوگئی کہ وہ اپنے
مذاق کے مطابق فنی اعتبار سے جو عبارت
جس علم سے چاہے اٹھالے اور اپنے دعوے
پر اس سے استدلال کرلے۔ حالانکہ وہ نہیں
جانتا ہے کہ اس کا اختیار (صحیح طور پر) بطریق
اعتبار ہے یا نہیں، اور یہ کہ اعتبار کا فن اس

Marfat.com

فكاد الزمان ان يكون شبيها
بزمان الجاهلية فاقتضى
التدبير الكلي والحكمة الازلية
ان تظهر حقيقة الحقائق بالقدر
المشترك الجامع بين علوم
النبوة والولاية بل الجامع بين
العلوم كلها مرة اخرى
في مظهر الثالث ليكون
منصة بظهور حقائقها
الجامعة المميزة بين العلوم
ومراتبها فهو يعين قوانين
ويدون قواعد يحصل لها
الامتياز التام بين علوم النبوة
والولاية بل بين العلوم المعتبرة
كلها من التفسير والحديث
والفقه والكلام والتصوف
والسلوك فينزل كل علم
منزلته ويبلغ كل عبارة و
اشارة مبلغه وهو الكامل
المكمل زبدة المتقدمين
قدوة المتأخرين

اس کے ساتھ استدلال کرنے کی نفی نہیں -
کرتا پس یہ امر مستعدین کے نفوس پر مشتبہ
ہوگیا (یعنی انھوں نے صحیح تحقیق نہیں کی اور
اصول کا لحاظ نہیں کیا) اور ان کے بے علموں
کی تحقیق ان کے خیال پر مشکل ہوگئی پس دقت
پیدا ہوگئی اور ہر سمت سے مصیبتیں کھڑی
ہوگئیں یہاں تک کہ زندیقین اور ملحدین
صوفیاء کے لباس میں جا چھپے اور ان کے
ہاتھ قرآن عظیم کی عبارتوں، احادیث نبوی
اور مشائخ کبار کے کلمات پر دراز ہوگئے
(یعنی انھوں نے خوب تحریفات کیں) اور
قیاس کیا اصل مقصد کے غیر پر (یعنی جو
معنی مراد نہیں تھے وہ مراد لئے) وہ خود بھی
گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔
پس قریب تھا کہ زمانہ جاہلیت کے زمانہ
کے مشابہ ہوجائے پس تدبیر کلی اور حکمت
ازلی اس کی مقتضی ہوئی کہ حقیقۃ الحقائق قدر
مشترک کے ساتھ ظاہر ہو (یعنی ایسے معنی جو
سب کو جامع ہوں) جو نبوت و ولایت
کے علوم بلکہ کل علوم کے درمیان جامع ہے
دوبارہ مظہر ثالث میں۔ تاکہ وہ منصہ ظہور

Marfat.com

قطب المدققین. غوث المحققین الشیخ ولی اللّٰہ المحدث الدھلوی سلمہٗ اللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ ومن کان لہٗ لطف قریحۃ وطالع مصنفاتہ الشریفۃ وتحقق بقواعدھا وقوانینھا خصوصًا الکتاب حجۃ اللّٰہ البالغۃ، واللمحات، والطاف القدس، والھمعات والمکتوب المرسل الی المدینۃ والکتاب المسوی فی شرح الموطا لم تبق لہٗ ریبۃ فی تصدیق ھذا المطلب الاسنی والمقصد الاقصیٰ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر فمثل مصنفاتہ الشریفۃ

پر (علانیہ طور پر) اس کے حقائق کی تصحیح کرے اور علوم اور اس کے مراتب کے درمیان تمیز کرا دے اور قاعدے وقوانین متعین و مدوّن کرے (تاکہ) ان کے ذریعہ امتیاز حاصل ہو اور وہ نبوت وولایت کے علوم کے درمیان امام ہو. بلکہ تمام علوم معتبرہ کے درمیان جیسے تفسیر. حدیث. فقہ کلام، تصوف اور سلوک اور وہ ہر علم کے مرتبہ کو پہنچے اور اسے ہر عبارت واشارت پر رسائی حاصل ہو. اور وہ کاملین میں سب سے مکمل. زبدۃ المتقدمین. قدوۃ المتاخرین. قطب المدققین غوث المحققین شیخ ولی اللّٰہ محدث دہلوی ہیں. اللّٰہ ان کو سلامت رکھے. اور جو شخص پاکیزہ طبیعت ہو اور اس نے آپ کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہو اور آپ کے قواعد وقوانین کی تحقیق کی ہو. خصوصًا کتاب حجۃ اللّٰہ البالغہ. لمحات الطاف القدس. ہمعات. مکتوب مدنی اور کتاب مسوّیٰ شرح موطا کا. اس کے لئے اس بلیغ مطلب ومقصد کی تصدیق میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے گا.

Marfat.com

بالنسبة الى التصانيف السابقة
فى العلوم مثل رجل ماهر
باللغات بأسرها اتى جماعة
وجدوا دينارا لطلب
به كل واحد بلغة العنب
فوقع اللدغ والدفع
بينهم بسبب اختلاف
الفاظهم فأخذ هذا
الرجل دينارا من
ايديهم واشترى عنبا
واعطاهم فلما رأوا ذالك
شكروا اللّٰه ورضوا بينهم
وتعانقوا فافهم.

"کہہ دو حق تمہارے رب سے ہے. جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے" پس آپ کی تصنیفات شریفہ کی مثال بہ نسبت تصنیفات سابقہ فی العلوم کے اس مرد ماہر کی طرح ہے جو تمام زبانوں کا ماہر ہے. وہ ایک ایسی جماعت کی طرف آیا جس نے ایک دینار پایا اور اس جماعت کا ہر فرد اپنی اپنی زبان میں عنب (انگور) طلب کر رہا تھا. بات یہاں تک بڑھی کہ ان میں آپس میں جھگڑا ہونے لگا. (یعنی ان کی زبانیں مختلف تھیں جس کی وجہ سے لفظی نزاع واقع ہوا) پس اس شخص (ماہر فن) نے (ان کی لڑائی دیکھ کر) وہ دینار ان سے لے لیا. اور انگور خرید کر ان کو دیدیئے. جب انھوں نے انگور دیکھے تو اس کا شکریہ ادا کیا. خوش ہوئے اور ایک دوسرے کے گلے ملے (اس بات سے تم خود سمجھ لو)

تشریح :- بیشک حضرت وجود مطلق الشان کا پہلا تعین وہ کلی ہے جس میں ہر شان واعتبار واضافت کی صلاحیت ہے (یعنی حقیقت محمدی جو ذات باری تعالیٰ کا پہلا تعین ہے ذات کی ہر شان واعتبار وصلاحیت کا جامع ہے) جس کو صوفیا کی زبان میں حقیقت الحقائق. برزخ اولیٰ اور وحدت کہا جاتا ہے اور اس جگہ

Marfat.com

میں کل تعینات وحقائق مندمج ہیں. اور صوفیار نے کشف ووجدان سے کہا ہے کہ یہ حقیقت محمدیہ ہے. اور میرے وجدان میں وہ ایک حقیقت ہے جو عالم امر کے مشکل تعینات میں ہویت کا بیان ہے. اور وہ عالم کبیر یعنی کائنات کے نفس کلیہ کے وسط میں تجلی اعظم ہے جس پر ننانوے اسماء منطبق ہیں (یعنی ذات باری تعالیٰ کے ننانوے اسمار کی جامع تجلی ہے ظاہر ہوتی ہے) اور پیدا ہونے والے تعینات میں ہویت ہے (یعنی ان تعینات پر باطنی طور سے ساری وطاری ہے) اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی کائنات کا مادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سے ظاہر ہوا ہے) اور اسی جگہ شیخ کبیرؒ نے ادنیٰ تسامح سے تجلی اعظم کے بارہ میں کہا ہے کہ وہ حقیقت محمدیہ ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ کے چھٹے باب میں ہے، اور اس بات پر حقائق سے آگاہ کیا ہے. اس کا مطلب یہ ہے کہ ذات حضرت علم میں اپنے شیونات میں متلبس ہے (یعنی ذات باری تعالیٰ علم سے پرے ہے البتہ اس کے شیونات کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے) اور موجودات سے "وہ ذات ہے جو شیونات کے احکام وآثار کے ساتھ حضرت عین (یعنی حقیقۃ الحقائق) میں متلبس ہے. پس جب اس ذات یعنی حقیقۃ الحقائق نے کثرت کو وحدت حقیقت سے اس کے مراتب کے ساتھ افراط وتفریط اور اعتدال کے ساتھ ظاہر فرمایا. تو یہ امر بدیہی ہے کہ مرتبہ اعتدالیہ کی نسبت دوسرے مراتب کی نسبتوں سے اس شان کلی کی طرف اتم واولیٰ ہے. پس تجلی اعظم کی نسبت اولیت بدیہی ہے اور جس کی طبیعت صاف ہے اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں پس جس نے کاملین کے احوال اور ان کے اخلاق کی اتباع آغاز نوع انسانی سے اس کے آخر تک (یعنی بشریت کی ابتداء سے بشریت سے مبرا ہونے تک) کی اس پر بھی یہ بات چھپی نہ رہے گی کہ نبیؐ کے احوال واخلاق اعتدال کے وسط میں تھے. اور یہی نبی کی اولویت ہے. النبی اولیٰ بالمومنین الخ پس اس میں یہ بات ہے کہ نبی اس شان کی طرف تمام افراد کاملین میں سے اتم واولیٰ ہیں. (یعنی حقیقت محمدی یا تجلی اعظم ہے

Marfat.com

جو فیض محمدؐ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے فردِ کامل کو خواہ وہ ولی ہو یا نبی حاصل نہیں ہو سکتا) اور اس کی مثال یہ ہے کہ وہ شانِ کلی یعنی حقیقت محمدی دائرۂ محیط کے مرتبہ میں ہے اور تمام افرادِ کاملین ان نقطوں کے مرتبہ میں ہیں جو دائرۂ محیط میں ہیں اور جن سے دائرہ بنا ہے۔ اس مثال کا نقشہ منسلک ہے۔ تقی انور

د جاننا چاہئے کہ واقعہ معراج میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ تیری نماز کیا ہے تو جواب ملا "ثنائے ذاتی" یعنی حمد۔ محمد کے معنی ہیں حمد کیا گیا۔ اور الحمد للہ کے معنی ہیں کہ حمد اللہ کے لئے ہے۔ پس ذات باری تعالیٰ کا جو عقل و فہم و ادراک سے بالاتر ہے مرکز توجہ یہی ثنائے ذات ہے یعنی ذات میں عبد و معبود یکتا ہیں۔ ثنا کرنے والا عبد ہے اور جس کی ثنا کی گئی ہے وہ معبود ہے۔ اور یہی عبد و معبود کی یکتائی عرفان ذات ہے پس اللہ نے عبد کو دیکھا اور معبود کو عین یکتائی میں پوشیدہ رکھا۔ اور عبد نے معبود کو پہچانا۔ اور بحیثیت مرکز توجہ ہونے کے اس کا شہود ذات باری تعالیٰ کے لئے وہ نور ہے جو احادیث شریفہ اول ما خلق اللہ نوری، اول ما خلق اللہ القلم، اور اول ما خلق اللہ العقل میں مذکور ہے۔ یہی نور حقیقت محمدی ہے جس سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حقیقتیں ظاہر ہوئیں اور یہی سب نقاط سمٹ کر قلم بنے جو عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ. اور انھیں نقاط کا انبساط روح کلی کہلاتا ہے۔ اور یہی حقیقتیں ملائکہ کی تخلیق کے سلسلے میں عقول کہلاتی ہیں۔

چونکہ اولیاء کی حقیقتیں انبیاء علیہم السلام کی حقیقتوں کے دوائر سے ظاہر ہوئیں لہٰذا ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے زیر قدم ہوتا ہے۔ ان دوائر کا نصف سے کم حصہ حقیقت محمدی سے اقرب ہونے کے باعث اولیائے محمدی المشرب کی حقیقتوں کو ظاہر کرتا ہے اور دوسرا نصف سے زائد حصہ اولیائے مختلف المشارب کی حقیقتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی لئے اولیائے محمدی المشرب "اَوْلِيَاءُ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ

بَنِیْ اِسْرَائِیْل" ہیں۔ ان نقطوں میں سے ہر نقطہ کی نسبت اس محیط کی طرف ایسی نسبت ہے جو باہم فرق رکھتی ہے کیونکہ ایک جانب سے قریب ہے اور دوسری جانب سے بعید ہے مگر نقطہ مرکزیہ کی نسبت تمام اطراف سے برابر ہے پس مرکز کو محیط کے ساتھ ایک مزید خصوصیت ہے جو دوسرے نقطہ کو نہیں ہے۔ پس اس طور پر حکم کرنا کہ محیط مرکز کی حقیقت ہے یہ اس کے برعکس حکم سے اولیٰ ہے۔ (یعنی حقیقت محمدی سے جو حقائق پیدا ہوئے وہی حقیقت محمدیؐ کی حقیقت ہیں) کیونکہ محیط کی توجہ یکساں اپنے تمام شیون کے ساتھ مرکز پر ہے۔ اور نقاط کے علاوہ کی طرف (یعنی اعتبارات کی جانب) بعض شیون کے غالب اور بعض کے مغلوب ہونے سے۔ تعمی انور

جب یہ تمہید بیان ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ ایک حقیقت کے بعد دوسری حقیقت کا ظاہر ہونا صوفیا، کے نزدیک مسلمات سے ہے۔ (یعنی جس طرح حقیقت محمدیؐ کے دو اطوار نبوت و ولایت کی حقیقتیں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئیں اسی طرح ہر حقیقت سے دوسری دو حقیقتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حضرت الیاسؑ حضرت ادریسؑ ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت الیاسؑ اور حضرت ادریسؑ کی حقیقت ایک ہے جو دو صورتوں میں ظاہر ہوئی اور یہ تناسخ نہیں ہے (کیونکہ تناسخ میں ارواح دوسرا جسم حاصل کرتی ہیں اور یہاں حقیقت نے دوسری شکل اختیار کی ہے) پس وہ (شیخ اکبر) کہتے ہیں کہ حقیقت الحقائق وہی حقیقت محمدیہؐ ہے جس میں نبی کریمؐ مکمل طور پر ظاہر ہوئے ہیں لیکن اس کے لئے دوسرے دو مظہروں میں دو ظہور ضروری ہیں وہ دونوں آپ کے وارث ہیں اور آپ کے کلام کی شرح کرنے والے ہیں۔ اور اس کا صدق آپؐ پر اور آپ کے دونوں وارثوں پر صورت نوعیہ کے صدق کی طرح ہے (یعنی جس طرح انسان کی صورت نوعیہ لطائف سے مرتب ہوئی یعنی قلم سے قامت انسانی مقرر کر کے مٹی کا پتلا بنایا گیا اور اس میں اخفیٰ، خفی، سر اور قلب کے مقامات متعین کر کے پھر

Marfat.com

گئی تو روح وقلب ونفس کا شہود انسانی میں ہوا) اور کامل ترین افراد پر مادے کی صلاحیت کے باعث حقیقت الحقائق کا اپنے پورے ظہور کے ساتھ ظاہر ہونا منع نہیں ہے۔ لیکن آپؐ سب سے پہلے اور سب سے سابق ہیں۔ اور وہ دونوں آپؐ کے تابع ہیں پس آپؐ افضل ہیں اور یہ تینوں ظہور مختلف اوقات میں حقیقت الحقائق کے مظاہر کلی ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی رو سے حکمت ازلیہ اور رحمت الٰہیہ اس کی مقتضی ہوئی۔ کیونکہ جب تک نبوت وولایت کی پوری پوری تشریح نہ ہو جائے حقیقت الحقائق کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نبوت کی مکمل تشریح کے بعد ولایت کی تشریح مکمل ہونے کے لئے قیامت تک جاری رہے گی۔ کیونکہ تمام موجودات حقائق کے مظاہر ہیں اور حقیقت الحقائق سے منسوب ہیں۔ اس نسبت کی دو جہتیں ہیں جہت اشتمال (شامل کرنا) اور جہت احتواء (گھیر لینا) اور اس جہت سے تمام عالم کل کا کل اس کا (حقیقت الحقائق کا) مظہر ہے اگر بالواسطہ ہو۔ دوسری جہت معدودیت ہے اور وہ بھی حقائق میں سے ہے (یعنی ایک کے عدد سے بیشمار اعداد وجود میں آئے جن کی انتہا نہیں) اور اس جہت کے مظاہر خاصہ میں (یعنی ایک حقیقت الحقائق سے سارے انبیاء واولیاء کی حقیقتیں ظاہر ہوئی اور ہر حقیقت ایک حقیقت خاصہ ہے) مرتبۂ وجوبیت میں تو تم نے اسے پہچانا۔ (جیسا کہ نقشہ منسلکہ سے ظاہر ہے۔ مرتبۂ امکانیہ میں ہر عالم کے وسط میں اس کا ایک نمونہ اور ظہور ہے۔ لیکن نوع انسانی میں وہی تین ہیں کیونکہ کمالات کا مرجع دراصل نبوت وولایت کی طرف ہے۔ اور حقیقت الحقائق ان دونوں کی جامع ہے کیونکہ نبوت کی حقیقت حق اور خلق کے درمیان ایک برزخ ہے اور وہی برزخوں کی اصل ہے اور حقیقت ولایت اللہ کے ساتھ قرب ہے اور وہ اقرب الحقائق ہے اول الاوائل یعنی ذات باری تعالیٰ کی طرف۔ تعی الخ۔

Marfat.com

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔

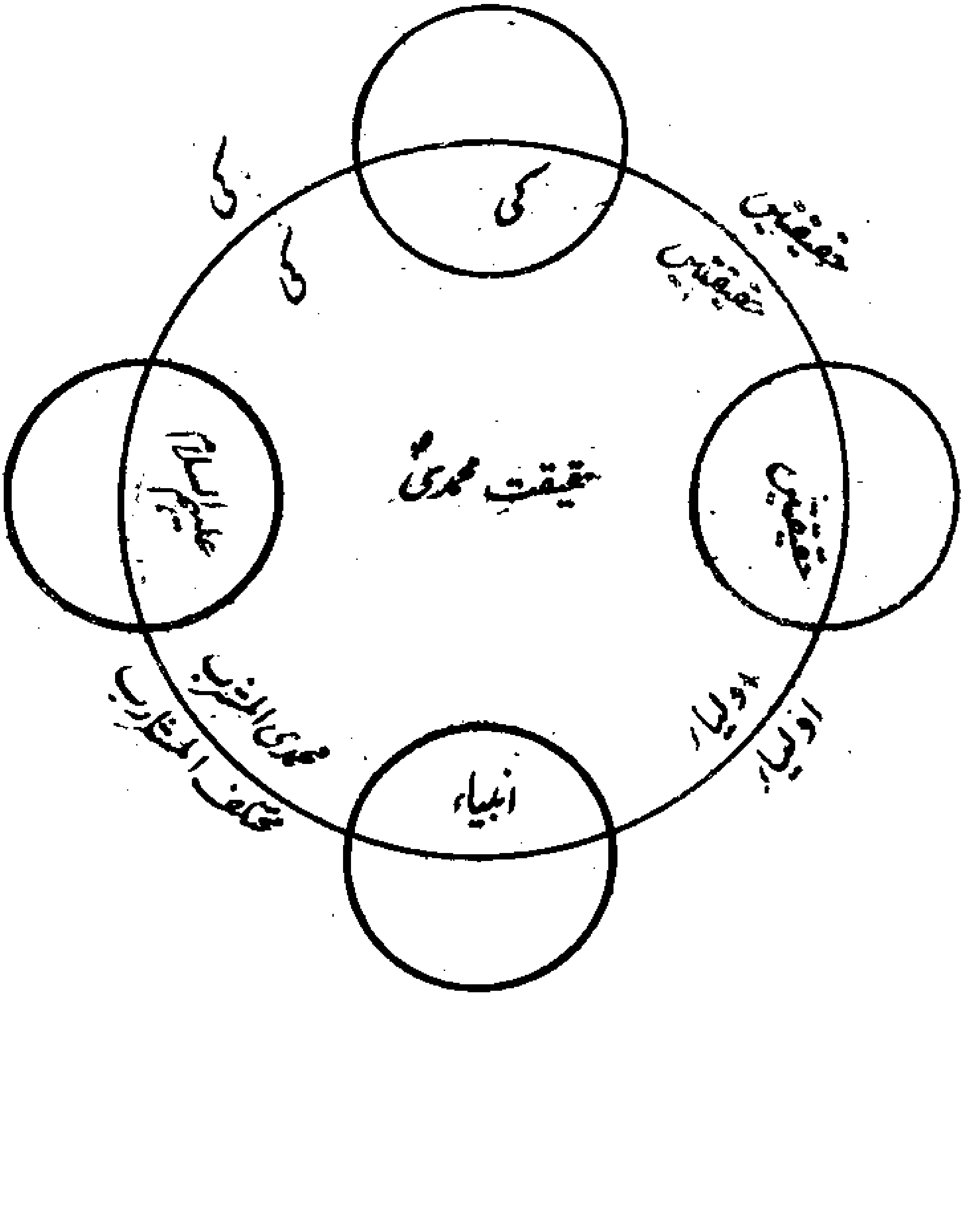

Marfat.com

نبوت وولایت حقیقت محمدیؐ کے دو اطوار ہیں۔ پہلے طور سے انبیاء کی حقیقتیں (سرخ نقاط) وجود میں آئیں۔ پھر ان حقائق نے دوائر بنائے وہ اولیاء کی حقیقتیں (سبز اور نیلے نقاط) ہیں۔ سبز نقاط حقیقت محمدیؐ سے اقرب ہونے کے باعث اولیاء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کی حقیقتیں ہیں جو محمدیؐ المشرب ہیں۔ اور نیلے نقاط بعد کی وجہ سے اولیاء مختلف المشارب کی حقیقتیں ہیں۔ اور دونوں زیر قدم انبیاء یہی حقائق سمٹ کر قلم ہیں۔ اور اپنے انبساط میں روح کلی ہیں۔

(نوٹ:۔ نقشہ میں محیط کے صرف چار نقاط کے دوائر دکھلائے گئے ہیں درا صل محیط کا ہر نقطہ ایک دائرہ بناتا ہے) نقی انور۔

Marfat.com

تذئیل

درحکایت حال عبد ذلیل

مؤلف کتاب ہٰذا واضح کرتا ہے کہ جب یہ بندۂ ضعیف ان اوراق کی ترتیب وتسوید سے فارغ ہوچکا تو اسے بغرض ملاحظہ مجدد ملت حکیم الامت حضرت ولی نعمت دام مجدہم کی خدمت عالی میں پیش کیا آپ نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس میں اپنے حال کا بھی اضافہ کرو۔ اس غلام نے چونکہ اس قسم کے حالات جو اس کتاب میں تحریر کئے اس میں سے اپنے میں کوئی بات بھی نہ پائی اور نیز احباب کے اصحاب کاملین سے منسلک ہونے میں اسے شرم آئی (لہٰذا) اس حکم کی تعمیل میں معذرت خواہ ہوا۔ جب اس سلسلہ میں میرا عذر اور تاخیر ملاحظہ فرمائی تو خود بہ نفس نفیس ایک اپنی تحریر مشتمل بربیان کرامتہائے ذات، منبع اسرار ولایت تحریر فرماکر جو اس ناکارہ کی نسبت ظاہر ہوئیں خاکسار کو شرف امتیاز وافتخار بخشا۔ اور حکم دیا کہ اپنے حال کی ابتدا اس سے کرو۔ پس بحکم اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ناچار اس جلیل القدر حکم کی تعمیل میں مشغول ہوا اور ذات مصدر کرامات کی توجہات کے نتائج کی حکایات کہ وہی اس مقالہ میں مقصود بالذات ہیں۔ شکراً وثناءً لا فخراً ونواءً اس مکتوب کے بعد درج کیا۔ ومن اللّٰہ العصمۃ والسداد فی المبدا والمعاد۔

اور وہ مکتوب یہ ہے:۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ. امابعد...

فان اخانا الشیخ محمد عاشق نعم
اللہ تعالیٰ علیٰ ظاھرہ و باطنہ
کثیرۃ لا تحصی ولا احصیھا
وبرخ من جملتھا ان خلقہ اول
ما خلق زاھدًا فی الدنیا راغبًا
فی سلوک طریق الوصول الی
اللہ تعالیٰ. فلا اذکرانی سمعت
منہ اول سن تمیزی وتمیزہ
کلاما یدل علی رغبتہ فی الاموال
والمناصب واللذات الحسیّۃ
الخسیسۃ بل کان من اول
عمرہ غایۃ ھمتہ ونھایۃ
نھیتہ ان یصل الی ما ینزعہ
الیہ استعداد الجبلی وجذبہ
الیہ اللطف الازلی ومن جملتھا
ان النشاۃ من بیت الولایۃ
وجعل الانظار المشائخ. فکم
من لطف حصل لہ من سیدی

ہمارے بھائی شیخ محمد عاشق جن کے ظاہر
و باطن پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں
اور میں ان کو شمار نہیں کر سکتا. ان میں سے
قدرے یہ ہے کہ وہ ولادت کے وقت
سے لیکر اب تک، دنیا میں متقی و پرہیزگار
اور وصول الی اللہ کے طریقہ کے شائق
رہے مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے
بدو شعور سے ان کے متعلق کوئی ایسی بات
سنی ہو جو ان کی رغبت مال و منال اور
لذات حسیّہ خسیسہ (لذات دنیاوی) پر
دلالت کرتی ہو بلکہ ابتداءِ عمر سے ہی ان
کی ہمت و دانشمندی کی نہایت کا حال
یہ تھا کہ وہ اس مقام پر فائز ہو جائیں
جس کی جانب ان کو استعداد فطری
کھینچ رہی ہے. پھر ایک وقت ایسا
آیا، کہ لطف ازلی نے ان کو اس جانب
کھینچ لیا. اور منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خانۂ ولایت میں

Marfat.com

الوالد قدس سرہ ومن اعمیہ وعمہ قدس سرہما ومن جملتہا ان جعلہ بارا باباٗنہ العنصریین والروحانیین منقادا لہم غیر منازع معہم ولا عاصیا علیہم سواء فی ذالک قولہ وفعلہ و قلبہ ولسانہ ومن جملتہا ان رزقہ من علم الکتاب و السنۃ ومایستقیم بہ ھو وکل من التزم اتباعہ علی جادۃ السنۃ ومن جملتہا ان جعل بینی وبینہ محبۃ فی اللہ سری فی کلنا احکامہا واسرارہا ففزنا والحمد للہ متحابین فی اللہ اجتمعنا علی ذالک وتفرقنا علی ذالک واثمرت فینا فوائد لا تحصیٰ وھدایات لا ذکرالناس منہ علی ھذا القدر وساذکرمابقی عند اللہ اذا حصل ما فی الصدور ولعثر من فی القبور

پیدا فرمایا ۔ اور مشائخ کی نظرِ عنایت ان پر مبذول فرمائیں. اور میرے والد ماجد اور اپنے والد بزرگوار اور عم مکرم قدس سرہم کی کس قدر الطاف وعنایات ان کے شاملِ حال رہیں اور منجلہ ان کے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مادی وروحانی باپوں کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا نہ ان کے ساتھ جھگڑنے اور نافرمانی کرنے والا. ان کا قول وفعل . زبان وقلب اس سلسلہ میں (یعنی اطاعت وغیرہ میں) مساوی ہیں. ان کو کتاب وسنت کا علم عطا ہوا نیز جس سے وہ مستقیم ہوں نیز جس شخص نے ان کی اتباع کو بطور سنت خود پر لازم کرلیا ۔ اور منجلہ ان کے ایک یہ ہے کہ میرے اور ان کے درمیان محبت فی اللہ رکھی اور ہم سب میں اس کے احکام واسرار جاری ہوئے اور الحمد للہ ہم حب فی اللہ میں باہم محبت کرتے ہوئے (اس میں) کامیاب اس پر مجتمع اور اس پر متفرق ہوئے (حب للہ اور بغض للہ) ہالآخر ہم کو اس کے بےشمار فوائد حاصل ہوئے ۔

Marfat.com

ومن جملتها ان وفقه بسلوک طریق اللّٰه والفناء فی اللّٰه والبقاء باللّٰه فشاهد عجائبها ومارش غرایبها وتفحص سنیها وشنیها وسار فی غورها ونجدها ومن جملتها ان وفقه الحج بیته المکرم وزیارة نبیه المعظم صلوٰة اللّٰه علیه وسلامه . ولم یجعل حجه حجا عامیا ولا زیارته زیارة عمیا بل جعله فی کل ذالک علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه ومن جملتها ان فتح عین بصیرته فانکشف له من اسرار الکتاب والسنة ما سبق به کثیرا من السابقین واعجز عن شاوه کثیرا من اللاحقین ومن جملتها ان احل فیه سر الارشاد وجعله وکرا لعنایة الارواح الطیبة . . . .

. . . . یجدون به حظا من الوجود الناسوتی . وهذا اسر

اور منجلہ ان کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سلوک طریقت فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی توفیق عطا فرمائی پس انھوں نے اس کے عجائب وغرایب مشاہدہ کئے۔ اور نیک و بد کی تلاش وجستجو کی۔ اور اس کے نشیب و فراز میں سیریں کیں۔ اور منجلہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ انھیں حج بیت اللہ اور نبی مکرم کی زیارت کی توفیق عطا ہوئی۔ نہ ان کے حج کو عام لوگوں کا حج بنایا اور نہ ان کی زیارت کو اندھی زیارت بنایا بلکہ ان کے لئے اس سب کو اپنے رب کی طرف ایک دلیل بنا دیا۔ اور اس کا اس پر ایک گواہ بھی ہے اور منجلہ ان کے ایک یہ ہے کہ ان کی چشم بصیرت وا ہو گئی اور کتاب وسنت کے وہ اسرار ان پر منکشف ہو گئے جن پر سابقین میں سے اکثر لوگوں کی رسائی نہ ہو سکی۔ اور بہت سے لاحقین اس سے عاجز رہے۔ اور منجلہ ان کے یہ بھی ہے کہ ان کے لئے سر ارشاد کھول دیا گیا اور ان کو ارواح طیبہ کی عنایت کا آشیانہ بنا دیا . . . .

ان کے وجود ناسوتی سے لوگ ایک حظ

Marfat.com

شاھدت منہٗ امرا عظیما و جاءنی بہ الثلج مرۃ بعد اخریٰ الی غیر ذالک من مناقب یعجز عن شرحھا البیان ویکل دون احاطتھا اللسان و بالجملۃ فاشھد اللہ باللہ انہ صفوۃ اللہ فی خلقہ وحجۃ اللہ فی ارضہ وانہ سرالاسرار و نور الانوار وانہ مھب النفحات ومعدن البرکات وانہ سابق السباق والبدیع النادر فی الاٰفاق وانہ صاحب صدق وجنان حق وانہ للاولیاء کریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم کما کان یوسف الصدیق بشھادۃ نبینا صلوات اللہ علیہما فی الانبیاء الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم وھو معدن اسراری، وحامل انواری، قلبی معہٗ ابدًا ونظری الیہ سرمدًا یدہٗ کیدی وصحبتہ کصحبتی وقولہٗ کقولی، وفعلہٗ کفعلی

پاتے ہیں۔ اور یہ وہ سر ہے جس سے میں نے امر عظیم کا مشاہدہ کیا اور مجھے اس سے برف کی ٹھنڈک ملی۔ اس کے علاوہ ان کے بہت سے اور بھی مناقب ہیں جن کی تشریح سے بیان عاجز اور اس کے احاطہ سے زبان قاصر ہے۔ اور میں یہ بات اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ اس کی مخلوق میں برگزیدہ ہستی اور اس کی زمین میں حجت ہیں۔ صاحب اسرار و انوار و صاحب نفحات ہیں۔ برکتوں کی کان۔ ترقی کرنے والوں میں سب سے سبقت کرنے والے آفاق میں نادر و عجوبۂ روزگار، صاحب صدق ویقین و صاحب جنان ہیں۔ اولیائے کاملین میں کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم جیسے حضرت یوسف صدیق ؑ ہمارے نبی ؐ کی شہادت کے مطابق انبیاء علیہم السلام میں کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم ہیں۔ وہ میرے اسرار کے مخزن اور میرے انوار کے حامل ہیں۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ ان کی صحبت میری صحبت ان کے اقوال وافعال یہ سنن د آہل

Marfat.com

در رضائه هو بعینه رضائی
کشفه و وجده هو بعینه
کشفی و وجدانی ؎
آنی که تو از نام تو می بارد عشق
واز نامه و پیغام تو می بارد عشق
عاشق شود آں کس که بکویت گذرد
آرے ز در و بام تو می بارد عشق
طوبیٰ لمن اتبعه والتذ به و
استرشد منه واعتمد علیه
حفظنی الله تعالیٰ وایاه جمیع
بلیاتی فی مقعد صدق عند
ملیک مقتدر۔ اقول قولی
هذا واستغفر الله لی وله
ولجمیع المسلمین آمین

میرے ہی اقوال و افعال ہیں۔ ان کی
رضا اور کشف و وجدان عین میری
رضا اور کشف و وجدان ہیں ؎
تم وہی ہستی ہو جس کے نام ہی سے عشق برس
رہا ہے (یعنی اسم با مسمیٰ ہو) اور تمہارے
نامہ و پیام سے عشق کی بارش ہو رہی ہے
جو ہستی بھی تمہاری گلی سے گزر جائے
ناممکن ہے کہ مرض عشق میں مبتلا نہ ہو جائے
کیوں نہ ہو جب کہ تمہارے در سے اور دیوار
سے عشق کا مینہ برس رہا ہے۔
مبارک ہے وہ جس نے ان کی اتباع
کی اور ان سے لذت یاب و فیضیاب
ہوا۔ ان سے ہدایت حاصل کی اور ان
پر اعتماد کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور ان کو
تمام آفات سے محفوظ رکھے اور مقعد
صدق میں جگہ عطا فرمائے

Marfat.com

اور جاننا چاہئے کہ اس صحیفہ کا ہر حصہ جو دین و دنیا کیلئے نامۂ افتخار (اور

دوسری تقریر و تحریر سے پر معنیٰ ہے۔ لیکن بمصداق

ے چوں طمع خواہد زمن سلطان دین　　　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

اطاعت ولی الامر کرتا ہے۔ اور اپنا حال تحریر کرتا ہے

ولادت اس بندہ کی ۱۰ ار ماہ رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔ بعض اعزہ نے محمد عارفی سے تاریخ نکالی ہے جدہ مادری نے اپنی فرزندی میں لیکر اپنی آغوش تربیت میں پرورش کیا۔ پھر جب پڑھنے کے قابل ہوا۔ اور دو ایک سیپارے قرآن کے پڑھے۔ پھر میرے جد مادری شیخ عبد الوہاب نے جو اپنے اعزہ میں سب سے بزرگ تھے۔ اور شیخ بزرگ حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہ العزیز کے اصحاب میں سے تھے۔ اور خط نسخ میں استاد تھے۔ پورا قرآن اور نسخہ نصاب صبیان تعلیم فرمایا۔ اسکے بعد رسالہ میزان صرف اور بعض کتاب بوستان سعدی کی اپنے جد اکمل العارفین اعلم الواصلین باللہ الصمد حضرت شیخ محمد قدس سرہ سے پڑھی۔ اور آپکے افادہ نے اس بندہ کو شرف امتیاز بخشا اور یہ بندہ ضعیف گو کہ ان ایام میں درجہ بلوغ کو نہ پہنچا تھا لیکن پھر بھی چند بار آنجناب کے ساتھ سیر و سفر میں برکات سعادت سے مشرف اور آپکی صحبتوں سے فیضیاب ہوا

Marfat.com

اور آپکی توجہات وعنایات عظیمہ اپنی حال پر مبذول پائیں مجھے یاد ہے کہ ایک دن آپ پر ایک عجیب حالت طاری تھی اور یہ شعر انتہائی ذوق میں پڑھ رہے تھے

؎ خیال زلف تو پختن نہ کار خامان است — کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

اور دوسرے وقت ایک عجیب کیفیت طاری تھی اور یہ شعر زبان اسرار بیان سے پڑھ رہے تھے

؎ ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اور رحلت کے وقت انکے پاس حاضر تھا اس وقت ان پر ایک عجیب کیفیت مشاہدہ ہوئی۔

بعد ازاں تمام کتب درسیہ کی ابتدائی کتابیں معقول ومنقول کی شرح مواقف تک حضرت قبلہ گاہی معدن برکت قدوہ اولیاء اللہ حضرت شیخ عبید اللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں استفادہ کیں لیکن قدرے کافیہ و شرح ملا حضرت عمی عمدۃ الواصلین شاہ حبیب اللہ قدس سرہٗ سے پڑھی تھیں، اسی طالب علمی کے زمانہ میں ایک بار رمضان میں حضرت قبلہ گاہی قرآن باتدبر معانی و مطالب بالتفسیر تلاوت فرما رہے تھے، اور یہ غلام بھی موجود تھا۔ جب اس آیت فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ پر پہونچے تو اس بندہ کی طرف متوجہ ہو کر دو تین بار اس آیت کی تکرار فرمائی بس ان کلمات نے مجھے اچھی طرح جکڑ لیا اور یہی چیز گویا سلوک طریقت کا تخم شوق ہو گئی۔ پھر تھوڑے دنوں بعد اشغال طریقت میں سے ایک شغل تعلیم فرمایا۔ میں نے اسکی مشق اختیار کی۔ لیکن طمانیت قلبی کما حقہ حاصل نہ ہوئی اور حضرت عم مکرم قدس سرہٗ بھی اس بندہ ضعیف کے حال پر بے انتہا کرم و توجہ خاص فرماتے تھے، بار ہا انکے حلقہ مراقبہ میں حاضر ہوا، اور چند بار اس بندہ کو توجہ دی، اور عجیب حقائق و معارف خاصہ بیان فرماتے تھے۔ تو مجھے مخاطب فرماتے تھے اور انکے لکھ لینے کا حکم دیتے تھے، ایسا کہ کوئی دوسرا اس سعادت میں شریک نہ تھا، اور حضرت جامع کرامت شیخ بزرگ امام الطریقت قطب الحقیقت شیخ عبد الرحیم قدس سرہٗ کی خدمت میں بہت بار فیضیاب ہوا، اور درس اور حقائق و معارف کے بیانات کی مجلسوں میں شرف حضوری سے مشرف ہوا، اور حلقہ مراقبہ میں باریاب ہو کر سعادت اندوز ہوا۔ اور آپ نے بے انتہا عنایات اس خاکسار کے حق میں مبذول فرمائیں۔ آپ کے مرض

Marfat.com

اور مابل میں ہمہ وقت شرفِ حضوری سے مشرف رہتا تھا۔ بعض اوقات جب آپ کے روبرو حضرت مولائی ومرشدی مد اللہ ظلہم العالی کے شرف صحبت سے مشرف ہوتا تھا۔ اور حضرت شیخ بزرگ آنجناب کی توجہ اس فدوی کی طرف اور اس عبودیت گزیں کی عقیدت آنجناب کے ساتھ ملاحظہ فرماتے تو از حد مسرور ہوتے۔ چنانچہ ایک بار انتہائی خوشی کی حالت میں حضرت قبلہ گاہی والد محترم شیخ حبیب اللہؒ سے فرمایا کہ ان دونوں کے مابین بہت اخلاص و محبت ہے۔ اور ہم اس بات سے بہت خوش ہیں۔ ایک رات اس غلام نے مبشرہ میں دیکھا کہ حضرت شیخ بزرگ وضو کے ارادے سے بیٹھے ہیں اور اس غلام سے فرما رہے ہیں کہ تم اس جگہ کیوں نہیں رہتے۔ اور شرح ہدایہ حکمت کی قرأت کی سماعت اپنے حضرت اقدس سے کیوں نہیں کرتے۔ اس خاکسار نے گستاخانہ عرض کیا کہ حضرت سلامت (خود ہی) ہماری طرف کوئی التفات نہیں رکھتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت اقدس اس جانب سے گذرے۔ حضرت شیخ بزرگ نے اپنے دست مبارک سے آپ کا دامن پکڑا۔ اور اس غلام سے اشارہ فرمایا کہ اسکو مضبوط پکڑ لو۔ پس اس نے لبیک کر دامن تھام لیا۔ الحاصل بعد تحصیل کتب مذکورہ حضرت قبلہ گاہی نے برائے استفادہ واستفاضہ علوم وآداب طریقت اسلاف کے طریقے کے مطابق جو اس خاندان عالیشان کا معمول ہے جناب ولایت مآب امام المحققین وارث الانبیاء والمرسلین شیخ الوقت ولی الزماں حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت میں رخصت کیا۔ جب سعادت ازلی کے قائد نے اس خاکسار کو کھینچکر خدمت عالی میں حاضری سے مشرف کیا تو آپ سے بڑی بڑی کتابیں جیسے شرح تجرید مع حاشیہ قدیم و شمس بازغہ ومحکم الاصول وافق المبین کا استفادہ کیا۔ ان میں سے بعض قرأۃً پڑھیں اور بعض سماعاً۔ اور ہر ایک سے ایک مقدار بحسب اقتضائے وقت حاصل کی۔ اور چند جزو صحیح مسلم کے بھی پڑھے۔ اور مکہ معظمہ بجاہ البیت الشریف میں بطور تبرک تفسیر بیضاوی میں سے سورہ فاتحہ کی تفسیر تبرکاً و تیمناً آنحضرت سے پڑھی اور شغل طریقت کے ارشاد سے مشرف ہوا۔ ایک دن آپ حضرت شیخ بزرگ کے مزار منبع اسرار پر تشریف فرما تھے اور

Marfat.com

یہ غلام بھی حاضر تھا۔ اس وقت زبان غیب سے فرمایا کہ انقیاد اطاعت باطن انقیاد ظاہر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اس فدوی نے اسکو نفحۂ من نفحات اللہ جانا اور اسی وقت بلا توقف سعادت بیعت حاصل کی۔ اور اس سے سابقہ خواب کی تعبیر متحقق ہوگئی۔ اور آنجناب کی اسی توجہ کی برکت نے توحید محبت کی صورت جلوہ گر کر دی اسی اثنا اس دوران آپ کو حرمین شریفین کے لیے سفر کا داعیہ پیش آیا اور اس خاکسار کو بھی برکات فیض انتساب کی توفیق نے کھینچ لیا اور در حقیقت دہی سیر و سفر سلوک طریقت ہوگیا جسمیں فنافی الشیخ کی صورت جلوہ نما ہوگئی چنانچہ اپنے قصد وارادہ کا انسلاخ آنجناب کے ارادہ و مشیت کے رنگ میں رنگ گیا جس کی وجہ سے صبر بلکہ التذاذ بالبلوی جس سے مطلب بلاؤں سے لذت حاصل کرنا ہے میسر ہوگیا۔ اور اسکی وجہ سے سفر کی تمام کلفتوں میں ایک مزہ ملتا تھا۔ اور ہر کلفت میں آنجناب کا احسان بہ ذوق و وجدان معلوم ہوتا تھا۔ اور بے اختیار یہ آیت زبان پر جاری ہو جاتی تھی۔ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ ۔ اور جس کسی سے بھی اپنے حال کی تکالیف پر لطف وہمدردی دیکھتا تھا۔ اس سے سخت وحشت وبیزاری ہوتی تھی۔ اور اس سفر سعادت میں رات و دن ایک گھڑی بھی دولت حضوری سے محروم نہ رہا۔ حالت بیداری میں محو جمال روئے مبارک رہتا اور بحالت خواب بلا فصل بستر خاص کے قریب ہوتا۔ اور ہر معرفت و علم جدید جو اس دن آپ پر وارد ہوتا اس سے یہ غلام مخاطب ہوتا اور وہ اسکی تحریر کے اسباب مہیا رکھتا۔ اس دوران آپکی بہت سی کرامات کا مشاہدہ ہوا۔ چنانچہ ان سب کو اس کتاب کی قسم اول میں تحریر کر دیا۔ اور اس سفر میں آنجناب کی توجہات کے ثمرات کا خواب و بیداری میں اپنے میں مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک شب خواب دیکھا کہ کچھ لوگ ذکر نفی و اثبات کر رہے ہیں۔ اس غلام نے کہا کہ نفی و اثبات اس طرح کرنا چاہیے جس طرح ہم کرتے ہیں پھر میں نے ذکر شروع کیا۔ جب لا کے خط کو کھینچا تو خود سے غائب ہوگیا۔ ایسا کہ مجھے محسوس ہوا کہ کوئی چیز مجھ سے گم ہوگئی جس طرح زمین بطریق خسف غائب ہو جاتی ہے جسوقت میں نے نفی کی یہی صورت ظاہر ہوئی

Marfat.com

اس سے متوجہ ہوتا تھا۔ ایک دن وقت صبح نیند سے افاقہ ہوا۔ اس وقت خیال میں ایسا آیا کہ گویا میں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ آفتاب نکل آیا ہے اور نماز کا وقت باقی نہیں رہا ہے نیند کی شدت کی وجہ سے میرا نفس گویا ہوا کہ اب نماز کا وقت چلا گیا ہے اب اطمینان سے تھا۔ اور اس کے مثل ایک خطرہ دل میں القا ہوا کہ ہِیَ مِنْ اَسْبَابِ اللُّطْفِ وَلَیْسَتْ لِلْعُنْف۔ اس کلمہ کے وارد ہوتے ہی نیند کی غفلت کافور ہو گئی۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نماز کا وقت باقی ہے۔ میں جلدی سے اٹھا وضو کیا۔ اور نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ ایک بار یہ غلام مرض تپ و لرزہ میں مبتلا ہوا جس وقت باری آتی تھی بڑی شدت سے آتی تھی ایسا کہ حرکت کرنے کی بھی قوت نہیں رہتی تھی۔ اسی وقت ایک شعر یاد آیا ؎ یار از آغوش دل بی ہوش شد از دو دم ہنوز رہ صد تجلی ساقی بزم است و مخمور ہنوز جب اسکی دو تین بار تکرار کی تو مجھ میں شدت کی تاثیر ہوئی۔ اور ایک ایسی حالت و کیفیت ظاہر ہوئی جس نے اس مرض کا مکمل ازالہ کر دیا۔ اور توانائی عود کر آئی۔ اور اس حالت میں اپنے میں ایک قوت محسوس کی کہ اگر میں چاہتا تو دس کوس پیدل چلا جاتا۔ اور اس وقت حرکات وجدیہ کرتا تھا۔ اور لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ بیماری کا اضطراب ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ یہ بیماری کی تکلیف ہے۔ بلکہ اس کا ازالہ اس طرح ہوا ہے کہ پھر پلٹ کر نہ آئیگا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ اور اس روز صبح کے مراقبہ میں اس بات کا کشف مثالی ایک صورت پر مصور ہوا۔ الحمد للہ خواب میں حضرت محمد باقی بیرنگ قدس سرہ سے فیضیاب ہوا۔ بار بار واقعات میں حضرت شیخ بزرگ عبد الرحیم قدس سرہ کی صحبت سے مشرف ہوا۔ اور اپنے میں ان کی کیفیات و تاثیرات پائیں۔ اور اسی طرح ایک واقعہ میں سر بھلائی کی زیارت حضرت سید آدم بنوری کے مشائخ میں سے طریقہ قادریہ میں بھی میسر ہوتی تھی۔ اور ایک اثر بلیغ ملا۔ (فیض خاص) اور بعض مجذوبوں کا بھی خواب میں مشاہدہ ہوا۔ اور انکی توجہ کا اثر پایا۔ اور بتقص صلی۔ نے اپنے مبشرات میں سرور کائنات کو مجھے گلے لگاتے اور اپنا خرقہ عطا فرماتے دیکھا

Marfat.com

والحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیرا ۔

ایک بار یہ بندۂ ضعیف حضرت اقدس کی طرف سے وطن میں تین مہینہ کے چلہ پر اعتکاف پر مامور ہوا اور اس دوران حضور کی توجہات عالیہ سے صوفیائے کرام کی انواع واقسام کی نسبتوں مثلاً نسبت مناجات ۔ نسبت توحید وغیرہ کا ادراک حاصل ہوا۔ اور آنجناب کی قوت توجہ کا ایسا مشاہدہ کیا کہ جس وقت کرامت نامہ (والانامہ) جو نسبت وحالت کے ارشادات پر مشتمل ہوتا تھا پہنچتا تھا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کیفیت کا افاضہ بھی فرماتے تھے، اس کیفیت کے فیوض کو بھی منکشف فرماتے تھے کہ اس کا مطالعہ کرتے ہی اسی حال اور کیفیت میں رنگ جاتا ہے

رنگ لایا ہے یہ ضبط الفت گیسوئے دوست یعنی اپنے پیرہن سے پھوٹ نکلی بوئے دوست

اور اسی درمیان بعض آیاتِ قرآنی کے معنی تصوف کے مذاق کے مطابق واقع ہوئے نیز اسی طرح بعض دوسرے اسرار کا بھی عرفان ہوا ! بعد ازاں کتاب وسنت کے حقایق د واسرار ظاہر ہونے لگے ۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

اور اللہ تعالیٰ کی منجملہ نعمتوں کے ایک یہ بھی ہے جو بلاکسب وعمل کے محض اللہ کی محبت سے اس بندۂ ضعیف کو نصیب ہوئی وہ یہ ہے کہ بدو شعور سے ہی حضرت اقدس سے خلوص ومحبت اس کے دل میں جاگزیں کردی گئی تھی مجھے یاد نہیں پڑتا کہ بچپن سے لے کر اب تک سوا ادب وتعظیم کے کوئی ایسی بات جو عام طور پر لڑکوں (ہمعمروں) میں آپس میں ہوتی ہے آنجناب کی شان میں اس غلام سے صادر ہوئی ہو۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ کوئی ایسا حرف بھی جس سے آنجناب کی ہمسری اور آپ کی بزرگی وتعظیم میں کمی یا کوتاہی متصور ہوتی ہو کبھی زبان سے نہ نکلا۔ اور نہ کوئی خطرہ جو آپ کے کمال اعتقاد سے خالی ہو دل میں گزرا بلکہ بیشتر اوقات وہ الفاظ جو اولیائے کاملین کی شان میں مدح کے طور پر (منقول ہیں) جاری ہوتے ہیں آنجناب کی

Marfat.com

شان میں بے اختیارانہ زبان پر جاری ہو جاتے تھے۔ اور اس سے مجھے بڑی لذت ملتی تھی اور آنجناب کا بھی وہ لطف و کرم جو اس غلام کے شاملِ حال تھا کیا بیان کیا جائے

ع دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من۔ بعد ازاں جب دونوں جانب نوشت و خواند کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو خط و کتابت کا دروازہ کھل گیا۔ اور یہی بات حصول مقصد (کتابت کی صنعت میں ملکہ حاصل ہونے کا سبب ہو گئی۔ ورنہ اس غلام نے کبھی بچوں کی طرح تختی پر بھی مشق نہ کی تھی۔ پھر جب آپ پر معارف و اسرار کے ظہور کی ابتداء ہوئی تو اس غلام کو خطاب خاص سے مشرف فرمایا چنانچہ اگر سعادت حضوری سے مشرف ہوتا تو میں ہی مخاطب ہوتا اور اگر کبھی بہ ظاہر اس محفل ولایت منزل سے جدا ہوتا تو والا نامہ میں اس عنایت سے مخصوص ہوتا۔ حتّٰی لو حلف علی ان کل ما ظھر من علومہا واسرارہ دامت برکاتھم لاسیما من باب التصوف فاظھرا الا لعبد العبد الضعیف وفی مخاطبۃ ان شاء اللہ لا یحنث[1] اس لئے کہ اکثر اس سلسلہ میں کوئی دوسرا اس خطاب میں اس غلام کا شریک نہیں ہے دسا جھے دار نہیں ہے، اور بعض خطابات میں ظاہرا دوسرے بھی شامل رہتے تھے جیسے کہ عربی کا یہ شعر جو اپنے نوازش ناموں میں اس خاکسار کو عنایت فرمایا کہ ؎

الی وان خاطبت الف مخاطب[2] فانت الذی اعنی وانت المخاطب

---

[1] اگر مجھے قسم دی جائے اس بات کی کہ ہر وہ چیز جو ظاہر ہوئی ان کے علوم و اسرار سے ہمیشہ رہیں ان کی برکتیں۔ خاص کر تصوف کے سلسلے میں۔ پس وہ نہیں ظاہر ہوئی ہیں مگر اس عبد ضعیف کی وجہ سے اور ان شاء اللہ کہنے میں وہ کبھی حانث نہیں ہوا (یعنی جب میں نے انشاء اللہ کہا تو کبھی قسم توڑنے والا نہیں ہوا) وہ بات ہو کے رہی۔ [2] اگرچہ میں نے ہزاروں سے خطاب کیا ہے لیکن در اصل ان ہزاروں میں میری مراد و مخاطب تم ہی ہوتے ہو۔

Marfat.com

حقیقتاً اسی کے ساتھ مخصوص ہوگیا اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ جو آنجناب کی عمدہ تصانیف میں سے اور اسرار شریعت کے علم خاص میں ہے اس کے انتساب کو کمترین فدوی کے نام سے معنون فرمایا۔ بعد ازاں ان کلمات معجز آیات کے تحریر کرنے کی توفیق عنایت فرمائی پھر ان میں سے بعض کتب و رسائل جو مرتب تھے مسودات سے نکال کر مبیضہ (صاف کیا ہوا) تیار کیا۔ اور جب خیر کثیر کے مبیضہ سے مشرف ہوا تو سبقاً سبقاً اس کے رموز و نکات آنجناب سے حل کر کے تحریر کئے اور آپ نے اس کو مدون کر کے خیر کثیر سے موسوم فرمایا۔ اور ایک حصہ کو جس میں رقعات مختلفہ تھے مدون کر کے الگ خطوط کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ اور کچھ کو جو خلوت کی مجلسوں میں زبان الہام بیان سے سنی تھیں اپنی فہم کے مطابق تحریر کر کے اسی رسالہ میں شامل کیا۔ پھر تمام رسائل تصوف کو ایک جلد میں جمع کر کے ایک کلیات مدون کیا۔ اس سے آنجناب نہایت مسرور ہوئے اور خوش ہو کر ان کلمات نوازش آیات کے ساتھ بغایت بندہ نوازی اس خاکسار کو شرف امتیاز بخشا کہ ھٰذا امر منکم بدأ و الیکم یعود و تلک الکلمۃ کنتم احق بھا و اھلھا و حق الرب المعبود۔ بربنائے خصوصیت و محرمیت اسرار و معارف خاصہ پر اطلاع کے اپنے (اس) فدوی کو "علی" کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ اور اس عنایت سے دونوں عالم کی سرفرازی بخشتے ہوئے اس شعر سے خطاب فرمایا ؎

لک یا علی عھد مودۃ ینمو ولا تفنی ولا تغیر

اور اس سب سے بڑھ کر منت عظیمہ الٰہیہ یہ ہے کہ اپنے بیت نکرم کا حج اور اپنے حبیب

۱؎ اس سلسلہ افادات علمیہ کا آغاز بھی تم ہی سے ہوا اور انجام بھی تم ہی پر ہوگا رب معبود کی قسم تم ہی ان معارف کے سب سے زائد مستحق ہو۔ ۲؎ اے علی اے علی! مجھ سے تم سے نسبت عشق کا وہ مستحکم عہد پیمان ہے جو روز بروز بڑھتا ہی رہے گا وہ نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس میں کسی طرح کا تغیر ہوگا۔

Marfat.com

مکرم کی زیارت، حضرت اقدس اور حضرت قبلہ گاہی کے ہمراہ میسر فرمائی اور اس سفر مبارک میں جس کا ۱۲۳۳ھ میں اتفاق ہوا ہر طرح سے آنجناب کی قربت سے مشرف فرمایا چنانچہ خواب و بیداری میں قدمہائے مبارک سے جدا نہ ہوتا اور دوران سفر آنجناب کے مرکب خاص پر آپ کا ردیف ہوتا۔ اور دونوں حجوں میں کے تمام مناسک۔ اور عرفات میں حضرت رسالت پناہ علی صاحبہا افضل الصلوات واکمل التسلیمات کے مکان (آرامگہ) خاص میں حضرت اقدس کے پہلو بہ پہلو قیام میسر آیا اور مخصوص دعاؤں میں سعادت سے مشرف ہوا۔ اور ہر اس عمرے میں جو رمضان کی راتوں میں آپ نے ادا کئے خدمت عالی میں موجود رہا۔ اور رمضان المبارک کے آخر عشرہ کے اعتکاف میں مسجد بیت الحرام نیز آنحضرت کے حجرہ میں اور مواجہہ نبویہ شریفہ میں جلسہ کے وقت ہمیشہ کے پہلو بہ پہلو باریاب رہا۔ اور حضرت اقدس کے اس پُر کرامت مقام کے بعض احوال اور خاص واردات کا عینی شاہد رہا اور جناب رسالت مآب سے حضرت اقدس پر فائض ہونے والے اسرار سے مطلع رہا۔ اور حرمین شریفین کے تمام معارف میں خطاب کی سعادت سے (مستعد ومشرف) ہوا۔ بلکہ کتاب "فیوض الحرمین" اسی بندۂ ضعیف کی گزارش پر تالیف ہوئی۔ اور اس کے مبیضہ کی سعادت سے یہ خاکسار بہرہ ور ہوا اور حضرت اقدس کے نئے و تازہ سلوک کے بعد بطریق اویسی حضرت خاتم الرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی روح کریمہ سے پہلا شخص جو آنجناب کے شرف بیعت سے مشرف ہوا یہی غلام تھا اور یہ دوسری بیعت تھی اور یہ بیعت شب قدر میں ثلث اخیر میں حجر کعبہ میں میزاب رحمت کے نیچے ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اور حضرت اقدس کے صحیح بخاری و دارمی و دیگر کتب قدوۃ المحدثین شیخ ابوطاہر کردی مدنی سے پڑھنے کے وقت شرف سماع سے مشرف رہا اور اجازت روایت میں آپ کا طفیلی ہوا اور جب اس سفر کرامت اثر سے واپسی کے بعد حضرت اقدس نے

Marfat.com

ایک واقعہ میں سرورِ کائنات ﷺ سے بیعت کی اور آنجناب ﷺ سے نسبت افاضہ سے ممتاز ہوئے تو پہلا شخص جس نے اس واقعۂ مبارکہ کے بعد حضرتِ اقدس کرامت منقبت کی خدمت میں اس حیثیت سے شرف بیعت حاصل کیا یہی غلام تھا۔ اور یہ تیسری بیعت تھی اور یہ بندۂ ضعیف جو کچھ شرف وسعادت کا تھوڑا بہت اندوختہ دونوں جہان میں رکھتا ہے یہی بیعت سہ گانہ ہیں اور بس۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذالک حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ۔

اور اللہ تعالیٰ کی منجملہ عطا کردہ عظیم نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس کے اعتکافات اربعینیہ (چلوں) میں تقریباً سات مرتبہ آپ کا طفیلی رہا اور ان ایامِ فیوض نظام میں رات و دن خلوت خاص کا پڑوسی رہا اور اوقات مخصوصہ میں خلوت خاص میں باریاب ہوا۔ اور انوار واسرار کی محرمیت کا شرف جو اس ذات کرامت آیات کے ساتھ منفرد اختصاص ہے میسر آیا۔ اور اس کے پرتو سے بہت سے علوم وحقائق اس فدوی پر جو اس کی استعداد سے بالاتر تھے ظاہر ہوئے۔ اور ان سب کو حسب الحکم کتاب "درایات الاسرار" و "شرح الاعتصام من تعلیم ولی الانعام" ورسالہ "کشف الحجاب عن رموز فاتحۃ الکتاب"[عہ] میں جمع کر دیا۔ اور حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ کے کلمہ قدسیہ کی تاویل جو ایک بشارہ میں آپ نے اس خاکسار سے فرمایا تھا کہ "تم اس جگہ۔ کو شرح ہدایہ حکمت وغیرہ کی سماعت اپنے حضرت سے سے کیوں نہیں کرتے" متحقق ہوگئی اور آپ کے بے شمار عجیب وغریب حالات مشاہدہ کیے اور اپنے حسب حوصلہ ان میں رنگ گیا۔ اور ان بشارت عظیمہ سے جیسے بشارات معادی وغیرہ جن سے افراد واوتاد منفرد ہیں۔ بلا کسی استحقاق کے بلکہ محض امتناناً مفتخر ہوگیا۔ اور آنجناب کے

عہ افسوس کہ آپ کی یہ جملہ تصانیف یا تو ناپید ہوگئیں یا ناپید کر دی گئیں۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

طفیل شب قدر کی بہت سی راتوں کی برکات اپنے میں سمیٹ لیں۔ غرض کہ اعتکافات کی حکایت مفصل طور پر اس کتاب کی قسم اول میں تلاش کرنا چاہیئے۔ دوسرے عطایائے ربانیہ میں سے آنجناب کی وہ بشارتیں اور عنایتیں اور کرمہائے خاص بھی ہیں جو مستقل اور مسلسل محض رحمت امتنانیہ سے اس خاکسار پر مبذول ہیں۔ ایک بار نے قلم مسیح الطاف وکرم سے تحریر فرمایا کہ والذی نفسی بیدہ لانت احب وافضل واوقع فی القلب ولعلک لا تعلم ھٰذہ الدقیقۃ او اغمضت عنہا ولولاک لما کانت الدنیا۔ اور ایک بار اس قسم کے الفاظ تحریر فرما کر سرفراز فرمایا کہ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جو تمہاری یاد دل کو نہ ستاتی ہو تم اس کو اس طرح کی یاد نہ سمجھنا جو بیگانوں یا آشناؤں یا بھائیوں وغیرہ کی ہوتی ہے بلکہ یہ ایک دوسری ہی چیز ہے۔ اور ایک بار اس عبارت سے نوازش فرما کر مفتخر کو فرمایا کہ فقیر تمہاری نسبت وہی بات اپنے میں پاتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

تنقل الھفتات من جرعاتھا ومابقی بالعلو لا تنقل

اور ایک مکتوب میں اس عنوان سے ارشاد فرمایا کہ جب بھی عزیز بھائی محمد عاشق کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو آنکھوں کو ایک نئی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے ان کے لطائف کا منہ حد درجہ آگاہ اور ان کا لطیفۂ روح ایک عجیب قسم کی گدازگی رکھتا ہے اور قلب بھی اس بارہ میں روح کی شاگردی کرتا ہے اور لطافت اخلاق واخلاق کی پاکیزگی ایک دوست کی دوسرے دوست پر فدائیت بخشش الٰہی ہے۔ اور دوبارہ اس عنایت سے نوازش فرمائی ؎

یحدثنی نفسی بانک واصل الی نقطۃ قصواء وسط المراکز

وانک فی ھتد البلاد مفخم یکفیک یوما کل شیخ وناھز

اے عزیز با تمیز ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس دیار میں تیری زبان سے وہ کلمہ

؎ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میرے لئے سب سے عزیز و برتر ہو شاید تم کو اس کا علم نہیں یا تم نے توجہ نہیں کی

نکلے گا جو تجھ سے قبل بہ زبان حال کہا گیا. قدمی هذه علی کل رقبة کل ولی. کیا کیا جائے مجھ میں ایک حرارت پیدا کر دی گئی ہے. اگر اس سے زائد میں لکھوں تو بات عمومی طرز خطاب سے بالاتر ہو جائے گی (قانون مخاطبات سے بہت بڑھ جائے گی) تم سمجھتے ہو کہ تم ایک معمولی اور حقیر سا جسم ہو حالانکہ تمھارے اندر ایک عالم کبیر پوشیدہ ہے. پھر ان اشعار کرامت آثار سے اس خاکسار کے سر افتخار کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا ہ

فان یک حقا ما علمت فانہ فیلقی الیک الامر لا بد سایغاً

سیاتیک امر لا یطاق بہاءۃ

. . . .

دوسرے وہ بشارات جن کا شکر ادا کرنا اس بندہ کے بس سے باہر ہے دونوں جہان کا افتخار بخشا کہ خداوندا تیرا کرم عام سب کے شامل حال ہے اور جس کی جو بھی حاجت ہے وہ تو پوری فرماتا ہے اس عاجز کو بھی اپنی اس تجلی سے جو محمد عاشق کے نفس ناطقہ پر ہو اس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو مسرت عطا فرما. آمین یا رب العالمین

اب میں تم کو واقف کر رہا ہوں ان باتوں پر جو تمھارے آئندہ حالات کے بارہ میں مجھے بتائی گئی ہیں.

کن انت علی هیئتک من الاضمحلال فی التوحید والتجرید التوجہ الی اللہ والنشاط فی اللہ فسیبدی ذالک البادی فیسھل لک طریق الی حضور اللہ سبحانہ بحیث یکون الحاضر امراً قدوسیاً وایۃ ذالک انک ستعلم ان الامر الذی کنت مشتاقاً الیہ

تم اپنی ہیئت پر اضمحلالی طور پر. ہو توحید اور توجہ کی تجرید میں اللہ کی طرف. اور دعمل میں نشاط پیدا کرو اللہ کی ذات میں. بس اس کو ایک ظاہر کرنے والا ظاہر کرے گا اور تمھارے لیے اللہ کی جانب راستہ اس حیثیت سے آسان ہو جائے گا کہ ایک امر قدسی حاضر ہوگا وہ ہوگا حاضر ہونے والا ایک امر قدوسی اس کی علامت یہ ہے کہ تم

Marfat.com

حصل لک بالفعل بعد، ان کنت
تعلمہ علماً و بحیث یکون الحاضر
بعینہ، القدوسیۃ التی فاز بہا
کل ممکن. وایۃ ذالک انک تحضر
عندک شیٔ واحد یغشی الحس
ویحثو المدرکۃ، ھو العلم الحضوری
الذی اتیت الیہ من قبل اضمحلال
التقرر وھو العلم الحصولی الذی
غشیک وحثی مدرکتک. ثم
یقضی اللہ سبحانہ من فوق
العرش تجلیا جلیل الشان بامر
البرھان شایع محیط بک من
ورائک ثم یکون مایکون مما
علمنی ربی جل جلالہ، ولم یاذن
لی فی الاخبار لک من کمالاتک
الحاصلۃ فی ھذہ الدار
والدار الاخری بوجہ
اجمالی.

اس چیز کو جان لوگے جس کے تم مشتاق تھے
وہ تم کو بالفعل روقت موجود میں حاصل ہو گئی
اور اس حیثیت سے کہ ہوگا حاضر اپنی عین قدوسیت
کے ساتھ جس سے ہر ممکن فائز ہوتا ہے وفائز
المرام ہوتا ہے، اور اس کی علامت یہ ہے کہ
تمھارے پاس ایک ایسی شی حاضر ہوگی.
جو تمھاری حس کو ڈھانپ لے گی اور مدرکہ
کو مٹا دے گی. اور وہ وہی علم حضوری ہے
جس کی جانب تم تقرر کے اضمحلال سے قبل
آئے اور تقرر کے اضمحلال سے مراد علم حصولی
ہے اور وہ وہی علم حصولی ہے جس نے تم
کو ڈھانپ لیا ہے اور تمھاری مدرکہ کو مٹا
دیا ہے. پھر اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر سے
جلیل الشان تجلی نازل فرمائے گا دلائل
کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا. جو گرد و
پیش سے تمھارا احاطہ کر لے گی. پھر وہ
ہوگا جس کی میرے پروردگار نے مجھے
تعلیم دی ہے (مجھے بتایا ہے)، لیکن دارین
میں تمھارے کمالات حاصلہ کے بتانے
کی اجازت نہیں دی ہے.

Marfat.com

اور اس منجانب اللہ بشارت کو غنیمت سمجھیں اور ان نعمتوں میں سے سمجھیں جس کے قابل نہ تم تھے اور نہ یہ مسکین اور نہ کوئی اور بلکہ بغیر کسی وجہ اور بغیر اپنے میں کسی سابقہ قابلیت کے محض اپنے کرم سے اللہ نے عطا فرمایا۔ فاذا وصل الیک کتابی ھٰذا فارکع رکعتین للّٰہ شکرا علی ما قضی لک من المبرات وغفر وجھلٹ فی التراب وارج رجائہ واثقاً ولا تدع فیک سبیلا للتشویش اللّٰھم عظیم جودك وکرمك وانّٰی لی لسان اشکرك علیہ فانت کما اثنیت علی نفسك ۔ جب تم کو میرا یہ خط پہونچے تو دو رکعت نماز شکرانہ پڑھو اس بات پر کہ (جو) اللہ نے تمہارے لئے فیصلہ کر دیا ہے نیکیوں سے اور قبر میں تمھاری مغفرت کر دی گئی اور امید رکھو اپنی امید کے ساتھ بھروسہ رکھتے ہوئے اور کسی قسم کی تشویش (فکر) نہ کرو۔ اے اللہ تیری بخشش و کرم بہت عظیم ہے اور میری زبان کو اتنی طاقت کہاں حاصل ہے کہ میں اس بات پر تیرا شکر کروں جیسی تو نے اپنی ذات کی تعریف کی (تو وہ ہے جس نے اپنی ذات کی تعریف فرمائی)۔

اور ایک بار اور ان بشارات عظیمہ سے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے اس کی پوری امید ہے کہ جب تجلی اعظم کے مشاہدہ کے عکوس تجلی اعظم کی حقیقت میں مل جائیں اور اس کی شعاعیں ان عکوس کے گرد جمع ہو جائیں۔ ہم اور تم ابدالآباد تک ایک دوسرے کے قریب آسودہ ہو کر رہیں۔ ایک ایسا وصال ہو جس کے بعد کوئی فراق نہ ہو اور ایسا انبساط ہو جس کے بعد کوئی انقباض نہ ہو۔ اسی سلسلہ میں ایک ہندی شعر دل میں ڈالا ؎

میرے من نت بسے جس دیکھے مجھے چین   گلی گلی اب کیوں پھرے کون کو کے دن رین

اور اپنے کرم عمیم سے نعیم مقیم کی بشارت کے ساتھ جو تمام بشارات کی جان بجان (آرزو) اور خلاصہ ہے۔ اس عاجزہ و خاکسار کے سر کو سدرۃ المنتہیٰ کے طاق اعلیٰ

Marfat.com

کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اس کو وہ اس رسالہ کے آخر میں خاتمہ بالخیر ہونے کی آرزو میں تحریر کرے گا۔ اور اسی طرح آنجناب کے بے شمار الطاف اور کرمہائے بے پایاں اس غلام کے حق میں شب و روز مبذول رہیں ؎

گر بر تن من زباں شود ہر موئے یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

دوسرے آپ کی بہترین عطا کردہ چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کمترین خاک کو حضرت قبلہ گاہی اور حضرت عمی قدس اللہ اسرارہما نیز دیگر علماء و مشائخ کی موجودگی میں عطائے خرقہ جامعہ اور اجازت طرق ثلاثہ نقشبندیہ، و قادریہ و چشتیہ اور دوسرے مشائخ صوفیہ علیہ کے طریقہ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی روایت سے سربلند فرمایا اور ایک طویل مثال علوم کبیرہ کے اسرار پر مشتمل جس میں چند کلمات وہ اس جگہ تبرکاً لکھتا ہے عنایت فرمائی۔ اور اس کے بعد حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ نے حضرت اقدس کے اشارہ پر دستار خلافت اور اجازت طرق ثلاثہ مذکورہ اور دوسرے فوائد طریقت جو آبائے کرام اور حضرت شیخ بزرگ قدس سرہٗ کی جانب سے آپ کو پہنچے تھے ایک مجلس عالی میں مرحمت فرمائی۔ اور تمام اشغال و اوراد تلقین فرمائے اور اس وقت مصافحہ معہودہ (یعنی جس کا مشائخ میں معمول ہے) کیا اور فاتحہ استقامت پڑھا۔

الکلمات المعہودۃ المثالیۃ

سرایۃ

ان اخانا الفاضل الکامل سرمایۃ	ہمارے فاضل و کامل بھائی، کاملین کے
الکاملین و وارث اجدادہ الواصلین	سردار، اپنے اجداد واصلین کے وارث
الحابر قصبات السبق فی میدان	عالم متبحر، سبقت لے جانے والے علم و عمل
العلم والعمل المجتنب باتم وجہ	کے میدان میں، لغزشوں اور خطاؤں سے

Marfat.com

من موجهات الزلل والخلل، سباق
الغايات وصاحب الانابة الشيخ
محمد عاشق ابن مولانا المكرم المتحلي
والمتجلي، الموصوف بالفضائل الكسبية
والوهبية الشيخ عبيد الله
متع الله المسلمين ببقائه ابن
الشيخ الاكمل الاجل العارف
العالم ولي الله الصمد مولانا الشيخ
محمد قدس الله سره العزيز وهو
رضي الله عنه جدي الامي و
قد ورثت منه في نفس اشياء
ابصرها اذا تاملت في نفس نعم
الله تعالى عليه متواترة متكاثرة
لا تحصى ولا تعد ولا تنازع فيها
ولا وتر، ومن جملتها ان اودع
فيها محبتي من اول ترعرع وكان
سيدي الوالد صاحب الكرامات
الجليلة والمقامات الجزيلة
قدس الله سره العزيز راني
واياه متحابين في الله متجالسين
لله فيقول اني اراهما متحابين

مکمل طور پر محترز، انتہا تک پہونچنے والے اللہ
کی جانب رجوع کرنے والے شیخ محمد عاشق
ابن مولانائے مکرم ومعزز صاحب فضائل
کسبیہ ووہبیہ شیخ عبید اللہ، اللہ تعالیٰ
ان کی درازیٔ زندگی کی بقا سے مسلمانوں کو مستفید
فرمائے۔ ابن شیخ اکمل بزرگ عالم و
عارف، ولی اللہ الصمد مولانا شیخ محمد قدس
اللہ سرہ العزیز، اللہ ان سے راضی ہو
وہ میرے جد مادری ہیں اور میں چند چیزوں
میں ان کا وارث ہوں۔ جب میں نے غور
کیا تو ان چند چیزوں میں سب سے زیادہ
بصیرت بخش چیز اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں
اور اس میں کوئی تنازع نہیں ہے اور نہ
کوئی شک ان مجملہ نعمتوں کے ایک یہ ہے کہ
ان میں میری محبت سن طفولیت سے
ہی ودیعت کر دی گئی اور میرے والد ماجد
صاحب مقامات جلیلہ ومقامات عظیمہ
قدس سرہٗ نے مجھ کو اور ان کو باہم محبت
کرنے والا اور باہم بیٹھنے والا دیکھا اللہ
کے لیے۔ نیز وہ فرمایا کرتے تھے کہ ان
دونوں میں بڑی محبت ہے اور وہ اس

Marfat.com

وانہ یسر فی ذالک وعسی ان
یکون لہ شان ضخم الھمم طلب
طریق منی وبحکمتی فی ھذہ الطریق
ومنح محبۃ عظیمۃ لی مستوعبۃ
بظاھرہ وباطنہ وقلبہ وقالبہ
ولسانہ ورزق اقبال الانام الاخذ
منی فمازال تیسر اللہ .....
.... حتی رأیت فیہ تیقظ لطیفۃ
انا والحجر البحت وحتی رأیت فیہ
تمکنا تاما واستقرارا قویا وامنت
من تقلب احوالہ وتذبذب
اقوالہ، ورایت قد انفتح لہ الباب
الذی بینہ وبین عینہ الثابتۃ
فھو یاخذ ما یاخذ من منبعہ
غیر تقلید ورضیت اخلاقہ و
اعمالہ واستحسنت اطوارہ و
اوضاعہ وبینا انا نائم رأیت
کانی جالس فی جماعۃ عظیمۃ
من ارواح الصالحین والملائکۃ
فتوولت صحیفۃ فیھا اسماء
اللہ الحسنیٰ واریدان اقرأھا

بات سے بہت مسرور ہوتے تھے، امید ہے کہ ہو ان کے لیے بڑی شان۔ انھوں نے مجھ سے طریقہ معرفت طلب کیا اور میرے ساتھ محبت عظیمہ کی جس نے ان کے ظاہر و باطن اور قلب و قالب و زبان کا احاطہ کر لیا۔ اور وہ مخلوق کے متوجہ ہو جانے کے مجاز کئے گئے، (یعنی میرے علوم اور معارف لوگ ان سے اخذ کریں) پس اللہ آسانی فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں لطیفہ انا اور حجر بحت کا تیقظ نیز تمکن تام اور استقرار قوی دیکھا اور میں ان کے تقلب احوال اور تذبذب اقوال سے مطمئن ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کے اور ان کے عین ثابت کے درمیان کا دروازہ کھل گیا۔ وہ جو کچھ اخذ کرتے ہیں وہ بغیر تقلید کے اسی چشمہ سے اخذ کرتے ہیں۔ میں ان کے اخلاق و اعمال و کردار سے راضی ہوا اور مجھے ان کے طور طریقے اچھے معلوم ہوئے اور اس دوران (ایک روز) جب کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا اپنے کو ملائکہ اور ارواح

Marfat.com

على اسم اخى المذكور والاشارة
اليه فقرأت منه ثلثة السيد
والرحمن والرحيم ثم وليت صحيفة
اخرى قد كتب فيها اسماء النبي
واريد منى ان اقرأها على اسمه
والاشارة اليه فقرأت منها
اسمين السيد وابو فاطمة فما
تيقظت حتى فطنت انه سيكون
له شان وسينال نصيبا من
التخلق باسماء الله تعالى واسماء
نبيه المصطفى وظنى فى سر تخصيص
السيد وابو فاطمة والله اعلم
ان الدعوة الى الله كلمة باقية
فى عقبه وعطية خالدة تالدة
فى ذريته وقد جرى على لسانى
يوما ولا اشك انه ليس جاريا
على اللسان بحكم العادة بل هو
مجرى من حيث ..... هذا
البيت فى مخاطبته ؎
وانى وان خاطبت الف مخاطب
فانت الذى اعنى وانت المخاطب

کی ایک بڑی جماعت میں بیٹھا ہوں مجھے
ایک صحیفہ دیا گیا جس میں اللہ تعالیٰ کے
اسماء حسنیٰ لکھے ہوئے تھے ۔ اور مجھ سے یہ
چاہا گیا کہ میں اسے پڑھوں اخی مذکور کے
نام کے ساتھ ۔ اور اشارہ اسی کی طرف
تھا ۔ جب میں نے اسے پڑھا تو تین نام
سید اور رحمان اور رحیم ۔ پھر ایک دوسرا
صحیفہ دیا گیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے دو نام لکھے تھے اور مجھ سے یہ چاہا
گیا کہ اسے بھی پڑھوں ۔ اور اس سے بھی
اشارہ اسی طرف تھا پس میں نے اس میں
دو نام پڑھے ۔ سید اور ابو فاطمہ پس بیدار
ہوتے ہی میں سمجھ گیا کہ ان کی بڑی شان
ہوگی ۔ اور ان کو اسماء الٰہی کے تخلق اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں اسمائے
گرامی سے ایک حصہ حاصل ہوگا ۔
سید اور ابو فاطمہ کی تخصیص کے سلسلہ
میں اسر میں میرا گمان یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی طرف دعوت کلمہ باقیہ ہے
ان کی نسل میں اور ان کی ذریت میں
ہمیشہ رہنے والا انعام ہے اور وہ بطور

Marfat.com

وهو بحمد الله عتبة نصحي ووعاء علمي وحافظ اسراري وناظور كتبي بل هو كان الباعث علي تسويد كثير منها والمباشرة لتبيضه واظن ان عامي يبقي في الناس من جهته. والله اعلم فالهمت ان ابث في الناس خيره ولا ادع سره مكنونا .... فالبسته الخرقة الصوفية الباس اجازة وانابة كما البسنيها سيدي الوالد الباس اجازة وانابة وكما البسنيها الشيخ ابو طاهر المدني وخرقتهما بحمد الله مستوعبة لجميع طرق الاولياء انشاء الله تعالى واجزت له ان يلقن الاشغال الصوفية التي سمع بها مني او لم يسمعها وانه بحمد الله ممن يسلم له في ذالك الاجتهاد .

وراثت کے ان کی ذریت میں ہمیشہ باقی رہے گا . اور ایک دن میری زبان پر یہ جاری ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ میری زبان پر عادتاً نہیں جاری ہوا .... " اگرچہ میں نے ہزاروں سے خطاب کیا ہے لیکن دراصل ان ہزاروں میں میری مراد تم ہی سے ہے اور اصل مخاطب تم ہی ہو " . اور وہ بحمداللہ میری سراپا نصیحت اور میرے علم کا ظرف ہیں میرے اسرار کے محافظ اور میری کتابوں کے نگہداشت کرنے والے ہیں بلکہ میری کتابوں کے بیشتر مسودوں کے صاف کرنے والے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میرے علوم لوگوں میں ان کے ہی ذریعہ باقی رہیں گے . واللہ اعلم . پس مجھے الہام کیا گیا کہ میں لوگوں میں ان کے خیر کو پھیلاؤں اور ان کے راز کو پوشیدہ نہ چھوڑوں .. پس میں نے ان کو خرقۂ صوفیہ اجازت لباس اور اس کی خصوصیات کے ساتھ پہنایا جس طرح میرے والد ماجد نے مجھے خرقہ پہنایا اور مجاز کیا . نیز جیسا مجھے شیخ ابو طاہر کردی مدنی نے خرقہ پہنایا اور بحمداللہ ان دونوں کے خرقے اولیاء اللہ کے تمام

Marfat.com

ويجوز على فراسته الاعتماد وان
يتصرف في المريدين السالكين
وان يدرس الحديث والتفسير
والفقه وسائر علوم الدين مما
اخذ مني او شاركني في اخذ من
مشائخ الحرمين المحترمين عليهم
رحمة رب العالمين وان يبايع
الناس ويلبسهم الخرقة الصوفية
واجزت له رواية جميع ماصنفت
له من العلوم المتنوعة ما قرأ
علي وهو الاكثر او لم يقرأ واجزت
له بمثل ذالك بكل من قام بنشر
علمي من ذريته طبقة بعد طبقة
وقد ودعته الصالحين من اصحابه
وذريته من الله وهم امانتي
عند الله ارجو ان يحفظ الله اماني
وتعاهد تركتي فلا يزال يسلك
بهم الجادة الجلية السنية البتة
ويحق بهم القاعدة القويمة المصفية
ويوفقهم لنشر دين النبي صلى الله
عليه وسلم ورواية حديثه

خرقوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور میں نے
ان کو اجازت دی کہ وہ لوگوں کو ان اشغال
صوفیہ کی تلقین کریں جو انھوں نے مجھ سے سماعت
کئے ہیں یا نہیں سماعت کئے ہیں۔ اور وہ
بحمد اللہ ان لوگوں میں ہیں جن کے لئے اس
سلسلہ میں اجتہاد مسلّم ہے اور ان کی فراست
پر بھروسہ کرنا جائز ہے نیز یہ کہ وہ مریدین
سالکین پر تصرف کریں اور حدیث و تفسیر
اور فقہ کا درس دیں اور وہ تمام علوم جو انھوں
نے مجھ سے اخذ کئے ہیں یا حرمین شریفین
کے مشائخ سے اخذ کرنے میں میرے شریک
رہے ہیں ان سب پر اللہ کی رحمت ہو،
نیز یہ کہ وہ لوگوں سے بیعت لیں اور ان کو
خرقہ پہنائیں اور میں نے ان کو سب کی
روایت کرنے کی اجازت دی جس کو میں نے
ان سے بیان کیا۔ اور وہ علوم مختلفہ جو انھوں
نے میرے روبرو پڑھے یا نہیں پڑھے اور
وہ کثیر ہیں۔ اور اسی طرح میں نے اجازت
دی ہر اس شخص کو جو میرے علوم کو ان کی
ذریت سے یکے بعد دیگرے نشر کرے اور
میں نے ان کے اصحاب میں سے صالحین کو

Marfat.com

ويهدى بهم اهل القرآن
طبقة بعد طبقة بعونه
وعنايته انه قريب مجيب
وهذا ما جرى به اللسان
وتحرك به البيان من مآثر
اخينا المذكور كان الله تعالى
له وراء ذالك عندي منزلة
وفي قلبي مكانه وفي حقه
بشارات والى ما عنده
اشارات لا تدركها الافهام
ولا يحيط بجوانبها الكلام
والقليل يكون انموذج كثير
والغرفة تنبئ عن البحر
الكبير سه
ووراء ذالك فلا اقول لانه
سر لسان النطق عند اخرس
والحمد لله اولاً واخراً
وظاهراً وباطناً .

(صالح اصحاب) اور ذریت کو منجانب اللہ
ان کے سپرد کر دیا اور وہ اللہ کے پاس میری
امانت ہیں مجھے امید ہے کہ اللہ میری امانت
کی حفاظت فرمائے گا اور میرے ترکہ کو
باقی رکھے گا اور ان کو روشن اور بلند راستہ
گامزن رکھے گا۔ اور تنبیہات تو یہ جو لوگوں کے
دلوں کا تصفیہ کرنے والی ہیں ان کے ذریعہ قائم
رہیں گی۔ اور ان کو نبی کے دین کی اشاعت اور
روایت حدیث کی توفیق عطا فرمائے گا اور
اپنی حمایت و عنایت سے اہل قرآن کو ان کے
ذریعہ ہدایت دے گا۔ بیشک وہ قریب اور
دعاؤں کا قبول فرمانے والا ہے اور یہی تو وہ
ہے جو زبان پر جاری ہوئی اور اس سے بیان
متحرک ہوا اخی مذکور کے مآثر سے اللہ تعالیٰ
ان کے لیے کافی ہو (مدد فرمائے) اس کے علاوہ
میرے دل میں ان کا ایک مقام اور میرے دل میں
ایک جگہ ہے اور ان کے حق میں بشارتیں ہیں
اور جو کچھ ان کے پاس ہے ان کی طرف صرف اشارہ
کیا جا سکتا ہے۔ نہ عوام کی عقل و فہم اس کا ادراک
کر سکتی ہیں اور نہ کلام و بیان اس کا احاطہ کر سکتا ہے اور قلیل کثیر کا نمونہ ہوتا ہے (یعنی جو کچھ میں نے ان
کے سلسلہ میں کہا وہ بطور نمونہ ہے ورنہ باتیں بہت ہیں) اور ایک چلو پانی سمندر کا اشارہ کرتا ہے
سہ اب اس کے علاوہ کوئی بات نہ کہوں گا۔ کیونکہ وہ گونگے کے نزدیک لسان نطق کا راز ہے (یعنی جو

Marfat.com

کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ گونگے کے سامنے تقریر کرنا ہے جس کا جواب نہیں ملتا)

اور بعد وفات حضرت قبلہ گاہی خرقہ فخریہ پہنا کر تحریری اجازت رشد وارشاد و ارادت حصول استقامت ظاہر وباطن سے کونین میں سربلندی عطا فرمائی۔ اور اسی درمیان لوگوں کے کثیر مجمع میں کلمہ یدہ کیدی ومحبتہ محبتی ورضائہ رضائی مکرر (بتکرار) فرمایا اور اس کا اپنی مختلف تحریروں اور تقریروں میں اظہار فرمایا اور خرقہ پوشی کے دوسرے روز وہ خرقہ متبرک جو عارف بزرگوار شیخ نظام نارنولی نے اس غلام کے جد اعلیٰ شیخ ابوالفتح قدس سرہ کو عطا فرمایا تھا اور وہ اس کو اباً عن جدٍ پہنتے رہے تھے اس عاجز کو پہنایا۔ اور انھیں ایام میں بہ اصرار تمام اپنی موجودگی میں مشکوٰۃ شریف کے درس دینے کا حکم فرمایا۔ اور اس کے بعد ہر نوازش نامہ میں بیشتر سجادہ نشین اسلاف کرام کے الفاظ سے بہ استحقاق تمام افتخار بخشا۔ اور یہ بشارت دی کہ گویا ارواح طیبہ ان کے نفس ناطقہ کے وجود کو اپنے نفس کا وجود سمجھتے ہیں اور اس بشارت سے اس خاکسار کو سرفرازی بخشی۔ جاننا چاہیے کہ جب آفتاب ذرّہ کو چمکائے درحقیقت اس نے اپنی ہی ستائش کی ہے اور اپنے ہی نور وضیا کی توصیف میں لب کشائی کی ہے ورنہ یہ معلوم ہے کہ ذرہ کا جب خود کوئی وجود نہیں ہے تو نمود کہاں سے لائے گا۔ پس اس کتاب کے ناظر کو کسی غلط بینی (خوش فہمی) میں نہ پڑنا چاہئے اور نہ کسی کمال کا گمان اس عاجز پر کرنا چاہیے کہ اس میں نہ کسی قسم کی استعداد ہے اور نہ اہلیت۔ نہ اس کی کوئی قیمت ہے اور نہ اس کو کوئی قدر واعتبار حاصل ہے ؎

من ہماں عاشق پارینہ کہ ہستم ہستم

الحاصل فرد۔ وہ خود ہی کہتا اور خود ہی سنتا ہے ہم کو اور تم کو محض ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔

Marfat.com

وھذہ ھی البشارة الموعودة
کتابتها نرجو من فضل اللہ تعالیٰ
رجاءً موکداً محققاً ان یجمع
بیننا وبینکم فی مقعد صدق
عند ملیك مقتدر. حیث
لا حیث وایضا حیث یکون
اعالی الجهات تصور الشمس
واسافلها مثل السراب....
متفوض جمیعا فی ذالك البحر
البشار ثم نرفع رؤسنا بعد
الغوص ولا هناك رؤسنا و
لا نحن بل یکون کل ذالك للہ
باللہ فی اللہ من اللہ الی اللہ وتلك
الامثال نضربها الخ

اور یہی وہ بشارت ہے جس کی کتابت کا
وعدہ کیا گیا تھا ہم امید کرتے ہیں اللہ کے
فضل سے اس امید کی جو موکد اور محقق ہو
(اور) وہ یہ ہے کہ وہ ہم کو تم کو مقام صدق
پر اکٹھا فرمادے جہاں کوئی مقام نہیں ہے
(یعنی لامکان میں) نیز اس مقام پر جو جہت
شمس سے بھی بلند ہو اور ہم اس کا تصور
بھی نہ کر سکیں اور اس کا نچلا حصہ مثل سراب
کے ہو...... یہ سب اس بشارت دینے
والے سمندر میں متفوض (فائض) ہیں پھر ہم
ڈوبنے کے بعد اپنا سر اٹھائیں نہ اس جگہ
ہم ہونگے اور نہ ہمارا سر بلکہ یہ سب للہ باللہ
فی اللہ من اللہ الی اللہ ہوگا اور یہی وہ
مثالیں ہیں جس کی ہم مثال دیتے ہیں الخ

تمام ہوئی اور انجام کو پہنچی کتاب "قول جلی و اسرار الخفی"

بتاریخ ۲۵ ماہ جمادی الاول ۱۲۲۹ھ فقط۔

قارئین کرام سے امید ہے کہ جس جگہ کوئی سہو یا غلطی ہو تو چشم پوشی کریں اور کاتب و جامع اوراق پر لعن طعن نہ کریں کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر تم کسی غلطی پر واقف ہو جاؤ تو اس پر طعنہ زنی مت کرو کیونکہ نفس انسانی خطاؤں سے خالی نہیں ہے۔ یا اللہ ان تینوں شخصوں یعنی مصنف کی کاتب کی اور پڑھنے والے کی مغفرت فرما۔

نقل نمودہ در بلدہ شاہجہاں آباد ۲۰ رجب ۱۲۳۴ھ محمد حسن مذکورہ عبارت بھی صفحہ آخر پر ایک کونے پر مرقوم ہے

Marfat.com

تقریظ کتاب و مدح مترجم و شارح

(عالی قدر مولوی حافظ تقی انور صاحب علوی سلمہٗ جلوہ کاظمی)

بہ باغِ کاظمؒ گل دمیدہ کہ نام نامی تقیؔ انور
چہ حسنِ رعنا چہ طبع رے کش مثیلِ شاہِ تقیؔ حیدرؒ

چہ سِرِّ عرفاں نمود جلوہ ز علمِ حاضر زکشفِ محکم
بہ فیضِ شاہِ حبیبِ حیدرؒ زجذبِ حُبِّ علیؑ حیدرؒ

لباسِ اردو شدہ مزیّن زحسنِ اظہارِ قالِ عارف
تمام اشکالِ حالِ ایشاں شدند آسان و صاف یکسر

چو حال و قالِ بلیؒ نوشتند زِعزم ہمتِ ذہنِ روشن
چہ پاک طینت چہ نیک خصلت بذاتِ زیبا سرِ افسر

التجائے رنجور

تقیؔ انور فگن نگاہے کہ خستہ حالم و ناصبورم
بہ وقتِ آخر بیا بیالیں کہ روزِ محشر خلاص یابم

● —— از معین الدین حسن علوی کاکوروی۔ ایم اے،
(ریٹائرڈ لکچرار اسلامیہ کالج لکھنو)

Marfat.com

قطعہ تاریخ طبع

از نتیجۂ فکر رنگیں طبع معانی آفریں ماہر نکاتِ خفی و جلی
شاعرِ دلپذیر منشی مصلح الدین احمد صاحب اسیر کاکوروی

جھوم اٹھی آج ساری کائنات
پھوٹ نکلی ہے نبات اندر نبات

تم کو بخشی ہے خدا نے وہ حیات
جس کے ہاتھوں میں ہے نبضِ کائنات

اے کہ تو مسرورِ عشقِ عاشقی
اے کہ تو ہے باقیات الصالحات

لن ترانی کی صدا آتی نہیں
اے کہ تو مسرور از ذات و صفات

اے مہ انورِ تقیؒ انور جناب
تم نے دے دی اب زمانہ بھر کو مات

سیہ ولی اللہ کا قول الجلی
بادۂ صافی ست باقی ترہات

۱۰ ۶ ۲ + ۲۱۰ = ۱۹۸۲+۶=۶۱۹۸۸

بادۂ ساقی کو کردو بادۂ صافی اسیر
بے تکلف عیسوی سن آئے ہات

Marfat.com

زندہ جاوید اس کو کر دیا　　کس قدر تعریف کے قابل ہے بات

لوگ سمجھے تھے کہ اب نایاب ہے　　تم نے اس کو بخش دی پھر سے حیات

سب کو ہی ممنون آخر کر دیا　　اے کہ ہے پایندہ تر اس کی ہی ذات

ہے علوم معنوی اسرار حق　　بے شبہ بخشیں گے تم کو علم ذات

حضرت الحضرات کے لے لو قدم　　جن کی بخشش سے ملا آب حیات

مصطفٰے حیدر قلندر بادشاہ　　جن کے قدموں میں ملی راہ نجات

حیدر قلندر شاد باش　　جن کی برکت سے کھلا راز حیات

بنا اذکر بکم حسن اسیر　　بر محمدؐ نیز بر آلش صلوات

لفظ حضرت سے نکالو سال طبع

۱۳۰۸ھ

اے کہ تیری ذات ہے جامع صفات

Marfat.com

قطعہ تاریخ طبع

از قلم فصاحت رقم۔ ادیبِ نازک خیال۔ شاعِر شیریں مقال
گلستانِ سخن۔ صاحبِ مشقِ کہن منشی معین الدین حسن علوی

این سوانحِ عاشقِ شاہِ ولیؒ | نام ملفوظش شدہ ق...
علم سینہ در سفینہ شد عیاں | شاد و فرحاں از حقا...
داد ہمت قلبِ خستہ این کتاب | کج خیالاں شرمسار...
دانش و علم و عمل شانِ ولیؒ | مسلکِ او مسلکِ ...
بود پنہاں در حجاب اندر حجاب | بعد مدت بار ...
نورِ ذاتش ماورائے آفتاب | آخر آخر شد برآ...
کنزِ مخفی بود شد ظاہر زِ غیب | نکتہ ہائے دلکش...
وارداتِ مستند قولِ جلی | حال و قالِ ...

Marfat.com

داستانِ عشق خود رازِ دلی | ذکر کرده بہرِ عشقِ معنوی
وہ چہ خوش گفت حضرت مولائے رومؒ | در کتاب مثنوی کرده برقوم
"عشق جانِ طور آمد عاشقا | طور مست و خرّ موسیٰ صاعِقا
شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما | اے طبیبِ جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموسِ ما | اے تو افلاطون و جالینوسِ ما"
ترجمہ شد پُر سلاست دلنشیں | اے تقی انور ترا صد آفریں
رازِ یزداں فاش کردی برملا | قلب و جاں از نورِ ایماں پُر ضیا
سالِ تاریخ طباعت از خرد | بے کم و بے کاست جستم از عدد

ہاتفش گفتا بہ آواز بلند
گو، چراغ دَر فروغِ نقشبند
۱۴۰۸ھ

Marfat.com

(قطعہ تاریخ طبع)

از تراوش خامہ مشکیں ختامہ سخنور بے مثال۔ شاعر نازک خیال نقشبند معانی پروری
ڈاکٹر افتخار احمد صاحب علوی کاکوروی

خوشا فیضان حق باری تعالیٰ
مبارک آفریں شہکار اعلیٰ
نگاہ شارح قول جلی را
سلامت تہنیت حضرت تقی را
ازیں نور تراجم خلد پیکر
کہ رقصاں رحمت یزداں سراسر
خوشا بختے پے حسن طریقت
منور شد مقامات محبت
لوائے دلنشیں ایمان افزا
فروغ آگہی پیہم سراپا
زباں شستہ بیاں روح پرور
رقم کردہ تقی انور قلندر
مشو علوی پے طبعش پریشاں
ندائے غیب آمد شان رضواں
۱۴۰۸

Marfat.com

پاکستان میں اس کتاب کے جملہ حقوق نشر و اشاعت جناب محمد عسکری
خالدی صاحب سی ۶۵ بلاک ایچ نارتھ ناظم آباد کراچی (فون نمبر ۶۱۱۱۰۸)
اور جناب خورشید انور صاحب خالدی سی ۶۵ بلاک ایچ نارتھ ناظم آباد
کراچی فون (۶۱۱۱۰۸) اور جناب سید عزیز احمد صاحب علوی ۴۳ کیولری
گراؤنڈ آفیسرس کالونی ایکسٹینشن لاہور کینٹ) اور جناب عبدالمعید صاحب ڈی ۹۲
بلاک ایف نارتھ ناظم آباد کراچی فون ۶۷۰۰۴۲ [redacted] کے نام محفوظ ہیں۔

اس کتاب کے کل صفحات کی تعداد ۸۰۳ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ابتدائی صفحات و انتساب	۴
فہرست	۴۸
مقدمہ	۵۵
عرض مترجم و اظہار شکر	۲۱
عکس تحریر حضرت اقدس	۲
ترجمہ	۶۷۵
تقریظ و قطعات تاریخ	۷
صفحہ آخر	۱
	۸۰۳

Marfat.com

کتب خانۂ انوریہ خانقاہِ کاظمیہ کاکوری میں دستیاب

چند مطبوعات

خانقاہِ کاظمیہ کاکوری برصغیر کی خانقاہوں میں ابتدا سے ایک ممتاز اور منفرد مقام کی حامل رہی ہے۔ یہاں کے بزرگوں کی روحانی، علمی و ادبی خدمات کا اعتراف ہمیشہ ملک کے معاصر صوفیاء و علماء کو رہا ہے۔ بانی خانقاہ حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندرؒ ۱۷۴۵ء تا ۱۸۰۶ء سے موجودہ صاحب سجادہ حضرت شاہ محمد مصطفیٰ حیدر قلندر اور ان کے برادر گرامی مولانا حافظ شاہ محمد مجتبیٰ حیدر قلندر مدظلہما تک تمام حضرات صاحب درس و تصنیف علماء بھی رہے ہیں۔ وقت کے تقاضوں کے پیش نظر بکثرت بیش بہا نگارشات بھی سپرد قلم فرمائے اور صدہا مفید عام تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ بکثرت مصنفات ہنوز مخطوطہ کی شکل میں ہیں۔ زیر نظر فہرست یہاں کے حضرات اور ان کے مسترشدین و متوسلین کی صرف ان چند مصنفات کی ہے جو ہنوز کتب خانۂ انوریہ سے دستیاب ہیں۔

۱:- نورِ لاریب فی ترجمہ فتوح الغیب (فارسی) حضرت مولانا شاہ حمایت علی قلندر قدس سرہٗ -/۲۰

۲:- روض الازہر فی مآثر القلندر (فارسی) حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس سرہٗ -/۲۵۰

۳:- تصفیہ شرح تسویہ (شرح فارسی حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ اردو ترجمہ معہ اصل متن حضرت مولانا شاہ تقی حیدر قلندر قدس سرہٗ -/۲۵

Marfat.com

۴:۔ القول المختار فی مسئلۃ الجبر و الاختیار (شرح فارسی حضرت مولنا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ۔ اردو ترجمہ معہ اصل متن، حضرت مولنا شاہ تقی حیدر قلندر قدس سرہٗ) ۱۵/-

۵:۔ زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار " " " " " ۲۰/۰۰

۶:۔ الدر الملتقط فی شرح تحفۃ المرسلہ " " " " ۳۵/۰۰

۷:۔ تنویر الافق فی شرح تبیین الطرق " " " " " ۳۵/۰۰

۸:۔ فیوض العارفین (فارسی) حضرت مولنا شاہ تقی حیدر قلندر قدس سرہٗ ۲۰/-

۹:۔ تعلیمات قلندریہ " " " ۳۵/۰۰

۱۰:۔ رموز الغیب فی ترجمہ فتوح الغیب {اردو ترجمہ معہ اصل متن) از مولوی محمد عالم صاحب فیضی) کاکوروی) ۳۵/-

۱۱:۔ الکہف و الرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم شرح از شاہ محمد دیباج الدین قلندر (ڈپٹی کلکٹر) اردو ترجمہ معہ عربی از حضرت مولنا شاہ تقی حیدر قلندر رح ۵/-

۱۲:۔ تحریر الانور فی تفسیر القلندر (فارسی) حضرت مولنا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ ۱۰/-

۱۳:۔ فاتح الابصار (فارسی) {حضرت مولنا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ (ترجمہ اردو حضرت مولنا شاہ تقی حیدر قلندر قدس سرہٗ) ۱۰/-

۱۴:۔ الدر التیمم فی بیان ایمان آباء النبی الکریم (عربی) حضرت مولنا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہٗ۔ ترجمہ اردو، حضرت مولنا حافظ شاہ علی حیدر قلندر قدس سرہٗ) ۲۰/-

۱۵:۔ سانت رس المعروف بہ نغمات الاسرار (ترجمہ بھاشا) حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہٗ۔ شرح اردو، ترجمہ حضرت مولنا حافظ شاہ محمد مجتبیٰ حیدر قلندر مدظلہٗ ۴۰/-

Marfat.com

۱۶:۔ امرت رس (ہندی) حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ (مقدمہ و شرح حضرت
مولانا حافظ شاہ محمد مجتبیٰ حیدر قلندر مدظلہٗ) -/۵!

۱۷:۔ مطالب رشیدی (فارسی) حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ -/۴۵
ترجمہ اردو حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ حیدر صاحب قلندر مدظلہٗ

۱۸:۔ ہمارے نبیؐ (اردو) (حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ حیدر قلندر مدظلہٗ -/۵

۱۹:۔ الکبریت الاحمر فی تحقیق القلندر (اردو) شاہ محمد وہاج الدین قلندرؒ (ڈپٹی کلکٹر) -/۱۰

۲۰:۔ مناقب المرتضیٰ من مواہب المصطفیٰ (اردو) حضرت مولانا حافظ شاہ علی حیدر قلندر قدس سرہٗ -/۵۰

۲۱:۔ نفائس المنن فی فضائل سیدنا ابی الحسن (اردو) " " -/۵۰

۲۲:۔ تسکین الفواد بذکر خیر العباد (اردو) حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر قدس سرہٗ -/۱۲

۲۳:۔ رفع الحجاب عن فصل الخطاب (اردو) مولوی ایوب احمد صاحب نبیرہ استاذ
العلماء مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی -/۵۰

۲۴:۔ مجموعۂ خطب (عربی) مولوی علی الحیدر صاحب علوی کاکوروی

۲۵:۔ مولود کعبہ (اردو) " " " -/۱۰

۲۶:۔ تذکرۂ گلشن کرم (خانقاہ کاظمیہ کے اورنگ نشینوں کے حالات) (اردو)
مولوی حافظ تقی انور علوی کاکوروی -/۴۰

۲۷:۔ خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی (اردو) " " -/۵۰

۲۸:۔ مقالات انور (اردو) ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی -/۱۰

Marfat.com

۲۹:۔ رشحاتِ قیصری (اردو) ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی -/۵۰

۳۰:۔ ابونواس اور متنبی (اردو) " " " -/۳۵

۳۱:۔ انتخاب کلام خسرو کاکوروی (اردو) " " " -/۴۵

۳۲:۔ کواکب (اردو) " " " -/۴

۳۳:۔ ادبی مقالات (اردو) " " " -/

۳۴:۔ بہارستانِ تراب (اردو) ادیب سحر طراز منشی امیر احمد صاحب علوی کاکوروی (ڈپٹی کلکٹر) -/۱۰

۳۵:۔ عباسیان کاکوری (اردو) مولوی محمد حسن صاحب عباسی کاکوروی مرحوم

۳۶:۔ تنبیہ المفترین (اردو) مولوی محمد عاصم صاحب قیس کاکوروی مرحوم

۳۷:۔ سلسلۂ سوال وجواب (اردو) " " "

۳۸:۔ جلوۂ بینش (اردو) منظر عزیز صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر

کتب خانہ جامعہ محمدیہ
نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ

Marfat.com